کا مقبول ترین سلسلہ
یوتا
43
تیتالیسواں حصّہ

چین کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں گئے۔ یہ ان کی دانش مندی تھی۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ سکتے تھے۔ اگر جسمانی طور پر کہیں جاتے تو دشمن سے ضرور سامنا ہوتا۔ وہ اپنی ذہانت اور دلیری کے باوجود زخمی ہو سکتے تھے' بیمار پڑ سکتے تھے اور کسی حادثے کا شکار ہو کر دماغی طور پر کمزور ہو سکتے تھے۔ ایسے وقت دشمنوں کو اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکتے تھے۔ وہ ایسی نادانیوں سے بچ رہے تھے۔ اسی لیے ان کا ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اب تک کسی کے ہاتھوں مارا نہیں گیا تھا ورنہ دوسرے ممالک میں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوتے رہتے تھے اور مرتے رہتے تھے۔

ان کی اس حکمت عملی سے دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تجسس میں مبتلا رہتے تھے کہ وہ اپنے ملک کے اندر رہ کر کیا کر رہے ہیں اور کس طرح ان کے اہم رازوں تک پہنچ رہے ہیں۔

اسرائیل میں ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کے بعد الپا کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ اس کے اپنے ملک میں اتنے مسائل پیدا ہو رہے تھے کہ وہ چینی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف توجہ نہیں دے سکتی تھی۔ روس میں بھی بیج پال وغیرہ اپنے معاملات میں الجھے ہوئے تھے۔ انہیں بھی چین کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ فرانس نے حال میں مشین تیار کی تھی۔ وہاں نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے حفاظتی انتظامات میں مصروف رہا کرتے تھے۔

امریکا ابھی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے حملے سے محفوظ تھا۔ وہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے بڑی کامیابی سے مختلف ممالک کے معاملات میں مداخلت کرنے لگا تھا۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ والے نمبر تھری کی وجہ سے کچھ پریشان ہو گئے تھے۔ ویسے انہیں اتنا اطمینان حاصل تھا کہ وہ چین کے اندرونی معاملات کی جاسوسی کر سکتے تھے۔

اس طرح صرف امریکا اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس چین کے سرکاری اداروں میں اپنے آلہ کار بنا رہے تھے۔ انہیں چین سے جتنی دشمنی تھی' اتنی ہی بابا صاحب کے ادارے سے بھی تھی۔ کیونکہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بابا صاحب کے ادارے سے ہی وہاں پہنچایا گیا تھا۔ ان کے لیے یہ بات بھی ناقابل برداشت تھی کہ چین میں بابا صاحب کے ادارے کی ایک شاخ قائم کی گئی تھی اور وہاں دوسری تعلیمات کے علاوہ اسلامی تعلیمات بھی دی جاتی تھیں۔ پچھلے

دس ماہ کے عرصے میں بیس ... چینی باشندوں نے جناب عبداللہ واسطی کے ہاتھوں دین اسلام قبول کیا تھا۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا نمبر فور پانچ ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ خیال خوانی کے ذریعے چین پہنچتا رہتا تھا۔ وہاں کے کئی شعبوں میں آلہ کار بنا کر ان کے دماغوں میں رہتا تھا۔ اس نے اپنے ماتحتوں سے کہا "بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ فرانس میں انہوں نے بابا صاحب کے ادارے کو فولادی قلعہ بنا رکھا ہے۔ ہم یہاں اس ادارے کو مضبوط قلعہ بننے نہیں دیں گے۔ تم سب اس ادارے کے اندر پہنچنے کا راستہ نکالو۔"

اس ادارے میں سیکڑوں چینی طلبا و طالبات تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے۔ بڑی عمر کے لوگ بھی وہاں کے مختلف شعبوں میں طرح طرح کے ہنر سیکھ رہے تھے۔ فرانس سے بابا صاحب کے ادارے کے کئی ماہرین کو وہاں بلایا گیا تھا۔ وہ ماہرین بڑی ذمے داری سے اپنے فرائض ادا کر رہے تھے۔ علی اور احمد زبیری وہاں مارشل آرٹ اور جمنازیم کے شعبوں میں طلبا اور طالبات کو ٹریننگ دیتے رہتے تھے۔ لِلی، ماریا اور دلیر آفریدی وہاں کی انتظامیہ میں اہم فرائض ادا کر رہے تھے۔ چینی حکام وہاں کی تعلیم و تربیت سے بہت متاثر تھے۔

جناب عبداللہ واسطی اپنے حجرے میں بیٹھے عبادت میں مصروف رہتے تھے اور روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس ادارے کے ایک ایک فرد کو چیک کرتے رہتے تھے۔ ایسے وقت انہیں معلوم ہوتا رہتا تھا کہ وہاں آنے والے صدق دل سے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں یا کسی سازش کے ارادے سے وہاں پہنچے ہوئے ہیں۔

اس ادارے میں مستقل رہنے والوں کے دماغوں کو لاک کیا گیا تھا۔ کوئی مخالف ان کے اندر نہیں آسکتا تھا۔ صبح آنے اور تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد شام کو واپس جانے والے افراد کو خاص طور پر چیک کیا جاتا تھا۔ نمبر فور نے اس ادارے میں داخل ہونے کی پہلی کوشش کی۔ ایک چینی باڈی بلڈر مارشل آرٹ سیکھنے کے لیے اس ادارے میں جایا کرتا تھا۔ نمبر فور نے اسے ٹریپ کیا۔ ہپناٹزم کے ذریعے اسے اپنا معمول بنایا۔ وہ باڈی بلڈر دوسری صبح بابا صاحب کے ادارے میں جا کر تربیت حاصل کرنے والا تھا۔ نمبر فور اس کے اندر رہ کر وہاں کے ایسے اہم شعبوں تک پہنچ سکتا تھا جہاں صرف خاص افراد کو جانے کی اجازت ملتی تھی۔

دوسری صبح وہ باڈی بلڈر ادارے کے داخلی گیٹ میں آیا، وہاں اس نے ایک مشین میں اپنا شناختی کارڈ پنچ کیا۔ نمبر فور اس کے اندر تھا۔ جب وہ کارڈ پنچ کرنے کے بعد گیٹ کھول کر داخل ہوا تو اچانک ہی نمبر فور کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل گئیں۔ اسے حیرانی ہوئی کہ وہ اچانک کیوں نکل آیا ہے؟ اس نے دوسری بار اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔

اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کا وہ معمول اور محکوم بابا صاحب کے ادارے میں قدم رکھتے ہی کہاں گم ہو گیا ہے۔ خیال خوانی کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔ نمبر فور کے ایک ماتحت نے اس سے کہا "سر! ابھی میں ایک طالبہ کے دماغ میں تھا۔ وہ مجھے محسوس نہیں کر رہی تھی لیکن وہ جیسے ہی ادارے کے گیٹ سے اندر گئی۔ میری سوچ کی لہریں خود بخود واپس آگئیں۔ میں دوبارہ اس کے دماغ میں جانا چاہتا ہوں لیکن میری سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آرہی ہیں۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوتا۔ اس طالبہ کا تو دماغ ہی کہیں غائب ہو گیا ہے۔"

جب شام کو وہ طالبہ اور باڈی بلڈر ادارے سے نکل کر باہر آئے اور اپنے گھروں کی طرف جانے لگے تو ان خیال خوانی کرنے والوں کو پھر ان کے اندر جگہ مل گئی۔ نمبر فور نے باڈی بلڈر سے کہا "تم میرے معمول اور محکوم ہو۔ اس ادارے میں داخل ہوتے ہی تمہارا دماغ کہاں گم ہو گیا تھا؟ تم میری سوچ کی لہروں کو نہیں مل رہے تھے۔"

ایسے وقت جناب عبداللہ واسطی نے کہا "یہ روحانی ٹیلی پیتھی ہے۔ جس طرح تم کسی ایک کے دماغ کو لاک کر دیتے ہو، اسی طرح ہم روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے پورے ادارے کو لاک کر دیتے ہیں۔ اس ادارے کے احاطے کے اندر کبھی کسی کی خیال خوانی کی لہریں نہیں آسکیں گی۔ تم نے آج آزمایا ہے۔ ساری زندگی بھی آزماتے رہو تو دشمن بن کر کبھی یہاں قدم نہیں رکھ سکو گے۔"

ان امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رسانوں نے بھی یہی کوششیں کی تھیں اور اس ادارے کے اندر پہنچنے میں ناکام رہے تھے۔ اس سے پہلے بھی تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے فرانس میں بابا صاحب کے ادارے کے اندر پہنچنے کی ناکام کوششیں کر چکے تھے۔ انہیں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ وہ اس ادارے کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کر سکیں گے۔ نمبر فور نے کہا "کوئی بات نہیں، ہم اس ادارے کے باہر اپنے مطلوبہ افراد کو ٹریپ کر سکتے ہیں۔ اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کا ایک راستہ بند ہو تو دوسرے کئی راستے تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ روحانی ٹیلی پیتھی ہر جگہ رکاوٹ نہیں بنے گی۔"

بیجنگ میں امریکا کی طرف سے ایک صنعتی میلہ لگایا گیا تھا۔ سفارتی تعلقات کی بنیاد پر ایسا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے عداوت رکھنے والے ممالک دوسرے معاملات میں ایک دوسرے سے سماجی، ثقافتی اور کاروباری تعلقات رکھتے ہیں۔ اس میلے میں خواتین سے متعلق سامان، دیگر کاسمیٹکس اور نئے ڈیزائن کے ملبوسات وغیرہ کی دکانیں سجائی گئی تھیں۔ چینی دوشیزائیں بیرونی ممالک کے آئٹمز کو بہت پسند کرتی ہیں۔ لِلی کو بھی ایسی چیزوں کا شوق تھا۔ وہ میک اپ کا سامان اور ملبوسات خریدنے لگی۔

دلیر آفریدی نے کہا "اتنی چیزیں خرید کر کیا کرو گی؟ لائٹ میک اپ کے ذریعے تمہارا حسن نکھر آتا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔"

"دنیا کی کوئی عورت بننے سنورنے کے معاملے میں بس نہیں کرتی۔ وہ اپنے مرد کے سامنے زیادہ سے زیادہ خوبصورت بن کر رہنا چاہتی ہے۔ تم بھی اپنے لیے کچھ خریدو۔"

"مجھے معاف کرو۔ تم خریدتی ہوئی اچھی لگ رہی ہو۔ میں ادھر ریسٹورنٹ میں کافی پینے جا رہا ہوں۔ خریداری کے بعد چلی آنا۔"

وہ اس دکان سے نکل کر ٹہلنے کے انداز میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک ریسٹورنٹ میں آکر بیٹھ گیا۔ وہاں علی ایک چینی دوشیزہ وان شی کے ساتھ بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

وان شی بابا صاحب کے ادارے کی ایک طالبہ تھی۔ تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ مارشل آرٹ سیکھ رہی تھی۔ وہاں علی ٹریننگ دیا کرتا تھا۔ ٹریننگ کے دوران میں وہ اس سے متاثر ہو گئی تھی۔ ابتدا میں وہ وان شی سے کترانے کی کوششیں کرتا رہا پھر وہ بھی اس سے متاثر ہو گیا۔ آج کل وہ دونوں بڑا رومان پرور وقت گزار رہے تھے۔

دلیر آفریدی دوسری میز کی طرف جا رہا تھا۔ علی نے کہا "ہم سے کیوں کترا رہے ہو، یہاں آجاؤ۔"

وہ قریب آکر بولا "میں کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہتا۔ کیوں وان شی، تمہیں ہڈیاں پسند ہیں؟"

وہ مسکرا کر بولی "میں گوشت کے ساتھ ہڈیاں بھی چباتی ہوں۔ ویسے تم ہڈی نہیں ہو، بحث نہ کرو بیٹھ جاؤ۔"

وہ ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا، علی نے پوچھا "لِلی کہاں ہے؟"

"شاپنگ کر رہی ہے۔ میں بور ہو رہا تھا اس لیے یہاں چلا آیا۔ اب تم دونوں کو بور کروں گا۔ میری موجودگی میں تم دونوں محتاط رہو گے، کھل کر باتیں نہیں کر سکو گے۔"

علی نے کہا "تم بھول رہے ہو، ہم خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے کے اندر پہنچ کر رومانس کریں گے۔ تم یہاں آکر بیٹھ گئے ہو، ہمارے اندر آکر تو نہیں بیٹھو گے؟"

ایسے وقت میں ایک چینی نوجوان ان کے قریب آیا پھر دلیر آفریدی سے بولا "ہمارے ملک چین میں چور اچکے نہیں ہوتے۔ پھر بھی تمہیں اپنا سامان اِدھر اُدھر چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے۔"

آفریدی نے کہا "میں نے اپنا کوئی سامان کہیں نہیں چھوڑا ہے۔ تم کون ہو؟ کیا تمہیں کسی کا کوئی سامان ملا ہے؟"

وہ بولا "میں تمہارے سامان کو پہچانتا ہوں۔ تم اسے کاسمیٹکس کی دکان میں چھوڑ آئے ہو۔ وہ بہت خوبصورت ہے، کوئی اسے اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ ہنسنے لگا۔ آفریدی نے اس کے اندر پہنچ کر خیالات پڑھے تو ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ کوئی اس کے اندر سمایا ہوا ہے اور اسے مجبور کر رہا ہے کہ وہ آفریدی کے پاس جا کر اس سے یہ سب کچھ کہے، جو ابھی کہہ رہا تھا۔ آفریدی نے لِلی کے دماغ میں چھلانگ لگائی تو پتا چلا، وہ اس دکان میں نہیں ہے۔ اس فن فیئر گراؤنڈ سے باہر کسی کے ساتھ کار میں جا رہی ہے۔ کار کی پچھلی سیٹ پر سحر زدہ سی بیٹھی ہے۔ علی نے پوچھا "کیا ہوا آفریدی؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "لِلی کو کڈنیپ کیا جا رہا ہے۔"

وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے لِلی کے اندر پہنچ گئے۔ آفریدی نے اسے مخاطب کیا "لِلی! یہ لوگ کون ہیں؟ تم ان کے ساتھ کہاں جا رہی ہو؟"

لِلی کے اندر ایک اجنبی کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو آفریدی، کل رات تم گھوڑے بیچ کر سوتے رہے۔ مجھے لِلی کو کمزور بنا کر ہپناٹائز کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اب یہ میرے شکنجے میں ہے۔"

علی اور آفریدی نے لِلی کے دماغ پر قبضہ جمانے کی کوشش کی۔ پتا چلا وہ بہت مضبوط شکنجے میں ہے۔ نمبر فور کے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اسے جکڑ رکھا تھا۔ آفریدی نے پوچھا "تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

"تم علی اور احمد زبیری کے ساتھ چلے آؤ۔ ہم تمہاری محبوبہ کو بیجنگ سے باہر کہیں چھوڑ دیں گے۔ تم آکر اسے واپس لے جاؤ۔"

ایسے وقت احمد زبیری نے آفریدی کے دماغ میں آکر کہا "ابھی کسی نے ٹیلی فون کے ذریعے مجھے اطلاع دی ہے کہ لِلی کو اغوا کیا جا رہا ہے۔ اگر ہم اس کی واپسی چاہتے ہیں تو بیجنگ کے باہر ہائی وے پر چلے آئیں۔"

آفریدی نے کہا "یہ سچ ہے۔ للی خطرے میں ہے۔ میں وہاں تنہا جاؤں گا۔"

علی نے کہا "وہ ہم تینوں کو وہاں آنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ ہم بابا صاحب کے ادارے کے اہم افراد ہیں۔ وہ ہمیں ایک جگہ بلا کر ایک ساتھ ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔"

آفریدی نے کہا "ان کی پلاننگ صاف طور پر سمجھ میں آرہی ہے۔ اسی لیے میں وہاں تنہا جاؤں گا۔"

احمد زبیری نے کہا "تم تنہا جاؤ۔ مگر ہم تم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔"

وہ دونوں ریسٹورنٹ کے باہر آئے۔ علی نے چونک کر پوچھا "وان شی کہاں ہے؟"

وہ نظر نہیں آرہی تھی۔ علی نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ دوڑتی ہوئی فن فیئر گراؤنڈ سے باہر گئی تھی۔ وہاں ایک کار میں جارہی تھی۔ علی نے پوچھا "کہاں جارہی ہو؟"

وہ کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے بولی "میں للی کے اندر پہنچ کر اس کے حالات معلوم کرچکی ہوں۔ دشمنوں کو کئی طرف سے گھیرنا ہوگا۔ میں اپنے طور پر کچھ کروں گی۔"

علی اور آفریدی دوڑتے ہوئے اس گراؤنڈ سے باہر آئے۔ پھر اپنی اپنی کار میں جاکر بیٹھ گئے۔ ایسے وقت للی نے آفریدی کے دماغ میں آکر کہا "سوری آفریدی! میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں۔ اپنے عامل کی مرضی سے بول رہی ہوں۔ تمہیں علی اور احمد زبیری کے ساتھ آنا ہوگا۔ ورنہ وہیں رک جاؤ۔"

علی کے بھی دماغ میں للی نے کہا "میرے عامل کی مرضی کے خلاف مختلف سمتوں سے آؤگے تو یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ یہاں تم سب کو میری لاش ملے گی۔"

ٹھیک اسی وقت احمد زبیری کے دماغ میں بھی للی نے ایسی ہی بات کی۔ وہ تینوں خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے بولنے لگے۔ آفریدی نے حیرانی سے کہا "للی بیک وقت ہم تینوں کے دماغوں میں آکر کیسے بول سکتی ہے۔"

علی نے کہا "ابھی ہمارے اندر للی نہیں بول رہی تھی۔ وہ ایک نہیں، کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے للی کی آواز اور لہجے میں ہم تینوں کو وارننگ دی ہے۔"

وہ تینوں اپنی اپنی کار میں ہائی وے پر جارہے تھے۔ وہ جہاں تک گئے تھے، وہیں رک گئے۔ سوچ میں پڑگئے کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے۔ دشمنوں نے سختی سے وارننگ دی تھی۔ اگر وہ تینوں ایک ساتھ اپنی موت کا سامان کرنے کے لیے وہاں نہ جاتے تو للی انہیں زندہ دکھائی نہ دیتی۔ اس الجھن کو سلجھانا تقریباً ناممکن تھا۔ ویسے یہ بات موٹی سی عقل میں بھی آسکتی تھی کہ ایک لڑکی کی جان بچانے کے لیے تین کبرو جوانوں کو اپنی جان سے نہیں جانا چاہیے۔

آفریدی نے کہا "للی! جو شخص تمہارے ذریعے ہمیں پھانسنا چاہتا ہے، وہ بہت بڑا بے وقوف ہے۔ اس احمق کو اتنا تو سمجھنا چاہیے کہ میں تمہارا عاشق ہوں، تمہیں بچانے کی خاطر اپنی جان پر کھیلنے کے لیے آسکتا ہوں لیکن علی تیمور اور احمد زبیری بھلا کیوں اپنی جان پر کھیلنا چاہیں گے۔ میں اس دشمن سے کہتا ہوں کہ للی کے سلسلے میں صرف مجھے اپنے ٹارگٹ پر بلائے۔ کیا وہ میری بات سن رہا ہے؟"

للی کے اندر ایک اجنبی آواز سنائی دی "مجھے احمق سمجھنے والے، میں تم سب کو خاک میں ملادوں گا۔ یہ نہ سمجھنا کہ صرف یہی میرے شکنجے میں ہے۔ ہم نے علی کی محبوبہ وان شی کو بھی اچھی طرح جکڑ لیا ہے۔"

یہ سنتے ہی علی نے وان شی کے دماغ میں خیال خوانی کی چھلانگ لگائی، اس سے پوچھا "وان شی! تم خیریت سے ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی "پہلے خیریت سے نہیں تھی، کسی نے للی کی طرح مجھے بھی جکڑ لیا تھا۔ لیکن میں اس سے نجات حاصل کرچکی ہوں۔"

"تم یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو، ہوسکتا ہے وہ دشمن تمہارے اندر رہ کر تمہیں ڈھیل دے رہا ہے؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جس نے میرے دماغ کو جکڑ لیا تھا، اس کے ساتھ شاید اچانک کوئی مسئلہ پیش ہوگیا تھا۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ میں موقع سے فائدہ اٹھا کر تیزی سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی بابا صاحب کے ادارے کے احاطے میں داخل ہوگئی ہوں۔"

اس ادارے کے احاطے کے اندر میلوں دور تک روحانی ٹیلی پیتھی حاوی تھی۔ وہاں کوئی دشمن کسی کے اندر نہیں آسکتا تھا اور جو دشمن پہلے سے موجود رہتا تھا۔ وہ احاطے میں داخل ہوتے ہی دماغ سے نکل جاتا تھا۔ پھر دوبارہ اس دماغ پر حاوی نہیں ہوسکتا تھا۔

علی نے خوش ہوکر کہا "خدا کا شکر ہے، تم نے ذہانت سے کام لے کر دشمنوں سے نجات حاصل کرلی ہے۔ بے چاری للی بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔"

وہ آفریدی کے دماغ میں آیا، آفریدی اور احمد زبیری اس دشمن کو باتوں میں الجھا رہے تھے۔ علی نے وہاں آکر کہا "عقل یہی کہتی ہے کہ ایک لڑکی کی خاطر ہم تینوں اپنی جان نہ دیں۔ تم ہم میں سے کسی ایک کو اپنے ٹارگٹ پر بلاؤ۔ یہاں سے کوئی ایک ابھی چلا آئے گا۔"

ایک شکست خوردہ سی آواز میں کہا گیا "وان شی، ہماری گرفت میں تھی۔ ابھی پتا چلا ہے کہ وہ بابا صاحب کے ادارے میں جاکر چھپ گئی ہے۔ اب ہم صرف ایک للی کو عمال بنا کر تمہاری مجبوریوں اور کمزوریوں سے نہیں کھیل سکیں گے۔ ہماری یہ چال کمزور ہوگئی ہے۔"

آفریدی نے کہا "تو پھر میری بات مان لو۔ میں اپنی للی کو حاصل کرنے کے لیے وہاں تنہا آؤں گا۔"

"نہیں! ہم تمہاری چال بازیوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ تم بظاہر تنہا آؤگے مگر تمہارے دوسرے ساتھی مختلف سمتوں سے ہمیں گھیرنے آئیں گے۔ ہم یہ بازی چھوڑ رہے ہیں اور للی کو رہا کررہے ہیں۔ پھر کبھی تم سے نمٹ لیں گے۔"

آفریدی کے دماغ میں خاموشی چھاگئی۔ عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی تھی کہ وہ للی کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر رہا کردیں گے۔ آفریدی نے کہا "دیکھو! تم ایسی بات کہہ رہے ہو جس پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ تم اسے ثابت و سالم واپس نہیں کروگے۔ میں وارننگ دیتا ہوں، اگر اسے جسمانی یا دماغی طور پر نقصان پہنچاؤگے تو میں تمہارے ملک کے اکابرین کو سکون سے نہیں رہنے دوں گا۔"

آفریدی انہیں دھمکیاں دے رہا تھا لیکن اس کے اندر خاموشی تھی۔ نہ للی بول رہی تھی، نہ کوئی دشمن بول رہا تھا۔ احمد زبیری نے کہا "وہ جاچکا ہے۔ ہمیں للی کی خبر لینا چاہیے۔"

ان تینوں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ للی کے اندر پہنچ گئے۔ وہ وہاں سے کئی کلومیٹر دور ہائی وے کے کنارے ایک اوپن ریسٹورنٹ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ آفریدی نے پوچھا "للی! تم خیریت سے ہو؟"

وہ بولی "اوہ میری جان آفریدی، میں تمہارا کب سے انتظار کررہی ہوں۔ تم اتنی دیر بعد میری خبر لے رہے ہو؟"

"ہم تقریباً ایک گھنٹے سے تمہاری سلامتی کے لیے جدوجہد کررہے ہیں۔ دشمنوں نے تمہارے دماغ کو جکڑ لیا تھا۔ تم غائب دماغ ہوگئی تھیں اور وہ سب ہمارے اندر آکر تمہاری آواز اور لہجے میں بول رہے تھے۔ ہم یہ سمجھتے رہے کہ تم دشمنوں کی مرضی کے مطابق ہمارے اندر آکر بول رہی ہو۔"

"ہاں، میں کچھ دیر کے لیے غائب دماغ ہوگئی تھی۔ اب محسوس کررہی ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ نامعلوم دشمن مجھے اس ریسٹورنٹ میں چھوڑ گئے ہیں۔ کیا تم آرہے ہو؟"

آفریدی پہلے ہی کار اسٹارٹ کرکے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا ادھر جارہا تھا۔ علی اور احمد زبیری جہاں تھے، وہاں سے وہ بھی اس ریسٹورنٹ کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔ علی نے کہا "یہ دشمنوں کی چال ہوسکتی ہے۔ آفریدی تمہیں اس ریسٹورنٹ میں پہنچ کر محتاط رہنا چاہیے۔"

احمد زبیری نے کہا "آفریدی! اپنی رفتار کم کرو۔ پہلے ہمیں وہاں پہنچنے دو۔ تمہارے خیالات بتارہے ہیں کہ تم اپنی للی کے لیے جذباتی ہورہے ہو۔ ان حالات میں جذباتیت نقصان پہنچاتی ہے۔"

آفریدی نے کار کی رفتار سست کرتے ہوئے للی سے پوچھا "دشمنوں نے تمہیں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اس وقت تم نے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟ کیا دماغی کمزوری ہے؟ کیا ابھی خیال خوانی کے قابل نہیں ہو؟"

"پہلے کمزوری محسوس کررہی تھی لیکن اب خیال خوانی کرسکتی ہوں۔ تمہارے اندر آرہی ہوں۔"

علی نے فوراً کہا "آفریدی! اسے اپنے دماغ میں نہ آنے دو۔ اس کے ذریعے دشمن بھی آئیں گے۔ صرف ہم اس کے دماغ میں جاتے رہیں گے۔"

آفریدی نے کہا "للی! ابھی تم دماغی الجھنوں میں رہی ہو۔ خیال خوانی نہ کرو، میں تمہارے اندر رہوں گا۔"

آفریدی سست رفتاری سے ڈرائیو کرتا ہوا ایک جگہ رک گیا۔ للی جس ریسٹورنٹ میں بیٹھی ہوئی تھی، وہ وہاں سے دو سو گز کے فاصلے پر تھا، وہ بولا "للی! ریسٹورنٹ سے باہر آکر دیکھو۔ بہت دور تمہیں ایک بلو کلر کی کار دکھائی دے گی، وہاں چلی آؤ۔"

للی اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ کاؤنٹر پر بل ادا کرکے اس نے باہر آکر دیکھا۔ بہت دور ایک کار بیجنگ کی طرف جانے کے لیے یوٹرن لے رہی تھی۔ آفریدی نے کہا "ہاں یہ وہی کار ہے۔ میں اسے واپسی کے لیے موڑ رہا ہوں۔ چلی آؤ، مگر آہستہ آہستہ آؤ۔ میں تمہارے آس پاس چھپے ہوئے دشمنوں کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ تم وہاں کیوں رک گئی ہو؟ کوئی پریشانی ہے؟"

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی "نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں آرہی ہوں۔"

علی اور احمد زبیری بہت پہلے ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔ ویسے وہ خود نہیں آئے تھے، چار عدد چینی باشندوں کو آلہ کار بنا کر اس ریسٹورنٹ میں پہنچایا تھا۔ اس طرح دشمن ان دونوں کی موجودگی کو وہاں سمجھ نہیں سکتے تھے۔

وہ دونوں وہاں پہنچتے ہی اپنے آلہ کاروں کے ذریعے دشمنوں کی بو سونگھ رہے تھے۔ کسی کی شناخت نہیں ہورہی تھی۔ وہاں سب ہی ہائی وے سے گزرنے والے مسافر تھے۔

للی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کار میں آکر آفریدی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔

للی اس کے قریب ہوکر اس سے چپک گئی۔ پھر بولی "تھینکس گاڈ! ایک مصیبت سے نجات ملی ہے۔ مجھے ایک ہاتھ سے اپنے بازو میں لو۔"

اس نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہوئے اسے دوسرے ہاتھ سے اپنے قریب سمیٹ لیا۔ کار تیزی سے جارہی تھی۔ اندر کا ماحول رومان پرور ہوگیا تھا۔ وہ بولا "تم مجھ سے لگ کر میرے اندر آگ بھڑکانے لگتی ہو۔"

وہ بولی "میں تمہارے بدن سے لگ رہی ہوں۔ کیا تم محسوس کررہے ہو کہ میرے ساتھ موت بھی تم سے لگی ہوئی ہے؟"

آفریدی نے اپنی کمر میں چبھن سی محسوس کی، وہ بولی "یہ ریوالور ہے۔ میرے دماغ میں ہلچل مچانے اور میرے ہاتھ سے ریوالور گرانے کی حماقت نہ کرنا۔ گولی چل جائے گی، حرام موت مروگے۔"

علی اور احمد زبیری الرٹ ہوگئے لیکن ان کے الرٹ ہونے میں دیر لگی۔ کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں نے للی کے دماغ کو جکڑ لیا تھا۔ آفریدی نے کہا "للی! میں تمہیں دشمنی سے باز رہنے کے لیے نہیں کہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں تم ان کے ہاتھوں مجبور اور بے بس ہوگئی ہو۔ تم وہی کروگی جو وہ چاہتے ہیں۔"

وہ دشمن کی مرضی کے مطابق بولی "تم نے میرے عامل کو احمق کہا تھا۔ تم سمجھ رہے تھے کہ وہ صرف مجھ جیسی ایک لڑکی کے ذریعے تم تینوں کو ٹریپ کرنا اور ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ مگر افسوس، تم تینوں اس کی چالاکی کو سمجھ نہیں پائے۔ اس کی اصل چال یہی تھی، وہ میرے ذریعے پہلے تمہیں پھانسنا چاہتا تھا، اب ہم دونوں اس کے شکنجے میں ہیں۔"

پھر وہ بولی "میں علی اور احمد زبیری سے بول رہی ہوں۔ تم دونوں صرف ایک کے لیے تین جانوں کی قربانیاں نہیں دینا چاہتے تھے لیکن اب دو کے لیے تو قربانی دینی ہی ہوگی۔ تمہارے لیے میں بھی اہم ہوں اور آفریدی بھی اہم ہے۔ کیا تم چاہوگے کہ میں آفریدی کو گولی ماردوں اور دشمن مجھے مار ڈالیں؟"

آفریدی نے کہا "واقعی دشمن بہت مکار ہے۔ اس کی چال کمزور نہیں تھی۔ ہم دھوکا کھاگئے۔ اب بولو کیا چاہتے ہو؟ علی اور احمد زبیری مجھے اور للی کو بچانے کے لیے ضرور آئیں گے۔ بتاؤ، انہیں کہاں آنا چاہیے؟"

دشمن للی کے ذریعے جواباً کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن جواباً کچھ کہنے سے پہلے ہی آفریدی نے تیز رفتار گاڑی کو اچانک بریک لگاکر ایک جھٹکے سے روکا تو وہ رکتے رکتے ایک طرف گھومتی ہوئی ایک درخت سے ٹکرا گئی۔ اچانک بریک لگانے کے بعد للی سامنے ڈیش بورڈ سے ٹکراگئی تھی۔ دشمنوں نے اس کے ذریعے گولی چلائی تھی لیکن ایسے وقت تو ہاتھ بھی بہکتا ہے۔ نشانہ بھی چوکتا ہے۔ وہ اس کے ذریعے آفریدی پر دوسری گولی نہ چلاسکے، کیونکہ للی بری طرح زخمی ہوگئی تھی۔ علی اور احمد زبیری کو اس کے کمزور دماغ میں جگہ مل گئی تھی۔ اب دشمن اسے پوری طرح اپنی گرفت میں نہیں رکھ سکتے تھے۔

آفریدی نے اس کے ہاتھ سے گرے ہوئے ریوالور کو اٹھالیا۔ پھر کہا "ہم اتنے نادان نہیں ہیں۔ یہ جانتے تھے کہ تم للی کے دماغ میں چھپ کر آؤگے۔ میں نے اسے بچانے کے لیے یہ خطرہ مول لیا تھا۔ اب کیا کروگے؟"

دشمن نے کہا "ہم تم تینوں تک نہ پہنچ سکے۔ کوئی بات نہیں للی کے اندر زلزلے پیدا کرکے اسے ابھی حرام موت مارسکتے ہیں۔"

آفریدی نے للی کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر کہا "تم مارنا جانتے ہو۔ ہم بچانا جانتے ہیں۔ للی زندہ رہے گی اور اسی طرح زندہ رہے گی۔"

اس نے للی کے سر کو ڈیش بورڈ پر دے مارا، اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ پھر وہ ایک دم سے ساکت ہوکر اس کی آغوش میں ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔ ایسی حالت میں اس کے اندر زلزلہ پیدا نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہوش وحواس سے محروم رہنے والے دماغ پر خیال خوانی کی لہریں اثرانداز نہیں ہوتی ہیں۔

اس نے سنگدلی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اپنی محبوبہ کو زخمی کیا تھا۔ اس کے سر کو ڈیش بورڈ سے ٹکراکر اسے تکلیف پہنچائی تھی۔ اسے بے ہوش کردیا تھا لیکن کبھی کبھی زندگی کو بچانے کے لیے بے رحم ڈاکٹروں کی طرح اپنوں کو ایسے آپریشن سے گزارا جاتا ہے۔

وہ تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتا ہوا بابا صاحب کے ادارے کی طرف جارہا تھا۔ اس ادارے کے اندر پہنچ کر للی ہوش میں آنے کے بعد بھی محفوظ رہ سکتی تھی۔ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے اندر پہنچ نہیں پاتا تھا۔

○☆○

بائرن ٹوڈ نے اولڈ مین کو دوست بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس پراسرار بوڑھے نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آتے ہی مجھ سے ٹکرلی تھی۔ شیوانی اور پورس کو نقصان پہنچاکر یہ ثابت کیا تھا کہ وہ زبردست ہے۔ آئندہ دوسرے ٹیلی پیتھی

جاننے والوں کو بھی دن میں تارے دکھاتا رہے گا۔

بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں نے اس سے متاثر ہوکر سوچا تھا کہ اس سے دوستی کرکے اسے مسٹری مین سے لڑایا جاسکتا ہے۔ اگر مسٹری مین اس کے مقابلے میں کمزور پڑے گا تو بائرن ٹوڈ اسے قلعے سے بھگانے میں کامیاب رہے گا لیکن بات نہ بن سکی۔ وہ بوڑھا بہت مغرور تھا۔

اس نے صاف کہہ دیا تھا۔ وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو دوست نہیں بنائے گا۔ غلام بناتا رہے گا۔ مارلی کا وہ قلعہ اور جزیرہ لن تاؤ بہت اہم ہے۔ وہ جلد ہی اس قلعے کے اندر پہنچ کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے گا۔

اس کے اس چیلنج نے بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں کو تشویش میں مبتلا کردیا تھا۔ انہیں اس کی قوت کا صحیح اندازہ نہیں تھا لیکن اس کے تیور بتارہے تھے کہ وہ اس قلعے کے اندر گھس کر رہے گا۔

بائرن ٹوڈ نے ایک آلہ کار کے ذریعے مسٹری مین کو مخاطب کیا۔ اس سے پوچھا "کیا تم کسی بوڑھے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے واقف ہو؟"

مسٹری مین نے کہا "میں ایسے کسی بوڑھے سے واقف نہیں ہوں۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے، وہ بوڑھا تم سے زیادہ پراسرار ہے۔ تمہارے بارے میں اسے اتنا علم ہے کہ تم یورپ کے کسی علاقے میں رہتے ہو۔ تمہارے ماتحتوں کے بارے میں بھی کسی حد تک علم ہے۔ لیکن اس بوڑھے کا کوئی پتا ٹھکانا نہیں ہے۔ اس کی طاقت کا اندازہ اس طرح کرسکتے ہو کہ اس نے فرہاد علی تیمور کی بہو شیوانی کو مارڈالا ہے۔ دنیا کے سب سے پرانے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے لیے چیلنج بن گیا ہے۔"

مسٹری مین نے کہا "تعجب ہے۔ وہ پراسرار بوڑھا اچانک کہاں سے پیدا ہوگیا ہے؟ وہ کبھی ہم سے بھی ٹکراسکتا ہے۔"

"میں نے یہی سوچ کر اسے دوست بنانے کی کوشش کی تھی۔ اسے یہ آفر دی تھی کہ ہم متحد ہوکر فرہاد کے پورے خاندان کو نیست ونابود کرسکتے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں بھی سرنگ بناسکتے ہیں لیکن وہ بہت مغرور ہے۔ کسی سے دوستی نہیں کرنا چاہتا۔ اس نے چیلنج کیا ہے کہ وہ ہمارے قلعے کے اندر جلد ہی پہنچے گا۔ ہم سب کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کرے گا۔"

"ہم موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں کہ وہ اپنی ٹیلی پیتھی سے ہمیں پگھلادے گا۔ وہ اپنے متعلق کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہوگیا ہے۔ ویسے تم نے اس سے دوستی کرنے کی غلطی کی تھی۔ وہ دوست نہ بن سکا دشمن بن گیا۔ تم نے ہمارے لیے ایک نئی مصیبت پیدا کردی ہے۔"

"وہ مصیبت خود پیدا ہوئی ہے۔ مجھے الزام نہ دو۔"

"تمہیں مجھ سے مشورہ کرنے کے بعد اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہیے تھا۔ تمہاری نیت میں کھوٹ ہے۔ تم میرے خلاف اسے دوست بنانے کی کوشش کررہے تھے۔"

"تم بکواس کررہے ہو۔ میں کسی کو بھی دوست یا دشمن بناسکتا ہوں۔"

"یہ نہ بھولو کہ اس قلعے پر ہماری مشترکہ حکمرانی ہے۔ تم کسی کو بھی دوست یا دشمن بناؤگے تو یہاں ہمارا اتحاد کمزور ہوگا۔ ہماری کمزوری سے دشمن فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے اپنا اقتدار قائم رکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ آئندہ میں تمہاری لاعلمی میں کسی کو دوست یا دشمن نہیں بناؤں گا۔ ویسے تم پراسرار رہ کر بہت سے پراسرار مجرموں کو جانتے ہو۔ ان میں سے ہر ایک کے اندر گھس کر معلوم کرو۔ آخر وہ پراسرار بوڑھا کون ہے؟"

"میں بھی تشویش میں مبتلا ہوگیا ہوں۔ ضرور اس کا سراغ لگاؤں گا۔"

ان کا رابطہ ختم ہوگیا۔ بائرن ٹوڈ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "ہم اپنے مزاج کے خلاف مسٹری مین کے اقتدار کو اسی قلعے میں برداشت کررہے ہیں۔ تم سب آخر کیا کررہے ہو؟"

ہاروے نے کہا "مسٹری مین نے قلعے میں سیکیورٹی افسر اور وہاں کے مسلح گارڈز کو آلہ کار بنا رکھا ہے۔ ابھی اس سیکیورٹی افسر کی ڈیوٹی ختم ہونے والی ہے۔ وہ صبح تک آرام کرنے کے لیے اپنے کوارٹر میں جائے گا۔ میں نے اسے ٹریپ کرنے کے انتظامات کیے ہیں۔"

دوسرے ساتھی بیکر برائٹ نے کہا "آج رات ہمیں ایک بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔ ہم اس سیکیورٹی افسر کے ذریعے دوسرے گارڈز تک بھی پہنچتے رہیں گے۔"

بائرن ٹوڈ اور مسٹری مین بظاہر دوستانہ انداز میں قلعہ اور جزیرے کے حکمران بنے ہوئے تھے لیکن اندر ہی اندر ایک دوسرے کی جڑیں کاٹنے کی کوششیں کررہے تھے۔ مسٹری مین نے بائرن ٹوڈ وغیرہ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ جس مارلی کو انہوں نے قلعے کے اندر ہلاک کیا تھا وہ نیویارک میں زندہ ہے۔

وہ اور اس کا ماتحت اَن نون اس ڈمی مارلی کو اصلی سمجھ رہے تھے۔ اس کے اندر یہ شدید خواہش پیدا کررہے تھے کہ فرہاد جب بھی اس کے اندر آرہا ہے گا۔ وہ اسے دوبارہ قلعے

کے اندر جانے کے لیے بولتی رہے گی۔ وہ فرہاد کو مجبور کرے گی تو وہ مارلی کو دوبارہ قلعے میں پہنچانے کے لیے بائرن ٹوڈ اور مسٹری مین کے خلاف کارروائی کرے گا تو ایسے وقت مسٹری مین مارلی کے اندر رہ کر فرہاد کی کارروائیوں سے باخبر رہے گا اور بائرن ٹوڈ بے خبری میں نقصان اٹھا کر وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جائے گا۔

مسٹری مین ایک تو ڈمی مارلی کے ذریعے ایسی چالیں چل رہا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ بھی قلعے کے اندر بائرن ٹوڈ کے خاص آلہ کاروں کے اندر پہنچنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ بائرن ٹوڈ نے قلعے کے انچارج اور وہاں کی انتظامیہ کے عہدے داروں کو اپنا آلہ کار بنا رکھا تھا۔ ان تمام آلہ کاروں کے دماغ مقفل تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے آلہ کاروں کے اندر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

ویسے یہ ان کے کمزور حفاظتی انتظامات تھے۔ ان دونوں کے پاس اتنے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں تھے کہ وہ قلعہ کے اندر اپنے تمام آلہ کاروں کے اندر رہ کر دن رات ان کی نگرانی کرتے۔ ان دونوں کو اپنے دوسرے معاملات میں بھی مصروف رہنا پڑتا تھا۔ ایسے وقت کوئی بھی، کسی وقت بھی کسی آلہ کار کے اندر سرنگ بنا سکتا تھا۔

اور یہی ہو رہا تھا۔ ایک رات مسٹری مین نے انچارج کے کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی۔ اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ مسٹری مین کو انچارج کے اندر جگہ بنانے کے سلسلے میں کئی ماہ لگ گئے تھے یہ کام آسان نہیں تھا لیکن مسلسل کوششوں کے بعد آسان ہو گیا تھا۔

ٹھیک اسی طرح بائرن ٹوڈ کے ساتھیوں نے مسلسل کوششوں کے بعد مسٹری مین کے خاص آلہ کار سیکورٹی افسر کے دماغ میں رسائی حاصل کی تھی۔ کسی کے آلہ کار کو ٹریپ کرنے کے بعد انہیں اپنا آلہ کار بنانے اور بیک وقت دشمن کا بھی آلہ کار بنائے رکھنے کے چند مخصوص طریقے تھے۔

ماروے نے سیکورٹی افسر کو ہپناٹائز کر کے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ وہ بدستور مسٹری مین کا معمول بنا رہے گا لیکن خاص سگنل ملتے ہی وہ مسٹری مین کے خلاف بائرن ٹوڈ کے احکامات کی تعمیل کرے گا۔

بائرن ٹوڈ نے بھی یہی کیا۔ اس نے قلعے کے انچارج کو اپنا معمول بنا لیا۔ آئندہ مسٹری مین اس انچارج کے اندر پہنچ کر یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ بائرن ٹوڈ بھی اسی کی طرح کی چالیں چل رہا ہے۔

دونوں ایک دوسرے کے خلاف ایک جیسی چالیں چل رہے تھے۔ محتاط انداز میں اپنے آلہ کاروں کے چور خیالات بھی پڑھتے رہتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ وہ تمام آلہ کار ایک دوسرے کے ہاتھوں سے نکلتے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں سیکورٹی افسر اور انچارج کے بعد دوسرے آلہ کاروں کے مقفل دماغوں میں بھی پہنچ رہے تھے۔

ایک رات ایک اسمگلر کا جہاز قلعے کے سامنے سمندر سے گزر رہا تھا۔ ایسے وقت بائرن ٹوڈ نے سیکورٹی افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس افسر نے اس کے حکم کے مطابق اپنے ماتحت گارڈز کو حکم دیا کہ اس جہاز کو گزرنے نہ دیں۔ تباہ کر دیں۔ ان تمام سیکورٹی گارڈز نے قلعے کی بلندیوں سے راکٹوں سے حملے کیے اور اس جہاز کے پرخچے اڑا دیے۔

مسٹری مین کے ماتحت وارنر نے کہا "باس! غضب ہو گیا۔ ہمارے سیکورٹی افسر نے اس مال بردار جہاز کو تباہ کر دیا ہے۔ جس کا اسمگلر ہمیں مقررہ حصہ دے چکا تھا۔"

مسٹری مین نے سیکورٹی افسر کے دماغ میں آ کر غصے سے کہا "یہ تم نے کیا کیا ہے؟ تمہیں بتایا گیا تھا کہ اس جہاز کے اسمگلر نے ہمارا حصہ ہمیں ادا کر دیا ہے۔ اس جہاز کو سلامتی سے گزرنے دیا جائے لیکن تم نے کروڑوں روپے کا مال اس جہاز سمیت سمندر میں ڈبو دیا ہے۔ جرائم کی دنیا میں مجرم ایک دوسرے سے وعدہ خلافی نہیں کرتے ہیں، تم نے ایسا کیوں کیا؟؟"

بائرن ٹوڈ نے سیکورٹی افسر کے اندر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "میں اولڈ مین ہوں۔ میں نے چیلنج کیا تھا۔ اس قلعے کے اندر گھس کر رہوں گا۔ میں نے اس سیکورٹی افسر کے اندر جگہ بنالی ہے اور تم یہ نہیں جانتے کہ میں اس کے ذریعے کتنوں کے دماغوں میں پہنچ چکا ہوں۔ تم کتنوں کو گولی مارو گے، مجھے کتنوں کے دماغوں سے نکالنا چاہو گے؟"

مسٹری مین نے حیرانی سے پوچھا "تم نے میرے آلہ کاروں کے اندر کس طرح جگہ بنائی ہے؟"

وہ بولا "صرف تمہارے ہی نہیں، میں نے بائرن ٹوڈ کے آلہ کاروں کے اندر بھی جگہ بنائی ہے۔ ان سب کے خیالات پڑھنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے کون کس کا آلہ کار ہے اور اب تو یہ سب میرے بھی محکوم اور معمول بن چکے ہیں۔"

مسٹری مین نے ایک آلہ کار کے ذریعے بائرن ٹوڈ سے کہا "اپنی حماقت کا نتیجہ دیکھ لو۔ تم اولڈ مین سے دوستی کرنا چاہتے تھے۔ وہ دشمن بن کر ہمارے تمام اہم آلہ کاروں کے اندر پہنچ چکا ہے۔"

بائرن ٹوڈ نے کہا "مجھے غصہ نہ دکھاؤ۔ میں تمہارا محکوم اور غلام نہیں ہوں۔ وہ اولڈ مین جتنے آلہ کاروں کے دماغوں میں پہنچا ہوا ہے۔ انہیں گولی مار دو۔ اسے یہاں سے بھگانے کا یہی ایک طریقہ ہے۔"

"وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ میرے اور تمہارے کئی آلہ کاروں کے اندر پہنچ چکا ہے۔ ہم کتنوں کو گولی ماریں گے؟ قلعے کے اہم افراد مرتے رہیں گے۔ بعد میں ہم دوسروں کو آلہ کار بنائیں گے تو پتا چلے گا کہ اولڈ مین ان کے اندر بھی پہنچا ہوا ہے؟"

بائرن ٹوڈ کے ساتھی ہاروے نے اولڈ مین بن کر ہنستے ہوئے کہا "تم سب کوشش کر کے دیکھ لو۔ اب مجھ سے نجات حاصل نہیں کر سکو گے۔ آج میں نے ایک جہاز کو تباہ کیا ہے۔ مجھے میرا حصہ نہیں ملے گا تو میں یہاں سے بھی اسمگلر کسی کے جہاز کو گزرنے نہیں دوں گا۔ اس سے پہلے کہ کسی دوسرے جہاز کو تباہ کروں، ابھی میرا حصہ مقرر کر دو۔"

مسٹری مین مجبور ہو گیا تھا۔ اگر وہ حصہ مقرر نہ کرتا تو دوسری رات وہاں سے ایک اور جہاز گزرنے والا تھا۔ اس جہاز کے مالکان بھی اسے ایک لاکھ ڈالر ادا کر چکے تھے۔ وہ جرائم کی دنیا میں ناقابل اعتماد کہلانے والا تھا۔ کچھ عرصے کے لیے جہاز وہاں سے گزرنا چھوڑ دیتے تو ہر رات لاکھوں روپے کی آمدنی رک جاتی۔ وہ بہت بڑا نقصان اٹھانے والا تھا۔ اس نے بائرن ٹوڈ سے پوچھا "تم کیا کہتے ہو؟"

بائرن ٹوڈ نے کہا "میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہمیں اس سمندر میں اپنے دھندے کو جاری رکھنا ہے۔ اس پراسرار اولڈ مین کو حصہ دینا ہی پڑے گا۔ اس بوڑھے سے سمجھوتا کرنا ہی پڑے گا۔"

مسٹری مین نے کہا "ٹھیک ہے۔ ہم اولڈ مین کو اپنی آمدنی کا دس فیصد دیا کریں گے۔"

ہاروے نے اولڈ مین کی حیثیت سے کہا "کیا مجھے خیرات دے رہے ہو؟ یہاں سے جتنی آمدنی ہوتی ہے، اس کے تین حصے کیے جائیں گے۔ میں انصاف کی بات کہہ رہا ہوں۔ ہم تینوں برابر کے حصے دار رہیں گے۔"

مسٹری مین مجبور ہو گیا تھا۔ بائرن ٹوڈ بھی مجبوری ظاہر کر رہا تھا۔ وہ اسے برابر کا حصہ دار بنانے پر راضی ہو گئے۔ ہاروے نے انہیں ایک خفیہ بینک اکاؤنٹ نمبر بتا کر کہا "بارہ گھنٹے کے اندر اس اکاؤنٹ میں میرے حصے کی پہلی رقم جمع کرا دی جائے۔"

یہ فیصلہ ہو گیا۔ بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں کی چاندی ہو گئی۔ پہلے وہ آمدنی کا ففٹی پرسنٹ وصول کرتے تھے۔ اب وہ مسٹری مین کے مقابلے میں زیادہ حصہ حاصل کرنے والے تھے۔ بائرن ٹوڈ نے کہا "اب ہمیں مسٹری مین سے نمٹنے کا راستہ مل گیا ہے۔ آئندہ ہم ایک اور فرضی دشمن کو قلعے کے اندر لائیں گے اور وہ فرضی دشمن بن کر آمدنی کے چار حصے کریں گے۔ اس طرح ہمیں تین حصے ملیں گے اور وہ پراسرار بن کر رہنے والا مسٹری مین، صرف ایک حصے پر گزارا کرے گا۔"

وہ بہت خوش تھے اور آئندہ زیادہ سے زیادہ حصے حاصل کرنے کی پلاننگ کر رہے تھے۔ میں اور سونیا وقتاً فوقتاً قلعے کے انچارج سیکورٹی افسر اور انتظامیہ کے اعلیٰ عہدے داروں کے اندر پہنچنے کی کوششیں کرتے رہتے تھے اور وہ سانس روک لیا کرتے تھے۔ ہمیں بار بار واپس آنا پڑتا تھا۔ بار بار ناکامی ہوتی تھی لیکن یہ امید تھی کہ کبھی نہ کبھی کامیابی حاصل ہو گی۔

ایسے وقت بائرن ٹوڈ اور مسٹری مین ایک دوسرے کے آلہ کاروں کے اندر جگہ بنانے کی سازشیں کرنے لگے اور رفتہ رفتہ ایک ایک کو ہپناٹائز کرنے لگے تو میں اور سونیا ایسے عمل کے دوران میں ان کے اندر پہنچ گئے، پہلے صرف دو افراد کے اندر جگہ ملتے ہی ہم نے وہاں کے اہم افراد کو نظر انداز کیا۔ قلعے کے عام خدمت گاروں کے اندر جگہ بنانے لگے۔

اس دوران میں ثانی نے مجھ سے کہا "پاپا! میں کرسٹی کے دماغ میں خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ ایسے وقت میں نے اس کے اندر ایک اجنبی کی آواز سنی۔"

مسٹری مین اور ان نون کرسٹی کے سلسلے میں دھوکا کھا رہے تھے کہ وہ میڈم مارلی ہے۔ لیکن نمبر آٹھ اور سڈنی یہ جانتے تھے کہ کرسٹی کو میڈم مارلی بنایا گیا ہے۔

میں نے ثانی سے کہا "میں تمہاری معمول کرسٹی کے دماغ میں آ رہا ہوں۔ ویسے یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ تم دھوکا کھاتی رہی ہو۔ وہ اجنبی شاید پہلے سے کرسٹی کے دماغ میں موجود تھا۔"

میں کرسٹی کے اندر پہنچ کر اس کے چور خیالات معلوم کرنے لگا۔ ایسے وقت اس اجنبی کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو ثانی! اگرچہ یہ مارلی بنی ہوئی ہے لیکن میں جانتا ہوں۔ اس سے پہلے تم نے اسے اپنی ڈمی بنایا تھا۔ اسی وقت مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم ثانی ہو۔"

ثانی نے پوچھا "تم مجھے جان چکے ہو اور خاموش رہ کر میری یہ تمام پلاننگ دیکھتے رہے ہو۔ شاید یہ سمجھ گئے ہو کہ میں نے کرسٹی کو مارلی کیوں بنایا ہے۔"

اس نے کہا "ان نون کے بارے میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ پہلے ہانگ کانگ میں تھا اور مارلی کے قلعے پر قبضہ جمانا چاہتا تھا۔ تم کرسٹی کو مارلی بنا کر دھوکا دے رہی ہو کہ وہ مردہ نہیں زندہ ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان نون کے ساتھ وہ دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا شخص کون ہے۔"

ثانی نے کہا "وہ ایک بہت ہی پراسرار ٹیلی پیتھی جاننے

والا ہے۔ میں اس کا نام بتاسکتی ہوں لیکن مجھے بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تم کون ہو؟"

"تم فرہاد علی تیمور کی بہو ہو۔ تم لوگوں سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ تم سب دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان کی آوازوں اور لہجوں سے پہچانتے ہو۔ میں تم سے خود کو نہیں چھپاؤں گا۔ میں ایک نوزائیدہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔"

"نوزائیدہ ہو۔ مگر پراسرار ہو۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ تم ان دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہو جو انڈر گراؤنڈ سیل میں رہتے ہیں۔"

"تمہارا یہ اندازہ درست ہے۔ تم نے تو اشارہ ملتے ہی مجھے پہچان لیا ہے۔ اب اس پراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والے کا نام بتاؤ؟"

"اس کا کوئی نام نہیں ہے۔ اسے مسٹری مین کہتے ہیں۔"

"آئی سی۔ یہ ان نون مسٹری مین کا ماتحت ہے۔ اب یہ ڈمی مارلی کے ذریعے قلعے پر قبضہ جمانے کے خواب دیکھتا رہے گا۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے بتادوں کہ مسٹری مین اور بائرن ٹوڈ قلعے پر اور جزیرہ لن تاؤ پر قبضہ جما چکے ہیں۔ انہوں نے میڈم مارلی کو قتل کیا تھا۔ کئی بار اسے قتل کرکے دھوکا کھاچکے ہیں۔ وہ زندہ ہوتی رہی ہے۔ میں نے پھر اسے زندہ کردیا ہے۔"

"تم انہیں الجھا رہی ہو۔ وہ مارلی کے پھر ایک بار زندہ ہونے سے تشویش میں مبتلا رہیں گے۔"

میں نے ثانی سے کہا "بیٹی! اس قلعے کو میدانِ جنگ بنادیا گیا اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہاں پہنچاؤ۔"

ثانی نے اس سے کہا "کیا تم بھی اس قلعے پر قبضہ جمانا چاہو گے؟"

"چین کے جنوب مغرب میں یہ قلعہ بہت اہم ہے۔ میں اس قلعے کے اندر پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

"کیا میں تمہیں وہاں پہنچادوں؟"

"کیا یہ اتنا آسان ہے؟ اگر آسان ہے تو مسٹر فرہاد اس قلعے سے کیسے محروم ہوگئے ہیں۔ پہلے تو وہ ان کے اور مارلی کے قبضے میں تھا؟"

"ہم اب بھی وہاں قبضہ جماسکتے ہیں لیکن ہمیں اس قلعے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم ہماری نہیں اپنی بات کرو۔ تمہیں وہاں گھسنے کا موقع ملے گا تو تم بائرن ٹوڈ اور مسٹری مین کی شہ رگ تک پہنچ سکو گے۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ تم اس فولادی قلعے کے اندر مجھے پہنچاسکو گی، بہرحال مجھے بتاؤ میں وہاں تک کیسے پہنچ سکوں گا؟"

میں نے ثانی کو وہاں کے انچارج کا لب ولہجہ سنایا۔ اس نے یہی لب ولہجہ اسے سنا کر کہا "اسے ذہن نشین کرو۔ پھر خیال خوانی کرو۔ تمہارے دل کی مراد پوری ہوگی۔ جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ وہاں تم پہنچو گے۔"

اس نے اس لب ولہجے کو اچھی طرح ذہن نشین کیا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہی قلعے کے انچارج کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے قلعے کے اندرونی ماحول کو دیکھنے لگا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ تب یقین ہوا کہ واقعی وہ اس فولادی قلعے کے اندر پہنچ چکا ہے۔

اس نے خوش ہوکر امریکی فوج کے اعلیٰ افسران کو اپنی کارکردگی کی رپورٹ سنائی "سر! میں نے اپنی پہلی رپورٹ پیش کی تھی کہ میں فرہاد علی تیمور کی بہو ثانی تک پہنچ چکا ہوں۔ اس ایک کامیابی کے بعد آج دوسری بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ہانگ کانگ کے جنوب مغرب میں ایک جزیرہ لن تاؤ ہے۔ وہ اسمگلروں اور دیگر مجرموں کے لیے بھی اور فوجی نقطہ نظر سے بھی بہت اہم ہے۔ جو وہاں کے قلعے پر قبضہ جماتا ہے۔ وہ اس جزیرے کا بے تاج بادشاہ بن جاتا ہے۔ وہاں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ آج میں نے بھی وہاں سرنگ بنالی ہے۔ اب میں وہاں کے اہم افراد کے دماغوں میں جگہ بنانے والا ہوں۔ آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ مجھے وہاں مصروف رہنے کی اجازت دی جائے۔"

اسے اجازت دے دی گئی۔ وہ اپنے پانچ ماتحتوں کے ساتھ وہاں بڑے اطمینان سے ایک کے بعد ایک کے دماغ میں پہنچنے لگا۔ یہ معلوم کرنے لگا کہ کس لب ولہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا گیا ہے۔ وہ ایسے تمام لب ولہجوں کو ذہن نشین کرنے لگا۔ وہاں کئی افراد کے دماغوں میں پہنچنے کے بعد اس نے بائرن ٹوڈ اور مسٹری مین کو مخاطب کیا "ہیلو! میں اس قلعے کا ایک نیا حکمران بول رہا ہوں۔"

ان دونوں نے حیرانی سے پوچھا "تم کون ہو؟ ہمارے اس آلہ کار کے دماغ میں کیسے پہنچ گئے ہو؟"

"انسانی دماغوں میں سرنگ بنانے کے بے شمار راستے ہیں۔ تم نے دماغوں کو لاک کیا۔ میں نے وہ تمام لاک توڑ دیے۔ یہ نہ پوچھو کیسے توڑ دیے۔ یہ ٹوٹ چکے ہیں، تب ہی تو تمہارے گھر میں گھس کر تم سے بول رہا ہوں۔ یہاں آکر پتا چلا ہے کہ تم تین حکمران ہو۔ بائرن ٹوڈ، مسٹری مین اور ایک پراسرار اولڈ مین ہے۔ اب آمدنی کے چار حصے کرنے ہوں گے۔ چوتھا حصہ بھی ادا کردو۔"

مسٹری مین نے پوچھا "ہم پرانے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پہچانتے ہیں، تم کوئی نئے ہو؟"

"ہاں! نیا ہوں۔ انڈر گراؤنڈ سیل میں رہنے والے خطرناک دس میں سے ایک ہوں۔"

بائرن ٹوڈ نے کہا "یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ فولادی قلعہ غیر محفوظ ہوگیا ہے۔ یہاں ایک کے بعد ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے چلے آرہے ہیں۔"

نمبر آٹھ نے کہا "تم سب نااہل ہو۔ اگر میں یہاں کا تنہا حکمران ہوتا تو تم میں سے کسی کو یہاں گھسنے نہیں دیتا۔ ویسے تمہاری نااہلی نے میری کامیابی کے دروازے کھول دیے ہیں۔ میں یہاں سے اپنا حصہ بھی لوں گا اور بہت جلد تم سب کو یہاں سے اکھاڑ پھینکوں گا۔"

مسٹری مین نے کہا "زیادہ ڈینگیں نہ مارو۔ ایک کامیابی حاصل کرنے کے بعد یہ نہ سمجھ لینا کہ ہم تمہارے مقابلے میں کمزور ہیں۔ ہمارے خلاف تمہاری کوئی سازش کامیاب نہیں ہوسکے گی۔"

"یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ ابھی حصہ طے کرو۔ میری معلومات کے مطابق یہاں تین حکمران تھے۔ میں چوتھا ہوں۔ اب آمدنی کے چار حصے ہوا کریں گے۔ بینک آف امریکا واشنگٹن میں میرا اکاؤنٹ ہے۔ اس اکاؤنٹ میں میرے حصے کی رقم جمع کرادو۔ بارہ گھنٹے کے اندر یہ رقم جمع نہیں ہوگی تو میں قلعے کے اندر تخریبی کارروائیاں شروع کردوں گا۔ اس قلعے کو کھنڈر بنادوں گا۔ اس کھنڈر میں اُلو بولیں گے اور تم اُلوؤں پر حکمرانی کرو گے۔"

وہ اسے چوتھا حصہ دینے پر مجبور ہوگئے۔ بائرن ٹوڈ نے مسٹری مین کو بے وقوف بنایا تھا۔ ایک ڈمی اولڈ مین وہاں پیدا کرکے اس کا حصہ وصول کر رہا تھا۔ اس بار سچ مچ ایک حصہ دار پیدا ہوگیا تھا۔

سونیا نے مجھ سے کہا "کیا خیال ہے۔ اس ڈمی کو سچ مچ اولڈ مین بنادیا جائے؟"

میں نے کہا "ہاں! بائرن ٹوڈ دھوکا دے کر دگنا حصہ حاصل کر رہا ہے۔ اسے اضافی آمدنی سے محروم کیا جائے۔ یوں بھی ہم اس قلعے کو میدان جنگ بنا کر ہی رہیں گے۔"

سونیا نے اس پراسرار بوڑھے کے لب ولہجے کو یاد کیا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے گرجتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟"

سونیا نے کہا "میں ایکس۔ وائی، زیڈ کوئی بھی ہوں۔ تمہارا بڑا نام سنا ہے۔ اس لیے ملنے آئی ہوں۔ مگر میرے آتے ہی تم غرانے لگے ہو۔ مجھے کتوں کی غراہٹ اچھی نہیں لگتی۔ آدمی کی طرح بولو۔"

وہ غرا کر بولا "تم مجھے کتا کہہ رہی ہو۔ جانتی ہو کس کے پاس آئی ہو۔ میں اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ تم نے مجھے گالی دی ہے تمہیں سزا ضرور ملے گی۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سونیا کے اندر پہنچنا چاہا۔ مگر اس کی خیال خوانی کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ سونیا نے عارضی طور پر ایک مردہ عورت کا لب ولہجہ اختیار کیا تھا۔ پھر سانس روک کر بیٹھ گئی تھی۔ اس طرح وہ اس کے دماغ کو چھو کر بھی نہ گزر سکا۔

وہ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ ہنستے ہوئے بولی "کیا مجھے ڈھونڈ کر چلے آئے۔"

وہ بولا "مجھے نادان نہ سمجھو۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ تم سونیا ہو۔ ایسی مکاری تم ہی دکھا سکتی ہو۔"

"ہاں میں سونیا ہوں۔ تمہاری خیریت معلوم کرنے آئی ہوں، سوچا بوڑھے ہو۔ پتا نہیں کس وقت دم نکل جائے۔ تمہاری خیریت معلوم کرتے رہنا چاہیے۔"

"تم مجھے غصہ دلاؤ گی۔ مگر مجھے غصہ نہیں آئے گا۔ اصل بات بتاؤ۔ میرے پاس کیوں آئی ہو؟"

"تمہارے پاس کیسے آؤں گی؟ اپنا پتا ٹھکانا بتاؤ گے تو آجاؤں گی۔"

"میں موت کو اپنا پتا ٹھکانا بتاسکتا ہوں۔ تمہیں کبھی نہیں بتاؤں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "تم مجھ سے ڈرتے کیوں ہو؟"

"حفاظتی تدابیر پر عمل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں ڈرتا ہوں۔ تمہاری پوری ہسٹری سے واقف ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کبھی تمہارے روبرو نہیں آنا چاہیے۔ میں دور ہی دور رہ کر تم پر غالب آسکوں گا۔"

"چلو دور ہی دور سے دوستی کرو۔ تم مجھے فائدہ پہنچاؤ۔ میں تمہیں فائدہ پہنچاؤں گی۔ اگر تم نے نقصان پہنچایا تو میں بھی تمہیں نقصان پہنچاؤں گی۔"

"میں کبھی تمہاری دوستی کے فریب میں نہیں آؤں گی۔ جب کہ تم سے دشمنی ہوچکی ہے۔ تم شیوانی کی ہلاکت کا انتقام ضرور لوگی۔"

"یہ خیال ذہن سے نکال دو کہ تم اسے ہلاک کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ تم سراسر ناکام رہے تھے۔ میں شیوانی کا انتقام تم سے نہیں لوں گی۔ مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔"

"میں نے شیوانی کو بری طرح اذیتیں پہنچائی تھیں۔ اس بات کا انتقام ضرور لوگی۔"

"یہ تمہاری معمولی سی دشمنی تھی۔ اس سلسلے میں پورس تم سے انتقام لے گا۔ میں تو تمہیں فائدہ پہنچانے آئی ہوں۔"

"تم مجھے کیا فائدہ پہنچاؤ گی؟"

"کیا میڈم مارلی کے اس قلعے کے بارے میں جانتے ہو جو فار ایسٹ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے؟"

"جانتا ہوں۔ بارٹن ٹوڈ اور مسٹری مین اس قلعے کے مشترکہ حکمران ہیں۔ میں ایک دن انہیں وہاں سے مار بھگاؤں گا۔ ابھی اس قلعے کے اندر پہنچنے کا راستہ ڈھونڈ رہا ہوں۔"

"اگر تم جوان ہوتے تو کہتی کہ وہاں کا راستہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے بوڑھے ہو جاؤ گے۔ اب یہ کہنا چاہیے کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے مر جاؤ گے۔ وہاں صرف میں ہی تمہیں پہنچا سکتی ہوں اور ابھی پہنچا سکتی ہوں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم مجھے کس طرح وہاں پہنچاؤ گی؟ کبھی مارلی اور فرہاد کا وہاں قبضہ تھا۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے انہیں بھگا دیا۔ اگر تم مجھے وہاں پہنچا سکتی ہو تو فرہاد کو بھی پہنچا سکتی ہو۔ پھر فرہاد کو چھوڑ کر مجھ پر کیوں مہربانی کر رہی ہو؟"

"مجھے، فرہاد۔۔ اور بابا صاحب کے ادارے کو اس قلعے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تمہیں ایک آواز اور لہجہ سنا رہی ہوں، اسے یاد کرو اور وہاں پہنچ کر میرا کمال دیکھو کہ میں نے کیسے ایک فولادی قلعے کے اندر تمہیں پہنچایا ہے۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔"

سونیا نے اسے قلعے کے سیکیورٹی افسر کی آواز اور لہجہ سنایا۔ وہ اسے یاد کرتے ہوئے بولا "تمہاری مکاری موت کے منہ میں پہنچا دیتی ہے۔ تمہاری اس مہربانی کے پیچھے چھپی ہوئی مکاری میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ کیا تم جنت کا راستہ دکھا کر جہنم میں پہنچانے والی ہو؟"

"بڑے افسوس کی بات ہے۔ ایک تو میں نیکی کر رہی ہوں۔ اوپر سے بدنام ہو رہی ہوں۔ تم وہاں جسمانی طور پر نہیں جاؤ گے۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ تم وہاں جا کر دیکھو۔ وہ قلعہ پسند نہ آئے تو واپس چلے آنا۔ کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ تم وہاں گئے تھے۔"

وہ تذبذب میں پڑ گیا۔ وہ کبھی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ سونیا اس پر مہربان ہو رہی ہے۔ اگر وہ مسکرا کر پھول پیش کرتی تو وہ پھول کو بھی قبول نہ کرتا۔ یہی خوف رہتا کہ اس پھول میں کوئی بم چھپا ہوا ہوگا۔ ہاتھ میں لیتے ہی پھٹ پڑے گا۔

سونیا اسے الجھا کر چلی آئی۔ وہ سوچنے لگا۔ میں کیوں۔۔۔ خوامخواہ ڈر رہا ہوں۔ اگر میں کسی کے دماغ میں پہنچوں گا تو وہ مجھے گولی نہیں مارے گا۔ وہ مجھے اپنے اندر محسوس کرے گا تو زیادہ سے زیادہ سانس روک لے گا۔ میں اس کے دماغ سے نکل آؤں گا۔ اسے کبھی پتا نہیں چلے گا کہ کون اس کے اندر آیا تھا۔ مجھے حوصلہ کرنا چاہیے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا قلعے کے سیکیورٹی افسر کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ اس کے ذریعے وہاں کے لوگوں کو اور وہاں کے ماحول کو دیکھنے لگا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ قلعے کے اندر پہنچ چکا ہے اور اب وہاں دور تک اہم افراد کے دماغوں پر قبضہ جما سکتا ہے۔

اس کی یہ حیرانی ختم نہیں ہو رہی تھی کہ سونیا نے اس پر یہ مہربانی کیوں کی ہے؟ یہ بات کبھی اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی۔ سونیا نے اسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھیڑ میں پہنچا دیا تھا۔ وہ وہاں تنہا قبضہ جمانے اور حاکم بننے کے لیے سب سے لڑنے والا تھا۔ ایسے وقت کبھی نہ کبھی اس سے کوئی چھوٹی بڑی غلطی ہو سکتی تھی اور وہ غلطی ہمیں اس کی شہ رگ تک پہنچا سکتی تھی۔

میں نے سونیا سے کہا "ٹیلی پیتھی کی دنیا میں سب ہی تمہاری مکاریوں سے ڈرتے ہیں۔ تم اس سلسلے میں بری طرح بدنام ہو۔"

وہ بولی "صحیح الفاظ استعمال کرو۔ میں بدنام نہیں۔ نیک نام ہوں۔ اگر مکاریوں کے ذریعے غلط کام کرتی، مجھ سے بے گناہوں کو نقصان پہنچتا تو ایسے میں مجھے بدنام کہا جا سکتا تھا لیکن میں تو اپنی مکاریوں سے شیطانیت کا منہ توڑ جواب دیتی ہوں۔ کچھ سمجھ میں آیا۔"

"سوری! مجھ سے غلطی ہوئی۔ تم پہلی نیک نام خاتون ہو۔ جس سے بچے نہیں بڑے ڈرتے ہیں۔ وہ پر اسرار اولڈ مین بڑے دہشت ناک طریقے سے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آیا ہے۔ اس کی ٹیلی پیتھی کی قوتیں اور اس کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ زبردست ہے۔ اپنے مخالف کو لوہے کے چنے چبانے پر مجبور کرے گا لیکن تعجب ہے، وہ بھی تم سے ڈرتا ہے۔"

"میں اس خوش فہمی میں نہیں ہوں کہ وہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ اس نے ابھی کہا ہے کہ وہ مجھ سے ڈرتا نہیں ہے بلکہ محتاط رہتا ہے اور محتاط رہنا بزدلی نہیں دانشمندی ہے۔"

"وہ پر اسرار اولڈ مین اگر دانشمند ہوتا تو خود کو ظاہر نہ کرتا۔ ہاں خاموشی سے کہیں بیٹھ کر ہم سے اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نمٹتا رہتا، ہم سب پریشان ہوتے رہتے اور اس نامعلوم شخص کو ساری عمر تلاش کرتے رہتے۔ تب بھی وہ نہ ملتا۔ اسی طرح پر اسرار رہا جاتا ہے۔ لیکن کوئی بھی زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والا خود کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہتا۔"

سونیا نے کہا "یہ انسان کی فطرت ہے۔ اس کے پاس بے پناہ قوت ہو اور غیر معمولی صلاحیتیں ہوں تو وہ خود کو دوسروں سے برتر ثابت کرنے کے لیے منظر عام پر آجاتا ہے۔ اس اعتماد کے ساتھ کہ کوئی اسے کم تر نہیں بنا سکے گا۔ اولڈ

مین کو اپنی طاقت اور غیر معمولی صلاحیت پر اعتماد ہے۔ یہ اعتماد اسے لے ڈوبے گا۔ ہم نے قلعے کے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا جمعہ بازار لگا دیا ہے۔ وہ اس جمعہ بازار میں بھٹکتے بھٹکتے بے نقاب ہو جائے گا۔"

"دشمنوں کو آپس میں لڑاتے رہنے کے لیے تمہاری کھوپڑی بڑا کام کرتی ہے۔ تم نے دیکھا وہ قلعہ اور جزیرہ لن تاؤ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور بدنام زمانہ مجرموں کے لیے بہت اہم ہے۔ تو تم نے اسے قلعے کو کتوں کا پنجرہ بنا کر تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں پہنچا دیا ہے۔"

"ابھی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں نہیں پہنچے۔ کچھ باقی رہ گئے ہیں۔"

"وہاں اور کتنی بھیڑ لگاؤ گی؟ ویسے زیادہ سے زیادہ دشمن ایک جگہ رہنے پر مجبور ہو جائیں تو زیادہ سے زیادہ قریب رہ کر ایک دوسرے سے لڑتے رہنے کے نتیجے میں نقصان اٹھاتے رہیں گے یا تو جان سے جاتے رہیں گے یا بے نقاب ہوتے رہیں گے۔ ہاں تو اگلا کون ہے؟"

"زاؤ کوم کوبرا! وہ شروع سے اس غرور میں مبتلا ہے کہ تنہا یہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر سبقت لے جائے گا اور قلعے اور جزیرے کا حکمران بن جائے گا۔ اسے بھی یہ حسرت پوری کرنے کا موقع دیا جائے گا۔"

یہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ کوبرا اور ان نون نے ایک دوسرے سے دوستی کرنے اور پختہ اعتماد حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کی بہن سے شادی کی تھی۔ یہ مسٹری مین کی چال تھی۔ وہ ان نون کی بہن کے ذریعے کوبرا کو پھانسنا چاہتا تھا۔ دوسری طرف کوبرا نے بھی یہی سوچا تھا کہ وہ اپنی بہن کے ذریعے ان نون کو اپنا معمول بنا لے گا۔

ان دونوں نے شادی کی رات اپنی اپنی بہن کے ذریعے ایک دوسرے کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا تھا۔ ایسے وقت میں سونیا کے ساتھ ان کے دماغوں میں پہنچ گیا تھا۔ ہم نے مسٹری مین کو ان پر تنویمی عمل کرتے دیکھا تھا۔ کوبرا کسی طرح مسٹری مین کے عمل سے محفوظ رہا تھا لیکن وہ ہمارے زیر اثر آ گیا تھا۔ ہم کبھی کبھی اس کے اندر آتے جاتے رہتے تھے۔ اسے یقین تھا کہ اس پر کوئی غالب نہیں آئے گا وہ پہلے کی طرح اب بھی ناقابل تسخیر ہے۔

کوبرا ان نون کی بہن کو دل سے چاہنے لگا تھا۔ کچھ عرصے تک احتیاطاً اس نے دور رہنے کے بعد اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے دماغ کو لاک کرنے کے بعد مطمئن ہو گیا تھا کہ ان نون اور مسٹری مین اس کے ذریعے اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ان نون کی اس بہن کا نام اینجلا عرف اینجی تھا۔ اب وہ اپنی وائف اینجی کے ساتھ لندن میں ایک عام شہری کی حیثیت سے زندگی گزار رہا تھا۔ کبھی سرِعام خیال خوانی نہیں کرتا تھا۔ اس پر کوئی شبہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اور اپنے مخالفین کے سر قلم کرنے والا زاؤ کوم کوبرا ہے۔

کوبرا کو یہ معلوم تھا کہ لندن اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے انڈر ورلڈ میں جم کاف کی ہلاکت کے بعد کوئی نیا گاڈ فادر آیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہو چکی ہے۔ وہ نئے گاڈ فادر کے سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ جلد ہی قلعہ پر قبضہ جمانے کے بعد وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں پر برتری حاصل کرے گا اور وہاں کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے زیر اثر لائے گا۔

جب اسے معلوم ہوا کہ بارٹن ٹوڈ اور مسٹری مین اس قلعے کے مشترکہ حکمران بن چکے ہیں۔ تب وہ کسی حد تک مایوس ہو گیا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں تنہا کچھ نہیں کر سکے گا۔ اسے قلعے اور جزیرے پر حکمرانی کے خواب نہیں دیکھنا چاہئیں۔

ایسی مایوسی کے وقت میں نے فون کے ذریعے اس سے رابطہ کیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

میں نے کہا "میں تمہارا دوست اور ہمدرد ہوں۔ تمہارے کام آنا چاہتا ہوں۔"

"تم کون ہو اور کیوں میرے کام آنا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا "مسٹر ان نون! کیا تم مجھے نہیں پہچان رہے ہو۔ میں میڈم مارلی کے قلعے کا انچارج بول رہا ہوں۔ ایک ہفتہ پہلے ایک کاک ٹیل پارٹی میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔"

کوبرا میری یہ باتیں سن کر محتاط ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ رانگ نمبر لگ گیا ہے۔ قلعے کے انچارج نے ان نون کے نمبر ڈائل کیے ہوں گے لیکن اتفاق سے وہ لائن پر آ گیا تھا۔ وہ فوراً ہی بولا "ہاں مجھے یاد ہے۔ ایک کاک ٹیل پارٹی میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ تم نے مجھے کیسے یاد کیا ہے؟"

"تم اس ملاقات میں میرے دماغ کے اندر آنا چاہتے تھے لیکن دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے میرے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ میں بارٹن ٹوڈ اور مسٹری مین کو اس قلعے سے بھگانا چاہتا تھا لیکن اب دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی آ گئے ہیں۔ میں فون پر زیادہ نہیں بولوں گا۔ ابھی اتفاق سے بیمار ہوں۔ تم میرے کمزور دماغ میں آ کر یہاں کے حالات معلوم کر سکتے ہو۔"

اس نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر خیال خوانی کی پرواز کی۔ میں انچارج کے لب و لہجے میں بول رہا تھا۔ وہ اسی لب و لہجے کے مطابق انچارج کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات

پڑھنے لگا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ واقعی انچارج کے ذریعے قلعے کے اندر پہنچ گیا ہے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں نے اس کے خیالات کے ذریعے یہی ظاہر کیا کہ ابھی اس نے فون کے ذریعے ان نون ہے بات کی تھی۔

اس نے خوش ہو کر اسنجی کو گلے لگا کر پیار کرتے ہوئے کہا "میری جان تم میرے لیے بہت لکی ہو۔ قسمت مجھ پر مہربان ہوئی ہے۔ میں نے قلعے کے اندر جگہ بنالی ہے۔ میں ابھی مسلسل خیال خوانی میں مصروف رہوں گا۔ تم مجھے مخاطب نہ کرنا۔"

وہ پھر انچارج کے دماغ میں آگیا۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ اب اس قلعے اور جزیرے کے چار حکمران ہیں۔ باٹرن ٹوڈ مسٹری مین' نمبر آٹھ اور راولڈ مین' اب کوبرا پانچواں حکمران اور حصہ دار بننے والا تھا۔ اس سے پہلے وہاں کے زیادہ سے زیادہ اہم افراد کو اپنا آلہ کار بنائے رکھنا لازمی تھا۔ لہٰذا وہ بڑی خاموشی سے اہم افراد کے دماغ میں سرنگ بنانے لگا۔

میں نے پارس' پورس اور ثانی کو قلعے کے اہم افراد کے لب و لہجے سنائے۔ پھر ان سے کہا "یہ تمام آوازیں اور لہجے ذہن نشین کرلو' پھر ضرورت سمجھو تو اپنے مخالفین کو اس قلعے کے اندر پہنچادو۔ وہاں زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھیڑ لگاتے رہو۔ ہم تماشائی بن کر ایک دلچسپ تماشا دیکھنے والے ہیں۔"

○☆○

تیج پال اور اس کے ساتھی سوگ منا رہے تھے۔ ان کا ایک پرانا اور بہترین ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی مائک مورو مارا گیا تھا۔ اس کی ہلاکت سے پہلے یہ طے پایا تھا کہ تیج پال دوسرے دن کرونا سے شادی کرے گا۔ کرونا اسے محبت کا جھانسا دے رہی تھی۔ لیکن اس سے شادی کرنا اور اس کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ہمیشہ دوسروں سے برتر رہنا چاہتی تھی۔ کسی کو شوہر بنا کر خود کو کم تر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس نے الپا کو اپنا آئیڈیل بنایا تھا۔ وہ الپا کی طرح کسی ایک ملک کی تنہا حکمران بننا چاہتی تھی۔ اگرچہ الپا کے سر پر تاج نہیں تھا لیکن اسرائیل پر برسوں سے اسی کی حکمرانی تھی۔ وہ کسی کو محبوب یا شوہر بنا کر اپنے ساتھ نہیں رکھتی تھی۔

کرونا بھی یہی چاہتی تھی۔ اسی لیے اسرائیل سے فرار ہو کر روس آئی تھی۔ وہاں اسے کامیابی کی توقع تھی۔ پھر پارس ہر مشکل وقت میں اس کے کام آتا تھا۔ اس کے تعاون سے حکمرانی کے خواب پورے ہو سکتے تھے۔

وہ پارس کی اصلیت نہیں جانتی تھی۔ ایک سرپھرا پاگل جوان اس کی زندگی میں آگیا تھا۔ وہ یہ سوچ کر حیران ہوتی تھی کہ اپنے مزاج کے خلاف اس سے متاثر کیوں ہو جاتی ہے۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ لاعلمی میں پارس کی معمول بنی رہتی ہے۔

پارس اسرائیل سے جرمنی تک کرونا کے ساتھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ وقت گزارتا رہا تھا اور دلچسپ تماشے کرتا رہا تھا۔ پھر اسے اچانک بچھڑ گیا تھا وہ اسے یاد کرتی تھی۔ خیال خوانی کے ذریعے اسے پکارتی تھی لیکن اس پاگل کے دماغ تک نہیں پہنچ پاتی تھی۔ یہ مانتی تھی کہ کبھی برا وقت آئے تو وہ خوابوں میں آکر اس کی مدد کرتا ہے۔

مائک مورو کی ہلاکت کے بعد تیج پال اور اس کے ساتھی کرونا سے کھنچے کھنچے رہنے لگے تھے۔ اگرچہ کرونا نے مائک مورو کو ہلاک نہیں کیا تھا لیکن وہ کرونا کے دروازے کے سامنے ہی مارا گیا تھا۔ وہ ہوس پرستی کی دھند میں اس کے گھر رات گزارنے آیا تھا۔ لیکن گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلا گیا تھا۔ بیزون' بڈی رابرٹ اور جوزف وہسکی نے تیج پال سے کہا "ہم شروع سے کرونا کی مکاریوں کو دیکھتے اور سمجھتے آرہے ہیں۔ یہ ناقابلِ اعتماد ہے۔"

بڈی رابرٹ نے کہا "الپا نے اس پر احسان کیا تھا۔ اسے ٹیلی پیتھی سکھائی تھی۔ وہ الپا کو دھوکا دے کر اسرائیل سے فرار ہوگئی۔ اس نے فرینکفرٹ پہنچ کر میرے دماغ میں زلزلے پیدا کیے۔ اگر تم سب مجھے نہ سنبھالتے تو میں دماغی مریض بن کر رہ جاتا۔"

جوزف وہسکی بہت پہلے سے پارس اور کرونا کا معمول بنا ہوا تھا۔ یہ بات نہ وہ جانتا تھا نہ اس کے ساتھی جانتے تھے۔ وہ کرونا کا مخالف ہونے کے باوجود اکثر اس کی حمایت میں بولتا رہتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا "کرونا نے وہی کیا ہے جو دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کرتے ہیں۔ ہم نے بھی امریکی ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی۔ پھر اپنے ہی امریکی اکابرین کو دھوکا دے کر وہاں سے فرار ہوگئے تھے۔"

تیج پال نے کہا "جوزف ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہم سب اپنی اپنی سلامتی اور برتری کے لیے دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ میں نے کرونا کی ذہانت اور مکاری کو اچھی طرح سمجھ کر ہی اسے اپنی ٹیم میں شامل کیا ہے۔ وہ ہماری معمول ہے۔ ہم اس سے محتاط رہیں گے۔ اس کے چور خیالات پڑھتے رہیں گے اور اس کے اندر سے اپنے تنویمی عمل کو ضائع نہیں ہونے دیں گے تو وہ ہماری وفادار ساتھی بن کر رہے گی۔"

تیج پال اور اس کے ساتھی۔ پارس اور کرونا سب ہی اس بات سے بے خبر تھے کہ جب بڈی رابرٹ دماغی تکالیف میں مبتلا تھا تب امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبرون نے اس کے دماغ میں جگہ بنالی تھی۔ بڈی رابرٹ اب جسمانی' اور دماغی طور پر صحت مند ہو چکا تھا۔ اس کے دماغ کو لاک کردیا گیا تھا۔ لیکن نمبرون مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر پہنچتا رہتا تھا۔ ان کے اندرونی معاملات کو سمجھتا رہتا تھا۔

بڈی رابرٹ نے نمبرون کی مرضی کے مطابق کہا "میرا دل کہتا ہے کہ مائک مورو کی ہلاکت میں کہیں نہ کہیں سے کرونا کا بھی ہاتھ ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کرونا نے موتوریٹا کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے ذریعے مائک مورو کو گولی ماری ہے۔"

تیج پال نے کہا "بڈی! تم خوامخواہ شبہ کررہے ہو۔ ہم سب کرونا کے چور خیالات پڑھتے رہتے ہیں۔ جب مائک مورو کو قتل کیا گیا تب کرونا اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی تھی۔"

بڈی نے کہا "کبھی کبھی چور خیالات بھی دھوکا دیتے ہیں۔ میں تو کرونا پر شبہ کرتا رہوں گا اور بار بار اس کے خیالات پڑھتا رہوں گا۔"

"یہ اچھی بات ہے۔ اس سے محتاط رہو۔ بار بار اس کے خیالات پڑھتے رہو۔ اس طرح اس کے چور خیالات سے اس کے اندر چھپی ہوئی دوسری اہم باتیں معلوم ہوتی رہیں گی۔"

بیزون نے کہا "تیج پال! تم اس سے شادی کرو گے۔ وہ تمہارے بچوں کی ماں بنے گی تو بچوں کی خاطر تمہاری اور زیادہ فرمانبردار بن کر رہے گی۔"

جوزف وہسکی نے کہا "ہم دس دنوں تک سوگ منا چکے ہیں۔ ہم سوگ منانے کے دوران میں دوسرے اہم معاملات سے نمٹتے رہے ہیں۔ شادی بھی ایک اہم معاملہ ہے۔ کرونا کو پوری طرح اپنے شکنجے میں رکھنے کے لیے بھی یہ شادی ضروری ہے۔"

تیج پال نے کہا "میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ تم لوگوں سے کہنے والا تھا کہ جلد سے جلد اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں کرونا کی مرضی معلوم کرنا چاہیے۔ اسے اپنی اس میٹنگ میں بلانا چاہیے۔"

بڈی رابرٹ نے کہا "کرونا کی مرضی کیوں معلوم کی جائے۔ وہ پہلے ہی تمہاری معمول بنی ہوئی ہے۔ عقل کہتی ہے کہ اسے بیوی سے زیادہ اپنی معمول بنا کر رکھا جائے۔"

بیزون اور جوزف وہسکی نے بڈی کو سمجھایا کہ بے شک اسے ہمیشہ اپنا معمول بنا کر رکھا جائے گا لیکن کرونا کو یہ تاثر دینا چاہیے کہ ہم دوستی میں اسے برابر کا درجہ دیتے ہیں اور اہم معاملات میں اس سے مشورے بھی لیتے ہیں۔"

وہ سب اس بات پر متفق ہو کر خیال خوانی کے ذریعے کرونا کے اندر پہنچ گئے۔ اس وقت وہ گہری نیند میں تھی۔ اس وقت اس کے دماغ میں نہ کوئی خواب تھا نہ خیال تھا۔ تیج پال نے اس کے خوابیدہ دماغ میں کہا "کرونا! میں تم سے ضروری باتیں کرنے آیا ہوں۔ شادی کا معاملہ بہت اہم ہوتا ہے۔ اس لیے میں تم سے خواب میں شادی کی بات نہیں کروں گا' نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ ابھی دوپہر ہے تم بے وقت سو رہی ہو۔"

اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ بولا "میں تیج پال بول رہا ہوں۔ ہماری شادی کے معاملات طے ہو چکے تھے۔ جس دن شادی ہونے والی تھی۔ اس سے ایک رات پہلے ہمارا عزیز دوست ہم سے بچھڑ گیا تھا۔ اس لیے شادی کا پروگرام ملتوی ہو گیا تھا۔ اب تم کیا کہتی ہو؟"

کرونا شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا "تمہارا بہت ہی پرانا اور بہترین ساتھی تم سب سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا ہے۔ اس کے لیے کم از کم چالیس دنوں تک سوگ منانا چاہیے۔"

"یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ ہم دس دنوں تک سوگ منا چکے ہیں۔ اس کے لیے مزید سوگ منائیں یا نہ منائیں۔ وہ ہمارے دلوں میں زندہ رہے گا۔ ہم اپنے دوسرے اہم معاملات سے نمٹ رہے ہیں تو پھر شادی کے معاملے سے بھی نمٹنا چاہیے۔"

بیزون' بڈی رابرٹ اور جوزف وہسکی کرونا کے اندر رہ کر اسے شادی کی طرف مائل کررہے تھے۔ اسے بحث کرنے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔ کرونا ان سب کی مرضی کے مطابق شادی کے لیے رضامند ہو گئی۔ تیج پال نے خوش ہو کر کہا "کل ہی ہماری کورٹ میرج ہوگی۔ روس کے تمام اکابرین کو شادی کی دعوت دی جائے۔ دن کو کورٹ میرج کے بعد رات کو کھانے پینے کی پارٹی دی جائے گی۔ تم سب ابھی سے انتظامات شروع کردو۔"

وہ سب کرونا کے دماغ سے چلے آئے۔ بڈی رابرٹ نے کہا "دوستو! کیا تم سب نے اس کے چور خیالات سے یہ معلوم نہیں کیا ہے کہ وہ شادی سے کترا رہی تھی۔ چالیس دنوں تک سوگ منانے کے بہانے اس معاملے کو ٹال رہی تھی۔"

بیزون نے کہا "ہم اچھی طرح سے سمجھ رہے ہیں کہ وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی ہے۔ ہم نے تو رسمی طور پر اس کی

رضامندی حاصل کی ہے ورنہ وہ تو ایک معمول اور کنیز ہے۔ پہلے اسے تنویمی عمل کے شکنجے میں لیا گیا ہے' اب شادی اور بچوں کے شکنجے میں رکھا جائے گا۔"

جوزف وہسکی نے کہا "اس شادی کے بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔ وہ تیج پال کی فرماں بردار بیوی بن کر رہا کرے گی۔"

دوسری طرف کرونا پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے مجبوراً شادی کے لیے ہاں کی تھی۔ اب پارس کو یاد کرتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ تم کہاں مر جاتے ہو' میں خیال خوانی کرتی ہوں مگر تمہارے دماغ میں جگہ نہیں ملتی۔ تم کہتے ہو پچھلے جنم میں ناگ سانپ تھے۔ ایک ہزار برس تک زندہ رہنے کے بعد انسان کے روپ میں آئے ہو۔ میری خیال خوانی کی لہروں کو تمہارے زہریلے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی۔

اسے یقین نہیں تھا کہ اس دنیا میں ناگ سانپ ہزار برس تک زندہ رہتے ہیں۔ پھر دوسرا انسانی جنم لیتے ہیں لیکن یہ حقیقت وہ دیکھ رہی تھی کہ اس کے زہریلے دماغ میں خیال خوانی کی لہروں کو جگہ نہیں ملتی ہے۔

وہ بے چین ہو کر سوچنے لگی کہ تیج پال سے کیسے نجات حاصل کرنا چاہیے۔ دل نے کہا' ایک بار پھر اس پاگل کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

اس کا دل کیا کہے گا۔ پارس اس کے اندر کہہ رہا تھا۔ اسے اپنے دماغ میں آنے کے لیے مائل کر رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی تو اس کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ خوش ہو کر بولی "میں ہوں۔ میں تمہارے پاس آئی ہوں۔"

وہ سہم کر بولا "کون ہے؟ یہ کون بلا آگئی ہے؟"

"میں بلا نہیں ہوں۔ تمہاری کرونا ہوں۔ تم کہتے تھے کہ تمہارے زہریلے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی۔ پھر اب کیسے جگہ مل رہی ہے؟"

"اس وقت میرے اندر سے زہر کا اسٹاک ختم ہو چکا ہے۔ میری ناگن ابھی تمام زہر چوس کر یہاں سے گئی ہے۔"

"تم نے پہلے بھی ایک ناگن کا ذکر کیا تھا۔ آخر یہ ہے کون؟"

"یہ میری ایک ہزار برس پرانی محبوبہ ہے۔ ہم پاتال میں سانپوں کے مسکن میں پیار بھری زندگی گزارتے رہتے تھے۔ ابھی اس کے ایک ہزار برس پورے نہیں ہوئے ہیں۔ اس لیے وہ میری طرح انسان نہیں بن پائی ہے۔ یوں بھی عورت کبھی انسان نہیں بن پاتی۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔ کیا میں انسان نہیں ہوں؟"

"میں تمہاری نہیں اس ناگن کی بات کر رہا ہوں۔ سانپوں کے ناگ راج نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک وہ ناگن انسان کے روپ میں نہیں آئے گی۔ تب تک مجھے کبھی کبھی سانپ بن کر اس کے پاس آنا ہوگا اور بچے پیدا کرنے ہوں گے۔"

"او گاڈ! کیا وہ ناگن تمہارے بچے پیدا کر رہی ہے؟"

"ہاں! اب تک ڈیڑھ سو بچے پیدا کر چکی ہے۔ یہاں خاندانی منصوبہ بندی نہیں ہے۔ ہم اس دنیا میں زہر پھیلانے کے لیے اپنی نسل بڑھاتے رہتے ہیں۔"

"کیا وہ تمام بچے انسان بن کر یہاں آئیں گے؟"

"وہ ایک ہزار برس کے بعد آئیں گے۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

"تمہاری یہ تمام باتیں مجھے بکواس لگتی ہیں۔ لیکن میں نے انڈین لٹریچر میں ایک جنم کے بعد دوسرا جنم لینے والی داستانیں پڑھی ہیں۔ پھر میں نے دیکھا ہے کہ واقعی تم زہریلے ہو۔ جب بھی تم سے ملتی تھی۔ سحر زدہ ہو جاتی تھی۔ پھر کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی گئی تھی۔ ہم دونوں نے وہ دوا ملا پانی پیا تھا۔ تم پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تم بہت پراسرار ہو' عجیب و غریب ہو۔ یہ عجیب بات ہے کہ میں کبھی کبھی تمہیں بھول جایا کرتی ہوں' تیج پال وغیرہ کو میرے چور خیالات سے کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے۔"

"آخر تمہیں پریشانی کیا ہے؟ کیا میرا زہر تمہیں نقصان پہنچاتا ہے؟"

"تم نقصان نہیں فائدہ ہی پہنچاتے ہو۔ مگر مجھے الجھاتے رہتے ہو۔ میرے ساتھ کوئی ایسا سلسلہ رکھو کہ میں جب چاہوں تمہارے پاس پہنچ جایا کروں۔"

"میں کوشش کروں گا۔ ابھی تم کیوں آئی ہو؟"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تیج پال کل مجھ سے شادی کرنے والا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ مگر بچے کے معاملے میں تم میری ناگن کا مقابلہ نہیں کر سکو گی، تمہاری دنیا میں خاندانی منصوبہ بندی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ میں یہ شادی نہیں کروں گی۔ تم میری زندگی میں آچکے ہو۔ تمہارے بعد کوئی دوسرا نہیں آئے گا۔"

"تو پھر شادی سے انکار کر دو۔"

"تم جانتے ہو۔ میں انکار نہیں کر سکوں گی۔ میرا دماغ ان کے شکنجے میں رہتا ہے۔"

"میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟ تیج پال کو تمہارے دماغ سے نکالنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اسے مار ڈالا جائے۔"

"اسے ہلاک کرنے سے بھی بات نہیں بنے گی۔ اس کے دوسرے ساتھیوں نے بھی میرے دماغ میں جگہ بنائی ہوئی ہے۔ وہ مجھے اپنے شکنجے سے نکلنے نہیں دیں گے۔"

"تو پھر شادی کر لو مگر صاف صاف کہہ دو کہ بچے پیدا نہیں کرو گی۔"

وہ غصے میں بولی "بچے گئے جہنم میں۔"

"کب گئے؟"

"پلیز بچوں کی باتیں نہ کرو۔ ابھی تو شادی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی ہونی چاہیے۔"

"اگر ایسا ہو کہ شادی ہو جائے مگر تیج پال تمہارا غلام بن کر رہے؟"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ غلام نہیں بنے گا۔"

"شوہروں سے پوچھو۔ وہ قسم کھا کر کہیں گے کہ شادی کے بعد مرد غلام بن جاتے ہیں۔"

"اگر وہ نہیں بنے گا تو میں شادی کر کے بری طرح پھنس جاؤں گی۔"

"میں پکے کاغذ پر لکھ کر دیتا ہوں کہ وہ تمہارا غلام بن جائے گا۔ تم میری ہو۔ میری رہو گی۔ وہ تمہیں کبھی ہاتھ نہیں لگائے گا۔"

پارس ایسا کہنے کے دوران میں اسے اپنی بات پر قائل کرتا جا رہا تھا۔ اور وہ قائل ہو رہی تھی۔ آخر کہنے لگی "میں تمہاری بات مان کر ہمیشہ فائدے میں رہتی ہوں۔ وعدہ کرو شادی کی رات مجھے تنہا نہیں چھوڑو گے۔ تم خیال خوانی نہیں جانتے یہاں نہیں آسکتے لیکن اس وقت مجھے اپنے اندر آنے دو گے تو مجھے تمہارا سہارا ملتا رہے گا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ شادی کی رات تمہیں تنہائی کا احساس نہیں ہوگا تم دلہن بن کر تیج پال سے بولتی رہو گی اور محبوبہ بن کر میرے پاس آتی رہو گی۔"

وہ پارس کی مرضی کے مطابق خیال خوانی کا رابطہ ختم کر کے دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں پارس کو بھول گئی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے متعلق سوچتی رہے اور ایسے میں تیج پال اور اس کے ساتھی اس کے خیالات پڑھ لیں۔ وہ اکثر خود کو کرونا کے ذہن سے مٹا دیا کرتا تھا۔

تیج پال اور اس کے ساتھی شادی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ روس کے اکابرین اور وہاں کے اعلیٰ عہدیداروں کو دعوتیں دے رہے تھے۔ کرونا اپنے بچھڑے ہوئے ماں باپ سے مل چکی تھی۔ اب اُن کے ساتھ ایک بنگلے میں رہا کرتی تھی۔ بڈی رابرٹ اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح کرونا کے دماغ میں کسی وقت بھی پہنچ جایا کرتا تھا۔ دراصل امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا نمبرون بڈی کے ذریعے کرونا کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس کے اندر جگہ بنانے کا موقع ڈھونڈتا رہتا تھا۔ وہ شام کو اپنے بیڈ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ تب نمبرون تیج پال کا لب و لہجہ اختیار کر کے اس کے اندر آیا۔ وہ اسے محسوس نہ کر سکی۔ اس نے اسے مخاطب کیا "ہائے کرونا! شادی سے انکار کرنا چاہتی ہو؟"

وہ چونک کر بولی "تم کون ہو؟" میں یہ آواز پہلی بار سن رہی ہوں۔"

"میں تیج پال کا لب و لہجہ اختیار کر کے آیا ہوں۔ اس لیے تم نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ اب اپنی آواز میں بول رہا ہوں۔ سانس روک کر بھگاؤ گی تو میں پھر تیج پال کے لب و لہجے میں تمہارے اندر آجاؤں گا۔ میں تمہارے اندر چھپ کر رہ سکتا ہوں۔ مگر یہ دشمنی ہوگی۔ میں دوست بن کر تمہارے کام آنا چاہتا ہوں۔"

"تم کس طرح میرے کام آؤ گے؟ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ تم پر کیسے بھروسا کروں؟ پہلے اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"پہلے مجھے کام آنے دو۔ میں تمہیں تیج پال وغیرہ سے نجات دلاؤں گا تو تم مجھ پر بھروسا کرنے لگو گی۔ اس کے بعد میں تمہیں اپنے بارے میں بہت کچھ بتاؤں گا تو تم دوست بن کر میری شخصیت کو راز میں رکھو گی۔"

"تم مجھے تیج پال اور اس کے ساتھیوں سے کیسے نجات دلاؤ گے؟"

"اس کا ایک راستہ تو یہ ہے کہ مجھے اپنے اندر آکر ہپناٹائز کرنے دو۔ میں تمہارے دماغ کو لاک کروں گا۔ پھر کوئی تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔"

وہ بولی "میں نادان بچی نہیں ہوں کہ اپنے اندر تمہیں تنویمی عمل کرنے دوں اور تمہاری معمول بن جاؤں گویا آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک جاؤں۔"

"میں جانتا تھا۔ تم راضی نہیں ہو گی۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ کل شادی کی رات تم تیج پال کو اعصابی کمزوری کی دوا کھلاؤ۔ میں اسے ہپناٹائز کر کے تمہارے دماغ سے اس کے تنویمی عمل کو ختم کر دوں گا۔"

"جب میں اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کروں گی تو اسے اپنا معمول اور محکوم بھی بنا سکوں گی۔ میں تمہیں کباب میں ہڈی بنا کر کیوں رکھوں؟"

"میری دوستی کے جذبے کو سمجھو۔ تم تنہا ہو۔ تمہیں ایک بے لوث ساتھی کی ضرورت ہے۔ جو ہمیشہ تمہارے کام آتا رہے۔"

"میرے بے لوث ساتھی! مجھے تمہاری ضرورت ہو گی تو میں تمہیں بلا لوں گی۔ اگر تم مکار اور خود غرض نہیں ہوئے تو ابھی تمہاری بات مان لوں گی۔ شرط یہ ہے کہ پہلے تم اپنا

تعارف پیش کرو۔ اپنی ہسٹری بیان کرو؟"

"میں ایک ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔ جس کے ذرائع دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہیں۔ میرے ایک حکم سے میرے ملک کی فوج یہاں حملے کرسکتی ہے۔ ہمارے سامنے روس جیسا بڑا ملک گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔"

"روس نے عارضی طور پر صرف امریکا کے سامنے گھٹنے ٹیکے تھے۔ گویا تم امریکا کے ان دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہو۔ جنہیں زندہ درگور کیا گیا ہے۔ پاتال سے نکل کر یہاں آئے ہو۔"

"تم نے میری ایک بات پکڑلی اور مجھے پہچان لیا۔ میں انکار نہیں کروں گا۔ میں ان دس میں سے ایک ہوں۔ نمبر ون کہلاتا ہوں۔ اب تم غور کرو کہ میرے پیچھے کتنی بڑی طاقت ہے۔ امریکا کبھی جھکتا نہیں جھکاتا ہے' تم میرے ساتھ رہ کر اپنے دشمنوں کو جھکاتی رہو گی۔"

"اور تمہاری کنیز کہلاتی رہوں گی۔ تمہیں میری ہسٹری معلوم نہیں ہے اگر مجھے کنیز بن کر رہنا ہوتا تو میں الپا سے پیچھا چھڑا کر یہاں نہ آتی۔ میں معمول بننے کے لیے نہیں معمول بنانے کے لیے پیدا ہوئی ہوں۔ یہ ملک روس کبھی سپرپاور تھا۔ میں یہاں حکومت کرنے اور روس کو دوبارہ سپرپاور بنانے آئی ہوں۔"

"اپنی حیثیت سے اونچے خواب نہ دیکھو۔ تم تیج پال کی ٹیم میں ایک معمولی سے کنیز بنی ہوئی ہو۔ تمہاری کیا اوقات ہے۔ ان میں سے جو چاہے گا' وہ تمہیں رات کو اپنے پاس بلالے گا۔"

"تم جل بھُن کر بول رہے ہو۔ میرے بارے میں جس طرح چاہو معلوم کرلو' ان میں سے کوئی مجھے ہاتھ بھی نہیں لگاتا ہے اور نہ ہی میری مرضی کے خلاف کوئی مجھے چھوسکے گا۔ میں کنیز ہوں۔ لیکن مجبور اور بے بس نہیں ہوں۔ چلو اچھا ہوا کہ تمہاری موجودگی یہاں ظاہر ہوگئی ہے۔ میں تم سے محتاط رہوں گی۔"

اس نے سانس روک لیا۔ وہ اس کے دماغ سے نکل گیا۔ پارس بڑی دیر سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ اب وہ نمبرون تیج پال کے لب ولہجے میں اس کے اندر چھپ کر آئے گا۔ کرونا بھی یہی سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ وہ اس کے اندر چھپ کر آیا ہوگا اور ابھی اس کے خیالات پڑھ رہا ہوگا۔ پارس نے ایک عامل کی حیثیت سے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو تیج پال اور اس کے ساتھیوں کے لب و لہجے اس کے ذہن سے مٹ گئے ایسے وقت وہ صرف پارس کی معمولہ تھی۔ اس کے دماغ میں تیج پال وغیرہ نہیں آسکتے تھے۔

دوسرے لفظوں میں نمبرون بھی اب نہیں آسکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی سنائی دی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

"میں ہوں نمبرون۔ میں حیران ہوں کہ تم نے تیج پال کے لب ولہجے کو بھی اپنے دماغ سے نکال دیا ہے۔ میں نے بڈی رابرٹ 'بیزون اور جوزف وہسکی کے لب ولہجے میں بھی آنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا ہوں۔"

کرونا نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "تم کون ہو؟ اور یہ مجھ سے کیسی باتیں کررہے ہو؟ اور یہ نمبرون کیا ہوتا ہے؟ اپنا نام بتاؤ؟"

"کرونا انجان نہ بنو۔ مجھے ٹالنے کی کوشش نہ کرو۔ میری بات کا جواب دو۔ تم نے مجھے دماغ سے کیسے نکالا ہے؟"

"میں کتوں کو اپنے دروازے پر نہیں آنے دیتی۔ رہ گئی دماغ میں آنے کی بات تو تیج پال اور اس کے ساتھی جب چاہتے ہیں چلے آتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو ان سے پوچھ لو۔"

نمبرون تیج پال وغیرہ کو مخاطب نہیں کرسکتا تھا اور نہ ہی انہیں کرونا کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا کیونکہ ان میں سے کوئی نمبرون کو نہیں جانتا تھا۔ وہ تو صرف بڈی رابرٹ کے دماغ میں جگہ بنا کر رہتا تھا۔ اس نے بڈی کے اندر آکر اسے کرونا کے دماغ میں جانے کا حکم دیا۔

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ کرونا کے اندر پہنچ گیا۔ نمبرون نے حیرانی سے بڈی کی آواز اور لہجے میں کہا "کرونا! میں بڈی رابرٹ بول رہا ہوں تھوڑی دیر پہلے مجھے تمہارے دماغ میں جگہ نہیں مل رہی تھی۔ اب مل رہی ہے' تم نے مجھے کس طرح آنے سے روک دیا تھا؟"

"میں تیج پال اور اس کے ساتھیوں کو کبھی اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکتی اور نہ ہی ابھی آنے سے روکا تھا۔"

نمبرون نے کہا "تم جھوٹ بول رہی ہو۔ پہلے میں تنہا تمہارے اندر آیا تھا۔ مجھے جگہ نہیں ملی تھی۔ اب بڈی رابرٹ کے اندر گھس کر آیا ہوں تو جگہ مل رہی ہے۔"

وہ پارس کی مرضی کے مطابق بولی "اگر تم میرے بارے میں ایک سچ جاننا چاہتے ہو تو تیج پال کے دماغ میں گھس آؤ۔"

"میں اس کے دماغ میں نہیں جاسکوں گا۔"

"تو پھر بیزون اور جوزف وہسکی کے دماغوں میں رہ کر آؤ۔"

"میں صرف بڈی رابرٹ کے دماغ میں رہ کر آسکتا ہوں۔ یہ میرا معمول اور فرمانبردار ہے۔"

"اچھا سمجھ گئی۔ جب میں نے اسے ذہنی مریض بنایا تھا۔ تب ہی سے تم نے اس کے اندر جگہ بنالی تھی۔ چلو اچھا

ہوا کہ تم نے صرف بڈی رابرٹ کے دماغ میں جگہ بنائی ہے۔ میں ابھی اسے گولی ماردوں گی۔ اس کے بعد تم کسی کے دماغ میں نہیں آسکو گے۔"

وہ بوکھلا کر بولا "بکواس مت کرو۔ تم اسے گولی نہیں مارو گی۔ میں اسے مرنے نہیں دوں گا۔ اسے یہاں سے لے جارہا ہوں۔ یہ میرے لیے بہت اہم ہے۔ وہ کرونا کے دماغ سے چلا گیا۔ پارس بڈی کے اندر پہنچ گیا۔ جب وہ دماغی مریض بنا ہوا تھا تب وہ بھی اس کے اندر جگہ بنا چکا تھا لیکن اب تک اسے بڈی کے اندر نمبرون کی موجودگی کا پتا نہیں چلا تھا۔ اب یہ راز کھل گیا تھا۔ نمبرون نے کرونا کو اپنی کنیز بنانے کے لیے بڑی جلد بازی کی تھی۔ اگر پہلے کی طرح چھپا رہتا تو آئندہ کسی مرحلے میں کامیاب ہوسکتا تھا۔ لیکن اب ظاہر ہوچکا تھا۔ اسے کرونا کی طرف سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔

اگر کرونا بڈی کو گولی ماردیتی تو نمبرون ایک اہم آلہ کار سے محروم ہوجاتا۔ اگرچہ وہ روس کے چند اہم افراد کے دماغوں میں جگہ بنا چکا تھا۔ لیکن وہ بڈی کے اندر رہ کر تیج پال وغیرہ کے قریب رہ سکتا تھا اور کبھی موقع پا کر تیج پال کو اپنا غلام بنا سکتا تھا۔ تیج پال پر غالب آنے کے نتیجے میں وہ روس کا نادیدہ بے تاج بادشاہ بن سکتا تھا۔

نمبرون بڈی کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے وہاں سے دور لے جارہا تھا۔ وہ ایک کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا ماسکو شہر سے باہر جارہا تھا۔ ہائی وے پر پولیس چوکی میں اسے روکا گیا۔ وہاں کے مسلح سپاہیوں نے اسے روکا۔ اس نے کہا "میرا نام بڈی رابرٹ ہے۔ میں اسپیشل برانچ کا آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی ہوں۔ گیٹ کھول دو۔ مجھے جانے دو۔"

اس چوکی کے افسر نے کہا "سر! آپ اپنا آئی ڈی کارڈ دکھائیں؟"

"میں اپنا کارڈ گھر میں بھول آیا ہوں۔ گیٹ کھول دو۔"

پارس نے چوکی کے اس افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ افسر نے بڈی کو نشانے پر لے کر کہا "ذمے دار افسر ہو کر کارڈ بھول آئے ہو۔ جہنم میں جاؤ۔"

اس نے بڈی کو گولی ماردی۔ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری۔ تین گولیاں کھا کر وہ ایک دم سے ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑ گیا۔

نمبرون اس کے مردہ دماغ سے نکل کر دوسرا ایک آلہ کار کے دماغ میں آگیا۔ حیرانی سے سوچنے لگا۔ یہ کرونا کیا بلا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ ابھی بڈی کو گولی مارے گی اور اسے گولی مار دی گئی تھی۔

پارس کرونا کے پاس آگیا۔ وہ اس کی مرضی سے تیج پال کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں کرونا ہوں۔ ابھی میرے دماغ

میں ایک اجنبی آیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ وہ ان دس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہے۔ جو انڈر گراؤنڈ سیل میں رہتے ہیں۔ وہ خود کو نمبرون کہہ رہا تھا۔"

تیج پال نے پوچھا "وہ تمہارے دماغ میں کیسے آگیا؟"

"وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے بڈی رابرٹ کو اس وقت سے اپنا معمول بنا رکھا ہے جب وہ دماغی تکالیف میں مبتلا تھا۔"

"اوہ گاڈ۔ اس کا مطلب ہے۔ وہ اب تک بڈی کے اندر چھپ کر ہمارے بارے میں بہت کچھ معلوم کرتا رہا ہے؟"

کرونا نے کہا "بڈی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں نمبرون کو تنویمی عمل کرنے کی اجازت دوں اور اس کی کنیز بن جاؤں لیکن میں نے انکار کردیا اس نے دھمکی دی کہ اگر میں نمبرون کی کنیز نہیں بنوں گی تو نمبرون بڈی کو گولی ماردے گا۔ میں نے کہا "میں ابھی تیج پال کے پاس جا کر اسے بڈی کی حقیقت بتاؤں گی تو وہ اور اس کے ساتھی بڈی کو اس کے شکنجے سے نکال لیں گے۔ اس بات پر بڈی غصہ دکھا کر چلا گیا ہے۔"

"میں حیران ہوں کہ ایک نامعلوم دشمن ہمارے درمیان رہ رہا ہے اور ہم اس سے بے خبر رہے ہیں۔ ہم ابھی بڈی کو اس کے شکنجے سے نکالیں گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بڈی کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو خیال خوانی کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ مردہ دماغ سوچ کی لہروں کو قبول نہیں کرتا۔ تیج پال کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ مائک مورو کے بعد اس کا دوسرا اہم ساتھی بڈی رابرٹ مارا گیا تھا۔

اس نے بیزون اور جوزف وہسکی کو بڈی کے متعلق بتایا۔ انہیں یقین نہیں آیا۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے بڈی کے پاس پہنچنا چاہا تب مایوسی ہوئی۔ اس کی موت کا یقین ہوگیا۔

بیزون نے کہا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ نمبرون یہاں ہمارے لیے نادیدہ مصیبت بن کر رہے گا۔ ہمارے لیے مسائل پیدا کرتا رہے گا۔ اور ہم میں سے پتا نہیں کسے ہلاک کرے گا؟ کسے معمول بنائے گا؟ وہ امریکی ہے۔ یہاں ٹرانسفارمیشن کو تباہ کرنے اور نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کرنے آیا ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اس کا سراغ لگانا ہوگا۔ یہ کرونا منحوس ہے۔ جب سے یہاں آئی ہے' ہم ناقابلِ برداشت نقصان اٹھا رہے ہیں۔"

تیج پال نے کہا "اسے منحوس کہنے سے ہمارے سروں پر منڈلانے والا خطرہ نہیں ٹلے گا۔ پتا نہیں وہ نمبرون یہاں کس کے دماغ میں چھپا ہوگا' اب تو ہمیں اپنے سائے سے بھی محتاط رہنا ہوگا۔ اب ہم تین ساتھی رہ گئے ہیں۔ ہمیں پہلے کی طرح

روپوش رہنا چاہیے۔"

بیزون نے کہا "یہی مناسب ہے۔ ہم پہلے کی طرح صرف دنیا والوں سے نہیں بلکہ ایک دوسرے سے بھی چھپ کر رہیں گے۔ ضرورت کے وقت خیال خوانی کے ذریعے تیج پال کے پاس آیا کریں گے۔"

تیج پال نے کہا "میں یہاں سے جارہا ہوں۔ تم دونوں بھی یہاں سے فوراً نکلو۔ اب ہم کہیں چھپنے اور حلیہ بدلنے کے بعد ایک دوسرے سے رابطہ کریں گے۔ خیال خوانی کے ذریعے یہاں کے اکابرین اور تمام اہم افراد کو اطلاع دو کہ ہم حالات سے مجبور ہو کر روپوش ہو رہے ہیں۔ ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان سے رابطہ کرتے رہیں گے۔"

وہ تینوں اپنا مختصر سا ضروری سامان سفری بیگ میں رکھ کر اپنے اپنے بنگلے سے نکل کر جانے لگے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں جانا ہے اور محفوظ پناہ گاہ تلاش کرنے میں انہیں کہاں کہاں بھٹکنا ہوگا۔

کرونا نے تیج پال سے پوچھا "مجھے چھوڑ کر کہاں جارہے ہو؟ کیا شادی نہیں کرو گے؟ مجھے دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ دو گے؟"

وہ بولا "میرے ہاتھ میں شادی کی لکیر نہیں ہے۔ میں تمہیں دشمن کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ رہا ہوں۔ تم کوئی نادان بچی نہیں ہو۔ بہت چالاک اور مکار ہو۔ تم وہیں رہو اور ہمارے ضروری احکامات پر عمل کرتی رہو۔ اب میرے اندر سے جاؤ۔ آئندہ میں کسی کو اپنے اندر نہیں آنے دوں گا۔ ضرورت ہوگی تو میں تمہارے پاس آیا کروں گا۔"

اس نے سانس روک لیا۔ وہ اس کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ خوش ہو کر سوچنے لگی۔ یہ تو کمال ہوگیا۔ پھر شادی ملتوی ہوگئی اور اب تو وہ کبھی شادی نہیں کرے گا۔ دوسری بات یہ کہ ان کے جانے سے میدان صاف ہوگیا ہے۔ میں یہاں رفتہ رفتہ اہم افراد کو اپنا معمول بناتی رہوں گی۔ اگر وہ پاگل کا بچہ میری مدد کرتا رہے گا تو میری کامیابی کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی۔

ایسا سوچنے کے دوران میں اسے یاد آیا کہ اس نے بڈی رابرٹ کو گولی مارنے کی دھمکی دی تھی۔ اس کے ایک گھنٹے کے اندر وہ مرگیا تھا۔ وہ کیسے مرگیا یہ بھی معلوم نہیں ہوا تھا لیکن خیال خوانی کی لہروں نے اس کے مردہ ہونے کی تصدیق کردی تھی۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "کیا بات ہے۔ پھر کوئی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے؟"

"مسئلہ پیدا نہیں ہوا بلکہ حل ہوا ہے۔ اب میری شادی نہیں ہوگی۔"

"تم خوش ہو کر بول رہی ہو' جب کہ یہ افسوس کا مقام ہے۔ ایک بار لڑکی کا رشتہ ٹوٹ جائے تو پھر اس کے دروازے پر رشتے نہیں آتے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "تم میری بات کو مذاق میں اڑاؤ مگر میں بہت خوش ہوں۔ میں کبھی کبھی حیران ہو کر سوچتی ہوں کہ مجھے غیبی مدد ملتی رہتی ہے۔ میں نے دھمکی دی تھی کہ بڈی کو گولی ماردوں گی۔ میری دھمکی کے ایک گھنٹے کے اندر ہی وہ مر گیا۔"

"بڑی کالی زبان ہے تمہاری۔"

"یہ عجیب اتفاق ہے۔ تیج پال نے دوسری بار مجھ سے شادی کرنی چاہی تو اس کا دوسرا ساتھی بھی جہنم میں پہنچ گیا ہے۔"

"تم بڑی عبرت ناک چیز ہو۔ جو تم سے شادی کرنا چاہے گا اس کے دوست یا رشتہ دار مرتے رہیں گے۔ ویسے تمہیں اطمینان ہے کہ اب وہاں خالی میدان مل رہا ہے۔ وہاں کی حکمران بن کر رہنے کی خواہش پوری کرسکو گی اور وہاں کے اہم افراد کو معمول بناتی رہو گی؟"

"ہاں اب میں اطمینان اور سکون سے ایسا کرسکوں گی۔"

"تم نمبرون کو بھول رہی ہو۔ کیا وہ آسانی سے تمہارا پیچھا چھوڑ دے گا؟ کیا تم جانتی ہو کہ وہ ابھی کس کے دماغ میں چھپا ہے اور کیا کررہا ہوگا؟ اور کیا تیج پال اور اس کے ساتھی' روپوش ہونے کے بعد تمہارے دماغ کو کنٹرول نہیں کریں گے۔ تمہیں اپنی پابندیوں میں نہیں رکھیں گے؟"

وہ خوش ہو رہی تھی۔ مایوس ہوگئی۔ کہنے لگی "میں الپا کی طرح حکمران بننے کے جنون میں اپنے حالات کا صحیح تجزیہ کرنا بھول جاتی ہوں۔ اگر تم میرے ساتھ نہ ہوتے تو شاید میں اب تک دشمنوں پر غالب آکر یہاں تک پہنچ نہ پاتی۔ تم کہاں ہو' میرے پاس کیوں نہیں آرہے ہو؟ مجھے ایک سنہری موقع مل رہا ہے۔ اگر میں تیج پال اور اس کے ساتھیوں کو اپنے دماغ سے بھگانے میں کامیاب ہوجاؤں گی تو پھر بڑے بڑے چیلنج کا سامنا کرسکوں گی۔ اتنی محتاط رہوں گی کہ آئندہ کوئی مجھے معمول نہیں بناسکے گا۔"

پارس نے چند سیکنڈ کے لیے تیج پال کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ ایک خفیہ پناہ گاہ میں پہنچ کر اپنا حلیہ بدل رہا تھا۔ وہ واپس کرونا کے اندر آکر بولا "تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے اکثر غیب سے اہم باتیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ ابھی میرے اندر یہ بات پیدا ہو رہی ہے کہ تم تیج پال کے دماغ میں جاؤ گی تو وہ سانس روک کر بھی تمہیں نہیں بھگا سکے گا۔"

"ایسے وقت فضول باتیں نہ کیا کرو۔ تم نے اسرائیل سے آتے وقت ثابت کیا تھا کہ تمہیں غیب سے اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ تمہیں میرا نام بھی معلوم ہوگیا تھا۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ میرا عامل میری موجودگی سے مجبور ہوجائے گا اور مجھے اپنے دماغ سے نہیں بھگا سکے گا۔"

"تم یقین نہ کرو' تمہاری مرضی ہے۔ میرے دماغ سے چلی جاؤ۔"

اس نے سوچا تیج پال کے اندر جاکر آزمانے میں کیا حرج ہے۔ وہ پاگل کا بچہ عجیب و غریب ہے۔ اس کی ہر بات مجھے فائدہ پہنچاتی ہے۔ مجھے اس کی اس بات کو بھی آزمانا چاہیے۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس بار پارس کے ایک مخصوص لب و لہجہ کو گرفت میں لے کر تیج پال کے اندر پہنچی تو اس نے اسے محسوس نہیں کیا۔ تیج پال کو اسی مخصوص لب و لہجے کے ذریعے ہپناٹائز کیا گیا تھا۔

وہ اس کے اندر رہ کر اس کے خیالات پڑھنا چاہتی تھی۔ پارس نے اس کی سوچ میں کہا "ابھی اس کے خیالات پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ میں خاموشی سے تھپک تھپک کر اسے سلاؤں گی تو یہ سوجائے گا۔"

اس نے پارس کی سوچ کے مطابق خیال خوانی کے ذریعے اسے سلایا تو وہ ایک منٹ کے اندر سوگیا۔ پھر پارس نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے اس پر تنویمی عمل کرکے اپنا معمول بنالینا چاہیے۔"

وہ اس سوچ کے مطابق اسے ہپناٹائز کرنے لگی۔ وہ پہلے ہی پارس کا معمول بنا ہوا تھا۔ اب مختصر سے تنویمی عمل کے بعد کرونا کا بھی معمول اور محکوم بن گیا۔ جو بات ناممکن تھی' وہ منٹوں میں ممکن ہوگئی۔ تیج پال کوئی معمولی شخص نہیں تھا۔ جب وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ تب بھی ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ناقابلِ شکست بن کر رہتا تھا۔ خیال خوانی کرنے والے اس کی ذہانت سے متاثر ہو کر اس کے دوست اور فرماں بردار بن گئے تھے۔ خیال خوانی سیکھنے کے بعد تیج پال روس کا جیسے حکمران بن گیا تھا۔ وہاں کے تمام اعلیٰ حکام اور اعلیٰ عہدیداران اور فوج کے اعلیٰ افسران اس کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ اب وہ تمام اہم افراد کرونا کے مطیع و فرمانبردار بن کر رہنے والے تھے۔ کیونکہ تیج پال اس کا غلام بن گیا تھا۔ وہ مسرتوں سے نہال ہو کر پارس سے بولی "تم نے مجھے تیج پال کے اندر پلک جھپکتے ہی پہنچادیا۔ تمہارے تعاون سے میں نے اسے غلام بنالیا ہے۔ میں اب تم سے دور نہیں رہوں گی۔ میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں کہ تم میرے عاشق ہو۔ مجھے ہر قدم پر دشمنوں سے بچاتے ہو۔ میں تنہا رہتی ہوں مگر سب پر غالب آجاتی ہوں۔ میرے حسن و شباب نے میری اداؤں نے تمہیں دیوانہ بنایا ہے۔ تم مجھے تنہائیوں میں حاصل کرتے رہے ہو۔ اس سے زیادہ تم نے مجھ سے کچھ نہیں لیا ہے۔ صرف دیتے ہی رہتے ہو۔ تم خود غرض اور لالچی نہیں ہو۔ مجھے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ناقابلِ شکست سپر لیڈی بناتے رہو گے۔ اب میں تمہارے بغیر نہیں رہوں گی۔ جہاں بھی چھپے ہو چلے آؤ۔"

"میں تم سے کہہ چکا ہوں' پاتال میں سانپوں کے مسکن میں رہتا ہوں۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ مجھے ایک جنم کے بعد دوسرا جنم لینے والی احمقانہ بے تکی کہانیاں نہ سناؤ۔ تم مجھ سے اپنی اصلیت چھپاتے رہے ہو۔ میں بھی یہ سوچ کر نظر انداز کرتی رہی کہ مجھے آم کھانے سے مطلب ہے۔ تم سے فائدے حاصل کرتی رہوں گی اور تمہیں آزماتی رہوں گی۔ بس بہت ہوچکا۔ میں نے آزمالیا ہے۔ مجھے تم سے بہتر لائف پارٹنر کبھی نہیں ملے گا اور نہ ہی میں تمہارے بعد کسی کو اپنی زندگی میں آنے دوں گی۔ تم میرے عاشق ہو۔ ابھی آؤ۔ میں پھولوں کی سیج کی طرح تمہارے قدموں میں بچھ جاؤں گی۔"

"میں قریب آؤں گا تو ہم دونوں ہی بھٹکتے رہیں گے۔ پھر کامیابیاں حاصل کرنے کے دوران میں ہم ایک جگہ رہیں گے تو اچانک دشمنوں کے حصار میں آجائیں گے۔ ہمیں امریکی نمبرون کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔"

"تم بہت زیادہ محتاط رہتے ہو۔ اچھا تو اسی شہر میں ہونا؟"

"ہاں، یہیں ماسکو میں ہوں۔ موقع ملتے ہی تمہارے پاس آؤں گا۔"

"میں اہم معاملات میں مصروف رہوں گی اور تمہارا انتظار کرتی رہوں گی۔ پلیز اب مجھ سے اپنی اصلیت نہ چھپاؤ۔ مجھے بتادو، تم کون ہو؟"

"پارس۔۔۔ پارس علی تیمور ابن فرہاد علی تیمور۔۔۔"

اس کا اوپر کا سانس اوپر ہی رہ گیا۔ اس کے تن من کو لوٹنے والا کوئی اور چھیلا نہیں تھا۔ پارس ہی تھا۔

وہ ایک گہرا سانس لے کر بولی "مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہیے تھا کہ یہ تم ہی ہوسکتے ہو۔ میں اسرائیل سے فرار ہونے والی تھی۔ اس سے پہلے ایک رات تم میرے بنگلے میں آئے تھے۔ میں تم سے ڈرتی تھی کہ تم مجھ پر حاوی ہوجاؤ گے۔ مجھے اپنی کنیز بنالو گے لیکن تم بڑی شرافت سے واپس چلے گئے تھے۔ اس کے بعد میں گہری نیند سوگئی تھی۔ ایسے ہی وقت تم نے مجھے اپنی معمول اور کنیز بنالیا تھا۔ پھر مجھے کبھی یہ سوچنے کا موقعہ نہیں دیا کہ تم شرافت سے واپس جانے کے بعد کہاں گم ہوگئے تھے۔ شرافت دکھاکر اب تک مجھ سے بدمعاشی کرتے آرہے ہو۔ ویسے ایک بات کہوں؟ تم بہت پیارے اور دل میں اتر جانے والے بدمعاش ہو۔"

"تم نہ کہو۔ تب بھی تمہارے خیالات پڑھ کر سمجھتا رہا ہوں کہ تم بدمعاشی سے ہی زیر ہوتی رہوگی۔ تم الپا کی ہم مزاج ہو، مغرور ہو، اس کی طرح یہودی ہو۔ میرے نصیب میں یہ دوسری یہودی لڑکی لکھی گئی ہے۔ پہلی مجھے زندگی کے ہر موڑ پر دھوکے دیتی رہی۔ تم سے بھی یہی بھرپور توقع رکھتا ہوں۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں الپا کی طرح بے وفا نہیں ہوں۔ ہمیشہ تمہاری وفادار بن کر رہوں گی۔ تمہارے سوا کسی دوسرے کا منہ نہیں دیکھوں گی۔"

"وفاداری کا یقین نہ دلاؤ۔ میں نے دل کی جگہ پتھر رکھ لیا ہے۔ میں تمہیں داشتہ بناکر رکھوں گا۔ شادی کبھی نہیں کروں گا۔"

"تم میرا دل توڑ رہے ہو۔ مگر میں اپنی وفاداری سے تمہارا دل جیت لوں گی۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کرونا نے ریسیور اٹھاکر کان سے لگایا۔ پھر کہا "ہیلو، ممی اور ڈیڈی موجود نہیں ہیں۔ بعد میں فون کرو۔"

"اسی لیے فون کیا ہے کہ تم اکیلی ہو۔ شہر میں تیج پال اور اس کے ساتھی کہیں دکھائی نہیں دے رہے ہیں۔ وہ کہاں گم ہوگئے ہیں؟"

بولنے کی آواز ایسی تھی، جیسے بادل دھیمی آواز میں گرج رہے ہو۔ وہ بولی "اچھا تو تم نمبرون ہو۔ آواز بدل کر بول رہے ہو۔"

"میں نمبرون نہیں ہوں۔ میرا کوئی نام نہیں ہے۔ کوئی نمبر نہیں ہے، مجھے اولڈ مین کہا جاتا ہے۔ پراسرار بوڑھا۔ یہ بوڑھا چند روز پہلے پیدا ہوا ہے۔"

پارس نے مجھے مخاطب کیا "پاپا! وہ اولڈ مین کرونا کے اندر بول رہا ہے۔ آپ مما کے ساتھ فوراً آئیں۔"

میں سونیا کے ساتھ کرونا کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بوڑھا کہہ رہا تھا "تم جب سے ماسکو آئی ہو، میری نظروں میں ہو۔ تیج پال اور اس کے ساتھی ایسے سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ رہتے ہیں کہ مجھے انہیں ٹریپ کرنے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ مگر وہ سب اپنے منصوبوں سمیت میری نظروں میں رہتے ہیں۔ تم تو کلی ہو۔ دل کی بے کلی ہو۔ اس بوڑھے کو گدگدا رہی ہو۔ کیا دوستی کروگی؟"

کرونا نے سونیا کی مرضی کے مطابق پوچھا "تمہیں سمجھے بغیر دوستی کیسے کروں؟"

"پہلے اعتماد قائم ہوتا ہے۔ پھر دوستی ہوتی ہے۔ تم ابھی مجھ پر اعتماد کروگی۔ یہاں ابھی تمہارا سب سے خطرناک نادیدہ دشمن امریکی نمبرون ہے۔ میں ابھی اسے تمہارے قدموں میں پہنچادوں گا۔"

سونیا نے کرونا کی زبان سے پوچھا "کیسے پہنچاؤ گے؟ وہ تو انڈر گراؤنڈ سیل میں رہتا ہے۔ وہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والے اس سیل سے نکل کر زمین کے اوپر آنے کا راستہ نہیں جانتے ہیں۔ وہ یہاں میرے قدموں میں کیسے آئے گا؟"

"وہ نہیں آسکتا۔ تم اس کے اندر انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچ سکتی ہو۔ ابھی خیال خوانی کی پرواز کرو اور اس کے اندر پہنچو۔"

کرونا، سونیا نے اور میں نے فوراً ہی ایک ساتھ خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ دوسرے ہی لمحے ہم امریکی نمبرون کے اندر پہنچ گئے۔

وہ انڈر گراؤنڈ سیل میں تھا۔ ہم اس انڈر گراؤنڈ خفیہ اڈے میں پہنچ گئے تھے۔ وہاں تک پہنچنا نہ بچوں کا کھیل تھا اور نہ ہی بڑوں کے لیے ممکن تھا۔ کوئی یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ انڈر گراؤنڈ سیل امریکا کے کس علاقے میں ہے؟

شاید ہم جاننے والے تھے۔

ویسے یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی کہ اس پراسرار بوڑھے نے ناممکن کو ممکن کردکھایا ہے۔

کیا وہ کوئی شعبدہ باز تھا؟

میں اور سونیا ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

❄

دکھ بیماریاں انسان کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔ شہ زور بن کر رہنے والے بھی قدرتی حالات سے مجبور ہوکر کمزور بن جاتے ہیں۔ پراسرار بن کر رہنے والوں کو کوئی ڈھونڈ نہیں سکتا لیکن بیماریاں انہیں ڈھونڈ لیتی ہیں۔ اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبرون کے ساتھ یہی ہوا تھا۔ اسے اچانک بیماری نے دبوچ لیا تھا۔

وہ پراسرار بوڑھا روس کے ایک اعلیٰ عہدے دار کو اپنا غلام بنانے کے لیے اس کے دماغ میں آیا تھا۔ وہاں آتے ہی اس نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آوازیں سنیں۔ وہ اس عہدے دار کو ہپناٹائز کررہا تھا۔ اولڈ مین وہاں خاموش رہ کر اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تنویمی عمل کرتے دیکھتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اجنبی جس لب ولہجے کے ذریعے اس عہدے دار کے دماغ کو لاک کرے گا وہ اس لب ولہجے کو یاد کرکے آئندہ اس کے اندر جاتا آتا رہے گا۔

لیکن وہ اجنبی اپنا تنویمی عمل مکمل نہ کرسکا۔ اچانک اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ جیسے وہ اچانک کسی تکلیف میں مبتلا ہوگیا ہو۔ اولڈ مین فوراً ہی وہاں سے خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اس اجنبی کے اندر پہنچ گیا۔

وہ اپنا سینہ تھام کر ایک صوفے پر گرا پڑا تھا۔ اس کے ساتھی اسے سنبھالتے ہوئے اسے فوری طور پر طبی امداد پہنچا رہے تھے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دس امریکیوں میں سے ایک ہے۔ اسے نمبرون کہا جاتا ہے۔ اس کے باقی نو ساتھی اسے فوری طور پر طبی امداد پہنچا رہے تھے۔ پہلی بار اس پر دل کا دورہ پڑا تھا۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ زمین کے نیچے ایک سیل میں ہے۔ یہ وہی انڈر گراؤنڈ سیل تھا۔ جس کے متعلق ان کا دعویٰ تھا کہ کوئی اس خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا لیکن حالات اور نمبر ون کی بدنصیبی نے اولڈ مین کو وہاں تک پہنچادیا تھا۔

اولڈ مین باقی نو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کررہا تھا۔ نمبرون کی سوچ بتارہی تھی کہ اس کے نو ساتھیوں میں دو نہایت تجربے کار ڈاکٹرز ہیں۔ ان میں مکینک اور انجینیئر بھی ہیں۔ اس تہ خانے میں کوئی مسئلہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اپنی بہترین صلاحیتوں اور ہنرمندی سے مسائل کو حل کردیتے تھے۔ باہر کی دنیا سے وہ کبھی رابطہ نہیں کرسکتے تھے۔ نہ ہی ان کے اکابرین اور فوج کے اعلیٰ افسران ان کی مدد کرتے تھے۔ صرف تین یوگا جاننے والے افسران اس انڈر گراؤنڈ سیل کا پتا جانتے تھے۔ ان دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضروریات کا سامان پہنچانے کے لیے وہاں کبھی کبھی جایا کرتے تھے۔

وہ تین خاص افسران بھی تہ خانے میں پہنچنے کے بعد دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی صورتیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ تینوں اس تہ خانے کے صرف اسٹور روم تک جاسکتے تھے۔ اس کے بعد آہنی دیواریں تھیں۔ ان دیواروں کے پیچھے ان دس افراد کی رہائش کے لیے آرام دہ کمرے تھے۔ کئی بڑے ہال نما کمروں میں کمپیوٹرز، الیکٹرونک کے جدید آلات، مشینیں، میڈیکل سے تعلق رکھنے والی مشینیں اور آلات بھی تھے۔

وہ وہاں بیٹھے بیٹھے کمپیوٹرز کے ذریعے تمام دنیا کی معلومات حاصل کرتے رہتے تھے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعے دنیا کے تمام ممالک کے حکمرانوں اور فوجی افسران کے چہرے دیکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔ وہ ای میل کے ذریعے دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی سے بھی رابطہ کرسکتے تھے۔

وہ تین خاص اعلیٰ افسران وہاں سامان پہنچانے کے بعد تہ خانے سے اوپر آتے تھے پھر وہاں سے الیکٹرانک آلات کے ذریعے تہ خانے میں اسٹور روم کا آہنی دروازہ کھول لیتے تھے پھر وہ دس افراد اس اسٹور روم سے اپنی ضروریات کا سامان حاصل کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے سامان لانے والے تین افسران کو نہ کبھی دیکھا تھا نہ ان کی آوازیں سنی تھیں۔

اولڈ مین نے پہلی فرصت میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ وہ انڈر گراؤنڈ سیل امریکا کی کون سی ریاست میں اور کس علاقے میں ہے۔ اس نے وہاں کا محل وقوع معلوم کرنا چاہا لیکن مایوسی ہوئی۔ وہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں دنیا کے کس حصے میں زمین کے اندر چھپایا گیا ہے اور نہ ہی خیال خوانی کے ذریعے کسی کے دماغ میں پہنچ کر وہاں کا پتا معلوم کرسکتے تھے۔ کیونکہ امریکی اکابرین فوج کے اعلیٰ افسران اور دوسرے اہم عہدے داروں میں سے کوئی بھی اس انڈر گراؤنڈ سیل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

صرف ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا یوگا کا ماہر تھا۔ جو ان دس افراد کے دماغوں میں آتا رہتا تھا اور ان کی کارکردگی کی رپورٹ حاصل کرتا رہتا تھا اور ان کے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہوتا رہتا تھا۔

اولڈ مین نمبرون کے ذریعے محدود معلومات حاصل کرتا رہا۔ ان معلومات کے ذریعے اس انڈر گراؤنڈ سیل کا سراغ

نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ نمبرون عارضی طور پر دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگیا تھا۔ اگر اولڈمین اسے ہپناٹائز کرتا تو اس کا یہ عمل باقی نو ساتھیوں سے چھپا نہ رہتا پھر یہ کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا یوگا کا ماہر جوان کا سپروائزر تھا۔ وہ نمبرون کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ اپنے سپروائزر کو مسٹر بلیک کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ مسٹر بلیک نے انہیں حکم دیا تھا۔ جب تک نمبر ون صحت یاب نہ ہوجائے اور اس کی دماغی توانائی بحال نہ ہوجائے۔ تب تک تم سب باری باری اس کے دماغ میں مسلسل رہو گے۔ اس کے خیالات بتا رہے ہیں کہ روس کے ایک عہدے دار کو ہپناٹائز کرتے ہوئے اس پر دل کا دورہ پڑا تھا۔ وہاں تیج پال جیسا غیر معمولی ذہانت رکھنے والا شخص موجود ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ معلوم کریں گے کہ کس نے اس عہدے دار پر ادھورا تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ کسی چور راستے سے نمبرون تک پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کے دماغ میں مسلسل رہا کرو۔

اولڈمین نے سمجھ لیا تھا کہ وہ انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچنے کے بعد بھی کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کرسکے گا۔ نمبرون کو اپنا معمول نہیں بنا سکے گا۔ وہ ماسکو میں تیج پال اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہے گا اس کی نظر کرونا پر بھی تھی۔ وہ اسے اپنی کنیز بنانا چاہتا تھا۔ اسے کرونا کی ہسٹری معلوم تھی۔ وہ ایسی چالاک اور مکار عورت کو اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا تھا۔

جب وہ سمجھ گیا کہ نمبرون کے اندر پہنچ کر بھی کچھ حاصل نہیں کرسکے گا تو اس نے سوچا' کرونا سے دوستی کرنے کا یہ اچھا موقع ہے۔ وہ نمبرون سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اگر وہ اولڈمین کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ کر کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل کرسکے گی۔ اس کا فائدہ اسے بھی پہنچے گا پھر یہ کہ کرونا اس کی احسان مند رہے گی۔ اس پر اعتماد کرے گی۔ نمبرون کو اپنے قابو میں نہ کرسکی تو اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے اسے مار ڈالے گی۔

اس نے کرونا کو اپنا احسان مند بنانے کے لیے اسے نمبر ون کے دماغ میں پہنچا دیا۔ اس کے ساتھ میں' سونیا اور پارس بھی پہنچ گئے تھے۔ ہمیں بھی وہی محدود معلومات حاصل ہو رہی تھیں۔

سونیا نے کہا "واقعی ان امریکیوں نے بڑے سخت انتظامات کیے ہیں۔ اتنی رازداری سے کام لیا گیا ہے کہ ان کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس انڈر گراؤنڈ سیل کا پتا نہیں جانتے ہیں۔"

میں نے کہا "یہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والے بہت ا ہیں لیکن مسٹر بلیک ان سے بھی زیادہ اہم ہے۔ وہ ان د ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا آقا ہے۔ وہ اسے اپنے دماغوں آنے سے نہیں روک سکتے ہیں۔" "مسٹر بلیک کے لب ولہجے ذہن نشین کرو۔ یہ شخص واشنگٹن یا امریکا کے کسی دو سر علاقے میں رہتا ہوگا۔"

پارس نے کہا "میں تو باقی نو ٹیلی پیتھی جاننے والوں بھی لب ولہجے ذہن نشین کر رہا ہوں۔ کبھی نہ کبھی ان دماغوں میں بھی جگہ مل سکتی ہے۔"

ہم آپس میں خیال خوانی کے ذریعے باتیں کر رہے تھے۔ اولڈمین ہماری موجودگی سے بے خبر تھا۔ اس کا خیال تھا اس نے صرف کرونا کو نمبرون کے دماغ میں پہنچایا ہے۔ کرونا سے بولا "اپنی ذہانت سے کام لو۔ سوچو کہ کس طرح آئندہ بھی نمبرون کے ذریعے اس انڈر گراؤنڈ سیل آسکیں گے۔"

کرونا نے کہا "میں یہی سوچ رہی ہوں۔ نمبرون پر ہار اٹیک ہوا ہے۔ اس کی طبیعت بحال ہونے میں خاصا وق لگے گا۔ یہ دس بارہ گھنٹے سے پہلے دماغی توانائی حاصل نہ کرسکے گا۔ کوئی تدبیر سوچنے کے لیے ہمارے پاس کافی وق ہے۔ تم بھی سوچو۔ میں بھی سوچوں گی۔"

وہ یہ باتیں اولڈمین کے دماغ میں پہنچ کر کہہ رہی تھ اس کے ساتھ میں' سونیا اور پارس بھی اس کے اندر پہنچ تھے اور اس کے چور خیالات پڑھ رہے تھے۔ وہ کرونا موجودگی کے باعث ہمیں محسوس نہیں کر رہا تھا۔ وہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ کرونا کا تعلق پارس سے ہوگا اور ہم اس سے فائدہ اٹھا کر اس کے اندر پہنچ جائیں گے۔

اس کے چور خیالات سے معلوم ہوا کہ وہ روسی ہے۔ آج کل ماسکو کے مضافات میں ایک محل نما عمارت میں رہائش پذیر ہے۔ زار روس کے دربار میں راسپوٹین نا ایک بہت ہی پراسرار شخص رہا کرتا تھا۔ اس کے بارے میں مختلف رائے قائم کی جاتی تھیں۔ یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ما نفسیات ہے۔ کچھ ایسے پراسرار علوم جانتا ہے کہ دلوں بھید بتا دیتا ہے پرانی تشویشناک بیماریوں کا علاج کرتا ہے ا اپنی خطرناک آنکھوں سے سامنے والوں کو سحرزدہ کردیتا ہے۔ اس کے بارے میں متفقہ طور پر کہا جاتا تھا کہ وہ جادوگر تھا۔ اس نے زار روس کی ملکہ اور شاہی خاندان کی دو سر عورتوں کو سحرزدہ کر رکھا تھا۔ زار جیسا مغرور اور سنگ د بادشاہ بھی راسپوٹین کا عقیدت مند تھا اور اس کے ہر جا

اور ناجائز مشوروں پر عمل کرتا تھا۔

اس بوڑھے کے خیالات نے بتایا کہ وہ راسپوٹین کے بیٹے کا بیٹا ہے۔ روس کے معزز اکابرین اور اونچی سوسائٹی کے افراد اسے راسپوٹین سوم کہتے تھے۔ وہ بوڑھا نہیں تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے خود کو بوڑھا ظاہر کرتا تھا۔ جس طرح بھیس بدل کر اصلی چہرہ چھپایا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ بوڑھا بن کر تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دھوکا دے رہا تھا اور دھوکا دینے میں کامیاب ہو رہا تھا۔ کیونکہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تجسس میں مبتلا رہ کر کسی بوڑھے کا سراغ لگا رہے تھے۔

مقدر نے ہمارا ساتھ دیا تھا۔ ہم اولڈمین کے بارے میں اہم معلومات حاصل کر رہے تھے۔ اب اسے تلاش کرنے کے لیے بھٹکنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ اس وقت وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اس نے کرونا کو پھانسنے اور اسے دوست بنانے کے لیے اپنے دماغ میں آنے کی جگہ دی ہے۔ جبکہ میں' سونیا اور پارس اس کے اندر پہنچے ہوئے تھے۔

اس کا خیال تھا کہ جب تک کرونا اس کے دماغ میں رہے گی وہ اسے نمبرون اور انڈر گراؤنڈ سیل کے معاملات میں الجھائے رکھے گا۔ اسے اپنے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں دے گا۔ وہ اس خوش فہمی میں دھوکا کھا گیا تھا کہ کرونا کے اندر کوئی نہیں ہے اور وہ تنہا اس کے اندر پہنچی ہوئی ہے۔ اس نے کہا "تم دیکھ رہی ہو کہ میں نے تم سے دوستی کرنے کے لیے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔ تمہیں نمبرون اور انڈر گراؤنڈ سیل کے اندر پہنچا دیا ہے۔"

وہ بولی "بے شک تم میرے بہترین دوست بن سکتے ہو۔"

"میں نے تمہارا اعتماد حاصل کرنے کے لیے تمہیں اپنے اندر آنے کی اجازت دی ہے۔ تم نے اتنی دیر تک میرے اندر رہ کر میرے چور خیالات پڑھے ہیں اور نہ مجھے کسی طرح کا نقصان پہنچایا ہے۔"

"بے شک تم مجھ پر اعتماد کر رہے ہو اور میں تمہارے اعتماد پر پوری اتر رہی ہوں۔ اس طرح میں بھی تمہارے لیے قابلِ اعتماد ہوں۔"

"مجھے بھی آزماؤ۔ مجھے بھی اپنے اندر آنے دو۔ اب تو بھروسا کرو۔"

"میں بھروسا کر رہی ہوں۔ جب کبھی بہت ضروری ہوگا تو تمہیں اپنے اندر آنے سے نہیں روکوں گی۔ ابھی میں تنہائی میں نمبرون کے سلسلے میں غور کروں گی کہ اسے کس طرح اپنے قابو میں کرسکتی ہوں۔"

"ابھی ہم دونوں مل کر غور کرسکتے ہیں۔ تم اپنے بنگلے میں تنہا ہو۔ رات رنگین بھی ہوگی اور ہماری دوستی مستحکم ہوتی رہے گی۔"

"تم کیسے جانتے ہو کہ میں اپنے بنگلے میں تنہا ہوں؟"

"یہ جاننا کون سی بڑی بات ہے۔ میں تمہاری ممی اور ڈیڈی کے خیالات پڑھ کر معلوم کرچکا ہوں۔ وہ ماسکو سے باہر گئے ہوئے ہیں۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرا ایک آئیڈیل محبوب ہے۔ میں اسے دل و جان سے چاہتی ہوں۔ اس کی جگہ کسی دوسرے کو نہیں دوں گی۔"

"اچھا تو کسی نے پہلے ہی تمہارا دل جیت لیا ہے۔ کون ہے خوش نصیب؟"

"اس کے بارے میں مت پوچھو۔ میں اسے دل میں چھپا کر رکھتی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔ مجھے تمہاری محبت نہیں ملے گی۔ دوستی تو ملے گی۔ بہرحال نمبرون کم از کم صبح تک دماغی کمزوری میں مبتلا رہے گا۔ اس سے پہلے اسے ٹریپ نہ کیا گیا تو ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ ہمیں اس کے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی۔ انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچنے کا پھر کوئی ذریعہ نہیں رہے گا اب تم جاؤ۔ میں سوچوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کرسکتا ہوں۔"

اس نے سانس روک لیا۔ کرونا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر پارس سے بولی "کیا تم بھی اس اولڈمین کے اندر پہنچے ہوئے تھے؟ کیا تم نے اس کے چور خیالات پڑھے ہیں؟"

پارس نے اس سے جھوٹ کہا "میں نے کوشش کی تھی لیکن وہ بڑا گھاگ بوڑھا ہے۔ وہ اپنے چور خانے کو مقفل رکھتا ہے۔"

"نمبرون کے بارے میں بتاؤ۔ ہم کس طرح آئندہ بھی اس کے دماغ میں رہ سکیں گے؟ وہاں انڈر گراؤنڈ سیل میں اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نو ساتھی ہیں۔ وہ باری باری اس کے دماغ میں مسلسل رہیں گے پھر ان سب کا ایک پراسرار باس ہے۔ جسے وہ سب مسٹر بلیک کہتے ہیں۔"

"نمبرون کے خیالات نے بتایا ہے کہ وہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والے مسٹر بلیک کے اندر نہیں جاسکتے۔ بلیک ان کے اندر آتا رہتا ہے۔ وہ ان کا عامل ہے' آقا ہے اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے شعبے میں سب سے اعلیٰ افسر ہے۔"

"مسٹر بلیک اس وقت تک بہت محتاط رہے گا۔ جب تک نمبرون دماغی توانائی حاصل نہیں کرے گا۔ اس کے بعد

ہی اسے اطمینان ہوگا کہ کسی نے بھی نمبون کو تنویمی عمل کے ذریعے ٹریپ نہیں کیا ہے۔"

کرونا نے کہا "میں ماسکو آنے کے بعد یہ سمجھتی رہی کہ تیج پال اور اس کے ساتھی میرے سب سے بڑے مخالف ہیں۔ مجھے صرف ان سے ہی نمٹنا ہوگا۔ ان سے نمٹ چکی ہوں۔ نمبرون میرا مخالف بنا ہوا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسرا پراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والا بوڑھا پیدا ہوگیا ہے۔ میں تیج پال کی طرح نمبرون کو اپنا معمول نہ بنا سکی تو اسے ہلاک کردوں گی۔ ورنہ یہ دماغی توانائی حاصل کرنے کے بعد یہاں میرے لیے مسائل پیدا کرتا رہے گا۔ اس کے بعد وہ بوڑھا رہ جائے گا۔ جب سے تم میرے ساتھ ہو۔ میں کسی سے نہیں ڈرتی ہوں۔ اس بوڑھے سے بھی نمٹ لوں گی۔"

پارس نے کہا "نمبرون کو ہلاک کرنے میں جلدی نہ کرنا۔ آخر وقت تک انتظار کرنا۔ ہوسکتا ہے دماغی توانائی بحال ہونے تک ہمیں اسے ہپناٹائز کرنے کا اچانک کوئی موقع مل جائے۔ حالات کو بدلتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ ہوسکتا ہے حالات ہمارے موافق ہوجائیں۔"

وہ اور پارس وقفے وقفے سے نمبون کے اندر جانے لگے۔ خود کو بوڑھا بنا کر پیش کرنے والا راسپوٹین سوم بھی بار بار انڈر گراؤنڈ سیل میں جارہا تھا اور یہی دیکھ رہا تھا کہ ان نو افراد میں سے کوئی نہ کوئی نمبرون کے اندر موجود رہتا ہے۔ کبھی کبھی اس کے اندر مسٹر بلیک کی بھی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ وہ ان سب کو مستعد اور محتاط رہنے کی تاکید کرتا رہتا تھا۔

سونیا بھی نمبرون پر قابو پانے کے سلسلے میں اپنی تمام تر ذہانت سے سوچ رہی تھی۔ میں بھی تمام مصروفیات چھوڑ کر سوچ رہا تھا لیکن جو بات ناممکن ہوتی ہے۔ وہ قدرتی حالات کی تبدیلی سے کبھی ممکن ہوجاتی ہے ایسی تبدیلیوں کے وقت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

ہم سب نمبرون کے دماغ میں کسی بہترین موقع کا انتظار کرتے رہے تقریباً دس گھنٹے گزر گئے۔ نمبرون کی کمزوریاں دور ہوگئی تھیں۔ وہ رفتہ رفتہ دماغی توانائی کی طرف آرہا تھا۔

ایسے وقت کرونا بڑی خاموشی سے اس کے دماغ کو غیر محسوس طریقے سے نقصان پہنچانے لگی۔ اس کے دماغ میں رہنے والے ایک ساتھی نے پوچھا "یہ تمہیں کیا ہورہا ہے؟ میں ایسا محسوس کررہا ہوں۔ جیسے کوئی تمہارے دماغ کو ریگ مال سے گھس رہا ہے۔"

وہ بہت پریشان ہورہا تھا۔ کہنے لگا "میں بالکل یہی محسوس کررہا ہوں مگر تم یقین کرو۔ کوئی دشمن میرے اندر نہیں ہے۔ میں نے کبھی کسی کو خود پر حاوی ہونے کا موقع نہیں دیا ہے۔"

"ہم اپنی دانست میں دشمنوں کو موقع نہیں دیتے ہیں۔ وہ ہماری لاعلمی میں ہم پر حاوی ہوجاتے ہیں۔ تم روس کے ایک اعلیٰ عہدے دار پر تنویمی عمل کررہے تھے۔ ایسے وقت تم پر ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ کیا ایسے وقت کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں آسکتا تھا؟"

مسٹر بلیک کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "نمبر[illegible] تمہارے خیالات نے بتایا ہے کہ تم جس پر تنویمی عمل کررہے تھے۔ وہ عہدے دار ٹیلی پیتھی جانتا تھا۔ ہارٹ اٹیک ہو[illegible] ہی تمہارا تنویمی عمل ادھورا رہ گیا تھا۔ کیا ایسے وقت عہدے دار پلٹ کر تمہارے اندر نہیں آیا ہوگا؟"

نمبرون نے کہا "وہ ٹرانس میں آچکا تھا۔ سحر زدہ ہو[illegible] تھا۔ ایسے وقت وہ پلٹ کر خیال خوانی کے ذریعے میرے ا[illegible] نہیں آسکتا تھا۔"

"بکواس مت کرو۔ جب تنویمی عمل ادھورا رہ جاتا [illegible] تو عامل کا سحر ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ یقین ہوچکا ہے کہ وہ تمہار[illegible] اندر موجود ہے۔ ہمارے سخت حفاظتی انتظامات کو دیکھ[illegible] ہے۔ اسے یقین ہوچکا ہے کہ وہ تمہیں ٹریپ نہیں کرسکے [illegible] تم دماغی توانائی حاصل کرکے' اسے اپنے دماغ سے بھگا[illegible] سکے۔ اس لیے وہ تمہیں توانائی حاصل کرنے کا موقع نہیں دے رہا ہے بڑے ہی غیر محسوس طریقے سے پھر تمہیں کم[illegible] بنا رہا ہے۔"

نمبون اپنے عامل اور آقا سے بحث نہیں کرسکتا [illegible] اس نے عاجزی سے کہا "سر! آپ زبردست ہیں۔ آپ[illegible] ہمیں زبردست سیکیورٹی میں رکھا ہے۔ پلیز مجھے کسی طرح اس سے نجات دلائیں۔"

مسٹر بلیک نے کہا "میں اس ٹیلی پیتھی جاننے والے [illegible] مخاطب ہوں اس سے کہہ رہا ہوں کہ اس کے دماغ سے [illegible] جائے۔ ورنہ میں اسے کوما میں رکھوں گا تو پھر کوئی دوست دشمن اس کے اندر نہیں آسکے گا۔"

کرونا یہ نہیں چاہتی تھی اگر وہ کوما میں چلا جاتا تو [illegible] رات اس کے کوما سے واپس آنے کا انتظار کرتے رہنا پڑ[illegible] صرف کرونا ہی نہیں ہم سب ہی اپنی مصروفیات چھوڑ[illegible] مسلسل اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتے تھے۔ سونیا نے

"ہم نہ سہی ہمارے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے یکے ب[illegible] دیگرے کوما میں رہنے والے کی نگرانی کرسکتے ہیں۔ ہمیں [illegible] دن کو زندہ رکھنا چاہیے۔"

پارس نے ہمارے فیصلے کے مطابق کرونا سے کہا "نمبر ون کو ہلاک نہ کرو۔ انڈر گراؤنڈ سیل کے حالات معلوم کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ یہ کوما میں رہے گا تو ہمیں امید رہے گی کہ ہم اس کے ذریعے کچھ نہ کچھ کامیابی حاصل کرسکیں گے۔ اسے کمزور بناتی رہو مگر ہلاک نہ کرو۔"

ایسے وقت کرونا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا پھر پارس کے اندر آکر بولی "شاید وہ بوڑھا میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔ مجھے بتاؤ کیا کرنا چاہیے؟"

"میں تمہارے اندر رہوں گا۔ وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

پارس اس کے اندر آگیا۔ راسپوٹین خیال خوانی کے ذریعے دوسری بار اس کے اندر آیا تو کرونا نے مسکرا کر کہا "ویل کم! میں اپنے وعدے کے مطابق تمہیں اپنے اندر آنے دے رہی ہوں۔"

"تم بہت اچھی ہو۔ آج میں نے تمہارے اعتماد کو جیتا ہے۔ کل تمہارا دل بھی جیت لوں گا۔ کبھی میرے روبرو آؤ گی اور مجھے دیکھو گی تو اپنے آئیڈیل محبوب کو بھول کر مجھے اپنا آئیڈیل لائف پارٹنر بنالوگی۔"

"یہ بعد کی باتیں ہیں۔ ابھی کس لیے آئے ہو؟"

"میں نمبرون کے اندر دیکھ رہا ہوں کہ تم اسے پھر کمزوری میں مبتلا کررہی ہو۔ مسٹر بلیک اسے کوما میں لے جانا چاہتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو پھر ہم اسے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔"

وہ بولی "کوئی بات نہیں۔ آخر وہ کتنے دنوں تک اسے کوما میں رکھے گا؟ وہ مسٹر بلیک کا اہم ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ روس میں کامیابیاں حاصل کررہا ہے۔ وہ اسے جلد ہی کوما سے واپس لائے گا۔ ہوسکتا ہے اس دوران میں ہمیں اپنی کامیابی کا کوئی ایسا موقع مل جائے۔ جس کی ابھی ہم توقع نہیں کررہے ہیں۔ بعض اوقات خلاف توقع کوئی سنہرا موقع مل جاتا ہے۔"

"میں تمہاری بات مانتا ہوں۔ ہمیں کوئی سنہرا موقع مل سکتا ہے لیکن ہم اس کوما میں رہنے والے کی نگرانی دن رات نہیں کرسکیں گے۔"

وہ بولی "ہم دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور شاید تمہارے اور بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی یا ماتحت ہوں گے۔"

"ہاں میرے ماتحت ہیں۔ میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔ ہم سب باری باری نمبرون کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ اسے مار ڈالنے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ وہ زندہ رہے گا تو کامیابی کی امید رہے گی۔"

"میں نہیں چاہتی کہ مسٹر بلیک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کی موجودگی کو سمجھے۔ اس طرح وہ سمجھ لے گا کہ روس میں ایک میں ہی نمبرون کی مخالف ہوں۔ تم مسٹر بلیک سے بات کرو۔"

اس نے اسے مخاطب کیا "ہیلو مسٹر بلیک! کیا تم نمبون کے اندر موجود ہو؟"

"ہاں! موجود ہوں۔ تم کوئی بھی ہو یہ دیکھ رہے ہو کہ یہاں کس قدر سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ تم نمبرون کو ہلاک کرسکتے ہو۔ اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں کرسکتے۔"

"میں نادان نہیں ہوں۔ اسے ہلاک نہیں کروں گا لیکن اسے دماغی کمزوری میں مبتلا رکھوں گا۔ اس طرح کم از کم انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچتا رہوں گا۔"

"پہنچ کر کیا کرو گے؟ یہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں جانتے اور نہ ہی اس انڈر گراؤنڈ سیل کا محل وقوع جانتے ہیں۔"

"وہ کیا جانتے ہیں اور کیا نہیں جانتے۔ میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا۔ کامیابی کی امید لے کر اس کے اندر آتا رہوں گا۔"

وہ بولا "شیطان جان سے نہیں مارتا ہے مگر ہلکان کرتا ہے۔ تم نمبرون کو ہلاک نہیں کرو گے لیکن اسے کمزور بناتے رہو گے۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی نمبرون کے ایک ساتھی نے اس کے بازو میں ایک انجکشن لگایا۔ اچانک اس کا دماغ ساکت ہوگیا۔ مسٹر بلیک کی آواز سنائی دی "دیکھو! یہ چھت کی طرف دیکھ رہا ہے۔ دن رات اسی طرح دیکھتا رہے گا۔ اپنا سر نہیں گھما سکے گا۔ اس کے کان سن نہیں سکیں گے۔ اس کی زبان بول نہیں سکے گی۔ اس کے دماغ میں سوچ کی لہریں آئیں گی لیکن اسے متاثر نہیں کرسکیں گی۔ نہ ہی اسے کمزور بناسکیں گی۔ یہ صرف سانس لیتا رہے گا اور انجکشن کے ذریعے خوراک حاصل کرتا رہے گا۔"

مسٹر بلیک قہقہہ لگا کر خاموش ہوگیا۔ آئندہ ہم سب نمبر ون کے اندر جاکر اس کے ذریعے صرف ایک چھت کو دیکھ سکتے تھے۔ اس کے کسی بھی ساتھی کی آواز نہیں سن سکتے تھے اور نہ ہی اسے دماغی نقصان پہنچا سکتے تھے۔ مسٹر بلیک نے اپنے نمبرون کو نامعلوم مدت کے لیے ہم سے دور کردیا تھا۔

میں نے اپنے چار ماتحتوں کو ہدایات دیں کہ وہ باری

باری نمبرون کے دماغ میں رہا کریں اگر وہ اچانک کوما سے نکلے
اور اسے ہپناٹائز کرنے کا موقع ملے تو ایک لمحہ بھی ضائع کیے
بغیر اسے معمول بنالیں اور اس کے دماغ کو لاک کردیں۔ یہ
بات اس کے ذہن نشین کردیں کہ وہ اس تنویمی عمل کو بھول
جائے گا اور مسٹر بلیک کو یہی تاثر دے گا کہ وہ دشمنوں سے
محفوظ ہے۔

راسپوٹین بھی اپنے ماتحتوں کو یہی حکم دے رہا تھا۔
اس کے بارے میں ہمیں معلوم ہوچکا تھا کہ ماسکو کے
مضافات میں ایک بہت بڑی عمارت ہے۔ اس عمارت کو
راسپوٹین پیلس کہتے تھے۔ وہ اسی پیلس میں رہتا تھا پارس نے
ہمیں وہاں کے چند افراد کے دماغوں میں پہنچایا۔ ہم ان افراد
کے ذریعے راسپوٹین پیلس کے بارے میں معلومات حاصل
کرنے لگے۔

پتا چلا کہ اس پیلس کا مالک ایک بہت ہی خوب رو شخص
ہے۔ اس کی شخصیت بڑی پُرکشش ہے۔ جو اس سے ملتا ہے
وہ اس کا دوست اور عقیدت مند بن جاتا ہے۔ وہ اپنے دادا
راسپوٹین کی طرح پہلی ہی ملاقات میں عورتوں کو سحرزدہ کرلیتا
ہے۔

وہ عورتوں کو پھانستا تھا۔ ہم نے عورتوں ہی کے ذریعے
اسے پھانسنا شروع کیا۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس پیلس میں اس
کے تمام خدمت گار یوگا کے ماہر ہوں گے۔ وہ کسی عام شخص
کو اپنا ملازم نہیں رکھے گا پھر یہ کہ جو بھی اس سے ملاقات
کرتا ہوگا۔ وہ اس ملاقات کرنے والے کے خیالات ضرور
پڑھتا ہوگا۔

سونیا ایک ایسی حسینہ کے اندر پہنچ گئی جو اس کی خاص
محبوبہ تھی۔ وہ اسے اپنی داشتہ بنا کر پیلس میں رکھتا تھا۔ اس
حسینہ کے خیالات سے پتا چلا وہ ہمیشہ پیلس میں نہیں رہتا
ہے۔ کبھی کبھی چند دنوں کے لیے کہیں چلا جاتا ہے۔ ان دنوں
بھی وہ پیلس میں نہیں تھا۔ راسپوٹین کے چور خیالات سے
ہمیں یہ معلوم ہوچکا تھا کہ وہ ماسکو میں ہے۔ اس حسینہ کے
خیالات سے پتا چلا کہ ماسکو میں رہنے کے باوجود وہاں سے چند
میل کے فاصلے پر اپنے پیلس میں نہیں آرہا ہے۔

میں نے سونیا سے کہا ”اس کا مطلب یہ ہے کہ ماسکو میں
بھی اس کی کوئی پرائیویٹ رہائش گاہ ہے۔ جب تک وہ پیلس
میں نہیں آئے گا ہم اس حسینہ کے ذریعے اسے قریب سے
نہیں دیکھ سکیں گے۔“

سونیا نے کہا ”کوئی جلدی نہیں ہے۔ بکرا کب تک اپنی
خیر منائے گا کبھی تو پیلس میں آئے گا۔ ہم اطمینان سے اس کی
اسٹڈی کریں گے۔ اس کی بہت سی کمزوریاں معلوم کریں گ
پھر اس کے دماغ میں گھسیں گے۔“

بے شک جلدی نہیں تھی۔ ہم نمبرون کے سلسلے میں
انتظار کررہے تھے۔ راسپوٹین کے سلسلے میں بھی انتظار کر
لگے۔

○☆○

نمبرون کے بعد ابھی ایک نمبر تھری تھا۔ وہ اسکاٹ لین
یارڈ اور لندن کے انڈر ورلڈ گاڈ فادر کے سلسلے میں مصروف
تھا۔ اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رسانوں کو ٹریپ
کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی لیکن پورس نے اسے ناکا
بنادیا تھا پھر وہ انڈر ورلڈ کے گاڈ فادر کو ٹریپ کرنا چاہتا تھا
یہاں بھی پورس نے اسے گمراہ کیا۔ اسے یہ تاثر دیا کہ وہاں
کوئی گاڈ فادر نہیں بلکہ گاڈ مدر ہے اور اس کا نام انیتا ہے۔

وہ انیتا سے متاثر ہوگیا تھا۔ اس نے اس سے دوس
کرنے کے لیے یہ بتایا تھا کہ وہ انڈر گراؤنڈ سیل میں رہ ک
بیزار ہوگیا ہے۔ آزادی چاہتا ہے اور آزادی ممکن نہیں
ہے۔ انیتا نے پورس کی مرضی کے مطابق اسے تسلی دی تھ
کہ وہ حوصلہ نہ ہارے۔ اگر وہ اس کے پاس آتا رہے گا او
انڈر گراؤنڈ کے حالات بتاتا رہے گا تو وہ اس کی نجات کا کو
راستہ ضرور نکالے گی۔

اس نے انیتا سے کہا تھا کہ وہ اس سلسلے میں غور کرے
کہ اسے انیتا پر کس حد تک اعتماد کرنا چاہیے۔ جب ا
اعتماد ہوگا تو وہ انیتا کو اپنے دماغ میں آنے دیا کرے گا۔ اس
مایوسی اور آزادی کی خواہش سے یہ یقین ہوا تھا کہ وہ ا
سے دوستی کرے گا اور اسے اپنے اندر آنے دے گا۔

لیکن انیتا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی۔ پورس نے
پلاننگ کی کہ انیتا کی جگہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی لڑکی
کام لیا جائے اور آئندہ کیری گرانٹ کو بھی گاڈ فادر کی جگہ
رہنے دیا جائے۔ اس کی جگہ وہ خود کیری گرانٹ بن کر ر
گا۔ اس پلاننگ کے مطابق اس نے بابا صاحب کے ادا
کے انچارج سے رابطہ کیا اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی لڑ
کو معاون و مددگار کے طور پر طلب کیا۔ انچارج خلیل
مکرم نے ایک نہایت ہی ذہین تیز و طرار لڑکی علیزا سے را
کرایا۔ وہ خوش ہوکر پورس سے بولی ”یہ میری خوش قسمتی
کہ آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ میں ا
تمام صلاحیتوں سے کام لے کر آپ کو مطمئن کروں گی۔“

پورس نے کہا ”فوراً لندن چلی آؤ۔ میں تمہیں انیتا
دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ تمہیں اس کا رول ادا کرنا ہے۔ کیر

گرانٹ یہاں انڈر ورلڈ کا گاڈ فادر ہے۔ تم اس کے بھی خیالات پڑھ کر وہاں کے بھی حالات معلوم کرسکو گی۔"

اس نے علیزا کو انیتا اور کیری گرانٹ کے دماغوں میں پہنچا دیا۔ وہ بہت خوش تھی۔ جلد سے جلد لندن پہنچنا چاہتی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے کے ہیلی کاپٹر میں جاسکتی تھی لیکن ادارے سے باہر نہ جانے کتنے دشمن تاک میں لگے رہتے تھے۔ اس ادارے میں آنے جانے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے تھے۔ اگر وہ ہیلی کاپٹر سے لندن پہنچتی تو یہاں سے وہاں تک پتا چل جاتا کہ ایک لڑکی اس ادارے سے نکل کر لندن پہنچی ہوئی ہے۔

وہ بذریعہ کار.... وہاں سے روانہ ہوئی۔ اگر تعاقب کرنے والے اس کے پیچھے آتے تو وہ آگے کہیں انہیں ڈاج دے کر کار تبدیل کرسکتی تھی ادارے سے لے کر پیرس تک راستے میں اس ادارے کے کئی خفیہ گیراج تھے وہ ڈرائیو کرنے کے دوران خیال خوانی کے ذریعے پہلے انیتا کے خیالات پڑھتی رہی۔ عقب نما آئینے میں بھی دیکھتی رہی۔ کسی پر شبہ نہیں ہو رہا تھا۔

دشمن بھی چالاک ہوتے ہیں۔ گاڑیاں بدل بدل کر تعاقب کرتے ہیں۔ وہ مکمل تربیت یافتہ تھی۔ دھوکا نہیں کھاسکتی تھی۔ اس نے ایک چھوٹی سی آبادی میں پہنچ کر انہیں ڈاج دیا۔ مختلف راستوں اور گلیوں سے گزر کر اس نے ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی روک دی۔ خیال خوانی کے ذریعے اطلاع دے چکی تھی کہ دوسری گاڑی تیار رکھی جائے۔ وہ پہلی گاڑی سے اتر کر ہوٹل کے اندر آئی پھر ہوٹل کے مختلف اندرونی راستوں سے گزرتی ہوئی پچھلے دروازے سے نکل کر ایک گلی میں پہنچی۔ وہاں دوسری کار کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "کیا یہی کار ہے؟"

"یس میڈم! کار میں چابی موجود ہے۔ ڈیش بورڈ کے خانے میں لوڈ کیا ہوا ریوالور اور پچاس ہزار ڈالر رکھے ہوئے ہیں۔"

وہ اس کار میں آکر بیٹھ گئی۔ اسے اسٹارٹ کرکے آگے بڑھ گئی۔ عقب نما آئینے میں دیکھتی رہی۔ وہاں کوئی کار اس کے پیچھے نہیں آئی تھی۔ وہ انیتا کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کرچکی تھی۔ اب کیری گرانٹ کے خیالات پڑھنے لگی۔ کیری گرانٹ یوگا کا ماہر تھا۔ پورس نے علیزا کو مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اسے اس کے اندر پہنچایا تھا۔

وہ پیرس کے ائرپورٹ پہنچنے تک کیری گرانٹ کی پوری ہسٹری پڑھ چکی تھی۔ پورس نے اس کے پاس آکر پوچھا "کہاں پہنچی ہوئی ہو؟"

وہ اپنے ہینڈ بیگ میں پچاس ہزار ڈالر رکھتے ہوئے بولی "ائرپورٹ میں ہوں۔ کسی بھی پہلی فلائٹ سے آرہی ہوں۔ یہاں کار کے ڈیش بورڈ میں ایک ریوالور رکھا ہوا ہے۔ میں اسے یہیں چھوڑ رہی ہوں۔"

پورس نے پوچھا "کیوں؟ اسے اپنے پاس نہیں رکھو گی؟"

وہ بولی "فرہاد صاحب کے خاندان کا کوئی فرد اپنے پاس کوئی ہتھیار نہیں رکھتا ہے۔ میں آپ کے ساتھ رہ کر دشمنوں سے خالی ہاتھ نمٹنے کی کوششیں کرتی رہوں گی۔"

"تمہارے اندر خود اعتمادی ہے۔ حوصلہ ہے۔ تم ہتھیار کے بغیر کام کرسکو گی یہ ہمارا تجربہ ہے کہ بعض اوقات برے وقت نہ ہتھیار کام آتے ہیں نہ ٹیلی پیتھی کام آتی ہے۔ ہم صرف ذہانت اور حاضر دماغی سے محفوظ رہتے ہیں۔"

وہ کاؤنٹر پر آکر لندن جانے والی فلائٹس کے بارے میں معلوم کررہی تھی۔ ایک گھنٹے بعد ہی ایک فلائٹ وہاں سے روانہ ہونے والی تھی۔ اس میں کوئی سیٹ خالی نہیں تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ایسی سیٹ حاصل کرنے لگی۔ جس کا مسافر ابھی وہاں آیا تھا۔ کاؤنٹر گرل سے باتیں کررہا تھا۔ وہ اس شخص کے دماغ میں پہنچ کر اس کے سفر کا ارادہ ملتوی کرنے لگی۔ وہ کاؤنٹر گرل سے بولا "میں لندن جانا چاہتا ہوں لیکن دل گھبرا رہا ہے۔ میری سیٹ کینسل کردو۔ آج میں سفر نہیں کروں گا۔"

علیزا نے کاؤنٹر گرل سے کہا "پھر تو میں لکی ہوں۔ ٹھیک وقت پر یہاں پہنچ گئی ہوں۔ ان کی سیٹ مجھے دے دیں۔"

اس شخص نے مسکرا کر کہا "یوں لگتا ہے۔ جیسے تم میری ہی تاک میں لگی ہوئی تھیں۔ میں لندن جانا چاہتا تھا مگر تمہارے پاس آتے ہی ارادہ بدل گیا ہے۔ تم کیا چیز ہو؟ کیا ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی "اگر ٹیلی پیتھی جانتی تو یہاں آنے سے پہلے گھر بیٹھے کسی کی بھی ریزرو سیٹ تبدیل کراسکتی تھی۔ کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

وہ بولا "میرے جاننے سے کیا ہوتا ہے۔ کیا تم مجھے اپنے دماغ میں آنے دو گی؟ مگر نہیں آنے دو گی۔ میں جانتا ہوں سانس روک لو گی۔"

پورس نے کہا "اسے آنے دو۔ وہ تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "سانس روکنے سے کیا ہوتا ہے۔ کیا تم دماغ میں نہیں آسکو گے؟ میں نے تو سنا ہے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی کے بھی دماغ میں چلے آتے ہیں۔ تم میرے دماغ میں آکر دیکھو۔"

دوسرے ہی لمحے میں اس نے اجنبی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا انجان بن کر سوچنے لگی "ہائے۔ کیا یہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ میری یہ شدید خواہش ہے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میری زندگی میں آئے اور مجھے ہمیشہ کے لیے اپنی لائف پارٹنر بنالے۔ زندگی کتنے عیش و آرام سے گزرے گی۔"

اس کے اندر ایک اجنبی نے کہا "اچھا تو تمہارا آئیڈیل کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ شاید میں تمہارا آئیڈیل بن سکتا ہوں۔"

پورس نے محسوس کیا۔ علیزا کے سامنے جو شخص کھڑا ہوا تھا۔ اس کی آواز مختلف تھی۔ ابھی علیزا کے اندر بولنے والے کا لب و لہجہ اس سے الگ تھا۔ پورس نے اس سامنے والے شخص کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا اور نہ ہی اس نے پورس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ محض ایک آلہ کار تھا۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر آتا رہتا تھا۔

اس شخص کے خیالات نے بتایا کہ کوئی اس کے اندر آکر بولتا ہے اس سے بڑے مشکل کام کراتا ہے اور اسے ہزاروں ڈالرز دیا کرتا ہے۔ وہ چند ماہ میں بہت دولت مند بن گیا ہے۔ ابھی اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے لندن آنے کا حکم دیا تھا۔ اس سے کوئی ضروری کام لینا چاہتا تھا۔ اب وہ اس کے اندر آکر کہہ رہا تھا "تم کسی دوسری فلائٹ سے آجاؤ اپنے ٹکٹ پر اس لڑکی کو آنے دو۔"

پھر اس نے علیزا سے کہا "میں تمہاری یہ خواہش پوری کروں گا۔ مجھ سے لندن میں ملو۔ مجھ سے مل کر تمہیں مایوسی نہیں ہوگی۔ میں تیس برس کا جوان ہوں۔ تم چاہو گی تو میں تمہیں ہمیشہ گرل فرینڈ بنا کر رکھوں گا تم جس شخص کا ٹکٹ لے رہی ہو یہ میرا غلام ہے۔ یہ تمہیں ایک چھوٹا سا پیکٹ دے رہا ہے۔ اسے چھپا کر رکھ لو۔ میں لندن میں تم سے یہ پیکٹ لوں گا۔"

علیزا نے اس شخص سے وہ پیکٹ لے کر اپنے سفری بیگ میں رکھ لیا پھر وہاں سے جہاز میں سوار ہونے کے لیے جانے لگی۔ اس سے بولی "اس پیکٹ میں کیا ہے؟ کیا کسٹم والے مجھے نہیں پکڑیں گے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تم نے ابھی ٹیلی پیتھی کا کمال نہیں دیکھا ہے میں کسٹم والوں کو غائب دماغ بنا دوں گا۔ وہ اس پیکٹ کو دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھیں گے۔ ٹیلی پیتھی جسے چاہتی ہے عارضی طور پر اندھا بنا دیتی ہے۔ تم چلو میں تمہیں یہ کمال دکھاؤں گا۔"

وہ حیرت اور مسرت کا اظہار ایسے کررہی تھی۔ جیسے ٹیلی پیتھی اس کے لیے عجوبہ ہو۔ اس نے پوچھا "کیا تم مسلسل میرے دماغ میں رہو گے؟"

"کیا میری موجودگی تمہیں پریشان کررہی ہے؟"

"تم میرے خیالات پڑھ کر معلوم کرسکتے ہو۔ میں بہت حساس ہوں کوئی غیر معمولی بات ہو تو اسے برداشت نہیں کرتی ہوں۔ زندگی میں پہلی بار پرائی سوچ کی لہریں میرے اندر آئی ہیں۔ میں ایک نہ معلوم سی بے چینی اور بوجھ محسوس کررہی ہوں۔"

"ہاں میں تمہاری اس بے چینی کو محسوس کررہا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں مسلسل تمہارے دماغ میں نہیں رہوں گا۔ لندن پہنچو گی تو تمہارے دماغ میں آؤں گا۔ ابھی جارہا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ علیزا نے سمجھ لیا کہ اس کی سوچ کی لہریں جاچکی ہیں۔ وہ طیارے میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ اس نے پورس کے دماغ میں آکر کہا "پتا نہیں اس پیکٹ میں کیا ہے؟ میں اسے کھول رہی ہوں۔ تم بھی دیکھو۔"

وہ اسے کھول کر دیکھنے لگی۔ اس پیکٹ کے اندر ایک کمپیوٹر ڈسک رکھا ہوا تھا۔ وہ بولی "پیکٹ میں صرف یہی ہے۔ پتا نہیں اس ڈسک میں کیا ہوگا؟ ایک اندازے سے کہہ سکتی ہوں کہ فرانسیسی حکومت کا کوئی راز لندن پہنچایا جارہا ہے۔"

"تمہارا اندازہ درست ہوسکتا ہے اور آگے سوچو۔ آج کل فرانسیسی حکومت کا اہم راز کیا ہوسکتا ہے؟"

وہ بولی "یہاں نئی ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی ہے۔ کتنے ہی فرانسیسی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے جارہے ہیں۔"

"تم صحیح سمت میں سوچ رہی ہو۔ اب بتاؤ یہ راز کون چرا سکتا ہے۔"

وہ بولی "جیسا کہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ چرانے والا ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ لندن میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ میں خیال خوانی کرنے والے سراغ رساں ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں آپ تمام افراد کی کارکردگی کے سلسلے میں تازہ ترین رپورٹ پہنچتی رہتی ہے اور

ہم سب اس ادارے میں بیٹھ کر آپ لوگوں کی دن رات کی مصروفیات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرتے رہتے ہیں۔"

وہ پورس کے سلسلے میں حالیہ رپورٹ سنانے لگی کہ اس نے اسکاٹ لینڈیارڈ کے چار سراغ رسانوں کو فرانس جانے سے روک دیا تھا۔ ان کی جگہ تھری جے کو قید سے رہائی دلائی تھی اور انہیں وہاں سے نکال کر فرانس کے ایک ویران ساحل پر پہنچا دیا تھا۔

علیزا نے یہ تمام رپورٹ سنانے کے بعد کہا "آپ اسکاٹ لینڈیارڈ کے سراغ رسانوں کو ان کے مشن میں ناکام بنا رہے ہیں لیکن آپ کی لاعلمی میں کچھ ایسے سراغ رساں ہیں۔ جو فرانس کے اہم افراد کو آلہ کار بنا کر فرانس کی ٹرانسفارمر مشین اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں اہم معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ وہ معلومات اس ڈسک میں ہیں۔"

پورس نے کہا "اس طرح تم اس نتیجے پر پہنچ رہی ہو کہ فرانس کے اہم راز کو اس ڈسک میں محفوظ کر کے وہاں سے چرا لانے والا اسکاٹ لینڈیارڈ کا کوئی سراغ رساں ہے۔"

"میں اسی نتیجے پر پہنچ رہی ہوں۔ لندن ائرپورٹ میں جو ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھے ملے گا۔ وہ اسکاٹ لینڈیارڈ کا سراغ رساں ہوگا آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟"

"میں تم سے متفق ہوں۔ ایسا ہی سمجھ رہا ہوں لیکن بعض اوقات ہمارے اندازے کے خلاف کوئی بات ہو جاتی ہے۔"

"جو ہوگا دیکھا جائے گا مجھے بڑا مزہ آرہا ہے۔ ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد پہلی بار مجھے ادارے سے باہر آکر عملی طور پر بہت کچھ کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ آپ اس ڈسک کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟ کیا اسے اس کے حوالے کیا جائے گا؟ یا اسے دھوکا دیا جائے گا؟"

"اگر میں کہوں کہ اسے دھوکا دینا چاہیے تو تم کیا کروگی؟"

وہ بولی "لندن میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں ہیں۔ میں ان سے کہوں گی کہ وہ ایسی ہی ایک ڈسک لے کر فوراً ائرپورٹ پہنچیں۔ وہاں کے کسی فرد کو آلہ کار بنا کر اسے میرے قریب بھیج دیں وہ ایک ڈسک لے کر میرے پاس آئے گا۔ طیارے سے اترتے وقت اس ڈسک کا تبادلہ ہو جائے گا۔"

"شاباش! تمہیں یہی کرنا چاہیے۔ ابھی اپنے لوگوں سے رابطہ کرو اور انہیں ایک فاضل ڈسک لانے کو کہو۔ ائرپورٹ کے عملے کا کوئی اہم فرد آلہ کار بن کر جہاز کے قریب تمہارے پاس آئے گا تو کوئی اسے نہیں روکے گا۔ تم میرے انداز میں سوچتی ہو اور پلاننگ کرتی ہو۔"

"شکریہ۔ میں آپ کی اور مسٹر پارس کی ڈیلی رپورٹ توجہ سے پڑھتی ہوں۔ آپ لوگوں کے طریقہ کار کو بڑی حد تک سمجھنے لگی ہوں۔"

وہ اپنی پلاننگ کے مطابق ڈسک کے تبادلے کے سلسلے میں خیال خوانی کرنے لگی۔ لندن پہنچنے تک وہی ہوا جو وہ چاہتی تھی۔ طیارے سے اترتے وقت ایک سیکیورٹی افسر نے وہیں اس کے سفری بیگ کو کھول کر چیک کیا پھر اس پیکٹ سے اصل ڈسک کو نکال کر دوسری ڈسک رکھ دیا۔

وہ اپنا سفری بیگ اٹھا کر کسٹم والوں کے پاس آئی۔ ایسے وقت وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں آگیا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا "یہاں جو بھی افسر تمہارا بیگ چیک کرے گا میں اسے غائب دماغ بنا دوں گا تم بخیریت وزیٹرز لابی میں آؤ گی۔ میں یہاں انتظار کر رہا ہوں۔"

وہ تھوڑی دیر بعد ایک کسٹم افسر کے سامنے سے گزر کر آگئی۔ اس نے سفری بیگ کو کھول کر دیکھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اسے غائب دماغ بنا دیا گیا ہے۔ وہ توجہ سے چیک نہیں کرے گا۔

پھر یہی ہوا۔ افسر نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے وزیٹرز لابی میں آئی۔ ایک درمیانے قد کے جوان نے اس کے سامنے آکر کہا "ہائے علیزا! میں ہوں تمہارا اجنبی دوست۔"

وہ بولی "میں کیسے یقین کروں کہ تم وہی ہو؟"

اس نے دماغ میں آکر کہا "دیکھو میں باہر بھی ہوں اور تمہارے اندر بھی۔ کیا یقین آیا؟"

وہ مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے بولی "تم نے تو کمال کر دیا۔ اس افسر نے بیگ کو کھول کر دیکھا لیکن اسے چیک نہیں کیا۔"

"ابھی میں بہت سے کمالات دکھاؤں گا۔ میرے ساتھ چلو۔"

وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے ایک کار میں آکر بیٹھ گئی پھر بولی "ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"فی الحال ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں میرا ایک سوئٹ ہے۔ تم کہوگی تو تمہارے لیے ایک بہت بڑا بنگلا خرید لوں گا۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ مجھ سے مل کر کتنی دولت مند بننے والی ہو؟"

وہ بڑی خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ اپنے دولت مند بننے پر حیران ہو رہی تھی۔ اس نے ہوٹل کے سوئٹ میں پہنچ کر اپنے سفری بیگ کو کھولا پھر اس میں سے پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "یہ ہے تمہاری امانت۔ اسے کھول کر دیکھ لو۔"

وہ مسکرا کر بولا "کیا دیکھوں؟ مجھ سے پہلے تم اسے کھول کر دیکھ چکی ہو۔ کیا اس پیکٹ کے اندر وہی پہلے والا ڈسک ہے؟"

وہ حیرانی ظاہر کرتی ہوئی بولی "تم کیسے جانتے ہو کہ میں نے اسے کھول کر دیکھا تھا؟ کیا اس وقت تم میرے دماغ میں موجود تھے؟"

"تم میری موجودگی سے بے چینی محسوس کرتی ہو۔ اس لیے میں جہاز کے ایک مسافر کے اندر رہ کر تمہیں دیکھ رہا تھا۔ تم اس پیکٹ کو کھول کر ڈسک نکالنے کے بعد سوچ میں گم ہو گئی تھیں۔ مجھے شبہ ہوا کہ تم خیال خوانی کر رہی ہو یا پھر کوئی خیال خوانی کرنے والا تمہارے اندر موجود ہے۔ تب میں تمہارے اندر پہنچ گیا۔"

وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گیا۔ باقی باتیں علیزا اور پورس کی سمجھ میں آگئیں۔ کیونکہ پورس اس وقت جہاز میں اس کے اندر بول رہا تھا۔ اس کی موجودگی کے باعث علیزا نے اس اجنبی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔

وہ دونوں ڈسک کو تبدیل کرنے کے سلسلے میں باتیں کر رہے تھے اور وہ اجنبی سن رہا تھا۔ اب وہ ہوٹل کے سوئٹ میں پہنچنے کے بعد کہہ رہا تھا "تم بہت گہری ہو۔ تم اپنے کسی یار سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔ ایسے وقت میں نے تمہارے مختصر سے چور خیالات پڑھے تھے۔ تم نے بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی سیکھی ہے اور زبردست ٹریننگ حاصل کی ہے۔ تمہارے پیچھے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔"

وہ بولی "میری طاقت کا علم ہونے کے باوجود تم مجھے یہاں لے آئے ہو۔ کیا تم اپنے اطراف خطرہ محسوس نہیں کر رہے ہو؟"

"تمہاری اصلیت معلوم ہوتے ہی میں اپنے لیے حفاظتی انتظامات کر چکا ہوں۔ ابھی تمہیں کمزور بنا کر یہاں سے لے جاؤں گا۔ جو لوگ تمہارے اندر رہ کر میری باتیں سن رہے ہیں۔ وہ یقین کرلیں کہ کسی نے مجھے نقصان پہنچانا چاہا تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے ریوالور نکال کر قریبی میز پر سے ایک بھری ہوئی سرنج اٹھائی پھر اس کی طرف بڑھا کر کہا "اسے خود ہی اپنے جسم میں انجیکٹ کرو۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ذرا سی کمزوری ہوگی۔ انکار کروگی تو گولی مار کر زخمی کروں گا۔"

اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا اور دوسرے ہاتھ میں سرنج تھی۔ وہ سرنج لینے کے لیے آگے بڑھی۔ اس نے کہا "کوئی چالاکی نہ دکھانا ورنہ گولی چل پڑے گی۔"

وہ بہت محتاط اور مستعد کھڑا ہوا تھا۔ کسی بھی چال بازی سے نمٹنے کے لیے تیار تھا لیکن نفسیاتی حملے اکثر کامیاب ہوتے ہیں۔ وہ بولی "تم نے مجھے مجبور اور بے بس بنا دیا ہے۔ میں تمہارا کچھ بگاڑ تو نہیں سکوں گی مگر اپنے اندر کا غصہ نکالنے کے لیے تمہیں گالیاں ضرور دوں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "کمزور عورتیں ہمیشہ گالیاں دیتی ہیں۔ میں برا نہیں مانوں گا۔ یہ انجکشن لو۔ دیر نہ کرو۔"

علیزا نے ہاتھ بڑھا کر اس سے سرنج لیتے وقت اچانک ہی اس کے منہ پر تھوک دیا۔ وہ سمجھ رہا تھا۔ صرف گالیاں دے گی۔ اس کے اچانک تھوکنے سے وہ ذرا سا گڑبڑا گیا۔ یوں گڑبڑاتے ہی علیزا نے اس کے ریوالور والے ہاتھ کو پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ دوسرے ہاتھ سے سرنج کو اس کے جسم میں گھونپ دیا۔ سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے گولی نکل کر چھت میں پیوست ہو گئی۔ وہ دوسری گولی چلانے کے قابل نہ رہا۔ علیزا نے ایسا داؤ استعمال کیا تھا کہ ریوالور ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ دوسری طرف وہ دوا زود اثر تھی۔ وہ کمزوری محسوس کرنے لگا تھا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ علیزا نے گھوم کر اس کے منہ پر ایک کک ماری۔ وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑا کر ایک صوفے پر گر پڑا پھر وہاں سے اٹھنے کے قابل نہ رہا۔

وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ کر بولی "حال کیا ہے جناب کا؟ اس وقت تمہارے چور خیالات پڑھے جا رہے ہیں۔ تمہاری اصلیت معلوم کی جا رہی ہے۔ تم نے تو اپنی حفاظت کے سلسلے میں بڑے زبردست انتظامات کیے تھے۔ مجھے یہ معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے بعد یہاں میرے لیے اور کوئی خطرہ ہے یا نہیں۔"

پورس اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ ایک اتنا مشہور و معروف اور اہم ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ جس کی وہاں موجودگی کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی اور کبھی یہ سوچا نہیں جا سکتا تھا کہ وہ اچانک اس طرح شکنجے میں آجائے گا۔

وہ بائرن ٹوڈ تھا۔ وہ ماضی میں مجھ سے ٹکراتا رہا تھا۔ اب قلعے میں مسٹری مین، راسپوٹین (اولڈ مین) اور امریکی ٹیلی

پیتھی جاننے والوں سے ٹکرا رہا تھا۔ ان دنوں لندن میں مقیم تھا۔ وہاں رہ کر انڈر ورلڈ کی بادشاہت حاصل کرنے کی کوششیں کررہا تھا۔

ایک بار جب وہ ہانگ کانگ میں تھا تو میرے شکنجے میں آگیا تھا اس کے ساتھی ہاروے نے کسی طرح اسے رہائی دلائی تھی۔ اب ادارے کی ایک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی طالبہ نے اسے چاروں شانے چت کردیا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ لندن میں رہ کر فرانس اور اسکاٹ لینڈیارڈ میں پیدا ہونے والے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سلسلے میں معلومات حاصل کرتا رہتا ہے۔

اس نے فرانس کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لب ولہجے ریکارڈ کیے تھے۔ ان کے نام پتے اور تصویریں بھی حاصل کی تھیں۔ چونکہ وہ یہ تمام باتیں یاد نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس لیے اس نے ان تمام معلومات کی ایک ڈسک تیار کرلی تھی۔ اس کا ایک آلہ کار ڈسک کو اس کے پاس پہنچانے والا تھا۔ ایسے وقت علیزا اس کے راستے میں آگئی تھی۔ اس نے اسے ایک معمولی لڑکی سمجھ کر اپنا آلہ کار بنایا تھا۔ جب طیارے میں اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع ملا تو یہ معلوم کرکے خوش ہوگیا کہ اس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے اور وہ پورس کے ساتھ کام کرنے کے لیے لندن جارہی ہے۔

بائرن ٹوڈ میری کسی نہ کسی کمزوری سے کھیلنے کی کوششیں کرتا رہتا تھا۔ پہلی بار اس نے شیوانی کو اغوا کیا تھا۔ پورس نے اس کی سزا اسے دی تھی۔ اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جہنم میں پہنچا دیا تھا۔ دوسری بار وہ شیوانی کو زچگی کے دوران میں ختم کرنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت راسپوٹین شیوانی کو ہلاک کرنے آگیا تھا۔ وہ بھی میری بہو کو اور پوتے کو ہلاک کرکے میرے لیے زبردست چیلنج بننا چاہتا تھا۔

بہرحال تیسری بار پھر اسے پورس کی ایک نئی ساتھی علیزا کو ٹریپ کرنے کا موقع مل رہا تھا۔ وہ اسے اپنے شکنجے میں رکھ کر تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وہ پورس سے' فرہاد علی تیمور سے اور بابا صاحب کے ادارے سے ٹکرا جاتا ہے اور ان کی کمزوریوں سے کھیل کر انہیں بے بس بنا دیتا ہے۔

پورس نے کہا "ہم کسی سے دشمنی کرنے کے لیے اس کے گھر نہیں جاتے مگر تم لوگ خوا مخواہ ہمارے راستوں میں آجاتے ہو۔ تم نے میری شیوانی سے دشمنی کی تھی۔ اب علیزا سے دشمنی کرنے آئے تھے۔ سوچو کہ تمہارا کیا انجام ہونے والا ہے؟"

اس نے اب تک اتنی دشمنی کی تھی کہ اب سمجھوتا کرنے کی کوئی بات نہیں کرسکتا تھا۔ پورس نے مجھے مخاطب کرکے کہا "پاپا! بائرن ٹوڈ نے پھر مجھ سے دشمنی کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہمارے ادارے کی ایک طالبہ نے بڑی ذہانت اور دلیری کا ثبوت دیا ہے۔ بائرن ٹوڈ کو دماغی کمزوری میں مبتلا کردیا ہے۔ اب آپ مشورہ دیں کہ مجھے اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟"

میں نے کہا "اسے میرے حوالے کردو۔ یہ میرا شکار ہے اور وہ طالبہ کون ہے؟ کیا نام ہے اس کا؟"

پورس نے علیزا سے کہا "پاپا تمہیں پوچھ رہے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ۔"

وہ خوش ہوگئی۔ میرے پاس آکر لرزتی ہوئی آواز میں بولی "سر! مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ میں آپ کے پاس آگئی ہوں۔ آج کا دن میں کبھی نہیں بھولوں گی۔ آپ نے مجھے بلایا ہے۔ مجھے حکم دیں ابھی تعمیل کروں گی۔ آپ کی توقع پر پوری اتروں گی۔"

میں نے کہا "تم ابتدائی مرحلے میں ہماری توقع سے زیادہ کام دکھا چکی ہوں۔ تم نے ایک بہت ہی زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والے کو زیر کیا ہے۔ میں نے تمہیں وش کرنے کے لیے بلایا ہے۔ آئی وش یو گڈ لک اب جاؤ اور خوب حاضر دماغی سے کام کرتی رہو۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر خوشی کے مارے ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔ اس ہوٹل سے نکل کر پورس کے پاس جانے والی تھی۔ میں نے سونیا سے کہا "بائرن ٹوڈ ایک کچلے ہوئے سانپ کی طرح بے بسی سے ایک ہوٹل کے کمرے میں پڑا ہوا ہے۔ بولو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ میں اسے آسان موت نہیں دینا چاہتا۔"

"وہ ہم سے لڑتا ہی رہا ہے۔ آج کل قلعے کے اندر کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے جنگ کررہا ہے۔ جس طرح بدترین مجرم کو خوں خوار کتوں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اسے تمام مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے حوالے کردو۔ وہ سب مل کر اسے نوچتے کھسوٹتے رہیں گے۔"

وہ راسپوٹین کے پاس گئی۔ اس نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ کرنے کے لیے ایک آلہ کار کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس کے دماغ میں آکر بولا "تم میرے پاس یونہی نہیں آئی ہو۔ آنے کا مقصد بتاؤ۔"

"تمہارے پاس جب بھی آؤں گی۔ تمہیں فائدہ پہنچاؤں گی۔"

"میں مانتا ہوں تم نے ایک بار بڑا زبردست فائدہ پہنچایا ہے۔ میں تمہارے ذریعے قلعے میں پہنچ گیا ہوں۔"

سونیا نے کہا "اس قلعے میں تمہارے کئی دشمن ہیں۔ کیا تم دشمنوں کی تعداد کم کررہے ہو؟"

"میں کم کرنا چاہتا ہوں۔ تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ہاں میرے بعد ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد زاؤ کوم کوبرا پہنچ گیا ہے۔ میں تمہاری مکاریوں کو سمجھ رہا ہوں۔ تم ہم سب کو قلعے کے پنجرے میں پہنچا کر یک دوسرے سے لڑا رہی ہو۔"

"میں نے تم پر احسان کیا ہے۔ تم سے کوئی مکاری نہیں ی ہے۔"

"پہلے اس قلعے میں پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔ اب اچانک مکن کیسے ہوگیا ہے؟ صرف تم وہاں پہنچنے کے راستے جانتی ہو ور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں پہنچاتی رہتی ہو۔"

"میں تمہیں پھر ایک فائدہ پہنچانے آئی تھی مگر تم مجھے لزام دے رہے ہو۔ میری مکاریاں تمہارے حواس پر چھا گئی ب۔ ٹھیک ہے میں جارہی ہوں۔"

"پلیز ابھی نہ جانا۔ اتنا تو بتا دو کہ مجھے اور کس طرح ائدہ پہنچانا چاہتی ہو۔"

"اب میں قلعے سے دشمنوں کو ختم کرتے رہنے کے استے پر تمہیں لے جانا چاہتی ہوں مگر تم اس قابل نہیں و۔"

"میڈم مجھ سے غلطی ہوگئی۔ سچ بتاؤ کیا واقعی تم اس قلعے سے میرے دشمنوں کو ختم کرسکتی ہو؟ تعجب ہے۔ میں ہزار وششوں کے باوجود کسی کو ٹریپ نہیں کرپا رہا ہوں۔ تم کہاں ہتی ہو؟ کیا کرتی ہو؟ کس طرح دشمنوں تک پہنچ جاتی ہو؟ سچ اؤ کیا قلعے سے کوئی دشمن کم ہوسکتا ہے؟ اگر تم نے ایسا کر کھایا تو میں تمہیں دیوی مان کر تمہاری پوجا کرتا رہوں گا پھر بھی تمہیں غلط نہیں سمجھوں گا۔"

"تم میری پوجا کرو یا نہ کرو۔ میں تمہیں بائرن ٹوڈ کے ندر پہنچا رہی ہوں۔ ابھی جاؤ۔ میں نے اس کے دماغ کے روازے کھول دیے ہیں۔"

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ اسے ئرن ٹوڈ کے اندر جگہ مل گئی۔ وہ حیرت اور مسرت سے واپس کر بولا "میڈم آپ کیا چیز ہیں؟ کاش میں آپ کے پیٹ سے را ہوتا۔ کیا میں آپ کو ماں کہہ سکتا ہوں؟ آپ کو ماں کہہ رفخر کرسکتا ہوں۔"

وہ بولی "بیٹے! بڑھاپے میں ماں نہیں ملتی۔ موت ملتی ہے اس سے پہلے کہ کوئی اس کے دماغ میں پہنچ کر قبضہ جمائے تم اسے اپنے شکنجے میں کس لو۔ اگر اس کے ساتھی اس کے اندر پہنچ جائیں گے تو تمہیں اسے ٹریپ کرنے کا موقع بھی نہیں دیں گے۔"

دوسری طرف میں نے ہاروے سے کہہ دیا تھا کہ بائرن ٹوڈ ہم سے ٹکرانے کی سزا پا رہا ہے۔ "جاؤ اپنے ساتھی کو سزا سے بچاؤ۔"

ہاروے فوراً ہی اپنے دوسرے ساتھی بیکر برائٹ کے ساتھ اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ وہاں راسپوٹین قہقہہ لگا کر کہہ رہا تھا "تم قلعے میں مجھ سے ٹکرا رہے تھے۔ اب کیسے ٹکراؤ گے؟ تم تو خارش زدہ کتے بن گئے ہو۔ اب تو میرے غلام بن کر ہی زندہ رہو گے۔"

بائرن ٹوڈ کمزوری کے باعث سو رہا تھا۔ وہ اس کی کسی بات کا جواب دینے کے قابل نہیں رہا تھا۔ ہاروے اور بیکر برائٹ اپنے ساتھی کی کمزوری اور بے بسی کو سمجھ رہے تھے۔ اس وقت خاموش تھے۔ راسپوٹین کو اس پر تنویمی عمل کرنے کا موقع دینا چاہتے تھے۔ ایسے وقت اس کے دماغ میں موجود رہ کر اس کی حفاظت کرنا چاہتے تھے۔ وہ بعد میں کوئی موقع دیکھ کر اپنے ساتھی کو اس کے شکنجے سے نکال سکتے تھے۔

سونیا نے ایک آلہ کار کے ذریعے مسٹری مین سے کہا "جس طرح قلعے کے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا میلہ لگ چکا ہے۔ اسی طرح بائرن ٹوڈ کے اندر بھی میلہ لگ رہا ہے۔ تم بھی میلہ لوٹنے جاسکتے ہو دیر کرو گے تو وہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

اس نے دیر نہیں کی۔ بائرن ٹوڈ کے اندر پہنچ گیا۔ وہاں راسپوٹین تنویمی عمل شروع کررہا تھا۔ مسٹری مین نے کہا "اے او بڈھے کھوسٹ! کیا یہ دماغ تیرے باپ کی جاگیر ہے؟ میں تجھے اس پر قبضہ جمانے نہیں دوں گا۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "تم کہاں سے مرنے آگئے؟"

میں نے کوبرا کو بھی اس کے اندر پہنچا دیا تھا۔ اس نے کہا "میں بھی یہاں پہنچ گیا ہوں لیکن مرنے نہیں مارنے آیا ہوں۔"

راسپوٹین نے غصے سے پوچھا "کیا مصیبت ہے؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ابھی بائرن ٹوڈ کے اندر تمہیں جگہ مل سکتی ہے؟"

مسٹری مین نے کہا "یہی سوال میں تم سے کرتا ہوں۔ تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ دماغی طور پر ابھی کمزور ہے؟"

"میرے اپنے ذرائع ہیں۔ میں معلومات حاصل کرنے کے لیے ستاروں سے بھی آگے پہنچ جاتا ہوں۔"

کوبرا نے کہا "اور میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں سے گزر جاتا ہوں۔ سب ہی اپنے خفیہ ذرائع رکھتے ہیں۔"

مسٹری مین نے کہا "جس طرح ہم میڈم مارلی کے قلعے میں پہنچ گئے تھے۔ اسی طرح یہاں ایک کے بعد ایک پہنچ رہے ہیں۔ اس کے ساتھی ہاروے اور بیکر برائٹ بھی اس کے اندر خاموشی سے موجود ہوں گے۔ کسی نے مجھ سے درست کہا ہے کہ قلعے کی طرح یہاں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا میلہ لگ رہا ہے۔"

کوبرا نے کہا "یو اولڈ مین! بائرن ٹوڈ کو ہم میں سے کوئی ہپناٹائز نہیں کرسکے گا۔ ہم اس کے اندر رہ کر اسے زیادہ سے زیادہ دماغی مریض بناسکتے ہیں یا ہلاک کرسکتے ہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ میں تو اسے مار ڈالوں گا۔ ایک دشمن تو کم ہوگا۔"

ہاروے نے کہا "جب تک ہم اس کے اندر ہیں اسے مرنے یا عذاب میں مبتلا نہیں ہونے دیں گے۔"

راسپوٹین نے کہا "میں بھی بائرن ٹوڈ کو مرنے نہیں دوں گا۔ یہ زندہ رہے گا تو آئندہ کبھی اس سے فائدہ اٹھاسکوں گا۔ لہٰذا میں ہاروے اور بیکر برائٹ کی طرح اس کے دماغ پر سختی سے قبضہ جمائے رکھوں گا۔ کوئی اس کے اندر زلزلہ پیدا نہیں کرسکے گا۔"

مسٹری مین نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "ہم اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرچکے ہیں کہ یہ لندن میں ہے اور ایک فائیو اسٹار ہوٹل کے سوئٹ میں بے یار و مددگار پڑا ہوا ہے۔ یہاں میں انڈر ورلڈ کا گاڈ فادر ہوں۔ میرے آلہ کار ابھی اس ہوٹل میں پہنچ کر اسے گولی مار دیں گے۔"

کوبرا بھی لندن میں ہی تھا۔ وہ اپنی موجودگی وہاں ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "میرے آلہ کار بھی اس ہوٹل میں پہنچنے والے ہیں اب ہمیں کوئی روک سکتا ہے تو روک لے۔"

مسٹری مین اور کوبرا اس سلسلے میں ہم خیال تھے۔ بائرن ٹوڈ کو مار کر قلعے کے اندر سے ایک دشمن کو مٹا دینا چاہتے تھے۔ دوسری طرف ہاروے اور بیکر برائٹ اپنے ساتھی کو بچانا چاہتے تھے۔ راسپوٹین بھی ان کے ساتھ ہوگیا تھا۔

ہاروے اور بیکر برائٹ ان کی بحث کے دوران میں اپنے آلہ کاروں کے ذریعے بائرن ٹوڈ کو اس ہوٹل سے نکال کر لے جارہے تھے یہ بات اس کے مخالفین کو معلوم ہوگئی تھی کہ اس کے دماغ میں رہ کر معلوم کرسکتے تھے۔ اسے گاڑی کے پچھلے حصے میں ایک اسٹریچر بیڈ پر لٹایا گیا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے تھے۔ تاکہ دشمن اسے اٹھنے پر مجبور کریں تو وہ اٹھ نہ سکے۔

مسٹری مین اور کوبرا نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔ ہاروے، بیکر وائٹ اور راسپوٹین نے بڑی مضبوطی سے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔

وہ گاڑی ایک جگہ رک گئی۔ وہ معلوم نہ کرسکے کہ ہاروے وغیرہ نے اسے کہاں روکا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص گاڑی کے پچھلے حصے میں آیا پھر اس نے ایک سرنج کے ذریعے اس کے بازو میں دوا انجیکٹ کی۔ وہ دوسرے ہی لمحے میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگیا۔ اب بے ہوشی کی حالت میں کوئی دشمن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔

مسٹری مین نے ایک آلہ کار کے ذریعے ہاروے سے کہا "اسے کب تک بے ہوش رکھو گے؟ ہم قلعے سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کم کرکے ہی رہیں گے۔ بہتر ہے اسے ہمارے حوالے کردو۔ اس قلعے میں بڑے مسائل ہیں۔ بڑے مسائل پر توجہ دو۔"

کوبرا نے کہا "تم سب ایڑی چوٹی کا زور لگالو۔ ہم بائرن ٹوڈ کو زندہ نہیں رہنے دیں گے۔"

قلعے میں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ سب ایک دوسرے کے لیے مسائل پیدا کررہے تھے۔ اب بائرن ٹوڈ کی زندگی اور موت کا ایک نیا مسئلہ پیدا ہوگیا تھا۔ وہ سب بھی اس مسئلے میں الجھ رہے تھے۔ ہم یہی چاہتے تھے۔ اسی لیے علیزا نے بائرن ٹوڈ کے دماغ میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھیڑ اکٹھا کردی تھی۔ آئندہ وہ سب اور زیادہ مسائل میں الجھنے والے تھے۔

مسٹری مین نے ایک آلہ کار کے ذریعے کوبرا سے کہا "تم نے لندن میں ان نون کی بہن سے شادی کی تھی۔ تم میرے حملے سے بچ نکلے تھے۔ ان نون کی بہن ایسنجی کو لے کر بھاگ گئے تھے۔ میں دھوکا کھا گیا تھا۔ یہ سوچا تھا کہ تم نے ایسنجی کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے لیکن تم اس کے عاشق نکلے۔ بعد میں اسے غائب کردیا۔ اب وہ بھی تمہاری طرح روپوش رہتی ہوگی۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"کام کی بات کرو۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ کیا اسے تلاش کروگے؟"

"تلاش کیا کرتا ہے۔ میں کسی حد تک یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم اپنی محبوبہ کے ساتھ لندن میں کہیں رہتے ہو۔"

کوبرا نے کہا "ہم سب ایک دوسرے کے متعلق ایسے ہی اندازے کرتے ہیں کہ کون کس ملک اور کس شہر میں رہتا ہوگا۔ ویسے تم ضرور لندن میں ہو۔ یہاں انڈر ورلڈ کے گاڈ فادر ہو۔ تمہاری یا تمہارے ایک ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے کی یہاں موجودگی ضروری ہے۔ یہاں نہیں رہوگے تو انڈر ورلڈ کی حکومت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

"ہاں! امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے خیال خوانی کرنے والے کئی سراغ رساں انڈر ورلڈ کے معاملات میں مداخلت کررہے ہیں۔ سب ہی جانتے ہیں کہ یہاں میرا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ماتحت موجود ہے۔ میں ابھی دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نظر انداز کرکے تم سے بات کررہا ہوں۔"

"اتنی دیر سے بول رہے ہو۔ اب بولنے کے لیے کیا رہ گیا ہے؟"

"ہم دونوں ایک دوسرے کے دشمن سہی لیکن بعض معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرسکتے ہیں۔ اگر تم تعاون کروگے تو میں انڈر ورلڈ کی آمدنی میں سے تمہیں حصہ دوں گا۔"

"ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے حصہ مانگتے نہیں ہیں۔ ہم چھین لیتے ہیں۔ ہم قلعے میں بھی ایک دوسرے سے چھیننے جھپٹنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تم چاہو گے کہ میں یہاں تمہارے تمام مخالفین کے خلاف تمہارا ساتھ دوں۔ میرے ساتھ دینے سے میرے جیسا ایک مخالف تمہارے راستے سے ہٹ جائے گا میں تمہارے لیے آسانیاں کیوں پیدا کروں؟"

مسٹری مین نے کہا "تم خر دماغ ہو۔ بائرن ٹوڈ کو ہلاک کرنے کے سلسلے میں میرے ہم خیال ہو۔ ہم دونوں مل کر ختم کرسکیں گے۔ اسی طرح ہم دونوں مل کر لندن میں بھی بہت کچھ کرسکیں گے۔"

"تم مجھے باتوں میں الجھا کر مجھ سے یہ اگلوانا چاہتے ہو کہ میں ابھی لندن میں ہوں۔ چلو میں یہاں ہوں۔ آؤ مجھے ڈھونڈ نکالو۔"

"مجھے چیلنج نہ کرو۔ اگر تم لندن میں ہو تو میں چند گھنٹوں میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا پھر تمہارے جیسے گدھے کو ٹیلی پیتھی کے اصطبل کا گدھا بنا کر رکھوں گا۔ لعنت ہے تم پر۔"

ان کا رابطہ ختم ہوگیا۔ علیزا بائرن ٹوڈ کو دماغی کمزوری میں مبتلا کرنے کے بعد اس ہوٹل کے پچھلے دروازے سے باہر آگئی تھی۔ وہاں ایک اسٹریٹ میں پورس اس کا منتظر تھا۔ وہ اس کے پاس آکر کار میں بیٹھ گئی۔ اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بولی "یہ ہماری پہلی ملاقات ہے۔ میں آپ کی بہترین دست راست بن کر رہنے کی کوشش کروں گی۔ ابھی ہم کہاں چل رہے ہیں؟"

وہ کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے بولا "میں تمہیں اپنے بنگلے میں لے جارہا ہوں۔ وہاں تمہیں ہپناٹائز کروں گا۔ تمہیں مکمل طور پر انیتا بناؤں گا۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا نمبر تھری انیتا کے اندر آتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ یہاں انڈر ورلڈ کی ٹیلی پیتھی جاننے والی گاڈ مدر ہے۔ تم اس کے خیالات پڑھ کر یہ سب کچھ معلوم کرچکی ہو۔ یہ بتاؤ اور کیا معلوم کیا ہے؟"

وہ بولی "جب میں اس کے خیالات پڑھ رہی تھی تو نمبر تھری ایک بار اس کے اندر آکر بول رہا تھا۔ اس کی باتوں سے یقین ہوگیا ہے کہ وہ واقعی انڈر گراؤنڈ سیل میں رہ کر بیزار ہوگیا ہے۔ زمین کے اوپر کھلی فضا میں آنا چاہتا ہے اور آنے سے پہلے انیتا جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی گاڈ مدر سے دوستی رکھنا چاہتا ہے۔ تاکہ باہر کی دنیا میں وہ اکیلا نہ رہے۔ انڈر گراؤنڈ سیل سے نکلتے ہی اسے انڈر ورلڈ کی بادشاہت مل جائے۔"

پورس نے کہا "ہم نمبر تھری کے ذریعے انڈر گراؤنڈ سیل کا راستہ معلوم کرسکتے ہیں۔ اگرچہ نمبر تھری خود وہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں جانتا ہے اور نہ ہی اسے یہ معلوم ہے کہ امریکا کے کس علاقے میں وہ انڈر گراؤنڈ سیل ہے۔"

علیزا نے کہا "ہمیں معلوم کرنا ہوگا۔ اگرچہ یہ ناممکن لگتا ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔"

"گڈ۔ اس سلسلے میں تم کیا کرنا چاہوگی؟"

"ابھی بابا صاحب کے ادارے سے روانہ ہونے سے پہلے میں نے آج کی تازہ رپورٹ وہاں پڑھی تھی۔ مسٹر فرہاد علی تیمور، میڈم سونیا اور مسٹر پارس عارضی طور پر نمبرون کے ذریعے انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچے ہوئے ہیں۔ نمبرون کے خیالات ـــ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہاں ضروریات کا سامان پہنچانے کے لیے دو چار افسران نہایت رازداری سے آتے ہیں اور کوئی مسٹر بلیک ہے جو دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا عامل اور اعلیٰ افسر ہے۔ میں آپ کے تعاون سے مسٹر بلیک تک پہنچنے کی کوشش کروں گی۔"

"مجھے آپ نہیں تم کہو۔ ہمارا ایک دو دن کا ساتھ نہیں ہے۔ بائی دا وے میں امریکی فوج کے تمام افسران تک باری باری پہنچ رہا ہوں ان کے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ وہ سب خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جبکہ وہ

سب یوگا جاننے والے افسران ہیں۔"

"آپ ان یوگا جاننے والوں کے اندر کیسے پہنچ رہے ہیں؟"

"ان فوجیوں تک پہنچنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ ان میں سے بیشتر ٹیلی پیتھی جاننے والے عادت سے مجبور ہیں۔ رات کو شراب پیتے ہیں پھر صبح نیند پوری ہونے تک نشہ ختم ہوجاتا ہے۔ ان کی دماغی توانائی بحال ہوجاتی ہے۔ میں نشے کے دوران ان کے خیالات پڑھتا ہوں۔ تم انیتا کی حیثیت سے نمبر تھری کے ذریعے اہم یوگا جاننے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے افسران تک پہنچ سکو گی۔"

وہ اپنے ایک بنگلے میں پہنچ گیا۔ علیزا کار سے اتر کر اس کے ساتھ اندر آئی۔ پورس نے کہا "تم شاور لے کر فریش ہوجاؤ پھر میں تمہیں ہپناٹائز کروں گا۔"

"میں بعد میں شاور لوں گی۔ پہلے کام کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ اچھی بات ہے۔ تم پہلے کام کو اہمیت دیتی ہو۔"

اس نے اسی وقت اسے ہپناٹائز کیا۔ اس کے ذہن میں مکمل انیتا کو نقش کردیا پھر بولا "تم آئندہ مجھے پورس نہیں سمجھوگی میں کیری گرانٹ ہوں۔ ہم یہاں انیتا اور کیری گرانٹ کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے۔ اب تم آرام سے سوجاؤ۔"

اس نے علیزا کو ایک گھنٹے کے لیے تنویمی نیند سلا دیا۔ وہ بہت پہلے ہی کیری گرانٹ کو غائب کرچکا تھا۔ خود اس کی جگہ آگیا تھا۔ دو گھنٹے پہلے مسٹری مین اس کے دماغ میں آیا تھا۔ اسے کیری گرانٹ سمجھتا رہا تھا پھر اس سے اہم گفتگو کرنے کے بعد چلا گیا تھا۔ پورس علیزا کو تنویمی نیند سلانے کے بعد نمبر تھری اور دوسرے امریکی اہم افسران کے سلسلے میں کچھ پلاننگ کرنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ مسٹری مین بول رہا تھا "کیری! مجھے یقین کی حد تک شبہ ہے کہ کوبرا یہاں لندن میں ہے۔ یہاں کے تمام جرائم پیشہ افراد ہماری نظروں میں رہتے ہیں۔ کوبرا ان مجرموں کو اپنا آلہ کار بناتا ہوگا۔ میں نے اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت سے کہا ہے اور تم سے بھی کہہ رہا ہوں۔ یہاں کے تمام مجرموں کے دماغوں میں جھانکتے رہو۔ ان کے اندر رہنے سے کوبرا کے علاوہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا بھی سراغ مل سکتا ہے۔"

پورس نے کہا "باس! میں آپ کے حکم کے مطابق یہاں کے تمام جرائم پیشہ افراد کے خیالات پڑھتا رہوں گا۔ اگر یہاں کوبرا ہے تو ضرور ہماری نظروں میں آئے گا۔"

مسٹری مین اس کے اندر سے چلا گیا۔ وہ کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ اس کا اپنا خاص ماتحت کیری گرانٹ جہنم پہنچ گیا ہے اور وہ پورس کو کیری گرانٹ سمجھ رہا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ ہم بہت پہلے ہی ان اور کوبرا کے اندر پہنچے ہوئے تھے۔ چونکہ کوبرا لندن میں اس لیے ہم نے پورس کو مخصوص لب و لہجے کے ذریعے کے اندر پہنچا دیا تھا۔

پورس ہماری طرح کوبرا کو ڈھیل دے رہا تھا۔ ضرورت کے وقت اس کی رسی کھینچ سکتا تھا۔ اس وقت نے کوبرا کے اندر جھانک کر دیکھا۔ وہ اینجی کے سا کرنے کے لیے ایک ریسٹورنٹ میں پہنچا ہوا تھا۔ اس کہہ رہا تھا "یہاں میرے لیے خطرات پیدا ہو رہے ہیں اپنے بچاؤ کے طریقے جانتا ہوں۔ بہت زیادہ خطرہ پیدا میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس شہر سے چلا جاؤں گا۔"

اینجی نے کہا "ہمیں کسی مشکل میں پڑنے سے پہلے یہ شہر چھوڑ دینا چاہیے۔ کیوں نہ ہم امریکا چلے جائیں؟"

"میں کہیں بھی آئندہ تنہا جاؤں گا۔ مسٹری مین جان کہ میں تمہارا دیوانہ ہوں۔ اس کا یہ اندازہ درست میں تمہیں اپنے پاس چھپا کر رکھتا ہوں۔ وہ کسی بھی ہتھکنڈ سے تمہارے اندر پہنچے گا تو اسے مجھ تک پہنچنے کا راز جائے گا۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی "میں نہیں چاہتی کہ میرا سے تم پر کوئی مصیبت آئے۔ تم ابھی مجھے چھوڑ کر چلے میرا دل کہتا ہے کہ تم میرے بغیر نہیں رہ سکو گے۔ تم چھپ کر مجھ سے ملتے رہو گے۔"

"ہاں تم جہاں بھی رہو گی۔ میں تمہاری طرف آؤں گا۔ فی الحال تم اسی شہر میں رہ کر مجھ سے دور ہو جاؤ لندن ایسٹ بورن میں ہوں۔ تم ویسٹ بورن چلی جاؤ۔ ابھی وہاں تمہاری رہائش کے انتظامات کردوں گا۔"

وہ لنچ کے بعد وہاں سے اٹھ گئے۔ اپنے بنگلے میں اینجی نے اپنا ضروری سامان سفر پیک کیا پھر وہ وہاں پرائیویٹ فلائنگ کمپنی میں آئے۔ ایک طیارہ ویسٹ کی طرف جانے والا تھا۔ اینجی بڑے پیار سے رخصت اس طیارے میں چلی گئی۔

وہ اپنی خفیہ رہائش گاہ میں آکر مارلی کے تلعے چاہتا تھا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے فو پاس آکر ریسیور اٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا "ہیلو اینج سے انتظار نہ ہوسکا کہ میں تمہاری خیریت معلوم کروں

نے وہاں پہنچتے ہی مجھے فون کیا ہے۔"

پورس نے کہا "اے کون ہے بے تو۔ مجھے اینجی کہہ رہا ہے کیا میں فون پر لڑکی دکھائی دیتا ہوں؟ اپنے باپ کو بلا۔"

"یہاں کوئی باپ نہیں ہے۔ تم کون ہو؟"

"باپ نہیں ہے؟ یعنی تو باپ کے بغیر پیدا ہوگیا۔ دنیا میں غلط راستے سے آیا ہے اور اب میرے رانگ نمبر پر پہنچ گیا ہے۔"

کوبرا نے خیال خوانی کی۔ اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ سانس روک کر بولا "اے ابھی میرے اندر خطرے کی گھنٹی بجی تھی۔ کیا تو ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟ کیا ابھی میرے اندر آیا تھا؟"

کوبرا نے کہا "میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہوں۔ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ میں خیال خوانی کرسکتا ہوں؟"

پورس نے چونک کر کہا "ارے ہاں ابھی یاد آیا۔ تم نے کسی اینجی کو مخاطب کیا تھا اور مسٹری مین نے مجھ سے کہا تھا کہ کوبرا کی محبوبہ کا نام اینجی ہے۔ میں سمجھ گیا تم کوبرا ہو۔ ابھی تم میرے دماغ میں آنا چاہتے تھے ٹھیک ہے۔ میں فون نمبر کے ذریعے تمہاری رہائش گاہ کا پتا معلوم کرکے ابھی آرہا ہوں۔ کہیں نہ جانا۔ ہم دوستی دوستی کھیلیں گے۔"

اس نے فوراً ہی ریسیور رکھ دیا۔ تیزی سے چلتا ہوا ایک کمرے میں آیا۔ اپنا سفری بیگ نکال کر ضروری سامان رکھنے لگا۔ مسٹری مین نے اسے چیلنج کیا تھا کہ چند گھنٹوں میں اسے اس شہر میں ڈھونڈ نکالے گا اور دو گھنٹے کے اندر ہی اس کا کوئی ماتحت فون کے ذریعے کسی حد تک اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔

وہ اپنا سفری بیگ لے کر تیزی سے چلتا ہوا بنگلے کے باہر آیا پھر اپنی کار میں بیٹھ کر ایک ائرپورٹ کی طرف جانے لگا۔ اب وہ اس ملک میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔ یہ دہشت طاری ہوگئی تھی کہ مسٹری مین کے کتے اس کی بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔

پورس نے ایک آلہ کار کے ذریعے اس کی کار کوبرا کی کار سے ٹکرا دی۔ ٹریفک پولیس والوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ ایک افسر نے دونوں کا ڈرائیونگ لائسنس طلب کیا۔ کوبرا نے اپنا لائسنس دکھاتے ہوئے کہا "میری غلطی نہیں ہے۔ مجھے جانے دو۔ میری فلائٹ مس ہوجائے گی۔"

اس افسر نے چونک کر پوچھا "یہ میرے دماغ میں کون بول رہا ہے۔"

پورس کے آلہ کار نے کہا "میں بول رہا ہوں۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ مجھے بھی جلدی جانے دو۔ میں ایک خطرناک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تلاش کررہا ہوں۔"

کوبرا ایک دم سے پریشان ہوگیا۔ اس کے دماغ نے چیخ کر کہا "یہ میرے سامنے مسٹری مین کا ٹیلی پیتھی جاننے والا ماتحت ہے میں اسے ابھی زخمی کرکے اس پر غالب آسکتا ہوں۔ مسٹری مین کے چیلنج کے جواب میں اس کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ناکارہ بنا سکتا ہوں۔"

پھر اس کی عقل میں یہ بات آئی کہ اسے زخمی کرے گا تو پولیس کیس میں پھنسے گا۔ اس ملک سے باہر نہیں جاسکے گا۔ ٹریفک پولیس کے افسر نے پورس کے زیر اثر رہ کر ان دونوں کو جانے دیا۔ کوبرا کی کار میں خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ اس نے پورس کے آلہ کار سے کہا "ایسا تمہاری غلطی سے ہوا ہے۔ تم مجھے اپنی گاڑی میں ائرپورٹ پہنچاؤ۔"

وہ اس کی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ جب گاڑی آگے جانے لگی تو اس نے ریوالور نکال کر کہا "اس میں سائیلنسر لگا ہوا ہے۔ آواز نہیں ہوگی۔ زندگی چاہتے ہو تو گاڑی ایک طرف روکو اور مسٹری مین کو اپنے پاس بلاؤ۔ میں اس سے بات کروں گا۔"

اس آلہ کار نے پوچھا "تم کس مسٹری مین کی بات کررہے ہو؟ میں دس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہوں۔ تم مجھے مار کر بھی نہیں مار سکو گے۔ کیونکہ تم نے میرے ایک آلہ کار کو نشانے پر رکھا ہوا ہے۔"

کوبرا نے پوچھا "کیا واقعی تم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو؟"

"میں اپنے بارے میں کہہ چکا ہوں۔ تمہارے متعلق اندازہ کررہا ہوں کہ تم بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو اور ٹیلی پیتھی جاننے والے مسٹری مین سے دشمنی رکھتے ہو۔ اب میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ تم میرے آلہ کار کو گولی مارو۔ میں دوسرے آلہ کار کے ذریعے اسی جگہ سے تمہارا تعاقب کروں گا۔ تمہاری اصلیت معلوم کرکے رہوں گا۔"

وہ پریشان ہوکر سوچنے لگا۔ "یہ میں کیسی مصیبتوں میں پڑ رہا ہوں۔ مسٹری مین سے دور جانے کے لیے میں یہ ملک چھوڑ رہا تھا۔ اس سے پہلے ہی ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے پیچھے پڑگیا ہے۔"

پورس اسے الجھا رہا تھا۔ بھڑکا رہا تھا۔ علیزا سو رہی تھی۔ اس کے جاگنے تک ذرا تفریح کررہا تھا۔ کوبرا کے سامنے یہی ایک راستہ تھا کہ وہ فوری طور پر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پیچھا چھڑا لے۔ آئندہ وہ کسی دوسرے آلہ کار کے ذریعے تعاقب کرتا تو پھر اس سے بھی نمٹ لیا جاتا۔

اس نے بڑی خاموشی سے آلہ کار کو گولی ماردی۔ کوبرا

کے نصیب میں الجھنا اور بھٹکنا لکھا ہوا تھا۔ ٹھیک انہی لمحات میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کا ایک سراغ رساں فٹ پاتھ پر کھڑا اپنے ایک ساتھی کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ کار میں بیٹھے ہوئے اس آلہ کار کو پہچانتا تھا۔ وہ آلہ کار ایک بینک ڈکیتی میں ملوث تھا۔

وہ سراغ رساں سوچ رہا تھا کہ ابھی جا کر اس کی گردن دبوچ لے گا۔ ایسے ہی وقت اس نے دیکھا۔ اس آلہ کار کے دیدے پھیل گئے تھے۔ وہ سیدھا بیٹھا ہوا تھا پھر اسٹیئرنگ کی طرف ڈھلکتا ہوا اپنے ساتھی پر گرنے والا تھا۔ اس کے ساتھی یعنی کوبرا نے اسے پھر سیدھا کر کے سیٹ پر سیدھا بٹھا دیا تھا اور اس کے آگے سیفٹی بیلٹ باندھ دیا تھا۔ تاکہ وہ ادھر ادھر ڈھلک نہ سکے۔

وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کا ٹیلی پیتھی جاننے والا گھاگ سراغ رساں تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ وہ بینک ڈکیتی میں ملوث رہنے والا مجرم مر چکا ہے۔ اس کے ساتھی اسے ایک زندہ انسان کی طرح بٹھا کر کار سے باہر نکل رہا ہے۔ کوبرا اس کار سے نکل کر آگے جا کر کسی ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد ائرپورٹ جانا چاہتا تھا۔

جب وہ سراغ رساں کے قریب سے گزر کر جانے لگا تو اس نے اس کی پشت سے ریوالور لگاتے ہوئے کہا "رک جاؤ۔ ذرا بھی چالاکی دکھاؤ گے تو گولی چل جائے گی۔ اپنا نام بتاؤ اور اپنے دونوں ہاتھ پیچھے گردن پر رکھو۔"

ریوالور کی نال اس کی پشت سے لگی ہوئی تھی۔ وہ ذرا سی بھی حرکت کرتا تو مارا جاتا یا زخمی ہو جاتا۔ اس نے حکم کی تعمیل کی دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ ایسا کرتے وقت وہ خیال خوانی کے ذریعے سراغ رساں کے اندر پہنچا تو اس نے سانس روک لیا۔

حیرانی سے کہا "او گاڈ! تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ میرے دماغ میں آنا چاہتے ہو۔ اب ذرا میں تمہارے دماغ میں آ کر دیکھتا ہوں۔"

اس نے دماغ میں آنا چاہا تو کوبرا نے سانس روک لیا۔ سراغ رساں نے ہنستے ہوئے کہا "تم تو ہمارے ٹی پی بھائی ہو۔ اب مجھے دماغ میں آنے دو گے یا تمہیں زخمی کرنے کے بعد آنا ہوگا۔"

کوبرا ایک مشکل سے نکل کر دوسری مشکل میں پھنسا تھا دوسری سے نجات حاصل کرنے کے بعد تیسری مشکل میں پھنس رہا تھا۔ ایسے وقت اس سراغ رساں کا دوسرا ساتھی آ گیا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا "یہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا قاتل ہے۔ ابھی اس کار میں اس نے ایک شخص کو ہلاک کیا ہے۔ اس کی جیب میں ایک قتل کرنے والا کوئی آلہ ہے اسے نکال لو۔ یہ سیدھی طرح قابو میں نہیں آئے گا۔"

اس کے ساتھی نے کہا "اس کے قریب جا کر جیب سے کچھ نکالنا مناسب نہیں ہوگا۔ یہ مجھ پر اٹیک کرے گا۔ اگر یہ اپنے دماغ میں آنے سے روک رہا ہے تو اسے زخمی کر دو۔"

وہ زخمی ہونا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے یکبارگی پلٹ کر حملہ کرنا چاہا مگر وہ دونوں بہترین تربیت یافتہ سراغ رساں تھے۔ ایک نے اس کے پلٹتے ہی پیچھے سے لات ماری۔ دوسرے نے اس کے پاؤں میں گولی ماری۔ وہ اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ مرد، عورتیں، بچے سہم کر دور جانے لگے۔ انہوں نے اپنا آئی ڈی کارڈ نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم انٹیلی جنس والے ہیں۔ ہم نے ایک مجرم کو قابو میں کیا ہے۔ اب گولی نہیں چلے گی۔"

پولیس کی گاڑی آ گئی تھی۔ انہوں نے پولیس افسر سے کہا "اس سامنے والی کار میں ایک لاش ہے۔ اسے لے جاؤ۔ یہ قاتل ہماری کسٹڈی میں رہے گا۔"

ان میں سے ایک سراغ رساں خیال خوانی کے ذریعے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے کمانڈر ہائیڈ سے کہہ رہا تھا "سر! ہم نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو قابو میں کیا ہے۔ آپ اس کے دماغ میں آ جائیں۔"

کمانڈر ہائیڈ اس کے ذریعے کوبرا کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے ابتدائی چند خیالات پڑھ کر بولا "اچھا تو تم کوبرا ہو۔ ہانگ کانگ سے یہاں آئے ہو۔ یہاں ہمارے سراغ رسانوں کو ٹریپ کرنے کی پلاننگ کر رہے تھے اور ابھی مسٹری مین کے خوف سے بھاگ رہے تھے۔"

زاؤ کوم کوبرا سفاک قاتل تھا۔ بے شمار لوگوں کے سر قلم کیے تھے۔ جب تک ایک پہاڑ کے غار میں تنہا اور گمنام رہ کر زندگی گزارتا رہا تب تک محفوظ رہا۔ خود کو ناقابلِ شکست سمجھتا رہا۔ اب وہ بڑی بے بسی سے ایک فٹ پاتھ پر پڑا ہوا تھا۔ اسے اسٹریچر پر ڈال کر ایک گاڑی کے پچھلے حصے میں پہنچایا جا رہا تھا۔

وہ شہ زور تھا۔ ایک گولی کھانے کے باوجود اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکتا تھا۔ مقابلے پر آنے والوں سے مقابلہ کر سکتا تھا لیکن دماغ میں آنے والوں کو اپنے خیالات پڑھنے سے نہیں روک سکتا تھا۔ وہ بے بسی سے سوچ رہا تھا۔ میں کیا کروں۔ بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں رہا ہے۔ یہ لوگ مجھے اپنا غلام بنا لیں گے۔ مجھے تو مر جانا چاہیے۔

کمانڈر ہائیڈ نے کہا "ہم تمہیں مرنے نہیں دیں گے۔ تم تو ہمارے بہت کام کے آدمی ہو۔ ابھی تمہارے خیالات نے بتایا ہے کہ تم مارلی کے قلعے میں پہنچ گئے ہو۔ وہاں بڑے بڑے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مقابلہ کرتے رہتے ہو۔"

کمانڈر ہائیڈ نے اسے مارشل ٹی ٹو کے حوالے کرتے ہوئے کہا "اسے تم قیدی بنا کر رکھو۔ میرا مشورہ ہے اسے فوراً ہپناٹائز کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دو۔ ورنہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر پہنچ جائیں گے۔"

پورس وقت گزارنے کے لیے کوبرا کو الو بنا رہا تھا۔ کبھی مسٹری مین بن کر، کبھی امریکی خیال خوانی کرنے والا بن کر اسے ڈرا رہا تھا اور وہاں سے بھگا رہا تھا۔ بعد میں اسے پھر اس کے حال پر چھوڑ دینے والا تھا لیکن کھیل ہی کھیل میں وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ پورس ان کے ہاتھوں میں جانے سے اسے روک سکتا تھا لیکن اس نے نہیں روکا۔ یہ سوچا کہ اسے ان کی قید میں رہنے دیا جائے۔ اس کے ذریعے اسکاٹ لینڈ یارڈ والے بھی قلعے میں پہنچیں گے۔ اس قلعے کو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے ہاؤس فل کر دیا جائے۔

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ علیزا تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد شاور کے لیے گئی تھی۔ جب واپس آئی تو ایک شوخ رنگ کے لباس میں پہلے سے زیادہ فریش اور پرکشش لگ رہی تھی۔ پورس نے کہا "یو آر سو بیوٹی فل۔"

وہ مسکرا کر بولی "تھینک یو۔ کیا آپ شاور نہیں لیں گے؟"

"آپ نہیں تم۔ میں باتھ روم میں جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک انیتا کے دماغ میں جاؤ اور اس کا برین واش کرو۔ اس کا لب و لہجہ بدل دو۔ امریکی نمبر تھری اس کا لب و لہجہ اختیار کرے گا تو تمہارے اندر پہنچا کرے گا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ باتھ روم میں چلا گیا۔ علیزا اس کی ہدایت کے مطابق انیتا کے اندر پہنچ کر اس کی شخصیت تبدیل کرنے لگی۔ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر دماغی طور پر حاضر ہوئی تو پورس بھی غسل سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر چکا تھا۔ اس نے کہا "لنچ کا وقت گزر چکا ہے۔ چار بج رہے ہیں۔ کیا کچھ کھانا نہیں چاہو گی؟"

وہ صوفے سے اٹھ کر بولی "تمہیں انتظار کرنا ہوگا۔ میں ابھی کھانا تیار کرتی ہوں۔"

"تم یہاں کچن سنبھالنے نہیں آئی ہو۔ قریب ہی ایک ریسٹورنٹ ہے۔ آؤ وہاں چلتے ہیں۔"

وہ ایک ریسٹورنٹ میں آ گئے۔ انہوں نے اپنی پسند کے کھانوں کا آرڈر دیا۔ پورس نے کہا "تمہارے لیے تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں نے زاؤ کوم کوبرا کو قیدی بنا لیا ہے۔"

وہ بولی "یعنی اسے اپنا معمول بنا لیا ہے۔ اب اس کی اپنی شخصیت ختم ہو جائے گی اور وہاں اسکاٹ لینڈ یارڈ والے بھی اس کے ذریعے قلعے میں پہنچیں گے۔ یہ تو بڑا دلچسپ تماشا ہو رہا ہے۔"

"ہاں رفتہ رفتہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہ قلعہ ان کے گلے میں ہڈی کی طرح انکا رہے گا۔ ان میں سے کوئی وہاں سے جانا نہیں چاہے گا۔ وہاں دوسروں کا قبضہ برداشت نہیں کرے گا اور وہاں رہ کر دشمنوں کے پیدا کردہ مسائل میں الجھتا رہے گا۔"

کھانے کے دوران علیزا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر کہا "مسٹر پورس! میرے دماغ میں آؤ۔"

اس نے دوسری بار سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر بولی "اچھا نمبر تھری تم ہو۔ میں نے پہلے تمہاری سوچ کی لہروں کو نہیں پہچانا تھا۔"

"کوئی بات نہیں۔ مجھے پہچان کر اپنے اندر آنے دیتی ہو۔ یہ تمہاری دوستی کا ثبوت ہے۔"

علیزا نے اسے لبھانے کے انداز میں کہا "یہ صرف دوستی کا نہیں۔ میری محبت کا بھی ثبوت ہے۔ جب سے تم نے اپنی حالتِ زار بیان کی ہے۔ میں تمہارے بارے میں ہی سوچتی رہتی ہوں کہ پتا نہیں تم اس انڈر گراؤنڈ سیل میں کیسے زندگی گزار رہے ہو گے۔ اگر مجھے خواب میں بھی اس انڈر گراؤنڈ سیل کا کوئی سراغ مل جائے تو میں اڑتی ہوئی وہاں پہنچ جاؤں گی۔ اپنی جان پر کھیل کر تمہیں رہائی دلاؤں گی۔"

وہ بولا "یہاں سے رہائی پانا بہت مشکل ہے۔ یہاں ہمارے ایک ساتھی نمبر دن کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ ایسے وقت کوئی دشمن اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ وہ نمبر دن کو معمول بنانا چاہتا تھا لیکن نہیں بنا سکتا تھا۔ ہمارا عامل مسٹر بلیک اور ہم باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر موجود تھے۔ کوئی دشمن اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ ہمارے ساتھی نمبر دن کو مار ڈالنا چاہتا تھا۔ مسٹر بلیک نے اسے بچا لیا ہے۔"

علیزا نے پوچھا "یہ مسٹر بلیک کون ہے؟"

"ہم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سربراہ ہے۔ ہمارا

عامل بھی ہے۔ وہ ہم سب کے دماغوں میں آتا ہے۔ جب تک وہ ہمیں مخاطب نہیں کرتا۔ تب تک ہمیں پتا نہیں چلتا کہ وہ ہمارے اندر ہے۔"

"کیا وہ ابھی تمہارے اندر نہیں ہوگا؟ کیا وہ ہماری باتیں نہیں سن رہا ہوگا؟"

"میں اس وقت بہت سوچ سمجھ کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ یہاں رات کے گیارہ بجے ہیں۔ وہ فوجی افسر ہے۔ وقت پر سونے اور وقت پر جاگنے کا عادی ہے۔ وہ یقیناً اس وقت سو رہا ہوگا۔"

"تم مسٹر بلیک کے بارے میں جو کچھ جانتے ہو۔ مجھے بتاؤ۔ کیا وہ واشنگٹن میں ہوگا؟ اکثر اعلیٰ افسران ہیڈ کوارٹر میں رہا کرتے ہیں۔"

"اگر مسٹر بلیک ریٹائرڈ افسر ہوگا تو ہیڈ کوارٹر میں نہیں رہے گا اپنے کسی ذاتی بنگلے میں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں وہاں کے ریٹائرڈ اور آن ڈیوٹی افسران کے متعلق معلومات حاصل کرتی رہوں گی۔"

"وہ بہت چالاک اور تجربے کار ہے۔ وہ کہیں روپوش رہ کر صرف ہماری نگرانی کرتا ہوگا۔ اس نے فوج کی ملازمت چھوڑ دی ہوگی ایسے میں تم تمام فوجی افسران کے دماغوں میں پہنچتی رہو گی تو وہ تمہیں کہیں نہیں ملے گا پھر یہ کہ اہم فوجی افسران یوگا کے ماہر ہیں۔ تم کتنوں کو ٹریپ کرو گی؟ کتنوں کے اندر جگہ بناتی رہو گی؟"

"تم فکر نہ کرو۔ یہ میرا مسئلہ ہے۔ میں تمہاری رہائی کے لیے اپنی اہم مصروفیات چھوڑ دوں گی۔ دن رات تمہارے لیے کوششیں کرتی رہوں گی۔ کیا تم میری محبت اور دوستی کو سمجھ رہے ہو؟"

"میں سمجھ رہا ہوں اور تمہاری دوستی اور محبت پر فخر کر رہا ہوں۔ میرا دل کہتا ہے کہ مجھے یہاں سے رہائی ملے گی تو میری آغوش میں آؤ گی۔ ہم آزاد پرندوں کی طرح کھلی فضاؤں میں اڑتے پھریں گے۔"

"میں تمہارے لیے بہت کچھ کرتی رہوں گی۔ تم مجھ پر بھروسا کرو اور مجھے اپنے اندر آنے دو۔ میں تمہارے ذریعے انڈر گراؤنڈ سیل کو دیکھتی رہوں گی۔ تم لوگوں کو وہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔ ہو سکتا ہے تمہیں وہاں سے نکالنے کا مجھے راستہ مل جائے۔"

"تم میرے اندر آؤ۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ یہاں کی تنہائی میں تم سے باتیں کرتا رہوں گا۔ تمہاری باتوں سے مجھے بہت سہارا ملتا ہے۔"

وہ اور پورس ریسٹورنٹ سے اٹھ کر بنگلے میں آ گئے۔ علیزا ایک کمرے میں آکر آرام سے بیٹھ گئی پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے اندر پہنچ گئی۔ دوسرے لفظوں میں انڈر گراؤنڈ سیل کے اندر آ گئی۔ اس سے پہلے ہم وہاں پہنچ چکے تھے لیکن ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔ مسٹر بلیک نے نمبر ون کو کوما میں پہنچا کر ہمارے وہاں آنے کا راستہ بند کر دیا تھا۔

علیزا اور پورس نمبر تھری کے اندر تھے۔ وہ نمبر ون سے مختلف تھا۔ کیونکہ اپنی مرضی سے علیزا کو اپنے اندر جگہ دے رہا تھا۔ جبکہ ہم نمبر ون کے اندر جگہ بنانا چاہتے تھے اور ہمیں اسے ہپناٹائز کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ نمبر تھری اس انڈر گراؤنڈ سیل کے اندر ٹہلنے کے انداز میں وہاں کے مختلف حصوں سے گزر رہا تھا۔ علیزا اور پورس وہاں کی ایک ایک چیز کو توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ علیزا نے نمبر تھری سے کہا "یہاں کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی مسلسل قید تنہائی سے گھبرا گئے ہوں گے کیا تم نے اس سلسلے میں کبھی ان سے باتیں کی ہیں؟"

"یہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ بہت خاموش رہتے ہیں اور بیزاری ظاہر کرتے رہتے ہیں لیکن اپنے اندر کی بات نہیں بولتے ہیں۔"

"انہیں اندر سے ٹٹولنا چاہیے۔ ابھی کسی ایک سے باتیں کرو اسے دوست بناؤ۔ اس کا اعتماد حاصل کرو۔ تب وہ اپنے اندر چھپی ہوئی بات تم سے بولے گا۔"

وہ اپنے ایسے ہی ایک ساتھی نمبر چھ کے کمرے میں آیا۔ اس سے بولا "اگر تم خیال خوانی میں مصروف ہو تو میں چلا جاؤں؟"

وہ بولا "نہیں، آجاؤ۔ بیٹھو مجھ سے باتیں کرو۔ میں تو خیال خوانی کرتے کرتے بیزار ہو گیا ہوں۔"

"یار! میں اکثر دیکھتا ہوں تم بیزار رہتے ہو۔ تم میرے دل کی بات پوچھو گے تو میں اس قید خانے میں رہتے رہتے بیزار ہو گیا ہوں لیکن تمہاری طرح بیزاری ظاہر نہیں کرتا ہوں۔"

نمبر چھ نے کہا "ایسی باتیں نہ کرو۔ مسٹر بلیک نے سن لیا تو تمہیں گولی مار دے گا۔"

"میں یقین سے کہتا ہوں۔ وہ اپنے معمول کے مطابق سو رہا ہے۔ میں ایسے ہی وقت اپنے اندر کی بات سوچتا ہوں اور بولتا ہوں۔ عام حالات میں ایسے خیالات کو لاشعور کے تہ خانے میں چھپا دیتا ہوں۔ مسٹر بلیک ہمارے خیالات پڑھ کر

ہماری فرض شناسی، ہماری کارکردگی اور ہمارے طریقہ کار کو سمجھتا ہے۔ ہمارے اندر بہت گہرائی تک نہیں ڈوبتا ہے۔ ہمارے تحت الشعور میں نہیں جاتا ہے۔"

وہ بولا "مسٹر بلیک نادان نہیں ہے۔ وہ ہماری بیزاری کو سمجھنے کے باوجود مطمئن ہے کہ ہم اندر سے محب وطن اور فرض شناس ہیں ہر انسان کے اندر شیطانی خیالات پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ ایسے خیالات پر غالب آتا رہتا ہے اور اپنی سوجھ بوجھ سے ایک فرض شناس کی طرح ایک اچھی زندگی گزارتا ہے۔"

نمبر تھری نے پوچھا "کیا یہ اچھی زندگی ہے۔ اس تہ خانے میں گھٹ گھٹ کر مرنے کو زندگی کہتے ہیں؟"

"ہم نے ملک اور قوم کی خاطر ایسی زندگی گزارنے کی قسم کھائی تھی۔ اس لیے ہمیں اس تہ خانے میں بھیجا گیا ہے کیا تم یہاں سے باہر جانا چاہتے ہو؟ جبکہ یہ ناممکن ہے۔"

"انسان حوصلہ کرے تو ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ تم یہ بتاؤ۔ اگر یہاں سے باہر جانے کا موقع ملے گا تو تم جاؤ گے؟"

"مسٹر بلیک اجازت دے گا تو جاؤں گا۔ ورنہ بیزاری کے باوجود یہیں تمام عمر گزار دوں گا۔"

"اوہ۔ تم مجھے مایوس کر رہے ہو۔ میں یہ سوچ کر آیا ہوں کہ تم میرے ہم خیال بن کر یہاں سے فرار ہونے میں میرا ساتھ دو گے۔"

"نمبر تھری! میں حیران ہوں کہ تم باغیانہ انداز میں فرار ہونے کی بات کر رہے ہو۔ مجھے افسوس ہے، میں مسٹر بلیک کو تمہارے خلاف رپورٹ کروں گا۔ وہ تمہارا برین واش کر کے تمہیں محب وطن بنائے گا۔"

"پلیز میرے خلاف کچھ نہ کہنا۔ وہ برین واش نہیں کرے گا مجھے سزائے موت دے گا۔"

"وہ کیا کرے گا، میں نہیں جانتا۔ تمہارے خلاف رپورٹ پیش کرنا میرا فرض ہے۔ آئندہ تمہیں محب وطن بننا چاہیے یا مرجانا چاہیے۔"

علیزا نے پورس سے کہا "یہ نمبر چھ خلاف توقع مصیبت بن رہا ہے۔ مسٹر بلیک کو معلوم ہوگا تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

پورس نے کہا "نمبر تھری ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ ہمیں ہر حال میں اسے وہاں زندہ سلامت رکھنا ہے اور اس کے لیے لازمی ہے کہ نمبر چھ کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا جائے۔"

"مسٹر بلیک، نمبر تھری کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر لے گا کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے آلہ کار بنا کر نمبر چھ کو ہلاک کیا ہے۔"

"مسٹر بلیک اس کے چور خیالات سے یہ معلوم نہیں کر سکے گا۔ نمبر تھری سے کہو اس کے منہ پر تکیہ رکھے۔"

علیزا نے کہا "نمبر تھری! یہ نمبر چھ تمہارے لیے خطرہ بن گیا ہے۔ اسے ابھی ختم کر دو۔ میں بعد میں تمہارے دماغ سے قتل کی اس واردات کو مٹا دوں گی۔ مسٹر بلیک تمہارے اندر آ کر اس واردات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکے گا۔"

نمبر تھری نے نمبر چھ کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ بستر پر گر پڑا۔ نمبر تھری نے اس کے منہ پر تکیہ رکھ کر اسے دبوچ لیا۔ نمبر چھ کمزور نہیں تھا۔ حملہ کرنے والے سے جم کر مقابلہ کر سکتا تھا لیکن نمبر تھری کے ساتھ پورس کی بھی قوت شامل تھی۔ وہ تکیے کے نیچے سے نکل نہیں پا رہا تھا۔ ایسے وقت علیزا اس کے دماغ میں گھس گئی۔ وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔ ایسے میں علیزا نے زلزلہ پیدا کیا تو وہ تکلیف کی شدت سے بے دم ہو گیا۔ تکیے کے نیچے سے اس کی چیخ نہ نکل سکی وہ جدوجہد کے قابل نہ رہا۔ جلد ہی اس کا دم گھٹ گیا۔

علیزا نے کہا "میری سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل آئی ہیں۔ یہ مر چکا ہے۔"

نمبر تھری نے پریشان ہو کر کہا "اب کیا ہوگا؟"

"فکر نہ کرو۔ اسے سیدھی طرح لٹاؤ۔ بستر کی شکنیں دور کرو۔ تکیہ اس کے سر کے نیچے رکھو۔ یہ معلوم ہو کہ یہ سکون سے سو رہا ہے۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بتائے گی کہ حرکت قلب بند ہونے کے باعث موت واقع ہوئی ہے۔"

نمبر تھری اسے بستر پر سیدھی طرح لٹا کر وہاں سے اپنے کمرے میں آ گیا۔ علیزا نے کہا "فوراً بستر پر لیٹ جاؤ۔ میں مختصر سا عمل کروں گی۔"

اس کے بچاؤ کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ وہ علیزا کا معمول بن کر وہاں زندہ رہ سکتا تھا۔ علیزا اور پورس نے اسے ہپناٹائز کیا۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کیں کہ وہ عام حالت میں مسٹر بلیک کا ہی معمول رہے گا لیکن درپردہ علیزا اور پورس کے زیر اثر رہا کرے گا۔ یہ بھول جائے گا کہ کسی انیتا (علیزا) سے اس کی دوستی تھی۔ یہ یاد نہیں رہے گا کہ کسی نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ اسے نمبر چھ کی قتل کی واردات کبھی یاد نہیں آئے گی۔

انہوں نے نمبر تھری کو بڑی کامیابی سے اپنا معمول بنا لیا۔ اس کے ذریعے آئندہ دن رات انڈر گراؤنڈ سیل میں

جاسکتے تھے اور مسٹر بلیک اس کا عامل ہونے کے باوجود اس کے چور خیالات سے ان کی موجودگی کو نہیں سمجھنے والا تھا۔ علینزا اور پورس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔

○☆○

للی اس بری طرح دشمنوں کے شکنجے میں آگئی تھی کہ اس کا بچنا محال ہوگیا تھا۔ انہوں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ آفریدی اسے دل و جان سے چاہتا تھا۔ ایسے وقت اس کی محبت اسے نہیں بچاسکتی تھی۔ اس کی سنگدلی نے اسے بچالیا۔ اس نے اچانک ہی للی کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اس کے سر کو کار کے ڈیش بورڈ سے ٹکرا دیا تھا۔ وہ چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی تھی۔ بے ہوشی کی حالت میں خیال خوانی کی لہریں دماغ کو متاثر نہیں کرتی ہیں۔ وہ دشمن پھر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

اس کی جان بچانے کے لیے ایسی سنگ دلی لازمی تھی۔ وہ ایسا نہ کرتا تو دشمن للی کو دماغی مریضہ بنادیتے یا پھر جان سے مار ڈالتے۔ آفریدی اسے فوراً ہی بابا صاحب کے ادارے میں لے گیا تھا۔

بابا صاحب کے ادارے میں روحانی ٹیلی پیتھی کے باعث دنیاوی ٹیلی پیتھی بے اثر ہوجاتی ہے۔ وہاں دشمن خیال خوانی کی لہریں کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ پاتی تھیں۔ جب للی ہوش میں آتی تو دشمن اس کے اندر پہنچنے میں ناکام رہتے۔

للی کی حالت بڑی تشویش ناک تھی۔ ڈاکٹر توجہ سے اسے اٹینڈ کررہے تھے۔ انہوں نے آفریدی کو تسلی دی کہ سر کی چوٹ اگرچہ بہت گہری ہے لیکن علاج ہوجائے گا۔ وہ ہوش میں آجائے گی لیکن وہ ہوش میں آئی تو گم صُم سی تھی۔ خاموشی سے چھت کو تک رہی تھی۔ ڈاکٹر نے پوچھا "للی! اب کیسی ہو؟ کیا تکلیف محسوس کررہی ہو؟"

وہ ڈاکٹر کو سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی "تم کون ہو؟ میں کہاں ہوں؟"

ڈاکٹر نے کہا "تم للی ہو مگر دلیر لڑکی ہو۔ سامنے دیکھو تمہارا آفریدی کھڑا ہوا ہے۔"

اس نے نظریں گھما کر سامنے کھڑے ہوئے آفریدی کو دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولا "ہائے للی! پتا ہے تم تین گھنٹوں تک بے ہوش رہی ہو۔"

وہ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر پریشان ہو کر بولی "تم کون ہو؟ مجھے کیا ہوا تھا؟"

آفریدی نے چونک کر ڈاکٹر کو دیکھا۔ ڈاکٹر نے پریشان ہو کر کہا "اوہ گاڈ! اس کی یادداشت گم ہوگئی ہے۔"

اس نے للی سے پوچھا "تم اپنا نام بتاؤ۔"

وہ بولی "ابھی تم دونوں مجھے للی کہہ رہے تھے۔ شاید یہی میرا نام ہے۔ مجھے اور کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ شاید میں اسپتال میں ہوں۔ شاید تم ڈاکٹر ہو۔"

ڈاکٹر نے کہا "دماغ پر زور نہ دو۔ تمہیں دوائیں دی جارہی ہیں۔ آرام سے لیٹی رہو اور اپنے بارے میں کچھ یاد کرنے کی کوششیں کرتی رہو۔"

آفریدی نے اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ تھام کر کہا "تم میری بیوی ہو۔ مجھے دل و جان سے چاہتی ہو پھر مجھے کیسے بھول رہی ہو؟"

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بولی "یہ کیا حرکت ہے۔ میرا ہاتھ کیوں پکڑ رہے ہو۔"

ڈاکٹر نے کہا "آفریدی! اس کے مزاج کے خلاف کچھ نہ کرو۔ تم باہر جاؤ۔ میں آرہا ہوں۔"

اس نے بڑے دکھ سے للی کو دیکھا پھر اس کمرے سے باہر آگیا۔ علی، وان شی، ماریہ اور احمد زبیری اس کمرے کی طرف آرہے تھے۔ وان شی نے پوچھا "اسے ہوش آگیا؟ سب خیریت ہے نا؟"

"اسے ہوش آگیا ہے مگر خیریت نہیں ہے۔ اس کی یادداشت گم ہوگئی ہے۔ وہ مجھے دل و جان سے چاہتی ہے مگر پہچاننے سے انکار کررہی ہے۔ اوہ گاڈ مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔"

وہ سب پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ماریہ نے آفریدی کا بازو تھام کر کہا "یہ کوئی میجر پرابلم نہیں ہے۔ اس کا علاج ہوسکتا ہے۔ وہ خود کو ہم سب کو پہچاننے لگے گی۔"

علی نے کہا "آفریدی! تم نے بھی حد کردی تھی۔ کیا اتنی زور سے سر کو ٹکرایا جاتا ہے؟ تم نے محبت سے بچانے کے لیے پہلوانی دکھائی ہے۔"

ڈاکٹر ایک نرس کے ساتھ باہر آیا۔ وان شی نے پوچھا "وہ کیسی ہے؟"

"آرام سے ہے۔ شاید آنکھیں بند کیے سوچ رہی ہے۔ ابھی اسے نیند آجائے گی۔ تم سب اس کے پاس نہ جاؤ۔ وہ کسی کو پہچانتی نہیں ہے۔ تم سب کو دیکھ کر الجھتی رہے گی۔"

"کیا اس کی یادداشت واپس آجائے گی؟"

"میں ابھی دوسرے ڈاکٹروں سے کنسلٹ کروں گا۔ ہم پوری کوششیں کریں گے۔ ایسی حالت میں اس کی یادداشت

بحال رہنی چاہیے۔"

آفریدی نے پوچھا "ایسی حالت میں؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"وہ ماں بننے والی ہے۔"

وان شی اور ماریہ نے خوشی سے پوچھا "سچ ڈاکٹر؟"

علی نے کہا "آج پہلی بار معلوم ہوا کہ کار کے ڈیش بورڈ سے بیوی کا سر ٹکراؤ تو وہ ماں بن جاتی ہے۔"

وہ سب قہقہے لگانے لگے۔ آفریدی نے علی سے کہا "یار مجھ سے ایک غلطی ہوگئی۔ کب تک میرا مذاق اڑاتے رہو گے؟"

"سر ٹکرانے کی غلطی ہوئی ہے یا باپ بننے کی؟"

اس بات پر پھر قہقہے پھوٹ پڑے۔ ماریہ نے کہا "ایسی خوش خبری سن کر مرد بڑے خوش ہوتے ہیں۔ عورتوں کے مسائل کو بھول جاتے ہیں۔ ڈاکٹر! یہ بتاؤ۔ ایسی حالت میں ماں بننے سے پرابلم پیدا ہوں گے؟"

وہ کچھ سوچتا ہوا بولا "ماں کے لیے پرابلمز نہیں ہوں گے۔ صحت اچھی رہی تو ڈیلیوری نارمل ہوگی لیکن ماں کی یادداشت کا اثر بچے پر پڑسکتا ہے۔ وہ بچہ نو ماہ تک ایسی ماں کے خون میں پرورش پاتا رہے گا۔ جو خود کو نہیں پہچان رہی ہے۔"

ان سب کو چپ سی لگ گئی۔ ڈاکٹر نے کہا "میں کہہ چکا ہوں اس سلسلے میں ڈاکٹروں سے کنسلٹ کروں گا۔ تم لوگوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ تمہیں میڈیکل رپورٹ ملتی رہے گی۔"

وہ سب اسپتال سے واپس آگئے۔ وان شی نے کہا "آفریدی بہت پریشان ہے۔ اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

وہ سب آفریدی کے بنگلے میں آگئے۔ اس نے علی اور احمد زبیری کو دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا وہ خیال خوانی کرنا بھی بھول گئی ہوگی؟"

ان سب نے اسے چونک کر دیکھا پھر علی نے کہا "ہم بھی عجیب ہیں ڈاکٹر سے اس کے بارے میں پوچھتے رہے۔ جبکہ اس کے دماغ میں جاکر بھی بہت کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔"

ان سب نے بیک وقت خیال خوانی کی پرواز کی پھر للی کے دماغ میں پہنچ گئے۔ وہ اپنے بارے میں بار بار سوچ رہی تھی۔ "میں کون ہوں؟ اب سے پہلے کہاں تھی؟ وہ جوان محبت سے میرا ہاتھ پکڑ کر بول رہا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ چھڑالیا تھا۔ کیا میں سچ مچ اس کی بیوی ہوں؟"

آفریدی نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے اس جوان کی آواز کو اور لب و لہجے کو یاد کرکے خیال خوانی کی پرواز کرنی چاہیے۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرسکوں گی کہ وہ میرا کون ہے؟"

وہ حیرانی سے سوچنے لگی "خیال خوانی؟ یہ خیال خوانی کیا ہوتی ہے۔"

علی نے کہا "جب یہ خود کو نہیں پہچان رہی ہے تو اسے خیال خوانی کیسے یاد رہے گی؟ ہم سب بیک وقت اس کے دماغ کو گرفت میں لے کر اس سے خیال خوانی کی پرواز کراسکتے ہیں۔ یہ ایک تجربہ ہوگا۔"

ماریہ نے کہا "یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ آؤ ہم سب اس کے دماغ پر قبضہ جمائیں۔ ہم پہلے اسے آفریدی کا لب و لہجہ یاد کرائیں گے۔"

وہ سب اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے آفریدی کی آواز اور لب و لہجہ سنانے لگے۔ اسے یہ سب کچھ یاد کرتے رہنے کی طرف مائل کرنے لگے۔ وہ بار بار آفریدی کے لب و لہجے میں بول رہے تھے۔ وہ بھی بولنے لگی۔ آفریدی کو تصور میں دیکھنے لگی۔

اس کے یادداشت سے محروم ذہن میں آفریدی کا لب و لہجہ بھی تھا۔ اس کا تصور بھی تھا۔ وہ ان سب کی مدد سے لب و لہجے کو گرفت میں لے رہی تھی پھر ایسے ہی وقت وہ اچانک آفریدی کے اندر پہنچ گئی۔

وہ خوش ہو کر بولا "للی! تم میرے دماغ میں آئی ہو۔ میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کررہا ہوں۔ تم میری سوچ کی لہروں کو سن رہی ہو۔ مجھے پہچانو میں تمہارا لائف پارٹنر ہوں۔"

وہ خیال خوانی جاری نہ رکھ سکی۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ "یہ کیا ہورہا ہے؟ میں اس کے اندر کیسے پہنچ گئی تھی؟"

اس کی سوچ میں کہا گیا۔ "میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ یہ بھول رہی ہوں کہ ٹیلی پیتھی کیا ہوتی ہے لیکن مجھے خیال خوانی کی عادت ہے۔ اس لیے میں بے اختیار اس جوان کے بارے میں سوچتے سوچتے اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔"

وہ اپنے طور پر سوچنے لگی۔ "کیا میں کسی کے بھی دماغ میں پہنچ سکتی ہوں۔"

وان شی نے اس کی سوچ میں کہا "ہاں میں جس کے دماغ میں چاہوں پہنچ سکتی ہوں۔"

وہ تصور میں ڈاکٹر کو دیکھنے لگی۔ علی نے کہا "یہ ڈاکٹر کے

دماغ میں جانا چاہتی ہے۔ اسے ڈاکٹر کا لب ولہجہ یاد کراؤ۔"

اسے بے ہوشی سے پہلے کی باتیں یاد نہیں تھیں۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے ڈاکٹر کو' نرس کو اور آفریدی کو دیکھا تھا۔ وہ تینوں اس کے ذہن میں پوری طرح محفوظ تھے۔ اسے ڈاکٹر کا لب ولہجہ اچھی طرح یاد تھا۔ ان سب نے پھر ایک بار لب ولہجے کو گرفت میں لینا اور پرواز کرنا سکھایا تو وہ ڈاکٹر کے اندر پہنچ گئی۔ اسے مخاطب کیا "ڈاکٹر میں تمہارے پاس آئی ہوں۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

ڈاکٹر اپنے چیمبر میں تھا۔ اس نے حیرانی سے دروازے کی طرف دیکھا پھر بولا "للی! کیا تمہاری یادداشت واپس آگئی ہے؟ کیا تمہیں یاد آگیا ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

"ہاں ابھی میں ٹیلی پیتھی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ سوچتے سوچتے اس جوان کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ اب تمہارے پاس آگئی ہوں۔"

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ تمہاری یادداشت واپس آگئی ہے کیا تمہیں پچھلی تمام باتیں یاد آرہی ہیں؟"

وہ پریشان ہو کر بولی "نہیں۔ مجھے اپنے بارے میں کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ وہ جوان کہتا ہے کہ میں اس کی بیوی ہوں۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ کوئی مرد میرے جسم و جان کے مالک بننے کا دعویٰ کرے۔"

"للی! وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا ہے۔ ہم سب گواہ ہیں۔ تم اسے شوہر کی حیثیت سے قبول کرو۔"

"تمہاری اور دنیا والوں کی گواہی سے کیا ہوتا ہے؟ جب تک ذہن مائل نہیں ہوگا۔ میں اسے اپنے قریب بھی نہیں آنے دوں گی۔"

"ٹھیک ہے تم اپنے ذہن اور اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات تسلیم نہ کرو۔ رفتہ رفتہ خود حقائق کو تسلیم کرنے لگو گی۔ میں یہ سوچ کے پریشان ہو رہا تھا کہ کس طرح تمہاری یادداشت واپس لائی جاسکتی ہے اب تمہاری ٹیلی پیتھی ہی تمہارا علاج کرتی رہے گی۔"

احمد زبیری نے آفریدی سے کہا "تم بھی صبر کرو اور خیال خوانی کے ذریعے اس کی یادداشت واپس لانے کی کوششیں کرتے رہو۔ اسے جبراً اپنی طرف مائل نہ کرو۔ اسے خود ہی اپنی طرف آنے دو۔"

علی نے کہا "پتا نہیں وہ کب اس کی طرف مائل ہوگی؟ بے چارہ بیوی کے ہوتے ہوئے کنوارا رہے گا۔"

وہ سب اس بات پر ہنسنے لگے۔ آفریدی نے کہا "علی! تمہاری زندہ دلی اچھی لگ رہی ہے۔ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ جلد ہی اسے پچھلی زندگی یاد آجائے گی۔ وہ پھر میرے ساتھ زندگی گزارنے لگے گی۔"

اس نے شام کو جناب عبداللہ واسطی سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا "تم نے بروقت حاضر دماغی سے کام لے کر للی کو دشمنوں کے شکنجے سے نکالا ہے تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ وہ خیریت سے ہے اور تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کچھ پریشان ہو۔"

"آپ دل کی بات سمجھ لیتے ہیں۔ دو باتیں مجھے پریشان کر رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی یادداشت کب تک بحال ہوگی؟ اور کیا اس کی دماغی کمزوری کا اثر بچے پر پڑے گا؟"

"آئندہ کیا ہونے والا ہے یہ خدا بہتر جانتا ہے۔ ہمیں روحانی علوم سے کبھی کچھ معلوم ہوتا ہے۔ تب بھی ہم کسی کے سامنے زبان نہیں کھولتے ہیں۔"

وہ بولا "میں نے پہلے کبھی یہ نہیں سوچا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ اچھے حالات پیش آئیں یا برے حالات۔ میں تمام حالات کا سامنا کرتا ہوں لیکن زندگی میں پہلی بار ایک بچے کی خوشی مل رہی ہے۔ بس اس بچے کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کے لیے بے چین ہوگیا ہوں۔"

"معلوم کرکے کیا کرو گے۔ جو ہونے والا ہے کیا اسے بدل سکو گے؟ اپنی مستقل مزاجی اور جدوجہد سے تقدیر بدلی جاسکتی ہے۔ اگر خدا کو منظور ہو تو ورنہ تقدیر کا لکھا اٹل ہو تو کیا تم اسے بدل دو گے؟"

آفریدی نے سر جھکا لیا۔ آہستگی سے کہا "بے شک ہمیں پیش آنے والے بدترین حالات کا علم نہیں ہوتا۔ جب وہ پیش آتے ہیں تو ہم کسی نہ کسی طرح اس کا سامنا کرتے ہیں۔ میں آپ کی گفتگو سے اندازہ لگا رہا ہوں کہ کوئی غیر معمولی بات ہوسکتی ہے۔"

"جو ہونی ہے۔ وہ ہو کر رہتی ہے۔ تم اپنے فرائض کی طرف توجہ دو۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔ میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک ایک دشمن کو پہچانتا ہوں لیکن اس ادارے کے باہر اپنی روحانیت کو کام میں نہیں لاسکتا۔ ہم پر کچھ پابندیاں رہتی ہیں۔ اس ادارے سے باہر تم سب کو ان دشمنوں سے نمٹنا ہے۔"

"ہم ہمیشہ چوکنے رہتے ہیں۔ دشمنوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد اتنی تیزی سے بڑھتی جارہی ہے کہ اگر ہم دس مخالفین کو ان کے ارادوں میں ناکام بناتے ہیں۔ انہیں خاک میں ملاتے ہیں تو دس اور پیدا ہوجاتے ہیں۔"

"یہ تو ہوتا آرہا ہے۔ ہماری دنیا میں جتنے مرتے ہیں۔ ان سے زیادہ بچے پیدا ہوجاتے ہیں۔ دشمن اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے ادارے میں داخل ہو کر خیال خوانی کے قابل نہیں رہتا ہے۔ اس کے باوجود ایک دشمن یہاں پہنچا ہوا ہے۔ ہمارے ایک مکینک کے بھیس میں آیا ہے۔ یہاں کے ایک ایک شعبے میں جارہا ہے۔ وہاں کی اہم خفیہ مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔"

آفریدی نے پوچھا "کیا ابھی وہ اس ادارے میں موجود ہے؟"

"ہاں! وہ موجود ہے۔ شام کو اس ادارے سے باہر جانے والا ہے۔"

"اور آپ اسے جانے دیں گے؟"

"ہاں! فرانس میں بابا صاحب کا ادارہ ہے۔ وہاں بھی کتنے ہی دشمنوں نے چوری چھپے اندر آنے اور وہاں کے اہم راز معلوم کرنے کی حتی الامکان کوششیں کی ہیں اور ناکام ہوتے رہے ہیں۔ یہاں بھی دشمن ہی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ ایک دن وہ تھک ہار کر اپنی کوششوں سے باز آجائیں گے۔"

"وہ شخص کون ہے جو یہاں موجود ہے؟"

جناب عبداللہ واسطی نے آفریدی کو اس کے دماغ میں پہنچا دیا پھر کہا "اسے یہاں کچھ نہ کہنا۔ ادارے سے باہر جاکر بھی اس کے خیالات پڑھ سکو گے۔ وہ یوگا کا ماہر ہے لیکن تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکے گا۔ اب تم جاؤ میں مصروف رہوں گا۔"

وہ ان کے حجرے میں ان کے سامنے دو زانو بیٹھا ہوا تھا۔ ادب سے اٹھ کر انہیں سلام کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے خوش ہو کر کہا "جناب آپ نے مجھے یاد کیا ہے۔ میں حاضر ہوں۔ سمجھ گیا ہوں ضرور کوئی بات ہے۔"

انہوں نے کہا "ہاں یہاں کے حالات سنگین ہونے والے ہیں۔ ہمارے ادارے کے خلاف زبردست سازشیں ہو رہی ہیں اور یہ سازشیں رنگ لانے والی ہیں۔ تم سونیا کے ساتھ یہاں چلے آؤ۔"

میں نے پوچھا "کیا ہمیں وہاں روپوش رہنا ہوگا؟"

"نہیں اعلانیہ آؤ۔ دشمنوں پر کچھ دہشت طاری رہے گی۔"

میں نے سونیا سے کہا "تیار ہو جاؤ۔ ہمیں بیجنگ جانا ہے۔ وہاں ہمارے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف سازشیں زور پکڑ رہی ہیں۔ میں ایک طیارہ چارٹر..کرا رہا ہوں۔"

"میں چین کے اعلیٰ حکام کو اور فوج کے اعلیٰ افسران کو باری باری مخاطب کرنے لگا۔ ان سے کہنے لگا۔ میں آج کسی وقت وہاں پہنچنے والا ہوں۔ ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کے ذریعے میری آمد کے سلسلے میں خبریں نشر کی جاسکتی ہیں۔"

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر فرہاد! آپ کے یہاں سے جانے کے بعد ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے آپ کو یہاں خاموشی سے آکر روپوش رہنا چاہیے۔"

میں نے کہا "آپ میری فکر نہ کریں۔ میں دشمنوں سے سامنا کرنے آرہا ہوں۔ اس لیے منہ نہیں چھپاؤں گا۔"

میں نے ہانگ کانگ کے ایک اعلیٰ عہدے دار سے کہا "میں ابھی ایک طیارے سے بیجنگ جانے والا ہوں۔ سونیا میرے ساتھ ہوگی آپ ابھی میرے لیے ایک طیارہ مخصوص کریں۔"

اس عہدے دار نے کہا "میں ابھی بیجنگ سرکار سے رابطہ کرتا ہوں انہیں اعتراض نہیں ہوگا تو آپ کے لیے ایک طیارہ یہاں کے رن وے پر پہنچا دیا جائے گا۔"

میں نے ایک خاص ماتحت کو اس عہدے دار کے اندر پہنچایا پھر کہا "دیکھتے رہو یہ کیا کر رہا ہے۔ جب طیارہ رن وے پر پہنچ جائے تو وہاں کے انجینئروں کے دماغوں پر قبضہ جماؤ پھر اس طیارے کو اچھی طرح چیک کرو۔ میں تمہاری میڈم کے ساتھ بیجنگ جا رہا ہوں۔"

سونیا گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ بیجنگ پہنچنے سے پہلے ہر پہلو پر غور کر رہی تھی کہ وہاں کتنے ممالک کے خیال خوانی کرنے والے دشمن ہوں گے ان میں سے کوئی ہمارے ادارے کے اندر کبھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس کے باوجود وہ کیسی سازشیں کر رہے ہوں گے؟

دنیا کے کئی ممالک سے چین کے سفارتی تعلقات تھے۔ ان تعلقات کی بنا پر وہاں کے سماجی' سیاسی اور فوجی اداروں سے تعلق رکھنے والے افراد چین کے مختلف شہروں میں آتے تھے ان میں سیاح بھی ہوتے تھے اور پریس سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی ہوا کرتے تھے۔

انہیں دیکھ کر یہ سمجھنا مشکل ہوتا تھا کہ ان کے اندر کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن چھپے ہوئے ہیں۔ جناب عبداللہ واسطی نے آفریدی کو جس شخص کے اندر پہنچایا تھا۔

وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کا ایک جاسوس تھا۔ اس کا نام جیری اسکاٹ تھا۔ عام طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والے خود جسمانی طور پر کہیں نہیں جاتے۔ جہاں جانا مقصود ہوتا ہے۔ وہاں اپنے آلہ کار پہنچا دیتے ہیں۔ چین میں ایسے جاسوس تھے جو اپنے ملکوں سے خود وہاں آئے تھے۔ امریکا اور اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ وہ چین میں متحد ہو کر کام کریں گے۔

چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ملکوں سے باہر نہیں جاتے تھے۔ اب یہی صورت رہ گئی تھی کہ چین میں آکر ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچا جائے۔ ان کے ذریعے ٹرانسفارمر مشین کا سراغ لگایا جائے۔ وہ مشین کو تباہ کرنا چاہتے تھے اور چینی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد کم کرنا چاہتے تھے۔

ان کا دوسرا اہم منصوبہ یہ تھا کہ وہاں بابا صاحب کے ادارے کو ختم کیا جائے۔ بابا صاحب کے ادارے سے ان کی پرانی دشمنی تھی۔ انہوں نے اس ادارے کو تعلیم، ہنرمندی اور تربیت کے اعتبار سے بے مثال پایا تھا۔ میرے اور میری فیملی کے افراد کے علاوہ اس ادارے سے تعلق رکھنے والے بے شمار افراد نے ساری دنیا میں شہرت حاصل کی تھی۔

دشمنی کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ چین نے ہمارے ادارے کے تعاون سے ٹرانسفارمر مشین تیار کی تھی۔ چین پہلے ہی سپرپاور بن رہا تھا۔ ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے باعث اب اس کے سپرپاور ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا۔

جیری اسکاٹ نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے کے اندر داخل ہو کر وہاں کے اہم راز چرا کر لائے گا۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبر فور نے کہا "یہ اتنا ہی آسان ہوتا تو اب سے برسوں پہلے ہمارے باپ دادا اس ادارے کو تباہ کر چکے ہوتے لیکن وہ ٹیلی پیتھی جاننے کے باوجود وہاں کے اہم راز معلوم کرنے میں ناکام ہوتے رہے تھے۔"

جیری اسکاٹ نے کہا "تم امریکی لوگ ایک جگہ بیٹھے ہی بیٹھے کامیابیاں حاصل کرنا چاہتے ہو۔ پتا نہیں تم انڈر گراؤنڈ سیل میں کہاں چھپے رہتے ہو؟ مرد بنو میری طرح میدان میں آؤ اور دیکھو کہ کس طرح دشمنوں کے خفیہ اڈوں میں ہم اسکاٹ لینڈ کے جاسوس گھس جاتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر کامیابیاں اور شہرت حاصل کرتے رہتے ہیں۔"

"مجھے روپوشی کا طعنہ نہ دو۔ اگر تم بابا صاحب کے ادارے میں گھس کر اہم راز چرا لاؤ گے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی انڈر گراؤنڈ سیل سے نکل کر بابا صاحب کے ادارے میں سرنگ بناتا چلا جاؤں گا۔"

"ایسی باتیں نہ کرو ہم اچھی طرح جانتے ہیں تم دس ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی اس خفیہ تہ خانے سے نہیں نکل سکو گے۔"

"اور میں بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم بابا صاحب کے ادارے سے اہم راز چرا کر کبھی نہیں لا سکو گے۔ تم جس طرح ناممکن کو ممکن بنانے کا دعویٰ کر رہے ہو۔ اسی طرح میں اس تہ خانے سے باہر آنے کا دعویٰ کر رہا ہوں۔"

جیری اسکاٹ ناممکن کو ممکن بنانے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں گیا تھا۔ اس نے بہترین پلاننگ پر عمل کرتے ہوئے اس ادارے کے ایک انجینئر کو ٹریپ کیا تھا۔ اسے ایک جگہ قیدی بنا کر اس کے بھیس میں وہاں پہنچا تھا۔ وہاں کے چند اہم شعبوں میں جا کر وہاں کی مصروفیات آنکھوں سے دیکھتا رہا تھا۔ اس نے ایک سگریٹ لائٹر سائز کے کیمرے سے کئی جگہ کی مائیکرو فلمیں اتاری تھیں۔ کچھ اہم نقشے اور اہم دستاویزات کی بھی فلمیں بنائی تھیں۔ اپنی توقع سے بھی زیادہ کامیابی حاصل کی تھی۔ اس دوران میں اس نے یہ محسوس کیا تھا کہ وہ وہاں خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔

اس نے وہاں سے اپنے ایک ساتھی کے دماغ میں پہنچنا چاہا تھا مگر ناکام رہا تھا۔ اس نے اس بات کو اہمیت نہیں دی۔ وہ جانتا تھا کہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ بھی پہلے ایسا ہو چکا ہے اس کے اطمینان کے لیے یہ بہت تھا کہ وہ کسی روک ٹوک کے بغیر وہاں سے بڑی اہم معلومات حاصل کر رہا تھا۔

جب وہ شام کو ادارے سے باہر آیا تو اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی اور امریکی نمبر فور کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے منتظر تھے۔ آفریدی اس کے دماغ میں گھسا ہوا تھا۔ وہ بڑے فخر سے بولا "ہم اسکاٹ لینڈ یارڈ والے ہیں۔ ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔ میں نے ایسے ایسے اہم رازوں کی مائیکرو فلم تیار کی ہے جن کے بارے میں کبھی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ ان رازوں تک پہنچنا تو دور کی بات ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے بابا صاحب کے ادارے کو اندر سے دیکھا ہے۔"

امریکی نمبر فور نے کہا "کیا ہمیں نہیں بتاؤ گے کہ تم نے کیا دیکھا ہے؟ اور وہ مائیکرو فلمیں کہاں ہیں؟"

"وہ سب میرے پاس محفوظ ہیں۔ میں انہیں اسکاٹ لینڈ پہنچاؤں گا۔ آج تک اتنی بڑی کامیابی کسی نے حاصل نہیں کی ہوگی۔"

نمبر فور نے کہا "ہمارے درمیان معاہدہ ہوا ہے کہ ہم متحد رہ کر یہاں کام کریں گے۔ تم معاہدے کے مطابق ہمیں بھی مائیکرو فلم کی کاپیاں دو گے اور وہاں کے حالات بتاؤ گے۔"

اس نے کہا "ہمارے درمیان معاہدہ ہوا ہے کہ ہم یہاں کی ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کریں گے اور چینی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا خاتمہ کریں گے۔ یہ سب کچھ ہم اپنے اپنے طور پر کریں گے۔ اس جدوجہد کے دوران میں ضرورت کے وقت ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔ ایک دوسرے کی مصیبتوں میں کام آئیں گے۔ یہ معاہدہ ہرگز نہیں کیا گیا ہے کہ ہم جو کچھ حاصل کرتے رہیں گے اسے تمہارے حوالے کرتے رہیں گے۔"

"تم باتیں بنا کر اپنے معاہدے سے پھر رہے ہو۔ کیا ہم سے الگ ہونا چاہتے ہو؟ اگر ہمارا اتحاد ٹوٹے گا تو صرف ہمیں نہیں تمہیں بھی نقصان پہنچے گا۔ اسے دھمکی نہ سمجھو یہ ایک حقیقت ہے۔"

"اور تم فضول جھگڑا نہ کرو۔ ہمیں یہ معاملہ اپنے اکابرین کے سامنے رکھنا چاہیے پھر وہ جو حکم دیں گے ہم ان پر عمل کریں گے۔"

جیری اسکاٹ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل کے ایک کمرے میں آگیا۔ اس نے جیب سے اس سگریٹ لائٹر کو نکالا جو دراصل ایک کیمرا تھا۔ اس نے اس لائٹر کو کھول کر مائیکرو فلم کا رول نکالا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اندر فلم نہیں ہے۔ صرف اس کا خول رکھا ہوا ہے۔

وہ دیدے پھاڑ پھاڑ کر اس کیمرے اور اس خول کو دیکھنے لگا۔ اس نے اس کیمرے کو اس ادارے کے اندر نہیں کھولا تھا۔ اسے اپنے لباس کی اندرونی جیب میں چھپا کر رکھا تھا۔ کسی نے یہاں تک اس کیمرے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا اس کے باوجود اس کے اندر سے مائیکرو فلم کا رول غائب ہو گیا تھا۔ یہ تو کوئی جادوئی عمل لگ رہا تھا۔

اسے اپنے اندر کمانڈر ہائیڈ کی آواز سنائی دی "ہیلو جیری اسکاٹ! ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ ایک امریکی افسر کہہ رہا تھا کہ تم بابا صاحب کے ادارے میں گھس کر وہاں کے اہم رازوں کو مائیکرو فلموں میں محفوظ کر لیا ہے۔ وہ امریکی اس بات سے ناراض ہو رہے ہیں کہ تم نے انہیں مائیکرو فلم کی دوسری کاپیاں دینے سے انکار کیا ہے یہ تم نے اچھا کیا۔ میں ان لوگوں سے نمٹ لوں گا۔ تم ابھی مجھے ان رازوں کی نوعیت بتاؤ۔"

"سر! میں کیا بتاؤں۔ میں نے اس کیمرے سے بڑے اہم رازوں کی فلمیں اتاری تھیں۔ اس کیمرے کو اپنے لباس کی اندرونی جیب میں چھپا کر رکھا تھا۔ یہاں تک نہ کوئی میرے قریب آیا تھا اور نہ ہی کسی نے میرے لباس کو ہاتھ لگایا تھا۔ میں حیران ہوں۔ وہ مائیکرو فلمیں کس طرح غائب ہو گئی ہیں۔ فلموں کا یہ خول میرے ہاتھ میں رہ گیا ہے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہم تو تمہاری کامیابی کی اطلاع پا کر خوش ہو رہے تھے۔ تم تو بری طرح مایوس کر رہے ہو۔"

"سر! میں پورے ہوش و حواس کے ساتھ کامیاب ہو کر ادارے سے باہر آیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کا وہ سربراہ عبداللہ واسطی کوئی جادوگر ہے۔ اس نے جادو سے میری مائیکرو فلم غائب کی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ ہم عملی زندگی گزارنے والے جادو پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ تم نے وہاں آنکھوں سے جو کچھ دیکھا ہے وہ تو تمہیں یاد ہے۔ مجھے وہاں کے بارے میں تفصیل سے ایک ایک بات بتاؤ۔"

"میں اس ادارے کے ایک انجینئر کے بھیس میں گیا تھا۔ کسی نے مجھ پر شبہ نہیں کیا تھا۔ میں سب سے پہلے وہاں کے ریکارڈ روم میں گیا تھا۔ وہاں میں نے دیکھا۔ میں نے دیکھا پھر... میں نے دیکھا۔"

کمانڈر ہائیڈ نے ڈانٹ کر کہا "کیا دیکھا۔ آگے بولو۔"

"سر! میں نے وہاں بہت کچھ دیکھا تھا۔ وہی یاد کر رہا ہوں۔ کیا دیکھا تھا؟"

"کیا تمہاری یادداشت اتنی کمزور ہو گئی ہے۔ چند گھنٹے پہلے دیکھی ہوئی چیزوں کو بھول گئے ہو۔"

"سر آپ جانتے ہیں۔ میری یادداشت بہت اچھی ہے۔ آپ میرے خیالات پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ میں یاد کر رہا ہوں تو مجھے یاد آ رہا ہے۔ جیسے اس ریکارڈ روم میں طرح طرح کے کھلونے رکھے ہوئے تھے۔"

کمانڈر ہائیڈ نے حیرانی سے کہا "واقعی تمہارے خیالات پڑھنے سے ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے تم نے وہاں کھلونے ہی کھلونے دیکھے تھے۔ تم کسی دوسرے شعبے میں بھی گئے تھے۔ وہاں کے بارے میں یاد کر کے بتاؤ۔"

وہ سوچنے لگا۔ اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں کہاں گیا

تھا۔ کمانڈر ہائیڈ اس کے خیالات پڑھ کر بولا "ہمیں تسلیم کرلینا چاہیے کہ بابا صاحب کے ادارے میں جاسوسی نہیں ہوسکتی۔ وہاں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے مخالفین کو ان کے ارادوں میں ناکام بنادیا جاتا ہے۔"

اس نے امریکی اعلیٰ افسر سے کہا "آپ حضرات ... خوانخواہ ناراض ہورہے تھے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے جاسوس جیری اسکاٹ نے کوئی کامیابی حاصل نہیں کی ہے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے سے ناکام آیا ہے۔ اس کے پاس کوئی مائیکرو فلم نہیں ہے۔"

امریکی اعلیٰ افسر نے کہا "اب تو تم یہی کہو گے۔ جیری اسکاٹ نے مائیکرو فلم دینے سے انکار کیا۔ تم اس سے دو ہاتھ آگے ہو۔ مائیکرو فلم ہی کو غائب کررہے ہو۔"

"تم یقین کرو۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔"

"یقین نہ دلاؤ۔ وہ مائیکرو فلمیں اپنے ہی پاس رکھو۔ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دو تنظیمیں کبھی متحد نہیں رہ سکتیں۔ ہم بابا صاحب کے ادارے کے خلاف سازشوں میں کامیاب ہونے والے ہیں۔ ایسے وقت تم نے خودغرضی دکھائی ہے۔"

"جیری اسکاٹ کی حماقت سے تمہارے دلوں میں جو غلط فہمی پیدا ہورہی ہے۔ میں اسے دور نہیں کرسکوں گا۔ ہم سے اتحاد نہ رکھو ہم چین میں تمہارے تعاون کے محتاج نہیں ہیں۔"

آفریدی بڑی دیر سے جیری اسکاٹ کے اندر رہ کر ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کررہا تھا۔ وان شی اور علی نے آکر کہا "اکیلے بیٹھے کیا کررہے ہو؟"

وہ انہیں اسکاٹ لینڈ یارڈ اور امریکا کے اتحاد بننے اور بگڑنے کے بارے میں بتانے لگا "یہ لوگ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف بڑی گہری سازشوں میں مصروف ہیں۔"

وان شی نے کہا "ہماری چینی انٹیلی جنس کے جاسوس یہ رپورٹ پیش کررہے ہیں کہ یہ لوگ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف نہیں ہیں۔ یہ ہماری ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ ہمارے دو چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے ہیں۔ ظاہر ہے وہ بے چارے انہی کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔"

آفریدی نے کہا "وان شی! میں ابھی جیری اسکاٹ کے خیالات پڑھتا رہا ہوں۔ اس کا سربراہ کمانڈر ہائیڈ اس کے اندر آکر امریکا سے ہونے والے اتحاد کی بات کررہا تھا۔ انہوں نے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف یہ اتحاد قائم کیا تھا۔ تمہیں یقین نہ ہو تو ابھی جیری اسکاٹ کے اندر جاکر اس کے خیالات پڑھو۔ تمہیں حقیقت معلوم ہوجائے گی۔"

وہ بولی "صرف ایک جیری اسکاٹ کے خیالات پڑھنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں یہاں کے اہم شعبوں کے چینی عہدے داروں کے خیالات پڑھتی رہتی ہوں۔ وہ سب جناب عبداللہ واسطی سے اور بابا صاحب کے ادارے سے بے حد متاثر ہیں۔ وہ اسلام قبول کررہے ہیں۔ اپنے جوان بچوں کو بابا صاحب کے ادارے میں تعلیم و تربیت کے لیے بھیج رہے ہیں۔ ان عہدے داروں کے چور خیالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس قدر جناب عبداللہ واسطی سے محبت کرتے ہیں۔ اسی قدر اپنے چینی حکمرانوں سے بیزار ہیں۔ ہمارے لوگوں میں ایسی تبدیلیاں کیوں آرہی ہیں؟"

علی نے کہا "وان شی! میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ہم میں سے کسی نے ان عہدے داروں کو جناب عبداللہ واسطی کی طرف مائل نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کے دلوں میں چینی حکمرانوں کے خلاف نفرت پیدا کررہے ہیں۔ ذرا سوچو ہم ایسا کیوں کریں گے۔ ہم تو تمہارے ملک کی بہتری چاہتے ہیں۔ ہم یہاں رہ کر تمہارے ملک کی اور تمہاری قوم کی خدمت کررہے ہیں۔"

وان شی نے کہا "میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔ میں بھی بابا صاحب کے ادارے کی طالبہ ہوں لیکن اس سے پہلے اپنی انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کی جاسوس ہوں۔"

علی نے کہا "تم ادارے کے اندر دن رات آتی جاتی رہی ہو مجھ سے ٹریننگ حاصل کرتی رہی ہو۔ کیا تم نے ایسی کوئی سرگرمی دیکھی ہے۔ جو تمہارے ملک کے خلاف ہو؟"

"مسجدوں، مندروں، گرجاؤں اور بڑے بڑے مذہبی اداروں کے پس پردہ سیاسی چالیں چلی جاتی ہیں۔ میں اس سلسلے میں بحث نہیں کروں گی حکومت کے خلاف کون سازشیں کررہا ہے اور کون نہیں کررہا ہے۔ اس کا فیصلہ ہمارے اکابرین کرنے والے ہیں۔"

علی نے کہا "اچھی بات ہے۔ میری مما اور پاپا صحیح وقت پر یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہ تم لوگوں کی غلط فہمیاں دور کردیں گے۔"

میں سونیا کے ساتھ وہاں پہنچا تو چینی آرمی کے اعلیٰ افسران ہمارے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں لے گئے۔ وہاں شاندار ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کھانے کے دوران کہا "ہمیں ایسی رپورٹس مل رہی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ہم حیران و پریشان ہیں۔ اچھا ہوا آپ آگئے۔"

میں نے پوچھا "ایسی کیا بات ہے کہ آپ پریشان ہورہے ہیں؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے یہاں کے اہم شعبوں کے اہم عہدے داروں کے خیالات پڑھے ہیں۔ ان کے خیالات سے پتا چل رہا ہے کہ وہ اپنے ملک کے موجودہ حکمرانوں سے بیزار ہیں۔ وہ اپنے بدھ مذہب سے بھی بیزار ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا ہے اور یہ سوچتے ہیں کہ جناب عبداللہ واسطی کو اس ملک کا حکمران بننا چاہیے۔"

سونیا نے کہا "اگر ان کے دماغوں میں ایسی باتیں پک رہی ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں نے ان عہدے داروں کے دماغوں کو متاثر کیا ہے اور تنویمی عمل کے ذریعے اپنے ہی حکمرانوں کے خلاف انہیں متنفر کررہے ہیں۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "بے شک ہمارے دشمن ایسا کرسکتے ہیں لیکن آپ دوسرے پہلو کو نظرانداز کررہی ہیں۔ وہ تمام دشمن بابا صاحب کے ادارے کے خلاف ہیں۔ ہم سے ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم نے یہاں یہ ادارہ قائم کرنے کی اجازت دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اگر انہوں نے ہمارے ان عہدے داروں پر تنویمی عمل کیا ہے تو ان عہدے داروں کے اندر اس ادارے سے محبت کیوں پیدا کریں گے؟ وہ تو اس ادارے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تو ان عہدے داروں کے اندر بھی اس ادارے سے نفرت پیدا کرائیں گے۔ جبکہ نفرت ہم سے پیدا کی جارہی ہے اور محبت ان سے۔"

میں نے پوچھا "آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ خدانخواستہ ہم مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے بدھ مذہب کے خلاف ہیں اور چینی حکمرانوں کے خلاف بیزاری پیدا کررہے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم کسی ثبوت کے بغیر مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو الزام نہیں دیں گے۔ ہم اس پہلو پر بھی غور کررہے ہیں کہ دشمن دوغلی چالیں چل سکتے ہیں۔ جناب عبداللہ واسطی اور بابا صاحب کے ادارے کو بدنام کرنے کے لیے تنویمی عمل کے ذریعے ہمارے اہم عہدے داروں کے اندر ایسی باتیں پیدا کرسکتے ہیں۔ جنہیں سن کر ہم آپ کے خلاف سوچنے پر مجبور ہوجائیں۔"

ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ بہت بڑی غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے۔ آپ کسی طرح بھی ٹھوس دلائل اور ثبوت کے ساتھ اس غلط فہمی کو دور کریں۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے۔ میں یہاں کے تمام حالات کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد یہ سمجھ لوں گا کہ دشمن ہم پر کیسی چال بازیوں سے حملے کررہے ہیں۔ ہمارے درمیان جو غلط فہمی ہے اسے کسی طرح دور کروں گا۔"

ڈنر کے بعد میں سونیا کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کے باہر ایک گیسٹ ہاؤس میں آگیا۔ سونیا نے کہا "اس بار دشمنوں نے ہمارے خلاف زبردست چال چلی ہے۔ ویسے یہ چینی حکام اور اعلیٰ افسران کچے ذہن کے مالک ہیں۔ دشمنوں کی چال میں آرہے ہیں۔ ہمیں کچھ کرنا ہی ہوگا۔"

میں تھکے ہوئے انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا "ہاں کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔"

○☆○

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبر آٹھ کو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ ثانی نیویارک میں ہے۔ نمبر آٹھ کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ماتحت سڈنی تھا۔ اس کی محبوبہ کا نام کرسٹی تھا۔ ثانی نے کرسٹی کو پہلے اپنی ڈمی بنایا تھا۔ اس وقت وہ نہیں جانتی تھی کہ کرسٹی اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سڈنی کی محبوبہ ہے اور معمول بھی ہے۔ اس طرح ان امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں ثانی کی موجودگی کا علم ہوگیا تھا۔ بعد میں ثانی نے نمبر آٹھ کو مارلی کے قلعے میں پہنچا دیا تھا۔ نمبر آٹھ نے اپنے سربراہ مسٹر بلیک سے کہا "اگرچہ ثانی کے ذریعے مجھے قلعے کے اندر پہنچنے میں کامیابی ہوئی ہے۔ تاہم یہ سوچنا اور سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمارے ملک میں کیا کررہی ہے۔"

مسٹر بلیک نے کہا "بعض اوقات سونیا اور فرہاد کی ہیرا پھیری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ انہوں نے وہ قلعہ کیوں چھوڑ دیا ہے؟ نیویارک میں ایک ڈمی مارلی کیوں بنائی ہے؟ پھر یہ کہ وہ اپنی بہو ثانی وغیرہ کے ذریعے دوسروں کو اس قلعے میں کیوں پہنچا رہے ہیں؟"

نمبر آٹھ نے کہا "اس قلعے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھیڑ دیکھ کر یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ فرہاد نے میری طرح ان سب کو بھی اس قلعے میں پہنچایا ہے۔ پہلے وہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا اور اب انہوں نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے اس قلعے کو میدانِ جنگ بنادیا ہے تمہیں وہاں

محتاط رہنا چاہیے۔"

"میں خیال خوانی کے ذریعے اس قلعے میں جاکر بہت محتاط رہتا ہوں۔ آپ ثانی کو کسی طرح بھی نیویارک میں ٹریپ کریں۔ وہ یقیناً ہمارے انڈر گراؤنڈ سیل کا سراغ لگانے آئی ہے۔"

مسٹر بلیک نے خیال خوانی کے ذریعے آرمی کے افسران کو ہدایات دیں کہ وہ پورے نیویارک کی ناکا بندی کریں۔ ثانی کا حلیہ اور قدو قامت نشر کریں۔ وہ کسی بہروپ میں ہوگی لیکن قدو قامت اور جسامت کے ذریعے پہچانی جاسکتی ہے۔ جس پر بھی شبہ ہو اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی اصلیت معلوم کی جائے۔"

ویسے انہوں نے ناکا بندی کرانے میں دیر کی تھی۔ ثانی بہت پہلے ہی نیویارک چھوڑ چکی تھی۔ وہ نادان نہیں تھی۔ جیسے ہی اسے پتا چلا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں اس کی موجودگی کو سمجھ گئے ہیں۔ اسی وقت اس نے وہ شہر چھوڑ دیا تھا۔ کینیڈا آگئی تھی۔ وہاں ایک اپارٹمنٹ کرائے پر حاصل کرکے رہنے لگی تھی۔

وہ حسین تھی' جوان تھی۔ اسے تنہا دیکھ کر دشمن اس پر شبہ کرسکتے تھے۔ ان کے شبے سے بالاتر رہنے کے لیے اس نے کینیڈا پہنچتے ہی ایک ایسے شخص کو ٹریپ کیا تھا جس کے دو بچے تھے۔ بیوی نہیں تھی۔ اس نے اس شخص پر اور اس کے بچوں پر تنویمی عمل کرکے یہ باتیں نقش کی تھیں کہ وہ اس شخص کی بیوی اور ان بچوں کی ماں ہے۔

وہ ایسا کرنے کے بعد کرائے کا اپارٹمنٹ چھوڑ کر اس شخص کے بنگلے میں آگئی تھی۔ وہاں رہ کر خیال خوانی کے ذریعے امریکی آرمی کے اعلیٰ افسران تک پہنچتی رہتی تھی۔ جو افسران یوگا کے ماہر تھے ان کی نگرانی ایسے افسران کے ذریعے کرتی تھی جو ان کے ساتھ رہتے تھے اور یوگا کے ماہر نہیں تھے۔

وہ واشنگٹن اور شکاگو کے آرمی انٹیلی جنس میں کتنے ہی اہم افراد کو اپنا آلہ کار بناتی رہی اور یوگا جاننے والے افسران کی نگرانی ان کے ذریعے کرتی رہی۔

وہاں پڑوس میں ایک شخص اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا وہ جوان اور قد آور تھا۔ باڈی بلڈر تھا۔ اس کی بیوی کی عمر کچھ زیادہ تھی۔ ایک صبح ثانی جوگنگ کرتی جارہی تھی۔ اس باڈی بلڈر نے جوگنگ کرتے ہوئے اس کے قریب آکر کہا "تم بہت ینگ اور اسمارٹ ہو۔ مگر تمہارا شوہر بوڑھا ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی "تم بھی ینگ اور اسمارٹ ہو مگر تمہاری بیوی بوڑھی دکھائی دیتی ہے۔ قصہ کیا ہے؟ کیا وہ بہت دولت مند ہے؟"

"ہاں یہی سمجھو۔ میں نے دولت کی خاطر اس سے شادی کی ہے۔ ویسے تم دو بچوں کی ماں نہیں لگتی ہو۔ سچ بتاؤ کیا وہ دونوں بچے تمہارے ہیں؟"

"نہیں میری سوکن کے ہیں۔ وہ مرچکی ہے۔ یہ بچے مجھے اپنی ماں سمجھتے ہیں۔"

"کیا ہماری دوستی ہوسکتی ہے؟ میں اپنی بڑھیا سے بیزار ہوگیا ہوں تم بھی یقیناً اس بڈھے سے اکتا گئی ہوگی۔ ہم جوان ہیں۔ ہمیں کہیں رات گزارنی چاہیے۔"

وہ مسکرا کر بولی "ہاں تم ایسے ہو کہ تمہارے ساتھ رات گزاری جاسکتی ہے لیکن میرا بڈھا مجھے تنہا دن کے وقت کہیں جانے نہیں دیتا۔ میرے ساتھ لگا رہتا ہے۔ رات کو کبھی گھر سے نکلنے نہیں دیتا۔"

"اس بوڑھے کو نیند کی گولیاں کھلا دو۔ وہ صبح تک گہری نیند سوتا رہے گا۔ ہم صبح تک عیش کرتے رہیں گے۔"

"میں اسے خواب آور گولیاں نہیں کھلاؤں گی۔ وہ دل کا مریض ہے ایک گولی بھی کھائے گا تو ہمیشہ کے لیے سوتا رہ جائے گا۔"

"کیا تمہیں اس بوڑھے سے محبت ہے؟"

"اس سے محبت ہو یا نہ ہو۔ میں اس کی ہلاکت کا سبب نہیں بنوں گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں اسے نیند کی گولیوں کے بغیر ہی آرام سے سلادوں گا۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ دونوں بچے بھی سوتے رہیں گے میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔"

ثانی نے حیرانی سے پوچھا "تم اسے نیند کی کسی دوا کے بغیر کیسے سلاؤ گے؟"

"یہ نہ پوچھو۔ تمہیں حاصل کرنے کے لیے میں جادوگر بن جاؤں گا۔"

"مذاق نہ کرو۔ میں جادو کو نہیں مانتی ہوں۔ پہلے مجھے یقین دلاؤ کہ واقعی وہ سوتا رہے گا تو میں رات کو تمہیں اپنے بنگلے میں آنے کی اجازت دوں گی۔"

"آج رات تمہیں یقین ہوجائے گا۔ میں ایسے ہی وقت آؤں گا جب وہ گہری نیند میں ہوگا اور وہ ڈنر کے بعد دس بجے تک سوجائے گا۔"

ثانی نے اس کی باتوں سے اندازہ لگالیا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے آج رات اسے معلوم ہوسکتا تھا کہ اس کی اصلیت

کیا ہے۔ وہ جوگنگ کرتی ہوئی بولی "اچھا میں جارہی ہوں۔ بنگلے تک پہنچنے میں دیر ہوگی تو وہ بڈھا مجھ پر شبہ کرے گا۔"

اس باڈی بلڈر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا "پکی دوستی رات کو ہوگی۔ ابھی دوستی کی ابتدا کو کرتی جاؤ۔"

وہ اسے آغوش میں لے کر کس کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے خود کو چھڑاتے ہوئے کہا "سوری میں اپنے موڈ کے مطابق رومانس کرتی ہوں ابھی ایسا کوئی موڈ نہیں ہے۔ رات کا انتظار کرو۔"

وہ جوگنگ کرتے ہوئے جانے لگی۔ تب اس نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ وقت اور حالات کے مطابق ثانی جو بھیس بدلتی تھی اور جو لب ولہجہ اختیار کرتی تھی۔ اسی کے مطابق اس کے چور خیالات بدل جاتے تھے۔ کسی بھی خیال خوانی کرنے والے کو یہی معلوم ہوتا کہ اس کا نام لیزا ہے۔ وہ ایک بوڑھے کی بیوی اور دو سوتیلے بچوں کی ماں ہے۔

ثانی کو یقین ہوگیا کہ وہی باڈی بلڈر اس کے خیالات پڑھ رہا ہے۔ وہ انجان بن کر اسے خیالات پڑھنے کا موقع دیتی رہی۔ جب وہ اس کے دماغ سے چلا گیا تو وہ سوچنے لگی۔ یہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ شاید وہ بڑھیا اس کی بیوی نہیں ہے اور وہ بچے بھی اس کے نہیں ہیں۔ جس طرح اس نے ایک بوڑھے کو اپنا نمائشی شوہر بنایا ہے۔ شاید اس نے بھی اس بڑھیا کو اپنی نمائشی بیوی بنا کر رکھا ہے۔

اس نے بنگلے میں پہنچ کر جوس پیا۔ ہلکا سا ناشتا کیا پھر بچوں کو تیار کرکے ایک اسکول بس میں انہیں روانہ کردیا۔ اس بوڑھے نے کہا "تم بہت اچھی ہو۔ میرے بچوں کا بہت خیال رکھتی ہو۔"

وہ بولی "تم بھی بہت اچھے ہو۔ مجھے گھر کا کام کرنے نہیں دیتے کھانا خود پکاتے ہو۔ آج کیا پکا رہے ہو؟"

اس نے کہا "کل شام میں مچھلیاں لے کر آیا تھا۔ فریج میں رکھی ہوئی ہیں۔ آج میں تمہیں بہترین فرائی کی ہوئی مچھلیاں کھلاؤں گا۔"

وہ کچن کی طرف چلا گیا۔ ثانی اپنے بیڈ روم میں آکر ایک ایزی چیئر پر بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے پورس کے پاس پہنچ گئی پھر اسے مخاطب کیا "ہائے پورس کیسے ہو؟ کیا کررہے ہو؟"

"تعجب ہے یہ آفتاب مغرب سے کیسے نکل رہا ہے۔ بھئی تمہارا پارس مشرق میں ہے۔ تمہیں وہاں سے طلوع ہونا چاہیے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی "میں نے اپنے میاں کو ڈھیل دی ہوئی ہے۔ ابھی اپنے صاحب کو ڈسٹرب نہیں کروں گی۔ میں جانتی ہوں صاحب بہت اہم معاملے میں مصروف ہیں۔"

"تمہارا صاحب کسی کام کا نہیں ہے۔ جس انڈر گراؤنڈ سیل میں وہ ناکام رہا ہے۔ وہاں میں کامیاب ہورہا ہوں۔"

"اپنی کامیابی پر زیادہ غرور نہ دکھاؤ۔ مجھے پتا ہے۔ تم علینزا کے ساتھ جب چاہتے ہو انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچ جاتے ہو۔ تم نے نمبر تھری کو معمول بنالیا ہے۔ ایسی کامیابیاں تو میں چلتے پھرتے حاصل کرتی ہوں تم میرے پارس کا کیا مقابلہ کروگے۔ پہلے میرے مقابلے میں کامیاب ہوکر دکھاؤ۔"

پورس نے کہا "مجھے پتا ہے تم آج کل امریکا میں بھٹک رہی ہو۔ اللہ کرے بھٹکتی ہی رہو۔ کبھی انڈر گراؤنڈ سیل تک نہ پہنچو۔ میری دعا بڑی جلدی عرش تک پہنچتی ہے۔ تم دیکھ لینا پارس کی طرح تمہیں بھی ناکامی ہوگی۔ میں تم دونوں سے پہلے اس انڈر گراؤنڈ سیل کے دروازے تک پہنچ جاؤں گا اور اندر تو پہنچا ہی ہوا ہوں۔"

"میں تم سے تعاون حاصل کرنے آئی تھی۔ سوچا تھا تم مجھے بھی نمبر تھری کے اندر پہنچاؤ گے۔ میں بھی اپنے طور پر اس تہ خانے میں پہنچ کر کچھ کرتی رہوں گی لیکن تم نے میرے پارس کو کمتر کہا ہے۔ اب میں تمہیں اس سے کمتر ثابت کرکے رہوں گی۔"

"ارے میری پیاری بھابی جان۔ پارس کو برا کہتے ہی تم ناراض ہوجاتی ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ میرا سگا بھائی ہے۔ نہ وہ مجھ سے کمتر ہے۔ نہ میں کبھی اس سے کسی طرح کم رہتا ہوں۔"

"اب میں تمہیں کم کروں گی۔ چھ فٹ کے ہو تین فٹ کا بناؤں گی۔"

"ارے یہ کیا کہہ رہی ہو۔ میں تم سے ڈرتا نہیں ہوں مگر تم ضرور کوئی گھپلا کروگی۔ میری کامیابی کے راستے میں ضرور کوئی رکاوٹ پیدا کروگی۔ مجھے معاف کرو میری ماں۔"

"تمہاری کامیابی ہم سب کی کامیابی ہے۔ میں پاگل تو نہیں ہوں کہ تم سب کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کروں گی۔ میں تمہارے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کروں گی لیکن یہ چیلنج کرتی ہوں کہ تم سے پہلے مسٹر بلیک کی کھوپڑی میں پہنچوں گی۔ تم انڈر گراؤنڈ سیل میں بھٹکتے رہ جاؤ گے۔ اچھا اب میں جارہی ہوں۔"

"ٹھہرو! ابھی نہ جانا۔ میرے دماغ میں رہو۔"

وہ خیال خوانی کر کے پارس کے پاس پہنچا پھر بولا "تم نے کیسی واہیات لڑکی کو میری بھابی جان بنایا ہے۔ یہ محترمہ ابھی میرے دماغ میں گھسی ہوئی ہیں۔ نکالنا چاہتا ہوں نکلتی نہیں ہیں۔"

ثانی نے کہا "جھوٹے، مکار۔ مجھے دماغ میں رہنے کو کہا اور اب کہتے ہو کہ میں زبردستی یہاں ہوں۔"

پارس نے پوچھا "بات کیا ہے۔ تم دونوں کس بات پر جھگڑا کر رہے ہو۔"

پورس نے کہا "یہ میرے پاس آکر تمہارے خلاف زہر اگل رہی تھی۔ تم پر لعنت بھیج رہی تھی کہہ رہی تھی۔ جہاں تم ناکام ہوئے تھے وہاں میں کامیاب ہو رہا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ میری تعریفیں کر رہی تھی مگر تم جانتے ہو۔ میں تمہاری انسلٹ برداشت نہیں کرتا ہوں۔"

پارس نے کہا "ذرا کم بولو۔ تم کتنے سچے ہو یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ ثانی تم بولو کیا بات ہے؟"

"جیسا کہ تم جانتے ہو۔ میں امریکا میں ہوں۔ مجھے بابا صاحب کے ادارے سے اطلاع ملی کہ پورس اور علیزا نے انڈر گراؤنڈ سیل میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ میں اس کامیابی سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس سے تعاون حاصل کرنے کے لیے اس کے دماغ میں آئی تو اس کا دماغ ساتویں آسمان پر تھا۔ میں نے اسے چیلنج کیا ہے کہ میں اس سے پہلے مسٹر بلیک تک پہنچوں گی۔"

پارس نے کہا "پورس! سنبھل جاؤ۔ ثانی دوسری میڈم سونیا کہلاتی ہے۔ جب اس نے چیلنج کیا ہے تو یہ ہماری مما کی طرح تم سے آگے ہی رہے گی۔"

"یار تم تو جورو کے غلام نکلے۔ بھائی کو چھوڑ کر بیوی کے گن گا رہے ہو۔ چلو لگ گئی شرط اگر میں ثانی سے پہلے مسٹر بلیک تک پہنچ جاؤں تو تم کیا ہارو گے؟"

"ہارنا تمہیں ہے۔ یہ لکھ لو کہ ثانی مجھے ہارنے نہیں دے گی۔"

"کیوں ثانی کا قصیدہ پڑھ رہے ہو کوئی شرط لگاؤ۔"

"ٹھیک ہے اگر تم ہارو گے تو پورے ایک برس تک جو بھی حسین لڑکی ملتی رہے گی تو تم اسے بہن بناتے رہو گے۔"

"ارے واہ یہ بھی کوئی شرط ہے۔ کیا شریف لوگ کبھی ایسی شرط لگاتے ہیں۔ حسن اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ ہے۔ حسن کو حسن کی طرح پرکھنا چاہیے۔"

ثانی نے کہا "پارس! اسے اپنی شکست کا یقین ہو گیا ہے۔ یہ ڈر رہا ہے کہ ایک تو بازی ہارے گا اور اوپر سے لڑکیوں کو بہن بناتا رہے گا۔ بے چارہ دونوں طرف سے مارا جائے گا۔"

"اے ثانی! بکواس مت کرو۔ ہارو گی تم اور تمہارے میاں کو بھی یہی سزا پانی ہوگی۔"

ثانی نے کہا "ویسے تم دونوں بھائی بدمعاش ہو۔ تم لڑکیوں کے سوا کوئی دوسری بات نہیں جانتے۔ اب میں فیصلہ سناتی ہوں۔ تم میں سے جو بھی ہارے گا۔ وہ ساری عمر حسین لڑکیوں کو بہن بناتا رہے گا۔"

پورس نے کہا "مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ میرے بھائی پارس کو بہت نقصان پہنچے گا تم بہت مکار ہو۔ تم جان بوجھ کر بازی ہار جاؤ گی۔ تاکہ تمہارا پارس صرف تمہارا رہے اور دوسری لڑکیوں کو بہن بناتا رہے۔"

پارس نے کہا "تمہارے جیسے محبت کرنے والے بھائی اب اس دنیا میں نہیں ملتے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں ثانی کو ہارنے نہیں دوں گا۔ وہ جیت جائے گی اور تم ہار جاؤ گے تو مجھے ملنے والی سزا تمہیں ملتی رہے گی۔"

"بکواس مت کرو۔ تم میاں بیوی مجھے الّو نہیں بنا سکتے۔"

ثانی نے کہا "کیونکہ تم بنے بنائے ہو۔"

"اچھا زیادہ نہ بولو۔ ایک دوسرے کو چیلنج کرنے کی حماقت نہ کرو۔ ہمیں ایک دوسرے کے تعاون سے مسٹر بلیک تک پہنچنا ہے۔"

"اب سیدھے راستے پر آئے ہو۔ چلو ثانی کو نمبر تھری کے اندر پہنچا دو۔ ثانی بھی اپنے طور پر اہم معلومات حاصل کرے گی تو تمہیں بتاتی رہے گی۔"

پورس نے اسے نمبر تھری کے دماغ میں پہنچا دیا۔ وہ اس کے مختصر سے خیالات پڑھ کر واپس آگئی پھر بولی "تھینک یو پورس! میں پھر کسی وقت تم سے رابطہ کروں گی۔"

پورس چلا گیا۔ پارس نے کہا "کیسی ہو ثانی۔ یوں تو میں تم سے روز ہی رابطہ کرتا ہوں لیکن کل سے اب تک بہت مصروف رہا تھا۔"

"اپنی صفائی پیش نہ کرو۔ کرونا نے مصروف رکھا ہوگا۔"

"سوکن کی زبان سے نہ بولو۔ جرمنی میں کرونا سے بچھڑنے کے بعد اب تک اس سے ملاقات نہیں کی ہے۔ اس سے دور ہی دور رہتا ہوں۔"

"کیا میں تمہیں پارس نہیں پارسا سمجھوں۔ جبکہ تم پارسا کبھی نہیں بنو گے۔ کسی دوسری نے تمہیں کرونا سے دور کر دیا ہوگا۔"

...شک کا علاج تو میرے باپ کے پاس بھی نہیں ہے۔ ...دل کی بات کہتا ہوں کہ تمہارے پاس آنے اور تمہارے ...تھ رہنے کے لیے دل مچل رہا ہے مگر تم یقین نہیں کرو گی۔"

"تمہاری یہ پیار بھری باتیں مجھے اچھی لگتی ہیں لیکن ...یسے یقین کروں؟ میرے لیے بے چین رہتے تو ابھی چلے ...تے۔ ماسکو میں جو بھی مصروفیات ہیں۔ خیال خوانی کے ...لیے ان سے نمٹ سکتے تھے۔"

"میں یہی کرنے والا ہوں۔ بس مجھے راسپوٹین کا انتظار ...ہے۔ وہ راسپوٹین پیلس میں رہتا ہے۔ ابھی کسی دوسری ...رہائش گاہ میں چھپا ہوا ہے۔ کسی دن کسی وقت بھی وہ پیلس ...میں آئے گا تو میں اسے دبوچ لوں گا۔"

"کیا وہاں جسمانی طور پر حاضر رہنا ضروری ہے؟"

"ہاں! اس پیلس میں راسپوٹین کی ایک حسین داشتہ ...رہتی ہے۔ مما اس داشتہ کے اندر رہ کر راسپوٹین کا انتظار ...کر رہی ہیں۔ اگر وہ اسے پیلس کے اندر ٹریپ کرنے میں ...ناکام رہیں گی تو میں پیلس کے باہر جسمانی طور پر موجود رہوں گا ...اسے فرار ہونے کا موقع نہیں دوں گا۔"

"پھر تو تمہارا وہاں رہنا ضروری ہے۔ راسپوٹین ٹیلی ...پیتھی کی دنیا میں آتے ہی بڑی اہمیت حاصل کر رہا ہے۔ وہاں ...تم موجود ہیں تم بھی ہو تو پھر اس کی شامت آگئی ہے۔ وہ بچ کر ...نہیں جا سکے گا۔"

"ہماری یہی کوشش ہوگی۔ ویسے وہ پچھلے دو دنوں سے ...اپنے پیلس میں نہیں آرہا ہے۔ اسی شہر میں کہیں چھپا ہوا ...ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اسے خطرے کا احساس ہو گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ خطرہ محسوس کر رہا ہو۔ کیا اس کے ...بارے میں کچھ معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے؟"

"اس کے پیلس میں تمام خدمت گار یوگا کے ماہر ہیں۔ ...صرف وہ داشتہ ایسی ہے۔ جس کے دماغ میں ہمیں جگہ مل گئی ...ہے۔ وہ اپنے یوگا جاننے والے ماتحتوں سے رابطہ کرتا ہوگا۔ ...اسی طرح ان کے دماغ میں پہنچنے سے اس کی موجودہ ...مصروفیات کا علم ہوگا۔"

"مجھے اس داشتہ کے دماغ میں لے چلو۔ میں اس پیلس ...کو اندر سے دیکھوں گی۔ اس داشتہ کے خیالات پڑھوں گی۔"

وہ پارس کے ساتھ اس حسینہ کے اندر آگئی۔ وہاں ...خاموش رہ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ...ثانی نے اور پارس نے راسپوٹین کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا ..."ہائے میری جان! کیسی ہو؟"

"یہاں ہر طرح کا آرام ہے مگر تمہارے بغیر سکون نہیں ملتا ہے۔ میں دن رات تمہارا انتظار کرتی رہتی ہوں۔ آخر تم کہاں ہو؟"

پارس نے فوراً ہی سونیا کو وہاں بلا لیا۔ راسپوٹین کہہ رہا تھا "میں کہیں بھی ہوں تم پوچھ کر کیا کرو گی؟"

"میں تمہارے پاس چلی آؤں گی۔ مجھے بتاؤ تم کہاں ہو؟"

وہ بولا "مجھے یوں لگ رہا ہے۔ جیسے تمہارے اندر کوئی چھپا ہوا ہے اور وہ تمہارے ذریعے میرا موجودہ پتا معلوم کرنا چاہتا ہے۔"

وہ بولی "کیا میرے اندر کوئی چھپا ہوا ہے؟ یہ میرے ساتھ بڑی مجبوری ہے کہ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر پاتی ہوں۔"

"میں پچھلے دو دنوں سے یہی سوچ رہا ہوں۔ میرے پیلس میں سبھی یوگا کے ماہر ہیں صرف تمہاری طرف سے اندیشہ رہتا ہے۔ اگرچہ میں تمہیں باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا ہوں مگر ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑے کمینے ہوتے ہیں باہر سے راستہ بنا کر اندر چلے آتے ہیں۔"

"میں کیا کروں تم شبہ کر سکتے ہو۔ کیا میرے دماغ کو لاک نہیں کر سکتے؟"

"تم پیتی ہو۔ نشہ کرتی ہو۔ میں تمہیں پینے سے نہیں روکتا۔ کیونکہ نشے میں خوب ادائیں دکھاتی ہو لیکن اب مجھے اداؤں سے بہلنا نہیں چاہیے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آتے ہی میرے بے شمار دشمن پیدا ہو گئے ہیں۔ دانش مندی یہ ہے کہ تم مجھ سے دور ہو جاؤ۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تم تو میرے دیوانے ہو۔ میں دور ہو جاؤں گی تو تم میرے بغیر رہ سکو گے؟"

"اگر تم کہیں دور جا کر رہو گی تو تمہارے پاس آنے کے لیے دل مچلتا رہے گا۔ اگر اتنی دور چلی جاؤ گی جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہوتی تو پھر مجھے صبر آجائے گا۔ تمہاری جدائی کے زخم پر کوئی دوسری مرہم لگتی رہے گی۔"

"تم بڑے ہی بے وفا اور ہرجائی ہو مگر میں بے وفا نہیں ہوں۔ میں تمہیں چھوڑ کر یہاں سے کبھی نہیں جاؤں گی۔"

"یہ تم کیا پی رہی ہو؟"

"لیمن اسکواش ہے۔ پچھلی رات بہت پی لی تھی سر بھاری ہو رہا ہے۔"

"میں نے تمہیں جو انگوٹھی پہنائی ہے اس کا اوپری حصہ کھول کر لیمن اسکواش میں ڈبو دو پھر اسے نکال کر پیو گی پھر ایک گھونٹ کے بعد دوسرا گھونٹ پینے کے قابل نہیں

رہو گی۔"

وہ گھبرا کر بولی "نہیں تم نے یہ انگوٹھی مجھے پہناتے وقت کہا تھا۔ اس میں زہر ہے کسی برے وقت میں کام آئے گا۔"

"اور میرا خیال ہے کہ وہ برا وقت آچکا ہے۔ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔"

وہ اس کی معمول تھی اس نے حکم کی تعمیل کی۔ انگوٹھی کے اوپری حصے کو کھول کر لیمن اسکواش میں ڈبو دیا پھر بولی "میں نے اپنا حسن دیا ہے جوانی دی ہے۔ میری وفاداری صرف تمہارے لیے ہے۔ فار گاڈ سیک! مجھے خودکشی پر مجبور نہ کرو۔"

"میں مجبور کر رہا ہوں لیکن جو تمہارے اندر چھپا ہوا ہے۔ وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ اتنے بڑے پیلس میں صرف تم ہی اس کی آلہ کار بن کر رہ سکتی ہو۔ وہ تمہارے ذریعے کبھی نہ کبھی مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔ تم اس کے لیے بہت اہم ہو۔ وہ چاہے تو تمہیں خودکشی سے باز رکھ سکتا ہے۔"

"تمہیں صرف شبہ ہے کہ کوئی میرے اندر ہے۔ جبکہ کوئی نہیں ہے اگر ہوتا تو میری انگلی سے یہ انگوٹھی اتار کر پھینک دیتا۔"

"وہ اب بھی بہت کچھ کر سکتا ہے۔ یہ شربت کا گلاس اٹھا کر پھینک سکتا ہے۔ تمہیں یہاں سے زندہ سلامت لے جا سکتا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں ایسے وقت میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ تم یہاں سے جا سکو گی۔"

سونیا، ثانی اور پارس سمجھ رہے تھے کہ راسپوٹین کو اس حسینہ کے اندر کسی کی موجودگی کا شبہ ہے مگر یقین نہیں ہے۔ وہ اندیشوں میں گھرا رہتا ہے۔ اپنی اس داشتہ کی جان لے کر ہی رہے گا۔

وہ رونے لگی۔ کہنے لگی "میرے اندر کوئی نہیں ہے۔ شبہ نہ کرو۔"

"شبہ دور نہ کیا جائے تو دماغی سکون برباد ہو جاتا ہے۔"

"میں نے تمہیں دن رات مسرتیں دی ہیں۔ اس کے بدلے مجھے ہلاک نہ کرو۔ اس پیلس سے، اس شہر سے اور اس ملک سے کہیں دور چلے جانے دو۔"

"میرا وقت برباد نہ کرو۔ گلاس اٹھا کر پیو۔ جو میرے لیے خطرہ بن جاتا ہے میں اسے ہمیشہ کے لیے مٹا دیتا ہوں۔"

اس نے گلاس کو اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ سونیا، ثانی اور پارس کو اس حسینہ سے ہمدردی تھی۔ اگر وہ اس سے ذرا بھی عملی طور پر ہمدردی کرتے راسپوٹین سمجھ لیتا کہ اس پیلس میں اس کی موت آپہنچی ہے۔ آئندہ وہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرتا۔"

اس نے گلاس سے ایک گھونٹ پیا۔ وہ زہر اتنا تیز تھا کہ وہ دوسرا گھونٹ نہ پی سکی۔ گلاس ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ وہ بولا "آہ! مجھے تمہاری موت کا افسوس ہے میں مجبور ہو گیا ہوں۔ آئندہ اس پیلس میں کسی یوگا جاننے والی حسینہ کو لاؤں گا۔"

وہ تینوں اس حسینہ کے دماغ سے نکل آئے۔ کیونکہ اس کا دماغ مردہ ہو چکا تھا۔ سونیا نے کہا "وہ بہت چالاک اور بہت محتاط ہے۔ پیلس کے اندر اور باہر اب پہلے سے سیکیورٹی کے سخت انتظامات کرے گا۔ اس کے بعد ہی آئے گا۔ ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔"

وہ چلی گئی۔ پارس نے ثانی سے کہا "اس کم بخت کی خاطر مجھے جسمانی طور پر یہاں موجود رہنا پڑا۔ ویسے میں جلد ہی تمہارے پاس آؤں گا۔"

"آجاؤ پارس! لمبی جدائی اچھی نہیں ہوتی۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔ مگر یہ کہنا پڑتا ہے کہ پہلے اپنا فرض ادا کرو۔"

وہ جلد ہی آنے کا وعدہ کر کے پیار سے رخصت ہو گیا۔ دن گزر چکا تھا اور رات ہو چکی تھی۔ اس کے پڑوسی بلڈر نے کہا تھا کہ وہ اس کے بوڑھے شوہر کو کسی دوا کے بغیر گہری نیند سلا دے گا۔ ثانی سمجھ گئی تھی کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ پہلے وہ رات کو اس بوڑھے کے دماغ میں آئے گا تھپک تھپک کر سلائے گا پھر رات گزارنے کے لیے اس کے پاس آئے گا۔

وہ بوڑھا اپنے معمول کے مطابق ڈنر سے پہلے پیگ پینے لگا۔ ایسے وقت ثانی اس کے دماغ میں جاتی رہی۔ جب وہ ڈنر کے بعد اپنے بیڈ پر آیا۔ تب ثانی نے دوسری سوچ کی لہروں کو اس کے اندر محسوس کیا۔ وہ بلڈر اس بوڑھے کو تھپک تھپک کر سلا رہا تھا۔ صرف منٹ کے اندر ہی وہ گہری نیند سو گیا۔

ثانی بنگلے کے باہر برآمدے میں آگئی۔ باہر رات کی تاریکی بھی تھی اور اسٹریٹ لیمپس کی روشنیاں بھی تھیں۔ اس نے نیم تاریکی اور نیم روشنی میں اسے اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ قریب آتے ہوئے بولا "ہائے تم نے دیکھا جو میں نے کہا وہی ہو رہا ہے۔ تمہارا وہ بوڑھا شوہر گہری نیند سو رہا ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟ اس کے بیڈ روم میں جا کر دیکھ لو۔"

"میں اسے دیکھ کر آرہی ہوں۔ مگر تم بنگلے سے باہر ہو۔ تم نے اسے دیکھا نہیں ہے پھر یقین سے کیسے کہہ رہے ہو کہ وہ سو چکا ہے؟"

وہ برآمدے میں آ کر بولا "میں جادو جانتا ہوں۔ تم پر بھی ایسا جادو کروں گا کہ تم میری دیوانی ہو کر میرے پیچھے بھاگتی پھرو گی۔"

وہ اس کے قریب آنا چاہتا تھا۔ وہ کترا کر اندر جاتی ہوئی بولی "میں نے کافی تیار کی ہے۔ پہلے ہم کافی پئیں گے۔"

"خوا مخواہ کافی پینے میں کیوں وقت ضائع کریں۔ رات رنگین ہے۔ پہلے اسے سنگین بنائیں گے۔ کھانا پینا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔"

وہ اس کے ساتھ بولتا ہوا کچن میں آگیا۔ وہ چولہے سے کیتلی اتار کر دو پیالیوں میں کافی انڈیلتی ہوئی بولی "رات کہیں بھاگی نہیں جا رہی ہے۔ میرا کافی کا موڈ ہے۔ میرے موڈ کا خیال رکھو گے تو میں بھی تمہارا خیال رکھوں گی۔"

اس نے دونوں پیالیوں میں چینی ڈال کر چمچ سے ہلایا پھر ایک پیالی اس کی طرف بڑھا دی۔ اسے کسی طرح کا شبہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے اس کے سامنے ہی دو پیالیوں میں کافی انڈیلی تھی۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے بہت پہلے ہی سے ایک خالی پیالی میں دوا کا ایک قطرہ ٹپکا دیا تھا پھر وہ کئی بار اس کے دماغ میں آزادی سے آتا جاتا رہا تھا۔ اس پر کسی طرح کا شبہ نہیں ہوا تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی پیالیاں لے کر ایک بیڈ روم میں آگئے۔ وہ ایک گھونٹ پی کر بولا "آج سردی کچھ زیادہ ہے۔ کافی کا مزہ آرہا ہے۔"

ثانی کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ بہت دور بڑی بڑی لائٹس کی روشنی میں نیاگرا آبشار دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا آبشار تھا۔ جب اس کا پانی بلندی سے نیچے گرتا تھا تو اس کا شور کئی کلومیٹر دور تک سنائی دیتا تھا۔

وہ بولا "مجھ سے دور کھڑکی کے پاس کیوں کھڑی ہو؟ یہاں صوفے پر میرے قریب آؤ پھر ہم بیڈ پر جائیں گے۔"

"میں چاہتی ہوں۔ تم صوفے سے اٹھ کر یہاں آؤ۔ رات کو نیاگرا فال کا منظر دیکھو۔ بڑا ہی دلکش ہے۔"

اس نے خالی پیالی کو سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا پھر صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہونے لگا۔ وہ پوری طرح کھڑا نہ ہو سکا پھر بیٹھ گیا۔ گہرے گہرے سانس لے کر بولا "کچھ الجھن سی ہو رہی ہے۔"

"میں جانتی تھی تم وہاں سے اٹھ کر یہاں تک نہیں آسکو گے۔"

وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا "تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ میں دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا ہوں تو سمجھ رہی ہو کہ یہاں سے اٹھ کر تمہارے پاس نہیں آسکوں گا؟"

"میرے عاشق نامراد بولتے کیوں ہو۔ آتے کیوں نہیں۔"

وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ثانی نے بہت کم مقدار میں اعصابی کمزوری کی دوا پلائی تھی۔ وہ جسمانی طور پر زیادہ کمزور نہیں ہوا تھا لیکن دماغ اس حد تک کمزور ہوا تھا کہ اب وہ ثانی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کھڑکی کے پاس اس کے قریب آگیا۔ کھڑکی کی چوکھٹ سے ٹیک لگا کر بولا "میں باڈی بلڈر ہوں۔ پہاڑ کی چڑھائی پر دوڑتا ہوں۔ کبھی نہیں تھکتا اور تم کہہ رہی تھیں کہ میں وہاں سے یہاں تک نہیں آسکوں گا۔"

"یہاں تک آتو گئے ہو۔ واپس صوفے تک نہیں جا سکو گے۔"

"کیا بکواس کر رہی ہو۔ میں تمہیں بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر لے جا سکتا ہوں اور تمہیں لے جاؤں گا۔"

"اتنی جلدی نہ کرو۔ پہلے ایک بار صوفے تک جا کر دکھاؤ۔"

وہ غصے سے بولا "کیا تم میرا مذاق اڑا رہی ہو؟ میری مردانگی دیکھنا چاہتی ہو۔ تو میں ابھی تمہیں دبوچ کر دکھاتا ہوں۔"

وہ اس کی طرف بڑھنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے صوفے کی طرف گھما دیا۔ وہ ادھر جانے لگا۔ ایسے وقت ثانی نے اس کی ایک ٹانگ پر ٹانگ ماری۔ وہ لڑکھڑا کر اوندھے منہ گر پڑا۔ اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔

ثانی نے پوچھا "کیا ہوا میرے باڈی بلڈر؟ اٹھو مردانگی دکھاؤ۔"

وہ ہانپتا ہوا اٹھ کر فرش پر بیٹھ گیا۔ وہ بولی "بچوں کو جوان ہو کر اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہیے۔"

وہ پریشان ہو کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر اس سے بولا "کیا تم نے مجھے کمزوری کی کوئی دوا کھلائی ہے؟"

"تم سیدھی طرح مجھے اپنے دماغ میں آنے نہ دیتے۔ اس لیے تمہیں زمین پر گرانا پڑا۔ تمہارے اندر ابھی توانائی ہے تم اٹھ کر صوفے پر بیٹھ سکتے ہو۔ میں تمہیں سہارا نہیں دوں گی۔"

وہ چاروں ہاتھ پاؤں سے فرش پر رینگتا ہوا صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ اس سے بولا "تم کون ہو؟ مجھے اس طرح ٹریپ

کر کے پچھتاؤ گی۔"

"اچھا تو تمہیں ٹریپ نہ کروں۔ چھوڑ دوں۔ اپنی ماں کی گود میں جانے دوں۔ ٹھیک ہے جاؤ۔ میں تمہیں نہیں روکوں گی۔"

وہ بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بولی "دروازہ نزدیک ہے۔ مگر تمہیں میلوں دور دکھائی دے رہا ہوگا۔ وہاں تک نہیں جاسکو گے پھر گھر تک کیسے جاؤ گے؟"

وہ بولا "تم نہیں جانتی ہو کہ کس خطرے سے کھیل رہی ہو۔ میرا باس کسی وقت بھی میرے اندر آکر میرے حالات معلوم کرے گا۔ تم مجھے ہپناٹائز کرنا چاہو گی وہ کرنے نہیں دے گا۔"

"اچھا اگر میں زلزلہ پیدا کر کے مارنا چاہوں گی تو وہ تمہیں مرنے نہیں دے گا؟"

"وہ بہت زبردست ہے۔ وہ تمہیں اپنی بدترین کنیز بنائے گا۔"

"مجھ پر اپنے باس کی دہشت طاری نہ کرو۔ میں تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکی ہوں۔ تمہارا باس باون برس کا ایک ریٹائرڈ میجر جنرل ہے۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے مسٹر بلیک کہتے ہیں۔"

وہ گم صم سا ہو کر ثانی کا منہ تکنے لگا پھر بولا "کیا تم وہی ہو جسے گرفتار کرنے کے لیے نیویارک شہر میں ناکا بندی کی گئی تھی؟"

"پتا نہیں تم لوگ نیویارک میں کسے گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ میرا نام کرونا ہے۔ الپا نے مجھے ٹیلی پیتھی سکھائی تھی۔ میں اسرائیل سے فرار ہو کر ملطپا سے چھپ کر یہاں آئی ہوں۔ میں اپنی ٹیلی پیتھی کی قوت بڑھانا چاہتی ہوں۔ تم سے پہلے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان کو اپنا معمول بنا چکی ہوں۔ تمہیں بھی غلام بناؤں گی۔ اپنی قوت بڑھاتی رہوں گی۔"

اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر صوفے پر سے اٹھنے کی توانائی پیدا کی۔ وہ وہاں سے چلتا ہوا بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پورس کو مخاطب کیا پھر کہا "مصروف نہیں ہو تو میرے پاس چلے آؤ۔"

اس نے اس کے پاس آکر پوچھا "خیریت تو ہے۔"

"میرے سامنے بیڈ پر ایک باڈی بلڈر لیٹا ہوا ہے۔ یہ مسٹر بلیک کا ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ مسٹر بلیک دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے علاوہ صرف اس باڈی بلڈر سے براہِ راست رابطہ کرتا ہے۔ اس کا نام روزویل ہے۔ یہ مسٹر بلیک کا خاص ماتحت ہے۔"

ثانی نے پورس کو اس کے دماغ میں پہنچایا۔ تفصیل سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ ثانی بھی تھی۔ یہ معلوم کر رہی تھی کہ روزویل اور مسٹر بلیک دوسرے کے روبرو آتے ہیں یا نہیں۔

مسٹر بلیک کبھی کسی کے روبرو نہیں آتا تھا لیکن نے اتنا معلوم کیا تھا کہ آج کل وہ کینیڈا میں ہی ہے۔ نے ایک بار اس کے دماغ میں جا کر اسے مخاطب کیا وقت اس نے مسٹر بلیک کے دماغ میں چند سیکنڈ نیاگرا آبشار کا شور سنا تھا۔ یوں اندازہ لگایا تھا کہ علاقے میں کہیں قریب ہی ہے۔

پورس نے ثانی سے کہا "یہ روزویل ہمارے اہم ہے۔ ہم کبھی نہ کبھی اس کے ذریعے مسٹر بلیک سکتے ہیں۔"

وہ بولی "جتنی جلدی ہو سکے اس پر مختصر سا تنو کرو۔ وہ مسٹر بلیک کسی وقت بھی اس کے اندر آسکتا

پورس نے کہا "تم اس پر عمل کرو۔ میں خام کسی کی موجودگی محسوس کرنے کی کوششیں کرتا رہوں

وہ اسے ہپناٹائز کرنے لگی۔ مختصر طور پر اس میں یہ باتیں نقش کیں کہ وہ اس کے تنویمی عمل کو بھول جائے گا لیکن اس کے مخصوص لب و لہجے کو رہے گا۔ مسٹر بلیک اس کے چور خیالات سے نہیں کر سکے گا کہ کسی نے اسے معمول بنا رکھا ہے۔"

پھر اس نے کہا "تمہیں بہت ہی کم مقدار میں دوا کھلائی گئی ہے۔ اس کا اثر دیرپا نہیں ہے۔ تم تک تنویمی نیند سونے کے بعد اٹھو گے۔ جسمانی توانائی محسوس کرو گے اور اپنے بنگلے میں واپس گے۔"

اس عمل کے بعد وہ گہری نیند سو گیا۔ ثانی نے سے کہا "ہم نے اسے معمول بنایا ہے لیکن یہ شبہ شاید مسٹر بلیک اس کے اندر آپہنچا تھا اور خاموشی تماشا دیکھ رہا تھا۔"

پورس نے کہا "ایسا ہو سکتا ہے۔ ہم بھی اکثر ہیں۔ ہپناٹائز کرنے والے دشمنوں کو دھوکا دیتے کے اندر تنویمی عمل کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر چھپ ہیں پھر اس کے معمول کو بڑی رازداری سے اپنا بنا لیتے ہیں۔"

وہ بولی "ہمیں کامیابی بھی ہو سکتی ہے اور ناکا

ویسے اب مجھے یہ جگہ چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر مسٹر بلیک اس روزویل کے اندر آیا ہوگا تو اس بنگلے کا پتا معلوم کر کے مجھ پر حملہ کرنے والا ہوگا۔"

وہ اپنے سفری بیگ میں ضرورت کا سامان رکھتے ہوئے بولی "تم جاؤ آدھے گھنٹے بعد آکر روزویل کے حالات معلوم کرتے رہو۔ میں بھی اس پر نظر رکھوں گی۔ او کے سو فار!"

وہ اپنا سفری بیگ اٹھا کر اس بنگلے سے باہر آئی پھر دور رات کی نیم تاریکی میں گم ہوتی چلی گئی۔

○☆○

دشمنوں نے بڑی زبردست چال چلی تھی۔ وہ عرصے سے یہ دیکھتے آئے تھے کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا بابا صاحب کے ادارے میں قدم نہیں رکھ سکتا ہے۔ اس ادارے کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی گئی تھیں اور وہ برسوں سے اپنی سازشوں میں ناکام ہوتے آرہے تھے۔

اس بار انہوں نے زبردست چال چلی تھی۔ چینی حکمرانوں اور دیگر اکابرین کو سمجھانے میں کامیاب ہو رہے تھے کہ بابا صاحب کا ادارہ مذہب کی آڑ میں وہاں سیاسی تبدیلیاں لانا چاہتا ہے۔ موجودہ چینی حکمرانوں کو اقتدار سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اس ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمان ٹیلی پیتھی کے ذریعے چین کے اہم افراد کے دماغوں پر تنویمی عمل کر رہے ہیں اور انہیں موجودہ چینی حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر رہے ہیں۔

ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے تھے کہ وہاں باغی پیدا ہو رہے تھے کیونکہ چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں کو پڑھ کر اپنے حکمران کو دیگر اکابرین کو بابا صاحب کے ادارے کے خلاف رپورٹ دے رہے تھے۔ وہ دشمن پتا نہیں کب سے ایسا کر رہے تھے؟

میں نے اور سونیا نے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کو اپنے دماغوں میں بلایا۔ ان سے کہا "یہاں کے اہم شعبوں میں جتنے چھوٹے بڑے عہدے دار ہیں ان سب کے دماغوں میں جا کر دشمنوں کے تنویمی عمل کا توڑ کرو۔ ان کے اندر سے بغاوت کو ختم کرو۔"

سونیا نے انہیں ہدایات دیں کہ تمام چھوٹے بڑے سرکاری عہدے داروں اور چھوٹے بڑے فوجی افسروں کے دماغوں میں جا کر ان کے اندر امریکا سے محبت پیدا کرو۔ انہیں موجودہ چینی حکمرانوں کا باغی بنا کر یہ خیالات دماغوں میں نقش کرو کہ امریکا کی طرح چین میں بھی فری سیکس کی اجازت دی جائے۔ چینی عورتوں کو مختصر سے مختصر لباس پہننے اور اپنی

مرضی سے زندگی گزارنے کی آزادی دی جائے۔ ہمارے یہاں بھی بے حیا جذباتی فلمیں بنائی جائیں اور ایسی کتابیں با تصویر شائع کرنے کی اجازت دی جائے۔

دشمنوں کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے سونیا ایسی ہی چالیں چلتی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے پر جھوٹے الزامات عائد کیے جا رہے تھے۔ جھوٹ بولنے والوں کو جھوٹ سے ہی مارا جاسکتا ہے۔ چینی حکمرانوں اور فوج کے اعلیٰ افسران کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ بابا صاحب کے ادارے سے بدظن ہو گئے ہیں۔

اس سازش کا توڑ کرنے کے لیے ہم نے دنیا کے تمام ملکوں سے اپنے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلا لیا تھا۔ وہ سیکڑوں کی تعداد میں تھے اور وہاں سینکڑوں اہم چینی افراد کے دماغوں میں گھس کر انہیں ہپناٹائز کر رہے تھے اور سونیا کی ہدایات کے مطابق تمام باتیں ان کے ذہنوں میں نقش کر رہے تھے۔

میں نے اور سونیا نے رات کو آرمی افسران کے ساتھ ڈنر کیا تھا۔ ڈنر کے بعد گیسٹ ہاؤس میں آئے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی ہم نے یہ کارروائی شروع کی تھی۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے رات گیارہ بجے سے دوسرے دن صبح آٹھ بجے تک مسلسل مصروف رہے۔ دن کے دس بجے ہمارے ساتھ میٹنگ رکھی گئی۔ ہم پھر ہیڈ کوارٹر میں آئے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر فرہاد! کل رات ہم نے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کچھ سنگین الزامات عائد کیے تھے۔ آپ ان الزامات کے جواب میں کیا کہنا چاہیں گے۔ اگر آپ ان الزامات کو غلط ثابت کریں گے تو ہمیں بے حد خوشی ہوگی۔ کیونکہ ہم آپ لوگوں سے ہمیشہ دوستی اور محبت قائم رکھنا چاہتے ہیں۔"

میں نے کہا "میری بھی یہی کوشش ہے کہ ہماری دوستی اور محبت قائم رہے۔ کل رات میں اور سونیا بڑی دیر تک خیال خوانی کرتے رہے آپ کے کتنے ہی چھوٹے بڑے سرکاری عہدے داروں اور فوجی افسروں کے خیالات پڑھتے رہے۔ ہم حیران ہیں کہ دشمن رازداری سے امریکا کی حمایت میں آپ کے عہدے داروں اور فوجی افسروں کو وفادار بنا رہے ہیں۔ موجودہ حکومت کا ڈھانچا بدلنا چاہتے ہیں۔ آپ کے یہ عہدے دار اور افسران امریکا کی حمایت میں اور اپنی حکومت کی مخالفت میں ایسی ایسی باتیں سوچ رہے ہیں کہ جنہیں سن کر آپ برداشت نہیں کر سکیں گے۔"

ایک افسر نے کہا "ہمارے لوگ اپنی آزادی کی ابتدا

سے امریکا کو ناپسند کرتے ہیں۔ وہ کبھی امریکا کی حمایت میں ہماری حکومت کے خلاف نہیں سوچیں گے۔"

سونیا نے کہا "آپ کے پاس بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ ہم سے رابطہ کریں ہم انہیں ایسے سیکڑوں چینی عہدے داروں اور افسروں کے اندر پہنچائیں گے جو امریکا کے کٹر حمایتی بن چکے ہیں۔"

انہیں ہماری باتوں کا یقین نہیں آرہا تھا پھر بھی انہوں نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے افسر سے کہا "آپ اپنے چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حکم دیں کہ وہ مسٹر فرہاد اور مسز فرہاد کے دماغوں میں آئیں۔"

حکم کی تعمیل کی گئی۔ ایک منٹ کے اندر ہی کئی چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے دماغوں میں آگئے۔ ہم انہیں ان سرکاری عہدے داروں اور فوجی افسروں کے نام بتانے لگے جو امریکا کے حمایتی بن چکے تھے۔

وہ سب ان کے دماغوں میں جانے لگے۔ ان کے خیالات پڑھنے لگے اپنے اعلیٰ افسران کو یہ رپورٹ پیش کرنے لگے کہ واقعی ہمارے بارہ عہدے دار اور پندرہ فوجی افسران امریکا کے حمایتی بن چکے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکا کی طرح یہاں بھی فری سیکس ہو۔ بے حیا جذباتی فلمیں بنانے اور ایسی باتصویر کتابیں شائع کرنے کی اجازت دی جائے اور ایسی بہت سی نامناسب آزادی کے سلسلے میں سوچ رہے ہیں جو امریکی عورتوں اور مردوں کو حاصل ہیں۔

میں نے کہا "ابھی اور تقریباً ستر عہدے دار اور افسران ایسے ہی خیالات کے حامل ہیں۔ ہم نام بتاتے جارہے ہیں آپ ان کے اندر جاکر چور خیالات پڑھتے جائیں۔"

وہ پھر ہمارے بتاتے ہوئے ان سرکاری عہدے داروں اور فوجی افسروں کے اندر پہنچنے لگے اور ان کے چور خیالات پڑھنے لگے۔ ان کے اعلیٰ افسران ان کی رپورٹس سن کر حیران ہورہے تھے۔ انہوں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے پوچھا "کیا اب سے پہلے تم نے ہی تمام افراد کے خیالات نہیں پڑھے تھے؟"

انہوں نے جواب دیا "ہم نے اب تک جن افراد کے خیالات پڑھے وہ بابا صاحب کے ادارے کی حمایت میں اور ہماری موجودہ حکومت کی مخالفت میں سوچ رہے ہیں۔"

میں نے کہا "آپ حضرات سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ امریکی بڑی چالبازی سے چند اہم عہدے داروں کو ہمارے ادارے کا حامی اور موجودہ چینی حکومت کا مخالف بنا کر ایک طرف الجھا رہے تھے اور دوسری طرف یہ بڑی رازداری سے امریکا کے حمایتی پیدا کررہے ہیں۔"

وہاں کھڑے ہوئے ایک جونیئر افسر نے کہا "میں امریکا ٹیلی پیتھی جاننے والا نمبر فور ہوں۔ کل رات جب سونیا یہاں آئی تو ہم نے سمجھ لیا کہ اب یہ بہت زبردست مکاری دکھائے گی۔ آپ یقین کریں کہ سونیا اور فرہاد نے ہمیں بدنام کرنے کے لیے راتوں رات یہاں امریکا کے حمایتی پیدا کیے ہیں۔ ہم نے کسی کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنے ملک کا حمایتی نہیں بنایا ہے۔"

میں نے کہا "آپ کے چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے اب تک ایک سو بیس عہدے داروں اور فوجی افسروں کے خیالات پڑھ چکے ہیں۔ ابھی تقریباً ایسے پانچ سو اہم افراد ہیں جو سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور پریس اینڈ پبلی کیشنز اور عالمی میڈیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان امریکیوں نے انہیں بھی اپنا حمایتی بنایا ہے۔ انہیں اپنا حمایتی بنانے میں پتا نہیں ان امریکیوں کے کتنے دن اور کتنی راتیں گزری ہوں گی؟ کیا ہم ایک رات میں سیکڑوں افراد پر تنویمی عمل کرسکتے ہیں؟ یہ تو ہم پر بچکانہ سا الزام ہے۔"

امریکی نمبر فور نے کہا "فرانس کے بابا صاحب کے ادارے میں سیکڑوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان سب نے مل کر ایک ہی رات میں ہمارے خلاف ایسی کارروائی کی ہے۔"

سونیا نے کہا "ہم نے بھی تم پر یہ الزام رکھا تھا کہ تم لوگوں نے بابا صاحب کے ادارے کو بدنام کرنے کے لیے اس ادارے کا حامی اور چینی حکومت کا مخالف بنایا ہے لیکن ہمارے اس الزام کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اب تم ہم پر ایسا ہی الزام دے رہے ہو۔ میں آپ تمام اعلیٰ افسران سے پوچھتی ہوں کیا ان چالباز امریکیوں کا الزام تسلیم کیا جائے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "کل تک ہمارا کوئی چینی باشندہ امریکا کا حمایتی نہیں تھا۔ آج سیکڑوں حمایتی پیدا ہوگئے ہیں۔"

میں نے کہا "دو دن پہلے تک بابا صاحب کے ادارے کے حمایتی بھی نہیں تھے۔ وہ بھی اچانک پیدا ہوگئے تھے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہماری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ امریکی بابا صاحب کے ادارے کی حمایت میں چینی باغی پیدا کررہے ہیں اور آپ لوگ امریکا کی مخالفت میں ہمارے اہم افراد کو باغی بنا رہے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ہمارا نقصان ہورہا ہے۔"

میں نے کہا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم آپ کو بدترین دشمن کی بدترین کارروائیوں سے آگاہ کررہے ہیں اور آپ الزام دے رہے ہیں کہ یہ کارروائی دشمن نہیں کررہے ہیں۔ ہمارے جیسے دوست کررہے ہیں۔ آپ کہتے تھے کہ ہماری دوستی بے لوث ہے۔ ہم نے کسی لالچ کے بغیر آپ کو ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ دیا تھا۔ ہم نے اپنی محنت سے وہ مشین یہاں تیار کی ہے۔ چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرتے رہے ہیں۔ کیا یہی ہماری دوستی کا صلہ ہے کہ آج ہمیں دشمن سمجھا جارہا ہے؟"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "وقت اور حالات کے ساتھ دوستی اور وفاداری بدلتی رہتی ہے۔ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ آپ دوستی کی آڑ میں دشمنی کررہے ہیں لیکن ایسا ہوتا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہمارا الزام یہ تھا کہ بابا صاحب کا ادارہ ایک مذہبی ادارہ ہے اور دنیا کے ہر ملک میں مذہبی اداروں کے پیچھے سیاسی کھیل کھیلے جاتے ہیں۔"

ایک اور افسر نے کہا "یہ حقیقت ہمارے سامنے ہے کہ پچھلے دس مہینوں میں ڈیڑھ سو چینی باشندوں کو اپنی طرف مائل کیا گیا ہے اور انہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔"

ایک اور افسر نے کہا "ہمارے چینی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے یہاں کے بیس اہم افراد کو موجودہ چینی حکومت کا باغی پایا ہے اور یہ تمام باغی جناب عبداللہ واسطی کے عقیدت مند ہیں۔"

"مسٹر فرہاد آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم امریکا کی حمایت کرتے ہوئے بابا صاحب کے ادارے کی مخالفت میں بول رہے ہیں۔ ہم امریکا کو اپنا بدترین دشمن سمجھتے ہیں اور ہمیشہ سمجھتے رہیں گے۔ وہ ہمیں نقصان پہنچانے کے لیے جیسی کارروائیاں کررہے ہیں ہم اس کا منہ توڑ جواب دیں گے لیکن ابھی ہمارے سامنے آپ ہیں۔ اس لیے ہم صرف اپنے اور آپ کے معاملات پر بول رہے ہیں۔"

میں نے کہا "یہاں ایک رات رہ کر میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ امریکی دوغلی چالیں چل رہے ہیں۔ انہوں نے آپ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ایک طرف صرف بیس عدد بابا صاحب کے ادارے کے حمایتی پیدا کیے ہیں دوسری طرف بڑی رازداری سے سیکڑوں امریکی حمایتی پیدا کرچکے ہیں لیکن آپ یہ ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے کی حمایت کرنے والے ان بیس افراد کو امریکیوں نے پیدا کیا ہے۔ جب آپ نہیں مانیں گے تو ہم زبردستی نہیں منوائیں گے۔ آپ اپنا فیصلہ سنائیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے

والوں کے خلاف کارروائی شروع کر چکے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے سلسلے میں جب تک یہ ثابت نہیں ہوگا کہ اس ادارے میں ہماری حکومت کے خلاف باغی نہیں پیدا کیے جارہے ہیں۔ تب تک ہم اس ادارے کو بند رکھنا چاہتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "آپ اتنے بڑے ادارے کو کیوں بند کریں گے؟ آپ کو شبہ ہے کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے چینی باشندوں کو باغی بنا رہے ہیں تو آپ انہیں سزا دیں آپ ہمارے ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ملک بدر کریں۔"

"ہم آپ کے موجودہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے ملک سے نکالیں گے تو اس ادارے میں دوسرے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہو جائیں گے۔ یہ ادارہ بند رہے گا تو مسلمانوں کی سرگرمیاں بھی تھم جائیں گی۔"

"گویا تمام مسلمانوں کے خلاف یہ حکم جاری کیا جارہا ہے۔ نہ یہاں بابا صاحب کا ادارہ رہے گا نہ مسلمان رہیں گے۔"

ایک افسر نے کہا "ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہمارے ملک میں کسی بھی مذہبی ادارے اور کسی بھی مذہبی تنظیم کو یہاں قائم ہونے اور پنپنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

میں نے کہا "ہمارے تمام دشمن یہی چاہتے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے کو یہاں سے اکھاڑ پھینکیں۔ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ آپ اس ادارے کو بند کرنے کا حکم دے کر یہ بھول رہے ہیں کہ ہماری کتنی سبکی ہوگی۔ کیسی جگ ہنسائی ہوگی۔ ہم کسی جرم کے بغیر آپ سے دوستی کرنے کی سزا پا کر یہاں سے جائیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہاں بابا صاحب کے ادارے کو بند کرنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم آپ سے دوستی ختم کر رہے ہیں۔ ہم عالمی میڈیا کے ذریعے یہ اعلان کریں گے کہ آپ ہمارے بہترین دوست تھے۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ چین کی موجودہ حکومت نے سیاسی مصلحت کی بنا پر صرف بابا صاحب کے ادارے کو ہی نہیں دوسرے مذہبی اداروں کو بھی بند کر دیا ہے۔"

سونیا نے کہا "دوسرے مذہبی ادارے والوں نے سفارتی تعلقات کی بنا پر یہاں اپنے ادارے قائم کیے ہیں۔ ہمارا کوئی اپنا ملک نہیں ہے کوئی سفارتی تعلق نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہم نے آپ کو سپر پاور بنانے کے لیے یہاں ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے۔ آپ نے سپر پاور بننے کی خوشی میں یہ ادارہ قائم کرنے کی اجازت دی تھی۔ ہم نے آپ سے سپر پاور بننے کی صلاحیتیں واپس نہیں لیں لیکن آپ ہمیں دیا ہوا انعام واپس لے رہے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ ہم یہاں سے واپسی کے لیے اپنا سامان سمیٹ رہے ہیں۔"

میں نے کہا "آج شام تک ہمارے لیے ایک طیارہ مخصوص کریں۔ ہم سب جناب عبداللہ واسطی کے ساتھ اس طیارے میں جائیں گے ہماری روانگی تک آپ اپنے فیصلے میں لچک پیدا کریں تو بہتر ہوگا۔"

میں اور سونیا وہاں سے اٹھ کر بابا صاحب کے ادارے میں جناب عبداللہ واسطی کے پاس آگئے۔ وہ پہلے سے جانتے تھے کیا ہونے والا ہے اس لیے انہوں نے علی، آفریدی، احمد زبیری، ماریہ اور دوسرے تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سامان سفر باندھنے کی ہدایات کی تھیں۔ جب چینی آرمی کے مسلح افسران اور جوان اس ادارے میں آئے تو جناب عبداللہ واسطی نے وہاں کی چابیاں ان کے حوالے کیں پھر ہم کئی گاڑیوں میں بیٹھ کر ائرپورٹ آگئے۔

آفریدی اور احمد زبیری اور دوسرے مسلمان مکینک انجینئر اور ڈاکٹر وغیرہ بہت اداس تھے۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ بہت کم مدت میں ترقی کرنے والے اس شاندار ادارے کو یوں اچانک بند کر دیا جائے گا اور انہیں اپنی مرضی کے خلاف وہاں سے جانا ہوگا۔

ہمارے مکینک اور انجینئر ائرپورٹ پہنچ کر اس طیارے کے ایک ایک پرزے کو چیک کر رہے تھے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارا پائلٹ اور کو پائلٹ یہ جہاز لے جائیں گے اور آپ کو پیرس تک پہنچا کر واپس آجائیں گے۔"

میں نے کہا "جہاز میں آپ کا عملہ نہ ہو تب بھی ہم جہاز لے جا سکتے ہیں لیکن جس طرح ہم جہاز کو اچھی طرح چیک کر رہے ہیں اسی طرح پائلٹ اور کو پائلٹ کے دماغوں کو بھی اچھی طرح چیک کریں گے۔ آپ کو اعتراض تو نہیں ہے۔"

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے چینی افسر نے کہا "ہمارے پائلٹ اور کو پائلٹ یوگا کے ماہر ہیں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والا وہ کسی کو دماغ میں آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ آپ ہم پر بھروسا کریں۔ وہ آپ کو بخیریت پیرس تک ضرور پہنچا دیں گے۔"

میں نے ان سے بحث نہیں کی۔ اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہہ دیا کہ وہ ان جہاز اڑانے والوں کی سے نگرانی کریں۔ چینی حکمران اور افسران اپنے فیصلے پر رہے۔ انہوں نے کوئی لچک پیدا نہیں کی۔ ہم ان سے مصافحہ کر کے طیارے میں آگئے پھر وہ طیارہ وہاں سے روانہ ہوگیا۔

ہم نے ان سے دوستی کر کے ایک بہت یادگار سبق حاصل کیا تھا۔ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں اس یادگار سبق کو کبھی بھلا نہیں سکیں گی۔

معاملہ یہاں ختم نہیں ہوا تھا۔ بات بہت آگے تک بڑھنے لگی تھی۔ ابھی میں اس معاملے کے دوسرے پہلوؤں کو بیان کر رہا ہوں۔ امریکا، اسرائیل، روس اور فرانس جیسے ممالک کو یہ معلوم تھا کہ ہم چین سے نکالے جارہے ہیں۔ ہمارا طیارہ دوسری صبح پیرس پہنچنے والا ہے۔

اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن کس طرح ہمارے استقبال کی تیاریاں کر چکے ہوں گے۔ اس طیارے میں جناب عبداللہ واسطی اور بابا صاحب کے ادارے کے اہم افراد تھے، میں تھا، سونیا تھی۔ وہ تمام دشمن مل کر ایک ہی حملے میں اس طیارے کو تباہ کر دیتے تو ہمیشہ کے لیے ہمارا نام و نشان مٹ جاتا۔ سونیا اور فرہاد کی لاش کے ٹکڑے بھی نہیں ملتے۔ اس وقت ہم موت کے اڑن کھٹولے پر جارہے تھے۔

جناب عبداللہ واسطی نے مجھ سے کہا "ہمیں پیرس نہیں جانا ہے لیکن یہ چینی پائلٹ ہماری مرضی کے مطابق ہمیں کسی دوسری جگہ نہیں لے جائے گا۔ مجھے تھوڑی دیر کے لیے مجبوراً روحانی ٹیلی پیتھی کا سہارا لینا ہوگا۔ تم ہمارے ادارے کے پائلٹ کو اس پائلٹ کیبن میں پہنچاؤ۔ میں اس کی جگہ بدلنے والا ہوں۔"

میں نے اپنے ادارے کے دو پائلٹوں سے کہا "تم دونوں پائلٹ کیبن میں جاؤ۔ جناب عبداللہ واسطی نے کہا ہے تمہیں چینی پائلٹ کی جگہ سنبھالنی ہے۔ ہم اس طیارے کو پیرس نہیں کسی دوسری جگہ لے جائیں گے۔"

وہ دونوں اس کیبن میں آگئے۔ چینی کو پائلٹ نے انہیں دیکھ کر کہا "یہاں کیوں آئے ہو؟ ہم نے کہا تھا کہ ادھر کوئی نہیں آئے گا۔"

ہمارے پائلٹ نے فوراً ہی اس کی سیٹ سنبھالی۔ وہ دونوں چینی پائلٹ اور کو پائلٹ وہاں سے چلتے ہوئے طیارے کے آخری حصے میں آئے پھر وہاں خالی سیٹوں پر بیٹھ

وہ اپنی بات ختم کرتے ہی یک لخت چپ ہوگیا۔ اس پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ پائلٹ نے اپنی سیٹ پر سے اٹھتے وقت ہمارے پائلٹ سے بولا "یہ تمہاری جگہ ہے تم سنبھالو۔"

گئے۔ جناب عبداللہ واسطی نے کہا "یہ دونوں اگلے پندرہ گھنٹوں تک غائب دماغ رہیں گے۔ ان کے دماغوں میں ان کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی نہیں آسکے گا۔ اب مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا۔ مجھے عبادت میں مصروف رہنے دو۔"

میں سونیا کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر رہی تھی کہ اس طیارے میں کیسی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ وہ بولی "چینی حکمرانوں نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے۔ زندگی میں پہلی بار مجھے توہین کا احساس ہو رہا ہے لیکن میں برداشت کر رہی ہوں۔ مجھے اطمینان ہے کہ ہم اس توہین کے جواب میں زبردست کارروائی کریں گے۔"

میں نے کہا "ہاں! ہم ابھی کارروائی نہیں کر سکیں گے۔ ابھی اس طیارے میں ہماری سلامتی کا مسئلہ ہے۔ ہم دنیا کے جس ملک کے ائرپورٹ میں اتریں گے۔ وہاں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں طیارے سے اترنے کا موقع بھی نہیں دیں گے۔ اس طیارے کو صرف ایک راکٹ لانچر سے تباہ کر دیں گے۔ جب تک اس طیارے میں ایندھن ہے اور جب تک یہ پرواز کر رہا ہے تب تک ہمیں زمین کے کسی بھی خطے میں سلامتی سے اترنے کی تدبیر کرنی ہوگی۔"

میں نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ایک چینی آرمی افسر ہوں۔ مجھے اس طیارے میں اپنے پائلٹ اور کو پائلٹ کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔"

"ان کا دماغ ساتویں آسمان پر تھا۔ ہم نے انہیں پندرہ گھنٹوں کے لیے غائب دماغ بنا دیا ہے۔"

میں وہاں کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر بولا "ہم بڑی خاموشی کے ساتھ تمہارے ملک سے نکل آئے ہیں۔ اگر چاہتے تو وہیں جوابی کارروائیاں کر سکتے تھے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا اب کرنے والے ہیں۔"

"مسٹر فرہاد کیا ہمیں دھمکیاں دے رہے ہو؟"

"فی الحال تو میں لین دین کا حساب کرنے آیا ہوں۔ ہم نے تمہیں ٹرانسفارمر مشین دی۔ تم نے ہمیں بابا صاحب کا ادارہ قائم کرنے کی اجازت دی۔ اب تم نے اس ادارے کو ہم سے چھین لیا ہے۔ جواباً ہم تم سے وہ مشین اور اس مشین سے تمام پیدا ہونے والوں کو تم سے چھین رہے ہیں یہ چوبیس گھنٹے کا الٹی میٹم ہے اپنی مشین اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بچانے کی جتنی تدبیر کر سکتے ہو کر لو۔ چوبیس گھنٹوں کے بعد ساری دنیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہ تماشا دیکھیں گے جو کبھی کسی نے دیکھا نہیں ہوگا۔ اس لمحے کے بعد سے تم کسی طرح بھی ہم سے رابطہ قائم نہیں کر سکو گے۔ اسے دھمکی نہ سمجھنا۔ موت ساری زندگی ایک دھمکی کہلاتی ہے۔ جب آجاتی ہے تو پھر دھمکی نہیں رہتی۔"

میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔

ہم آسمان اور زمین کے بیچ میں تھے۔ چھ سات گھنٹے سے زیادہ پرواز نہیں کرسکتے تھے۔ کسی نہ کسی ملک کی زمین پر اترنا ضروری تھا لیکن تمام بڑے ممالک اور تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے زمین پر اترنے کے تمام راستے بند کررہے تھے جس دنیا میں ہم پیدا ہوئے تھے اسی دنیا پر ہمارا داخلہ ممنوع ہوگیا تھا۔

مسٹر بلیک ہمارے طیارے کو تباہ کرنے کے لیے بڑے جوش و خروش کے ساتھ سرگرم عمل تھا۔ وہ امریکا کے تمام بڑے اور چھوٹے ائرپورٹس کے اعلیٰ عہدیداروں اور تمام پرائیویٹ فلائنگ کمپنیوں کے مالکان کو حکم دے رہا تھا کہ چین سے آنے والے کسی بھی طیارے کو کسی بھی رن وے پر اترنے کی اجازت نہ دی جائے۔

انڈر گراؤنڈ سیل میں اب نو ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے تھے' ان میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کوما میں پڑا ہوا تھا۔ مسٹر بلیک نے ان نو ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا "چند گھنٹوں کے لیے اپنی تمام مصروفیات ترک کردو۔ اپنے تمام ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ ہمارے ملک کے تمام ائرپورٹس کے عملے کے اندر پہنچو۔ وہاں کے اہم عہدے داروں کو اپنا آلہ کار بناؤ۔ چین سے آنے والے کسی بھی طیارے کو ہمارے ملک میں نہیں اترنا چاہیے۔"

نمبر فور نے کہا "سر! میں نے اپنے آٹھ ساتھیوں کو تفصیل سے بتایا ہے کہ فرہاد' سونیا اور بابا صاحب کے ادارے کے اہم افراد ایک طیارے میں بیجنگ سے پیرس جائیں گے پھر پتا چلا کہ وہ روٹ بدل رہے ہیں۔ وہ پیرس کے بجائے کسی دوسرے ملک میں اس جہاز کو اتارنے والے ہیں۔ ہم اس جہاز کو یہاں اترنے نہیں دیں گے۔"

مسٹر بلیک نے کہا "صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ انہیں ہمارے ملک میں آنے سے روک دیا جائے۔ تم سب کو خیال خوانی کے ذریعے دوسرے ممالک کے تمام ائرپورٹس میں پہنچنا چاہیے۔ وہاں کے عملے اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہیے۔ ویسے دوسرے ممالک کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی یہی کررہے ہوں گے۔"

"سر! ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ہم دوسرے ممالک کے ائرپورٹس پر بھی نظر رکھیں۔ دنیا کے تمام ائرپورٹس میں ہمارے مسلح آلہ کار ہوں گے۔ اگر فرہاد کسی تدبیر سے اس طیارے کو جبراً کسی ائرپورٹ کے رن وے پر اتارے گا تو اس کے اترتے ہی راکٹ لانچر زوغیرہ کے ذریعے حملے کیے جائیں گے۔ اس طیارے کے پرخچے اڑ جائیں گے۔"

"یہ نہ بھولو کہ ایران' افغانستان اور لیبیا ہمارے دشمن ہیں۔ وہ اس طیارے کو اپنے ملک میں اترنے کی اجازت دیں گے۔ ان ممالک میں ہمارے جاسوس ہیں' تمہارے آلۂ کار ہیں۔ ان سب کو حکم دو کہ وہ وہاں کے تمام ائرپورٹس میں ابھی سے مسلح ہوکر پہنچ جائیں۔ انہیں اپنی جان پر کھیل کر بھی اس طیارے کو تباہ کرنا ہوگا۔"

مسٹر بلیک کے علاوہ امریکا کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران دوسرے تمام ممالک سے ہاٹ لائن پر رابطے کررہے تھے۔ ایک دوسرے سے معلوم کررہے تھے کہ وہ طیارے کو زمین پر اترنے سے پہلے ہی تباہ کردینے کے سلسلے میں کیسی تدابیر پر عمل کررہے ہیں۔

اسرائیلی حکام الپا اور بن بورین سے کہہ رہے تھے "اس طیارے کو ہمارے ملک کی زمین پر نہیں اترنا چاہیے۔ سونیا اور فرہاد یہاں زندہ سلامت پہنچیں گے تو ہماری راتوں کی نیندیں حرام کردیں گے۔"

الپا نے کہا "سونیا اور فرہاد پہلی بار ایک طیارے کے پنجرے میں بند ہوگئے ہیں۔ وہ پنجرہ زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہے۔ انہیں ایک ساتھ جہنم میں پہنچانے کا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا۔ میں اپنی تمام صلاحیت اور تمام تجربوں سے کام لے کر اس طیارے کو تباہ کردوں گی۔"

بن بورین نے کہا "بابا صاحب کے ادارے کے ایک محترم بزرگ عبداللہ واسطی ادارے کے بہت ہی اہم افراد کے ساتھ اس طیارے میں ہیں۔ آج پہلی بار بابا صاحب کے ادارے کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔"

الپا نے کہا "ہمارے تمام ائرپورٹس کا عملہ چوکس ہے۔ ہم نے وہاں کے تمام اہم عہدے داروں کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔ اب ہم افغانستان' ایران اور لیبیا میں اپنے سراغ رسانوں کے ذریعے وہاں کے تمام عہدے داروں کے دماغوں میں پہنچ رہے ہیں۔ انہیں ہپناٹائز کرنے کا وقت نہیں ہے لیکن جیسے ہی وہ طیارے کو اترنے کی اجازت دینا چاہیں گے' ہم ان کے دماغوں میں زلزلے پیدا کرنے لگیں گے۔"

اسکاٹ لینڈ یارڈ کا جنرل وہاں کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے انچارج اور سربراہ مارشل ٹی ٹو اور کمانڈر ہائیڈ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے اعلیٰ عہدے دار بھی تھے۔ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے انگلینڈ' اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کے تمام ائرپورٹس کو سیل کرچکے تھے۔ اب یورپ کے دوسرے ممالک کے اہم افراد کے اندر پہنچ رہے تھے اور انہیں اپنے اپنے ائرپورٹس کو سیل کرنے کا حکم دے رہے تھے۔

اس وقت دنیا کے تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں اتحاد پیدا ہوگیا تھا جہاں ایک ملک کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پہنچ گئے تھے۔ وہیں دوسرے ممالک کے ٹیلی پیتھی

جاننے والے بھی پہنچ رہے تھے۔ سب ہی نے ہر ملک کے ہر شہر میں ائرپورٹس میں سیکڑوں مسلح آلہ کار پیدا کردیے تھے۔

مسٹری مین نے اپنے ماتحتوں سے کہا "تمام ممالک کے ان عہدے داروں کے اندر جاتے آتے رہو جن کا تعلق ائرپورٹس سے ہے۔ وہ طیارہ جہاں بھی اترے گا' تم وہاں آلہ کار بنا کر اس طیارے کو تباہ کردو گے۔ میں بھی موجود رہوں گا۔ ہم اس طیارے سے ایک بھی مسافر کو باہر نہیں آنے دیں گے۔"

ہاروے اور بیکر برائٹ مٹھیاں بھینچ کر اور دانت پیس کر کہہ رہے تھے "پورس نے پہلے ہمارے دو ساتھیوں سائن اور آندرے کو ہلاک کیا پھر ہمارے سینئر ساتھی بائرن ٹوڈ کو خاک میں ملا دیا۔ اب ہم اس کے ماں باپ کو اس طیارے کے پنجرے سے نکلنے نہیں دیں گے۔ تمام ممالک کے فوجی سربراہوں کے اندر جاتے آتے رہیں گے۔ اس طرح پتا چلے گا کہ وہ طیارہ کہاں اترنے والا ہے۔"

یہ سمجھ میں آرہا تھا کہ ہمارے بدترین دشمن دنیا کے چپے چپے پر موجود ہیں۔ روس کے اکابرین نے تیج پال سے کہا "دنیا کے سب سے خطرناک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ختم کرنے کا ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا۔ آپ اس سلسلے میں کیا کررہے ہیں؟"

تیج پال نے کہا "میں وہی کررہا ہوں جو دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس وقت کررہے ہیں۔ وہ بے شمار دشمن اس طیارے کو ضرور تباہ کریں گے۔ ایسے وقت ہم ان کی پشت پناہی کرتے رہیں گے۔"

تیج پال بظاہر وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سربراہ تھا لیکن کرونا کا معمول تھا۔ کرونا اور تیج پال بہت پہلے سے پارس کے معمول تھے۔ راسپوٹین نے ایک آلہ کار کے ذریعے کرونا سے کہا "ہم دونوں کو مل کر اس طیارے کی تباہی کے لیے تدبیر کرنی چاہیے۔"

وہ پارس کی مرضی کے مطابق بولی "ساری دنیا ہی اس طیارے کو تباہ کرنے کے لیے اپنی نیندیں حرام کررہی ہے' کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی بہت بڑا سیارہ ہماری زمین سے ٹکرانے والا ہے۔"

راسپوٹین نے کہا "وہ کسی سیارے سے کم نہیں ہے۔ ہم اسے زمین پر اترنے سے پہلے تباہ کردیں گے تو ہم مکار زمانہ سونیا اور سب سے پرانے اور خطرناک ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد علی تیمور سے نجات پالیں گے۔"

"جیسا کہ تم جانتے ہو۔ میں تیج پال کی معمول ہوں۔ اس کے احکامات کی تعمیل کرتی رہتی ہوں۔ تم تنہا اس سیارے سے ٹکرانے جاؤ۔ ہم سب کا مقصد ایک ہی ہے۔ پوری دنیا کوشش کررہی ہے۔ اس طیارے کو کسی نہ کسی طرح تباہ ہونا ہی ہے۔"

کرونا اور تیج پال روسی اکابرین کو یقین دلا رہے تھے کہ وہ میری اور سونیا کی دشمنی کے سلسلے میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں لیکن وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کررہے تھے۔ تیج پال نے پارس کی مرضی کے مطابق اپنے ساتھی بیزدن کو اور دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں خیال خوانی نہ کریں۔ جب وہ طیارہ کسی ملک میں اترے گا۔ تب اسے تباہ کرنے کے لیے وہ اپنی سرگرمی دکھائیں گے۔ تب تک انہیں اپنے ملکی معاملات میں مصروف رہنا چاہیے۔

طیارے میں میرے اور سونیا کے علاوہ کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ وہ سب خیال خوانی کے ذریعے تمام دشمنوں کی سرگرمیاں دیکھ رہے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے اور ادارے کے باہر دنیا کے تمام ممالک میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے۔ وہ ہم سے غافل نہیں تھے۔ دنیا کے تمام چھوٹے بڑے ائرپورٹس میں جہاں مسلح دشمن تھے۔ وہاں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی پہنچے ہوئے تھے۔ میں نے ان سب سے کہہ دیا تھا کہ وہ تمام دشمنوں پر نظر رکھیں۔ میری طرف سے جب ہدایت ملے تب کارروائی کریں۔

ثانی' فہمی' پارس اور پورس سبھی میرے اندر موجود تھے۔ میں نے پارس سے کہا "الپا تمہاری معمولہ ہے۔ اس کے ذریعے بن بورین وغیرہ کو اپنے شکنجے میں لو۔ ہمارا یہ طیارہ تل ابیب کے ائرپورٹ پر اترے گا۔"

سونیا نے کہا "ہمارے طیارے کو انٹرنیشنل ائر روٹ پر دیکھا جارہا ہے۔ انہیں پتا ہے کہ ہم روٹ بدل کر کدھر جارہے ہیں۔ جب یہ طیارہ اسرائیل پہنچے گا تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ تل ابیب کے قریب ائرپورٹس پر اتارا جارہا ہے۔ ایسے وقت میں وہ دشمن ہوائی حملے کرسکتے ہیں۔ ہمارے اس طیارے کی تباہی سے انہیں زندگی ملنے والی ہے۔ وہ ہمیں مار ڈالنے کے لیے کچھ بھی کرسکتے ہیں لہٰذا بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے وہاں کی ائرفورس پر چھا جاؤ۔"

میں نے کہا "وہاں حالات جنگ پیدا کردو۔ ہوائی حملوں کی صورت میں دشمن طیاروں کو مار گرانے کے لیے فوج کو الرٹ کردو۔"

ثانی اور فہمی' علی' پارس' پورس' آفریدی' احمد زبیری اور بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی کرنے لگے۔ پارس الپا کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اس کی معمولہ تھی۔ جب تک وہ اسے مخاطب نہ کرتا' وہ اس کی موجودگی کو سمجھ نہیں سکتی

تھی۔

اس وقت وہ بن بورین اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے افسران کے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ سب ہماری تباہی کے سلسلے میں اپنی تدابیر پر عمل کر رہے تھے۔ خیال خوانی کے ذریعے مختلف ممالک کے ائرپورٹ میں پہنچ رہے تھے۔ وہاں کے عملے کے ذریعے معلوم کر رہے تھے کہ ہمارا طیارہ کس ملک کے آسمان سے گزر رہا ہے۔

وہ خیال خوانی کے دوران میں ایک دوسرے سے گفتگو بھی کرتے جا رہے تھے۔ وہاں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے افسران تھے، ان سب کے دماغوں میں پارس نے اس وقت جگہ بنائی تھی جب وہ پہلی بار ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر اس مرحلے سے گزر رہے تھے، جب نئے سیکھنے والوں پر تنویمی عمل کیا جاتا ہے۔

پارس نے ہمارے کئی سراغ رسانوں کو ان سب کے دماغوں میں پہنچا دیا۔ ان میں سے دو افسران اپنی جگہ سے اٹھ کر بن بورین کے دائیں بائیں آ کر کھڑے ہو گئے۔ ریوالور نکال کر اسے اپنے نشانے پر رکھ لیا۔

وہ حیرانی سے بولا "یہ کیا حرکت ہے؟"

ایک نے کہا "اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھو۔ تمہیں ہپناٹائز کیا جا رہا ہے۔ تم انکار کرو گے تو ہم گولی مار دیں گے۔"

ایک نے پیچھے سے اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ خود کو چھڑانے کے لیے جدوجہد کر سکتا تھا لیکن دوسرے نے اس کے کھلے ہوئے منہ میں ریوالور کی نال ٹھونس دی تھی۔ اس وقت الپا ایک آرام دہ کرسی پر گم صم بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ پارس کی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی تھی۔

علی، بن بورین کے دماغ میں تھا۔ اسے وہاں سے اٹھا کر ایک بڑے صوفے پر لٹایا جا رہا تھا۔ علی نے کہا "اپنے جسم کو ڈھیلا رکھو، دماغ کو آزاد چھوڑ دو ورنہ گولی چل جائے گی۔"

ریوالور کی نال اس کے حلق میں ٹھنسی ہوئی تھی۔ خوف سے اس کے دیدے پھیل گئے تھے۔ علی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ اسے دماغی طور پر ذرا کمزور بنانے لگا پھر اس کے بعد اس نے ایک مختصر سا تنویمی عمل کیا۔ اس کو معمول بنانے کے بعد آدھے گھنٹے کے لیے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

ایسے وقت پارس، الپا سے باتیں کرتا رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "پارس، یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔ مجھے بتاؤ تم بن بورین اور ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے شکنجے میں کیوں لے رہے ہو؟"

"ایک نادان بچی کی طرح سوال نہ کرو۔ تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تم میرے ارادوں کو سمجھ رہی ہو۔ میری مما اور میرے پاپا پہلی بار ایک ساتھ تمہارے ملک میں آ رہے ہیں۔ میں ان کے استقبال کے لیے تمہیں تیار کر رہا ہوں۔ فوراً اپنی بری، بحری اور فضائی افواج کے سربراہوں سے کہو کہ دشمن ممالک سے خطرہ ہے۔ کسی وقت بھی ہوائی حملے ہو سکتے ہیں لہٰذا تینوں افواج کو چوکس رہنا چاہیے۔ اپنے ملک کے اندر چین اور دوسرے ممالک کے درمیان مسافر بردار طیاروں کو آنے سے نہ روکا جائے۔ جنگی طیاروں کو ریڈار پر دیکھتے ہی تباہ کر دیا جائے۔"

الپا اس کے احکامات کی تعمیل کرنے لگی۔ اکابرین حیرانی سے پوچھ رہے تھے "کن دشمن ممالک سے ہمیں خطرہ ہے؟ کون ہم پر حملے کرنے والے ہیں؟ پھر تم چین کے طیارے کو یہاں آنے کی اجازت کیوں دے رہی ہو؟"

وہ بولی "میں تم سب کی سلامتی کے لیے ایسا کر رہی ہوں۔ اگر فرہاد کے طیارے کو یہاں آنے سے روکا جائے گا تو تم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا۔ تمہارے ساتھ تمہارے بیوی بچے بھی مارے جائیں گے۔"

ان میں سے کئی اکابرین اور فوج کے کئی افسران نے ٹیلی فون اور فیکس کے ذریعے امریکا اور دوسرے ممالک سے رابطہ کرنا چاہا۔ وہ انہیں بتانا چاہتے تھے کہ وہ سب مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے شکنجے میں آ گئے ہیں۔ الپا نے چین سے آنے والے طیارے کو اپنے ملک میں اترنے کی اجازت دے دی ہے۔

لیکن ان میں سے کوئی ٹیلی فون اور فیکس کے ذریعے کسی سے رابطہ نہ کر سکا۔ ہمارے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں کے حکمرانوں اور تمام فوجی افسروں کے دماغوں پر قبضہ جما چکے تھے۔

جب ہمارا طیارہ اسرائیل کے قریب پہنچنے لگا تو تمام ممالک کے حکمران اور فوجی افسران ٹیلی فون اور فیکس کے ذریعے الپا سے اور وہاں کے اکابرین سے رابطہ کرنے کی کوششیں کرنے لگے لیکن کسی سے رابطہ نہیں کر پا رہے تھے۔ وہ کہنا چاہتے تھے کہ طیارہ اسرائیل کی حدود میں داخل ہو رہا ہے اسے روکا جائے لیکن تمام اسرائیلی اکابرین اور فوجی افسران گونگے بہرے ہو گئے تھے۔

تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیل کے کسی ایک فرد کے بھی دماغ میں جگہ نہیں مل رہی تھی۔ پورے اسرائیل کو اندر ...... اور باہر سے سیل کر دیا گیا تھا۔

ہمارا طیارہ صحیح سلامت وہاں کے رن وے پر اتر گیا۔ الپا، بن بورین اور تمام اکابرین نے مصلحتاً یہ فیصلہ کیا کہ ہم سے دوستی کی جائے۔ دشمنی مہنگی پڑے گی۔ کیونکہ ہم ان کے ملک کے اندر گھس آئے ہیں۔

انہوں نے بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا۔ جناب عبداللہ واسطی نے کہا "مجھے آپ کی میزبانی منظور نہیں ہے۔ میں یروشلم جا رہا ہوں مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کروں گا پھر اپنی منزل کی طرف چلا جاؤں گا۔"

وہ ایک کار میں بیٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے دوسرے افراد وہاں سے جانے والی دوسری پروازوں کے ذریعے مختلف ممالک کی طرف جانے لگے۔ دشمن یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ ان میں سے کون کہاں جا رہا ہے۔ وہ مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنے والے تھے۔

علی، آفریدی، لی، ماریہ اور احمد زبیری ائرپورٹ سے چپ چاپ چلے گئے۔ انہوں نے کسی میزبان سے ملاقات نہیں کی۔ سونیا نے الپا سے کہا "ہمیں کچھ عرصے تک یہاں پورے حفاظتی انتظامات کے ساتھ رہنا ہوگا۔ تمہارا ذاتی محل بہت وسیع و عریض ہے۔"

وہ بولی "یہ میرے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آپ میرے محل میں رہیں گی۔"

سونیا نے کہا "پہلے ٹرانسفارمر مشین کو اپنے اس محل میں پہنچاؤ، تم اور بن بورین اس مشین کے ساتھ یرغمال کے طور پر اس محل میں رہو گے۔"

میں نے کہا "باقی باتیں بعد میں ہوں گی فی الحال مشین وہاں منتقل کراؤ اور ہمارے ساتھ محل میں چلو۔"

فوراً ہی ہمارے احکامات کی تعمیل کی گئی۔ میں اور سونیا، الپا اور بن بورین کے ساتھ اس محل میں آ گئے۔ وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس ملک میں بہت اہم تھے۔ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے تھے پھر مشین بھی بہت اہم تھی۔ جب تک یہ سب کچھ ہمارے شکنجے میں رہتا، وہاں کے فوجی حکمران ہمارے خلاف کچھ نہیں کر سکتے تھے پھر یہ کہ ان کے تمام فوجی افسران اور ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے زیر اثر آ چکے تھے۔ وہاں ہمارے لیے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

ہم نے اس محل میں پہنچ کر آرام سے بیٹھ کر ایک ایک دشمن سے رابطہ کرنا شروع کیا۔ میں نے چینی فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا "دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کی طرح تمہاری بھی یہی خواہش تھی کہ ہم زندہ سلامت زمین پر نہ پہنچیں مگر ہم پہنچ گئے ہیں۔"

اس افسر نے کہا "ہماری ایسی کوئی خواہش نہیں تھی۔ ہم نے تو تمہیں بخیریت سفر کرنے کے لیے اپنا طیارہ دیا تھا۔"

"یوں کہو ہمیں موت کے اڑن کھٹولے پر بٹھایا تھا۔ بائی داوے ہمارا قرض تم پر باقی ہے، تم اسے ادا کرو گے، ابھی تمہارے ملک میں صبح ہونے والی ہوگی، یہاں رات ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب سو کر اٹھوں تو دوسری صبح وہ ٹرانسفارمر مشین تمہارے پاس نہ رہے۔ اس کا ایک ایک پرزہ الگ کر کے اسے آگ میں پگھلا دوں۔"

اس نے کہا "میں یوگا کا ماہر نہیں ہوں تم ہم جیسے چند افسران کو دماغی مریض بنا سکتے ہو یا ہلاک کر سکتے ہو وہاں بیٹھ کر ہمارے ملک میں تخریبی کارروائیاں کر سکتے ہو۔ ہم تو ہمیشہ تخریبی کارروائیاں کرنے والے دشمنوں سے نمٹتے آئے ہیں تم سے بھی نمٹ لیں گے، لیکن تمہیں کبھی اپنی ٹرانسفارمر مشین تک پہنچنے نہیں دیں گے۔"

"آج ہمارا زمین تک پہنچنا ناممکن تھا۔ تم سب نے دشمنی کی انتہا کر دی تھی مگر تم نے پہلے بھی دیکھا ہے اور آج بھی دیکھ رہے ہو ہم اپنی ذہانت سے اور عزائم سے ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔ کل صبح میرے نیند سے بیدار ہونے کے بعد تمہارے پاس ٹرانسفارمر مشین نہیں رہے گی۔ اس چیلنج کو اہمیت نہیں دو گے تو پچھتاؤ گے۔"

سونیا نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا "آج تو صرف تم نے ہی نہیں ساری دنیا نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا تھا۔ ہماری موت کا جشن منانے والے تھے، اب سوگ منا رہے ہو۔"

ایک افسر نے کہا "تم اور فرہاد قسمت کے دھنی ہو۔"

"قسمت ان کا ساتھ دیتی ہے جو آگے بڑھ کر دشمنی نہیں کرتے دوستی اور سلامتی کے راستے پر چلتے ہیں۔ تم نے اس بار پھر بہت بڑی دشمنی کی ہے۔ چین میں بابا صاحب کے ادارے کو اپنی سازشوں سے بند کرا دیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ سستے چھوٹ جاؤ گے؟ آج رات کی صبح ہونے دو کل دن نکلنے دو، ہم تمہیں دن میں تارے دکھانے والے ہیں۔"

میں نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ڈائریکٹر جنرل کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ مارشل ٹی ٹو اور کمانڈر ہائیڈ سے کہہ رہا تھا "یہ فرہاد کیا چیز ہے؟ کیا یہ قیامت تک زندہ رہنے اور موت کے حملوں سے بچتے رہنے کا مقدر لے کر آیا ہے؟"

مارشل ٹی ٹو نے کہا "ہم حیران ہیں آج تو دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس سے اس دنیا کی زمین چھین لی تھی۔ پتا نہیں اس نے الپا جیسی گھاگ عورت کو کس طرح ٹریپ کیا ہے؟"

کمانڈر ہائیڈ نے کہا "اس نے پورے اسرائیل کو اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے۔ وہاں کسی سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ ٹیلی فون، فیکس اور ای میل کے رابطوں کو ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔ اسرائیل اس وقت ساری

دنیا سے کٹا ہوا ہے۔"

میں نے ڈائریکٹر جنرل کے ذریعے کہا "اب تمہارے کتنے مرنے کی باری ہے' میں فرہاد بول رہا ہوں۔"

وہ سب اپنی کرسیوں پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ڈی آئی جی کو دیکھنے لگے۔ میں نے کہا "ہم نے تم پر احسان کیا۔ تمہارے پاس ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ پہنچایا۔ آج تم بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر رہے ہو مگر تم لوگ تو سانپ ہو جس کے برتن میں دودھ پیتے ہو اسی کو ڈس لیتے ہو۔ کیا بتا سکتے ہو کہ ہم سے کیوں دشمنی کر رہے ہو؟"

وہ خاموشی سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پھر مارشل ٹی ٹو نے کہا "دشمنی کی ابتدا تم نے کی ہے۔ ہمارے سب سے بڑے دشمن چین کو ٹرانسفارمر مشین دی ہے۔"

"ایسا کہتے وقت یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ہم نے تمہیں بھی یہ مشین دی ہے ہم دشمن ہوتے اور دشمنی کرتے تو کیا تم لوگوں کو ٹیلی پیتھی سیکھنے کا موقع دیتے؟ بہرحال تم نے اپنی کم ظرفی دکھائی ہے۔ اس کی سزا تو تمہیں پانی ہوگی۔"

"اچھا تو تم دھمکیاں دینے آئے ہو۔ ذرا معلوم تو ہو کہ ہمیں کیا سزا دینا چاہتے ہو؟"

"میں ابھی سونے جا رہا ہوں۔ مجھے نیند پوری کر لینے دو۔ کل کسی وقت تمہیں خود بہ خود معلوم ہوگا کہ تمہیں کیا سزا مل رہی ہے۔"

"تم سزا دینے سے پہلے ہمیں تجسس میں مبتلا رکھنا چاہتے ہو۔ ہم نادان بچے نہیں ہیں کہ تم ڈراؤ گے تو ہم کل تک ڈراؤنے خواب دیکھتے رہیں گے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا' وہاں سے چلا آیا۔ سونیا نے فرانس کی آرمی کے ایک اعلیٰ افسر کے ذریعے وائزمین کو مخاطب کیا۔ اس ملک میں وائزمین نے ٹرانسفارمر مشین تیار کی تھی اور وہاں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت پیدا کر رہا تھا۔ سونیا نے کہا "وائزمین! میں سونیا بول رہی ہوں۔ ابھی تم نے اس ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پیدا کرنے کی ابتدا کی ہے۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اور تم ہم سے دشمنی کرنے کے لیے میدان میں آگئے ہو۔"

وہ بولا "میڈم! میں آپ کو زمین پر اترنے اور نئی زندگی پانے کی مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ میرے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں۔ لیکن میں تو پرانا کھلاڑی ہوں۔ بابا صاحب کا ادارہ ہمارے ملک فرانس میں ایک پھوڑے کی طرح ابھرا ہوا ہے۔ اس پھوڑے کو ختم کرنے کے لیے آپریشن ضروری تھا۔"

"اناڑی ڈاکٹر کے ہاتھوں میں اوزار آجائیں تو وہ پھوڑے کو بھول کر اپنا ہی آپریشن کرنے لگتا ہے۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ تم نے خود کو بری طرح چیر پھاڑ کر رکھ دیا ہے اور چیر پھاڑ کے نتیجے میں کل تمہاری موت واقع ہونے والی ہے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "اچھا تو تم مجھے موت کے گھاٹ اتارنے والی ہو۔ کیا میں تمہارے خوف سے یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں؟"

"تمہیں اس ملک سے اور اس دنیا سے جانا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے افراد سلامت چین سے واپس آگئے ہیں اور کل تمہارے فرانس میں پہنچیں گے۔ وہاں سے اپنے بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے۔ اس سے پہلے تمہیں موت کی نیند سو جانا چاہیے۔ بس کل تک اپنے سانس گنتے رہو۔"

وہ راسپوٹین کے پاس آئی۔ اس کے ایک آلہ کار کے ذریعے گفتگو ہوا کرتی تھی۔ اس نے کہا "تم بڑے ہی احسان فراموش نکلے۔ میں نے تمہیں قلعے کے اندر پہنچایا تھا۔ تم مجھے اوپر پہنچانے کے لیے دشمنوں کا ساتھ دے رہے تھے۔"

وہ بولا "میں تمہاری ذہانت اور مکاریوں سے بہت متاثر ہوں۔ تعجب ہے تم ایک جہاز کے پنجرے میں بند تھیں۔ تمہیں باہر نکلنے کا راستہ بھی ہوتا تو نہ نکلتیں کیونکہ فضا میں معلق تھیں۔ تمہارے لیے زمین پر اترنا تقریباً ناممکن تھا۔ تعجب ہے تم نے کیسی مکاری دکھائی ہے' کس طرح [illegible] وغیرہ کو ٹریپ کیا ہے۔ اگر تمہاری ایک تصویر مل جائے تو کسی بہترین سنگ تراش سے تمہارا مجسمہ بنواؤں گا اور اس کو پھولوں کے ہار پہنا کر اس کی پوجا کرتا رہوں گا۔"

"تم میری پوجا کرنے کے لیے اب اس قلعے میں نہیں جا سکو گے۔ میں نے تمہیں وہاں پہنچایا تھا۔ اب لات مار کر وہاں سے نکال رہی ہوں۔"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس نے طیارے میں سفر کرنے کے دوران ہی اپنے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قلعے کے ان افراد کے دماغوں میں پہنچایا تھا۔ جو راسپوٹین' مسٹری مین' ہاروے' امریکی نمبر آٹھ اور کوبرا کے معمول بنے ہوئے تھے۔

ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان تمام افراد کے دماغوں کو لاک کر دیا تھا۔ میں نے ایک آلہ کار کے ذریعے ہاروے اور بیکر برائٹ سے کہا "تم نے اپنے اہم ساتھیوں کا برا انجام دیکھا تھا پھر بھی تمہیں عقل نہیں آئی۔ تم نے جہاز کو ہمارا پنجرہ سمجھ کر ہمیں ختم کرنا چاہا تھا۔ اب ہماری طرف سے کچھ تو جوابی کارروائی ہوگی۔"

ہاروے نے پوچھا "دھمکی نہ دو' یہ بتاؤ کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"جو کرنا تھا وہ تو ہم کر چکے ہیں۔ تم سے مارلی کا قلعہ چھین لیا گیا ہے اب وہاں نہیں جا سکو گے۔"

ہمارا یہ چیلنج سن کر راسپوٹین' مسٹری مین' ہاروے' امریکی نمبر آٹھ سب ہی خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے قلعے کے اندر اپنے اپنے معمول اور فرمانبرداروں تک پہنچنے کی کوششیں کرنے لگے اور ناکام ہونے لگے۔ وہ اب معمول نہیں رہے تھے۔ ان کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک رہے تھے۔

وہ سب اپنی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگے "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا سونیا اور فرہاد ہمارے ان تمام معمولوں کے اندر موجود رہا کرتے تھے۔ وہاں ہمیں ایک دوسرے سے لڑاتے رہتے تھے۔ اب سمجھ میں آرہا ہے کہ وہ ہمیں لڑاتے رہے اور ہم کتوں کی طرح لڑتے رہے۔"

ہم نے راسپوٹین' امریکی نمبر آٹھ اور کوبرا وغیرہ کو قلعے کے چند افراد کے اندر پہنچایا تھا لیکن ہم یا ہمارے ماتحت مسٹری مین اور ہاروے کے معمول کے اندر نہیں پہنچتے تھے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے صرف ان کے دماغوں میں رسائی حاصل کی۔ جن کے اندر ہم نے انہیں پہنچایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے ذریعے مسٹری مین اور ہاروے کے تمام معمولوں کو گولی مار دی تھی۔

وہ قلعہ پھر ان کے لیے فولادی بن گیا تھا۔ وہ اس کے اندر نہیں جا سکتے تھے۔ فی الحال وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے خالی ہو گیا تھا ہم نے بھی اسے خالی چھوڑ دیا تھا۔ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ ویسے وہ قلعہ اتنا اہم تھا کہ آئندہ بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے میدانِ جنگ بننے والا تھا۔

میں نے اور سونیا نے خیال خوانی کا سلسلہ ختم کر دیا۔ ہمارے سراغ رسانوں کی نگرانی میں رات کا کھانا تیار کیا گیا تھا۔ ہم نے پیٹ بھر کر کھایا پھر اپنی تھکن مٹانے کے لیے آرام سے سو گئے۔ ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے باری باری الپا' بن بورین اور وہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں پہرا دے رہے تھے۔ انہیں پناتائز بھی کر رہے تھے۔ تاکہ وہ معمول بننے کے بعد ہمیں دھوکا نہ دے سکیں۔

اس کے علاوہ بابا صاحب کے ادارے میں تمام اہم افراد جاگ رہے تھے۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی ایک کانفرنس ہال میں وہاں کے تمام اہم افراد سے مخاطب تھے۔ وہ کہہ رہے تھے "دوستوں اور دشمنوں کو آزماتے آزماتے ایک طویل مدت گزرتی جا رہی ہے۔ اس دوران میں ہمارے تجربات ہیں کہ ہمیں آئندہ کبھی کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔"

ادارے کے عہدیدار نے کہا "انہوں نے ہمارے ادارے والوں پر زمین تنگ کر دی تھی اگر پارس نے الپا کو بہت عرصہ پہلے سے اپنی معمولہ نہ... بنایا ہوتا تو فرہاد پورے اسرائیل کو اپنے کنٹرول میں نہیں لے سکتا تھا۔ وہ دنیا کے کسی بھی رن وے پر طیارہ اتار سکتا تھا ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے حتی الامکان اس طیارے کو سیکیورٹی دے سکتے تھے لیکن ہمارے مقابلے میں دشمن کم نہیں تھے۔ انہوں نے کسی بھی رن وے پر طیارے کو تباہ کرنے کے ٹھوس اقدامات کیے تھے۔"

جناب تبریزی نے کہا "بہرحال اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے لوگ بخیریت زمین پر اتر گئے ہیں اب ہمیں جوابی کارروائی کرنی ہے۔ ہم نے ٹرانسفارمر مشین کو عام کیا تھا۔ اب ان تمام مشینوں کو ختم کر دیں گے۔ جو لوگ ان مشینوں سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں اس علم سے محروم کر دیں گے۔"

انہیں خیال خوانی سے محروم کرنے کا نسخہ ہمارے پاس تھا ہمارے پاس اسپرے کرنے والی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کا بہت بڑا اسٹاک ہے پورس نے بہت عرصہ پہلے ایک بہت ہی بوڑھے اور تجربہ کار کیمسٹ سے یہ دوا تیار کرا کے آزما لیا تھا۔

وہ سب توجہ سے جناب تبریزی کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ایسی ایک دوا بہت پہلے آزمائی گئی ہے۔ اس دوا کی خاصیت یہ تھی کہ یہ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں کو متاثر کرتی تھی۔ جو مشین کے ذریعے یہ علم حاصل کرتے تھے اس دوا کے اثر سے وہ خیال خوانی سے محروم ہو جاتے تھے۔

ابتدا... میں جب پورس ہمارے لیے اجنبی تھا اور پارس کا جانی دشمن تھا۔ ان دنوں اس نے یہ دوا کئی جگہ اسپرے کی تھی اور کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خیال خوانی سے محروم کیا تھا۔

یہ دوا جہاں اسپرے کی جاتی تھی۔ وہاں سے تقریباً پچیس کلومیٹر کے رقبے تک یہ ہوا میں تحلیل ہو کر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو متاثر کرتی تھی۔ وہ لوگ جنھوں نے قدرتی طور پر اپنی مسلسل محنت اور لگن سے خیال خوانی سیکھی تھی انہیں یہ دوا متاثر نہیں کرتی تھی اس دوا کا تعلق صرف ٹرانسفارمر مشین کے فنکشنز سے تھا۔

جناب تبریزی نے کہا "ہمارے سیکڑوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس دوا سے بھرے ہوئے اسپرے کین کو لے کر دنیا کے تمام ممالک میں جانے والے ہیں۔ وہ بارہ یا پندرہ گھنٹے کے

اندر دنیا کے کسی حصے میں بھی پہنچ جائیں گے۔ ہر ملک میں ہمارے جاسوس اور دوسرے اہم افراد موجود ہیں۔ ان سب کو یہ اسپرے کین دیے جائیں گے۔"

کانفرنس ہال میں بیٹھے ہوئے حاضرین متفق ہو کر کہنے لگے "یہ ہماری طرف سے بہترین جوابی کارروائی ہوگی۔ وہ ہمارے اہم افراد کو زندگی سے محروم کرنا چاہتے تھے ہم انہیں ٹیلی پیتھی سے محروم کردیں گے۔ ہمارے کسی دشمن کے پاس ٹیلی پیتھی کا ہتھیار نہیں رہے گا۔"

جناب تبریزی نے کہا "ٹرانسفارمر مشین کی ایجاد سے پہلے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں تھے۔ اب ہم چاہیں گے کہ مشینوں سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے نہ رہیں' نہ دشمن رہیں۔ نہ دوست رہیں۔ ہمارے اپنے لوگوں کو بھی اس علم سے محروم کیا جائے گا۔"

تمام حاضرین چونک کر جناب تبریزی کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ انہوں نے کہا "اس دنیا میں اور پوری کائنات میں صرف خدائے ذوالجلال کو قوت اور برتری حاصل ہے۔ اگر ہم تمام دشمنوں کو اس علم سے محروم کردیں گے اور صرف اپنے پاس یہ علم رکھیں گے تو ہم مسلمانوں کو تمام دنیا کے مذاہب پر اور تمام مخالفین پر برتری حاصل ہو جائے گی۔ جبکہ مشین کے ذریعے مصنوعی طریقے سے قوت اور برتری حاصل کرنا قدرت کے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔ اس دنیا پر کبھی ایک فرد یا ایک فرقے کی حکومت نہیں رہے گی۔ قدرتی طور پر توانائی ہر انسان میں تقسیم ہوتی ہے۔ توانائی کسی کو کم کسی کو زیادہ ملتی ہے لیکن کبھی ایسا نہیں ہوتا اور نہ ہی ہوگا کہ ساری توانائیاں کسی ایک کو مل جائیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس ایک کے سامنے کیڑے مکوڑے بن جائے۔

لہٰذا ٹرانسفارمر مشین کو اور تمام ٹیلی پیتھی سیکھنے والوں کو اس قوت سے اور اس قوت کے سرچشمے سے محروم رہنا چاہیے۔ جو لوگ خداداد صلاحیتوں سے اور خدا کی رضا سے کڑی محنت اور لگن سے یہ علم حاصل کرتے ہیں انہیں ہم اس علم کے حصول سے نہیں روکیں گے۔

اب وہ پہلا دور واپس آئے گا۔ صرف قدرتی طور پر یہ علم حاصل کرنے والے رہیں گے۔ پہلے فرہاد' آمنہ فرہاد اور چند مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ اب بھی قدرتی طور سے ٹیلی پیتھی جاننے والے چند مخالفین ہماری دنیا میں ہیں اور یہی رہیں گے۔ اپنی موت مریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی تو ان کی جگہ دوسرے پیدا ہوں گے لیکن اب کبھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھیڑ نہیں لگے گی۔ اگر آپ تمام حضرات میری ان باتوں سے متفق ہیں تو ابھی ہمارے سیکڑوں افراد کو اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے اسپرے کین کے ساتھ دنیا ہر حصے میں روزانہ کیا جائے گا۔ تقریباً پندرہ گھنٹوں سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے۔"

سب نے اتفاق رائے سے کہا کہ وہ جناب تبریزی فیصلوں سے متفق ہیں۔ اسلام دشمن عناصر کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

○☆○

روس میں کرونا' تیج پال اور راسپوٹین کا ایک ہوا تھا کرونا نے تیج پال کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ جوزف بہت پہلے ہی اپنا غلام بنا چکی تھی۔ اس کے ساتھیوں صرف ایک بیزون رہ گیا تھا وہ موقع پاتے ہی اسے چاہتی تھی۔

دوسری طرف راسپوٹین دوستی کی آڑ میں کرونا کو کنیز بنانا چاہتا تھا۔ فی الحال بڑی محبت سے اس کا اعتماد کرایا تھا اور اعتماد حاصل کرنے کے لیے اس نے کرونا ون کے دماغ میں پہنچایا تھا لیکن وہ سب نبرون کے انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچ کر کوئی کامیابی حاصل نہیں تھے۔

ایسے وقت کرونا اور راسپوٹین ہماری مخالفت ہمارے طیارے کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ راسپوٹین کرونا سے کہا "سونیا اور فرہاد پہلی بار ایک طیارے پنجرے میں قید ہیں۔ انہیں ہلاک کرنے کا اس سے بہتر ہاتھ نہیں آئے گا۔ تم تیج پال اور اس کے ساتھیوں سے وہ اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں؟ ایسے وقت ہم سب ہو جانا چاہیے۔"

کرونا نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "میں اس میں تیج پال وغیرہ سے باتیں کر رہی ہوں۔ جب وہ کچھ کریں تو میں تمہیں ان کی کارروائی سے آگاہ کردوں گی۔"

پارس ماسکو میں موجود تھا۔ وہ راسپوٹین کو تلاش تھا۔ اس کے پیلس میں اس کی ایک داشتہ تھی۔ جس ذریعے راسپوٹین سوم کو ٹریپ کیا جا سکتا تھا لیکن اس نے داشتہ کو ہلاک کردیا تھا۔ وہ اپنی مصروفیات کے باعث پیلس میں نہیں آرہا تھا اور پارس کو اس پر حملہ کرنے کا نہیں مل رہا تھا۔ وہ ایک لمبے عرصے تک اس کے پیلس آنے کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اسی رات ایک ڈمی تیار کی۔ ایک خوب صورت اور جوان لڑکی کو کیا۔ اس کے اندر کرونا کے لب و لہجے کو اور اس کی شخصیت کو نقش کردیا۔

اس نے ڈمی کو حکم دیا کہ وہ تنویمی نیند سے بیدار کے بعد اپنا لب و لہجہ بھول کر کرونا کے لب و لہجے میں

اور سوچے گی۔ پارس نے ایسے وقت کرونا پر بھی مختصر سا عمل کیا تھا۔ اس کے لب و لہجے کو بدل دیا تھا آئندہ راسپوٹین خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرتا تو کرونا کی ڈمی کے اندر پہنچ جاتا۔ پارس اس ڈمی کے اندر وقفے وقفے سے جا رہا تھا اور آرہا تھا۔ یہ اتنا مضبوط جال تھا کہ راسپوٹین پھنسنے ہی والا تھا۔

دوسری طرف روس کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران تیج پال سے کہہ رہے تھے کہ وہ ہمارے طیارے کو تباہ کرنے کے سلسلے میں کیا کر رہا ہے۔

تیج پال بھی پارس کا معمول تھا۔ وہ ہماری مخالفت میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے روسی اکابرین سے جھوٹ کہہ دیا "میں اور میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مستعد ہیں دنیا کے تمام ائرپورٹس کے عملے تک پہنچ گئے ہیں۔ ان کے دماغوں میں جھانک کر اہم معلومات حاصل کر رہے ہیں وہ طیارہ جہاں بھی اترے گا۔ ہم اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اس کو تباہ کردیں گے۔"

ایسی کوئی بات نہیں ہو سکی۔ روسی اکابرین نے تیج پال سے پوچھا "وہ طیارہ اسرائیل میں کیسے اتر گیا؟"

اس نے کہا "دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے حیران و پریشان ہیں کہ فرہاد نے کس طرح الپا کو اور وہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنالیا ہے۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اسرائیل کے کسی بھی حاکم اور فوجی افسر سے رابطہ نہیں کرپا رہا ہے۔ ٹیلی فون' فیکس اور ای میل وغیرہ کے رابطے ختم کردیے گئے ہیں۔"

تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ناکام اور مایوس ہو کر ایک دوسرے سے اس سلسلے میں گفتگو کر رہے تھے۔ وہ پریشان ہوگئے تھے کہ ان کے خلاف جوابی کارروائیاں کی جانے والی ہیں۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ڈی جی نے امریکی اکابرین سے کہا "سونیا اور فرہاد جوابی کارروائی کے سلسلے میں بہت بڑی دھمکی دے رہے ہیں۔ ہماری ٹرانسفارمر مشین ہم سے چھین لینے کی باتیں کر رہے ہیں۔ ہم نے اس مشین کو ایسی جگہ چھپا دیا ہے کہ فرہاد کا باپ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ فرہاد کا باپ بھی زمین پر نہیں اتر سکے گا۔ اب وہ زمین پر صحیح سلامت ہے اس سے پہلے بھی وہ ہماری توقع کے خلاف ناممکن کو ممکن بناتا رہا ہے۔"

"کیا آپ اندیشوں میں مبتلا ہیں۔ کیا ہم اپنی مشینوں کو اس کی دسترس سے دور نہیں رکھ سکیں گے؟"

"ہم ایسا کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی سخت حفاظتی انتظامات کیے ہیں۔ فرہاد یا اس کا کوئی آلہ کار ہماری مشین تک نہیں پہنچ سکے گا لیکن پچھلی ناکامیوں کو دیکھ کر تشویش ہو رہی ہے۔ پتا نہیں وہ کیا کرنے والا ہے؟ اس سلسلے میں روس اور فرانس کے حکمران بھی بہت پریشان ہیں۔"

چینی اکابرین نے امریکی اکابرین سے کہا "ہم بھی پریشان ہیں اگرچہ ہماری مشین تک ایک چیونٹی بھی رینگتی ہوئی جائے گی تو ہمیں جدید الیکٹرونک آلات کے ذریعے پتا چل جائے گا کہ وہ چیونٹی کہاں سے رینگتی ہوئی گزر رہی ہے لیکن ان کی روحانی ٹیلی پیتھی نے ہمیں تشویش میں مبتلا کردیا ہے۔"

امریکی اکابرین نے کہا "ہم بھی اس پہلو پر غور کر رہے ہیں کہ وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہماری مشینوں تک پہنچ کر انہیں ناکارہ بنا سکتے ہیں۔ ایسے وقت ہم بے بس ہو جائیں گے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارے ملک میں بھی روحانی قوت رکھنے والے مذہبی پیشوا ہیں۔ ہم ان کی خدمات حاصل کر رہے ہیں آپ تمام حضرات کو بھی اپنے مذہب کے روحانی پیشواؤں کے ذریعے بھی حفاظتی تدابیر کرنی چاہئیں۔"

وہ تمام مخالفین روحانیت کی طرف مائل ہوگئے تھے۔ اپنے اپنے مذاہب کے روحانی پیشواؤں کے ذریعے حفاظتی تدابیر کر رہے تھے۔ روسی اکابرین نے راسپوٹین سے رابطہ کیا۔ راسپوٹین وہاں کے حکمران طبقے میں ایک معزز شہری مانا جاتا تھا۔ وہ اپنے دادا راسپوٹین کی طرح اپنی آنکھوں سے اور اپنی باتوں سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کرلیتا تھا۔ یہ ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا کر رہا ہے۔

اس کا دادا راسپوٹین زار روس کے شاہی خاندان میں ایک معزز روحانی پیشوا سمجھا جاتا تھا لیکن اکثر لوگ اسے بدترین جادوگر کہتے تھے۔ اس سے نفرت کرتے تھے لیکن اسے زار روس کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس لیے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتا تھا۔

موجودہ روس کے حکمران طبقے میں بھی موجودہ راسپوٹین کو جادوگر سمجھا جاتا تھا اور مجبوراً اسے معزز کہا جاتا تھا۔ کیونکہ حکمران طبقے کی حسین عورتیں اس کی طرف مائل ہوتی رہتی تھیں۔

موجودہ حالات میں راسپوٹین ان کے لیے بہت اہم ہوگیا تھا۔ روسی اکابرین نے اس سے کہا "تم اپنے دادا کی طرح غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہو اور زار روس تمہارے دادا کو روحانی پیشوا مانتا تھا۔ ہم دیکھتے آرہے ہیں کہ تمہارے اندر بھی ایسی ہی روحانی صلاحیتیں ہیں۔ کیا تم ان مسلمانوں کی روحانیت کا توڑ کر سکو گے؟"

روح کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ نیکی، سچائی اور پاکیزگی اپنی انتہا کو پہنچ کر اس قدر قوی ہو جاتی ہے کہ وہ ایک نادیدہ قوت سمجھی جانے لگتی ہے۔ جبکہ سچائی اور پاکیزگی نادیدہ نہیں ہے۔ یہ ہمارے ہی اچھے اعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ جو بزرگان دین اس کی انتہا کو پہنچتے ہیں وہ روحانیت کے رازوں کو ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

روحانیت کے لیے یہ لازمی ہے کہ اس کے حامل کبھی منفی خیالات کے حامل نہ ہوں۔ کسی کا برا نہ چاہتے ہوں، کسی کے خلاف سوچتے بھی نہ ہوں، کبھی قدرت کی طرف سے کوئی اشارہ ملے تب وہ کسی گمراہ کے خلاف روحانی قوت کو استعمال کرتے ہیں۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی، جناب عبداللہ واسطی اور بابا صاحب کے ادارے کے دیگر بزرگان دین یہ ضروری نہیں سمجھ رہے تھے کہ دنیا کی تمام ٹرانسفارمر مشینوں کو ختم کرنے کے لیے روحانی ٹیلی پیتھی کو استعمال کریں اور نہ ہی قدرت کی طرف سے انہیں ایسا کوئی اشارہ مل رہا تھا لیکن مخالفین پر مسلمانوں کی روحانی ٹیلی پیتھی کی دہشت طاری تھی وہ اپنے اپنے روحانی پیشوا کے ذریعے روحانی ٹیلی پیتھی کا توڑ کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔

راسپوٹین نے خیال خوانی کے ذریعے کرونا کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں تمہارا دوست اولڈ مین ہوں۔"

اس نے اب تک خود کو راسپوٹین کی حیثیت سے کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ خود کو اولڈ مین ظاہر کر کے تمام مخالفین کو گمراہ کرتا رہے گا۔ اپنی اصلیت چھپا کر دوسروں کی اصلیت تک پہنچتا رہے گا۔ اس بار وہ دھوکا کھا گیا۔ کرونا کے دھوکے میں اس کی ڈمی کے اندر پہنچ گیا۔ اس کی اندر پارس موجود تھا۔ اس نے کرونا کے لب و لہجے میں پوچھا "کیسے آنا ہوا؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "روس پر برا وقت آیا ہے تو وہ مجھے روحانی قوتوں کا حامل تسلیم کر رہے ہیں ورنہ مجھے جادوگر کہتے تھے۔ تمام ممالک کے اکابرین کو یہ اندیشہ ہے کہ بابا صاحب کے ادارے والے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹرانسفارمر مشینوں کو تباہ کرنے والے ہیں۔"

ڈمی کرونا نے کہا "ہاں وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ تم ان کے خلاف کیا کر سکو گے؟ ہمارے تمہارے جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے روحانیت کے سامنے بے بس ہو جائیں گے۔"

"میں بے بس ہونا نہیں جانتا۔ میں ٹیلی پیتھی علاوہ بلیک میجک کے کمالات بھی جانتا ہوں۔ اگر یہاں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کوئی کارروائی کی گئی تو میں اس کا توڑ کروں گا۔"

ڈمی کرونا نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "جسٹ اے منٹ میں جیولری کی دکان میں ہوں۔ ایک نیکلس خرید رہی ہوں۔"

وہ واقعی اس وقت ایک جیولری کی دکان میں تھی۔ ایک نیکلس کی قیمت پوچھ رہی تھی۔ دکاندار اس کی قیمت بتا رہا تھا۔ راسپوٹین اس دکاندار کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ گیا۔ مختصر سی خیال خوانی کے ذریعے اس دکان کا پتا معلوم کیا پھر تیر کی طرح اپنی رہائش گاہ سے نکل کر اس دکان کی طرف جانے لگا۔ ڈمی کرونا کو اپنی باتوں میں الجھانے لگا۔ اس نے کہا "کیا تم جانتی ہو کہ میں کس طرح روحانی ٹیلی پیتھی کا توڑ کروں گا؟"

وہ بولی "میں کیسے کہہ سکتی ہوں۔ میں روحانیت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

وہ روحانیت کے بارے میں اسے لمبی چوڑی باتیں بتانے لگا اس کا خیال تھا کہ وہ اسے باتوں میں الجھا رہا ہے۔ وہ ڈمی کرونا بڑی معصومیت سے الجھ رہی تھی۔ روحانیت سے بڑی دلچسپی ظاہر کر رہی تھی۔ دکاندار نے کہا "مس آپ جیولری دیکھتے دیکھتے کہاں گم ہو جاتی ہیں؟ آپ نے بتایا نہیں کہ یہ نیکلس لینا چاہتی ہیں یا نہیں۔ میں اس کی مناسب قیمت لگا دوں گا۔"

وہ راسپوٹین سے بولی "سوری میں تم سے بات نہیں کر سکوں گی۔ کیا تم تھوڑی دیر بعد آؤ گے؟"

"ہاں ہاں کوئی بات نہیں۔ میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں پہلے تم اپنی پسند کا ہار خرید لو۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل گیا۔ وہ ایک کار ڈرائیو کرتا ہوا بڑی تیزی سے اس دکان کے قریب پہنچ رہا تھا۔ ڈمی کرونا پارس کی مرضی کے مطابق ہار خریدنے میں مصروف ہو گئی تھی۔ وہ نیکلس کی قیمت ادا کر کے وہاں سے جانا چاہتی تھی۔ اس وقت راسپوٹین وہاں پہنچ گیا۔ اسے دیکھ کر پہلے اس نے خیال خوانی کے ذریعے یقین کیا کہ وہی ہے پھر یقین ہوتے ہی اس نے قریب آ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "ہائے کرونا! تم تو میری توقع سے زیادہ خوبصورت ہو۔"

کرونا نے گھبرا کر کہا "تم؟ تم وہی اولڈ مین ہو جو ابھی میرے اندر بول رہے تھے؟"

وہ اس کے اندر پہنچ کے بولا "ہاں میری جان میں وہی ہوں خود کو بوڑھا ظاہر کرتا ہوں مگر بوڑھا نہیں ہوں۔ دیکھ لو کس قدر جوان، ہینڈسم اور اسمارٹ ہوں۔ تمہیں فوراً ہی مجھ پر عاشق ہو جانا چاہئے۔"

وہ اس سے کترا کر جانا چاہتی تھی۔ وہ اس کا بازو پکڑ کر بولا "ایسی بھی کیا بے رخی ہے۔ تم تو یہاں سے میری گود میں بیٹھ کر جاؤ گی۔"

ڈمی کرونا نے اپنے بازو میں ہلکی سے چبھن محسوس کی۔ راسپوٹین نے اعصابی کمزوری کی دوا انجیکٹ کی تھی۔ وہ دوسرے ہی لمحے میں کمزوری محسوس کرنے لگی۔ راسپوٹین اسے سہارا دے کر اپنی کار میں لے آیا پھر کار ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔ پارس اس کے اندر موجود تھا۔ اس کے ذریعے راسپوٹین کی منزل تک پہنچ رہا تھا۔

شہر کے ایک گنجان آباد علاقے میں اس کا ایک پرائیوٹ بنگلا تھا۔ اس نے بنگلے کے سامنے پہنچ کر کار کو روک کر کہا "میں تمہارے خیالات پڑھتا آ رہا ہوں۔ تم تو بہت ہی مکار ہو۔ جس الپا نے تمہیں ٹیلی پیتھی سکھائی تم اسے جھانسا دے کر چلی آئیں۔"

وہ بڑی کمزوری سے بولی "پلیز مجھے جانے دو۔ مجھے اپنی کنیز نہ بناؤ۔ میں تمہاری دوست بن کر رہوں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "ٹیلی پیتھی کے دنیا میں دوستی ایک گالی ہے۔ مجھے یہ گالی نہ دو تم نے جوزف وسکی کو اپنا معمول بنایا۔ بڈی رابرٹ کو دماغی مریض بنایا اور یہ کتنا بڑا کمال کیا ہے کہ تیج پال تک کو اپنا غلام بنالیا ہے۔"

وہ بولی "تیج پال ٹیلی پیتھی کے ذریعے یہاں کا حکمران بنا ہوا ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ اسے معمول بنالو پھر اس کے اندر رہ کر پورے روس پر حکومت کرتے رہو۔"

"وہ تو مجھے کرنا ہی ہے۔ میرے ہاتھ کی لکیریں کہتی ہیں کہ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے پوری دنیا پر حکومت کروں گا۔"

وہ اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر کار کے اندر سے نکال کر اپنے بنگلے کے ایک بیڈ روم میں لے آیا۔ مسکرا کر بولا "کتنی حسین اور نرم و نازک ہو۔ تمہیں چھونے سے گدگدی ہو رہی ہے۔ جذبے مچل رہے ہیں۔"

اس نے ایک بیڈ پر لا کر اسے پھینک دیا۔ اسے حکم دیا کہ وہ چاروں شانے چت ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دے اس نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ اسے ہپناٹائز کرنے لگا۔

پہلے کرونا اس کے لیے بہت اہم تھی۔ اب کرونا سے زیادہ تیج پال اہم ہو گیا تھا۔ وہ مخصوص لب و لہجے کے ذریعے تیج پال کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہ معلومات حاصل کیں کہ اس کے دونوں ساتھی بیزدن اور جوزف وسکی کہاں چھپے ہوئے ہیں اور وہ روسی اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر کیا کرتا رہتا ہے۔

وہ تقریباً ایک گھنٹے تک خیال خوانی کرتا رہا پھر اس نے تیج پال کو ہپناٹائز کرنا چاہا۔ ایسے وقت ڈمی کرونا تنویمی نیند سے بیدار ہو گئی۔ نیند پوری کرنے کے بعد اس کی کمزوری کسی حد تک دور ہو گئی تھی۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر وہاں سے چلتی ہوئی اس کمرے سے باہر آئی۔

راسپوٹین ڈرائنگ روم کے ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تیج پال کے اندر پہنچ رہا تھا۔ اسے ہپناٹائز کرنے والا تھا۔ وہ دبے قدموں اس کے پیچھے پہنچ گئی۔ وہ خیال خوانی کے باعث بے خبر تھا۔ ڈمی نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر دو انچ کا ایک تیز پھل والا چاقو نکالا پھر اسے کھول کر راسپوٹین کی گردن میں گھونپ دیا۔

وہ ایک دم سے ہڑبڑا کر کھڑا ہو گیا۔ پلٹ کے حیرانی سے ڈمی کرونا کو دیکھنے لگا۔ اس نے پیچھے گردن پر ہاتھ لے جا کر اس چاقو کو باہر نکالا۔ بے یقینی سے بولا "مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ میں نے ایک ناکام تنویمی عمل کیا ہے۔ کتے کی بچی۔ کیا اس ننھے سے چاقو سے مجھے ہلاک کرنا چاہتی ہو؟ اب میں تمہیں زخمی کر کے پھر تمہیں ہپناٹائز کروں گا۔"

پارس نے راسپوٹین کے اندر پہنچ کر کہا "کتے کی بچی میں نہیں ہوں تم ہو تمہارے سامنے میری ڈمی کھڑی ہوئی ہے اور میں تمہارے اندر بول رہی ہوں۔ تم مجھے ٹریپ کرنا چاہتے تھے۔ میں نے تمہیں پھانس لیا ہے۔ بڑے شہ زور ہو تو مجھے اپنے اندر سے بھگاؤ۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا پھر بولا "نہیں میں پہاڑ ہوں۔ ایک عورت مجھے نہیں توڑ سکے گی۔ شاید میں کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہا ہوں۔"

پارس نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ بہت صحت مند اور شہ زور تھا۔ دوسروں کی طرح اس کے حلق سے چیخ نہیں نکلی لیکن وہ تکلیف سے تڑپتا ہوا صوفے سے نیچے گر گیا۔

اوہ مائی گرینڈ پا... وہ اپنے دادا راسپوٹین کو پکار رہا تھا۔ اسے تصور میں ایک ایسا بوڑھا دکھائی دے رہا تھا جس کے چہرے پر بے شمار جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ چہرہ اتنا سخت تھا جیسے پہاڑ کو کاٹ کر تراشا گیا ہو۔

اس نے شیوانی کے دماغ میں آ کر ایسے ہی ایک بوڑھے کا تصور پیش کیا تھا۔ دراصل یہ اس کے بوڑھے دادا راسپوٹین کی تصویر تھی۔ اسے اپنے دادا سے بہت عقیدت تھی۔ وہ کوئی اہم کام شروع کرتے وقت اسے یاد کیا کرتا تھا۔ مصیبت کے وقت اسے پکارا کرتا تھا اس کی اس عقیدت مندی نے دوسروں کو گمراہ کر دیا تھا۔ دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے بوڑھا سمجھتے تھے۔

اس بار پارس نے سونیا کے لب و لہجے میں کہا "لوگ مصیبت کے وقت ارے باپ رے کہتے ہیں مگر تم باپ کے باپ کو یاد کر رہے ہو۔"

وہ چونک کر بولا "کون؟ میڈم سونیا تم ہو؟ تم میرے اندر

آئی ہو؟ مگر ابھی تو میں نے کرونا کی آواز سنی تھی۔"

"میں نے کرونا کو چارے کے طور پر پیش کیا تھا۔ تم میری مکاریوں سے بڑے خوف زدہ رہتے تھے۔ اب خوف زدہ نہیں رہنا چاہئے اب تو میں ہمیشہ تمہارے اندر رہا کروں گی۔"

وہ آنکھیں بند کیے گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے کہہ رہا تھا "میں نے جب سے تمہاری ہسٹری پڑھی تھی۔ تب سے مانتا ہوں اس دنیا میں تمہاری جیسی مکار عورت دوسری نہیں ہے۔ میں نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آتے ہی تمہارے فرہاد کی فیملی کو چیلنج کیا تھا اور اس طرح دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر اپنی دہشت طاری کی تھی۔ میں بڑے بڑے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے زیر اثر لانا چاہتا تھا۔ اس دنیا میں ناقابل شکست کہلانا چاہتا تھا لیکن تم نے مجھے چاروں شانے چت کردیا ہے۔ آہ ایک عورت سے مات کھا رہا ہوں۔"

اس کی دماغی کمزوری دور ہو رہی تھی۔ پارس نے دوسری بار اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ پھر تکلیف سے کراہنے اور تڑپنے لگا۔ اسے ہپناٹائز کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ کمزور بنانا ضروری تھا اور پارس یہی کر رہا تھا۔

○☆○

ثانی نے کینیڈا میں جسے معمول بنایا تھا۔ اس کا نام روز ویل تھا۔ اسے معمول بنانے سے پہلے ہی اس کی باتوں سے اور اس کے چور خیالات سے معلوم ہوگیا تھا کہ وہ مسٹر بلیک کا خاص ماتحت ہے۔ مسٹر بلیک نے ثانی کو گرفتار کرنے کے لیے پورے نیویارک کی ناکا بندی کی تھی لیکن وہ بہت پہلے ہی وہاں سے نکل کر کینیڈا آگئی تھی۔

مسٹر بلیک نے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حکم دیا تھا کہ وہ امریکا، کینیڈا اور برازیل میں ثانی کو تلاش کریں۔ ایک تنہا جوان عورت کو تلاش کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہوگا اس نے اپنے خاص ماتحت روز ویل کو بھی تاکید کی تھی۔ اس سے کہا تھا وہ کینیڈا میں ہوگی۔ وہاں جو بھی حسین اور جوان عورت تنہا نظر آئے اس کے خیالات ضرور پڑھے جائیں۔"

روز ویل نے ثانی کی خیالات پڑھے تھے۔ اسے یہی معلوم ہوتا رہا کہ وہ ایک بوڑھے کی بیوی ہے اور اس کے دو بچے ہیں وہ ان بچوں کی سوتیلی ماں ہے۔ بھرپور جوان ہے۔ اس کے ساتھ راتیں گزاری جاسکتی ہیں۔ وہ یہی سوچ کر ثانی کے پاس آیا تھا پھر بری طرح اس کے شکنجے میں پھنس گیا تھا۔

ثانی نے اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کی تھیں کہ وہ اس کے تنویمی عمل کو بھول کر بدستور مسٹر بلیک کا ماتحت رہے گا لیکن اس کی سوچ کی لہروں کو کبھی اپنے اندر محسوس نہیں کرے گا اور ضرورت کے وقت اس کا معمول بن جایا کرے گا۔

پورس نے ثانی کو نمبر تھری کے اندر پہنچایا تھا۔ ثانی نے اسے روز ویل کے اندر پہنچا دیا۔ اس نے ثانی سے کہا "یہ مسٹر بلیک کا خاص ماتحت ہے۔ اس کے خیالات بتا رہے ہیں کہ بلیک اکثر اس کے پاس آتا رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی اس کے اندر موجود ہو اس نے تمہارے تنویمی عمل میں مداخلت نہیں کی ہو ہم بھی اکثر اپنے دشمنوں کو اسی طرح دھوکا دیتے ہیں۔"

ثانی نے کہا "ہاں مسٹر بلیک ایسا کر سکتا ہے میں کسی خاص موقع پر روز ویل سے کام لوں گی۔ کسی جگہ اس سے ملنا چاہوں گی یا اس کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہوں گی تو ایسے وقت وہ مجھے نقصان پہنچائے گا۔"

پورس نے کہا "اگر وہ تمہارے تنویمی عمل کے دوران میں موجود رہا ہے تو اسے معلوم ہوچکا ہوگا کہ تم اس بنگلے میں موجود ہو۔ تمہیں یہاں سے فوراً نکلنا چاہئے۔"

وہ اسی وقت اپنے سفری بیگ میں ضروری سامان رکھ کر اس بنگلے سے باہر آگئی پھر وہاں سے ایک پرائیوٹ فلائنگ کمپنی کی طرف جانے لگی۔ پورس کے علاوہ پارس سے بھی اس کا رابطہ رہا تھا۔ پارس نے وعدہ کیا تھا کہ راسپوٹین کو قابو میں کرتے ہی وہ اس کے پاس امریکا چلا آئے گا۔

اس وقت راسپوٹین اس کے شکنجے میں نہیں آیا تھا اور وہ اسے پھانسنے کی تدبیر کر رہا تھا۔ ثانی ایک ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے شکاگو جانے لگی۔ اس نے سفر کے دوران میں روز ویل کے اندر جھانک کر دیکھا۔ وہ آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے بعد بیدار ہوگیا تھا۔ اس بوڑھی کے بنگلے سے نکل کر اپنے بنگلے میں آگیا تھا۔ وہاں اس کی ایک بوڑھی بیوی اور دو بچے تھے جو اس کے اپنے نہیں تھے۔ جس طرح ثانی نے نمائشی طور پر ایک بوڑھے کو اپنا شوہر بنایا تھا۔ اسی طرح روز ویل نے بھی ایک بوڑھی کو اپنی بیوی بنایا تھا۔ اس کے بچوں کے ساتھ وہاں رہتا تھا۔"

تقریباً ایک گھنٹے بعد مسٹر بلیک نے اس کے اندر آکر اسے مخاطب کیا۔ اس نے کہا "تم اپنے بنگلے میں ہو؟ تمہارے خیالات نے بتایا تھا کہ آج تم اپنی جوان پڑوسن کے ساتھ رات گزارنے والے ہو۔ تم جوان کو چھوڑ کر اس بوڑھی کے پاس کیوں آئے ہو؟"

"میں پڑوسن کے پاس گیا تھا۔ کچھ وقت گزار کر چلا آیا۔ آپ نے مجھے ثانی کو تلاش کرنے کے لیے کہا ہے۔ اس لیے کہیں تفریح میں وقت نہیں گزار رہا ہوں لیکن اسے تلاش کرنے کے لیے نائٹ کلبوں اور دیگر تفریح گاہوں میں جانا ہوگا۔ میں ابھی ایک نائٹ کلب میں جانے والا ہوں۔"

"پتا نہیں وہ کمبخت کہاں غائب ہوگئی ہے۔ ہم نے نیویارک کی ناکا بندی کی۔ ہر مشکوک عورت کے دماغ میں جھانکتے رہے لیکن اس چالاک عورت کی پرچھائیں تک نظر نہیں آرہی ہے۔"

"ہمارا ملک بہت بڑا ہے۔ آخر ہم کہاں کہاں تک جاسکتے ہیں؟ یہاں کروڑوں عورتیں ہیں۔ کتنی عورتوں کے دماغوں میں جھانک سکتے ہیں؟"

"وہ ایسے اہم شہروں میں جائے گی۔ جہاں ہمارے سیاسی اور فوجی مراکز ہیں۔ وہ یہاں کے اہم حکام اور اہم فوجی افسران کو پھانسنے کے لیے واشنگٹن آسکتی ہے۔ تم بھی یہاں چلے آؤ۔"

ثانی روز ویل کے اندر رہ کر مسٹر بلیک کی باتیں سن رہی تھی اس کی باتوں سے اندازہ ہوگیا کہ وہ خود واشنگٹن میں ہے۔ اگر کسی دوسری جگہ ہوتا تو روز ویل سے کہتا کہ واشنگٹن چلے جاؤ لیکن وہ واشنگٹن میں ہی ہے۔ اسی لیے کہہ رہا تھا واشنگٹن چلے آؤ۔"

ثانی شکاگو کی طرف جارہی تھی۔ اس نے راستہ بدل لیا۔ واشنگٹن بہت بڑا شہر ہے۔ پتا نہیں مسٹر بلیک کس علاقے کے کس بنگلے میں ہوگا اور اس نے کس بھیس میں خود کو چھپا رکھا ہوگا لیکن ایک ہی شہر میں رہ کر وہ روز ویل کے ذریعے اس کے اور قریب پہنچ سکتی تھی۔ ان کی گفتگو سے کوئی اور اشارہ مل سکتا تھا۔ جس کے ذریعے وہ مسٹر بلیک تک پہنچ سکتی تھی۔

○☆○

ہم گہری نیند سونے کے بعد صبح پانچ بجے بیدار ہوگئے۔ سونیا باتھ روم میں شاور لے رہی تھی۔ میں بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے رابطہ کرکے پوچھنے لگا کہ جناب تبریزی وغیرہ نے آخری فیصلہ کیا کیا ہے؟

خلیل بن مکرم نے کہا "آپ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ ہمارے ادارے کے بے شمار افراد اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے اسپرے کین پچھلی رات یہاں سے لے گئے ہیں۔ چھ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ مزید چھ گھنٹے گزرنے تک وہ تمام کین دنیا کے ہر حصے میں پہنچا دیے جائیں گے۔"

خلیل بن مکرم نے بتایا کہ یہ کین اسرائیل بھی پہنچا دیے گئے ہیں ادارے کے دو اہم افراد تل ابیب پہنچے ہوئے ہیں۔ ہمارے دوسرے سراغ رساں ان سے وہ کین لے کر حیفہ، یروشلم اور وہاں کے دوسرے علاقوں کی طرف جاچکے ہیں۔ اب وہ میرے بیدار ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔

سونیا شاور لے کر باتھ روم سے باہر آئی۔ میں نے بستر سے اٹھ کر اس کے قریب آکر اسے آغوش میں لے لیا۔ وہ خود کو چھڑاتے ہوئے بولی "باسی منہ قریب نہ آیا کرو۔ پہلے جاکر شاور لو۔"

میں نے کہا "میں شاور کے لیے جارہا ہوں۔ آخری بار خیال خوانی کے ذریعے اپنے بچوں سے باتیں کرلو۔ دس پندرہ منٹ کے بعد تم خیال خوانی کے علم سے محروم ہوجاؤ گی۔"

میں باتھ روم میں چلا آیا۔ وہ اپنی بیٹی اعلیٰ بی بی اور بیٹے کبریا کے پاس پہنچ کر بولی "کیسے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟"

"مما ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ٹیلی پیتھی سے محروم ہونے سے پہلے آپ کے خیالات اور جذبات کیا ہیں؟"

"میرے بچو! میں خوش ہوں۔ مجھے ایک ہتھیار سے نجات مل رہی ہے۔ یہ ہماری خاندانی روایت ہے کہ ہم کبھی اپنے پاس کوئی ہتھیار نہیں رکھتے۔ میں نے چند برسوں تک ٹیلی پیتھی جیسا ہتھیار رکھنے کا تجربہ کیا۔ میرے لیے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ میں اس علم کے بغیر اور زیادہ محتاط اور مستعد رہ کر کام کروں گی۔"

کبریا نے کہا "ہمیں بھی اس علم کے بغیر کام کرنا چاہیے۔ آپ نے ہمیں یہ علم کیوں سکھایا ہے؟"

"تم نے اور اعلیٰ بی بی نے قدرتی طریقوں سے یہ علم سیکھا ہے۔ اپنے باپ کے نقش قدم چل رہے ہو۔ اس علم میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ میں تو صرف اپنے تاثرات بیان کررہی ہوں کہ مجھے اس سے محروم ہونے کے بعد کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "آپ ہمارے پاس نہیں آسکیں گی لیکن ہم آپ کے دماغ میں آکر آپ کی خیریت معلوم کرتے رہیں گے۔"

کبریا نے کہا "میں اور اعلیٰ بی بی آج بہت مصروف رہیں گے دشمنوں کے دماغوں میں جاکر ان کی بوکھلاہٹ اور بدحواسی دیکھتے رہیں گے۔ بڑا مزہ آئے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "آج تو دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے قیامت کا دن ہے۔ قیامت سے پہلے ان پر قیامت آنے والی ہے۔"

سونیا نے کہا "اچھا میں جارہی ہوں۔ یہاں بہت مصروف رہوں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اس نے اپنے ماتحتوں سے رابطہ کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا "میڈم! ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ ہمارے لوگ اسرائیل کے چھوٹے بڑے اہم علاقوں میں پہنچ گئے ہیں۔"

سونیا نے مجھ سے پوچھا "کیا خیال ہے۔ اب انہیں اجازت دے ہی دو۔ یہ نیک کام بھی جلد ہوجائے۔"

میں نے باتھ روم سے نکل کر اسے آغوش میں لے کر کہا "میں شاور لے چکا ہوں۔ منہ ہاتھ دھو چکا ہوں۔ تم میری آغوش میں رہ کر خیال خوانی کو الوداع کہو۔"

پھر میں، سونیا اور دوسرے ماتحت خیال خوانی کے ذریعے دوا اسپرے کرنے کی اجازت دیتے ہوئے ایک دوسرے کو الوداع کہنے لگے۔

سونیا میری گردن میں بانہیں ڈال کر میرے دماغ میں بولنے لگی "یہ فیصلہ بہت اچھا ہے۔ اس علم کو صرف قدرتی طریقوں سے حاصل کرنا چاہیے ہماری دنیا میں کم سے کم ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے تو۔۔۔"

اچانک خیال خوانی کی پرواز کے پر جل گئے۔ سونیا دماغی طور پر حاضر ہو کر مسکراتے ہوئے مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے اسے چوم کر کہا "تمہاری بات میں پوری کرتا ہوں۔ ہماری دنیا میں خیال خوانی کرنے والے کم ہوں گے تو شیطانیت بھی کم ہوگی۔"

وہ مجھ سے الگ ہو کر بولی "آرام سے بیٹھو۔ ہماری فیملی میں اب تم ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو۔ تمہاری ذمے داریاں بڑھ گئی ہیں۔ فی الحال تمہیں دشمنوں کی خبر لینا چاہیے۔ میں اسرائیل سے جلد از جلد نکلنا چاہتی ہوں۔"

میں نے کہا "تمہارے کہنے سے پہلے ہی آج دوپہر ایک بجے کی فلائٹ میں ہماری دو سیٹیں ریزرو کرا چکا ہوں۔ ہم آج ہی یہاں سے چلے جائیں گے۔"

میں ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گیا۔ ہم جس محل میں تھے وہ الپا کا تھا۔ الپا اپنے اسی محل میں قیدی بنی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ بن بورین بھی تھا۔ ہمارے ماتحتوں نے پچھلی رات ان پر تنویمی عمل کیا تھا۔ تاکہ وہ ہمارے خلاف کوئی سازش نہ کر سکیں۔

قیدی بننے کے بعد الپا اور بن بورین کی نیندیں اڑ گئی تھیں وہ پہلی بار شکنجے میں آئے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ رہائی مشکل ہے پھر بھی وہ سوچ رہے تھے انہیں کوئی تدبیر سجھائی نہیں دے رہی تھی وہ تمام رات خیال خوانی کے ذریعے اپنے اکابرین سے اور فوج کے اعلیٰ افسروں سے باتیں کرتے رہے۔

ان میں سے ایک اعلیٰ افسر ٹرانسفارمر مشین کا انچارج تھا وہ کہہ رہا تھا "ہم مجبور ہو گئے تھے۔ انہوں نے ہمارے دماغوں پر قبضہ جما لیا تھا۔ ہم نے ان کے حکم کے مطابق مشین کے ایک ایک پرزے کو کھول کر دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا تھا۔"

ریکارڈ روم کے اعلیٰ افسر نے کہا "میں بھی مجبور ہو گیا تھا۔ میں نے ریکارڈ روم سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ نکال کر اسے اپنے لائٹر کے ذریعے جلا دیا تھا۔"

بن بورین نے پریشان ہو کر کہا "جب انہوں نے ہماری مشین اور اس کے نقشے کو نہیں چھوڑا ہے تو ہمیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

اکابرین اور فوج کے اعلیٰ افسر کہہ رہے تھے "الپا! ہمیں تمہاری فکر ہے۔ تم ہمیشہ سے یہاں ملک کی خاتون اول رہی ہو۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے حکومت کرتی رہی ہو۔ اپنے ملک اور قوم کی حفاظت کرتی رہی ہو۔ اگر وہ تمہیں مار ڈالیں گے تو ہمارے ملک میں کوئی دوسری الپا پیدا نہیں ہوگی۔"

ایک حاکم نے کہا "سونیا اور فرہاد سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ وہ سو رہے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوں گے تو شاید ان سے کوئی سمجھوتا ہو سکے گا۔ پتا نہیں وہ کب جاگیں گے۔ ہماری جان تو سولی پر لٹکی ہوئی ہے۔"

الپا نے پارس سے رابطہ کیا اس سے کہا "تمہیں یہاں کے حالات معلوم ہیں۔ تمہارے پاپا نے ہمارے ملک پر قبضہ جما لیا ہے اور میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ کسی بھی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

وہ بولا "میرے پاپا موت کے فرشتے نہیں ہیں۔ زندگی اور موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن مصنوعی طریقے سے حاصل کیے ہوئے علم کو کوئی بھی ایک دوسرے سے چھین سکتا ہے۔ پاپا مصنوعی راستے سے حاصل کیا ہوا علم چھیننے والے ہیں۔ وہ زندگی نہیں چھینیں گے۔"

"پارس! میں نے زندگی میں ہزاروں بار تمہیں دھوکے دیے۔ ہزاروں بار تم سے معافیاں مانگیں اور تم نے معاف کر دیا۔ آج ایک بار اور آخری بار فراخدلی سے مجھے معاف کر کے میرے کام آجاؤ۔ اپنے پاپا سے کہو وہ مجھ پر تنویمی عمل نہ کریں۔ میرا برین واش نہ کریں۔ میرے دماغ کو ٹیلی پیتھی کے علم سے خالی نہ کریں۔"

"سوری! میرا تمہارا ذاتی معاملہ ہوتا تو آج بھی تمہیں معاف کر دیتا لیکن یہ ہمارے بڑوں کا فیصلہ ہے کہ ہمارے لیے زمین تنگ کی گئی۔ بابا صاحب کے ادارے کو چین میں منتقل کر دیا گیا۔ میری مما اور پاپا کے لیے یہ زمین تنگ کر دی گئی وہ حکمت عملی سے کام نہ لیتے تو انہیں اس زمین پر اترنے نہ دیا جاتا۔ کیا ایسے برے وقت میں تم نے ساتھ دیا تھا؟ کیا اپنے ملک کے دروازے ان کے لیے کھولے تھے؟ وہ تو جبراً تم پر مسلط ہوئے ہیں۔ جو کیا ہے اس کا نتیجہ بھگتنا ہی ہوگا۔"

پارس نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے فوج کے تمام بڑے افسران سے پوچھنے لگی "تم اپنے پورے ملک کی حفاظت کرتے ہو۔ آج صرف میری حفاظت کرو۔ میں بچ نکلوں گی تو پورے ملک کو فرہاد کے شکنجے سے نکال لوں گی۔"

تمام افسران کہہ رہے تھے۔ "ہم کیسے بچائیں؟ ہماری پوری فوج اس محل کو چاروں طرف سے گھیر سکتی ہے لیکن ہم میں سے کوئی نہ اس محل میں داخل ہو سکے گا اور نہ ہی سونیا اور فرہاد تک پہنچ سکے گا۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "ہم محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے دماغوں میں کوئی نہ کوئی رہتا ہے۔ ہم میں سے کوئی اپنی مرضی کے مطابق ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکے گا۔"

ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "انہوں نے دھمکی دی ہے کہ محل کے اطراف اور ایئرپورٹ کے اندر اور باہر کسی بھی فوجی افسر اور جاسوس کو نظر نہیں آنا چاہیے اگر کوئی نظر آئے گا تو سزا کے طور پر یہاں کے اکابرین کو ہلاک کیا جائے گا۔ ان حالات میں آپ سمجھ سکتی ہیں کہ ہم آپ کے کسی کام نہیں آسکیں گے۔"

ایک اور افسر نے کہا "ہم آپ کو کسی طرح اس محل سے نکال لانے کی کوشش کریں گے۔ تو اپنے اکابرین کو اور فوج کے اعلیٰ افسران کو بے موت مرتے دیکھیں گے۔ کیا آپ سیکڑوں کی تعداد میں اہم افراد کی ہلاکت چاہیں گی؟ ہم تو ایسا کبھی نہیں چاہیں گے۔"

اس وقت میں گہری نیند میں تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ الپا اپنی اور ٹیلی پیتھی کی سلامتی کے لیے کس طرح پریشان ہو رہی ہے۔ میں صبح پانچ بجے بیدار ہوا تھا۔ سونیا مجھ سے پہلے ہی بیدار ہو کر خیال خوانی کر رہی تھی۔ اس نے تمام ماتحتوں کو حکم دیا کہ ٹھیک ساڑھے پانچ بجے صبح الپا کو محل سے فرار ہونے کا موقع دیا جائے۔

انہوں نے یہی کیا تھا۔ الپا نے اپنے موبائل کا بزر سن کر اسے کان سے لگایا۔ اسے دوسری طرف سے آواز سنائی دی "میڈم! اس وقت تمام پہرے دار غافل ہیں۔ میں اچھی طرح معلوم کر چکا ہوں۔ آپ فوراً یہاں سے نکل جائیں۔"

اس نے پوچھا "تم کون ہو؟ فرہاد کے پہرے دار کے بارے میں کیسے جانتے ہو؟ ایسا نہ ہو کہ یہاں سے بھاگتے وقت کوئی مجھے گولی مار دے۔"

"قیدی بن کر رہیں گی۔ تب بھی موت آئے گی۔ مجھ سے بحث کریں گی تو فرار کا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ اتنی سی عقل اس میں بھی تھی کہ قیدی بن کر رہنے میں بھی سلامتی نہیں ہے اسے رہائی حاصل کرنے کا خطرہ مول لینا چاہیے۔ وہ فوراً ہی ایک سفری بیگ میں ضروری سامان لے کر اس محل کے مختلف حصوں سے دبے قدموں گزرنے لگی۔

اس کا خیال تھا کہ کوئی اسے روکے گا مگر کوئی نہیں روک رہا تھا۔ وہ محل سے باہر آگئی۔ وہاں ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ کار کے اندر چابی موجود تھی۔ وہ اس میں بیٹھ گئی۔ اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑاتی ہوئی سوچنے لگی "کیا بات ہے مجھے کوئی نہیں روک رہا ہے۔"

اس وقت چھ بجنے کے لیے دس منٹ رہ گئے تھے۔ وہ تیزی سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی خیال خوانی کے ذریعے کسی پہلی فلائٹ میں اپنے لیے سیٹ ریزرو کرا رہی تھی۔ یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ یہ میری یا سونیا کی کوئی چال ہو سکتی ہے۔ اسے آسانی سے فرار ہونے کا موقع دیا جا رہا ہے پتا نہیں آگے جا کر وہ اس کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں۔

وہ ایئرپورٹ پہنچ گئی۔ جہاز روانگی کے لیے تیار تھا۔ اس کے پاس نہ پاسپورٹ تھا نہ ٹکٹ تھا لیکن وہ خیال خوانی کے ذریعے ایسی قانونی رکاوٹوں سے گزرتی ہوئی طیارے کے اندر پہنچ گئی۔ چند منٹ کے بعد ہی یہ طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو گیا۔

وہ کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی۔ حیران ہو رہی تھی۔ یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ رہائی پا کر اپنے ملک سے باہر سونیا اور فرہاد کی گرفت سے دور نکلتی جا رہی ہے۔

ٹھیک چھ بجے بن بورین نے الپا کے بیڈ روم میں آکر دیکھا تو وہ نظر نہیں آئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا "میڈم! تم کہاں ہو؟ تمہارا کمرا خالی ہے۔ باتھ روم کا دروازہ کھلا ہوا ہے کیا محل کی چھت پر ہو؟"

"میں چھت سے بھی اوپر زمین اور آسمان کے بیچ میں ہوں۔"

"ہاں میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ تم کسی طیارے میں بیٹھی رہو۔ میں حیران ہوں۔ ہمیں تو قیدی بنایا گیا ہے تم یہاں سے کیسے نکل گئیں؟"

"مجھے فرار ہونے کا موقع ملا اور میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھا لیا۔ تم سو رہے تھے اور کھو رہے تھے۔ اب بھی کوشش کرو۔ شاید تمہیں بھی وہاں سے فرار ہونے کا موقع مل جائے۔"

"تم کہتی ہو تو میں ابھی یہاں سے نکلتا ہوں مگر مجھے یقین۔۔۔"

وہ آگے نہ کہہ سکا۔ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ حیرانی سے سوچنے لگا۔ میری سوچ کی لہریں واپس کیوں آگئی ہیں؟ اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کرنے کی کوشش کی مگر نہ کر سکا۔ اس نے دو چار بار اسی طرح کوششیں کیں پھر پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میں خیال خوانی کرنے میں ناکام کیوں ہو رہا ہوں؟

ایسے وقت الپا نے اس کے اندر آکر پوچھا "کیا تم وہاں

سے فرار ہو رہے ہو؟ لیکن میں دیکھ رہی ہوں تم ابھی تک محل کے اندر ہو۔"

"میڈم میں ابھی خیال خوانی کے ذریعے تمہارے اندر بول رہا تھا پھر ایک دم سے میری سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ میں بار بار خیال خوانی کی کوششیں کررہا ہوں اور ناکام ہو رہا ہوں۔"

الپا نے کہا "انہوں نے تمہیں ہپناٹائز کیا ہوگا۔ تمہارے دماغ سے خیال خوانی کے علم کو مٹا دیا ہوگا۔"

"اگر وہ ایسا کرتے تو میں بالکل ہی خیال خوانی نہ کرپاتا۔ میں تو خیال خوانی کرتے کرتے اچانک ہی اس علم سے محروم ہوگیا ہوں۔"

"تم خیال خوانی سے کیوں محروم ہو رہے ہو یہ بعد میں سوچو۔ پہلے وہاں سے فرار ہونے کی کوشش تو کرو۔"

وہ فوراً ہی پلٹ کر وہاں سے جانے لگا۔ محل کے مختلف حصوں سے گزرنے لگا۔ محل سے باہر نکلتے ہی ایک گن مین نے اسے نشانے پر رکھتے ہوئے پوچھا "کہاں جارہے ہو؟"

وہ پریشان ہوگیا۔ کہنے لگا "تم لوگوں نے میڈم الپا کو یہاں سے جانے کا موقع دیا ہے۔ پلیز مجھے بھی جانے دو۔"

"جب تک اس محل کے اندر رہوگے۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس احاطے سے باہر جاتے ہی تمہیں اوپر پہنچا دیا جائے گا۔"

الپا نے اس کے دماغ میں کہا "فی الحال تمہاری سلامتی اسی میں ہے۔ اندر جاؤ اور قیدی بنے رہو۔"

وہ محل کے اندر واپس جاتے ہوئے جھنجلا کر بولا "تم بہت خود غرض ہو۔ تم چاہتیں تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاسکتی تھیں۔"

"میں رات بھر جاگتی رہی ہوں۔ اپنی رہائی کے لیے پریشان ہوتی رہی ہوں اور تم قیدی بن کر بھی خراٹے لیتے رہے اور سوتے رہے میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم سوتے رہے اور کھوتے رہے۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل کر ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے افسران کے دماغوں میں جانے لگی۔ یہ دیکھ کر حیران ہونے لگی کہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم سے خالی ہوگئے تھے۔ بار بار خیال خوانی کی کوشش کررہے تھے اور ناکام ہو رہے تھے۔

الپا اور بن بورین نے اپنی مشین سے تقریباً تیس ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے تھے۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں اور ملک کے مختلف حصوں میں تھے۔ اس نے ان سب کے دماغوں میں جھانک کر دیکھا تھا اور یہ دیکھ کر مایوس ہوگئی تھی کہ اب ان میں سے کوئی بھی خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔

ایسے وقت اس نے اپنے اندر جناب علی اسد اللہ تبریزی کی آواز سنی "تم دیکھ رہی ہو ہم نے ٹیلی پیتھی کے اس کھیل کو تمہارے ملک سے ختم کردیا ہے۔ دنیا کے دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اب یہ کھیل کھیلنا بھول جائیں گے۔"

اس نے جناب تبریزی کی آواز سنتے ہی گلے سے اسکارف کھول کر اسے آنچل کی طرح اپنے سر پر رکھ لیا پھر سر جھکا کر بولی "جناب عالی! میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آپ مجھ جیسی بدترین دشمن عورت پر مہربان کیوں ہوجاتے ہیں؟ اب سے پہلے میری زچگی کے دوران میں کئی دشمن مجھ پر غالب آکر مجھے اپنی کنیز بنانا چاہتے تھے ایسے وقت آپ نے میرے دماغ کو مقفل کرکے مجھے دشمنوں سے بچایا تھا۔"

انہوں نے کہا "تم احسان فراموش ہو پھر بھی احسان یاد رکھتی ہو۔ آج جب کہ تمام دنیا ٹیلی پیتھی سے محروم ہو رہی ہے۔ میں تمہیں اس علم کے ساتھ سلامتی دے رہا ہوں۔"

"آپ مجھ پر اتنا بڑا احسان کررہے ہیں کہ میں اسے زندگی بھر بھلا نہیں پاؤں گی۔ ہمیشہ آپ کے احکامات کے آگے سر جھکاتی رہوں گی۔"

"شیطان اور اس کی اولاد کبھی سر نہیں جھکاتی۔ میں نے اس لیے تمہیں سلامتی دی ہے کہ قیامت تک خیر کے ساتھ شر کو بھی رہنا ہے یہ قدرت کا قانون ہے۔ ہم شر کو مٹاتے ہیں لیکن بالکل ہی نہیں مٹا پائیں گے۔ جہاں قدرت کا اشارہ ملے گا۔ وہاں ہم اپنے فیصلے میں لچک پیدا کریں گے۔ جاؤ اور اپنی تمام یہودی خصلتوں کے ساتھ زندہ رہو۔"

جناب تبریزی اس کے دماغ سے چلے گئے۔ الپا تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتی رہی۔ وہ جناب تبریزی سے بہت متاثر تھی لیکن متاثر ہونے کے باوجود اپنی فطرت سے باز نہیں آسکتی تھی۔ اس وقت وہ متاثر ہو کر سوچ رہی تھی کہ آئندہ مجھ سے، میری فیملی سے اور بابا صاحب کے ادارے سے ٹکر نہیں لے گی۔

یہ اس کی وقتی طور پر جذباتی سوچ تھی۔ اسے یاد آیا کہ یعقوب اور پانچ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے مسلمان ہوگئے تھے۔ فلسطینی مجاہدین بن گئے تھے۔ وہ فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی یعقوب کے اندر پہنچی۔ وہ غزہ کے ساحلی علاقے میں تھا اور خیال خوانی سے محروم ہونے کے بعد پریشان ہو رہا تھا۔

الپا نے دوسرے مجاہدین کے دماغوں میں بھی پہنچ کر دیکھا ان کی بھی یہی حالت تھی۔ انہوں نے بھی کئی بار خیال خوانی کی کوششیں کی تھیں اور ناکام ہوتے رہے تھے۔ الپا نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا "کیا ہوا؟ کیا خیال خوانی کی پرواز نہیں کروگے؟"

انہوں نے کہا "کیا تم نے کسی جادوگر کی خدمات حاصل کی ہیں؟ ہمیں یقین ہے کہ ہم پر جادو کیا گیا ہے۔"

وہ بولی "پہلے میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ اب سمجھ گئی ہوں کہ میرے ملک کے ہر حصے میں جہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ وہاں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی گئی ہے۔ ہمارے ملک کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی سے محروم ہوگئے ہیں۔"

"لیکن آپ تو خیال خوانی کررہی ہیں۔ کیا اس دوا نے آپ پر اثر نہیں کیا ہے؟"

"مجھ پر جناب تبریزی کے احسانات ہیں۔ میں اس دوا سے محفوظ ہوں۔ کوئی دوسرا وقت ہوتا تو تمہارے جیسے باغیوں کو کبھی زندہ نہ چھوڑتی لیکن میں نے یہ طے کیا ہے کہ مسلمانوں سے دشمنی میں پہل نہیں کروں گی۔ اس لیے تم لوگوں کو ڈھیل دے رہی ہوں۔ آئندہ کبھی مجھے دشمنی پر مجبور نہ کرنا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے اکابرین سے رابطہ کرنے لگی۔ ٹیلی پیتھی سے محروم ہونے والے تمام افسران نے فون کے ذریعے اپنے اکابرین کو بتایا تھا کہ ان کی ٹرانسفارمر مشین کو آگ میں پگھلا دیا گیا ہے، نقشے کو جلا دیا گیا ہے اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس علم سے محروم کردیا گیا ہے۔

الپا نے ان اکابرین کے پاس پہنچ کر تصدیق کی۔ ان سے کہا "اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے ذریعے ایسا کیا گیا ہے۔ میں خوش قسمتی سے محفوظ ہوں۔ اس دوا کے اسپرے کرنے سے پہلے ہی اپنے ملک سے باہر چلی آئی ہوں۔"

ان سب نے مطمئن ہو کر کہا "تھینک گاڈ! ہم یہی چاہتے تھے کہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔ تم سلامت رہوگی تو ہمارے ملک اور ہماری قوم کو تحفظ حاصل ہوتا رہے گا۔"

وہ بولی "میں آپ سب کو یہ سمجھانے آئی ہوں کہ... فی الحال آپ سب اسلام دشمنی بھول جائیں۔ فرہاد، اس کی فیملی اور بابا صاحب کے ادارے سے دشمنی کی کوئی بات نہ کریں، ان کے خلاف کسی ملک کا ساتھ نہ دیں میڈم سونیا اور مسٹر فرہاد وغیرہ کو وہاں رہنے سے یا وہ ملک چھوڑ کر جانے سے نہ روکیں۔ میری ایک ایک ہدایت پر عمل کیا جائے ورنہ ہم جتنا بڑا نقصان اٹھا چکے ہیں آئندہ اس سے بھی بڑا نقصان اٹھا سکتے ہیں۔ آپ سب مجھ سے بھی محروم ہوسکتے ہیں لہٰذا میری سلامتی کی خاطر میری ہدایات پر عمل کرتے رہیں۔"

وہ اپنے لوگوں کو سمجھا رہی تھی۔ فی الحال نیک پروین بن گئی تھی پھر کسی وقت اسے پھولن دیوی بننے میں دیر نہ لگتی۔

○☆○

چین میں آرمی ہیڈ کوارٹر کے اندر ایک تہ خانے میں ٹرانسفارمر مشین کو چھپا کر رکھا گیا تھا۔ اس تہ خانے میں ٹیلی پیتھی جاننے والے اور یوگا کے ماہر وہاں گارڈز کے طور پر موجود رہا کرتے تھے۔ اپنی آرمی کے اعلیٰ افسران کو بھی اس تہ خانے میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ میں نے چیلنج کیا تھا کہ ہماری طرف سے جوابی کارروائی ہوگی ہم نے انہیں مشین کا نقشہ اور مشین دی تھی۔ وہ ان سے واپس لے لیں گے اور چوبیس گھنٹے کے اندر سب کچھ ان سے چھین لیں گے۔

میرے اس چیلنج کے بعد وہ بہت زیادہ محتاط ہوگئے تھے۔ انہیں یہ یقین تھا کہ ہم میں سے کوئی ان کے یوگا کے ماہر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔

ان کا یہ یقین کسی حد تک درست تھا لیکن ایک کہاوت کے مطابق بلی نے شیر کو تمام داؤ پیچ سکھا دیے تھے صرف درخت پر چڑھنے والا ایک طریقہ نہیں سکھایا تھا۔ اسی طرح ہم نے ان چینی اکابرین کے سامنے کبھی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کا ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم کبھی ایسے جادوئی کمالات دکھا سکیں گے۔

پھر ہم نے کمال دکھا ہی دیا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے اعلیٰ افسران ایک کانفرنس ہال میں بیٹھے ہوئے اپنی مشین کے تحفظ کے سلسلے میں اپنے اکابرین کو یقین دلا رہے تھے کہ فرہاد کے فرشتے بھی ان کی مشین تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ ایسے وقت ایک اعلیٰ افسر نے حیرانی سے اٹھ کر کہا "میں بڑی دیر سے خیال خوانی کی کوشش کررہا ہوں مگر ناکام ہو رہا ہوں۔"

پھر اس نے اپنے ایک ساتھی افسر سے کہا "پلیز تم میرے اندر آکر میری دماغی حالت کا اندازہ لگاؤ۔"

اس کے ساتھی افسر نے خیال خوانی کی پرواز کرنی چاہی مگر ناکام رہا۔ اس نے بار بار کوشش کی۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے افسران بھی ان کے دماغوں میں آکر معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے لیکن ان کے ساتھ بھی یہی ہونے لگا۔

وہ سب کے سب اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ حیرانی سے کہنے لگے "یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کسی نے ہمیں ہپناٹائز نہیں کیا ہے۔ ہمارا برین واش نہیں کیا ہے پھر ہم ٹیلی پیتھی سے کیسے محروم ہوگئے ہیں؟"

چینی اکابرین ان کی باتیں سن کر پریشان ہو رہے تھے۔ ایک نے کہا "فرہاد اپنی دھمکی پر عمل کررہا ہے۔ وہ کسی ایسے طریقے سے تم سب کو ٹیلی پیتھی سے محروم کررہا ہے جسے ہم سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔"

ایک نے جھنجلا کر کہا "ایسا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ ایسا تو جادو ہی ہو سکتا ہے۔"

دوسرے نے کہا "ہمارے ملک کے دوسرے حصوں میں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ انہیں فرہاد کا سامنا کرنے سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی جائے۔ وہ جہاں ہیں وہاں سے بھی کہیں دور انہیں جانے کے لیے کہا جائے۔

ٹیلی فون، فیکس اور ای میل کے ذریعے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطے کیے جانے لگے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان سے رابطہ کریں پھر ان سے بات کی جائے گی۔

انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرنا چاہا مگر نہ کرسکے، ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے کہا "ہم حیران ہیں۔ ہم سے خیال خوانی نہیں ہو رہی ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ اس سلسلے میں کوئی نئی انفارمیشن ہو تو بتائیں۔

"نئی انفارمیشن یہی ہے کہ تم سب ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگئے ہو۔ فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والے کس طرح تم سب سے یہ علم چھین رہے ہیں۔ یہ ابھی ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔"

ان سب کو نہایت ہی حیرت انگیز طور پر نقصان پہنچ رہا تھا۔ وہ کبھی خواب و خیال میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ ہم کوئی نادیدہ طریقہ اختیار کریں گے اور ان سے ٹیلی پیتھی کا علم چھین لیں گے۔

ایسی محرومی کے پیش نظر ان کے دماغوں میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی کہ اسی طرح ان سے ٹرانسفارمر مشین بھی چھین لی جائے گی۔ ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "جو ہو رہا ہے اس کا افسوس بعد میں کرو۔ پہلے مشین کی فکر کرو۔ وہ کسی نادیدہ طریقے سے اسے بھی چھین لیں گے۔"

تمام اعلیٰ افسران اس کانفرنس ہال سے نکل کر تیزی سے چلتے ہوئے ایک ایسی چار دیواری میں آئے۔ جس کے تہ خانے میں وہ مشین چھپا کر رکھی گئی تھی۔ اس چار دیواری کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ تہ خانے کا چور دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ ان کھلے ہوئے دروازوں کو دیکھ کر ہی سمجھ میں آگیا کہ وہاں بھی کچھ گڑبڑ ہوئی ہے۔

ان میں سے چند افسران تہ خانے میں پہنچے تو مشین کے کچھ بڑے حصے اِدھر اُدھر پڑے ہوئے تھے باقی تمام اہم پرزے غائب تھے۔

انہوں نے فون کے ذریعے وہاں کے انچارج کو مخاطب کیا پھر پوچھا "تم کہاں ہو؟ اور تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ تم مشین کے تمام اہم پرزے کہاں لے گئے ہو؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "ہم یہیں ہیڈ کوارٹر کے کچن میں ہیں۔ کچن کے بڑے بڑے چولہوں میں مشین کے پرزوں کو گلا رہے ہیں۔ بڑا مزہ آرہا ہے۔"

گرج کر کہا گیا "کیا بکواس کر رہے ہو۔ ایسی حرکت نہ کرو ہم آرہے ہیں۔ وہاں کے تمام چولہے بجھا دو۔"

"سوری! ہم تمہارا حکم نہیں مان سکتے۔ ہمارے دماغوں پر دوسروں کی حکمرانی ہے۔"

وہ سب دوڑتے ہوئے کچن کی طرف جانے لگے۔ ان کی باتوں سے سمجھ میں آیا تھا کہ ہم ان کے دماغوں پر قبضہ جما کر ان کی ٹرانسفارمر مشین کو نابود کر رہے ہیں۔ ہماری یہ کارروائی انہیں زبردست شاک پہنچا رہی تھی۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے۔

وہ سب دوڑتے ہوئے کچن میں آگئے۔ وہاں کھیل ختم ہوچکا تھا اس کچن میں فوجیوں کے پکوان کے لیے بڑے بڑے چولہے تھے۔ ان بڑے بڑے چولہوں میں لوہے کے چھوٹے بڑے ٹکڑے گلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اب وہ محض لوہے کے ٹکڑے تھے۔ ورنہ پہلے ٹرانسفارمر مشین کے بہت اہم پرزے تھے۔ وہ خاموشی سے اور بے بسی سے ان بیکار ہوجانے والے لوہے کے ٹکڑوں کو دیکھ رہے تھے پھر ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر فرہاد! ہم جانتے ہیں۔ تم ہمارے ان آدمیوں میں سے کسی ایک کے اندر موجود ہو ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

میں نے پوچھا "کیا کہنے کے لیے کچھ رہ گیا ہے؟ تم نے ہمارے ادارے کو مٹایا۔ ہم نے تمہاری اس غیر معمولی قوت کو مٹا دیا جو ہمارے ذریعے تمہیں حاصل ہوئی تھی۔ حساب برابر ہوگیا۔"

"تم نے انتقامی کارروائی کی ہے۔ اب تمہارے اندر انتقام کی آگ کو سرد پڑ جانا چاہیے۔ ہمیں پھر سے ایک دوستانہ ماحول میں گفتگو کرنا چاہیے۔ کیا ہمارے ساتھ کانفرنس ہال میں چلو گے؟"

"تمہاری آرمی کے تمام اہم افسران یہاں موجود ہیں۔ اس کچن کو کانفرنس ہال سمجھ لو۔ یہاں آگ میں جلتے ہوئے دل کے ٹکڑوں کو دیکھتے رہو اور بولتے رہو۔"

"ہماری ایک حیرانی دور کرو۔ یہ بتاؤ کہ تم نے ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کس طرح خیال خوانی سے محروم کیا ہے؟"

"ہم نے تمہیں ایک غیر معمولی قوت دی تھی۔ تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ہمارے پاس اس قوت کو کچلنے کا نسخہ موجود ہے۔ ہم نے تمہارے پورے ملک چین میں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرائی ہے اور تم سب دیکھ رہے ہو کہ یہ دوا کتنی زود اثر ہے۔

ہوا تمہارے دل میں پہلے سے کھوٹ تھا۔ تم نے یہ طے کیا ہوا تھا کہ جب تمہاری مرضی ہوگی تم ہمیں اس قوت سے محروم کردو گے۔"

"اس بات کو الٹ کر نہ بولو۔ تم دیکھ رہے تھے کہ ہم یہاں دوستی اور محبت سے رہنے لگے تھے۔ خدا گواہ ہے۔ ہم قیامت تک کبھی ایسی مخالفانہ کارروائی نہ کرتے۔ تمہاری بے اعتمادی نے اور ہمارے ادارے کے خلاف تمہاری جارحانہ کارروائی نے ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔"

"ہم نے تمہارے ادارے کو عارضی طور پر بند کرایا ہے۔ ہماری انکوائری جاری ہے۔ تمہارے خلاف الزامات غلط ثابت ہوں گے تو اس ادارے کو دوبارہ جاری رکھنے کی اجازت دے دی جائے گی۔"

"اور میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ تم جلد ہی ہمیں خوش خبری سناؤ گے کہ ہمارے خلاف الزامات غلط تھے۔ اب ہم دوبارہ اس ادارے کو جاری کریں اور تمہیں دوبارہ وہ مشین تیار کرنے کا موقع دیں اب تو مشین حاصل کرنے کی خاطر دشمن جھوٹے اور ہم سچے دکھائی دیں گے۔"

"پلیز ہمیں غلط نہ سمجھو۔ ہمیں دشمنوں کی مکاریوں کا یقین ہو رہا ہے۔ انہوں نے ہم جیسے دوستوں اور بھائیوں کو لڑایا ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "ایسے وقت تم بھول رہے ہو کہ میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہا ہوں۔ تم نے اب سے پچیس گھنٹے پہلے دشمنوں کی مکاریوں کو ایک وسیلہ بنایا تھا۔ اس وسیلے سے ہم پر جھوٹے الزامات عائد کرکے ادارے کو بند کرنے کا فیصلہ کرچکے تھے۔"

"ایسا نہ کہو۔ اپنے دل سے ناراضگی دور کرو۔ یہاں آکر بابا صاحب کے ادارے کو جاری کرو۔ ہم پہلے سے زیادہ اس ادارے کو سہولتیں فراہم کریں گے اس ادارے کے لیے اور زیادہ زمینیں الاٹ کریں گے۔"

"ہم نے تمہارے ملک میں بابا صاحب کے ادارے کی ایک شاخ قائم کی تھی ہمارا یہ تجربہ ناکام رہا ہے۔ ناکامی کے بعد اسی تجربے کو دہرانا سراسر حماقت ہے۔ ہم نے تمہاری ٹرانسفارمر مشین ختم کردی اس کا نقشہ بھی جلا دیا ہے۔ اگر اس کا نقشہ تمہارے کسی مکینک کے ذہن میں محفوظ ہے تو جاؤ پھر وہ مشین تیار کرو۔ ہمارے پاس اینٹی ٹیلی پیتھی کی دوا کا اسٹاک ہے۔ تم مشین بناتے بناتے نہیں تھکو گے ہم مشین مٹاتے مٹاتے نہیں تھکیں گے۔"

میں ان کے دماغوں سے چلا آیا۔ ہم جانتے تھے کہ جب ایسا ہوگا تو وہ بری طرح پھنس جائیں گے۔ پہلے وہ خیال خوانی کے ذریعے تمام بڑے ممالک کے افراد سے گفتگو کرتے تھے۔ اب ان کی خیال خوانی کے پر جل گئے تھے۔

وہ ٹیلی فون، فیکس اور ای میل کے ذریعے دوسرے ممالک کے اکابرین سے باتیں کرنے لگے۔ انہوں نے پوچھا "تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟"

چین کے اعلیٰ افسر نے کہا "اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہو کہ ہمارے دماغوں میں آکر باتیں کریں۔"

انہوں نے کہا "تم ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغوں میں بلا رہے ہو۔ ہم بھی تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلانا چاہتے ہیں لیکن اب ہم ایک دوسرے سے اپنی کمزوریاں نہیں چھپا سکیں گے۔ یہ حقیقت سب ہی تسلیم کریں گے کہ سبھی دوست اور دشمن ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہوچکے ہیں۔"

اس چینی اعلیٰ افسر نے فون بند کردیا۔ یہ معلوم ہوگیا کہ میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے انتقام لے چکا ہوں۔ اب سب ہی کو انتظار تھا کہ اس محرومی کا ردِ عمل کیا ہونے والا ہے۔

○☆○

علیزا کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی سوچ رہی تھی۔ وہ پورس کے ساتھ کام شروع کرتے ہی بڑی اچھی کارکردگی کے مظاہرے کرتی رہی تھی اب یہ اطلاع ملی تھی کہ دوسروں کی طرح وہ بھی ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہونے والی ہے۔ اسے اپنی ذہانت اور اپنی بہترین صلاحیتوں پر اعتماد تھا وہ ٹیلی پیتھی کے بغیر بھی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتی تھی۔ بس ایک بات کھٹکتی تھی کہ وہ پہلے کی طرح تیزی اور پھرتی سے مشکل مراحل کو آسان نہیں بنا سکے گی۔ اس کی کارکردگی کسی حد تک متاثر ہوگی۔

پورس نے اس کے قریب آکر کہا "میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم کیوں اداس ہو؟ ٹیلی پیتھی کے غیر معمولی علم سے محروم ہونے والی ہو۔"

"مجھے اس علم سے محروم ہونے کا دکھ نہیں ہے۔ بس ذرا ایک تشویش سی ہے۔ تم میرے اندر آکر میرے دل کی باتیں سمجھ سکتے ہو۔"

وہ بولا "اب یہ علم ہمارے اندر تھوڑی دیر کا مہمان ہے کسی وقت بھی ہمارے اندر سے چلا جائے گا۔ میں نے کبھی کبھی تمہارے چور خیالات پڑھے ہیں۔ تم مجھے چاہتی ہو۔ میرے لیے تمہارے اندر جذبے مچلتے ہیں۔ میں نے سوچا تھا فرصت ملے گی تو ہم ایک دوسرے کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اب شاید وہ گھڑی آگئی ہے۔"

اس نے اس کی گداز بانہوں کو تھام لیا۔ وہ ایک دم سے

کھنچی چلی آئی۔ اس کی آغوش میں ڈوب گئی۔ کہنے لگی "ہر لڑکی یہ چاہتی ہے کہ اس کا چاہنے والا اس کے چور جذبوں کو نہ سمجھے۔ لڑکیاں بے نیازی دکھا کر نیاز حاصل کرتی ہیں۔ ٹیلی پیتھی کی یہی خرابی ہے خیال خوانی کرنے والا محبوب چھپے ہوئے چور جذبوں کو پڑھ لیتا ہے چلو اچھا ہے۔ آئندہ تم میرے چور جذبوں کو نہیں پڑھ سکو گے۔"

"اب تو پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ دیکھ لو میں تمہیں عملی طور پر پڑھ رہا ہوں۔"

وہ شرمانے لگی۔ پورس نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا۔ ایسا حسین بوجھ اٹھانے کے بعد مرد کو گرنا نہیں چاہیے مگر وہ گرتا ضرور ہے۔

تھری جے اسکاٹ لینڈ سے فرار ہونے کے بعد فرانس کے ساحلی علاقے میں آئے تھے۔ پھر وہاں سے اٹلی پہنچ گئے تھے۔ بہت عرصہ پہلے انہوں نے اسی ملک میں گردا جھیل کے کنارے طویل عرصے تک رہائش اختیار کی تھی۔ گمنام رہنے کے باعث دشمنوں سے محفوظ رہتے تھے۔ وہ اپنے لیے یہی ملک جگہ مناسب سمجھتے تھے۔ اس لیے دوبارہ آگئے تھے۔

انہوں نے وہاں پہنچنے کے بعد اطمینان سے خیال خوانی کی۔ اسکاٹ لینڈیارڈ والے ان کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ انہوں نے بڑے ظالمانہ انداز میں ان تینوں کو قیدی بنا کر رکھا تھا۔ ان میں سے ایک جے کافو نے وہاں کے ڈی جی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ہیلو میں تھری جے کا ایک جے کافو بول رہا ہوں۔ تم نے ہمیں غلام بنا کر بہت برا سلوک کیا تھا۔ یہ بھول گئے تھے کہ کبھی ہمارا بھی پلڑا بھاری ہوگا۔ تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے کتنی ذہانت اور حاضر دماغی سے تمہاری تمام زنجیروں کو توڑا ہے۔ اب ہم تم سے انتقام لینے کے لیے آزاد ہیں۔ اب تم ہمارے غلام بنو گے۔"

"بہت بے وقوف ہو۔ ہمیں کمزور سمجھ کر دھمکیاں دے رہے ہو۔ شاید تم نہیں جانتے کہ ہماری طاقت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

ہم نے زاؤ کوم کوبرا جیسے زہریلے خیال خوانی کرنے والے کو اپنا معمول بنالیا ہے۔ اس کے ذریعے مارلی کے قلعے میں پہنچ گئے ہیں۔ ہم جلد ہی اس قلعے سے دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھگا دیں گے۔"

جے فلو نے کہا "زاؤ کوم کوبرا ہوگا کوئی شہ زور ٹیلی پیتھی جاننے والا ہماری دنیا میں ایسے شہ زور آتے رہتے ہیں اور کمزور ہو کر دنیا سے جاتے رہے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ اسے بھی فنا کردیں گے۔"

جے سامو نے کہا "ہم نے مارلی کے قلعے کے سلسلے میں بہت کچھ سنا ہے وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ ہماری نظروں میں اس قلعے کی کوئی اہمیت نہیں ہے اہمیت تو تمہاری ہے۔ ہم ابھی تمہیں اذیتیں دے کر مار ڈالیں گے۔ اپنے مارشل ٹی ٹو اور کمانڈر ہائیڈ سے کہو تمہاری حفاظت کریں۔"

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس ڈی جی کا باڈی گارڈ تھا۔ ڈی جی نے اس کے ذریعے مارشل ٹی ٹو اور کمانڈر ہائیڈ کو بلایا۔ ان سے کہا "تھری جے مجھے ابھی مار ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ فوراً میرے اندر آؤ۔"

تھری جے نے انہی لمحات میں ڈی جی کے اندر زلزلہ پیدا کیا وہ چیختا ہوا کرسی سے اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ مارشل ٹی ٹو اور کمانڈر ہائیڈ نے اس کے اندر آکر چیختے ہوئے کہا "تھری جے ہمارا ڈی جی ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ یوگا کا ماہر نہیں ہے۔ اسے ہلاک کرنا بزدلی ہے۔ ہمارے اندر آؤ۔ ہم سے مقابلہ کرو۔"

"تم لوگوں نے ہمیں غلام بنا کر یوں سمجھو کہ بزدل بنایا ہے۔ ہم بزدلی دکھا رہے ہیں۔ تم شہ زوری دکھاؤ۔ اپنے ڈی جی کو بچالو۔"

مارشل ٹی ٹو نے کہا "تم نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کرکے اس کے دماغ کو کمزور بنادیا ہے۔ اب ہم اس پر پوری طرح قبضہ نہیں جما سکیں گے تم چالاکی نہ دکھاؤ۔ اسے چھوڑ دو۔ ہم اس کی جان بخشی کے لیے سمجھوتا کرنا چاہتے ہیں۔"

"کیسا سمجھوتا کرو گے؟ ہمارے ساتھ جو برا سلوک کیا گیا۔ کیا اس کی تلافی کرسکو گے؟ انتقام کی آگ تو انتقام لینے سے ہی بجھے گی۔"

جے فلو اور جے سامو انہیں باتوں میں الجھا رہے تھے۔ جے کافو ڈی جی کے اندر رہ کر محسوس کر رہا تھا کہ اس کی دماغی تکلیف کچھ کم ہو رہی ہے۔ اس نے اس کے ہاتھوں کو حرکت دی۔ اس کے لباس سے ایک ریوالور نکالا پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر مارشل ٹی ٹو پر گولی چلادی وہ گولی کھاتے ہی اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ کمانڈر ہائیڈ دم بخود رہ گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اپنا ہی ڈائریکٹر جنرل اپنے ہی مارشل کو گولی مارے گا۔"

پھر فوراً ہی عقل آئی کہ تھری جے اس کے اندر رہ کر ایسا کر رہے ہیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے ڈی جی کے ہاتھ سے ریوالور گراتا۔ ڈی جی نے اس پر بھی گولی چلادی۔

فائرنگ کی آوازیں دور تک گئی تھیں۔ کئی سراغ رساں اور مسلح گارڈز دوڑتے ہوئے آرہے تھے۔ ان سب نے ڈی جی، مارشل ٹی ٹو اور کمانڈر ہائیڈ کو فرش پر بہت ہی بری حالت میں دیکھا۔ ڈی جی جیسے بہت بیمار تھا۔ تکلیف سے کراہ رہا

تھا۔ مارشل ٹی ٹو مرچکا تھا۔ کمانڈر ہائیڈ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ اس کے سانس اکھڑ رہے تھے۔ کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر آگئے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا۔ تھری جے سے ہوشیار رہو۔ وہ ڈی جی کے اندر رہ کر تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کرنا چاہیں گے۔ سب سے پہلے ڈی جی کو قابو میں کرو۔"

ایسا کہتے کہتے کمانڈر ہائیڈ نے دم توڑ دیا۔ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے تمام اعلیٰ عہدیداروں کو خطرے سے آگاہ کرنے لگے۔ ان عہدیداروں نے کہا "فرہاد نے چیلنج کیا تھا کہ ہم سے ٹرانسفارمر مشین چھین لے گا۔ اب یہ تھری جے موت بن کر ہم پر نازل ہوگئے ہیں۔ ہم پر بہت برا وقت آیا ہے۔ تم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی ہماری اور ٹرانسفارمر مشین کی حفاظت کرسکتے ہو۔"

ڈی جی کی دماغی تکلیف کم ہوگئی تھی۔ وہ تھری جے کی مرضی کے مطابق فرش سے اٹھ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ ان سے کہنے لگا۔

"میرے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے باڈی گارڈ نے میرے دماغ پر قبضہ جمالیا ہے۔ میرے اندر سے تھری جے کو بھگا دیا ہے۔ اب ہمیں سب سے پہلے اپنی مشین کی فکر کرنی چاہیے۔ مجھے ابھی اس تہ خانے میں لے چلو۔"

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں نے پوچھا "آپ وہاں جا کر کیا کریں گے؟ ہم سب اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔"

ڈی جی نے کہا "میں وہاں جانا چاہتا ہوں۔ تمہارے حفاظتی انتظامات دیکھ کر مطمئن ہونا چاہتا ہوں۔"

"سوری سر! مشین کے قریب ہمارے صرف چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی جاسکتے ہیں۔ کسی اور کو وہاں جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

وہ سخت لہجے میں بولا "میں تمہارا ڈائریکٹر جنرل ہوں۔ تمہیں میرے اس حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔"

"سوری سر! آپ زبردستی اپنا حکم منوائیں گے تو ہم یہی سمجھیں گے کہ فرہاد اور تھری جے نے آپ کو اپنا آلہ کار بنالیا ہے۔"

وہ غصے سے بولا "تم بکواس کر رہے ہو۔ مجھے ڈائریکٹر جنرل کے فرائض ادا کرنے سے روک رہے ہو۔ میں تم جیسوں کو نافرمانی کی سزا دے سکتا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے فائر کیا۔ ایک نافرمان ٹیلی پیتھی جاننے والے کو مار ڈالا۔ ایک مسلح گارڈ نے ڈی جی کے ہاتھ پر فائر کیا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر گر پڑا۔ اسے گرفتار کرلیا گیا۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل نے کہا "اس اکابرین واش کرو۔ اس کے اندر سے دشمنوں کو نکالو۔ تب تک اسے سخت نگرانی میں رکھو۔"

انہوں نے زاؤ کوم کوبرا کو قیدی بنانے کے بعد اس پر تنویمی عمل کیا تھا پھر اسے معمول بنالیا تھا۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کے زہریلے دماغ پر تنویمی عمل کا اثر عارضی ہوگا۔ اسے ایک بنگلے میں قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔ وہ لوگ مطمئن تھے کہ وہ معمول بن چکا ہے۔ فی الحال ان کے خلاف کچھ نہیں کرے گا۔

وہ سب وقفے وقفے سے کوبرا کے اندر آتے تھے۔ وہ اپنے چور خیالات کے ذریعے انہیں یہی تاثر دیتا تھا کہ وہ ان کا معمول بن چکا ہے۔ وہ ان کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیا کرتا تھا۔ جب وہ چلے جاتے تو وہ آزادی سے خیال خوانی کرنے لگتا تھا۔ اسکاٹ لینڈیارڈ میں جس عہدیدار اور سراغ رساں کے اندر جگہ ملتی تھی وہ ان کے اندر پہنچ جاتا تھا۔ ان کے ذریعے وہاں کے بہت سے راز معلوم کرتا رہتا تھا۔

ایسے وقت اسے معلوم ہوا کہ تھری جے نے ڈی جی کو آلہ کار بنا کر ان کے سب سے اہم ٹیلی پیتھی جاننے والے مارشل ٹی ٹو اور کمانڈر ہائیڈ کو مار ڈالا ہے۔ کوبرا نے چپکے چپکے جتنے آلہ کار بنائے تھے اب ان کے ذریعے وہاں تخریبی کارروائی کرنے لگا۔ اس نے ایک بڑے عہدیدار کے دماغ پر قبضہ جما کر کہا "میں فرہاد بول رہا ہوں۔ میں نے مشین کو چھین لینے کا چیلنج کیا تھا۔ اسے چھین لینے کے لیے آیا ہوں۔"

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "اچھا تو تم فرہاد ہو۔ تھوڑی دیر پہلے ڈی جی کے دماغ میں خود کو تھری جے کہہ رہے تھے۔"

کوبرا نے کہا "میں تمہارے ڈی جی کے دماغ میں نہیں گیا تھا۔ وہ یقیناً تھری جے تھے اور اب بھی وہ تم لوگوں کے درمیان موجود ہوں گے۔ تم پر دو طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ اپنی مشین کو بچا نہیں پاؤ گے۔"

کوبرا نے اس عہدیدار کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر ایک مسلح گارڈ سے اس کی گن چھین لی پھر اس گن سے تڑاتڑ فائر کرنے لگا کتنے ہی افراد فائرنگ کی زد میں آنے لگے۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس عہدیدار کو گولی ماردی۔ اس ایک منٹ کے اندر ان کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے اور پانچ اہم عہدیدار مارے گئے تھے۔

وہ سب پریشان ہوگئے تھے۔ تھری جے بھی اسی طرح اپنے آلہ کاروں کے ذریعے حملے کر رہے تھے۔ اس مختصر سے وقت میں ان کے کئی عہدیداروں کے علاوہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے تھے۔ یہ بہت بڑا نقصان تھا۔ اب ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنی سلامتی کی فکر ہوگئی تھی۔

انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے کہا "اب ہمیں کسی بھی مسلح گارڈ اور اپنے عہدیداروں کے سامنے نہیں آنا چاہیے۔ دشمن انہیں آلہ کار بنا کر ہم سب کو ختم کردینا چاہتے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "ہم بھی دشمنوں کی طرح روپوش رہ کر اپنے عہدیداروں کی حفاظت کریں گے۔ انہیں قشین تک نہیں پہنچنے دیں گے۔"

یہ سب ٹیلی پیتھی کی دنیا کا آخری کھیل تھا۔ وہ انجام سے بے خبر ہو کر کھیل رہے تھے۔ ایسے ہی وقت انہیں پتا چلا کہ وہ خیال خوانی کے قابل نہیں رہے ہیں۔ انہوں نے کئی بار خیال خوانی کی کوشش کی اور ناکام ہوتے رہے۔ دوسری طرف جے کانو' جے فلو اور جے سامو بھی اچانک ہی اس علم سے محروم ہوگئے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ پورس کے زیر اثر رہتے تھے۔ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے والوں کو ان کا پتا ٹھکانا معلوم ہوگیا تھا۔ انہوں نے وہاں بھی دوا اسپرے کی تھی۔

وہ تمام زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم کے بغیر ایسے کھوکھلے ہوگئے تھے۔ جیسے جسم رہ گیا ہو جان نکل گئی ہو۔ اب وہ بے جان لاشوں کی طرح جیسے اپنی قبروں سے اٹھ کر چل پھر رہے تھے۔ اب اپنی کسی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ نہیں کرسکتے تھے۔

زاؤکوم کوبرا نے قدرتی طریقوں پر عمل کرتے ہوئے برسوں کی محنت سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ اس پر دوا نے اثر نہیں کیا۔ وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر آسانی سے پہنچ رہا تھا اور حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔ "تم سب اچانک ہی خیال خوانی سے کیسے محروم ہوگئے ہو؟"

ایک سراغ رساں نے کہا "ہم بھول گئے تھے کہ بہت عرصہ پہلے پورس نے اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی تھی اور کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خیال خوانی سے محروم کردیا تھا۔ آج بھی یہی ہو رہا ہے۔"

کوبرا دل کھول کر قہقہے لگانے لگا "تم سب کا مصنوعی علم آخر فنا ہوگیا مجھے دیکھو اس دوا نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا ہے اور نہ ہی کبھی اثر کرے گی میں پہلے ہی کہتا تھا کہ میں ناقابلِ شکست ہوں۔ کوئی مجھے شکست نہیں دے سکے گا۔"

میں نے وہاں کے باقی اعلیٰ عہدیداروں کو مخاطب کیا "ہم نے تمہارے ساتھ نیکی کی تھی۔ تم نے خوامخواہ ہم سے دشمنی کی۔ اس کا نتیجہ دیکھ رہے ہو۔ ٹیلی پیتھی کا علم جس طرح تمہیں دیا گیا تھا اسی طرح چھین لیا گیا ہے۔ اب تم ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہیں کرسکو گے۔"

تمام یوگا جاننے والے سراغ رساں تیزی سے دوڑتے ہوئے اپنی ٹرانسفارمر مشین کی طرف جانے لگے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جو چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس مشین کی حفاظت کررہے تھے۔ وہ بھی خیال خوانی سے محروم ہوگئے تھے۔ ہم نے انہیں آلہ کار بنایا تھا۔ انہوں نے ہماری مرضی کے مطابق ٹرانسفارمر مشین کے ایک ایک پرزے کو ناکارہ بنادیا تھا اور اس کے نقشے کو جلا ڈالا تھا۔

وہ سب جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اب تک بڑی اونچی اڑان اڑ رہے تھے۔ اب بہت ہی پستی میں آگرے تھے۔ کوبرا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "اب یہاں کوئی نہیں ہے۔ صرف میں ہی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ گیا ہوں۔ یہاں انڈر ورلڈ میں جو ٹیلی پیتھی جاننے والا گاڈ فادر تھا وہ بھی اس علم سے خالی ہوگیا ہوگا۔ میں ابھی جاکر انڈر ورلڈ کے حالات معلوم کروں گا۔ اب تم سب کے دماغوں پر حکمرانی کرنے سے کوئی مجھے نہیں روک سکے گا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے انڈر ورلڈ کے گاڈ فادر کو تلاش کرنے لگا پورس بہت پہلے ہی کیری گرانٹ کو ختم کرکے وہاں کا گاڈ فادر بنا ہوا تھا۔ اب وہ بھی علیزا کے ساتھ خیال خوانی سے محروم ہوگیا تھا۔ اس نے ایک بار ٹیلی پیتھی کے ذریعے کوبرا سے گفتگو کی تھی۔

اب کوبرا نے اس کے اندر آکر اسے مخاطب کیا "ہیلو مسٹر گاڈ فادر کیا اب خیال خوانی کرسکتے ہو؟ کیا مجھے اپنے دماغ سے بھگا سکتے ہو؟"

پورس نے کہا "میں خیال خوانی نہیں کرسکتا مگر تمہیں لات مار کر بھگا سکتا ہوں۔ گیٹ لاسٹ۔"

اس نے سانس روک لیا۔ کوبرا اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے دماغ میں نہیں جاسکے گا۔ فی الحال یہ بات اطمینان بخش تھی کہ وہ گاڈ فادر (پورس) ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ وہ پھر کسی وقت اس سے نمٹ لے گا۔

میں نے اور سونیا نے کوبرا کی لاعلمی میں اسے ہپناٹائز کیا تھا اور اپنا معمول بنالیا تھا۔ ہم یہ جانتے تھے کہ اس کا زہریلا دماغ چند گھنٹوں کے بعد تنویمی عمل کے اثر سے نکل آتا ہے۔ ہم یا ہمارے ماتحت چھ گھنٹے کے بعد اسی تنویمی عمل کو اس کے اندر دہراتے رہتے تھے۔

ادھر پچھلے تیس گھنٹوں سے ہم زمین پر اترنے پھر انتقامی کارروائی کرنے کے سلسلے میں مصروف ہوگئے تھے۔ کوبرا کی طرف توجہ نہیں دے سکے تھے۔ اس طرح وہ خوش قسمتی سے ہمارے تنویمی عمل کے اثر سے بھی نکل چکا تھا۔

وائزمین امریکا کا باغی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ ٹرانسفارمر مشین کا ماہر مکینک تھا۔ اس نے فرانس میں بھ

مشین تیار کی تھی۔ وہاں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے تھے۔ اس نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ابھی پوری طرح قوت حاصل نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود ہمارے دشمنوں میں شامل ہوگیا تھا۔ اس نے بھی فرانس کے تمام رن ویز کو سیل کردیا تھا۔ ہمارے طیارے کو وہاں اترنے سے روکنے والا تھا۔

سونیا نے اسے سمجھایا تھا کہ اس جیسے طفلِ مکتب کو ہم سے دشمنی نہیں کرنی چاہیے لیکن فرانس کے اکابرین ایک طویل مدت سے بابا صاحب کے ادارے کو ناپسند کرتے آئے تھے اور اسے اپنے ملک سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے۔

چین میں ہمارے اس نئے ادارے کے خلاف کارروائی ہوئی تو انہیں بھی شہ مل گئی۔ انہیں یہ مشکل مرحلہ آسان دکھائی دیا۔ وہ اس طیارے میں مجھ کو اور سونیا کو جناب عبداللہ واسطی اور ادارے کے اہم افراد کو زمین پر اترنے سے پہلے ہی ہلاک کرسکتے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے کی آدھی قوت ختم کرسکتے تھے۔ باقی آدھی قوت کو دوسرے بڑے ممالک کی مدد سے ختم کرسکتے تھے۔ اب ناکام ہو کر سمجھ رہے تھے کہ وہ اس ادارے کو نقصان پہنچانا تو دور کی بات ہے کبھی اس ادارے کے قریب بھی نہیں جاسکیں گے۔

میں نے وائزمین کے دماغ میں آکر کہا "کہاں گئی تمہاری خیال خوانی کی اڑان؟ تم خود کو ٹیلی پیتھی کا پرانا کھلاڑی سمجھ رہے تھے کیا اب یہ کھیل کھیل سکتے ہو؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ تم اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرو گے۔ اس دوا سے تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی نقصان پہنچے گا۔ لیکن تم نے اپنے نقصان کی پرواہ کیے بغیر ہم سب سے یہ علم چھین لیا ہے۔"

"ہاں ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ صرف قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے اس دنیا میں رہیں گے۔ آئندہ نہ مشینیں رہیں گی اور نہ ہی مشین سے پیدا ہونے والے دوست اور دشمن رہیں گے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہماری ٹرانسفارمر مشین بھی تباہ کردو گے۔"

"وہ تو ہم کرچکے ہیں۔ تمہارے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس مشین کی نگرانی کررہے تھے۔ انہوں نے خود ہی اس علم سے محروم ہو کر ہمارے آلہ کار بن کر اس مشین کو ناکارہ بنادیا ہے اور اس کے نقشے کو جلا ڈالا ہے۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے۔ وہ نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔"

"تم اس دنیا میں رہو گے تو نقشہ رہے گا۔"

وہ چونک کر بولا "کیا تم مجھے مار ڈالو گے؟"

"میں تمہاری ہلاکت کا الزام اپنے سر نہیں لوں گا۔ زاؤکوم کوبرا انگلینڈ' اسکاٹ لینڈ اور پورے یورپ میں اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے چھا جانا چاہتا ہے۔ وہ ابھی تمہارے پاس آرہا ہے۔ تمہارے مقدر میں موت ہوگی تو مرو گے۔ ورنہ کوبرا کے غلام بن کر رہ جاؤ گے۔"

کوبرا تو خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک دن تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مرجائیں گے اور وہ تنہا ساری دنیا پر حکومت کرنے کے لیے زندہ رہے گا۔ وہ ایک ایک خیال خوانی کرنے والے مخالف کے دماغ میں جارہا تھا اور یقین کررہا تھا کہ واقعی وہ سب ٹیلی پیتھی کے بغیر کھوکھلے ہوچکے ہیں۔

پہلے وہ اپنے آس پاس کے مخالفین کو ٹٹول رہا تھا۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے آگے چوہے بن گئے تھے پھر اس نے وہاں کے انڈر ورلڈ کے گاڈ فادر سے رابطہ کیا تھا۔ ایسے وقت پورس نے اسے اپنے دماغ سے بھگا دیا تھا۔ اسے یہ تو معلوم ہو ہی گیا تھا کہ انڈر ورلڈ کا گاڈ فادر (پورس) بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگیا ہے۔ آئندہ وہ جب چاہے گا اس سے نمٹ لے گا۔

اس کے سب سے قریب پڑوس میں فرانس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ وہ وائزمین کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھ کر بولا "اچھا ابھی تم فرہاد علی تیمور سے باتیں کررہے تھے اور اس نے پیش گوئی کی ہے کہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ بہت پریشان تھا۔ کہنے لگا "ہاں اب تو میں بہت مجبور اور بے بس ہوگیا ہوں۔ تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔ چاہو تو زندہ چھوڑ سکتے ہو اور مجھے اپنا معمول بنا کر زندہ رکھ سکتے ہو۔"

وہ اس کے خیالات پڑھ رہا تھا اور بول رہا تھا "آج مجھے اپنی اوقات سے زیادہ خوشیاں مل رہی ہیں۔ اس خوشی میں بھول گیا تھا کہ فرہاد بھی قدرتی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ وہ میرے مقابلے پر زندہ ہے یہ بات تشویش ناک ہے۔ پتا نہیں اس کی فیملی میں اور بابا صاحب کے ادارے میں اور کتنے قدرتی ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔"

وہ تشویش میں مبتلا ہو کر سوچ رہا تھا۔ وائزمین نے پوچھا "تم خاموش کیوں ہو؟ کیا میرے چور خیالات پڑھ رہے ہو؟ میں تم سے التجا کرتا ہوں۔ مجھے ہلاک نہ کرو۔ میں تمہارے بہت کام آؤں گا۔"

"ٹیلی پیتھی کے بغیر میرے کس کام آؤ گے؟"

"تم جانتے ہو۔ میں ٹرانسفارمر مشین کا مکینک ہوں۔ اس مشین کا نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ میں تمہارے

لیے وہ مشین تیار کر سکتا ہوں۔ تم اپنی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج تیار کر سکتے ہو۔"

"میں نے بڑے بڑے ممالک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کرنے کا تماشا دیکھا ہے۔ میں ایسے تماشے نہیں کروں گا۔"

"پھر بھی تمہیں ایک ٹرانسفارمر مشین اپنے پاس رکھنی چاہیے۔ وہ مشین کسی وقت بھی تمہارے کام آسکتی ہے۔ مجھ جیسا مکینک تمہارا معمول بن کر رہا کرے گا۔"

ایسے وقت فرانسیسی فوج کا ایک اعلیٰ افسر وائزمین کے پاس آیا پھر غصے سے بولا "یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کردیا ہے اور وہ سب خیال خوانی کے قابل نہیں رہے ہیں۔"

وائزمین نے کہا "بابا صاحب کے ادارے والوں نے بڑی زبردست انتقامی کارروائی کی ہے۔ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس علم سے محروم کردیا ہے۔ اب کسی ملک میں ٹرانسفارمر مشین بھی نہیں رہی ہے۔ تمام مشینیں تباہ کردی گئی ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم تو ماہر مکینک ہو۔ کیا دوسری مشین تیار نہیں کرسکو گے؟ کیا ان کی انتقامی کارروائی کا جواب نہیں دو گے؟"

وہ بولا "اس وقت میرے دماغ میں فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے کا زبردست دشمن زاؤ کوم کوبرا ہے۔ وہ لوگ کوبرا سے ٹیلی پیتھی کا علم چھیننے میں ناکام رہے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ سن کر خوشی ہورہی ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کا ایک مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا ابھی موجود ہے۔ ہم اس کے تعاون سے جوابی کارروائی کرسکیں گے۔"

کوبرا نے کہا "میں انگلینڈ' اسکاٹ لینڈ' فرانس اور یورپ کے تمام ممالک پر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس طرح چھا جاؤں گا کہ فرہاد کو پھر ایک بار قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔"

وائزمین نے کہا "میں ابھی اطمینان سے بیٹھ کر اس مشین کا نقشہ تیار کررہا ہوں۔ شام تک یہ نقشہ تیار ہوجائے گا۔"

میں نہیں چاہتا تھا کہ ہماری دنیا میں پھر اسی ٹرانسفارمر مشین کا سلسلہ جاری رہے۔ میں نے اس اعلیٰ افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر کہا "گدھے کے بچے۔ تم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کوبرا کو ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہو۔ وہ یہاں سے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرے گا۔ ان سب کو اپنا غلام بناتا رہے گا۔ ہماری پوری قوم اس کی غلام بن جائے گی۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

اس نے یہ کہتے ہی ریوالور نکال کر وائزمین کو گولی ماردی۔ کوبرا نے اس اعلیٰ افسر سے کہا "یو نان سنس۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اچانک اسے مار ڈالو گے۔ میں اسے بچا نہ سکا مگر تمہیں بھی اب بچنا نہیں چاہیے۔ تم بھی اس کے ساتھ جہنم میں جاؤ۔"

اس نے اسے خودکشی پر مجبور کردیا۔ اپنی محبوبہ اینجی کے پاس آکر بولا "تمہیں بہت بڑی خوش خبری سنانے آیا ہوں۔ ہماری دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے نابود ہوگئے ہیں۔"

اینجی نے خوشی سے اور حیرانی سے پوچھا "یہ کیسے ہوگیا؟"

"فرہاد نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرائی تھی۔ ٹرانسفارمر مشینوں سے یہ علم حاصل کرنے والے اس دوا کے زیر آگئے ہیں۔ خیال خوانی سے محروم ہوگئے ہیں۔ صرف فرہاد اور شاید چند ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ میں ان سے نمٹ لوں گا۔"

وہ خوش ہوکر بولی "تم بہت لکی ہو۔ ایک بات تسلیم کرو۔ میں تمہاری زندگی میں آئی ہوں تو تمہیں ایسی حیرت انگیز کامیابیاں حاصل ہورہی ہیں۔ یہ بتاؤ میرے پاس کب آرہے ہو؟"

"میری جان تم میرے لیے بہت لکی ہو۔ میرا تو جی چاہتا ہے ابھی تمہارے پاس آجاؤں۔ لیکن ابھی مجھے کئی طرح کے چیلنج کا سامنا کرنا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والے مجھ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن کو زندہ نہیں رہنے دیں گے۔"

وہ بولی "ہاں ان کی طرف سے ہمیشہ خطرہ رہے گا۔ تمہیں بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔ وہ میرے ذریعے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوششیں کریں گے۔"

"میں تمہارے دماغ کو لاک کرچکا ہوں۔ کوئی تمہارے اندر نہیں آسکے گا اور نہ ہی یہ معلوم کرسکے گا کہ تم کہاں رہتی ہو۔ بہرحال میں اس سلسلے میں پھر باتیں کروں گا ابھی بہت مصروف ہوں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر سوچنے لگا۔ ابھی اور کئی دشمن تھے ان کے پاس جانے سے صحیح حالات معلوم ہورہے تھے۔ جیسے یہ معلوم ہوا تھا کہ انڈر ورلڈ کا گاڈ فادر بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہوچکا ہے لیکن بدستور یوگا کا ماہر ہے۔ اس سے نمٹنے میں دشواری ہوگی مگر دیکھا جائے گا۔

پھر اسے یہ معلوم ہوا تھا کہ میں وائزمین کے پاس گیا تھا اور اس کی موت کی پیش گوئی کی تھی اور شاید میں نے ہی اس

اعلیٰ افسر کے ذریعے وائزمین کو ہلاک کیا ہے۔ آئندہ بھی بابا صاحب کے ادارے والے فرانس پر کڑی نظر رکھیں گے۔ کیونکہ ان کا ادارہ اسی ملک میں ہے پھر اس نے مسٹری مین کے بارے میں سوچا۔ وہ بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگیا۔ دوسروں کی طرح مسٹری مین بھی ٹیلی پیتھی سے خالی ہوگیا تھا۔ برسوں سے پراسرار بن کر رہنے والا اب پردے سے باہر آنے والا تھا۔ اس کی اصلیت یہ تھی کہ وہ جرمنی کی وزارت خارجہ میں اعلیٰ افسر تھا۔ جرمنی کے ایک طرف روس ہے اور دوسری طرف یورپ ہے۔ یورپ کے بیشتر ممالک روس کے مخالف اور امریکا کے حمایتی ہیں۔ مسٹری مین روس اور امریکا کے مخالفین اور حمایتیوں کے درمیان رہ کر زبردست سیاسی کھیل کھیلا کرتا تھا۔ آئندہ چین کے خلاف محاذ بنانے کے لیے میڈم مارلی کے قلعے اور جزیرے پر قبضہ جمانے کی فکر میں لگا ہوا تھا۔

ہانگ کانگ کے جنوب مغرب میں مارلی کا وہ قلعہ اور جزیرہ فوجی نقطہ نظر سے بہت اہم تھا۔ اس پر قبضہ جما کر امریکی فوج اڈا بنالیتی..... تو چین کے لیے دشواریاں پیدا ہوتی رہتیں۔

اسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی اس قلعے سے دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھگا دے گا پھر امریکا سے اس قلعے اور جزیرے کا سودا کرے گا۔ وہ بہت بڑا سیاسی گیم کھیل رہا تھا۔ ایسے ہی وقت ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگیا تھا اور بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

بوکھلانے اور بدحواس ہونے والی بات ہی تھی۔ دو بڑی طاقتوں کے درمیان ہونے والا سودا اب نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ کروڑوں ڈالرز کی آمدنی سے محروم ہوگیا تھا۔ سب سے زیادہ تکلیف وہ بات یہ تھی کہ اب وہ بے نقاب ہوکر دنیا والوں کے سامنے آنے والا تھا۔ چین اور امریکا کے علاوہ ہم بھی اس کا اصلی چہرہ دیکھنے والے تھے۔

وہ بے چین ہوکر اپنی رہائش گاہ میں اِدھر سے اُدھر بھاگتا پھر رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ کس طرح خود کو پہلے کی چھپا کر رکھ سکتا ہے اور اب یہ رازداری اور پراسراریت ناممکن ہوگئی تھی۔ اسے سب کے سامنے ننگا ہونا ہی تھا۔

وہ فوراً ہی اپنی کار میں بیٹھ کر تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا ملٹری اسپتال میں آگیا۔ اسے آرمی کے تمام افسران اور ڈاکٹر وغیرہ اچھی طرح جانتے تھے۔ اس نے چند بڑے ڈاکٹروں اور افسروں کو بلا کر کہا "میرے لیے خطرات پیدا ہورہے ہیں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دماغ میں آکر ہمارے ملک کے اہم راز معلوم کرنے والے ہیں۔ ان سے محفوظ رہنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ مجھے کوما میں پہنچادو۔"

اعلیٰ افسران نے کہا "آپ یوگا کے ماہر ہیں کیا انہیں اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکیں گے؟"

"ایک نہیں بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن ہیں وہ یکے بعد دیگرے آتے رہیں گے۔ میں کب تک سانس روکتا ہوں گا؟"

اس نے ان ڈاکٹروں کو اور افسران کو قائل کردیا۔ انہوں نے اپنے ملک کے اہم رازوں کی حفاظت کے خاطر اسے کوما میں پہنچا دیا۔

کوبرا اس کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچا۔ تو وہاں اسے جگہ مل گئی۔ وہ ایک بیڈ پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ چھت کو تک رہا تھا۔ اس کا دماغ سن ہوچکا تھا۔ اس کے اندر سوچ کی ایک لہر بھی نہیں تھی۔

کوبرا نے کہا "مسٹری مین! تم تو بڑے مکار نکلے۔ میرے آنے سے پہلے ہی کوما میں پہنچ گئے لیکن کتنے دن' کتنے ہفتے اور کتنے مہینے اسی طرح رہو گے؟ کیا اسی طرح مر جاؤ گے؟"

مسٹری مین ابھی خود نہیں جانتا تھا کہ آئندہ کس طرح ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہے گا۔ ویسے وہ آئندہ بھی پراسرار بن کر رہ سکتا تھا۔ کبھی موقع پا کر خود پر تنویمی عمل کرا سکتا تھا اپنا لب و لہجہ اور اپنی شخصیت تبدیل کرسکتا تھا۔

کوبرا نے چیلنج کیا "میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تمہارے اندر آتا جاتا رہوں گا۔ کبھی تو کوما سے باہر آؤ گے پھر میں تم سے نمٹ لوں گا۔"

وہ ناکام ہوکر واپس آگیا۔ دماغی طور پر حاضر ہوکر ہاروے اور بیکر برائٹ کے بارے میں سوچنے لگا پھر سوچتے سوچتے ان کے اندر پہنچ گیا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روکنے لگے۔ وہ ہنسنے لگا۔ وقفے وقفے سے ان دونوں کے اندر جانے لگا۔ کہنے لگا "کب تک سانس روکتے رہو گے؟"

وہ سانس روکتے جارہے تھے۔ کسی کو دس منٹ اور کسی کو بیس منٹ تک سانس روکنے کی عادت تھی لیکن اس اس کے بعد ذرا دیر سانس لینا ضروری ہوتا تھا۔ وہ دو چار سانس لے کر دوبارہ زیادہ دیر تک سانس نہیں روک سکتے تھے۔

کوبرا ان کے پیچھے ہی پڑ گیا۔ کہنے لگا "میں تو نہیں جاؤں گا۔ اپنے دماغوں کو میرے حوالے کردو۔"

وہ مسلسل سانس روکتے روکتے بے دم ہورہے تھے۔ اگر خیال خوانی کی صلاحیت ہوتی تو جواباً اس کے اندر جاکر بھی اسے سانس روکنے پر مجبور کرتے۔ تب اس کے لیے بھی یہی مسئلہ درپیش ہوتا کہ وہ کب تک سانس روکتا رہے گا لیکن اب بازی صرف کوبرا کے ہاتھ میں تھی۔ صرف وہی حملے کر رہا تھا۔

آخر وہ دونوں ہانپنے لگے۔ کوبرا نے ان کے دماغوں کو ہلکی سے تکلیف پہنچائی۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگے۔ وہ ہنستے ہوئے بولا "کیا مارلی کے قلعے میں نہیں جاؤ گے؟ وہاں ٹیلی پیتھی کے زبردست کھلاڑی بن رہے تھے۔ بار بار میرا راستہ روک رہے تھے۔ اب کیا کرو گے؟"

ہاروے نے کہا "اب تو ہم تمہارے شکنجے میں ہیں۔ تم نہ آتے تو فرہاد چلا آتا۔ ہمیں اپنا برا انجام نظر آ رہا تھا۔ ہمیں اب تو مرنا ہے یا تم میں سے کسی کا غلام بن کر رہنا ہے۔"

کوبرا نے کہا "میں تمہیں غلام بنا کر کیا کروں گا؟ تمہارے پاس ٹرانسفارمر مشین نہیں ہے' تم کبھی ٹیلی پیتھی نہیں سیکھ سکو گے میں تمہیں غلام بنا کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکوں گا۔"

"تم ہمیں زندہ رکھنا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ تم نے مارلی کے قلعے میں دیکھا ہے۔ ہم بہت اچھے منتظم ہیں۔ وہاں کے تمام حالات سے واقف ہیں۔ تم ہمیں وہاں منتظم بنا کر رکھ سکتے ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تمہیں آئندہ کبھی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کی امید ہے۔ اس امید پر میرے غلام بن کر رہنا چاہتے ہو۔"

ان باتوں کے دوران میں ہاروے اور بیکر برائٹ نے اپنے اپنے ریوالور نکال لیے تھے۔ کوبرا نے کہا "مجھے تمہارے جیسے غلاموں کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

انہوں نے اس کی مرضی کے مطابق ایک دوسرے پر فائر کیا۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ وہ اس کے لیے بڑی مسرتوں کا دن تھا۔ ایک تو دشمن ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گئے تھے پھر زندگی سے بھی محروم ہوتے جا رہے تھے۔

○☆○

روس میں پارس نے ایک ڈمی کرونا کے ذریعے راسپوٹین سوم کو ٹریپ کیا تھا پھر اسے ہپناٹائز کر کے اپنا معمول بنا لیا تھا۔ ایسے ہی وقت اسے بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے اطلاع ملی تھی کہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ وہ بھی دوسرے دن اس علم سے محروم ہونے والا ہے۔

پارس نے ثانی سے وعدہ کیا تھا کہ راسپوٹین کو ٹریپ کرنے کے بعد اس کے پاس امریکا آئے گا۔ اب یہ وعدہ پورا کرنے کا وقت آ گیا تھا روس میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مصروفیات ختم ہونے والی تھیں۔

کرونا' تیج پال' بیزون' جوزف وسکی سب ہی اپنی اپنی رہائش گاہوں میں چھپے ہوئے تھے۔ کرونا بہت خوش تھی۔ اس نے تیج پال کو اپنا معمول اور محکوم بنا لیا تھا۔ اسے ... کی تعبیر مل رہی تھی۔ الپا تو ایک چھوٹے سے ملک کی ... تھی۔ وہ بہت ہی وسیع و عریض ملک روس کی حکمران ... تھی۔

پارس نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "کیا ... ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی "تمہیں یاد کر رہی ہوں۔ تم ... ہو۔ میرے پاس آنے کا وعدہ کرتے ہو مگر آتے نہیں ..."

"میں اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے ابھی آ رہا ... اپنے گھر کے اور دل کے دروازے کھلے رکھو۔"

وہ خوش ہو کر بولی "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ ابھی ... ہو؟"

"ہاں! گھڑی دیکھتی رہو۔ دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل گیا۔ وہ تیزی سے ... "ہر اہم مرحلے پر کامیابیاں حاصل کر چکی ہوں۔ تیج پال ... بنا کر روس کی بے تاج ملکہ بن چکی ہوں۔ اب ایک بار ... گیا ہے۔"

وہ اپنی فطرت سے مجبور ہو کر سوچ رہی تھی۔ ... بھی اپنا معمول بنا لے تو لامحدود قوتوں کی ملکہ بن جائے ...

وہ پارس کو چاہتی تھی مگر اس کی برتری نہیں ... تھی۔ کچن میں کھانے پینے کی چیزیں تھیں۔ مختلف ... مشروبات بھی تھے۔ وہ کسی میں بھی اعصابی کمزوری کی ... اسے پارس کے حلق سے اتار سکتی تھی۔ ایسے وقت ... گئی تھی کہ پارس زہریلا ہے اور اس پر ایسی دوائیں ... کرتی ہیں۔ یہ بھولنے کے باوجود اس نے احتیاطاً اپنا ... کر لیا۔ اس نے سوچا اگر پارس کھانے پینے سے انکار ... تو وہ اسے گولی مار کر زخمی کر سکے گی۔

پارس نے اس پر بے شمار احسانات کیے تھے۔ اسے ... ہی مصیبتوں سے نجات دلائی تھی۔ خطرناک دشمنوں ... مقابلے میں اسے برتر رکھا تھا اور اب اسے روس کی ... ملکہ بنا چکا تھا لیکن جو خود غرض اور طوطا چشم ہوتے ہیں ... احسانات کو یاد نہیں رکھتے۔ اپنی ضرورت کے مطابق ... مزاج بدلتے رہتے ہیں۔

اس کی اور الپا کی ایک جیسی فطرت تھی۔ پارس ... الپا پر بھی بے شمار احسانات کیے تھے لیکن وہ ہمیشہ ... رہی تھی اور اپنے برے انجام کو پہنچتی رہی تھی۔

پارس اس کے پاس آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی وہ ... دوڑتی ہوئی آئی پھر اس کے گلے کا ہار بن گئی۔ ایکی ... اسی طرح گلے کا ہار بن کر گلا کاٹتی ہیں۔

وہ اسے چومنے لگی' اپنی اداؤں سے دیوانہ بنانے ...

وہ بولا "یہ بھی کیا دیوانگی ہے۔ ذرا ٹھہر ٹھہر کر محبت کرو اور باتیں بھی کرتی رہو۔ مجھے سانس تو لینے دو۔"

وہ بولی "تم بہت عرصے بعد میرے پاس آئے ہو۔ آج صرف پیار ہو گا باتیں نہیں ہوں گی۔"

اس نے پوچھا "کیا ضروری باتیں بھی نہیں ہوں گی؟"

"میں نے کہا نہ صرف محبت ہو گی۔ کچھ نہ بولو' محبت سے مجھے توڑ پھوڑ کر رکھ دو۔"

"کیا اپنے مطلب کی بھی بات نہیں سنو گی؟"

"نہیں سنوں گی۔ محبت۔ محبت اب صرف محبت۔"

"کیا اس اولڈ مین کو اپنا معمول نہیں بناؤ گی؟"

وہ ایکدم سے الگ ہو کر حیرانی سے بولی "کیا تم اسے میرا معمول بنا سکتے ہو؟"

"نہیں جانے دو۔ ابھی صرف محبت کرو۔"

وہ اسے جھنجوڑ کر بولی "نہیں تم بہت باکمال ہو۔ بہت عجیب و غریب ہو۔ ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہو۔ مجھے بتاؤ میں اسے کس طرح معمول بنا سکتی ہوں؟"

"یوں سمجھو اسے معمول بنا چکی ہو۔ میں اس کا وہ مخصوص لب و لہجہ سنا رہا ہوں۔ جس کے ذریعے اس کے اندر پہنچوں گی تو وہ تمہیں محسوس نہیں کرے گا۔"

پارس نے جس مخصوص لب و لہجے کے ذریعے راسپوٹین کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ وہ لہجہ اسے سنایا۔ اسے ذہن نشین کرتے ہی اس کے اندر پہنچ گئی۔ مارے خوشی کی اس سے لپٹ کر بولی "تم جادوگر ہو' میں اب تمہیں کہیں جانے نہیں دوں گی۔"

وہ پھر راسپوٹین کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی پھر اس نے کہا "ہیلو راسپوٹین! میں بول رہی ہوں' مجھے پہچان رہے ہو۔"

اس نے چونک کر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام لیا پھر پوچھا "تم کرونا تم میرے اندر بول رہی ہو؟"

"ہاں! تم مجھے اپنی کنیز بنانے کی فکر میں تھے۔ افسوس میرے غلام بن گئے ہو۔ اب ساری زندگی میرے تلوے چاٹتے رہو گے۔"

وہ سر جھکا کر بولا "اب مجھے یاد آ رہا ہے۔ تم نے ایک ڈمی کرونا کے ذریعے مجھے ٹریپ کیا ہے۔ تم نے بڑی مکاری دکھائی ہے۔"

"تم نادان بچے نہیں ہو۔ خود کو شہ زور اور ناقابل شکست کہتے ہو پھر ایک عورت سے کیوں مات کھا گئے؟"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا "سچ ہے کہ آدمی موت سے لڑ سکتا ہے۔ مقدر سے نہیں لڑ سکتا۔ آج میں نے مات کھائی ہے۔ کبھی تمہیں بھی مقدر کے جوتے پڑیں گے۔"

"تم سرد آہ بھرتے رہو اور اپنی غلامی پر کڑھتے رہو۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آؤں گی۔"

وہ پارس کے پاس دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس کی گردن میں باہیں ڈال کر بولی "تم میرا دل ہو' میرا دماغ ہو' میری لامحدود طاقت ہو' میں اب تمہیں جدا نہیں ہونے دوں گی۔ کیا تمہیں بھوک لگی ہے؟"

"نہیں! کچھ کھانے کا موڈ نہیں ہے۔"

"تو پھر پینے کا موڈ بناؤ' ایسی سخت سردی میں گرما گرم کافی پینا چاہیے۔ میں ابھی کافی لاتی ہوں۔"

پارس نے اچانک ہی اسے ایک زوردار طمانچہ رسید کیا۔ وہ الٹ کر اس کے پاس ہی بستر پر گر پڑی پھر فوراً ہی اٹھ کر حیرانی سے بولی "آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ مجھ پر ہاتھ اٹھا سکے۔ کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ یہ غصہ برداشت کر رہی ہوں۔ تم نے مجھے کیوں مارا ہے؟"

"میں قدم قدم پر تمہیں کامیابیوں سے ہم کنار کر رہا ہوں تو کیا اس کے بدلے طمانچہ نہیں مار سکتا؟"

"بکواس مت کرو۔ میں اس دن کے لیے کبھی کسی کو برتر نہیں رہنے دیتی۔ مرد اپنا مال سمجھ کر عورت کو مارنے پیٹنے لگتا ہے۔"

"اچھا تو تمہیں میری برتری پسند نہیں ہے۔ آج تم مجھے کم تر بنانا چاہتی ہو مگر یہ کیوں بھول رہی ہو کہ ضرر رساں دوائیں مجھ پر اثر نہیں کرتی ہیں۔ تم ٹرین میں سفر کے دوران دیکھ چکی ہو۔"

اسے یاد آیا کہ ٹرین میں اس نے جو پانی پیا تھا اس میں دوا ملی ہوئی تھی۔ اس دوا نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

یہ یاد آتے ہی وہ اچھل کر بستر سے اتر گئی۔ دوڑتی ہوئی ایک میز کے پاس آئی پھر اس کی دراز کو کھول کر بھرے ہوئے پستول کو نکال لیا پھر اس کا نشانہ لیتی ہوئی بولی "دوا سے بچ جاتے ہو گولی سے کیسے بچو گے؟"

وہ مسکرا کر بولا "گولی مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ آنکھ مار دو میں مر جاؤں گا۔"

"تم میرے لیے بہت اہم ہو۔ بہت قیمتی ہو۔ میں تمہیں صرف زخمی کروں گی اس کے بعد ساری زندگی تمہیں اپنا غلام بنا کر رکھوں گی۔"

"تم جانتی ہو کہ میں ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہوں۔ تم بھرا ہوا پستول ہاتھ میں لے کر بھی مجھے زخمی نہیں کر سکو گی۔"

اس نے اچھی طرح نشانہ لے کر گولی چلائی۔ وہ گولی پارس کے قریب سے گزر گئی۔ دوسری گولی تکیے میں پیوست ہو گئی۔ اس نے سنبھل کر دونوں ہاتھوں سے پستول کو تھام کر صحیح نشانہ لیا پھر بھی تیسری گولی اسے نہ لگی' اس کے قریب

سے گزر گئی۔ اس نے پوچھا "کیا مجھ سے ملنے کی خوشی میں پٹاخے چھوڑ رہی ہو؟ باہر تک فائرنگ کی آواز جا رہی ہوگی۔ کیوں بھیڑ لگانا چاہتی ہو؟ لاؤ وہ پستول مجھے دو؟"

کرونا نے بے اختیار پستول اس کی طرف اچھال دیا۔ وہ اسے کیچ کرتے ہوئے بولا "تمہاری جیسی ذلیل اور خود غرض عورتوں کے سائے سے بھی دور رہنا چاہیے۔ تم نے میرے تمام احسانات بھلا دیے' بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

وہ بولی "تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے۔ میں جانتی ہوں تم میرے دیوانے ہو۔ اسی لیے میرے کام آتے رہتے ہو۔"

وہ اسے دیوانہ بنانے کے لیے لباس اتارنے لگی۔ پارس نے اس کا نشانہ لے کر کہا "رک جاؤ۔ لباس اتارو گی تو گولی مار دوں گا۔"

وہ بڑی ادا سے مسکرا کر بولی "میں محبت میں تمہیں اپنا غلام بنا سکتی ہوں تو تمہارے لیے اپنی جان بھی دے سکتی ہوں۔"

"میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا۔ زخمی کروں گا پھر راسپوٹین اور رچ پال وغیرہ کو تمہارے اندر پہنچا دوں گا پھر تماشا دیکھوں گا کہ وہ کس طرح تمہیں نوچتے اور کھسوٹتے ہیں۔"

وہ گھبرا کر بولی "نہیں مجھے زخمی نہ کرنا۔ میں کسی کو اپنے دماغ میں برداشت نہیں کروں گی صرف تمہاری کنیز بن کر رہوں گی۔"

"میں تو اب تم پر تھوکنا بھی پسند نہیں کروں گا۔ یہاں سے جا رہا ہوں۔ بس چند منٹ رہ گئے ہیں اس کے بعد تم خود ہی بہت بڑی سزا پانے والی ہو۔"

وہ اٹھ کر جانے لگا۔ وہ فوراً آگے بڑھ کر اس سے لپٹ کر بولی "نہیں میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔ ابھی بتاؤ مجھے کیا سزا دینے والے ہو؟"

"میں تمہیں کوئی سزا نہیں دوں گا۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت بڑا انقلاب آ رہا ہے۔ ہم سب اس انقلاب کی لپیٹ میں آنے والے ہیں۔"

"صاف صاف بتاؤ۔ کیسا انقلاب آنے والا ہے؟ کیا یہاں میرے خلاف کچھ ہونے والا ہے؟"

"صرف تمہارے ہی خلاف نہیں۔ سبھی کے خلاف کچھ ہونے والا ہے۔"

وہ اس کا بازو پکڑ کر جھنجوڑتی ہوئی بولی "تم بہت خطرناک ہو پتا نہیں کیا کرنے والے ہو۔ فار گاڈ سیک مجھے بتا دو تم کیا کرنے والے ہو؟"

"میں کچھ نہیں کروں گا۔ اسرائیل' چین اور یورپ کے تمام ممالک میں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی جا چکی ہے۔ وہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی سے [illegible] ہو چکے ہیں۔ ابھی ایک آدھ منٹ میں یہاں بھی [illegible] اسپرے کی جانے والی ہے۔ ہم سب ٹیلی پیتھی سے [illegible] ہونے والے ہیں۔"

وہ حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے بولی "نہیں یہ جھوٹ [illegible] ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے بڑی مشکلوں سے اور بڑی [illegible] ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس قدر عروج حاصل کیا [illegible] زوال نہیں دیکھوں گی۔ تم مجھے ڈرا رہے ہو۔ ایسا [illegible] نہیں ہے۔"

"سانچ کو کیا آنچ۔ یورپ یا اسرائیل کے کسی [illegible] خوانی کرنے والے سے رابطہ کرو۔ تمہیں میری بات [illegible] ہو جائے گا۔"

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ الپا [illegible] میں پہنچتے ہی بولی "میڈم سانس نہ روکنا میں کرونا [illegible] ہوں۔"

"اوہ! تو تم ہو' ذلیل' کمینی مجھے دھوکا دے کر [illegible] تھیں۔ اب کہاں بھاگو گی؟ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی [illegible] والے خیال خوانی سے محروم ہو رہے ہیں۔ تم بھی [illegible] ہونے والی ہو۔"

"اگر ایسا ہے تو آپ محروم کیوں نہیں ہوئیں؟"

"یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے۔ مجھے اس دوا [illegible] سے بچ نکلنا تھا۔ اس لیے بچ گئی ہوں۔ اگر تم بچنا چاہو [illegible] بھاگو۔ ایسی جگہ جاؤ جہاں وہ دوا اسپرے نہ کی جا رہی ہو۔"

کرونا کو یقین نہیں آیا۔ کیونکہ الپا خیال خوانی [illegible] تھی۔ وہ بن بورین کے دماغ میں پہنچ کر بولی "کیا تم [illegible] سے محروم ہو چکے ہو؟ کیا میرے دماغ میں آ سکتے ہو؟ [illegible] بول رہی ہوں۔"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا "آہ خیال خوانی [illegible] ایک خواب ہو گئی ہے۔ یہاں تمام ٹیلی پیتھی جاننے [illegible] اس علم سے محروم ہو گئے ہیں۔ پتا نہیں الپا کس طرح [illegible] ہے؟"

کرونا دماغی طور پر حاضر ہو کر پارس سے بولی "[illegible] ہے۔ میں بھی بچ سکتی ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ دوڑتی ہوئی کمرے کا دروازہ کھول [illegible] چلی گئی۔ باہر اس کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ کار میں [illegible] اسے اسٹارٹ کر کے تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی جا [illegible] پارس نے راسپوٹین کے پاس پہنچ کر اسے بھی پیچھا [illegible] جانے پر مجبور کیا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھ کر پارس کی [illegible] اسی راستے پر جانے لگا جہاں سے کرونا گزر رہی تھی۔ [illegible] وہ کرونا کے اندر پہنچ گیا۔ اسی کے دماغ میں [illegible]

کی۔ اس نے کار کو غلط طریقے سے چلایا۔ تو وہ کار رکنے لگی۔ دراصل وہ خود ہی کار کو روک روک کر جھٹکے دے دے کر آگے بڑھا رہی تھی پھر اسے روک کر باہر آ گئی۔ اس کا بونٹ اٹھا کر سمجھنے کی کوشش کرنے لگی کہ کہاں خرابی پیدا ہوئی ہے

ایسے ہی وقت راسپوٹین نے وہاں آ کر اپنی کار روکی' اسے مخاطب کیا "ہائے کرونا! میں راسپوٹین ہوں۔ تم نے مجھے معمول بنایا ہے مگر مجھے چہرے سے نہیں پہچانتی ہو۔"

وہ فوراً ہی اس کی کار کا اگلا دروازہ کھول کر اس کی ہاتھ والی سیٹ پر بیٹھ کر بولی "فوراً گاڑی چلاؤ۔"

اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ وہ بولی "تیزی سے چلاؤ۔ اس شہر سے بہت دور نکل چلو۔"

وہ کار کی رفتار بڑھاتے ہوئے بولا "کیا بات ہے؟ تم پریشان کیوں ہو؟"

"پریشانی کی بات ہے۔ سنو گے تو تمہارے بھی ہوش اڑ جائیں گے۔"

اس نے ہنستے ہوئے پوچھا "کیا قیامت آ رہی ہے؟"

"تم مذاق سمجھ رہے ہو اور واقعی قیامت آ رہی ہے۔ تمام دنیا میں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی جا رہی ہے۔ اسرائیل' چین اور یورپی ممالک کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی سے محروم ہو گئے ہیں۔"

وہ بولا "ہاں مجھے یاد ہے بہت عرصہ پہلے ایسی دوا اسپرے کی گئی تھی اور اس وقت کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس علم سے محروم کیا گیا تھا۔ آج پھر یہی ہونے والا ہے۔ بائی داوے تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"میں نے الپا سے رابطہ کیا تھا۔ اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیرو سے زیرو ہو گئے ہیں۔ وہ بہت چالاک ہے۔ کسی طرح بچ نکلی ہے۔ ہمیں بھی بچنا چاہیے۔ یہاں سے بہت دور ایسے ویران علاقے میں چلو جہاں انسانی آبادی نہ ہو۔"

"پھر تو یہ تمہارے لیے بڑی تشویش کی بات ہے۔"

"صرف میرے لیے ہی نہیں تمہارے لیے بھی تشویش کی بات ہے۔ کیا تم خیال خوانی سے محروم ہونا چاہو گے؟"

"یہ علم مرتے دم تک میرے ساتھ رہے گا۔ میں نے اس علم کو اپنے باپ دادا سے حاصل کیا ہے۔ قدرتی طریقوں سے برسوں کی محنت اور لگن سے اسے سیکھا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی "کیا واقعی وہ دوا تمہیں متاثر نہیں کرے گی؟"

"کبھی نہیں کرے گی۔ میں اسی شہر ماسکو میں رہ سکتا ہوں' مجھے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے لیکن تمہاری خاطر خطرناک رفتار سے گاڑی چلاتا ہوا تمہیں دور لے جا رہا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ تمہاری ٹیلی پیتھی کا علم سلامت رہے اور آئندہ تم میری کنیز بن کر میرا دل بھی خوش کرتی رہو اور خیال خوانی کے ذریعے میرے کام بھی آتی رہو۔"

وہ ہنسنے لگی پھر بولی "بڑی خوش فہمی ہے۔ تم میرے غلام ہو اور مجھے کنیز بنانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔"

"اچھی طرح ہنس لینے کے بعد یہ بتاؤ کہ مجھے غلام بنا لینے کی خوش فہمی کیوں ہے؟"

"کیا بھول گئے۔ تھوڑی دیر پہلے میں تمہارے دماغ میں آئی تھی اور تم نے مجھے محسوس نہیں کیا تھا۔"

"تم پارس کے بتائے ہوئے ایک مخصوص لب و لہجے کے ذریعے میرے اندر آئی تھیں۔ لیکن تم نے مجھے ہپناٹائز نہیں کیا۔ میرا عامل تو پارس ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ میں اسی مخصوص لب و لہجے کے ذریعے تمہارے اندر آتی رہوں گی اور تم مجھے روک نہیں سکو گے۔"

"تم بھول رہی ہو پارس نے بھی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے یہ علم حاصل کیا ہے۔ جب وہ اس علم سے محروم ہو جائے گا تو پھر میں اس کا معمول نہیں رہوں گا۔ اس کا تنویمی عمل آپ ہی آپ ختم ہو جائے گا۔ میں آزاد ہو جاؤں گا اس کے بعد تمہیں اپنا بنا لوں گا۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ اگر وہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے بچ بھی جاتی تو راسپوٹین سے بچ نہیں سکتی تھی۔ بچنے کا صرف یہ ایک ہی راستہ تھا کہ وہ ابھی اس سے دور چلی جائے۔ اس نے کہا "گاڑی روکو۔ فوراً روکو۔"

اس نے نہیں روکی۔ خطرناک رفتار سے چلاتا رہا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر آ کر بولی "میں حکم دیتی ہوں گاڑی روکو۔"

اس نے گاڑی روک دی پھر اس نے حکم دیا "گاڑی سے اتر جاؤ۔" وہ دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر چلا گیا۔ اس نے دروازے کو بند کیا پھر اسے اسٹارٹ کر کے تیز رفتاری سے چلانے لگی۔ اب اسے صرف اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے ہی نہیں راسپوٹین سے بھی بہت دور چلے جانا تھا۔

وہ تقریباً تین سو کلومیٹر دور چلی آئی تھی۔ ایسے وقت پارس نے اس کے اندر آ کر کہا "کرونا! میں نے تمہارے ساتھ اچھا اور برا دونوں طرح کا وقت گزارا ہے۔ میں جانتا تھا تم ناگن ہو' کسی دن مجھے بھی ڈس لینا چاہو گی اور تم نے ایسا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ بہرحال وقت آ گیا' بات گئی۔ اب میں خیال خوانی نہیں کر سکوں گا۔ ہو سکے تو ایک منٹ بعد آخری بار مجھ سے رابطہ کرو۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی زیادہ

سے زیادہ دور جا رہی تھی۔ جہاں سے گزر رہی تھی وہاں کوئی انسانی آبادی نہیں تھی۔ اس نے ایک منٹ کے بعد پارس کے اندر پہنچ کر پوچھا "تم نے مجھے کیوں بلایا تھا؟"

"یہ بتانے کے لیے کہ یہاں بھی مجھ سمیت تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب یہاں سے جاؤ۔"

اس نے سانس روک لیا۔

وہ تیج پال کے پاس آکر بولی "کیا کر رہے ہو؟ خیال خوانی نہیں کرو گے۔"

وہ پریشان تھا۔ کہنے لگا "میں بار بار کوشش کر رہا ہوں اور ناکام ہو رہا ہوں۔ میری سمجھ میں یہی آرہا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے والوں نے اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی ہے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی سے محروم ہو چکے ہیں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "لیکن تم تو خیال خوانی کر رہی ہو؟"

"میں بچنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ ماسکو سے تین سو کلومیٹر دور ایک علاقے میں پہنچی ہوئی ہوں۔ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ دوا کہاں کہاں اسپرے کی گئی ہے اور مجھے اپنے بچاؤ کے لیے کہاں جانا چاہیے؟"

تیج پال نے کہا "میں اتنا جانتا ہوں کہ جہاں یہ دوا اسپرے کی جاتی ہے۔ وہاں سے پچیس کلومیٹر کے رقبے تک اس کے اثرات رہتے ہیں۔ جو بھی اس کی حد میں رہتا ہے وہ دوا سے متاثر ہوتا ہی۔ تم خوش قسمت ہو کہ یہاں سے بچ نکلی ہو۔"

وہ کار کو روک کر باہر نکل کر سوچ رہی تھی۔ وہ دوا ماسکو شہر سے باہر بھی دور تک اسپرے کی گئی ہوگی روس کے دوسرے چھوٹے بڑے شہروں میں بھی اسپرے کیا جا رہا ہوگا۔ یہ بابا صاحب کے ادارے والے کسی بھی انسانی آبادی کو نہیں چھوڑیں گے۔ میری سلامتی اسی میں ہے کہ میں... فی الحال غیر آباد علاقے میں رہوں۔

وہ سوچ رہی تھی اور چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ اس غیر آباد علاقے میں وقت گزارنے کا مسئلہ تھا۔ وہاں تنہائی تھی، بھوک تھی، پیاس تھی۔ ویسے وہ بہت حوصلے والی تھی۔ اپنی خیال خوانی کی سلامتی کے لیے کئی دنوں تک بھوکی پیاسی رہ سکتی تھی۔

اسی وقت دور سے ایک گاڑی آتے ہوئے دکھائی دی وہ کسی آنے والے سے خوف زدہ نہیں ہو سکتی تھی۔ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار سلامت تھا۔ وہ کسی کو بھی اس ہتھیار سے زیر کر سکتی تھی۔

اس نے قریب آکر گاڑی روک دی۔ وہ راسپوٹین تھا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا "میں خیال خوانی کے ذریعے ایک شخص سے یہ گاڑی چھین کر لایا ہوں۔ تمہارے پیچھے آنا ضروری تھا۔ سوچا اس ویران علاقے میں جنگلی جانور تمہارے حسن و شباب کو چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے۔ جبکہ یہ حق جانوروں کا نہیں میرا ہے۔"

وہ اپنی گاڑی سے اتر کر اس کے قریب آیا۔ وہ اس سے دور ہٹ کر بولی "خبردار میرے قریب نہ آنا۔"

"کیا میرے دماغ میں آکر حکم نہیں دو گی؟"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر پہنچ گئی لیکن دوسرے لمحے میں ہی واپس آگئی۔ راسپوٹین نے سانس روک لیا تھا پھر وہ بولا "پارس کا کھیل ختم ہو چکا ہے۔ میں نے ابھی خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا ہے صرف ماسکو میں ہی نہیں، روس کے تمام علاقوں میں جہاں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے وہ اس علم سے محروم ہو گئے ہیں۔ پارس بھی محروم ہو گیا ہے اس کے ساتھ ہی اس کا تنویمی عمل بھی ختم ہو چکا ہے۔"

وہ سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ بولا "نہ تم میرے دماغ میں آسکتی ہو اور نہ میں تمہارے اندر پہنچ سکتا ہوں۔ آؤں گا تو تم سانس روک لو گی۔ بولو اب کیا کیا جائے؟"

وہ جبراً مسکراتے ہوئے بولی "ایسے برے وقت میں ہم دونوں کو دوست بن کر رہنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے دماغ میں نہیں آنا چاہیے کسی کو نقصان پہنچانے کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے۔"

"دو ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی دوست بن کر نہیں رہ سکتے۔ میری موجودہ معلومات کے مطابق اتنی بڑی دنیا میں تم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی رہ گئی ہو۔ تم مجھ سے نجات حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرو گی۔ میری ذرا سی غفلت سے بھی فائدہ اٹھاؤ گی۔ لہٰذا مجھے وقت ضائع کیے بغیر تمہیں اپنے قابو میں کر لینا چاہیے۔" اس نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ لیا۔

وہ خود کو چھڑانے کی کوششیں کرنے لگی۔ اس نے اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ بہت شہ زور تھا۔ وہ اس کے آگے دم نہیں مار سکتی تھی۔ گلا دبوچنے کے باعث اس کا دم رک رہا تھا۔ ایسے وقت وہ اسے اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکی۔ اس نے ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا تو وہ تکلیف سے تڑپنے لگی۔

اس نے ایک بازو میں اسے دبوچ کر دوسرے ہاتھ سے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا۔ پھر اسے اٹھا کر پچھلی سیٹ پر ڈالتے ہوئے بولا "آؤ میرا دل خوش کرو۔ اپنی پچھلی ہسٹری بھول جاؤ۔ آج سے تمہاری نئی زندگی شروع ہو رہی ہے۔"

○☆○

امریکا کے تمام اکابرین اور آرمی کے تمام اعلیٰ افسران تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ یہ خبریں متواتر موصول ہو رہی تھیں کہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی جا رہی ہے۔ ہم نے چین کو ٹرانسفارمر مشین دی تھی۔ اسے ہم نے تباہ کر دیا ہے صرف چین ہی نہیں جہاں بھی ٹرانسفارمر مشینیں تھیں انہیں نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ نقشوں کو جلا دیا گیا ہے اور وہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خیال خوانی کے علم سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اب امریکا کی باری تھی۔ وہ حفاظتی انتظامات کر رہے تھے لیکن اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے بچنے کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

ایک ہی صورت تھی کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو امریکا سے دور کسی غیر آباد علاقے میں بھیج دیا جائے لیکن یہ کیا گیا کہ یہاں سے جو بھی طیارہ غیر آباد علاقے کی طرف جائے گا۔ دوا اسپرے کرنے والے یہ سمجھیں گے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے فرار ہو کر کہاں جا رہے ہیں۔ ہم نے دنیا کے مختلف علاقوں میں وہ دوا اسپرے کرائی تھی۔ صرف امریکا کو ابھی تک چھوڑ رکھا تھا۔ ان کے تمام اکابرین کو اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ذہنی انتشار میں مبتلا کر رہے تھے۔

اور واقعی وہ بدحواس ہو گئے تھے۔ اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حکم دے رہے تھے کہ ہیلی کاپٹر اور طیاروں کے ذریعے جہاں جا سکتے ہیں فوراً چلے جائیں۔ مسٹر بلیک کو اپنی فکر تھی۔ انڈر گراؤنڈ سیل میں آٹھ عدد ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے تھے۔ ان کی بھی سلامتی کی فکر تھی۔ وہ انہیں اس تہ خانے سے نکالنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کی عقل میں یہ بات آرہی تھی کہ زمین کہ تہ میں اس اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے اثرات نہیں پہنچیں گے۔ وہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ رہیں گے۔

اس نے روز ویل سے کہا "تم جہاں بھی ہو۔ کسی بھی فلائنگ کمپنی کا ہیلی کاپٹر لے کر ایریزونا کے علاقے میں پہنچو۔ وہاں میں تمہیں گائیڈ کروں گا کہ تمہیں اس علاقے کے کس حصے میں پہنچنا ہے۔"

ثانی خیال خوانی کے ذریعے روز ویل کے اندر موجود تھی۔ روز ویل نے اس کی مرضی کے مطابق کہا "میں فلائنگ کمپنی کی طرف جا رہا ہوں۔ پلیز مجھے یہ بتائیں، وہاں جا کر مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"ہمیں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے تحفظ حاصل کرنا ہے ہم ایسی جگہ پہنچیں گے، جہاں اس دوا کے اثرات ہم تک نہیں پہنچ پائیں گے۔"

ثانی نے سمجھ لیا، ایسی جگہ انڈر گراؤنڈ ہو سکتی ہے۔ وہ بھی ایک فلائنگ کمپنی کی طرف جانے لگی۔ روز ویل موبائل فون کے ذریعے اپنے لیے ایک ہیلی کاپٹر ریزرو کروا رہا تھا۔ فون کے ذریعہ ریزرویشن نہیں ہوتا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعہ بھی کمپنی کے اس عہدیدار کو ریزرویشن کے لیے مجبور کر رہا تھا۔ وہ عہدیدار ثانی کی مرضی کے مطابق بولا "ایک میڈم مارتھا نے پہلے سے ہیلی کاپٹر ریزرو کرا رکھا ہے۔ ایریزونا جانے کے لیے اس میں ایک سیٹ مل سکتی ہے اور کوئی ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔"

روز ویل نے مجبور ہو کر وہ سیٹ ریزرو کرالی۔ علیزا اور پورس نے انڈر گراؤنڈ سیل کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبر تھری کو اپنا معمول بنا لیا تھا بعد میں پارس اور پورس خیال خوانی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے میں نمبر تھری کے اندر بار بار جا رہا تھا۔

انڈر گراؤنڈ سیل میں نمبر ون کو کوما میں پہنچایا گیا تھا اور نمبر چھ مارا گیا تھا۔ وہاں اب آٹھ عدد ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے تھے۔ مسٹر بلیک ان سے کہہ رہا تھا "تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر برا وقت آچکا ہے۔ وہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے زیر اثر آکر خیال خوانی سے محروم ہو گئے ہیں۔ وہ دشمن ہمارے ملک میں بھی یہی دوا اسپرے کرنے والے ہیں۔"

ایک نے پوچھا "کیا اس دوا کا اثر ہم پر بھی ہوگا؟"

"شاید اس دوا کے اثرات اس تہ خانے تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ میں اپنے خاص ماتحتوں کے ساتھ اس تہ خانے میں تم لوگوں کے پاس آرہا ہوں۔ پتا نہیں، دشمن کب یہاں دوا اسپرے کرنے والے ہیں؟"

میں نے ثانی سے کہا "بیٹی! مسٹر بلیک اپنی خاص ماتحتوں کے ساتھ اس انڈر گراؤنڈ سیل میں تحفظ حاصل کرنے جا رہا ہے۔ وہاں کے تمام ائرپورٹس اور پرائیوٹ فلائنگ کمپنیوں میں پہنچ کر معلوم کرو۔ شاید اس جگہ کا سراغ مل جائے۔"

"پاپا! سراغ مل چکا ہے۔ مسٹر بلیک ایریزونا جا رہا ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد اپنے ماتحت کو اس خاص جگہ کا پتا بتائے گا۔"

میں اور ثانی امریکا میں مقیم بابا صاحب کے ادارے کے تمام سراغ رسانوں کو ایریزونا پہنچنے کی ہدایات دینے لگے۔ وہاں تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے تھے جو انڈر گراؤنڈ سیل والوں کو راشن اور ضروریات کی دوسری چیزیں پہنچایا کرتے تھے۔ مسٹر بلیک انہی تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے ساتھ اس تہ خانہ کی طرف لے جا رہا تھا۔

وہ انڈر گراؤنڈ والوں سے کہہ رہا تھا کہ وہ دوسرے ٹیلی

پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں جاتے رہیں اور انہیں امریکا سے دور فرار ہونے کے سلسلے میں مدد کرتے رہیں۔ اس نے کہا "اب تم آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی ٹرانسفارمر مشین کی حفاظت کر سکتے ہو۔"

وہ نہیں جانتے تھے کہ اس مشین کو کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ مسٹر بلیک نے کہا "میں تم لوگوں کو ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ وہ اس مشین کا انچارج ہے۔ تم سب میرے دماغ میں آ جاؤ۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی اس کے دماغ میں آ گئے۔

اس نے ان سب کو اس اعلیٰ افسر کے اندر پہنچا دیا پھر اس اعلیٰ افسر سے کہا "اس وقت ہمارے آٹھ اہم ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے اندر موجود ہیں۔ تم انہیں دوسرے افسران تک پہنچاؤ۔ وہ اس ہتھیاروں کے گودام کے اندر اور باہر ایسے دشمنوں کو تلاش کریں گے جو اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے والے ہیں۔"

امریکا میں مشین کے سلسلے میں اور انڈر گراؤنڈ سیل میں رہنے والوں کے سلسلے میں بڑی رازداری سے کام لیا گیا تھا۔ اپنے اہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس مشین کو اور اس کے نقشے کو کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اب مسٹر بلیک مجبور ہو کر انہیں یہ سب کچھ بتا رہا تھا۔

اس مشین کو آرمی کے ایک گودام میں چھپا کر رکھا گیا تھا۔ وہاں جدید ترین ہتھیاروں اور گولہ بارود کا ذخیرہ تھا۔ وہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ گئے تھے پھر اس کے ذریعے دوسرے اہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر پہنچ رہے تھے۔ وہاں آٹھ گھنٹے میں تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی تھیں۔

میں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس آرمی گودام کا پتا بتایا۔

پھر کہا "وہاں پہنچنے کے بعد گودام سے دور ہی رہو۔ جب تک میں نہ کہوں قریب نہ جانا۔"

اس گودام کے تمام دروازے اور وینٹی لیٹر بند کیے جا رہے تھے تاکہ اسپرے کی جانے والی دوا نہ اندر آئے اور نہ ہی ان کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو متاثر کرے۔

مسٹر بلیک نے کہا "تم تینوں گیس ماسک پہنے رہو۔ یہ ایک تجربہ ہو گا شاید دوائیں تم پر اثر نہیں کریں گی۔"

اس گودام میں گیس ماسک نہیں تھے۔ فوراً یہ چیزیں پہنچانے کا حکم دیا گیا۔ جو ٹیلی پیتھی جاننے والے ساحلی علاقوں میں تھے انہیں بحریہ کے ہیڈ کوارٹر میں جانے کا حکم دیا گیا۔ بحریہ کے کمانڈر انچیف سے کہا گیا کہ آبدوز جنگی جہاز کو سمندر کی تہ سے ابھار کر باہر لایا جائے۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس جہاز کے ذریعے سمندر کی تہ میں پہنچایا گیا [illegible] امید تھی کہ سمندر کی تہ میں وہ دوا اثر نہیں کرے گی۔

وہ اس دوا سے بچنے کی ہر ممکن کوششیں کر رہے تھے۔ ثانی اور روزویل ایک فلائنگ کمپنی میں پہنچ گئے تھے۔ ایک ہیلی کاپٹر ان کے لیے تیار تھا۔ روزویل نے سوچا تھا کہ [illegible] میڈم مارتھا اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سفر کرنے والی ہے۔ [illegible] اسے دیکھے گا پھر اس کے دماغ میں جا کر اسے سفر ملتوی کرنے [illegible] مجبور کر دے گا۔"

مسٹر بلیک کے حکم کے مطابق اسے تنہا ایریزونا [illegible] طرف جانا تھا۔ اگر وہ کسی عورت کے ساتھ جاتا تو بلیک اسے گولی مار دیتا لیکن فلائنگ کمپنی میں ثانی کے حسن و شباب [illegible] دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آ گیا۔ ثانی نے اس کی سوچ میں کہا "میں اسے ساتھ لے جاؤں گا۔ آدھے گھنٹے کا سفر ہے [illegible] مستی کروں گا پھر اسے دماغ پر قبضہ جما کر اسے ہیلی کاپٹر سے باہر پھینک دوں گا۔"

اس نے ثانی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "مجھے یہاں کے انچارج نے بتایا ہے کہ تم میڈم مارتھا کہلاتی ہو۔ میرے ساتھ سفر کرنے والی ہو۔ یو آر سو بیوٹی فل۔"

وہ مسکرا کر شرما کر بولی "تھینک یو۔"

وہ دونوں ہیلی کاپٹر میں آ کر بیٹھ گئے۔ ثانی نے کہا "میں نے اس ہیلی کاپٹر کو واپسی کے لیے بھی بک کرایا ہے۔ [illegible] پائلٹ ہوں۔ اسے خود اڑاؤں گی۔ کیا تم بھی اسے تنہا [illegible] جانے والے تھے؟"

"ہاں! اگر میرے نصیب میں تمہاری جیسی حسین ہم [illegible] ہے، ویسے میں ہیلی کاپٹر اڑاؤں گا۔"

وہ پائلٹ کی سیٹ پر آ گیا۔ ثانی اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گئی پھر وہ ہیلی کاپٹر وہاں سے پرواز کرنے لگا۔ روزویل نے بلندی پر پہنچ کر کہا "اتنی دور کیوں ہو؟ قریب آؤ۔ [illegible] بہت ہے۔"

وہ بولی "بچے کو سردی لگتی ہے تو ماں اسے اپنے [illegible] چھپا لیتی ہے۔ میرے بچے اب تم جوان ہو چکے ہو۔ شرافت سے بیٹھے رہو۔ ورنہ اتنے جوتے ماروں گی کہ ایریزونا تک گنجے ہو جاؤ گے۔"

اس نے اسے غصے سے دیکھا پھر کہا "تم جتنی حسین ہو اتنی ہی بد مزاج ہو۔ میں ابھی تمہارے مزاج ٹھکانے لگا [illegible] گا۔"

"یعنی تم میرے دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کرو گے [illegible] خیال خوانی کے ذریعے اپنی طرف مائل کرو گے۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم کیسے جانتی ہو کہ میں [illegible] پیتھی جانتا ہوں۔"

"میں تو تمہیں کینیڈا سے جانتی ہوں۔ تم وہاں بھی مجھ پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے تھے۔ میرے ساتھ رات گزارنے آئے تھے مگر میرے غلام بن کر واپس چلے گئے تھے۔"

وہ پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ اسے کینیڈا کی وہ رات یاد آنے لگی۔ جب ثانی نے اسے اعصابی کمزوری کی دوا پلائی تھی۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "تم؟ کیا تم ثانی ہو؟"

"اب آخری وقت پہچان کر کیا کرو گے؟ میں کوئی بھی ہوں۔ ابھی مسٹر بلیک تمہارے دماغ میں آئے گا۔ اسے تمہارے خیالات سے پتا چلے گا کہ تم کسی میڈم مارتھا کو ساتھ لا رہے ہو۔ تب وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔"

"وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں تمہیں اپنے ساتھ ایریزونا نہیں لے جاؤں گا۔ مسٹر بلیک سے کہہ دوں گا کہ تم میرے پیچھے پڑی ہو گی اس لیے میں واشنگٹن واپس جا رہا ہوں۔"

وہ ہیلی کاپٹر کو واپس لے جانا چاہتا تھا لیکن ایسا نہ کر سکا۔ ایریزونا کی طرف ہی پرواز کرتا رہا۔ کہنے لگا "یہ سب یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم مجھ پر مسلط ہو گئی ہو۔ مجھے مسٹر بلیک کے پاس جانے پر مجبور کر رہی ہو۔"

"ہاں! میں تمہارے بلیک کا چاند سا مکھڑا دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"وہ ہم دونوں کو گولی مار دے گا۔"

"تمہارے پاس بھی ریوالور ہے۔ تم میرے معمول ہو۔ میری حفاظت کے لیے تم بھی اسے گولی مار سکتے ہو۔"

"نہیں۔ میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔"

"جب ایسا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔"

ان کی باتوں کے درمیان میں مسٹر بلیک روزویل کے اندر آ گیا تھا۔ خاموشی سے معلوم کر رہا تھا کہ ثانی اس کے خاص ماتحت کو ٹریپ کر چکی ہے۔ اس نے روزویل کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر کہا "ثانی! آخر تم ہمارے شکنجے میں آ ہی گئیں۔ تم نے ہمیں بہت دوڑایا ہے۔ اب ہزاروں فٹ کی بلندی سے نیچے جاؤ گی۔"

ثانی نے کہا "اس کا مطلب ہے تم نے اپنے ماتحت کے دماغ پر اچھی طرح قبضہ جما لیا ہے۔ تمہیں پورا یقین ہے کہ یہ تمہاری مرضی کے مطابق مجھے گولی مار کر ہیلی کاپٹر سے نیچے گرا دے گا۔"

وہ بولا "میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ میں یہی کر رہا ہوں۔" روزویل، مسٹر بلیک کی مرضی کے مطابق بول رہا تھا اور اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکالنا چاہتا تھا۔ لباس کو ادھر ادھر ٹٹول رہا تھا۔
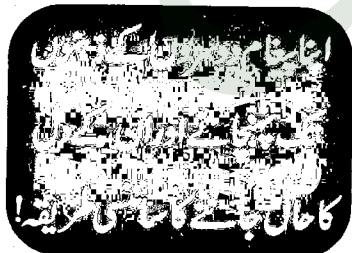
ثانی نے کہا "بلیک! ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے وقت اس کے پاس ریوالور تھا' اب نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں سے دیکھو' یہ اپنے ہی ریوالور کے نشانے پر ہے۔ کیا تم نے اس کے خیالات سے یہ معلوم نہیں کیا تھا کہ میں اسے معمول بنا چکی تھی اور اسے غائب دماغ بنا کر ہتھیار سے خالی کر سکتی تھی۔"

ایسے وقت روز ویل نے ڈیش بورڈ کے ایک حصے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ثانی نے اس کے ہاتھ پر گولی مارتے ہوئے کہا "بلیک! ہم نے ایسے وقت حاضر دماغی سیکھی ہے۔ تم اس کے ذریعے ہیلی کاپٹر میں خرابی پیدا کر کے اسے نیچے گرانا چاہتے ہو۔"

وہ جھنجلا کر بولا "تم لوگ ذلیل ہو' کمینے ہو' اس دوا کے ذریعے ہم سے خیال خوانی کا علم چھین رہے ہو۔ ہمارے لیے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ ایسے وقت تم مصیبت بن کر سر پر سوار ہو گئی ہو۔ میں اس ہیلی کاپٹر کو ایریزونا کی طرف نہیں آنے دوں گا۔"

"تم کچھ بھی کرلو' میں آ رہی ہوں۔ اتنا تو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ تم اپنے خاص ماتحتوں کے ساتھ وہاں کے کسی علاقے میں پہنچنے والے ہو اور وہیں کسی علاقے میں انڈر گراؤنڈ سیل ہے۔"

یہ کہتے ہی ثانی نے روز ویل کے سر پر گولی ماری۔ اس کی طرف کے سلائیڈنگ دروازے کو کھولا۔ اس کا سیفٹی بیلٹ ہٹایا' پھر اسے ایک زوردار لات ماری' وہ سیٹ پر سے ڈھلک کر باہر گیا' پھر بلندی سے گہری پستی کی طرف جانے لگا۔

وہ پائلٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے ہیلی کاپٹر کی پرواز کا توازن قائم کرتے ہوئے سلائیڈنگ دروازے کو بند کیا۔ سیفٹی بیلٹ کو باندھا۔ پھر مجھ سے بولی "پاپا! مسٹر بلیک کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں ایریزونا پہنچ رہی ہوں۔ وہ اور اس کے ساتھی میرے منتظر ہوں گے۔ مجھ سے نمٹنے کے بعد ہی اس انڈر گراؤنڈ سیل کی طرف جانا چاہیں گے۔"

میں نے کہا "اب ان کے پاس وقت نہیں رہا ہے۔ ایریزونا کے تمام علاقے میں دوا اسپرے کی جا چکی ہے۔ انہیں وہاں پہنچنے دو۔"

اس ملک کے ہر چھوٹے بڑے علاقے میں دوا اسپرے کی جا رہی تھی۔ میامی کے نیول بیس کے سامنے دور سمندر میں آبدوز' جنگی جہاز ابھرنے والا تھا۔ وہاں کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے اندر چھپا کر سمندر کی تہ میں لے جانے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی ایک آرمی افسر نے پریشان ہو کر کہا "او گاڈ! شاید وہ دوا اثر کر چکی ہے۔ میں خیال خوانی کرنے میں ناکام ہو رہا ہوں۔"

اس نے دوسرے ساتھیوں سے پوچھا "کیا تم [خیال] خوانی کر سکتے ہو؟ کیا میرے اندر آ سکتے ہو؟"

وہ کوششیں کرنے لگے اور ناکام ہونے لگے۔

[ہیڈ] کوارٹر کا ایک اعلیٰ افسر خیال خوانی کے ذریعے [...] سمجھوتا کرنے کی باتیں کر رہا تھا۔ باتیں کرتے کرتے [...] سوچ کی لہریں گم ہو گئیں۔ میں نے اس کے اندر پہنچ کر [...] "کیا اب سمجھوتا کرنے کے لیے کچھ رہ گیا ہے؟"

وہ جھنجلا کر گالیاں دینا چاہتا تھا۔ میں نے اس [...] زلزلہ پیدا کر دیا۔ وہ چیخیں مارتا ہوا گر پڑا۔ میں نے [...] سے بدکلامی کرنے سے پہلے اپنی اوقات سمجھ لینا۔ [...] نے مجھ پر زمین تنگ کر دی تھی۔ میں تم سب کو اسی [...] اندر سلا دوں گا۔"

میں ثانی کے پاس آیا۔ وہ خیال خوانی سے محروم تھی۔ میں نے کہا "ڈونٹ وری! تم نے ماضی میں [...] کے بغیر بھی بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ ابھی [...] تمہارے ساتھ ہوں۔"

"نو پاپا! آپ میرے ساتھ نہ رہیں۔ مسٹر بلیک [...] خبر لیں۔ میں ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے بغیر کام کروں گی۔"

میں نے مسٹر بلیک کی آواز کو اور لب و لہجے کو گرفت [میں] لیا پھر اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو [محسوس] کرتے ہی سانس روکنا چاہتا تھا اور میں جانتا تھا کہ [وہ ایسا] کرے گا۔ اس سے پہلے ہی میں نے اسے ہلکی سی تکلیف پہنچائی۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگا۔ میں [نے کہا] "تمہیں جس قدر اونچا اڑنا تھا اڑ چکے ہو۔ پہنچے زمین [پر] اونچی اڑان والے۔ اب نیچے گرتے رہو۔"

اس کا ہیلی کاپٹر ایریزونا کے ایک علاقے میں اتر رہا [تھا]۔ اس کے ساتھ تین اور افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں [وہی] تھے جو انڈر گراؤنڈ سیل والوں کو راشن اور ضروریات [کی] چیزیں پہنچایا کرتے تھے۔

انہوں نے مسٹر بلیک کو تکلیف سے کراہتے ہوئے [دیکھا] تو پوچھا "تمہیں کیا ہو رہا ہے؟"

مسٹر بلیک نے میری مرضی کے مطابق ریوالور نکال [کر] ایک کے بعد دیگرے دو ساتھیوں پر گولیاں چلائیں۔ [تیسرے] نے لات مار کر ریوالور گرا دیا پھر حیرانی سے کہا "مسٹر بلیک [آپ] ایسا نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی دشمن تمہارے [اندر] میں گھس آیا ہے۔"

اس نے بلیک کے اندر پہنچ کر میرا سراغ لگانا چاہا تو [خیال] خوانی نہ کر سکا۔ پریشان ہو کر بولا "اوہ گاڈ! ہم پر دوا کا اثر ہو چکا ہے۔ میں خیال خوانی نہیں کر پا رہا ہوں۔"

میں نے اس کے دو ساتھیوں کو ریوالور سے زخمی کیا تھا۔ ان میں سے ایک نے تیسرے کو بھی زخمی کرنا چاہا لیکن وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔ اس نے باقی دو زخمی ساتھیوں کو گولی مارتے ہوئے کہا "مسٹر بلیک! میں نہیں چاہتا کہ دشمنوں کو ہمارے ذریعے انڈر گراؤنڈ سیل کا پتا معلوم ہو۔" اس نے یہ کہتے ہی مسٹر بلیک کو گولی مار دی۔

اس انڈر گراؤنڈ سیل کا پتا جاننے والا صرف وہی ایک اعلیٰ افسر رہ گیا تھا۔ وہ مجھے اپنے دماغ میں آنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ فی الحال میں نہیں جانتا تھا کہ اس وقت وہ کیا کر رہا ہے۔ ثانی اور ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں پہنچ رہے تھے لیکن ایریزونا اسٹیٹ بہت وسیع و عریض ہے۔ یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا تھا کہ مسٹر بلیک اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں کے کس علاقے میں پہنچا ہوا تھا۔ اب اس کا ایک ساتھی رہ گیا تھا۔ میں نے ثانی اور دوسرے سراغ رسانوں سے کہا "اسے تلاش کرو۔ کسی نہ کسی علاقے میں ایک ہیلی کاپٹر نظر آئے گا۔ جن میں تین لاشیں ملیں گی۔ چوتھا وہاں سے کہیں جا چکا ہے۔ تم ہیلی کاپٹر میں پرواز کرتے ہوئے سراغ لگا سکتی ہو۔"

ہمارے وہ سراغ رساں ایریزونا اسٹیٹ کے قریب ہی تھے وہ اپنی گاڑیوں میں وہاں پہنچے تھے اب ثانی کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر پرواز کرنے لگے۔ ہم وہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے وہی سلوک کر رہے تھے جو دوسروں سے کر چکے تھے اور تقریباً انڈر گراؤنڈ سیل کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہماری کامیابی یقینی تھی۔ میں بلیک اور اس کے دو زخمی ساتھیوں کے دماغوں میں رہ کر اس انڈر گراؤنڈ سیل کا پتا ٹھکانا اچھی طرح معلوم کر سکتا تھا اندر پہنچنے کے تمام راستوں سے واقف ہو سکتا تھا۔ لیکن ان کے تیسرے ساتھی نے بڑی حاضر دماغی اور حب الوطنی کا ثبوت دیا تھا۔ مسٹر بلیک جیسے سربراہ کا بھی لحاظ نہیں کیا تھا' اسے بھی گولی مار دی تھی۔ میری معلومات کے تمام ذرائع ختم کر دیے تھے۔

اب وہی ایک اعلیٰ افسر رہ گیا تھا۔ اسے گرفت میں لینا اور اس کے دماغ میں پہنچنا ضروری ہو گیا تھا۔ ثانی اپنے سراغ رسانوں کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں پرواز کر رہی تھی۔ بڑی دیر تک پرواز کرنے کے بعد ایک جگہ وہ ہیلی کاپٹر نظر آیا۔ اس نے وہاں سے کچھ دور اپنی ہیلی کاپٹر کو اتارا۔ دو سراغ رسانوں نے کہا "پہلے ہم ادھر جا رہے ہیں۔ شاید وہاں وہ تیسرا افسر چھپا ہوا ہو۔"

میں انہیں بتا چکا تھا کہ اس ہیلی کاپٹر میں انہیں تین لاشیں ملیں گی۔ چوتھا وہاں چھپا ہو گا یا وہاں سے فرار ہو چکا ہو گا۔

ہمارے ان دو سراغ رسانوں نے وہاں جا کر دیکھا تو زندہ بچنے والا افسر وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ موبائل فون کے ذریعے اپنے ان ساتھیوں سے رابطہ کرنے لگے جو آس پاس کے علاقوں میں رہتے تھے۔ ان سے کہا گیا "ہمیں ایک آرمی افسر کی تلاش ہے۔ ہم اس کا نام نہیں جانتے ہیں۔ وہ کسی بھی آبادی میں پہنچ کر گم ہو جائے گا اور ہم اسے ڈھونڈ نہیں پائیں گے پھر بھی کوشش کرو۔ کسی پر بھی شبہ ہو تو فون کے ذریعے فرہاد صاحب سے رابطہ کرو۔ تم لوگوں کو جس پر بھی شبہ ہو فرہاد صاحب اس کے اندر پہنچ کر اس کی اصلیت معلوم کریں گے۔"

ویسے یہ ہماری سمجھ میں آ گیا تھا کہ اسے تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہو گا۔ وہ اپنے انڈر گراؤنڈ سیل کے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی سلامتی کے لیے بہت محتاط رہے گا۔

میں انڈر گراؤنڈ سیل کے اندر نمبر تھرٹین کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کر رہا تھا کہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے اثرات اس تہ خانے تک نہیں پہنچ پائیں ہیں۔ وہ بہ خیریت ہیں اور بدستور خیال خوانی کرتے رہیں گے۔

وہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے پہلے ہی بہت اہم تھے۔ اب اور زیادہ ان کی اہمیت ہو گئی تھی۔ امریکا کے لیے وہ بہت بڑا سرمایہ بن گئے تھے۔

ہم نے انتقامی کارروائی کرنے اور انہیں عبرت ناک سبق سکھانے کے سلسلے میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔ ہم نے ان کے ہوش اڑا دیے تھے۔ محاورتاً دن میں تارے دکھا دیے تھے۔ اس کے باوجود کچھ کانٹے چننے کے لیے رہ گئے تھے۔ ان میں سے آٹھ عدد کانٹے انڈر گراؤنڈ سیل میں تھے۔ ایک کانٹا زاؤکوم کوبرا اور باقی تین کانٹے الپا' کرونا اور راسپوٹین تھے۔

یہ کل بارہ عدد دشمن رہ گئے تھے۔ ہم نے سیکڑوں کو ختم کر دیا تھا ان بارہ عدد کو بھی رفتہ رفتہ ختم کر سکتے تھے۔ ویسے یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اب ہماری دنیا میں صرف قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے رہیں گے۔ کوئی ٹرانسفارمر مشین نہیں ہو گی' کوئی عارضی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہے گا۔

میری داستان ایک نئے آغاز پر آ رہی ہے۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں گہری خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سب کی ٹیلی پیتھی مردہ ہو چکی تھی۔ وہ اپنی اپنی محرومیت کی قبر میں چھپے بیٹھے تھے۔ اب دماغوں میں پہنچ کر کسی کو للکار نہیں سکتے تھے۔ یہ انسانی فطرت ہے کسی کو بہت زیادہ قوت حاصل ہو جائے تو وہ بہت اکڑتا ہے۔ دوسروں کو کیڑے مکوڑے سمجھ کر روندتا ہوا گزر جاتا ہے اور جب اس سے غیر معمولی قوت چھین لی جائے تو پھر وہ خود ہی مٹی کا کیڑا بن جاتا ہے جسے کوئی بھی روند کر چلا جاتا ہے۔

وہ تمام دشمن خاموش تھے' چھپ رہے تھے اور یہ اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ میں ان کے دماغوں میں پہنچ رہا ہوں۔ اتنی بڑی دنیا میں مجھ سے چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ دشمن بے شمار تھے۔ میں تنہا تھا بیک وقت سب کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن سب ہی اس اندیشے میں مبتلا تھے کہ میں ان کے چور خیالات پڑھ رہا ہوں۔

میں خیال خوانی نہیں کر رہا تھا' صرف آرام کر رہا تھا۔ ہم سب نے ان مخالفین سے نمٹنے کے لیے ان تھک محنت کی تھی۔ ان فرعون بن جانے والوں نے دن کا سکون اور راتوں کی نیندیں چھین لی تھیں۔ ہم کبھی اپنی مرضی سے سو نہیں سکتے تھے کہیں آزادی سے تفریح نہیں کر سکتے تھے مگر اب آرام تھا اور سکون تھا۔

سونیا نے کہا "جب تک مقدر میں آرام اور سکون لکھا ہوا ہے ہمیں خوب تفریح کرنی چاہیے۔"

میں نے کہا "ایسا پہلے بھی ہوا ہے کسی ایک دشمن کو شکست دینے کے بعد ہم نے سوچا تھا کہ قصہ ختم ہو چکا ہے لیکن اچانک ہی کہیں سے کوئی افتاد آپڑتی تھی اور ہمارا سکون غارت ہو جاتا تھا۔"

"اس بار ہم نے کسی ایک دشمن کو نہیں تمام دشمنوں کو بیک وقت شکست دی ہے یہ لوگ اتنی جلدی سر نہیں اٹھائیں گے۔"

"یہ مت بھولو کہ ابھی ایسے دشمن ہیں جن کی ٹیلی پیتھی کا علم سلامت ہے۔ ہم نے زاؤ کوم کوبرا اور راسپوٹین کو ماربل کے قلعے سے نکال دیا ہے۔ وہاں ان کے تمام آلۂ کاروں کو ختم کر دیا ہے وہ ہمارے خلاف انتقامی کارروائیاں کر سکتے ہیں۔"

"مجھے پتا ہے۔ انڈر گراؤنڈ سیل میں آٹھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ الپا کی ٹیلی پیتھی بھی سلامت ہے لیکن یہ لوگ ابھی خاموشی کے خول میں چھپے رہیں گے۔ اب بہت محتاط رہ کر اپنے لیے حفاظتی انتظامات کرتے رہیں گے۔"

میں اور سونیا پیرس میں اپنے بچوں کے ساتھ تھے۔ بی بی نے کہا "دشمن کچھ کریں یا نہ کریں لیکن مما کو فکر میں مبتلا رہنے کی عادت ہو گئی ہے۔"

کبریا نے کہا "مما! ہم آپ کی تمام فکریں اپنے ... ہیں۔ آپ مجھے اور اعلیٰ بی بی کو ان کے دماغوں میں ... دیں۔"

میں نے کہا "تم ان کے اندر جانا چاہو گے تو کوبرا ... راسپوٹین سانس روک کر تمہیں بھگا دیں گے۔"

سونیا نے کہا "تمہارے بھائی پارس نے الپا کو معمول بنایا تھا۔ وہ تنویمی عمل سے آزاد ہو چکی ہے۔ ... اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔"

"مما! ہمیں اتنی عقل ہے ہم براہِ راست ان کے ... نہیں جا سکیں گے لیکن ان کے آس پاس رہنے والوں ... اندر پہنچ سکیں گے۔"

کبریا نے کہا "پاپا! آپ نے انڈر گراؤنڈ سیل میں ... تھری کو ٹریپ کیا ہے۔ اس کے دماغ میں جاتے رہے ہیں ... اس کے ذریعے وہاں کے باقی سات ٹیلی پیتھی جاننے والوں ... مصروفیات دیکھتے رہتے ہیں۔ ہم بھی یہی کریں گے۔ ... انتظار کرتے رہیں گے موقع ملتے ہی ان میں سے کسی کو ... کر لیں گے۔"

سونیا نے مجھ سے کہا "یہی مناسب ہے۔ ان دونوں ... ان سب کا لب و لہجہ بتائیں گے۔ اب یہ ہماری جگہ مصروف ... رہیں گے اور ہم آرام کریں گے۔"

اب سے کچھ عرصہ پہلے اعلیٰ بی بی ہمارے ساتھ ... کر چکی تھی۔ کبریا بھی میدان عمل میں اتر چکا تھا۔ اعلیٰ بی بی ... نے تو بڑے کارنامے انجام دیے تھے۔

کبریا نے کہا "مما آپ دیکھیں گی میں اعلیٰ بی بی سے ... زیادہ کارنامے انجام دوں گا۔ یہ مجھ سے پیچھے رہ جائے گی۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "پہلے میدان میں آؤ کوئی کارنامہ دکھاؤ ... تم تو کچھ کرنے سے پہلے ہی ڈینگیں مار رہے ہو۔"

میں نے کہا "تم بہن کو پیچھے چھوڑنے کی باتیں کر رہے ہو ... جب کہ تمہیں محافظ بن کے بہن کے پیچھے رہنا چاہیے۔"

سونیا نے کہا "میرا بیٹا بہن کا محافظ ضرور بنے گا لیکن ... بھی مرحلے میں اس سے پیچھے نہیں رہے گا۔ دونوں ... درمیان شدت سے مقابلے کا جذبہ ہونا چاہیے۔ اس طرح ... ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں گے ... کامیاب ہوتے رہیں گے۔"

ہم نے انہیں زاؤ کوم کوبرا' راسپوٹین' الپا اور امریکی ... ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور پھر ... ان کے لب و لہجوں کو ان کے ذہنوں میں نقش کر دیا۔

کبریا نے کہا "اب ہم اپنے کاٹیج میں جائیں گے اور ... خیال خوانی کریں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "پاپا میں بھی جا رہی ہوں۔ آپ وعدہ ... بالکل خیال خوانی نہیں کریں گے۔ خوب آرام کریں ... گے۔"

وہ دونوں ساتھ والے دوسرے کاٹیج میں چلے گئے۔ میں ... سونیا کو کھینچ کر اپنی آغوش میں بھر لیا۔ اس نے پوچھا "یہ ... حرکت ہے؟"

میں نے کہا "حرکت میں برکت ہے۔ برکت نہ ہوتی تو ... ہمارے بچے کہاں سے آتے۔"

"کیا اس عمر میں بچوں کا شوق پیدا ہو رہا ہے؟"

"مہینے سال کی گنتی سے عمر کا حساب نہیں کرنا چاہیے۔ ... اندر سے جوان ہو تو وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میں نے اس پر جھک کر اس کے ... ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگا دی۔

○☆○

کچھ عرصہ پہلے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ٹیلی پیتھی جاننے ... والوں نے کوبرا کو ٹریپ کر کے اسے اپنا معمول اور محکوم بنا لیا ... اس کی قسمت اچھی تھی۔ جب اینٹی ٹیلی پیتھی دوا ... کی گئی تو اسے معمول بنانے والے تمام دشمن ٹیلی ... پیتھی کے علم سے محروم ہو گئے۔ وہاں صرف وہی ایک ٹیلی ... پیتھی جاننے والا رہ گیا پھر تو اس نے گن گن کر دشمنوں کو ... موت کے گھاٹ اتارا۔ انڈر ورلڈ کا بادشاہ بن گیا۔ مسٹری ... اس سے بچنے کے لیے کوما میں چلا گیا۔ چوبیس گھنٹوں کے ... اندر جرائم کی دنیا میں اس کے نام کی دہشت طاری ہو گئی۔

وہ اپنی بیوی اینجی کو خوش قدم سمجھتا تھا۔ وہ جب سے ... اس کی زندگی میں آئی تھی۔ تب سے کئی بار اس نے کامیابیاں ... حاصل کی تھیں وہ اس سے محبت کرتا تھا اور اس کے ... مشوروں پر بھی عمل کرتا تھا۔

اینجی نے کہا "تمہیں جتنی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں ... مجھ سے اتنا ہی دور ہوتے جا رہے ہو۔ مجھے اپنے پاس کب ... بلاؤ گے؟"

"میرا دل چاہتا ہے۔ میں ابھی تمہارے پاس چلا آؤں ... لیکن مجھے تمہاری سلامتی عزیز ہے اگرچہ میں کامیابیاں ... حاصل کر رہا ہوں۔ تاہم فرہاد میرے دماغ میں خطرے کی گھنٹی کی طرح بجتا رہتا ہے۔"

"میں تمہیں منع کرتی رہتی تھی کہ فرہاد سے دشمنی نہ کرو اگر تم اس سے دوستی رکھتے تو آج اس کی طرف سے یوں خطرہ محسوس نہ کرتے۔"

"ایک میں ہی کیا۔ ساری دنیا اس کی دشمن ہے کوئی نہ کوئی کسی دن اسے چھپ کر گولی مارے گا۔ کبھی نہ کبھی اس کی عبرت ناک موت ہو گی۔ ایسا سب ہی سوچتے ہیں۔ میں بھی سوچتا ہوں۔ آخر ایک دن تو اسے مرنا ہی ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے میں اس سے دوستی کر کے اس کے زیر اثر نہیں رہوں گا۔"

"وہ قسمت کا دھنی ہے۔ اپنی طبعی عمر تک بچے گا۔ تم نے دیکھ لیا' دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام دشمنوں نے اس کے لیے زمین تنگ کر دی تھی۔ اسے زمین اور آسمان کے بیچ معلق رکھ کر مار ڈالنا چاہتے تھے لیکن وہ اپنی حکمت عملی سے بچ گیا پھر زمین پر اترتے ہی سب کے دماغوں سے ٹیلی پیتھی کا علم چھین لیا۔"

"تھینکس گاڈ! میں نے قدرتی طور پر یہ علم حاصل کیا ہے۔ فرہاد مجھ سے یہ علم چھیننے میں ناکام رہا ہے۔"

"میری بات مانو۔ اس سے رابطہ کر کے اس سے دوستی کی بات کرو۔"

"میں کیسے دوستی کروں؟ اس نے مجھے ماربل کے قلعے سے نکال دیا وہاں میرے آلۂ کار تھے۔ ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا دوسرے تمام دشمن ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گئے ہیں۔ میں نے ان میں سے کتنوں کو ختم کر دیا ہے۔ میں اس وقت اس قلعے کا حاکم بن سکتا تھا اور ایسے ہی وقت فرہاد نے مجھے وہاں سے نکالا ہے۔"

"ہو سکتا ہے دوستی کرنے سے وہ تمہیں دوبارہ اس قلعے میں پہنچا دے اس کی دوستی فائدہ پہنچاتی ہے' دشمنی مہنگی پڑتی ہے۔"

وہ سمجھا رہی تھی ایسے وقت اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر کہا "تم سمجھا رہی ہو اور فرہاد میرے اندر آپہنچا ہے۔ میں ابھی سانس روک کر اسے بھگا سکتا ہوں لیکن تمہارے مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ ہاں تو مسٹر فرہاد! تم نے میری وائف کے یہ آخری چند فقرے سن لیے ہوں گے۔ اس کا خیال ہے تم مجھے ماربل کا قلعہ واپس کر دو گے۔"

کبریا نے کہا "کوئی ضروری تو نہیں کہ تمہارے دماغ میں آنے والا فرہاد ہی ہو۔ ابھی اس دنیا میں کچھ ٹیلی پیتھی جاننے

والے رہ گئے ہیں۔"

"اچھا تو تم راسپوٹین ہو؟"

"مجھے افسوس ہے میں اپنا نام اور پتا ٹھکانا نہیں بتا سکوں گا۔ فرہاد کو معلوم ہوگا تو وہ میرا سراغ لگاتا ہوا میرے علاقے میں آئے گا پھر اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرے گا۔ میں دوسروں کی طرح ہیرو سے زیرو بننا نہیں چاہتا۔"

"اچھا تو تم ٹرانسفارمر مشین کی پیداوار ہو پھر تو کسی دن اسپرے کے ذریعے مچھر مکھی کی طرح مارے جاؤ گے۔"

"ہوسکتا ہے میں وہی اسپرے پمپ اٹھا کر تمہارے سر پر ماروں اور تم مرجاؤ۔"

"کیا یہی سب کہنے کے لیے میرے پاس آئے ہو؟ یہ سمجھ رہے ہو کہ مکھی کے بھنبھنانے سے مجھے غصہ آئے گا۔"

"میں تمہیں غصہ نہیں دلانا چاہتا۔ تم نے میرے مرنے کی بات کی تو میں نے تمہارے مرنے کی بات کی تم دشمنی کرو گے میں بھی دشمنی کروں گا۔ کیوں نہ ہم دوست بن جائیں؟"

"میں کسی اجنبی سے دوستی نہیں کرتا۔"

"دوستی تو کرنی ہوگی۔ ہم دونوں مل کر پورے یورپ میں انڈر ورلڈ کے بادشاہ کہلائیں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں یہاں انڈر ورلڈ کا گاڈ فادر ہوں۔ تم اس علاقے میں آکر سانس بھی نہیں لے سکو گے۔"

"میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ مل بانٹ کر کھائیں گے تو دونوں کا بھلا ہوگا ورنہ یہ انڈر ورلڈ کی بادشاہت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

"اگر تم مجھے دھمکی دے چکے ہو تو جاؤ اور خوش فہمی میں مبتلا رہو۔"

اس نے سانس روک لیا۔ کبریا دماغی طور پر اپنے کانیج میں حاضر ہوگیا۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ کوبرا اپنی بیوی اینجی کو بہت چاہتا ہے اس نے اسے دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے کوئی اینجی کے دماغ میں جگہ نہیں بنا سکتا۔

کبریا نے اعلیٰ بی بی سے کہا "اگر یہ معلوم ہوجائے کہ کوبرا نے خود اپنی بیوی کے دماغ میں پہنچنے کے لیے کون سا مخصوص لہجہ مقرر کیا ہے تو میں آسانی سے اینجی کے دماغ میں رہ کر کوبرا کی مصروفیات معلوم کرتا رہوں گا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ایسا ہوجائے تو تم کوبرا کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکو گے۔"

"ہم ایک دوسرے کے تعاون سے کامیابیاں حاصل کرسکتے ہیں تم میری مدد کرو میں بھی تمہاری مدد کیا کروں

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں کوبرا کے اندر جاؤں گا۔ وہ مجھے اپنے چور خیالات پڑھنے نہیں دے گا۔ میرے ساتھ تم بھی اس کے اندر رہو تو وہ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ میں اسے باتوں میں الجھاؤں گا۔ تم اس کے چور خیالات سے مخصوص لہجہ معلوم کرسکو گی۔"

اعلیٰ بی نے یہی کیا۔ کبریا اسے باتوں میں الجھا رہا تھا۔ اس کے چور خیالات پڑھ کر مخصوص لہجے کو ذہن نشین کر رہی پھر دونوں دماغی طور پر کانیج میں حاضر ہوگئے۔ مخصوص لہجے کو کبریا کے اندر دہرایا۔ وہ اسے ذہن نشین کرکے اینجی کے دماغ میں پہنچ گیا۔

اینجی کوبرا سے کہہ رہی تھی "پتا نہیں تمہارے پاس میں آنے والا وہ کون تھا۔ ٹرانسفارمر مشین سے علم سیکھنے والے کچھ خوش نصیب ایسے ہوں گے جو اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے محفوظ رہنے کے بعد چھپتے پھر رہے ہوں گے۔"

"یہ کم بخت چھپنے کے بجائے میرے انڈر ورلڈ کے علاقوں میں اپنا حصہ مانگ رہا تھا۔ اس نے دھمکی دی ہے کہ انڈر ورلڈ کی بادشاہت میرے ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

"تم کہہ رہے تھے کہ یہاں تمہارے مقابلے میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے دیکھ لو یہ ایک آچکا ہے اور کتنے آئیں گے۔"

"اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے اتفاقاً دو چار بچ گئے ہیں تو یہ بچنے والے میرے ہاتھوں مارے جائیں گے۔"

"پلیز دعویٰ نہ کرو کسی کو چیلنج نہ کرو۔ مجھے تمہارے ساتھ رہنا چاہیے۔ میں تمہیں ایک سے زیادہ معاملات میں الجھنے نہیں دوں گی۔ مجھے بتاؤ کہاں ہو؟ میں آرہی ہوں۔"

"میں تو چاہتا ہوں تم ابھی میرے پاس چلی آؤ۔ میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں تمہارے لیے دل مچل رہا ہے۔ ایک آدھ روز ٹھہر جاؤ۔ انڈر ورلڈ کے چند جرائم پیشہ بہت سر پھرے اور ضدی ہیں۔ میں انہیں پوری طرح قابو میں کرلوں پھر تمہیں بلالوں گا۔"

"تم میری موجودگی میں بھی ان سے نمٹ سکتے ہو۔ میں ابھی آؤں گی بتاؤ کہاں ہو؟"

وہ اسے سمجھانے لگا۔ کبریا نے اینجی کو سمجھا کر اسے ضد کرنے پر مائل کرتا رہا۔ آخر کوبرا نے مجبور ہو کر اسے اپنی موجودہ رہائش گاہ کا پتا بتادیا۔ کبریا مسکرا

○☆○

اگرچہ میں نے اعلیٰ بی بی اور کبریا کو تمام اہم ذمے داریاں سونپ دی تھیں۔ تاہم دل کو اطمینان نہیں تھا۔ وہ ابھی پندرہ برس کے تھے بچے ہی تھے ان سے غلطیاں ہوسکتی تھیں۔

سونیا نے کہا "تمہیں کم سے کم خیال خوانی کرکے ایک ایک دشمن کا ردِ عمل معلوم کرنا چاہیے ان کے پیچھے دن رات بھاگتے نہ رہو۔"

ہمارے مخالفین میں جو سب سے مضبوط تھے۔ وہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے انڈر گراؤنڈ سیل میں پوری طرح محفوظ تھے۔ ان میں سے نمبر تھری میرا معمول تھا۔ نمبر تھری کو کچھ روز پہلے ٹریپ کیا گیا تھا لیکن اس سے خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہیں ہورہا تھا۔ میں اس کے ذریعے باقی سات ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دور ہی دور سے دیکھتا تھا۔ ان کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ایسا کرنا چاہتا تو وہ سانس روک لیتے محتاط ہوجاتے ایک دوسرے پر شبہ کرتے کہ میں ان میں سے کسی کے اندر پہنچا ہوا ہوں اور کسی وقت بھی ان سب کو نقصان پہنچا سکتا ہوں۔

وہ اپنے درمیان معلوم کرلیتے کہ کون میرے زیر اثر ہے نمبر تھری کے چور خیالات پڑھ کر اسے ختم کردیتے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ان کے قریب رہنے کا ایک ذریعہ ختم ہوجائے اس لیے بڑی خاموشی اور صبر سے کسی اچھے موقع کی تلاش میں تھا۔ پہلے مسٹر بلیک ان کا باس اور ان کا آقا تھا وہ ان کے دماغوں میں آتا تھا لیکن ان میں سے کوئی اس کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ثانی نے اس کا کام تمام کردیا تھا۔ اس طرح وہ آٹھوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے تنویمی عمل سے آزاد ہوگئے تھے۔

میں نے نمبر تھری کے اندر پہنچ کر دیکھا ان سب کو یہ فکر تھی کہ مسٹر بلیک کی جگہ اب کوئی ان کے دماغوں پر حاوی ہونے کے لیے آئے گا؟

نمبر سات نے کہا "باہر کی دنیا میں سب ہی کی ٹیلی پیتھی ختم ہوچکی ہے۔ ہمارے ملک میں شاید اب کوئی ایسا نہیں رہا جو ہمارا عامل اور انچارج بن سکے۔"

نمبر پانچ نے کہا "فرض کرو کوئی ہے تو کیا ہمیں اس کا غلام بن کر رہنا چاہیے؟"

نمبر چھ نے کہا "اگر ہم کسی کے معمول بنیں گے تو وہ بھی ہمیں اسی تہ خانے میں قید رکھے گا۔ ہم نے پچھلے کئی ماہ سے آسمان نہیں دیکھا ہے' سورج کی روشنی نہیں دیکھی ہے۔ ہم وطن کی خاطر کب تک زمین کے اندر دھنسے رہیں گے؟"

نمبر چار نے کہا "ہم یہاں سے باہر نکل کر کھلی فضا میں رہ کر بھی اپنے ملک کی خدمت کرتے رہیں گے۔"

"لیکن ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے؟ یہاں ہمارے لیے راشن اور ضرورت کی چیزیں پہنچانے والے تین افراد تھے ان میں سے ایک رہ گیا ہے وہ اس تہ خانے کا دروازہ کھول کر آئے گا تو اس سے کچھ معاملات طے ہوسکیں گے۔"

نمبر سات نے کہا "کوئی ضروری نہیں ہے کہ اس سے معاملات طے ہوجائیں وہ اعلیٰ حکام کے فیصلوں کے مطابق ہمیں یہاں قیدی بنا کر ہم سے ملک کی خدمت کراتا رہے گا۔"

نمبر تھری نے میری مرضی کے مطابق کہا "اگر مسٹر بلیک کی جگہ کوئی دوسرا آکر ہم پر تنویمی عمل کرنا چاہے تو ہمیں اس کا معمول بننے کے لیے راضی ہوجانا چاہیے۔"

سب نے چونک کر نمبر تھری کو دیکھا۔ ایک نے پوچھا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

وہ بولا "پہلے میری پوری بات سنو۔ اگر ہم راضی نہیں ہوں گے تو وہ ہمیں یہیں قیدی بنا کر رکھے گا باہر نکلنے نہیں دے گا۔ ہمیں بھوکا پیاسا مار سکتا ہے۔"

"ہاں ہمارے اعلیٰ افسران میں اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ گیا ہے تو وہ ہم پر حکومت کرنے کے لیے ہمیں اپنا معمول ضرور بنائے گا۔"

نمبر تھری نے کہا "ایسے وقت ہم خود کو اس کا معمول بننے سے بچاسکتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"وہ ایک وقت میں ہم میں سے کسی ایک پر تنویمی عمل کرے گا جس پر عمل کیا جائے گا۔ ہم سب اس کے اندر موجود رہیں گے اور اس کے تنویمی عمل کو ناکام بناتے رہیں گے۔"

سب نے خوش ہو کر کہا "یہ ہوئی کام کی بات ہم اسی حکمتِ عملی سے بظاہر اس کے معمول اور محکوم بن کر رہیں گے۔ وہ ہماری طرف سے مطمئن رہے گا اور ہم مناسب موقع کے انتظار میں رہیں گے۔ موقع ملتے ہی یہاں سے نکل کر باہر کی دنیا میں پہنچ جائیں گے۔"

وہ سب خوش ہورہے تھے اور اس تدبیر کے ہر پہلو پر اچھی طرح غور کررہے تھے۔ انہیں ای میل کے ذریعے اطلاع دی گئی تھی کہ ان کا اعلیٰ افسر بلیک مارا گیا ہے اور وہ تین افراد جو انہیں راشن اور ضرورت کی دوسری چیزیں

پہنچایا کرتے تھے۔ ان میں سے بھی دو...... مارے گئے صرف ایک رہ گیا ہے وہ چھپتا پھر رہا ہے۔

لہٰذا ان آٹھوں کو محتاط رہنا چاہیے۔ فرہاد بڑی تیزی سے انتقامی کارروائیاں کررہا ہے۔ انہیں فی الحال خیال خوانی نہیں کرنا چاہیے۔ حالات کچھ سازگار ہوں گے تو وہ چھپنے والا شخص خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل میں آکر انہیں ضرورت کی چیزیں پہنچائے گا۔

اس چھپنے والے کا نام ہیری جانسن تھا۔ ثانی، مسٹر بلیک اور اس کے دو ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہیری جانسن سے نمٹنا چاہتی تھی لیکن وہ فرار ہوگیا تھا۔ اری زونا کے وسیع و عریض علاقے میں چھپتا پھر رہا تھا۔

اس نے ایک چھوٹے سے ٹاؤن سانٹا پہنچ کر آرمی کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کیا تھا۔ انہیں بتایا تھا کہ مسٹر بلیک اور اس کے دو ساتھی کس طرح مارے گئے ہیں۔ اگر اسے سکیورٹی فراہم نہ کی گئی تو بابا صاحب کے ادارے کے لوگ اسے گھیر کر مار ڈالیں گے پھر ان آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو راشن پہنچانے والا کوئی نہیں رہے گا۔

اعلیٰ افسران نے کہا "ہمیں خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل کا پتا بتاؤ۔ اگر تمہیں کچھ ہوجائے گا۔ تو ہم اپنے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے کام آسکیں گے۔ ایسے برے وقت میں جبکہ ساری دنیا سے ٹیلی پیتھی ختم ہورہی ہے۔ وہ آٹھ ہمارے لیے بہت بڑا قومی سرمایہ ہیں۔"

ہیری نے کہا "فرہاد ان آٹھوں تک پہنچنے کے لیے آپ لوگوں کے دماغوں میں جھانکتا پھر رہا ہوگا۔ میں آپ کو خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل کا پتا بتاؤں گا۔ وہ آپ کے چور خیالات سے معلوم کرلے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم تینوں افسران یوگا کے ماہر ہیں۔ فرہاد کو بھی اپنے اندر نہیں آنے دیں گے تم کسی خوف اور فکر کے بغیر فوراً وہاں کا پتا بتاؤ۔"

ہیری نے پتا بتا دیا یہ بھی تفصیل سے بتایا کہ چور دروازے تک پہنچ کر اسے کن نمبروں کی ترتیب سے کھولا جاسکے گا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اری زونا کے علاقے میں فرہاد کے ماتحتوں کو تلاش کیا جائے کسی پر بھی شبہ ہو تو اسے گرفتار کرکے اس کی اصلیت معلوم کی جائے۔ وہ فرہاد سے تعلق رکھتا ہو تو اسے گولی مار دی جائے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اس علاقے میں مجھے تلاش کریں۔"

"ٹھیک ہے، ہمارے سراغ رساں وہاں کے چپے چپے پر پھیل جائیں گے۔ انہیں تلاش کریں گے اور گھاٹ اتارتے رہیں گے۔"

"او کے۔ میں ایک گھنٹے بعد رابطہ کروں گا۔"

ہیری ان کے دماغوں سے چلا گیا۔

ایک افسر نے کہا "ہمیں سب سے پہلے ان... اپنے اعتماد میں لینا چاہیے۔"

دوسرے نے کہا "بہتر ہے ہم اس کام میں... ای میل کے ذریعے ان سے رابطہ کریں۔"

وہ اس فیصلے کے مطابق ان آٹھوں سے را... لگے۔ دوسری طرف ہیری بھی ای میل کے ذریعے... رابطہ کرنا چاہتا تھا چونکہ بابا صاحب کے ادارے... چھپتا پھر رہا تھا۔ اس لیے کسی محفوظ جگہ کمپیوٹر تک... پا رہا تھا۔ اس کے سامنے یہی ایک راستہ رہ گیا تھا... سے جلد اس انڈر گراؤنڈ سیل میں جائے پھر ان... کرکے ان سے دوستی کرے بڑی حکمت عملی سے ا... باہر لائے انہیں زخمی کرے یا کھانے پینے کی چ... اعصابی کمزوری کی دوا ملائے پھر تنویمی عمل کے ذ... کے دماغوں پر حاوی ہوجائے۔

یہ ایک دوسرے کو ٹریپ کرنے اور غلام... پرانے ہتھکنڈے ہیں۔ ابھی میں یہ بیان کررہا... پیتھی سے محروم ہوجانے کے بعد تمام مخالفین اپ... میں کیا کرتے پھر رہے ہیں۔

میرے لیے یہ جاننا ضروری تھا کہ وہ آئندہ... آجائیں گے یا مجھ سے انتقام لینے کے لیے نئی نئی... سے کام لیں گے۔ یہ ایک فطری امر ہے، دشمن ہار... طور پر جھک جاتے ہیں لیکن ان کے اندر بغض او... جاتا ہے میں اپنے تمام دشمنوں کی رگ رگ سے وا... اس لیے بے مثال فتح حاصل کرنے کے بعد بھی ان... رہنا چاہتا تھا۔

ایک بات یہ سمجھ میں آرہی تھی کہ ابھی وا... طرح ٹوٹے ہوئے ہیں۔ میرے خلاف کسی طرح... کارروائی نہیں کرسکیں گے۔ البتہ یہ ضرور ہوگا ک... میں ضرور لڑیں گے کہ گنتی کے چند ٹیلی پیتھی جاننے... گئے ہیں۔ وہ نہیں چاہیں گے کہ ان میں سے کوئی... جاننے والا انہیں نقصان پہنچائے اور ان کے دماغ... ہوجائے۔

کوبرا یہی کررہا تھا۔ جتنے ٹیلی پیتھی جاننے وا... اس علم سے محروم ہوگئے تھے ان سب کو اس نے...

تاکہ وہ کبھی دوبارہ یہ علم حاصل نہ کرسکیں۔

راسپوٹین سوم روس میں تھا۔ اس نے کرونا کو اپنی معمولہ اور داشتہ بنا رکھا تھا وہ کوبرا سے زیادہ سمجھ دار تھا۔ اس کی سوچ مختلف تھی۔ وہ چاہتا تھا، جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ انہیں دوست بنایا جائے۔ اس سے پہلے کہ میں انتقام لینے کے لیے دوسری بار کارروائی کروں وہ باقی رہ جانے والوں کے ساتھ ایک مضبوط اتحاد قائم کرلے۔ ایسے منصوبے بنائے کہ آئندہ میرے حملے ان پر ناکام ہوتے رہیں۔

موجودہ حالات میں ٹیلی پیتھی کے حوالے سے امریکا زیادہ طاقت ور تھا۔ اس کے پاس آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ راسپوٹین نے امریکی آرمی کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں آکر کہا "میں راسپوٹین سوم ہوں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے ذریعے یوگا جاننے والے آرمی افسران سے گفتگو کروں۔"

اس اعلیٰ افسر نے آرمی کے تین یوگا جاننے والے اہم افسران کو فون کے ذریعے راسپوٹین کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے کہا "ابھی ہم مصروف ہیں۔ راسپوٹین سے کہو آدھے گھنٹے بعد رابطہ کرے۔"

اس وقت وہ تینوں افسران ای میل کے ذریعے انڈر گراؤنڈ سیل کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے باتیں کررہے تھے۔ ان میں سے نمبر سات سب سے عمر رسیدہ تھا۔ آرمی میں اس کا بہت اچھا ریکارڈ رہا تھا۔ اعلیٰ افسران اس کی ذہانت اور حاضر دماغی کو تسلیم کرتے تھے۔ وہ تینوں افسران اسی نمبر سات سے باتیں کررہے تھے۔ اس سے کہہ رہے تھے۔ "ہم مسٹر بلیک کی جگہ تمہیں لانا چاہتے ہیں۔ موجودہ حالات تمہارے سامنے ہیں۔ تم بتاؤ کہ تم باقی سات ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو فرہاد کی انتقامی کارروائی سے کس طرح محفوظ رکھا جاسکے۔"

نمبر سات نے کہا "میں اپنے تجربات اور آپ کے مشوروں کے مطابق کام کروں گا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اسی تہ خانے میں رہ کر کام کرتے رہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "دانش مندی یہی ہے کہ تم سب ایسی جگہ روپوش رہا کرو۔ اس روپوشی نے ہی تم سب کی ٹیلی پیتھی کو اب تک سلامت رکھا ہے۔"

"آپ درست فرما رہے ہیں لیکن مسٹر بلیک کی طرح ہم میں سے کسی ایک کو اس تہ خانے سے باہر رہنا چاہیے۔ اگر آپ مجھے میرے سات ساتھیوں کا انچارج بنانا چاہتے ہیں تو پھر مجھے یہاں سے باہر آنے دیں۔"

"ہم تمہارے سلسلے میں بڑی رازداری سے انتظامات کریں گے۔ تم آج رات تک اپنے سات ساتھیوں پر تنویمی عمل کرکے انہیں اپنا معمول بنالو تاکہ کل صبح تمہیں اس تہ خانے سے نکالا جائے گا۔"

ای میل کے ذریعے رابطہ ختم ہوگیا۔ نمبر سات کے دوسرے ساتھی اس بات پر اعتراض کرنے لگے کہ وہ انہیں اپنا غلام بنا کر تنہا اس تہ خانے سے باہر جانا چاہتا ہے۔ وہ اس کے تنویمی عمل کو قبول نہیں کریں گے۔

نمبر سات نے کہا "میں نے ان تین اعلیٰ افسران سے کہا ہے کہ تم سب پر میں تنویمی عمل کروں گا۔ جبکہ نہیں کروں گا اگر میں ان سے یہ کہتا کہ تم میں سے کوئی تنویمی عمل کے لیے راضی نہیں ہے تو پھر وہ مجھے بھی یہاں سے باہر نکالنے پر کبھی راضی نہ ہوتے۔ ہماری حکمتِ عملی یہ ہوگی کہ تم سب بظاہر میرے معمول بن کر رہو۔ میں یہاں سے نکلنے کے بعد تم سب کو چند گھنٹوں کے اندر باہر کی کھلی فضا میں لے آؤں گا۔"

وہ سب خوش ہو کر اس کی تعریفیں کرنے لگے۔ ایسے وقت ہیری وہاں پہنچ گیا۔ وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ وہاں ضرورت کا سامان لایا کرتا تھا۔ جب وہ چور دروازے کے پاس آکر مخصوص نمبروں کی ترتیب سے لاک کھولنے لگتا تھا تو تہ خانے میں الارم سنائی دیتا تھا۔ وہ آٹھوں الارم کی آواز سنتے ہی الرٹ ہوگئے۔

ایک نے پوچھا "کیا وہ تینوں اعلیٰ افسران آئے ہیں؟"

نمبر سات نے کہا "اتنی جلدی کیسے آسکتے ہیں؟ ابھی تو ان سے باتیں ہوئی ہیں وہ کل صبح سے پہلے نہیں آئیں گے۔"

"پھر تو یہ وہی سامان پہنچانے والا شخص ہے۔ جیسا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے اس کے دو ساتھی مارے گئے ہیں۔ یہ بچ گیا ہے لیکن ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہوگیا ہے۔"

وہ سب تہ خانے کے اس حصے سے نکل کر دوسرے حصے میں آئے۔ وہاں ایک بڑا سا آہنی دروازہ تھا اس دروازے کے پیچھے اسٹور روم تھا۔ اس اسٹور روم میں ان کے لیے راشن اور ضرورت کی دوسری تمام چیزیں لاکر رکھی جاتی تھیں۔ جب وہ تینوں تمام سامان رکھ کر باہر چلے جاتے تھے اور وہاں سے ایک بٹن دباتے تھے۔ تب اسٹور روم کا اندر والا دروازہ کھل جاتا تھا اور وہ قیدی ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں پہنچ کر اپنی ضرورت کی چیزیں حاصل کرتے تھے۔ اس بار ہیری نے اس آہنی دروازے کے پاس آکر دستک دی پھر پوچھا۔

"کیا میری آواز سن رہے ہو؟"

نمبر سات نے کہا "ہم سن رہے ہیں۔"

"میرا نام ہیری جانسن ہے تمہیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ میرے دو ساتھی مارے گئے ہیں۔ میں تنہا رہ گیا ہوں۔ صرف میں ہی اس جگہ سے واقف ہوں اور یہاں کے چور دروازے سے اندر آسکتا ہوں۔"

"ہم جانتے ہیں۔ تم تینوں گونگے بن کر یہاں آتے رہے کبھی ہمیں مخاطب نہیں کیا۔ آج ہم سے بول رہے ہو بات کیا ہے؟"

ہیری نے کہا "اب حالات بدل گئے ہیں اس لیے تم سے بول رہا ہوں اور ایک اہم سوال کر رہا ہوں کیا اس تہ خانے کے باہر آنا چاہتے ہو؟"

"بے شک ہم باہر آنا چاہتے ہیں۔ ہم ساری عمر یہاں قیدی بن کر نہیں رہنا چاہتے۔"

ہیری نے کہا "میں اسی لیے آیا ہوں اب یہاں قیدی بن کر رہنا مناسب نہیں۔ بابا صاحب کے ادارے والوں کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ انڈر ورلڈ گراؤنڈ سیل ایری زونا کے علاقے میں ہے وہ کسی نہ کسی طرح تم سب کو ڈھونڈ نکالیں گے۔"

نمبر سات نے کہا "اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے سروں پر خطرات منڈلا رہے ہیں۔ ہم اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے بچ گئے ہیں۔ اب ہم نے چھپنے کی کوئی دوسری جگہ تلاش نہیں کی تو فرہاد کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔"

ہیری نے کہا "میں تم سب کو نکال سکتا ہوں لیکن پہلے کچھ اہم معاملات طے کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے پہلے تم میں سے کسی ایک سے گفتگو کروں گا۔"

ان آٹھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے بولنے لگے۔

"یہ ہم سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے ٹھوس پلاننگ کے ساتھ آیا ہے۔"

دوسرے نے کہا "اس کے اندر کی بات معلوم کرنا چاہیے کہ یہ کیا چاہتا ہے؟"

تیسرے نے کہا "یہ یوگا کا ماہر ہے۔ ہمیں اپنے اندر نہیں آنے دے گا ہم اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکیں گے۔"

نمبر سات نے پوچھا "مسٹر ہیری۔۔۔! تم پہلی بار ہم میں سے کسی ایک سے روبرو ملنا چاہتے ہو۔ کچھ اہم معاملات طے کرنا چاہتے ہو۔ کیا یہ بات ہمارے اعلیٰ افسران کو معلوم ہے؟"

"اگر انہیں معلوم ہوگیا تو وہ مجھے گولی مار دیں گے۔ موت کے بعد ہی تمہاری لاشوں کو یہاں سے نکالا جائے گا۔ صرف ایک میں ہی ہوں جو تمہیں یہاں سے ابھی نکال سکتا ہوں۔"

"ہم تمہاری بات اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ تم ہمارے لیے فرشتہ بن کر آئے ہو۔ میں نمبر سات ہوں تم سے گفتگو کرنے کے لیے تنہا آؤں گا۔"

ہیری نے کہا "میں یہاں سے دوسرے کمرے میں جارہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر اس دروازے کو کھولنے والا بٹن دباؤں گا اور ٹی وی اسکرین پر دیکھتا رہوں گا۔ اگر اس اسٹور روم میں ایک کے علاوہ کوئی دوسرا چھپ کر آئے گا تو پھر میں کسی سے کوئی بات نہیں کروں گا۔ اس تہ خانے کو بند کرکے چلا جاؤں گا۔"

نمبر سات نے کہا "ٹھیک ہے۔ تم اسکرین پر دیکھ کر اطمینان حاصل کرو۔ اسٹور روم میں صرف میں آؤں گا۔"

ہیری اسٹور روم سے نکل کر دوسرے کمرے میں آگیا۔ دروازے کو اندر سے بند کرنے کے بعد اس نے ٹی وی اسکرین کو آن کیا۔ اسٹور روم دکھائی دینے لگا۔ اس نے ایک بٹن کو دبا کر کہا "دروازے کا لاک کھل چکا ہے۔ تم اپنی طرف کا لاک کھول کر چلے آؤ۔"

نمبر سات اس دروازے کو کھول کر اندر آگیا۔ ہیری نے اس آٹومیٹک سسٹم والے دروازے کو اپنی طرف سے بٹن دبا کر لاک کر دیا۔ آئندہ وہ دروازہ اسی بٹن کو دبانے سے کھل سکتا تھا۔

ہیری نے کہا "مجھے اطمینان ہوگیا ہے۔ میں آرہا ہوں۔"

وہ ٹی وی اسکرین کو آف کرکے اس دروازے کو اندر سے کھول کر دوسری طرف اسٹور روم میں آگیا۔

نمبر سات نے اسے دیکھ کر کہا "مسٹر ہیری! میں ایک طویل عرصے کے بعد باہر کی دنیا کے کسی شخص کو دیکھ رہا ہوں۔"

اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ہیری نے بھی ہاتھ بڑھا کر اس سے مصافحہ کیا۔ دونوں نے گرم جوشی سے ایک دوسرے کے ہاتھ کو گرفت میں لے کر کہا۔

"تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

"میں بھی خوش ہوں۔ آج تمہارے ساتھ باہر جاکر سورج کی روشنی اور کھلا آسمان دیکھوں گا۔"

اسی وقت نمبر سات نے اچانک کمزوری محسوس کی وہ کرسی پر بیٹھ کر بولا "یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

ہیری نے ہنستے ہوئے کہا "وہی ہو رہا ہے۔ جو ایسے وقت ہونا چاہیے۔ میری انگلی میں یہ انگوٹھی دیکھ رہے ہو؟ اس انگوٹھی کے اندر اعصابی کمزوری کی دوا ہے اس کے ساتھ ایک ننھی سی سوئی منسلک ہے۔ میں نے اس سوئی کے ذریعے تمہارے اندر دوا انجیکٹ کی ہے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "میں جانتا ہوں باقی سارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی تمہارے اندر موجود ہیں۔ میری باتیں سن رہے ہیں۔ وہ تمہیں میرے تنویمی عمل سے نہیں بچا سکیں گے۔ تم ابھی بے ہوش ہو جاؤ گے۔ میں تمہیں اٹھا کر باہر لے جاؤں گا اور اپنی گاڑی کے پچھلے حصے میں ڈال دوں گا۔ تمہیں ایک خفیہ قید خانے میں پہنچا دوں گا۔ جب تک تمہارے ساتھی تمہارے دماغ میں آتے جاتے رہیں گے۔ میں تمہیں قیدی بنا کر رکھوں گا اگر وہ تمہاری بھلائی چاہیں گے تو تمہارے دماغ میں کبھی نہیں آئیں گے۔"

نمبر آٹھ نے نمبر سات کی زبان سے کہا "تم ہم سب کو دوست بنا سکتے ہو۔ ہمارے صرف ایک ساتھی کو غلام بنا کر کیا حاصل کرو گے؟"

وہ بولا "یہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہی میرا غلام بن کر میرے لیے بہت کچھ کرتا رہے گا۔ تم سب یہاں ساری عمر قیدی بن کر رہو گے اگر یہاں سے رہائی چاہتے ہو تو پھر تم میں سے کوئی ایک اس اسٹور روم میں آجائے۔ میں یہاں ایک چاکلیٹ رکھ کر جاؤں گا۔ اس چاکلیٹ کو کھانے کے بعد وہ بھی اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو جائے گا۔ میں اسے بھی یہاں سے باہر لے جاؤں گا۔ تم میں سے جو بھی اس قید سے رہائی حاصل کرنا چاہتا ہے کھلے آسمان کے نیچے آنا چاہتا ہے وہ یہاں آکر اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو جائے۔ آزادی کی کچھ تو قیمت چکانی ہی ہوگی۔"

ایسا کہتے ہوئے ہیری جانسن کا سر چکرانے لگا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟! اچانک اس نے اپنے اندر آواز سنی۔

وہ کہہ رہا تھا "کیا ہوا ہیری؟ بہت اونچے اڑ رہے تھے۔ تمہاری انگوٹھی میں زود اثر دوا تھی اس لیے یہ فوراً کمزوری میں مبتلا ہوگیا۔"

ہیری نے اپنے اندر دوسری آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔

"ہمارے ساتھی نے بھی انگلیوں کے درمیان ایک سوئی چھپا رکھی تھی۔ اس سوئی کی دوا آہستہ آہستہ اثر کرتی ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ کس طرح آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جا رہے ہو۔"

تیسری آواز نے کہا "چلو اٹھو اور اسٹور روم کا دروازہ کھولو۔"

ہیری کا دماغ اس وقت خیال خوانی کرنے والوں کی گرفت میں تھا وہ بے اختیار وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا پھر اس نے مخصوص بٹن کو دبایا اسٹور روم کا وہ مقفل دروازہ خود بخود کھل گیا۔ وہ ساتوں اپنی طرف سے ایک دروازہ کھول کر اندر آئے اپنے ساتھی نمبر سات کو فوراً ہی طبی امداد پہنچانے لگے۔ ایک نے ہیری کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر کہا۔

"کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ تم ہمیں اپنا غلام بنانا چاہتے تھے۔ اب اس تہ خانے میں قیدی بن کر پڑے رہو۔ وہ تین اعلیٰ افسر آکر تم سے نمٹ لیں گے۔"

اس نے ایک لات مار کر اسے تہ خانے میں پہنچا کر اسٹور روم کے دروازے کو لاک کر دیا۔ اب وہ وہاں سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ وہ ساتوں اپنے ساتھی کو اٹھا کر ایک طویل عرصے کے بعد اس انڈر گراؤنڈ سیل سے باہر نکل آئے۔

○☆○

راسپوٹین نے آدھے گھنٹے کے بعد ان افسران سے رابطہ کیا اور کہا۔

"میں جانتا تھا آپ لوگ بہت مصروف ہوں گے۔ آپ کے بے شمار فوجی جوان ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہوگئے ہیں پھر بھی آپ نے بڑی دانش مندی سے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بچا لیا ہے۔ ہم اس سلسلے میں فرہاد کی جتنی مذمت کریں کم ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر راسپوٹین! تم خوش نصیب ہو۔ تم نے قدرتی طریقوں سے یہ علم حاصل کیا ہے فرہاد تم سے کبھی یہ علم چھین نہیں سکے گا۔"

راسپوٹین ایک چوتھے افسر کے دماغ میں تھا۔ ان تین افسران نے اپنے اس افسر کو راسپوٹین سے رابطے کا ذریعہ بنایا تھا۔ وہ اس افسر کے ذریعے بولا۔

"میں بہت ہی نیک اور تعمیری جذبات لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ سے اس سلسلے میں تبادلہ خیال کرنا چاہتا ہوں کیا فرہاد کی انتقامی کارروائی ختم ہو چکی ہے؟ یا اس کے انتقام کا دوسرا مرحلہ شروع ہونے والا ہے؟"

ایک افسر نے کہا "ہم نے فرہاد، سونیا اور جناب

عبداللہ واسطی وغیرہ پر زمین تنگ کردی تھی۔ ان سب کی موت لازمی کردی تھی مگر وہ اپنی حکمت عملی سے بچ گئے۔ اب اس کا شدید ردِ عمل تو ہونا تھا۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے یہ علم چھین لے گا۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ اس سے بھی بڑی کارروائی نہ کرے۔"

تیسرے افسر نے کہا "وہ ہمیں نیست و نابود کرنے تک انتقامی کارروائیاں جاری رکھے گا۔"

راسپوٹین نے کہا "بابا صاحب کے ادارے والوں نے توقع کے خلاف اچانک ہی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرائی تھی اور بڑے منظم طریقے سے دنیا کے تمام ممالک میں یہ دوا پھیلائی تھی اگر آپ لوگوں کو ذرا بھی اس کی سن گن ملتی تو آپ حفاظتی تدابیر سے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بچالیتے۔"

"اب ان کی طرف سے دوسرے حملے کی توقع ہے یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ حملہ کس نوعیت کا ہوگا۔"

راسپوٹین نے کہا "فی الحال اس کی یہی کوشش جاری رہے گی کہ باقی ماندہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بھی یہ علم ہمیشہ کے لیے چھین لے۔ وہ مجھے اور کوبرا کو اس علم سے محروم نہیں کرسکیں گے لیکن فرہاد ہمیں ختم کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔"

ایک افسر نے کہا "فی الحال ہمیں خاموش رہ کر ہر پہلو سے غور کرنا چاہیے۔ پتا نہیں بابا صاحب کے ادارے میں کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے صحیح سلامت رہ گئے ہیں۔"

"وہ تو قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی اس علم سے محروم کردیا ہے۔ وہاں صرف فرہاد' آمنہ اور چند طلبہ و طالبات ایسے ہیں جنہوں نے قدرتی طریقوں سے یہ علم حاصل کیا ہے۔"

"ہمیں ان کی قسموں اور ان کے بیانات پر بھروسا نہیں ہے۔ وہ اپنے لوگوں سے ٹیلی پیتھی کا علم چھین لینے کی حماقت نہیں کریں گے۔"

راسپوٹین نے کہا "ہمیں متحد ہو کر یہ پلاننگ کرنی چاہیے کہ ہم کس طرح فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی شہ رگ تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ حقیقت اٹل ہے کہ فرہاد کی زندگی ہماری موت ہے وہ زندہ رہے گا تو موت دبے پاؤں ہمارے پاس آتی رہے گی۔"

"تم ہم سے کس طرح اتحاد کرنا چاہتے ہو؟ ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ہمیں کیا فائدہ پہنچا سکتے ہو؟ یہ طے ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کے دوست بن کر نہیں رہ سکتے۔ اس لیے ہم ایک دوسرے سے دوستی کا جھوٹا دعویٰ نہیں کریں گے۔ ہمیشہ دور رہ کر ایک دوسرے کے کام آئیں گے۔"

راسپوٹین نے کہا "میں اپنی تمام توجہ صرف فرہاد پر مرکوز کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہے؟ اور کیسی حکمت عملی سے اسے موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔ آپ لوگوں سے صرف اتنا تعاون چاہتا ہوں کہ اس کا سراغ ملے' اس کی شہ رگ تک پہنچنے کا کوئی راستہ ملے تو مجھ سے فوراً رابطہ کریں۔"

"اس کا سراغ ملے گا تو ہم ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کریں گے۔ فوراً تمہیں مطلع کریں گے تم سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ فرہاد کے اور بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں ہمیں اہم معلومات فراہم کرتے رہو۔"

"آپ لوگوں کو میرا بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔ اچھا میں چلتا ہوں پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔"

وہ چلا گیا ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہیری جانسن نے اب تک ہم سے رابطہ نہیں کیا۔ پتا نہیں فرہاد کے ماتحتوں سے کہاں چھپتا پھر رہا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "وہ کہیں سے فون کے ذریعے مختصر سی گفتگو کرسکتا تھا۔ ہمارے جاسوس بھی فرہاد کے ماتحتوں کو تلاش کررہے ہیں لیکن اب تک کسی کو پہچاننے اور گرفتار کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔"

تیسرے افسر نے کہا "فرہاد اور اس کے ماتحتوں کو یہ معلوم ہوچکا ہے کہ وہ انڈر گراؤنڈ سیل ایری زونا کے علاقے میں ہے۔ یہ اندیشہ ہے کہ دشمن اس خفیہ سیل تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہم اس اہم پہلو کو نظر انداز کررہے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "ہم کل صبح انہیں وہاں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔"

"مناسب اس لیے ہے کہ نمبر سات کل تک باقی ساتوں کو اپنا معمول بنالے گا۔"

ایک نے کہا "اگر تنویمی عمل کرنے میں ایک گھنٹا صرف ہوتا ہے تو سات گھنٹوں میں ان سب پر یہ عمل ہوسکتا ہے۔ ہم دس گھنٹوں کے اندر ان سب کو وہاں سے نکال کر کسی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچا سکتے ہیں۔"

"آپ ابھی نمبر سات سے رابطہ کرکے اسے حکم دیں کہ فوراً ان سب کو اپنا معمول بنائے۔ ہمیں اس کام میں دیر نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ ای میل کے ذریعے رابطہ کرنے لگے۔ دوسری طرف ہیری اعصابی کمزوری کے باعث بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسے کہیں سے طبی امداد نہیں مل سکتی تھی۔

ایک اعلیٰ افسر نے پریشان ہو کر کہا "ہمارا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا کمپیوٹر اٹینڈ نہیں کررہا ہے۔"

دوسرے نے کہا "یہ تو تشویش کی بات ہے۔ کسی کو تو اٹینڈ کرنا چاہیے کیا وہاں سب سو رہے ہیں؟"

"سو رہے ہیں؟ یا وہاں موجود نہیں ہیں۔"

"ایک گھنٹا پہلے تو موجود تھے۔"

"ایک لمحے میں دنیا بدل جاتی ہے۔ ایک گھنٹے میں وہاں بہت کچھ ہوسکتا ہے۔"

انہوں نے چوتھے اعلیٰ افسر کو بلا کر کہا "تم ہمارے رازدار ہو۔ رازداری سے اس انڈر گراؤنڈ سیل میں جاؤ۔ معلوم کرو وہ آٹھوں ہم سے رابطہ کیوں نہیں کررہے ہیں۔"

وہ افسر وہاں سے ایک ہیلی کاپٹر میں روانہ ہوگیا۔ ایری زونا کے ایک ملٹری کیمپ میں پہنچ کر ہیلی کاپٹر سے اتر گیا۔ وہاں اس کے لیے ایک گاڑی تیار تھی۔ وہ اسے تنہا ڈرائیو کرتے ہوئے اس خفیہ مقام تک پہنچ گیا۔

اسے چور دروازہ کھولنے کے لیے مخصوص نمبروں کی ترتیب بتائی گئی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ ایک جگہ فرش پر ہیری بے ہوش دکھائی دے رہا تھا۔ وہ آٹھوں ٹیلی پیتھی جاننے والے نظر نہیں آئے۔ اس نے اپنے موبائل کے ذریعے اعلیٰ افسران سے رابطہ کیا پھر کہا "یہاں ہیری جانسن بے ہوش پڑا ہے۔ انڈر گراؤنڈ سیل ویران ہے۔ وہ آٹھوں یہاں سے جاچکے ہیں۔"

"اوہ گاڈ! وہ کہاں جاسکتے ہیں؟"

"فی الحال تو یہی کہا جاسکتا ہے۔ وہ جو بیچتے تھے دوائے دل' وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔"

○☆○

راسپوٹین ماسکو میں تھا۔ کرونا بھی وہیں تھی۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے پورے روس میں حکومت کرنے آئی تھی۔ وہاں اس نے پارس کی مدد سے بڑی کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ اس نے نیچ پال جیسے ذہین اور شاطر شخص کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں پر بھی حاوی ہورہی تھی۔ اس کے خواب پورے ہونے کا وقت آرہا تھا۔ وہ روس کی بے تاج ملکہ بننے والی تھی۔ ایسے وقت اینٹی ٹیلی پیتھی دوا دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا کباڑا کرنے لگی۔

کرونا بھی اس دوا کے زیر اثر آنے والی تھی۔ عین وقت پر راسپوٹین نے اسے بچالیا۔ اسے ماسکو سے سیکڑوں میل دور لے گیا۔ وہاں دوا کے اثرات نہیں تھے۔ اس کی ٹیلی پیتھی سلامت رہ گئی تھی لیکن اسے سلامت رکھنے والے راسپوٹین نے اپنے شکنجے میں کس کر اپنی معمولہ اور داشتہ بنالیا تھا۔

وہ روس پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے والی' اس کی کنیز بن کر رہ گئی تھی۔ وہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے حواس پر چھا گیا تھا۔ جب تک اس پر تنویمی عمل کا اثر رہتا۔ تب تک وہ اس سے نفرت بھی نہیں کرسکتی تھی اس سے نجات حاصل کرنے کا کوئی راستہ بھی نہیں ڈھونڈ سکتی تھی۔

راسپوٹین اچھی طرح جانتا تھا کہ کرونا بڑی تیز و طرار عورت ہے۔ اس پر کبھی بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ وہ چوبیس گھنٹے میں ایک بار کرونا کے اندر پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھتا رہتا تھا۔ فی الحال مطمئن ہو رہا تھا کہ ابھی وہ اس کے خلاف نہیں ہے اور اپنی ٹیلی پیتھی کی سلامتی سے بہت خوش ہے۔

اس نے کہا "بابا صاحب کے ادارے والے پھر کسی وقت دوا اسپرے کرسکتے ہیں۔ میں اندیشے میں مبتلا رہتی ہوں۔ اگرچہ یہ روس کا غیر آباد علاقہ ہے۔ شاید وہ اس طرف نہیں آئیں گے لیکن آبھی سکتے ہیں۔"

راسپوٹین نے کہا "میں تمہاری طرف سے فکرمند ہوں۔ سوچتا رہتا ہوں کہ تمہیں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے کس طرح محفوظ رکھوں؟"

"مجھے ایسی جگہ پہنچا دو جہاں وہ دشمن اسپرے کرنے والے نہ پہنچ سکیں۔ کیا دنیا میں ایسی جگہ نہیں ہے؟"

"ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔ جہاں انسان کے قدم نہ پہنچتے ہوں ویسے کئی گھنے جنگلات اور دلدلی مقامات ہیں جہاں رہائش ممکن نہیں ہے۔"

"میں اپنی ٹیلی پیتھی کی سلامتی کے لیے ایسی جگہ رہ جاؤں گی۔"

"دلدلی مقامات میں زہریلے سانپوں کی بہتات ہوتی ہے۔ گھنے جنگلات میں چیر پھاڑ کر کھا جانے والے درندے ہوتے ہیں۔ کیا تم ان سانپوں اور درندوں کے دماغوں میں جاکر انہیں قابو کرسکو گی؟"

"کوئی ایسا ملک تو ہوگا جہاں کبھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے

والا نہ گیا ہو۔"

"کوئی ایسا ملک نہیں ہے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہر ملک میں آتے جاتے رہتے ہیں البتہ ایشیا میں ایسے کئی ملک ہیں جہاں اب کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔"

کرونا نے کہا "میری معلومات کے مطابق پچھلے دو برسوں سے انڈیا میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہا ہے اور آئندہ بھی کوئی وہاں نہیں رہے گا۔ جب ہر جگہ اندیشے ہیں تو پھر میں انڈیا میں رہنا پسند کروں گی۔"

راسپوٹین سوچنے لگا پھر بولا "ہاں روس سے انڈیا زیادہ محفوظ ہے۔ میں کل صبح کی کسی پہلی فلائٹ سے سیٹ ریزرو کراتا ہوں۔ تم سفر کی تیاری کرو۔"

"کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے؟"

"ابھی تمہارے ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے۔ میں جب ضروری سمجھوں گا تمہارے پاس آجاؤں گا۔"

"میں وہاں تنہا رہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ سیر و تفریح میں وقت گزاروں گی پھر بھی بور ہوتی رہوں گی۔ کیا مجھے خیال خوانی کے ذریعے کسی اہم معاملے سے دلچسپی نہیں لینا چاہیے۔"

"میں نہیں چاہتا کہ تم خیال خوانی کے ذریعے فرہاد اور اس کے رشتے داروں سے چھیڑ چھاڑ کرو ان سے دور رہنے میں دانش مندی ہے۔ البتہ یہ معلوم کر سکتی ہو کہ الپا کہاں ہے؟ فی الحال وہ بھی سہمی ہوئی ہوگی اور خیال خوانی سے پرہیز کر رہی ہوگی۔"

"میں اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں جاتی رہوں گی۔ ان کے خیالات پڑھتے رہنے سے الپا کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے تمہاری مصروفیات کیا ہیں؟"

"میں اس کوشش میں ہوں کہ جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سلامت رہ گئے ہیں، انہیں دوست بناتا رہوں۔ میری پہلی کوشش یہ ہے کہ میں آٹھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کسی طرح دوست بنالوں۔ اس مقصد کے لیے میں نے امریکی آرمی افسران سے دوستی کی ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح ان کے ذریعے ان آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک ضرور پہنچوں گا۔"

اس وقت وہ کرونا کے دماغ میں بول رہا تھا۔ اچانک اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر پوچھا "کون ہے؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "میں بول رہی ہوں۔"

"اچھا۔ تو تم الپا ہو؟"

"کیا صرف الپا ہی ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟ میں کوئی اور نہیں ہو سکتی؟"

"میں پہیلی بوجھنے کا عادی نہیں ہوں۔ اپنا نام بتاؤ تم کون ہو؟"

وہ راسپوٹین کو اپنی باتوں سے الجھا رہی تھی۔ اس وقت کبریا بھی اس کے دماغ میں گھسا ہوا تھا۔ راسپوٹین بیک وقت دو خیال خوانی کرنے والوں کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس لیے کبریا بڑی خاموشی سے اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔

"مسٹر راسپوٹین میرا نام پوچھ کر کیا کرو گے۔ بس یہ سمجھ لو کہ تقدیر نے میرا بھی ساتھ دیا ہے اور میری ٹیلی پیتھی بھی محفوظ رہ گئی ہے۔"

"میری معلومات کے مطابق فی الوقت ہماری دنیا میں تین ٹیلی پیتھی جاننے والی عورتیں رہ گئی ہیں۔ ایک آمنہ فرہاد ہے۔ وہ روحانیت کی طرف مائل ہے۔ دنیاوی معاملات سے کنارہ کشی اختیار کر چکی ہے۔ دوسری الپا ہے اور تیسری کرونا ہے۔ اگر تم الپا نہیں ہو تو کرونا بھی نہیں ہو فوراً بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ورنہ میں سانس روک کر تمہیں بھگا دوں گا۔"

"میں یہ سوچ کر دوستی کرنے آئی ہوں کہ تم میرا نام اور پتا ٹھکانا نہیں پوچھو گے۔ تم میرے کام آؤ گے اور میں تمہارے کام آؤں گی۔"

"ٹھیک ہے ایسی دوستی ہو سکتی ہے۔ تم مجھے اپنے راز میں نہیں آنے دو گی۔ میں بھی تمہیں اپنے اندر آنے نہیں دوں گا۔ آئندہ اپنا کوئی آلۂ کار مقرر کرو ہم اس کے دماغ میں رہ کر باتیں کیا کریں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ کوئی آلۂ کار مقرر کرنے کے بعد تم سے رابطہ کروں گی۔ تم سانس روکنے کی زحمت نہ کرو میں جا رہی ہوں۔"

اعلیٰ بی بی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ کبریا بھی اس کے اندر سے نکل آیا۔ اس نے کہا "ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بیوی ہوتی ہے یا کوئی محبوبہ۔ ان سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں کوبرا کے دماغ میں گیا تھا۔ ایسے وقت تم بھی اس کے اندر پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھے پھر اس طرح ہم اس کی بیوی اینجی کے اندر پہنچ گئے۔ اسی طرح ابھی میں راسپوٹین کے چور خیالات پڑھ کر وہ مخصوص لب ولہجہ معلوم کر چکا ہوں۔ جس کے ذریعے وہ اپنی معمولہ کے دماغ میں جاتا ہے۔"

کبریا نے اعلیٰ بی بی کو وہ مخصوص لب ولہجہ بتایا۔ وہ اسے ذہن نشین کرتے ہی کرونا کے دماغ میں پہنچ گئی۔ راسپوٹین کرونا سے رخصت ہو چکا تھا۔ وہ تنہا تھی اور ہندوستان جانے کی تیاریاں کر رہی تھی۔

اعلیٰ بی بی اور کبریا ہمارے پاس آکر بتانے لگے کہ وہ اب تک کیا کرتے رہے ہیں۔ میں نے کہا "تم دونوں کی ابتدائی کارکردگی اچھی رہی ہے۔ کبریا اینجی کے دماغ میں جایا کرے گا اور اعلیٰ بی بی کرونا کے اندر رہ کر راسپوٹین کی مصروفیات معلوم کرتی رہے گی۔"

سونیا نے کہا "اتنا تو معلوم ہو چکا ہے کہ راسپوٹین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دوست بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

میں نے کہا "اور کوبرا یورپ میں وہاں انڈر ورلڈ میں حکمرانی کے ذرائع مضبوط کر رہا ہے۔"

کبریا نے پوچھا "پاپا اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

میں نے کہا "فی الحال ان کی مصروفیات پر نظر رکھو۔ ہمارا یہ اصول رہا ہے جب تک کوئی ہم سے دشمنی نہیں کرتا تب تک ہم اس کے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرتے صرف معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ بعد میں یہ معلومات ہمارے کام آتی ہیں۔"

سونیا نے کہا "تم دونوں کو امریکی اکابرین اور اسرائیلی اکابرین کے اندر جانا چاہیے۔"

کبریا نے کہا "میں امریکی اکابرین کے دماغوں میں جاؤں گا۔ ان کے ذریعے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "مجھے امریکی اکابرین کے پاس جانا چاہیے۔ میں پہلے بھی اس ملک میں رہ کر کام کر چکی ہوں۔ واشنگٹن اور نیویارک کے ایک ایک گلی کوچے سے واقف ہوں۔ پچھلے دنوں میں وہاں کے کئی آرمی افسران کے دماغوں میں جاتی رہی ہوں۔ مجھے مسٹر بلیک اور ہیری جانسن کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوتا رہا ہے چونکہ مجھے عملی طور پر وہاں کام کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس لیے میں معلومات حاصل کرنے پر اکتفا کرتی رہی۔"

سونیا نے کہا "تم تو بڑی پکی ہو پہلے سے جال بنتی رہتی ہو۔ ٹھیک ہے تم امریکی اکابرین کے پاس جاتی رہو۔"

کبریا نے کہا "مما جو مشکل اور پیچیدہ کام ہے وہ آپ اعلیٰ بی بی کو دے رہی ہیں۔ کیا یہ کام میں نہیں کر سکتا؟"

"بیٹے تم اسرائیل کو ایک چھوٹا سا ملک سمجھ رہے ہو۔ بے شک ملک چھوٹا ہے لیکن وہاں مشکلات زیادہ ہوں گی۔ الپا جیسی مکار عورت سے سابقہ پڑے گا۔ تب تمہیں پتا چلے گا کہ وہ لوہے کا چنا ہے اسے چبانے کی کوشش کرنے والوں کے دانت ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔"

میں نے کہا "ابھی تو تمہیں یہ معلوم کرنے کے لیے ایک عرصہ لگے گا کہ وہ کہاں ہے۔ فی الحال خاموش ہے یا رازداری سے کچھ کرتی پھر رہی ہے۔"

"پاپا آپ مجھے چیلنج کر رہے ہیں۔ میں چوبیس گھنٹے کے اندر الپا کو ڈھونڈ نکالوں گا۔"

"سوچے سمجھے بغیر دعویٰ نہ کیا کرو۔ تم الپا کے بارے میں ابھی کچھ جانتے نہیں ہو۔ وہ پارس جیسے شاطر کو بھی دھوکے دیتی رہی ہے۔"

کبریا نے کہا "آپ مجھے اس کا لب ولہجہ سنا دیں پھر دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔"

میں نے اسے الپا کا لب ولہجہ سنایا۔ اس نے دو چار بار سننے کے بعد اسے ذہن نشین کر لیا پھر میرے دماغ سے چلا گیا۔ وہ اور اعلیٰ بی بی میرے ساتھ والے کاٹیج میں تھے۔ وہ بہن بھائی وہاں رہ کر خیال خوانی کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے ہمیں اس کام سے چھٹی دے دی تھی۔ ہم آرام کر رہے تھے۔ وہ کام کر رہے تھے۔

اعلیٰ بی بی امریکی اکابرین کے اندر پہنچ رہی تھی۔ ان کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کر رہی تھی۔ فی الحال وہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی اور وہ تمام اکابرین ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔

اس سلسلے میں بڑی رازداری برتی گئی تھی۔ آرمی کے چار اعلیٰ افسران کے علاوہ ہیری جانسن یہ راز جانتا تھا ان چار اعلیٰ افسران میں سے ایک یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ اعلیٰ بی بی اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔

اس کے خیالات سے پتا چلا کہ ہیری جانسن اس انڈر گراؤنڈ سیل میں آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس یہ پلان بنا کر گیا تھا کہ ان آٹھوں کو اپنا معمول بنالے گا لیکن بازی پلٹ گئی تھی۔ وہ آٹھوں اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے اس انڈر گراؤنڈ سیل سے فرار ہو گئے تھے۔

اعلیٰ بی بی جس افسر کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ اس انڈر گراؤنڈ سیل میں گیا تھا۔ وہاں اس نے ہیری جانسن کو بے ہوشی کی حالت میں پایا تھا۔ اسے وہاں سے آرمی ہیڈ کوارٹر میں لا کر طبی امداد پہنچائی گئی تھی۔ اس نے ہوش میں آنے کے بعد بیان دیا تھا کہ وہ آٹھوں ٹیلی پیتھی جاننے والے باغی ہو گئے ہیں۔ پتا نہیں وہ فرار ہونے کے بعد کہاں چھپنے

گئے ہیں۔

وہ ان تینوں اعلیٰ افسران سے جھوٹ بول رہا تھا۔ چند گھنٹے بعد نمبر چھ نے ان اعلیٰ افسران سے رابطہ کیا اور کہا کہ ہیری جانسن تنویمی عمل کے ذریعے انہیں اپنا معمول اور محکوم بنانے آیا تھا لیکن وہ کامیاب نہیں ہوسکا۔ ان آٹھوں نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے اسے مرنے کے لیے وہاں چھوڑ دیا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر نے ہیری سے پوچھا "کیا تم خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو؟ ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنانا چاہتے تھے۔ وہ تم سے نجات حاصل کرکے وہاں سے گئے ہیں۔ اگر تم ایسی مکاری نہ کرتے تو وہ آٹھوں اب بھی ہمارے پاس ہوتے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے نمبر چھ سے پوچھا "تم سب کہاں بھٹک رہے ہو؟ تمہیں انڈر گراؤنڈ سیل سے نکل کر سیدھا ہمارے پاس آنا چاہیے تھا۔"

نمبر چھ نے کہا "ابھی ہم اپنے لیے محفوظ پناہ گاہ تلاش کررہے ہیں۔ کہیں ٹھکانا بنانے کے بعد آپ سے رابطہ کریں گے پھر موجودہ حالات پر گفتگو کریں گے۔"

دوسرے افسر نے کہا "یہ کیسی باتیں کررہے ہو؟ تمہیں کوئی محفوظ جگہ تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں تم آٹھوں کے لیے انتظامات ہوچکے ہیں۔"

"آپ لوگوں نے انڈر گراؤنڈ سیل جیسی مضبوط پناہ گاہ بنائی تھی۔ وہاں ہیری ہمیں ٹریپ کرنے کے لیے پہنچ گیا تھا۔ وہ نہ پہنچتا تو بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس پہنچ جاتے وہ جگہ ہمارے لیے غیر محفوظ ہوگئی تھی۔"

نمبر چار نے کہا "ہم اپنی سلامتی کے لیے آپ حضرات پر بھروسا نہیں کریں گے۔ ہم اپنے اپنے طور پر مختلف پناہ گاہوں کی طرف جارہے ہیں یوں آزادی حاصل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم باغی ہوگئے ہیں۔ ہم آپ کی طرح آزاد رہ کر اپنے ملک اور اپنی قوم کی خدمت کرتے رہیں گے۔ ہم جارہے ہیں پھر کسی وقت رابطہ کریں گے۔"

انہوں نے رابطہ ختم کردیا۔ ان اعلیٰ افسران نے جھنجلا کر ہیری جانسن سے کہا "کتے کے بچے! تیری حماقت کی وجہ سے وہ آٹھوں ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے۔ تونے اتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے کہ اب سزائے موت تیرا مقدر بن گئی۔"

انہوں نے ماتحتوں کو بلا کر حکم دیا کہ ہیری کو آہنی سلاخوں کے پیچھے قید رکھا جائے پھر وہ دوسرے تمام اکابرین سے رابطہ کرکے انہیں بتانے لگے کہ ان آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے فرار ہونے کے بعد وہ بالکل خالی ہاتھ ہو جائیں گے۔ اب ان کے پاس ایک بھی خیال خوانی کرنے والا نہیں رہے گا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ نمبر تھری میرا معمول تھا۔ میں نے اعلیٰ بی بی کو اس کے اندر پہنچا دیا تھا۔ وہ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ یہ معلوم ہورہا تھا کہ جب وہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس انڈر گراؤنڈ سیل سے باہر آئے تو ان کا ساتھی نمبر سات اعصابی کمزوری کے باعث بے ہوش ہوچکا تھا۔ ان میں سے دو ساتھی طبی امداد کے لیے اسے اسپتال لے گئے تھے۔ باقی پانچ ایک دوسرے سے رخصت ہو کر مختلف مقامات کی طرف چلے گئے تھے۔

انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ ایک دوسرے سے دور رہیں گے اور خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرتے رہیں گے۔ نمبر تھری شکاگو کی طرف گیا تھا وہ دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح یہ سوچ رہا تھا کہ امریکا سے دور کسی ایسے براعظم میں یا کسی جزیرے میں جانا چاہیے۔ جہاں وہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے محفوظ رہ سکے۔

اعلیٰ بی بی نے یہ تمام رپورٹ مجھے سنائی میں نے کہا "نمبر تھری ہماری مٹھی میں ہے۔ وہ دنیا کے جس حصے میں بھی جائے گا۔ ہم اسے ٹیلی پیتھی کے ساتھ محفوظ رہنے دیں گے۔ یہ اچھا نہیں ہوا کہ باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے ادھر ادھر جاکر روپوش ہورہے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں ہوسکے گا کہ وہ دنیا کے کس حصے میں پہنچے ہوئے ہیں۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "آپ تو جانتے ہی ہیں کوئی زیادہ عرصے تک روپوش نہیں رہ پاتا۔ کبھی نہ کبھی ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ میں نمبر تھری کے دماغ میں جارہی ہوں۔ اس کے ذریعے نمبر سات کے اندر پہنچوں گی وہ ہوش میں آگیا ہوگا۔ میں موقع پاکر اسے اپنا معمول بناؤں گی۔"

وہ پہلی بار کسی کو اپنا معمول بنانے کے لیے چلی گئی۔

○☆○

الپا قسمت کی دھنی تھی۔ اس کی ٹیلی پیتھی کا علم محفوظ رہ گیا تھا۔ پتا نہیں کیوں جناب تبریزی اس پر مہربان تھے جب بھی اس پر کوئی بڑی مصیبت آتی تھی تو وہ اسے تحفظ فراہم کرتے تھے۔ اس بار بھی وہ ان کی وجہ سے محفوظ رہی تھی۔

الپا نے پہلے بھی جناب تبریزی سے متاثر ہو کر یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ وہ اپنی خیال خوانی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچائے گی لیکن وہ اپنے یہودی مزاج کے مطابق گرگٹ کی

طرح رنگ بدل لیا کرتی تھی۔

اس بار وہ سنجیدہ تھی۔ معلوم ہوتا تھا سچ مچ بدل گئی ہے۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ کبھی کسی مسلمان کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ وہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے بچنے کے لیے اسرائیل سے فرار ہو کر پاکستان چلی آئی تھی۔ اس کی معلومات کے مطابق تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی سے محروم ہوگئے تھے۔ صرف کرونا، راسپوٹین اور زادکوم کوبرا یورپ میں رہ گئے تھے اور امریکا میں آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ تھے۔

اس کے حساب کے مطابق ایشیا میں کوئی نہیں تھا۔ لہٰذا یہ توقع نہیں تھی کہ دوا اسپرے کرنے والے ادھر آئیں گے اس لیے وہ عارضی طور پر رہائش کے لیے پاکستان کے شہر کراچی آگئی تھی۔

پھر اس کا دل کہتا تھا کہ جناب تبریزی اس کی خبر رکھتے ہیں۔ دوا اسپرے کرنے والوں کو اس کی طرف نہیں آنے دیں گے۔ وہ سمندر کے کنارے ایک عالی شان کوٹھی میں تھی وہاں آرام سے بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے اسرائیلی اکابرین سے رابطہ کیا کرتی تھی۔ وہ پوچھتے تھے "تم کہاں ہو؟"

"میں یہ کہتی تھی جہاں بھی ہوں پوری طرح محفوظ ہوں۔ آئندہ بالکل تنہا رہوں گی۔ کسی پر بھروسا نہیں کروں گی۔ یہ کوئی نہیں جان سکے گا کہ میں کہاں ہوں۔ آپ حضرات بھی کبھی مجھ سے ایسا سوال نہیں پوچھیں گے۔"

ایک حاکم نے کہا "اگر تم اسرائیل سے دور جاکر رہنے لگی ہو تو ہم سب خود کو یہاں تنہا اور بے یار و مددگار سمجھنے لگیں گے۔"

وہ بولی "میں اسرائیل میں ہی ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں بتاؤں گی۔ فی الحال یہ کہنے آئی ہوں کہ فلسطینی مسلمانوں کے خلاف تمام کارروائیاں بند کردو۔"

آرمی کے ایک افسر نے کہا "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ ہم سختیاں نہیں کریں گے تو یہ مسلمان سر چڑھتے رہیں گے۔ ہم یہودیوں کو ہلاک کرتے رہیں گے۔"

الپا نے کہا "جب ہم ان پر ظلم نہیں کریں گے تو وہ ہمارے لوگوں پر حملے نہیں کریں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ امن اور صلح جوئی سے فلسطین کی آزادی کا فیصلہ کیا جائے۔"

تمام اکابرین اس بات کی مخالفت کرنے لگے۔ آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "میڈم آپ جناب تبریزی سے بہت زیادہ متاثر ہوگئی ہیں۔ انہیں خوش کرنے کے لیے فلسطین کی آزادی کی بات کررہی ہیں۔ یہ ہماری سیاسی اور عسکری پالیسیوں کے خلاف ہے۔"

"سیاسی پالیسیاں تبدیل ہوسکتی ہیں۔ میں یہودی ہوں اپنی یہودی قوم کو نقصان نہیں پہنچنے دوں گی اور مسلمانوں سے بھی انصاف کروں گی۔ فی الحال میرے حکم کی فوراً تعمیل کرو۔ فلسطینیوں کے علاقے میں ایک بھی گولی نہیں چلنی چاہیے۔"

تمام اکابرین حیران پریشان ہورہے تھے۔ وہ پہلی بار یہودی سیاست کے خلاف بول رہی تھی۔ اس کا یہ حکم قابلِ قبول نہیں تھا لیکن وہ حکم عدولی نہیں کرسکتے تھے کیونکہ وہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی ایٹمی قوت سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔

انہوں نے عارضی طور پر فلسطینیوں کے خلاف کارروائی بند کردی لیکن تشویش میں مبتلا ہوکر سوچنے لگے کہ شاید جناب تبریزی الپا کا برین واش کرکے اسے مسلمان بناچکے ہیں۔ اسی وہ فلسطینیوں کی حمایت کررہی ہے۔ وہ سب پریشان ہوکر امریکی اکابرین سے اس سلسلے میں باتیں کرنے لگے۔

ایک امریکی افسر نے کہا "واقعی الپا کا برین واش کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ تو کٹر یہودی تھی۔ الپا کا یہ رویہ تم لوگوں کو بہت مہنگا پڑے گا۔"

دوسرے آرمی افسر نے کہا "ہم آپ کے لیے کیا کرسکتے ہیں؟"

"ہم چاہتے ہیں کہ الپا کے اس بدلے ہوئے رویے سے ہمیں نقصان نہ پہنچے ہم نے عارضی طور پر فلسطینیوں کے خلاف کارروائیاں بند کی ہیں۔ جب دوبارہ کارروائیاں شروع کریں گے تو میڈم ہمارے دماغوں کو نقصان پہنچاسکتی ہیں۔ ایسے وقت ہم چاہیں گے کہ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری حفاظت کریں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اگرچہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اہم معاملات میں مصروف ہیں پھر بھی تمہاری مدد کرنے کے لیے ہم کسی ایک خیال خوانی کرنے والے کو فارغ کریں گے۔"

امریکی افسران انہیں جھوٹی تسلیاں دے رہے تھے۔ یہ حقیقت نہیں بتاسکتے تھے کہ ان کے آٹھوں ٹیلی پیتھی جاننے والے انڈر گراؤنڈ سیل سے فرار ہوکر ان کے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔ اسرائیلی اکابرین الپا سے محروم ہورہے تھے اور امریکی اکابرین اپنے خیال خوانی کرنے والوں سے محروم ہوچکے تھے۔

دوسری صبح الپا کچھ بیمار ہوکر کمزوری محسوس کرنے لگی۔ اسے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کوئی دشمن اس کے لب ولہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ بیماری کے باوجود دماغی توانائی برقرار تھی لیکن یہ ڈر تھا کہ بیماری بڑھے گی تو وہ خیال خوانی کے قابل بھی نہیں رہے گی۔

وہ سوچنے لگی۔ کوبرا اور راسپوٹین سے بچنے کی یہی ایک صورت تھی کہ اس کا موجودہ لب ولہجہ اس کے ذہن سے مٹ جائے اور نئے لب ولہجے کے ساتھ دماغ لاک ہوجائے۔ ایسا صرف تنویمی عمل کے ذریعے ہوسکتا تھا۔

ایک زبردست اور تجربہ کار عامل تل ابیب میں تھا۔ اس کا نام بن یہودہ تھا وہ ہمیشہ سے الپا کا وفادار رہا تھا۔ ماضی میں اس کے کام آتا رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روکنا چاہتا تھا۔ الپا نے کہا "میں ہوں۔"

وہ خوش ہوکر بولا "میڈم آپ نے بہت عرصے بعد یاد کیا ہے۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آپ کی ٹیلی پیتھی سلامت ہے۔"

"میرے نصیب اچھے ہیں۔ میں خندق میں گرنے سے پہلے بچ جایا کرتی ہوں۔ اس وقت میں اپنے ملک سے بہت دور ہوں اور تمہاری ضرورت محسوس کررہی ہوں۔"

"میں آپ کا خادم ہوں۔ آپ جہاں حکم دیں گی وہاں چلا آؤں گا۔"

"میں ابھی کسی پہلی فلائٹ میں تمہاری سیٹ ریزرو کرا رہی ہوں تم سفر کی تیاری کرو۔"

"مجھے کہاں آنا ہوگا؟"

"میں اپنے سائے کو بھی نہیں بتاتی کہ میں کہاں ہوں۔ تم اسرائیل سے ہانگ کانگ تک جانے کا سفر کروگے میں جہاں مناسب سمجھوں گی۔ وہاں تمہارا سفر ملتوی کرادوں گی اور تمہیں اپنے پاس بلالوں گی۔"

وہ اس کے حکم کے مطابق سفر کی تیاری کرنے لگا۔ وہ ایک قد آور پہلوان تھا۔ اس کی آواز میں بڑی گھن گرج تھی۔ جب وہ کسی پر عمل کرتا تھا تو اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ ہوجاتی تھیں۔ الپا کو اس پر بھروسا تھا۔ وہ اکثر مشکل وقتوں میں اس کے کام آتا رہا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ایک انٹرنیشنل فلائٹ میں اس کے لیے سیٹ ریزرو کرانے لگی۔

امریکا میں تمام اکابرین کی خفیہ میٹنگ جاری تھی۔ یہ مسئلہ درپیش تھا کہ بابا صاحب کا ادارہ فرانس کے ایک چھوٹے سے حصے میں ہے۔ پہلے وہ ایک فولادی قلعہ تھا۔ اب ایک فولادی ملک کی حیثیت سے ابھر رہا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک نے اور سپرپاور امریکا نے اس ادارے کے خلاف ایک طرح سے جنگ چھیڑدی تھی۔ میرے اور سونیا کے علاوہ جناب عبداللہ واسطی اور ادارے کے کئی اہم افراد پر زمین تنگ کردی تھی۔ ہم سب کو فضا میں ہی نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔

بڑی ٹھوس پلاننگ کے باوجود وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوسکے۔ ہم سب صحیح سلامت رہے۔ اس کے بعد ہم نے تمام ممالک کی ٹرانسفارمر مشین تباہ کردی۔ اس کے نقشے جلادیے اور ان کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خیال خوانی سے محروم کردیا۔

انہوں نے ہمارے خلاف جو جنگ چھیڑی تھی۔ اس میں بری طرح شکست کھائی تھی۔ سب سے زیادہ توہین اور شرمندگی کی بات یہ تھی کہ ہمارا کوئی ملک نہیں تھا۔ صرف ایک ادارہ تھا ہمارے پاس لڑاکا طیارے اور ایٹم بم نہیں تھے۔ ہم نے صرف ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کیا تھا۔ ٹیلی پیتھی کے یہ ہتھیار ان کے پاس بھی تھے لیکن یہ ایسا ہتھیار ہے۔ جسے استعمال کرنے کے لیے ذہانت اور حاضر دماغی کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم نے اپنی ذہانت سے بہت پہلے ہی دشمنوں کی ٹیلی پیتھی کا توڑ کرلیا تھا۔ ان سب سے یہ ہتھیار چھین لیے تھے۔

اب وہ شکست کھانے کے بعد اس بات پر تلملا رہے تھے کہ امریکا جیسی سپرپاور کو شکست ہوئی ہے۔ دوسرے بڑے ممالک بھی بری طرح مات کھاچکے ہیں۔ اگر بابا صاحب کے ادارے کا وجود باقی رہے گا تو سپرپاور اور تمام بڑے ممالک اس کے زیراثر رہنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ابھی ہمیں پتا چلا ہے کہ جناب تبریزی نے الپا کو تحفظ فراہم کیا تھا۔ اس سے پہلے بھی وہ ایسا کرچکے ہیں۔ اسرائیل میں الپا کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ وہ وہاں کی بے تاج ملکہ ہے۔ جناب تبریزی اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے مسلمان بنارہے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "ان کے عزائم سے پتا چلتا ہے کہ وہ ہمارے خلاف بھی ایسی ہی کارروائی کریں گے۔ ہمارے اہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو موقع پاکر یا تو ختم کردیں گے یا پھر انہیں مسلمان بناکر ہمارے خلاف ان سے کام لیں گے۔"

ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "انہوں نے چین میں بھی ایک ہی اسلامی ادارہ قائم کیا تھا۔ اس ادارے میں تعلیم حاصل

کرنے والے چینی باشندے اسلام قبول کرتے جارہے تھے۔ اگر چینی حکام اس ادارے کو بند نہ کراتے تو وہاں اسلام تیزی سے پھیلتا چلا جاتا۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ لوگ ٹیلی پیتھی کے ذریعے دماغوں میں گھس کر زبردستی اسلام قبول کرا رہے ہیں۔ ہمیں ان کی اسلامی تحریک کے خلاف عالمی سطح پر کارروائیاں کرنی چاہئیں۔"

"ہمیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اسلام محبت کرنے والے انسانوں کا نہیں دہشت گردوں کا مذہب ہے۔"

"اور ہمیں حکومت فرانس سے احتجاج کرنا چاہیے۔ یہ بابا صاحب کا ادارہ ان کے ملک میں ہے۔ چین کی طرح فرانس کو بھی وہ ادارہ بند کردینا چاہیے۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "فرانس میں اس ادارے کو بند کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ ادارہ پچھلے بیس بائیس برسوں سے اپنی جڑیں مضبوط کرچکا ہے۔ اس سلسلے میں صرف فرانس کو نہیں تمام بڑے ممالک کو اس کے خلاف ٹھوس اور نتیجہ خیز کارروائی کرنی چاہیے۔"

اعلیٰ بی بی نے آکر مجھے بتایا کہ امریکی اکابرین کی کانفرنس میں اسلام اور بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کسی بہت بڑی کارروائی کا منصوبہ بنایا جارہا ہے۔

مجھے اندازہ تھا کہ وہ تمام ممالک ٹیلی پیتھی سے خالی ہونے کے بعد ہم سے سیاسی جنگ لڑیں گے۔ یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اسلام کے خلاف محاذ آرائی شروع کریں گے۔

دوسرے دن امریکا، روس، برطانیہ، فرانس اور جرمنی کی ایک مشترکہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ وہاں سب ہی اس ایک بات پر متفق ہوتے رہے کہ ہم اسلامی اداروں کی آڑ میں زبردستی اسلام پھیلا رہے ہیں۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی دماغوں میں گھس کر غیر مسلموں کو مسلمان بنارہے ہیں۔

اس کانفرنس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ اسلام کو دہشت گردوں کا مذہب قرار دیا جائے۔

تمام دنیا میں پبلسٹی اور پروپیگنڈا کے مضبوط ذرائع امریکا کے پاس تھے۔ وہ ان ذرائع سے جھوٹ کو بڑی حد تک سچ ثابت کردیتا تھا۔ برطانیہ کے ایک آرمی افسر نے کہا "یہودیوں کے بعد مسلمانوں کے دشمن نمبرون ہندو ہیں۔ ہم ہندوستان کو فوجی اور مالی امداد دیں گے تو وہ ہمارے منصوبوں کے مطابق مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے دن رات اپنے چینلز سے گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختے رہیں گے۔

وہ سب سرجوڑ کر سوچنے لگے کہ ہم پر کس طرح اور کتنے پہلوؤں سے دہشت گردی کے الزامات عائد کیے جاسکتے ہیں۔

میں نے جناب تبریزی سے رابطہ کیا۔ انہیں تمام ممالک کی مشترکہ کانفرنس کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے کہا "کچھ عرصہ پہلے بھی فرانس کے حکام نے ہمارے اس ادارے کو اپنی زمین سے مٹادینا چاہا تھا اور وہ ناکام رہے تھے۔ اب ہمارے خلاف تمام بڑے ممالک متحد ہورہے ہیں۔ آئندہ ہمیں بڑے سخت آزمائشی مراحل سے گزرنا ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ اب تم جاؤ۔"

میں دماغی طور پر اپنی جگہ واپس آگیا۔

کبریا الپا کو تلاش کررہا تھا۔ اس نے پارس سے اس کا لب ولہجہ معلوم کیا تھا پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے مخاطب کیا تھا لیکن بار بار مخاطب کرنے کے باوجود وہ سانس روکتی رہی تھی۔

وہ چاہتی تو کبریا سے دو چار باتیں کرسکتی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ پارس کا چھوٹا بھائی اس کے پاس آنا چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ فی الحال محتاط رہنا چاہتی تھی۔ اسی لیے کسی کو اپنے دماغ میں ایک لمحے کے لیے بھی جگہ دینا نہیں چاہتی تھی۔

کبریا اس کے اس رویّے سے پریشان ہوگیا۔ اگر چند سیکنڈ کے لیے بھی اس کے دماغ میں رہنے کا موقع ملتا تو وہ کم از کم یہ تو معلوم کرلیتا کہ وہ کس مکان میں ہے۔ اس مکان کے فرنیچر اور ڈیکوریشن سے اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ وہ کس ملک میں ہے۔

اسے الپا کا معمولی سا سراغ بھی نہیں مل رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا "پاپا! اس نے تو خود کو کسی لوہے کے خول میں بند کرلیا ہے۔ اس کے پاس پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے۔ وہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی اپنے اندر رہنے نہیں دیتی ہے۔ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر مجھے بھگادیتی ہے۔"

میں نے کہا "وہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا انجام دیکھ کر سہمی ہوئی ہے۔ ایک سیکنڈ کے لیے کسی کو اپنے اندر آنے نہیں دے گی۔ اسی لیے کہا تھا اسے ڈھونڈ نکالنے کا دعویٰ نہ کرو۔"

"مجھے اپنے دعوے کے مطابق کچھ کر دکھانا ہے۔ آپ نے مجھے چوبیس گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ ابھی صرف دو گھنٹے گزرے ہیں۔ میں بائیس گھنٹوں میں ضرور اس کے پاس پہنچوں گا۔"

وہ چلا گیا اور اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں جھانکنے لگا۔

ان سب کے خیالات سے پتا چل رہا تھا کہ وہ بھی الپا کے سلسلے میں بہت پریشان ہیں۔ یہ پتا نہیں چل رہا ہے کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے۔ اسرائیلی جاسوس اس بات کا کھوج لگا رہے ہیں کہ جب اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی جا رہی تھی تو اس روز وہ کس فلائٹ سے فرار ہوئی تھی۔ کبریا ان سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچنے لگا۔ وہ تمام سراغ رساں یہ سمجھ رہے تھے کہ الپا نے اس روز خیال خوانی کے ذریعے سیٹ ریزرو کرائی ہوگی اور ایسا کرنے کے لیے اس نے کسی کی سیٹ کینسل کرائی ہوگی۔

وہ تمام ائرویز کمپنیوں کے ایجنٹوں کے دماغوں میں جھانکنے لگے۔ کبریا بھی یہی کر رہا تھا۔ ان میں سے ہی کسی ایجنٹ نے الپا سے سحرزدہ ہو کر وہ سیٹ اس کے لیے ریزرو کی ہوگی۔ بڑی چھان بین کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ایک امریکی طیارے سے جاپان کی طرف گئی تھی۔ اس سفر کے دوران وہ جہاز جدہ اور بنکاک میں ایندھن کے لیے رکنے والا تھا۔

الپا نے جس ایجنٹ کو سحرزدہ کر کے وہ سیٹ حاصل کی تھی۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ پہلے وہ سیٹ کسی میڈم روزا کے نام ریزرو تھی۔ بعد میں وہ میڈم عالیہ کے نام ہوگئی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ الپا نے میڈم عالیہ کے نام سے سفر کیا ہے۔

اس فلائٹ کے مطابق وہ جدہ' بنکاک' یا ٹوکیو گئی تھی۔ کبریا اور دوسرے یہودی جاسوس یہ معلوم کرنے لگے کہ وہ کس شہر میں گئی ہے؟ پتا چلا اس نے بنکاک میں سفر ملتوی کر دیا تھا۔

وہ سب سوچنے لگے۔ الپا نے بنکاک پہنچ کر اپنا نام تبدیل کیا ہوگا۔ میڈم عالیہ کی جگہ کوئی دوسرا نام اختیار کیا ہوگا اگر وہ بنکاک میں رہ گئی تھی تو اسے تلاش کرنا مشکل تھا۔ انہوں نے فرض کیا کہ وہ بنکاک سے کسی دوسرے شہر یا کسی دوسرے ملک میں گئی ہے۔ انہوں نے پھر وہاں کی تمام ائرویز کمپنیوں میں جا کر معلومات حاصل کرنی شروع کیں۔ وہاں متعلقہ افراد کے دماغوں میں جھانکنے لگے۔

ایک ائرویز کمپنی کے ایجنٹ کی سوچ نے بتایا کہ فرانس جانے والی ایک فلائٹ میں کوئی سیٹ خالی نہیں تھی لیکن اچانک ایک شخص نے اپنی سیٹ منسوخ کرا دی تھی۔ اس کی جگہ ایک میڈم عالیہ نے وہ سیٹ حاصل کی تھی۔ یوں پتا چلا کہ الپا نے اپنا نام تبدیل نہیں کیا ہے۔ وہ فرانس جانے والی اس فلائٹ سے پاکستان کے شہر کراچی تک گئی تھی۔

دوسری طرف الپا کراچی پہنچنے کے بعد بڑے آرام سے تھی اور بڑی خاموشی سے خیال خوانی کے ذریعے اکابرین کے دماغوں میں جاتی آتی رہتی تھی۔ ان میں ایسے آرمی افسران تھے جو یوگا کے ماہر تھے۔ الپا کو اپنے دماغوں میں نہیں آنے دیتے تھے۔ اس نے دوسرے اکابرین سے کہا "ان یوگا جاننے والوں کو سمجھاؤ۔ مجھے اپنے دماغوں میں آنے دیں وہ مجھ سے کیوں کترا رہے ہیں؟"

ان اکابرین نے کہا "میڈم! آپ برا نہ مانیں آپ فلسطینی مجاہدین کی حمایت کر رہی ہیں۔ آپ کی باتوں سے اور حرکتوں سے صاف پتا چلتا ہے کہ آپ جناب تبریزی کے زیر اثر آچکی ہیں۔ شاید اسلام قبول کر چکی ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "ہم مجبور ہیں۔ آپ سے شکایت نہیں کر سکتے۔ آپ کے خلاف کچھ بول نہیں سکتے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو آپ ہمیں دماغی مریض بنا دیں گی۔ یوگا جاننے والے خوش نصیب ہیں۔ آپ کے قہر و غضب سے محفوظ ہیں۔"

الپا نے کہا "آپ حضرات میرے بارے میں غلط رائے قائم کر رہے ہیں۔ میں نے اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ میں پیدائشی یہودی ہوں اور یہودی رہوں گی۔ یہ الگ بات ہے کہ اب کبھی مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی نہیں کروں گی۔"

ایک افسر نے پوچھا "مسلمان ہمیں نقصان پہنچاتے رہیں گے۔ تب بھی آپ ان کی حمایت کرتی رہیں گی؟"

"یہودی ہوں یا مسلمان ہوں۔ میں کسی کی اندھی حمایت نہیں کروں گی۔ دونوں کے چور خیالات پڑھ کے معلوم کروں گی کہ کون سازش کر رہا ہے؟ کس نے فساد کی ابتدا کی ہے؟ جس کی غلطی ہوگی اسے غلطی سے باز آنے کو کہوں گی۔ وہ باز نہیں آئے گا تو اسے سزا دوں گی۔"

الپا ان اکابرین سے گفتگو کر کے یہ اچھی طرح معلوم کر چکی تھی کہ وہ لوگ اب اس پر بھروسا نہیں کر رہے ہیں۔ وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ وہ اپنی خیال خوانی کے ذریعے دوسرے تمام معاملات میں انہیں فائدہ پہنچائے گی لیکن مسلمانوں کے معاملات میں ان کی اندھی حمایت نہیں کرے گی۔ ایسے وقت وہ انصاف کے تقاضے پورے کرے گی۔

الپا سمجھ رہی تھی کہ یوگا جاننے والے آرمی افسران ضرور اس کے خلاف سوچ رہے ہوں گے اور اس کے خلاف منصوبے بنا رہے ہوں گے۔

وہ دوسرے آرمی افسران کے ذریعے ان یوگا جاننے والے افسروں کے پیچھے پڑ گئی۔ ان کی مصروفیات کے بارے میں معلوم کرنے لگی پھر اس نے موقع پا کر دو یوگا جاننے والوں

ان کے اندر پہنچ کر باقی چھپنے والے افسران کا پتا ٹھکانا معلوم کیا پھر دوسرے افسران کو آلۂ کار بنا کر ان تمام چھپنے والوں کو بھی اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کر دیا۔ کو ذہنی کر دیا۔

تب ان کے چور خیالات سے یہ اہم بات معلوم ہوئی کہ ان کے چند خاص جاسوس ائرویز کمپنیوں میں جا کر یہ معلوم کر رہے ہیں کہ وہ کس فلائٹ سے کس ملک کے کس شہر میں گئی ہے؟

وہ تمام یہودی جاسوس ٹیلی فون، فیکس اور ای میل کے ذریعے ان افسران سے رابطہ رکھتے تھے۔

الپا نے ان افسران کو ٹیلی فون کے ذریعے ان سراغ رسانوں سے باتیں کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح وہ ان کے بھی دماغوں میں پہنچ گئی۔

وہ تین جاسوس تھے۔ وہ بڑی چالاکی سے اس کا سراغ لگاتے ہوئے کراچی پہنچ گئے تھے۔ ان تینوں نے تین مختلف ہوٹلوں میں قیام کیا تھا اور اس شہر میں میڈم عالیہ کو تلاش کر رہے تھے۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ایک چوتھا جاسوس بھی اس کی تلاش میں ہے اور اس کا نام کبریا ہے۔

کبریا ان تینوں سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ پیرس کے اسی کاٹیج میں تھا اور وہ تینوں جاسوس جسمانی طور پر کراچی میں پہنچے ہوئے تھے۔

الپا نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو بھی کراچی میں اس کی موجودگی کا علم ہو۔ اس نے ان سراغ رسانوں کے دماغوں پر قبضہ جما کر ان افسران سے رابطہ کیا۔ انہوں نے الپا کی مرضی کے مطابق کہا "سر! ہم غلط ٹریک پر آگئے ہیں۔ الپا کراچی میں نہیں ہے وہ کسی دوسرے ملک میں ہے اور ہمیں یہاں بھٹکا رہی ہے۔"

کبریا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ ان سراغ رسانوں کے اندر رہ کر یہ سمجھ رہا تھا کہ الپا انہیں اپنا آلۂ کار بنا رہی ہے۔

کبریا نے بھی ایک جاسوس کو اپنا آلۂ کار بنا کر کہا "میڈم! میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں کہ آپ ہمیں ہماری مرضی کے خلاف ان افسران سے باتیں کرنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ میں چاہتا ہوں اسرائیل واپس نہ جاؤں آپ کی خدمت کروں۔ آپ میرے چور خیالات پڑھیں۔ اگر میں نیک نیتی سے یہ چاہتا ہوں تو آپ مجھے اپنا غلام بنا لیں۔"

الپا کو وفادار ماتحتوں کی ضرورت تھی اور وہ تینوں جاسوس بہت ہی تربیت یافتہ اور تجربہ کار تھے۔ اس کے بہت کام آسکتے تھے۔ اس نے باری باری ان تینوں کے چور خیالات پڑھے پھر ان پر یکے بعد دیگرے تنویمی عمل کیا اور انہیں اپنا معمول بنا لیا۔

ایسے وقت کبریا ان تینوں کے دماغوں میں موجود رہا تھا۔ الپا نے جس مخصوص لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا تھا۔ وہ لب و لہجہ اسے معلوم ہو چکا تھا۔ وہ آئندہ ان تینوں کے اندر رہ کر الپا کی مصروفیات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا۔

اس نے سونیا کے پاس آکر کہا "مما! مجھے پاپا نے کہا تھا۔ الپا بہت چالاک ہے۔ بہت گہری ہے۔ وہ جہاں بھی چھپی ہوئی ہے۔ میں وہاں تک نہیں پہنچ سکوں گا۔ انہوں نے مجھے چوبیس گھنٹوں کا ٹائم دیا تھا۔ اب میں پاپا سے کہتا ہوں وہ گھڑی دیکھیں میں نے بیس گھنٹوں کے اندر الپا کا سراغ لگا لیا ہے۔"

سونیا نے مجھ سے کہا "سن رہے ہیں آپ؟ آپ تو ہمیشہ اپنی بیٹی کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ اب میرے بیٹے کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

میں نے کہا "بھئی تمہارے بیٹے نے کمال کیا ہے۔ تعریف تو کرنی ہوگی لیکن دیکھ لینا میری بیٹی اس سے بھی بڑا کارنامہ انجام دے کر آئے گی۔"

"کوئی ضروری ہے کہ میرے بیٹے کی تعریفیں ہو رہی ہوں تو آپ اپنی بیٹی کی تعریف شروع کر دیں۔"

کبریا نے کہا "آپ دونوں نے ہم بہن بھائی کو آپس میں بانٹ لیا ہے۔ آپ مجھے اپنا بیٹا کہتی ہیں اور پاپا اعلیٰ بی بی کو اپنی بیٹی کہتے ہیں پھر ایسے لڑتے ہیں جیسے میں پاپا کا سوتیلا بیٹا ہوں اور اعلیٰ بی بی آپ کی سوتیلی بیٹی ہے۔"

ہم دونوں ہنسنے لگے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "دراصل مما مجھ سے جلتی ہیں۔ میں نے بارہ برس کی عمر میں ایسے کارنامے انجام دیے تھے کہ مما کبھی اس کی توقع کر ہی نہیں سکتی تھیں۔ یہ تو بارہ برس کی عمر میں فیڈر سے دودھ پیتی ہوں گی۔"

سونیا نے کہا "چپ رہ چڑیل! تجھے کیا پتا میں نے بارہ چودہ برس کی عمر میں کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں؟ زہریلے حالات کی آگ میں جل کر کندن بنتی رہی ہوں۔ آج کندن نہ بنتی تو تجھے وراثت میں غیر معمولی صلاحیتیں حاصل نہ ہوتیں۔"

میں نے کہا "میری بیٹی تمہیں چھیڑ رہی ہے۔ تم اتنی سنجیدہ کیوں ہوگئیں؟ ہمارے دونوں بچوں نے صرف تمہاری ہی نہیں میری بھی غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کی ہیں۔ ہاں تو اعلیٰ بی بی تم اپنی رپورٹ پیش کرو۔"

وہ بولی "ابھی تو میں جا رہی ہوں۔ خیال خوانی میں مصروف رہوں گی پھر آکر بتاؤں گی کہ میں نے کتنی بڑی کامیابی

حاصل کی ہے۔"

وہ میرے دماغ سے چلی گئی۔

○☆○

کرونا طیارے میں سفر کر رہی تھی۔ راسپوٹین نے فیصلہ کیا تھا کہ اسے انڈیا میں رہنا چاہیے۔ اس ملک میں پچھلے کئی برسوں سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہا تھا۔ یہ اندیشہ نہیں تھا کہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے والے وہاں جائیں گے۔ اگر گئے بھی تو ہندوستان کے دور افتادہ حصوں میں نہیں جائیں گے۔ اس اندازے کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ ہندوستان کے انتہائی جنوبی حصے میں سری لنکا کے قریب جا کر رہے گی۔

وہ اسرائیلی انٹیلی جنس میں رہ چکی تھی۔ ٹریننگ کے دوران میں کئی زبانیں سیکھتی رہی تھی۔ اس نے ہندی زبان بھی سیکھی تھی۔ وہاں کی تہذیب اور ثقافت کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا تھا۔ بڑے سلیقے سے ساڑی بھی پہننا جانتی تھی۔ اسی لیے راسپوٹین نے اسے انڈیا جانے کی اجازت دی تھی۔ وہاں وہ ایک ہندوستانی عورت بن کر رہ سکتی تھی۔

وہ طیارے میں سفر کے دوران جنوبی ہندوستان کا نقشہ دیکھتی رہی ان علاقوں سے تعلق رکھنے والی گائیڈ بکس پڑھتی رہی پھر اس نے طے کیا کہ وہ جنوبی ہند کے سب سے آخری شہر کنیا کماری میں رہائش اختیار کرے گی۔

سیاحوں کے لیے کنیا کماری کے ساحلی علاقوں میں بڑی دلچسپیاں تھیں۔ یہ شہر تین بڑے سمندروں کے سنگم پر ہے مغرب میں بحیرہ عرب، جنوب میں بحرہ ہند اور مشرق میں بے آف بنگال ہے۔ یہاں کا طلوع آفتاب قابل دید ہوتا ہے۔ طلوع آفتاب کا منظر آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ ذہن میں تازگی پیدا کرتا ہے دیکھنے والوں کو سحر زدہ کر دیتا ہے۔ اس کا نظارہ کرنے والے منہ اندھیرے بیدار ہو کر ساحل سمندر پر آجاتے ہیں۔ لوگ اپنے گھروں کی اور ہوٹلوں کی چھتوں پر چڑھ کر اس کا نظارہ کرتے ہیں۔

کرونا نے کنیا کماری کے متعلق بہت کچھ سنا تھا اور پڑھا تھا۔ وہ ممبئی پہنچنے تک فیصلہ کر چکی تھی کہ اسی ساحلی شہر میں جا کر رہنا ہے۔ راسپوٹین نے کہا "میں تمہارے ارادوں کو سمجھ رہا ہوں۔ وہ دور افتادہ ساحلی علاقہ تمہارے لیے مناسب رہے گا۔ وہاں تمہیں رہنے کے لیے کاٹیج بھی مل جائے گا لیکن ایک پرابلم ہے۔"

"پرابلم کیسا ہی ہو۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے حل کرلیں گے۔"

"تم خوب صورت ہو جوان ہو۔ وہاں تنہا رہو گی تو لوگ تجسس میں مبتلا ہوں گے۔ پولیس اور انٹیلی جنس والے تمہارے بارے میں چھان بین کریں گے۔"

وہ بولی "ہاں یہ تو ہوگا۔ اگر میں دو چار عورتوں کو ملازمہ بنا کر رکھ لوں تو؟"

"پھر بھی تجسس رہے گا۔ عورت باپ بھائی کے ساتھ رہتی ہے یا پھر شوہر کے ساتھ۔ اس کے ساتھ ایک مرد ضروری ہوتا ہے۔ تب ہی وہ شکوک و شبہات سے بالاتر رہتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے کسی بوڑھے کو باپ بنالوں گی اور کسی نوجوان کو شوہر۔ وہ شوہر ہاتھی کا دانت ہوگا دکھانے کے لیے۔ کھانے کے لیے نہیں ہوگا۔"

ممبئی انٹرنیشنل ائرپورٹ ہے۔ یہاں دنیا کے تمام ممالک کے باشندے آتے ہیں۔ ان میں سیاحوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ ان سیاحوں کو اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے وہاں بہت سے گائیڈ موجود رہتے ہیں۔ اسے بھی تین گائیڈز نے گھیر لیا۔ ان میں سے ایک بوڑھا تھا اور دو نوجوان تھے۔ کرونا نے کہا "گائیڈ ایک ہوتا ہے۔ تم تین ہو فیصلہ کرو۔ تم میں سے کون میرا گائیڈ بنے گا؟"

ان میں سے ایک نے کہا "پہلے میں میڈم کے پاس آیا تھا۔"

دوسرے نے کہا "میڈم کو پہلے میں نے مخاطب کیا تھا۔"

تیسرے نے کہا "میں تو میڈم کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔"

کرونا نے ایک خوب رو جوان سے کہا "میں تمہاری خدمات حاصل کروں گی۔"

دوسرا نوجوان چلا گیا۔ بوڑھے نے مایوس ہو کر کہا "میڈم! تم بہت خوب صورت ہو تمہیں دیکھتے ہی میں نے دوسرے سیاحوں کو چھوڑ دیا۔ تمہارے پیچھے چلا آیا۔ آہ تم مجھے مایوس کر رہی ہو۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں تمہیں مایوس نہیں کروں گی۔ تم بھی میرے گائیڈ بن کر رہو گے لیکن میں اس شہر میں نہیں رہوں گی۔ مجھے بہت دور جانا ہے۔"

بوڑھے نے کہا "میرا نام کملیش پوری ہے۔ تم ہندوستان کے جس شہر، جس گاؤں میں جاؤ گی میں تمہارے اخراجات پر جاؤں گا۔"

نوجوان نے کہا "میرا نام ارمان علی ہے۔ میں بھی روزی کی خاطر آپ کے ساتھ کہیں بھی جا سکتا ہوں۔"

"میں یہاں سے بہت دور کنیا کماری جاؤں گی۔ وہاں کم

از کم ایک ماہ تک رہوں گی۔ کیا اتنے عرصے تک میرے ساتھ رہو گے؟"

"ایک ماہ تو کیا ایک سال تک رہ سکتا ہوں۔"

کملیش پوری نے کہا "میں تو ساری زندگی ساتھ رہ سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے کسی ڈومیسٹک فلائٹ میں تین سیٹیں حاصل کرو۔"

ارمان نے کہا "اگر آپ ایڈوانس پے منٹ کریں گی۔ تو میں یہاں اپنے گھر والوں کو رقم دے کر اطمینان سے آپ کے ساتھ رہوں گا۔"

وہ بولی "میرے پاس ڈالرز ہیں۔ آؤ پہلے کرنسی تبدیل کروں گی پھر ایڈوانس کے طور پر تم دونوں کو دس دس ہزار دوں گی۔"

اس نے کرنسی تبدیل کرنے کے بعد ان کی توقع سے زیادہ انہیں رقم دی۔ ایک ڈومیسٹک فلائٹ میں تین سیٹیں حاصل کیں پھر ان دونوں سے کہا۔

"اپنے گھر والوں کو رقم دے کر واپس ائرپورٹ آجاؤ۔ میں یہاں انتظار کروں گی۔"

وہ دونوں اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔ کرونا ان کے خیالات پڑھنے لگی۔ دونوں ہی یہ سوچ رہے تھے کہ ایک بے وقوف عورت ملی ہے۔ ہمارا پتا ٹھکانا نہیں پوچھا اور ہمیں اتنی بڑی رقم دے دی۔ ارمان علی سوچ رہا تھا "بڑی دل والی عورت ہے۔ مجھے دھوکا نہیں دینا ہے۔ ساتھ رہوں گا تو زیادہ سے زیادہ رقم حاصل ہوتی رہے گی۔"

بوڑھا سوچ رہا تھا "بہت خوب صورت ہے کم بخت جوانی میں نہیں ملی۔ ویسے میں کون سا بوڑھا ہو گیا ہوں؟"

کرونا نے اس کی سوچ میں کہا "مگر جوان بھی نہیں ہو۔ اس کا باپ بن کر رہ سکتا ہوں۔"

اس نے پریشان ہو کر سوچا "یہ میں کیا سوچ رہا ہوں؟ ایسی بھرپور جوان عورت کا باپ بن کر کیوں رہوں گا کیا میں پاگل ہوں؟ مجھے تو کبھی تنہائی میں مل جائے تو اس سے لپٹ جاؤں گا۔"

کرونا نے سمجھ لیا بڈھا ٹھرکی ہے۔ اسے قابو میں رکھنے کے لیے اس پر تنویمی عمل کرنا ہوگا۔ تب ہی یہ میرا باپ بن کر رہ سکے گا لیکن یہ عمل کرنے سے پہلے کنیا کماری پہنچنا تھا۔ وہاں کہیں رہائش اختیار کرنے کے بعد اطمینان سے اسے معمول بنایا جا سکتا تھا۔ دوپہر ایک بجے کی فلائٹ تھی۔ اس نے طیارے میں سفر کرتے وقت کہا "میں ایک دو ماہ تک تم لوگوں کے ساتھ رہوں گی تو لوگوں کو تجسس ہوگا کہ میں کون ہوں؟ اور تم دونوں کے ساتھ میرا کیا رشتہ ہے؟"

ارمان نے کہا "ہم پوچھنے والوں سے کہہ دیں گے کہ ایک لمبے عرصے کے لیے گائیڈ بنے ہوئے ہو۔ اس لیے ساتھ رہتے ہیں۔"

کرونا نے کہا "پولیس اور انٹیلی جنس والے میرے بارے میں انکوائری کریں گے۔ انہیں پتا چلے گا کہ میں کسی دوسرے ملک سے آئی ہوں اور میں یہ نہیں چاہتی میں یہاں ہندوستانی عورت بن کر رہنا چاہتی ہوں۔"

بوڑھے کملیش پوری نے کہا "تم ہماری زبان بہت اچھی طرح بول رہی ہو۔ اگر جینز اور شرٹ کے بجائے ساڑی اور دوسرا ہندوستانی لباس پہنو گی تو بالکل ہندوستانی عورت لگو گی۔"

"میں کنیا کماری پہنچتے ہی اپنے لیے ساڑھیاں گھاگھرے اور چولی وغیرہ خریدوں گی۔ وہاں اپنے لیے ایک کاٹیج کرائے پر حاصل کروں گی۔ تم دونوں میرے رشتے دار بن کر رہو گے۔"

کملیش پوری نے کہا "کسی کو تمہارا شوہر اور کسی کو تمہارا بھائی بن کر رہنا چاہیے۔ یہ ارمان تمہاری طرح خوب صورت ہے۔ دیکھنے میں تمہارا بھائی لگتا ہے یہ۔ تمہارا بھائی بن جائے گا۔ میں تمہارا شوہر بن کر رہوں گا۔"

کرونا نے اسے گھور کر دیکھا۔ ارمان نے کہا "آئینہ دیکھو اور اپنی عمر کا حساب کرو۔ تمہیں میڈم کا باپ بن کر رہنا چاہیے۔"

بوڑھے نے گھونسا دکھاتے ہوئے کہا "مجھے باپ دادا بناؤ گے تو میں منہ توڑ دوں گا۔ نزلے کی وجہ سے میرے بال سفید ہو رہے ہیں۔ ورنہ میری عمر زیادہ نہیں ہے۔ یقین نہ ہو تو مجھ سے پنجہ لڑا کر دیکھ لو۔"

کرونا نے کہا "تم دونوں آپس میں لڑو گے تو میں دونوں ہی کی چھٹی کر دوں گی۔ اپنے کام کے لیے دوسرے آدمی پکڑ لوں گی۔"

وہ بولا "تم کچھ بھی کرو لیکن میں باپ نہیں بنوں گا۔"

کرونا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے یقین تھا کہ وہ تنویمی عمل کے ذریعے اس بوڑھے کو راہ راست پر لے آئے گی۔ اس نے کنیا کماری پہنچ کر کملیش پوری سے کہا "تم جا کر ساحل سمندر پر کوئی خوب صورت کاٹیج حاصل کرو۔ اسے دس ہزار ایڈوانس دے کر دو ماہ کے لیے کاٹیج ریزرو کرا لو میں ارمان کے ساتھ شاپنگ کے لیے جا رہی ہوں۔

اپنے لیے ہندوستانی لباس اور زیورات خرید کر آؤں گی۔"

وہ کملیش پوری کو دس ہزار روپے دے کر ارمان کے ساتھ وہاں کی مین مارکیٹ میں آئی اور اپنی ضرورت کا سامان خریدنے لگی۔ اس نے ارمان کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ وہ لالچی ہے مگر ایماندار ہے محنت کرکے زیادہ سے زیادہ رقم وصول کرنا چاہتا ہے جھوٹا اور فریبی نہیں ہے۔

جھوٹا اور فریبی وہ بوڑھا تھا۔ کرونا کے حسن و شباب کو دیکھ کر للچا رہا تھا۔ اس نے ایک کاٹیج کے مالک سے دو ماہ کے لیے کاٹیج کا سودا کیا تھا۔ معاہدے کے کاغذ پر اس نے خود کو کرونا کا شوہر لکھوایا تھا۔ کرونا نے شاپنگ سے واپس آکر اس کاٹیج کو دیکھا۔ اسے پسند کیا پھر معاہدے کا کاغذ پڑھ کر غصے سے پوچھا "تم نے میرے شوہر کی جگہ اپنا نام کیوں لکھوایا۔ کیا تمہیں میرا کوئی شوہر تسلیم کرلے گا؟"

"تم تسلیم کرو گی تو ساری دنیا تسلیم کرے گی۔ ایسے ہی وقت کہتے ہیں کہ میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی۔ اس معاہدے کو تبدیل کرو گی تو لوگوں کو شبہ ہوگا۔ پتا نہیں تم کہاں سے آئی ہو؟ یہاں خود کو چھپا کر کیوں رکھنا چاہتی ہو؟ میں تمہارا رازدار بن کر رہوں گا۔ پولیس والوں کو تم پر شبہ نہیں کرنے دوں گا۔"

کرونا اسے گھور کر رہ گئی۔ ارمان نے کہا "اس بوڑھے کی نیت میں فتور ہے۔ تمہیں اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔"

کرونا نے کہا "میری فکر نہ کرو یہ زیادہ پھیلے گا تو میں اس کی کمر توڑ دوں گی۔ بڑھاپے میں جھک کر بھی نہیں چل سکے گا۔"

اعلیٰ بی بی کبھی اس کے دماغ میں آتی تھی۔ کبھی چلی جاتی تھی۔ اس کے خیالات سے یہی پتا چل رہا تھا کہ ابھی وہ اپنا ٹھکانا بنانے میں مصروف ہے۔ وہ اس خیال سے کرونا کے پاس آرہی تھی کہ راسپوٹین اس کے پاس آکر باتیں کرے گا تو اسے بھی یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ وہ کن معاملات میں مصروف ہے۔

پندرہ گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی راسپوٹین نے کرونا سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ ایسا ہوسکتا تھا کہ وہ چپ چاپ آکر اس کے چور خیالات پڑھ کر واپس چلا جاتا۔ اعلیٰ بی بی امریکی اعلیٰ افسران کے پاس آگئی۔ وہ تینوں یوگا کے ماہر تھے۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی اپنے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایک آلہ کار کے ذریعے ان سے گفتگو کرتے تھے۔ اعلیٰ بی بی بھی اس آلہ کار کے اندر ان کی اہم باتیں سنتی رہتی تھی۔

ان آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں نمبر تھری ہمارا معمول تھا۔ وہ اس کے اندر آسانی سے آتی جاتی رہتی تھی۔ اس انڈر گراؤنڈ سیل سے نکلتے وقت نمبر سات اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوگیا تھا۔ اس کے دو ساتھی اسے ایک اسپتال میں پہنچا کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ اس سے دور رہ کر خیال خوانی کے ذریعے اس کی نگرانی کرنا چاہتے تھے۔

نمبر سات بے حد کمزور ہوگیا تھا۔ کم از کم چوبیس گھنٹے اس اسپتال میں رہنے والا تھا۔ اعلیٰ بی بی اس ا... میں رہی کہ اس کے ساتھی ایک آدھ گھنٹے کے لیے اس سے غافل ہوجائیں یا کہیں مصروف ہوجائیں وہ فوراً اسے اپنا معمول بنالے گی۔ ویسے ان سب کو تو مصروف رہنا ہی تھا۔ وہ ایک عرصے کے بعد انڈر گراؤنڈ سیل سے باہر آئے تھے۔ ان کا سب سے پہلا اہم مسئلہ یہی تھا کہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر کسی بہت ہی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچ جائیں۔

بے چارہ نمبر سات تو اسپتال میں پڑا ہوا تھا۔ باقی اس کے سات ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی اپنی سلامتی کے لیے محفوظ پناہ گاہ کی تلاش میں بھٹک رہے تھے۔ کوئی اسی ملک میں چھپ کر رہنا چاہتا تھا کوئی اس ملک سے باہر جانے کے لیے کسی فلائٹ میں سیٹ حاصل کررہا تھا۔

نمبر سات اسپتال پہنچنے کے بعد ہوش میں آگیا تھا۔ اس کے دو ساتھیوں نے اس سے کہا تھا "تم فکر نہ کرو۔ ابھی کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس تہ خانے سے نکل چکے ہیں۔ ابھی کوئی تمہارے دماغ میں نہیں آیا ہم ایک آدھ گھنٹے میں کسی محفوظ جگہ پہنچتے ہی تمہارے پاس آئیں گے۔ صرف ہیری جانسن ہمارے بارے میں جانتا ہے۔ وہ ابھی کئی گھنٹوں تک بے ہوش پڑا رہے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔"

اعلیٰ بی بی کو موقع مل گیا۔ اگر وہ ایک گھنٹے کے لیے بھی گئے تھے تو تنویمی عمل کے لیے یہ وقت کافی تھا۔ اس نے نمبر سات پر مختصر سا تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس کے تنویمی عمل کو بھول جائے گا۔ صرف اس کے مخصوص لب و لہجے کو یاد رکھے گا۔ جب وہ اس لب و لہجے کے ساتھ اس کے اندر آئے گی تو وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔

اس نے نمبر سات کو اپنا معمول بنا کر ایک بڑی کامیابی حاصل کی پھر ان تین یوگا جاننے والے آرمی افسران کی طرف توجہ دی۔ ان تینوں کے ایک آلہ کار کے دماغ میں پہنچی تو معلوم ہوا وہاں راسپوٹین بول رہا ہے۔ ان تینوں اعلیٰ افسران سے باتیں کررہا ہے۔ وہ اعلیٰ افسران اس سے یہ بات کہہ رہے تھے کہ ان کے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی انڈر گراؤنڈ سیل میں محفوظ ہیں۔

راسپوٹین نے ان سے کہا "آپ کے آٹھوں ٹیلی پیتھی جاننے والے خاموش ہیں۔ آپ کو ان سے کام لینا چاہیے۔ وہ چپ چاپ خیال خوانی کے ذریعے فرہاد کی مصروفیات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم یہ نہ سمجھو کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ خیال خوانی کے فرائض ادا کررہے ہیں۔ جب بھی انہیں فرہاد کے متعلق اہم معلومات حاصل ہوں گی۔ ہم تمہیں فوراً بتائیں گے ہم نے تم سے تعاون کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ہم اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے۔"

"ایک اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی میرے دماغ میں آئی تھی۔ میں نے سوچا شاید الپا ہے لیکن وہ کوئی اور تھی میں تب سے الجھا ہوں کہ وہ کون تھی؟ کرونا تو میرے قابو میں رہتی ہے۔ میری معلومات کے مطابق کوئی تیسری ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت دنیا میں نہیں ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہماری معلومات کے مطابق بھی کوئی تیسری ٹیلی پیتھی جاننے والی نہیں تھی پھر وہ کہاں سے پیدا ہوگئی؟"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "کئی ملکوں میں ٹرانسفارمر مشین تیار کی گئی تھی۔ ہم نہیں جانتے کہ ان ممالک میں کتنے مردوں اور کتنی عورتوں کو ٹیلی پیتھی سکھائی گئی تھی۔ ان میں سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا اور کرونا کی طرح خوش قسمت ہوگی۔ اس کا یہ علم سلامت رہ گیا ہوگا۔ بائی دا وے وہ تم سے کیا کہہ رہی تھی؟"

"میں نے اسے اپنے دماغ میں زیادہ دیر رہنے نہیں دیا۔ میں نے اسے کہہ دیا پہلے اپنا ایک آلہ کار مقرر کرو۔ میں اس آلہ کار کے اندر آکر اس سے باتیں کروں گا۔ وہ چلی گئی تقریباً پندرہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ وہ اب تک واپس نہیں آئی۔ اسے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔"

"پہلے تو اسے دماغ سے بھگا دیا اب الجھ رہے ہو کہ وہ کون تھی؟ اور واپس کیوں نہیں آئی؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "دراصل میں بہت مصروف تھی۔"

وہ تینوں اعلیٰ افسران اپنے اس چوتھے افسر کو دیکھنے لگے جو آلہ کار بنا ہوا تھا اور جس کے دماغ میں راسپوٹین موجود تھا۔ ایک افسر نے پوچھا "مسٹر راسپوٹین تم عورتوں کے لہجے میں بول رہے ہو؟"

وہ بولا "میں نہیں کوئی اور بول رہی ہے۔ شاید یہ وہی ہے۔"

"ہاں میں وہی ہوں جس کا تم انتظار کررہے ہو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "تم کون ہو؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تم اس افسر کو آلہ کار بنا کر ہم سے گفتگو کرسکتی ہو؟"

"میں وہ سب کچھ معلوم کرلیتی ہوں۔ جو دوسرے معلوم نہیں کرسکتے میں تمہارے ان آٹھوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں جانتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کرتے پھر رہے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ڈینگیں مار رہی ہو۔ آج تک فرہاد ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک نہیں پہنچ سکا اور تم وہاں تک پہنچنے کا دعویٰ کررہی ہو۔ آخر تم ہو کون؟"

"میں کوئی بھی ہوں جو کہتی ہوں اسے سچ ثابت کردیتی ہوں۔ تمہارا وہ ہیری جانسن انڈر گراؤنڈ سیل میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ تمہارے آدمی اسے اٹھا کرلے گئے۔ اب وہ تہ خانہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے خالی ہوچکا ہے۔ کیا اتنا ہی بتادینا کافی ہے یا آگے بھی ڈینگیں مارتی رہوں؟"

وہ تینوں اعلیٰ افسران پریشان ہوکر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ راسپوٹین نے کہا "ابھی آپ تینوں دعویٰ کررہے تھے کہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تہ خانے میں محفوظ ہیں اور بڑے آرام سے خیال خوانی کررہے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے۔ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔"

راسپوٹین نے کہا "میں اس آلہ کار کے ذریعے آپ کی پریشانیوں کو بھانپ رہا ہوں۔ پلیز مجھ سے نہ چھپائیں ہم آپس میں دوست ہیں۔ میں آپ کے بہت کام آسکتا ہوں۔ کیا وہ آٹھوں اب تہ خانے میں نہیں ہیں؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ہاں آپ اپنے اس دوست کو بتادیں یہ ابھی ان آٹھوں کو پکڑ کر انہیں تہ خانے میں واپس پہنچا دے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے غصے سے کہا "بکواس مت کرو ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ ہیں۔ تم یہاں سے جاؤ۔"

اعلیٰ بی بی نے نمبر تھری کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اس آلہ کار افسر کے اندر پہنچایا۔ وہ اعلیٰ بی بی کی مرضی کے مطابق

بولا "ہیلو سر میں نمبر تھری بول رہا ہوں۔ میں نے سوچا آپ ہمارے سلسلے میں پریشان ہوں گے۔ آپ کو بتا دوں کہ ہم سب انڈر گراؤنڈ سیل سے باہر آنے کے بعد پوری طرح محفوظ ہیں۔"

ایک افسر نے حکم دیا "نمبر تھری تم ابھی جاؤ۔ ہم ایک دوسرا آلہ کار مقرر کررہے ہیں۔ تم سب اس کے اندر آکر ہم سے گفتگو کرو گے۔"

نمبر تھری نے کہا "یس سر! میں آدھے گھنٹے بعد دوسرے آلہ کار کے ذریعے گفتگو کروں گا۔ میرے دوسرے ساتھی بھی آپ سے رابطہ کریں گے۔"

وہ چلا گیا۔ اس آلہ کار افسر کے دماغ میں خاموشی چھاگئی۔

راسپوٹین نے کہا "میں نے تمہارے نمبر تھری کی باتیں سنی ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ انڈر گراؤنڈ سیل سے نکلنے کے بعد سب ہی محفوظ ہیں اور آپ تینوں مسلسل جھوٹ بول رہے ہیں کہ وہ تینوں اس تہ خانے میں ہیں۔"

ایک افسر نے ناگواری سے کہا "مسٹر راسپوٹین یہ ہمارے ذاتی معاملات ہیں۔ یہ ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ کون سی بات چھپانا چاہیے اور کون سی بات بتانا چاہیے۔ جو بات آپ کو بتانے والی ہوگی۔ وہ آپ کو ضرور بتائیں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "یہ بتانے والی بات بھی نہیں بتائیں گے۔ تم تو پہلے ہی الّو تھے تمہیں اور اُلّو بنا رہے ہیں۔"

راسپوٹین نے کہا "میں تمہاری بات کا برا نہیں مانوں گا۔ میں اتنی دیر سے سوچ رہا ہوں کہ تمہاری آواز اور لب ولہجے میں، جوان اور عمر رسیدہ عورتوں والی پختگی نہیں ہے۔ تم ایک کم سن بچی لگتی ہو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "میرا بھی یہی اندازہ ہے آواز سنو تو ایسا لگتا ہے۔ کوئی کم سن بچی بول رہی ہے۔"

"تم لوگوں کا اندازہ درست ہے۔ میں ایک بچی ہوں فیڈر سے دودھ پی رہی ہوں لیکن تم لوگوں کے معاملات میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کررہی ہوں۔"

"تم بہت زیادہ بولتی ہو۔"

"جو بولتی ہوں اسے سچ کر دکھاتی ہوں۔ میں نے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں جو کچھ کہا کیا وہ سچ ثابت نہیں ہوا۔ اس سے بھی آگے میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ کوبرا کہاں ہے اور کیا کررہا ہے؟ الپا اسرائیل سے فرار ہوکر کس ملک کے کس شہر میں پہنچی ہوئی ہے اور تمہاری وہ کرونا کس ملک کے ساحلی علاقے میں آرام فرما رہی ہے۔"

راسپوٹین اس بات پر چونک گیا۔ اعلیٰ بی بی نے ... نام نہیں بتایا تھا لیکن ساحلی علاقہ کہہ کر یہ اشارہ ... بہت کچھ جانتی ہے۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم بڑے بڑے دعوے ... ہوں۔ کیا الپا اور کوبرا سے ہماری بات کرا سکتی ہو؟"

"میں براہ راست ان ... رابطہ نہیں کرتی ... مخصوص ذرائع سے ان ... رے میں معلومات حاصل ... رہتی ہوں۔ ان سے فون اور فیکس وغیرہ کے ذریعے ... کروں گی۔ تو وہ محتاط ہوجائیں گے۔ اس ملک ... چلے جائیں گے۔ میں نہیں چاہوں گی کہ وہ میری نظر ... دور ہوجائیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا تم بالکل تنہا ہو ... مقاصد بتاؤ گی؟ کیا ہمارے پاس کسی خاص مقصد ... ہو؟"

"ہاں امریکا، روس، برطانیہ، جرمنی اور فرانس ... مشترکہ اجلاس میں مسلمانوں کے خلاف جو فیصلے ہو ... میں ان سے واقف ہوں۔ یہ سمجھانے آئی ہوں ... صاحب کے ادارے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔"

"تم ان کی حمایت میں بول رہی ہو۔ کیا تم مسلمان ..."

"بے شک مسلمان ہوں اگر نہ ہوتی تب بھی تم ... یہی سمجھاتی تم میں سے کوئی ایسی ایک مثال بھی پیش ... کرسکتا کہ کسی نے فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے ... دشمنی کی ہو اور کوئی کامیابی حاصل کی ہو۔"

"پچھلی ناکامیوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگلی بار ... حاصل نہیں ہوگی۔"

دوسرے افسر نے پوچھا "تم کیوں چاہتی ہو کہ ... اسلامی ادارے کے خلاف کارروائی نہ ہو۔"

وہ بولی ابھی کچھ عرصہ پہلے ان کے خلاف ... کارروائی کی گئی تھی۔ ان سے دشمنی کا نتیجہ بڑے ... ممالک کے سامنے ہے۔ دنیا کے ایک سرے سے ... سرے تک سب ہی ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہوگئے ... بچ گئے ہیں۔ وہ خانہ بدوشوں کی طرح بھٹک رہے ہیں ... قسمتی سے میں بھی بچ گئی۔ یہ نہیں چاہتی کہ وہ بچے ... کارروائی کے طور پر اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کریں ... جیسے باقی رہنے والے بھی خیال خوانی کے علم سے ... ہوجائیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "انہوں نے ہماری ...

... اف ایسی دوا اسپرے کی تھی۔ وہ دوسری بار ایسا کریں گے تو ... نہیں فاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ باقی رہ جانے ... لے ہوشیار ہوچکے ہیں۔ وہ اپنی ٹیلی پیتھی کی سلامتی کے ... لیے احتیاطی تدابیر پر عمل کررہے ہیں۔"

... اعلیٰ بی بی نے کہا "وہ احتیاطی تدابیر کیا کریں گے۔ کیا یہ ... سمجھتے ہیں کہ جہاں چھپے ہوئے ہیں وہاں دوا اسپرے کرنے ... لے نہیں پہنچیں گے؟ کیا وہ چوبیس گھنٹے اپنے چہروں پر ... ک چڑھائے رہیں گے؟ مجھے اپنی فکر ہے سمجھ میں نہیں ... آتا کہ اس دنیا کے کس ویران علاقے میں چلی جاؤں۔ آپ ... اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آنے والی مصیبتوں سے بچا ... سکتے ہیں۔ میری بات سمجھ میں آئے تو بابا صاحب کے ادارے ... سے دور رہیں اور نہ سمجھ میں آئے تو پھر تمہارے ٹیلی پیتھی ... جاننے والوں کے ساتھ مجھے بھی خیال خوانی سے محروم ہونا ... پڑے گا۔ میں جارہی ہوں امید کرتی ہوں آپ لوگ میرے ... مشورے پر غور کریں گے اوکے! میں پھر کسی وقت آؤں ...

وہ خاموش ہوگئی اب آلہ کار افسر کے دماغ میں چپ ... چاپ موجود رہی۔ راسپوٹین نے ان اعلیٰ افسران سے کہا ... اس کا مشورہ قابل غور ہے۔ وہ اسپرے کی جانے والی دوا ... کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ تمہارے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے ... والے اس دوا کی زد میں آئیں گے۔ پہلے وہ انڈر گراؤنڈ سیل ... میں پوری طرح محفوظ تھے۔ اب باہر نکلنے کے بعد کہاں کہاں ... چھپیں گے۔ کب تک اس دوا سے بچتے رہیں گے؟ میں ... جارہا ہوں، یہ آپ لوگوں کے لیے غور و فکر کا مقام ہے۔ ... او کے۔ بی۔ یو۔"

وہاں گہری خاموشی چھاگئی۔ تینوں اعلیٰ افسران ایک ... دوسرے کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔

○☆○

دنیا کے تمام بڑے ممالک نے بابا صاحب کے ادارے ... خلاف ایک مشترکہ درخواست فرانسیسی عدالت میں پیش ... کی۔ دوسرے لفظوں میں ایک اسلامی ادارے کے ... خلاف مقدمہ دائر کردیا۔ انہوں نے الزام دیا کہ چند ہفتے پہلے ... بابا صاحب کے ادارے نے دہشت گردی کی انتہا کردی۔ ... کمپیوٹرائزڈ اسلحہ سازی کی مشینیں بڑے ممالک میں تھیں۔ ان سب کو ... تباہ کردیا ہے۔ ان کے نقشے جلا دیے ہیں اور تمام ٹیلی پیتھی ... جاننے والوں سے خیال خوانی کا علم ہمیشہ کے لیے چھین لیا ... ہے۔ ایسا کرنے والے بابا صاحب کے ادارے میں تربیت ... حاصل کرتے رہے ہیں۔

درخواست میں کہا گیا کہ چین میں بھی بابا صاحب کا ادارہ قائم کیا گیا تھا۔ حکومت چین نے جب یہ دیکھا کہ وہ ان کے باشندوں کو تعلیم و تربیت کے بہانے مسلمان بنا رہے ہیں اور انہیں دہشت گردی سکھا رہے ہیں تو فوراً ہی بابا صاحب کے اس ادارے کو وہاں بند کردیا گیا اور انہیں ملک چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

انہوں نے عدالت کہا "بابا صاحب کے ادارے کو ایک نوٹس جاری کیا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا ہے کہ فرانس کی سر زمین پر اس ادارے کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اگر ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک اسلامی ادارہ ہے تو وہ کسی اسلامی ملک میں جاکر یہ ادارہ قائم کریں۔

حکومت فرانس حکم دیتی ہے کہ پندرہ دن کے اندر اس ادارے کو ختم کیا جائے اور اس کی عمارتوں کو حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔

یہ نوٹس بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیا گیا تھا اور عدالت میں تمام ممالک کی جو مشترکہ درخواست پیش کی گئی تھی۔ اس کی ایک نقل بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دی گئی تھی۔ جناب تبریزی، جناب عبداللہ واسطی اور وہاں کے تمام عہدے دار سمجھ رہے تھے کہ وہ تمام دشمن ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے محروم ہونے کے بعد قانونی ہتھکنڈے آزما رہے ہیں۔

جناب تبریزی نے کانفرنس ہال میں ایک اجلاس طلب کیا پھر تمام عہدے داروں سے مشورے کرنے لگے۔ ان سب نے یہ طے کیا کہ اس سلسلے میں پہلے تمام اسلامی ممالک سے رابطہ کیا جائے۔ انہیں بتایا جائے کہ یہ بڑے ممالک اسلام دشمنی پر اتر آئے ہیں۔ یہ لوگ اسلام کو دہشت گردوں کا مذہب ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے وقت تمام اسلامی ممالک کو متحد ہوکر بابا صاحب کے ادارے کی حمایت کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے اعمال سے ثابت کرنا چاہیے کہ اسلام محبت، اخوت اور امن آشتی کا مذہب ہے۔

یہ بات اسلامی ممالک کے لیے بڑی پریشان کن تھی۔ کیونکہ بیشتر اسلامی ممالک امریکا کے زیر اثر تھے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کی حمایت کرکے امریکا کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے اور بابا صاحب کے ادارے کی مخالفت کرکے مسلمانان عالم کی مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہیں کرسکتے تھے۔ وہ اس سلسلے میں اپنے امریکی آقاؤں سے مذاکرات کرنے گئے۔

ایک ملک کے حاکم نے کہا "آپ ہماری مجبوریوں کو

پیش نظر رکھیں۔ ہم تمام مسلمانوں کو اپنا مخالف بنا کر یہاں حکومت نہیں کر سکیں گے۔ جب ہماری حکومت نہیں رہے گی تو آپ کی حمایت کون کرے گا۔

دوسرے ملک کے بادشاہ نے کہا "بابا صاحب کا وہ ادارہ ایک طویل مدت سے فرانس میں پنپتا رہا ہے۔ اس کی جڑیں وہاں مضبوط ہو چکی ہیں۔ اگر اس ادارے کے خلاف کارروائی کی جائے گی تو دو ہی باتیں ہوں گی یا تو بہت ہی خطرناک جنگ چھڑ جائے گی یا پھر وہ ادارہ ہم میں سے کسی ایک کے اسلامی ملک از سرنو قائم ہوگا اور ہماری حکومت کے لیے عذاب جان بن جائے گا۔

ایک اور ملک کے بادشاہ نے کہا "ہمارے ملک کے تمام مسلمان اس ادارے کی حمایت کریں گے۔ اس ادارے میں تعلیم و تربیت کے لیے جائیں گے پھر ایک دن ہماری بادشاہت کو خاک میں ملا دیں گے۔"

ایک اور حاکم نے کہا "آپ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف بھرپور کارروائی کریں لیکن یہ الفاظ استعمال نہ کریں کہ اس ادارے کو وہاں سے ختم ہو کر کسی اسلامی ملک میں قائم ہونا چاہیے۔ آپ ہمیں مصیبت میں نہ ڈالیں۔"

لیبیا اور ایران نے کھل کر اعلان کیا کہ بابا صاحب کے ادارے کے لیے ہمارا ملک حاضر ہے۔ وہ ادارہ جب چاہے فرانس سے منتقل ہو کر ہمارے ملک میں قائم ہو سکتا ہے۔ ہم اس ادارے کے قیام کے لیے اپنے ملک کے خزانے کا منہ کھول دیں گے۔

جناب تبریزی نے کہا "ہم جانتے تھے کہ ان حالات میں اسلامی ممالک کا رویہ ہمارے ساتھ کیسا ہوگا۔ سب ہی اپنا تخت و تاج سلامت رکھنے کے لیے سپر پاور کی جی حضوری کرنے پر مجبور رہیں گے۔"

انہوں نے لیبیا اور ایران کے تمام حکام کا شکریہ ادا کیا اور کہا "خدا نا خواستہ کوئی برا وقت آئے گا تو ہم ضرور آپ کے ملک میں پناہ لینے آئیں گے۔ فی الحال ہم اپنی جنگ آپ لڑیں گے۔"

امریکا نہیں چاہتا تھا کہ اس کی حمایت کرنے والے مسلمان حکمرانوں پر کوئی مصیبت آئے۔ اس نے دوسرے تمام بڑے ممالک سے کہا "اسلام کو دہشت گرد قرار دینا مناسب نہیں ہوگا۔ جتنے اسلامی ممالک ہمارے حلیف اور اتحادی ہیں۔ ان کی مسلمان رعایا یہ الزام برداشت نہیں کرے گی۔ لہٰذا ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ اسلام دہشت گردوں کا مذہب نہیں ہے۔ امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ ہماری جنگ امن پسند مسلمانوں سے نہیں ہے، صرف مسلمانوں سے ہے۔"

برطانیہ نے کہا "ہماری کارروائی بابا ادارے کے مسلمانوں کے خلاف ہوگی تو دنیا میں یہ آتا رہے گا کہ مسلمان ہی دہشت گرد اسلام کو امن و سلامتی کا مذہب کہتے رہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ناک ادھر سے پکڑیا دہشت گرد مسلمان ہی سمجھے جائیں گے۔

بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے حکو کے نوٹس کا جواب دیا گیا "جناب فرید واسطی کا طویل مدت سے قائم ہے۔ یہ ادارہ بہترین تعلیم سلسلے میں مشہور رہا ہے حکومت فرانس نے ادارے سے بے شمار فائدے اٹھائے ہیں۔ ہم وقت میں حکومت فرانس کا ساتھ دیا ہے۔ ایک کے بعد اس حکومت کو ہمارے اندر خرابیاں نظر

"ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ حکو نے ہماری وفاداری کی قدر نہیں کی۔ یہاں کے ہمارے دشمنوں سے دوستی کی ہے اور ہمیں لگے۔ ان کی کھلی دشمنی کا ثبوت یہ ہے کہ آج پہلے چین کے ایک طیارے میں فرہاد علی تیمور کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ جناب عبداللہ واسطی کے بے حد اہم افراد بھی اس طیارے میں تھے۔

"دنیا کے تمام بڑے ممالک نے اپنے وسیع کر کے تمام ائیرپورٹس کو سیل کر دیا۔ ہر چھوٹے کے ائیرپورٹ میں فوج تعینات کر دی گئی۔ ہمارے کے اترتے ہی اسے تباہ کر دینے کا فیصلہ ہو چکا طیارے کے تمام اہم مسافروں کی موت یقینی بنا دی ان تمام مسافروں کی سلامتی اللہ تعالیٰ کو منظور وہ محفوظ رہے۔ ہم اس بدترین دشمنی کی رپورٹ مجاز عدالت میں پہنچا چکے ہیں۔ دنیا کے تمام ہمارے مجرم ہیں۔ ہماری جان کے دشمن ہیں اور یہ دنیا کے سامنے آ چکی ہے۔

آپ کے نوٹس کا جواب یہ ہے کہ جو طویل مدت سے قائم رہتے ہیں۔ انہیں دنیا نہیں کر سکتا۔ ہمارا یہ ادارہ بھی ایک طویل قائم ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ قیامت گا۔"

یہ نوٹس حکومت فرانس تک پہنچا دیا گیا۔

جنگ کی ابتدا... ہوئی تھی۔ آگے یہ خطرناک صورت اختیار کرنے والی تھی۔ دشمنوں کو اندازہ تھا کہ بڑی تباہیاں پھیلیں گی ان کا نقصان زیادہ ہوگا پھر بھی انہیں یہ امید تھی کہ وہ بابا صاحب کے ادارے کو فرانس کی زمین سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

پھر تمام بڑے ممالک نے میرے خلاف الزام تراشی کی۔ میں نے ماضی میں دشمنوں کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے جو ہنگامے برپا کیے تھے اور جتنی تباہی پھیلائی تھی۔ ان سب کو دہشت گردی کا نام دیا گیا۔ مجھے دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد قرار دیا گیا۔ جب سے میری زندگی میں ٹیلی پیتھی کا آغاز ہوا تب سے کوئی دن ایسا نہیں گزرا جب دشمنوں نے میرے لیے عرصہ حیات تنگ نہ کیا ہو وہ میرے لیے ہر آنے والے دن کو میری زندگی کا آخری دن بناتے رہے۔

میں ان حالات میں جوابی کارروائی کارروائیاں کرتا رہا۔ ان کی فوجی تنصیبات کو اور اہم خفیہ اڈوں کو تباہ کرتا رہا۔ اب وہ ان تمام تباہیوں کا حساب کررہے تھے۔ میں اپنی حفاظت کے لیے جوابی کارروائیاں کرتا رہا۔ وہ ان کارروائیوں کو اب دہشت گردی کا نام دینے لگے۔

میری تخریب کاری اور دہشت گردی کی ایک طویل فہرست عدالت میں پیش کی گئی۔ میرے خلاف بے شمار مقدمات دائر کیے گئے۔ بابا صاحب کے ادارے میں نوٹس بھیجا گیا کہ مجھے امریکی حکام کے حوالے کیا جائے یا مجھے عدالت میں پیش کیا جائے انکار کی صورت میں برے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بابا صاحب کے ادارے کی جانب سے جواب دیا گیا۔ فرہاد علی تیمور کے دن کس ملک میں بسر ہوتے ہیں۔ راتیں کس ملک میں گزرتی ہیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا وہ بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتا تب بھی ہم اسے امریکا کے حوالے نہ کرتے۔ یہ امریکا ہوتا کون ہے؟... خوامخواہ کسی پر دہشت گردی کے الزامات عائد کرکے اسے سزا دینے کا حق اس سپر پاور کو نہیں ہے۔

ان تمام بڑے ممالک کی طرف سے کہا گیا۔ "دنیا کے تمام تجربے کار سراغ رسانوں نے بابا صاحب کے ادارے کا گھیراؤ شروع کردیا ہے۔ ہمارے چند سراغ رسانوں کو اندر آنے کی اجازت دی جائے وہ فرہاد کو ڈھونڈ نکالیں گے اگر اسے ہمارے حوالے نہ کیا گیا تو ہم اس ادارے پر حملہ کرنے کے لیے مجبور ہوجائیں گے۔"

دراصل وہ اتحادی ممالک ادارے پر حملہ کرنے کا جواز پیش کررہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مجھے ان کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ ایسی صورت میں مجھ جیسے دہشت گرد کو بلانے کے لیے ادارے پر حملہ کرنے کو جائز قرار دیا جائے گا۔

وہ میرے خلاف عالمی میڈیا کے ذریعے پروپیگنڈا کرنے لگے۔ میں نے ان ممالک کے خلاف جو جوابی کارروائیاں کی تھیں۔ ان کی ویڈیو فلمیں ان ممالک کی لائبریریوں میں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ فلمیں تمام چینلز سے پیش کرنے لگے۔ ان فلموں کو دیکھ کر ایسا ہی لگتا تھا جیسے میں واقعی دہشت گرد ہوں۔ وہ عالمی رائے کو اپنے حق میں ہموار کررہے تھے۔ عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی اکثریت مجھے دہشت گرد کہہ رہی تھی۔ وہ بھی اپنے ممالک سے میرے خلاف پروپیگنڈا کررہے تھے۔ اسی وقت کروڑوں مسلمان میری حمایت میں بیانات دینے لگے۔ مختلف میڈیا کے ذریعے اسرائیل اور اس کے اتحادی ممالک کے الزامات کی تردید کرنے لگے۔ لیبیا، ایران اور دوسرے چند ممالک مجھ سے کہنے لگے کہ میں ان کے ملک میں چلا آؤں۔ وہ میری حفاظت کے لیے دشمنوں سے جنگ لڑیں گے۔

میں نے ان تمام ممالک کا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا جب بھی میں ضروری سمجھوں گا۔ ان کے پاس پناہ لینے ضرور آؤں گا۔ آپ لوگ میری فکر نہ کریں۔ اس وقت سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ تمام اسلامی ممالک کو متحد کیا جائے۔ آپ لوگ یہی کوشش کریں۔

میں نے امریکی اکابرین سے کہا "میں تمہارے عزائم سمجھ رہا ہوں۔ تم میرا مطالبہ کرنے کی آڑ میں بابا صاحب کے ادارے پر ہوائی حملے کرنے کی تیاریاں کررہے ہو اگر میں خود کو تمہارے حوالے کروں۔ تب بھی تم اور تمہارے اتحادی ممالک بابا صاحب کے ادارے کا وجود برداشت نہیں کرو گے۔"

ایک امریکی افسر نے کہا "ہم تمہاری مکاریوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ تم خود کو نہیں کسی ڈمی فرہاد کو پیش کرو گے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "اب سے پہلے تمہیں کئی بار موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ ہمیں اطمینان ہوا کہ دنیا والوں کو ایک دہشت گرد سے نجات مل گئی ہے پھر کچھ عرصے بعد پتا چلا کہ تم زندہ ہو اور تمہاری جگہ کوئی ڈمی فرہاد مارا گیا ہے۔"

"مجھے دہشت گرد نہ کہو۔ ورنہ دوسرے اکابرین کے

دماغوں میں زلزلے پیدا کروں گا۔ سب ہی ذہنی مریض بن کر اسپتال میں پہنچ جائیں گے۔"

وہ سہم کر چپ ہوگئے۔ میں نے کہا "میں آج کل ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال نہیں کررہا ہوں۔ تم اور تمہارے اتحادی ممالک قانونی طور سے جنگ لڑنے کے لیے غلط الزامات عائد کررہے ہیں۔ میں یہ تماشا خاموشی سے دیکھ رہا ہوں۔ جناب تبریزی کی ہدایت ہے کہ تم لوگوں کو ڈھیل دی جائے۔ تم جو کرنا چاہتے ہو تمہاری وہ حسرت پوری نہیں ہوگی۔ بالآخر ہمیشہ کی طرح ذلت آمیز شکست کھاؤ گے۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "تم لوگ حکومت فرانس کے ساتھ زیادتی کررہے ہو۔ چین نے اپنے ملک میں تمہارے ادارے کو بند کیا۔ تم نے ان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی۔ اس ملک سے چپ چاپ واپس چلے آئے کیا۔ فرانس میں اپنے ادارے کو بند کرکے وہاں سے چپ چاپ نہیں جاسکتے۔"

"چین میں ہمارا وہ ادارہ نیا تھا۔ وہ ہمارے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ فرانس میں ہمارا ادارہ بائیس برسوں سے ہے۔ اس کی جڑیں یہاں بہت مضبوط ہیں۔ جو بھی اسے اکھاڑنا چاہے گا۔ وہ اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے اکھڑ جائے گا۔ یہ بات سمجھ میں آجائے تو اچھا ہے ورنہ آنے والا وقت تمہیں سمجھا دے گا۔"

میں نے انہیں سمجھایا۔ وارننگ بھی دی پھر وہاں سے چلا آیا۔

○☆○

الپا نے اپنے تین یہودی سراغ رسانوں کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ ایسے وقت کبریا ان تینوں کے دماغوں میں موجود رہا تھا۔ اس نے تنویمی عمل کے دوران مداخلت نہیں کی تھی۔ خاموشی سے اس کے عمل کے دوران ان کے دماغوں میں موجود رہا تھا۔ الپا نے مخصوص لب ولہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا تھا۔ اس نے وہ مخصوص لب ولہجے یاد کرلیے تھے۔ آئندہ وہ کسی وقت بھی ان کے دماغوں میں پہنچ سکتا تھا۔

دوسرے دن بن یہودہ وہاں پہنچ گیا۔ اس نے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ الپا نے اس سے براہ راست ملاقات نہیں کی۔ خیال خوانی کے ذریعے اس سے باتیں کرتی رہی۔ اگرچہ اسے بن یہودہ پر بھروسا تھا۔ وہ اس کا پرانا خدمت گار تھا۔ اس کے باوجود وہ چاہتی تھی کہ جب بن یہودہ اس پر تنویمی عمل کرے تو اس کی حفاظت کے لیے وہاں کوئی موجود رہے۔ اس نے اسی لیے ان سراغ رسانوں کو اپنا معمول بنایا تھا۔ تاکہ وہ اس کی حفاظت کرتے رہیں جب بن یہودہ اس پر عمل کرتا رہے تو اس پر کڑی نظر رکھیں۔ اگر وہ مکاری سے اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنانا چاہے تو اس کے معمول اسے ایسی حرکتوں سے باز رکھیں۔

اس نے اپنے ایک سراغ رساں کو تاکید کی۔ اسے کہا "کل صبح بن یہودہ مجھ پر تنویمی عمل کرے گا۔ میرے کمرے میں تم اس کے ساتھ موجود رہو گے۔ اگر وہ مجھے اپنی معمولہ بنانے کا عمل کرے تو تم فوراً اس کی گردن دبوچ لینا پھر اسے زخمی کرکے اپنا قیدی بنا کر رکھنا میں تنویمی عمل کے سحر سے نکلنے کے بعد اس سے نمٹ لوں گی۔"

اس جاسوس نے کہا "میڈم کیوں نہ پہلے بن یہودہ کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے اپنا معمول بنالیا جائے۔"

وہ بولی "وہ میرا پرانا وفادار ہے۔ میں اس پر بھروسا کرتی رہی ہوں۔ اب بھی بھروسا کروں گی جب اس کی نیت میں فتور پیدا ہوگا، تب اس سے نمٹ لیا جائے گا۔"

اس نے دوسری صبح بن یہودہ کو اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بلایا۔ اپنے ایک جاسوس سے متعارف کرایا "یہ ہماری انٹیلی جنس کا بہت ذہین سراغ رساں ہے۔ یہ تمہارے تنویمی عمل کے دوران یہاں موجود رہے گا۔"

بن یہودہ نے اس جاسوس کو ناگواری سے دیکھ کر کہا "میڈم ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ آپ مجھ پر بھروسا کرتی رہی ہیں۔"

"بے شک اب بھی تم پر بھروسا ہے لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ دنیا کے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم سے محروم ہوچکے ہیں۔ خوش قسمتی سے میرا علم محفوظ ہے۔ میں دوسرے پہلو سے یہ سمجھ رہی ہوں کہ ممکن ہے دشمنوں نے تمہیں ٹریپ کیا ہوگا۔ کسی کے شکنجے میں آنے کے بعد یہ پتا نہیں چلتا کہ ہم کسی کے معمول اور محکوم بن چکے ہیں۔"

"آپ سمجھتی ہیں کسی نے مجھے اپنا معمول بنالیا ہے؟ ایسی بات نہیں ہے میڈم میں بہت محتاط رہنے کا عادی ہوں۔"

"میں بھی محتاط رہنے کی عادی ہوں۔ ایسی ہی خوش فہمی میں کئی بار دھوکا کھا چکی ہوں۔ تم بھی دھوکا کھا سکتے ہو۔"

اس جاسوس نے کہا "میڈم اپنے اطمینان کے لیے یہاں میری موجودگی چاہتی ہیں۔ تمہیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔"

"بے شک مجھے میڈم کی خوشی میں خوش رہنا چاہیے۔

یہ مطمئن رہیں گی تو آسانی سے عمل ہو سکے گا۔"

الپا آرام وہ بیڈ پر چاروں شانے چت لیٹ گئی۔ اس نے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا پھر بن یہودہ کو دیکھنے لگی۔ وہ اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال کر اسے متاثر کرنے لگا۔ اسے تنویمی عمل میں مہارت حاصل تھی۔ وہ اپنی مقناطیسی آنکھوں سے اور بھاری بھرکم گرج دار آواز سے اپنے معمول کو سحرزدہ کردیتا تھا۔

الپا دھیرے دھیرے اس سے سحرزدہ ہو گئی۔ جب بن یہودہ کو یقین ہو گیا کہ وہ پوری طرح ٹرانس میں آچکی ہے تو اس نے کہا "الپا تم میری معمولہ بن چکی ہو۔ مجھے جواب دو کیا تم میرے تمام احکامات کی تعمیل کرو گی؟"

الپا کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ وہ سحرزدہ ہو کر خوابیدہ لہجے میں بولی "ہاں میں تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کروں گی۔"

"میں حکم دیتا ہوں تھوڑی دیر تک اسی طرح خاموش پڑی رہو۔ میں جا رہا ہوں میری واپسی کا انتظار کرو۔ میں ابھی آکر عمل جاری رکھوں گا۔"

بن یہودہ نے یہ کہہ کر اس جاسوس کو دیکھا پھر اچانک ہی لباس کے اندر سے ایک ریوالور نکال لیا۔ اسے نشانے پر رکھتے ہوئے بولا "تم میری زبان نہیں سمجھو گے تو تمہیں گولیوں کی زبان سے سمجھا دوں گا۔ ہم سب یہودی ہیں۔ ہمیں اپنے مذہب اپنی قوم اور اپنے وطن کی سلامتی کے لیے پہلے سوچنا چاہیے۔ میں ساری زندگی میڈم کا غلام بنا رہا کیونکہ یہ یہودی تھیں لیکن اب نہیں ہیں۔ یہ ایک مسلمان عالم جناب تبریزی کے زیر اثر آچکی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی میڈم کو اس عالم کے اثر سے نکالیں۔ یہ ایک بہترین موقع ہے۔ مجھے تنویمی عمل کرنے دو۔ میں اسے اپنے عمل سے دوبارہ یہودی بناؤں گا۔"

جاسوس نے کہا "مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے نیک عمل میں شریک نہیں ہو سکوں گا۔ میں میڈم کا فرماں بردار ہوں۔ میں یہاں ان کی حفاظت کے لیے ہوں اور جان دے کر بھی حفاظت کروں گا۔"

"ایسے ہی جاں نثار ہو تو پھر یہ لو اپنی جان دو۔"

اس نے ٹریگر دبانا چاہا اس سے پہلے ہی اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ اس جاسوس نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ باقی دو جاسوس کمرے کے اندر آگئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ اس نے کہا "تم خود کو بہت چالاک اور میڈم کو نادان سمجھ رہے تھے۔ خوش فہمی میں رہنے کا نتیجہ دیکھ لو۔"

دوسرے نے کہا "یہ ابھی تم سے سحرزدہ ہو کر سو رہی ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد تم سے نمٹ لیں گی۔"

اس کے بازو میں گولی لگی تھی۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "میری نیک نیتی کو سمجھو ہم سب یہودی ہیں۔ میڈم کو یہودیت کی طرف واپس لانا ہمارا فرض ہے۔ میں انہیں اپنا معمول نہیں بناؤں گا۔ صرف انہیں یہودی بناؤں گا۔"

ایک جاسوس نے کہا "میڈم نے ہم سے کہا تھا۔ تم ان پر مختصر سا تنویمی عمل کرو گے۔ ان کے ذہن میں نیا لب و لہجہ نقش کر کے ان کے دماغ کو لاک کر دو گے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا عمل نہیں کرو گے۔"

دوسرے نے اسے ریوالور کے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "یہاں سے چلو۔ میڈم کے بیدار ہونے تک تم ہمارے قیدی بن کر رہو گے۔"

وہ اسے اس کمرے سے لے گئے۔ دروازے کو بند کر دیا تاکہ وہ سکون سے سوتی رہے۔ وہ مطمئن تھے کہ ان کی میڈم کے پاس کوئی نہیں آئے گا لیکن کبریا اس کے اندر پہنچ چکا تھا۔

وہ سحرزدہ تھی۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ کبریا نے مختصر سا تنویمی عمل کیا۔ ایک مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا پھر اس سے کہا "بن یہودہ تمہیں ٹریپ کر کے اسرائیلی اکابرین کی کنیز اور معمولہ بنانا چاہتا تھا۔ تمہیں بابا صاحب کے ادارے سے ایک بار تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ تمہارے دماغ کو لاک کیا جا رہا ہے۔ کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ کسی کے لیے بھی الپا تک پہنچنا ناممکن تھا اگر کوئی پہنچ بھی جاتا تو اس عورت کو تنویم کرنا ممکن نہ ہوتا۔ کبریا نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا تھا۔ وہ نیند سے بیدار ہو کر تھوڑی دیر تک اسی طرح بیڈ پر لیٹی رہی۔ چھت کی طرف دیکھتی رہی سوچتی رہی۔ اسے یاد آنے لگا۔ نیند کے دوران کوئی خواب میں آیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ زبردست شکنجے میں پھنسنے والی تھی۔ اسے بابا صاحب کے ادارے سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی اس کے اندر نہیں آسکے گا۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سوچنے لگی "بن یہودہ اس پر تنویمی عمل کرنے والا تھا۔ اس کی نگرانی کے لیے یہاں ایک جاسوس موجود تھا۔ اب کوئی نہیں ہے۔ کیا اس عامل نے مجھ پر عمل کیا ہے؟"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اپنے ایک جاسوس کے پاس پہنچ کر پوچھا "کیا اس نے مجھ پر عمل کیا تھا؟"

"نو میڈم! یہ آپ کو دھوکا دے رہا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ میں کمرے میں تنہا ہوں مجھے گولی مار کر آپ پر اپنی مرضی کے مطابق عمل کرے گا۔"

"وہ ذلیل کمینہ کہاں ہے؟"

"ہم نے اسے زخمی کر کے قابو میں کیا ہے۔ اسے ایک کمرے میں قیدی بنا کر رکھا ہے۔"

وہ بن یہودہ کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے ماتحتوں نے اسے زخمی کرنے کے بعد اس کی مرہم پٹی نہیں کی تھی۔ اسے یونہی تڑپنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھا تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ الپا نے اس کے دماغ کو ایک ہلکا سا جھٹکا پہنچایا۔ وہ تکلیف سے چیخ پڑا صوفے سے اچھل کر فرش پر گر پڑا ادھر سے ادھر تڑپنے لگا۔

وہ بولی "کتے! تو نے میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔ یہ بھول گیا کہ میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ میں بظاہر تجھ پر اندھا اعتماد کرتی تھی لیکن پہلے بھی تیری نگرانی کراتی رہی آج بھی یہی کیا۔"

وہ عاجزی سے بولا "میڈم! میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آپ کو اپنی معمول بنانا نہیں چاہتا تھا۔ صرف مسلمان سے یہودی بنانا چاہتا تھا۔"

"میں تجھ سے کہہ چکی تھی صرف میرے دماغ کو لاک کرنا ہے۔ اس کے سوا کوئی عمل نہ کرنا پھر تم نے ایسا کرنے کی جرأت کیسے کی؟ یہ بکواس کیوں کر رہے ہو کہ مجھے یہودی بنانا چاہتے تھے۔ کیا تمہارے باپ نے تمہیں بتایا ہے کہ میں یہودی نہیں ہوں۔ کیا تم نے دوسروں کو یہودی بنانے کا ٹھیکا لے رکھا ہے؟"

وہ جواباً کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا "خاموش رہو۔ میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہی ہوں۔"

وہ خاموش رہا۔ اس کے خیالات بتانے لگے کہ اسرائیلی اکابرین کو یقین ہو چکا ہے کہ وہ جناب تبریزی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر چکی ہے۔ ان اکابرین نے یہ بات امریکا اور دوسرے بڑے ممالک تک پہنچا دی ہے۔ اسی لیے وہ یہ الزام دے رہے ہیں کہ اسلام جبر و تشدد کا مذہب ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے غیر مسلموں کو جبراً مسلمان بنایا جا رہا ہے۔

ماضی میں الپا مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑی قوت سمجھی جاتی تھی۔ اسرائیلی حکام اس قوت سے خالی ہو رہے تھے۔ دوسرے ممالک بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ ان کے خلاف مسلمانوں کی حمایت کرے۔ بن یہودہ نے اپنے اکابرین کو بتایا کہ وہ بڑی رازداری سے الپا کے پاس جا رہا ہے۔ وہاں وہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کرے گا۔

ان اکابرین نے اپنے ملک اور اپنی یہودی قوم کا واسطہ دے کر کہا "تم الپا کو مسلمان سے پھر یہودی بنا کر بہت بڑی نیکی کرو گے۔ پوری یہودی قوم تمہاری احسان مند رہے گی۔ ہم تمہیں اتنی دولت دیں گے جس کی تمہیں توقع بھی نہیں ہوگی۔"

بن یہودہ راضی ہو گیا۔ اس کے دل میں بات آئی کہ وہ اپنے عمل کے ذریعے الپا کو اپنی معمولہ اور کنیز بنا لے گا تو اس کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمام اکابرین پر حکومت کر سکے گا۔ وہ ہمیشہ اس کی کنیز بن کر رہا کرے گی۔

الپا نے اس کے تمام خیالات پڑھنے کے بعد کہا "تم میری آستین میں پلتے رہے اور مجھے ہی ڈسنا چاہتے تھے۔ مجھے اپنی معمولہ اور کنیز بنانے کے ارادے سے آئے تھے؟"

وہ دونوں کان پکڑتے ہوئے توبہ کرنے لگا "میڈم! مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ مجھے ایک بار معاف کردیں۔ میں زندگی بھر آپ کا غلام بن کر رہوں گا۔"

"ہوں معاف تو کرنا ہوگا۔ آخر تم پرانے خدمت گار ہو جاؤ میں تمہیں آزاد کرتی ہوں۔"

اس نے اپنے ماتحتوں سے کہا "دروازہ کھول دو۔ اسے جانے دو۔"

وہ سہم کر بولا "میڈم! آپ مجھے سزا دیے بغیر معاف کر رہی ہیں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ کچھ کرنے والی ہیں؟"

"میں کچھ کروں یا نہ کروں۔ تمہیں تو یہاں سے جانا ہی ہے جاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

اسے وہاں سے جانا ہی تھا۔ وہ اس رہائش گاہ سے نکل کر باہر آیا پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل کی طرف جانے لگا۔ اسے دھڑکا لگا ہوا تھا کہ الپا موت کی طرح اس کا پیچھا کر رہی ہے۔ اس نے سوچ کے ذریعے پوچھا "میڈم! کیا آپ میرے اندر موجود ہیں؟"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ پریشان ہو کر بولا "پلیز آپ خاموش نہ رہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں آپ موجود ہیں۔"

وہ سوچ کے ذریعے اسے مخاطب کر رہا تھا لیکن اسے کوئی

جواب نہیں مل رہا تھا۔ ٹیکسی ایک ریلوے پھاٹک کے پاس رک گئی۔ پھاٹک بند تھا۔ ایک ٹرین وہاں سے گزرنے والی تھی۔ وہ ڈرائیور کو کرایہ دے کر ٹیکسی سے اتر گیا۔

اس نے اتر کر سوچا "میں یہاں کیوں اتر گیا۔ میں تو ہوٹل جانے والا تھا۔"

وہ سوچتا ہوا ریلوے لائن کے کنارے چلنے لگا۔ اب وہ یقین کے ساتھ سمجھ رہا تھا کہ الپا اس کے دماغ پر مسلط ہے۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق راستے سے بھٹک رہا ہے۔ وہ گڑ گڑانے لگا "میڈم! مجھے معاف کردیں۔ ایک بار مجھے اپنی وفاداری ثابت کرنے کا موقع دیں میں آپ کے قدموں کی دھول بن کر رہوں گا۔ میں آپ کے تلوے چاٹتا رہوں گا۔ صرف ایک بار مجھے معاف کردیں۔"

سامنے سے ایک ٹرین تیز رفتاری سے چلی آرہی تھی۔ وہ اچھل کر اس لائن پر آگیا۔ بے اختیار ٹرین کے سامنے دوڑنے لگا وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے لیکن سمجھنے کے باوجود اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ خیال خوانی کے شکنجے میں تھا دور سے دیکھنے والوں نے شور مچایا "وہ دیکھو وہ شخص خودکشی کر رہا ہے۔ اسے پکڑو اسے بچاؤ۔"

لیکن اسے پکڑنے اور بچانے کا وقت گزر چکا تھا۔ تیز رفتار ٹرین نے اس کے چیتھڑے اڑا دیے۔ الپا کی سوچ کی لہریں اس کے مردہ دماغ سے نکل گئیں۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔

○☆○

اعلیٰ بی بی نے نمبر سات پر ایک مختصر سا تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک مخصوص لب ولہجہ نقش کیا تھا۔ اس طرح وہ چپ چاپ اس کے دماغ میں جاسکتی تھی۔ نمبر سات کو کبھی معلوم نہ ہوتا کہ وہ اس کے دماغ میں آتی رہتی ہے۔

نمبر سات اعصابی کمزوری کے باعث اسپتال میں تھا۔ اب اس کی جسمانی اور دماغی کمزوریاں دور ہو چکی تھیں۔ اس کے ساتھی خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کر رہے تھے۔ اسے مشورے دے رہے تھے۔ ایک ساتھی نے کہا "جتنی جلدی ہوسکے اس اسپتال سے دور چلے جاؤ۔"

دوسرے ساتھی نے کہا "ہیری جانسن نے ہمارے اعلیٰ افسران کو بتایا ہوگا کہ تم اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو۔ وہ لوگ تمہیں مختلف اسپتالوں میں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔ وہ یہاں بھی آسکتے ہیں۔"

تیسرے ساتھی نے کہا "اگرچہ ہم آنے والوں کو خیال خوانی کے ذریعے بھٹکا سکتے ہیں۔ تاہم یہاں سے فوراً نکل جانا ہی بہتر ہے۔"

ایسے وقت اعلیٰ بی بی بھی اس کے اندر موجود تھی۔ خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ نمبر سات اسپتال سے ڈسچارج ہو کر ایک سمت جا رہا تھا۔ وہ عارضی طور پر ہوٹل یا گیسٹ ہاؤس میں قیام کرسکتا تھا لیکن ابھی یہ فیصلہ نہیں کرپایا تھا کہ اسے اسی شہر اور اسی ملک میں رہنا ہے یا فوراً ہی یہ ملک چھوڑ دینا ہے۔

ایک ساتھی نے کہا "ہم فوراً ہی یہ ملک نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ کیونکہ تمام ائرپورٹس، بندرگاہوں اور سرحدوں پر بے شمار جاسوس ہمیں تلاش کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم انڈر گراؤنڈ سیل سے نکلنے کے بعد ایسے ہی راستوں سے کہیں باہر جائیں گے۔"

نمبر سات نے کہا "اس طرح تو وہ گیسٹ ہاؤس اور ہوٹلوں میں بھی ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے۔"

ایک نے کہا "میں نے تو ایک حسینہ کو پھانس لیا ہے۔ اس کے اپارٹمنٹ میں ہوں۔ کوئی مجھ پر شبہ نہیں کرے گا۔"

دوسرے ساتھی نے کہا "میں نے بھی ایک بوڑھے میاں بیوی کو ٹریپ کیا ہے۔ یہاں ان کا بیٹا بن کر رہوں گا۔"

ایک اور ساتھی نے کہا "ہم سب کسی نہ کسی فیملی میں خود کو ایڈجسٹ کر رہے ہیں۔ تمہیں بھی یہی کرنا چاہیے۔"

اس بار اس نے اعلیٰ بی بی کی مرضی کے مطابق کہا "میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔"

"ہمیں بتاؤ کیا سوچ رہے ہو؟"

وہ بولا "اعلیٰ افسران مجھے تم سب کا انچارج بنانا چاہتے تھے۔ وہ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ اگر میں ان کا مزید اعتماد حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس چلا جاؤں تو کیسا رہے گا؟"

"تم ہماری توقع کے خلاف یہ بات کہہ رہے ہو۔ ہمیں اس پر غور کرنا ہوگا۔"

"اس میں غور کرنے کی کیا بات ہے۔ اگر ہم اس کے تاریک پہلو کو دیکھیں تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ مجھے قیدی بنا لیں گے۔ مجھے بڑی سخت پابندیوں میں رکھا جائے گا۔ تم سب میرے بہترین ساتھی ہو کیا مجھے ان کی پابندیوں میں رہنے دو گے؟"

ایک نے کہا "ہرگز نہیں ہم تو خیال خوانی کے ذریعے ان کے ہوش اڑا دیں گے۔ تمہیں ان کا غلام بن کر رہنے نہیں دیں گے۔"

دوسرے ساتھی نے کہا "تمہیں ان افسران کے پاس جاکر رہنا چاہیے۔ انہیں یقین دلانا چاہیے کہ ہم سب اپنے ملک اور اپنی قوم کے وفادار ہیں۔ ملک کی بہتری کے لیے ہمیں جو احکامات دیے جائیں گے ہم ان پر عمل کریں گے۔"

نمبر سات فٹ پاتھ پر چل رہا تھا اور اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی کی مرضی کے مطابق ان سے مشورے کر رہا تھا۔ یہ مشورہ سب ہی کے لیے قابل قبول تھا۔ وہ ایک قریبی ریسٹورنٹ میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا "میں یہاں بیٹھ کر آرمی افسران سے رابطہ کر رہا ہوں۔"

آرمی کے ان اعلیٰ افسران کا ایک آلہ کار افسر تھا۔ راسپوٹین اور اعلیٰ بی بی وغیرہ اس کے دماغ میں آکر ان یوگا جاننے والے افسران سے باتیں کیا کرتے تھے۔ نمبر سات نے اس آلہ کار کے ذریعے ان افسران کو مخاطب کیا "ہیلو میں نمبر سات آپ سے مخاطب ہوں۔ اگر آپ مصروف ہوں تو میں پھر کسی وقت آؤں گا۔"

انہوں نے ایک دم خوش ہو کر کہا "تم ہمارے لیے تمام اہم معاملات سے زیادہ اہم ہو۔ ہم تمام کام چھوڑ کر ہمیشہ تم سے باتیں کرسکتے ہیں۔"

وہ بولا "یہ تو آپ حضرات کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہم سب قید خانے کے پنجرے سے اڑ چکے ہیں۔ ہم کیا کریں مجبور تھے۔ اگر وہاں سے فرار نہ ہوتے تو ہیری جانسن یا بابا صاحب کے ادارے والے ہمیں ٹریپ کرلیتے۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "تم سب ہمارے پاس آتے تو ہم پوری طرح تمہیں تحفظ فراہم کرتے۔"

نمبر سات نے کہا "یہاں آنے کے سلسلے میں کوئی راضی نہیں تھا۔ سب یہی کہہ رہے ہیں۔ انڈر گراؤنڈ سیل سے زیادہ محفوظ جگہ کوئی نہیں ہوسکتی۔ ہم وہاں بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ میں ان سے پوری طرح متفق نہیں ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ہم آپ کے پاس زیادہ محفوظ رہ سکیں گے۔"

انہوں نے خوش ہو کر کہا "تم اپنے ساتھیوں میں زیادہ ذہین اور تجربے کار ہو اپنے ساتھیوں کو سمجھاؤ ہمارے پاس چلے آئیں۔"

"انہیں رفتہ رفتہ سمجھانا ہوگا۔ فی الحال میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اس وقت سٹی ریسٹورنٹ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ اپنے خاص آدمیوں کو بھیج دیں۔ میں ان کے ساتھ چلا آؤں گا۔"

وہ سب خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ ایک نے کہا "ہم ابھی انٹیلی جنس کے دو خاص افسران کو بھیج رہے ہیں۔ ان کی آواز اور لہجہ سنا رہے ہیں۔ اس طرح ریسٹورنٹ میں تم انہیں پہچان سکو گے۔"

دوسرے افسر نے کہا "مسٹر سیون! بابا صاحب کا ادارہ ہمارے لیے بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ ایسے وقت ہمیں اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ میری طرح دوسرے سات خیال خوانی کرنے والے بھی محب وطن ہیں۔ اپنے وطن کی سلامتی کے لیے اور بابا صاحب کے ادارے کو نیست و نابود کرنے کے لیے وہ آپ کے تمام احکامات کی تعمیل کرتے رہیں گے۔"

"ہم تم پر بھروسا کرتے ہیں۔ تم ان سب کو ہماری طرف مائل کرتے رہو گے اور انہیں جلد ہی ہمارے پاس آنے پر آمادہ کرلو گے۔"

"میں کوشش کروں گا لیکن ان کی یہ بات درست ہے کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایک ہی پناہ گاہ میں رہنا نہیں چاہیے۔ دوسرے ملکوں اور دوسرے شہروں میں جاکر ایک دوسرے سے دور رہنا چاہیے پھر خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے کی حفاظت کرنا چاہیے۔ بہرحال ان کی طرف سے مطمئن رہیں۔ وہ اپنے ملک کی خدمت کرتے رہیں گے۔"

اس نے اعلیٰ بی بی کی مرضی کے مطابق پوچھا "بابا صاحب کے ادارے کے خلاف جو کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ وہ مجھے تفصیل سے بتائی جائیں۔"

انہوں نے نمبر سات کو بتایا کہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کا وجود ہونا ہی نہیں چاہیے۔ وہ ایسی حکمت عملی اختیار کر رہے ہیں کہ یہ ادارہ ہمیشہ کے لیے نابود ہوجائے گا۔

ہم نے اس ادارے پر حملہ کرنے کا ٹھوس جواز پیدا کیا ہے۔ ہم فرہاد علی تیمور کو دنیا کا بدترین دہشت گرد ثابت کر رہے ہیں اور بابا صاحب کے ادارے سے اس کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہم اسے اپنی کسٹڈی میں لے کر موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہ ممکن نہیں ہے نہ وہ فرہاد کو ہمارے حوالے کریں گے اور نہ ہی فرہاد ہمارے قابو میں آئے گا۔ تب ہمارے پاس یہ جواز موجود رہے گا کہ ہم فرہاد کو باہر نکالنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے پر حملے کر رہے ہیں۔

فرہاد نے ہمیں وارننگ دی ہے کہ ہم اسے دہشت گرد کہتے رہیں گے تو وہ ہمارے خلاف تباہ کن کارروائیاں شروع کردے گا۔ ظاہر ہے وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسی

کارروائیاں کرے گا۔ اس کے جواب میں ہمارے پاس بھی ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہونا چاہیے۔

جب کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے منتشر ہیں۔ اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ کوئی کسی کا پتا ٹھکانا نہیں جانتا۔ سب اپنی اپنی جگہ اکیلے ہیں۔ اگر دشمن اچانک ان پر حملہ کریں گے تو انہیں بچانے کے لیے کوئی ساتھی وہاں نہیں پہنچ سکے گا۔

فرہاد کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ وہ انڈر گراؤنڈ سیل خالی ہو چکا ہے۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے منتشر ہو گئے ہیں۔ وہ ایسے مواقع سے ضرور فائدے اٹھاتا ہے۔ جس طرح ہم اسے ٹارگٹ بنا رہے ہیں۔ اس کے جواب میں اس کی یہی کوشش ہو گی کہ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کو نقصان پہنچایا جائے۔ ہمیں مجبور اور بے بس بنانے کے لیے وہ ہمارے ٹیلی پیتھی کے تمام ہتھیاروں کو ختم کر دینا چاہے گا۔

نمبر سات نے کہا "آپ اطمینان رکھیے۔ فرہاد کو یہ تو معلوم ہو گا کہ ہم انڈر گراؤنڈ سیل سے نکل آئے ہیں لیکن یہ کبھی معلوم نہیں ہو گا کہ ہم منتشر ہو گئے ہیں۔ ہم یہی ظاہر کرتے رہیں گے کہ امریکن آرمی کی پناہ میں یک جا ہیں اور متحد ہو کر کام کر رہے ہیں۔"

اعلیٰ بی بی نے قہقہہ لگایا۔ وہ آلہ کار افسر اور نمبر سات دونوں ہی اس قہقہے کو سن کر چونک گئے۔ اس نے اعلیٰ افسران سے کہا "سر! وہی اجنبی خیال خوانی کرنے والی میرے اندر قہقہے لگا رہی ہے۔"

نمبر سات نے کہا "میں بھی یہ آواز سن رہا ہوں۔ اس کا مطلب ہے یہ ہماری اہم خفیہ باتیں سنتی رہی ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ہاں سنتی رہی ہوں۔ ویسے میں پہلے سے جانتی تھی میں تم لوگوں سے پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس تہ خانے سے فرار ہو گئے ہیں۔ ابھی یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ آٹھوں متحد اور یک جا نہیں ہیں۔ کوئی کسی کا پتا ٹھکانا نہیں جانتا ہے۔ ان حالات میں ان سب کو فرداً فرداً ڈھونڈنا اور پھر ٹریپ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔"

وہ یوگا جاننے والے آرمی افسران ایک دوسرے کو پریشان ہو کر دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا "تم کون ہو؟ اچانک کہاں سے آ جاتی ہو؟ پھر کہاں گم ہو جاتی ہو؟"

"میں جو بھی ہوں جیسی بھی ہوں میری ذات سے کسی کو نقصان بھی نہیں پہنچ رہا ہے۔ کیا میں نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے؟"

"ابھی تو نہیں پہنچایا لیکن جب چاہو گی نقصان پہنچاؤ گی۔"

دوسرے افسر نے پوچھا "کیا تم ہمارے ٹیلی پیتھی والوں کے حالات فرہاد کو بتاؤ گی؟"

"فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ آئندہ بتا بھی سکتی ہوں اور نہیں بھی بتا سکتی۔"

"تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم ہمیں بلیک میل کرنے کے راستے ہموار کر رہی ہو۔ یہ تمہاری آمد و رفت کوئی معنی رکھتی ہے۔"

ایک اور افسر نے کہا "کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ تم اپنی اصلیت نہ چھپاؤ۔ ہم سے جو فائدے حاصل کرنا چاہتی ہو، دوست بن کر حاصل کرو۔"

"تمہارے پاس آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میں دوست بنوں گی تو میری کوئی خاص اہمیت نہیں ہو گی۔ اگر برطانیہ، جرمنی یا فرانس سے دوستی کروں گی تو وہ مجھے آنکھوں پر بٹھائیں گے۔"

"تم ایک بار دوستی کر کے دیکھو۔ ہم تم سے دوستی اور محبت کی انتہا کر دیں گے۔ تم اپنی اصلیت چھپا رہی ہو۔ ہم تمہیں تمام دنیا والوں سے چھپا کر رکھیں گے۔"

"میں جس بڑے ملک سے دوستی کروں گی۔ اسے اس بات کا پابند بناؤں گی کہ اس سے میری دوستی ظاہر نہ ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ فرہاد مجھے اپنا دشمن سمجھ لے۔ اس سے دور رہنے میں ہی میری سلامتی ہے۔ اب میں جا رہی ہوں۔"

"جسٹ اے منٹ! تم جس ملک سے بھی دوستی کرو گی اسے ہمارے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں بتاؤ گی۔ یہ بات ہماری پالیسی کے خلاف ہو گی۔ مس ان نون! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "مجھے مس ان نون کہہ رہے ہو۔"

"اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ اپنا نام بھی نہیں بتا رہی ہو۔ گم نام رہتی ہو۔ تمہیں تو ان نون ہی کہنا چاہیے۔"

"چلو یہی کہتے رہو۔ میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ او کے بائے۔"

اعلیٰ بی بی دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اب وہ ایک کپ چائے پینے کے بعد جرمنی، برطانیہ اور فرانس کے اعلیٰ حکام سے باری باری رابطہ کرنے والی تھی۔ اپنی پلاننگ کے مطابق ہر ملک کو اپنی دوستی کا یقین دلانا چاہتی تھی اور انہیں آپس میں لڑانا چاہتی تھی۔ اس کی چال بازی آئندہ سامنے آنے والی تھی۔

امریکا اور اس کے تمام اتحادی پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ مجھے دہشت گرد ثابت کرنے کے سلسلے میں کوئی ثبوت نہیں کر رہے تھے۔ میں نے ماضی میں اپنے دفاع اور سلامتی کے لیے جو کارروائیاں کی تھیں۔ ان تمام کارروائیوں کو دہشت گردی کا نام دے رہے تھے۔ اس طرح میرے خلاف سرد جنگ لڑ رہے تھے۔

میں جواباً خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ میں بھی کئی ذرائع سے ان کے الزامات کا جواب دے رہا تھا۔ وہ میرے پچھلے ریکارڈ سے یہ ثابت کر رہے تھے کہ میں نے کب، کہاں، کس ملک اور کس شہر میں تخریبی کارروائیاں کی تھیں؟ میرے پاس بھی ان کے خلاف بے شمار ثبوت تھے۔ انہوں نے دنیا کے بے شمار ممالک میں وقتاً فوقتاً فوجی کارروائیاں کی تھیں۔ ان کارروائیوں کے نتیجے میں شہر کے شہر تباہ ہو گئے تھے۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں معصوم اور بے گناہ شہری مارے گئے تھے۔

امریکا کی شروع سے یہی پالیسی رہی ہے وہ اپنے زیر اثر رہنے والے ممالک کی فوجی امداد کے بہانے اپنی فوجیں وہاں بھیجتا ہے۔ اس نے کوریا اور ویت نام میں یہی کیا تھا۔ چین کے خلاف محاذ آرائی کی خاطر وہ برسوں ویت نام میں جنگ لڑتا رہا۔ جس کے نتیجے میں ہزاروں امریکی فوجی مارے گئے۔ ویت نام کے باشندوں کو کئی برسوں تک جنگ کے عذاب میں مبتلا کرتا رہا۔

وہ عراق کے خلاف کویت کو فوجی امداد دینے کے بہانے مڈل ایسٹ میں آیا۔ کئی برس گزر چکے ہیں۔ اس کے ہزاروں فوجی جنگی جہازوں اور خطرناک ہتھیاروں کے ساتھ وہاں موجود ہیں اور جب تک اسلامی ممالک کی خاموشی اسے حوصلہ دیتی رہے گی۔ وہ امریکی فوج وہاں موجود رہے گی۔

بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے بھی دنیا والوں سے پوچھا گیا "کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟ ایک سپر پاور کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک میں جا کر کارروائیاں کرے۔ اس نے جہاں بھی ایسی کارروائیاں کی ہیں وہ ملک اقتصادی مشکلات میں مبتلا ہو کر اس سپر پاور کا غلام بن گیا ہے۔ کیا یہ طفیلی ملکوں کو زیادہ سے زیادہ غلام بنائے رکھنے والی دہشت گردی نہیں ہے؟

کوئی ایسا چھوٹا ملک نہیں ہے جہاں اس سپر پاور نے اقتصادی اور فوجی امداد کے بہانے اپنے ہتھیار اور اپنے جنگی جہاز استعمال نہ کیے ہوں۔ ایسی کارروائیوں کے دوران ان ممالک کے باشندے بے گھر ہوتے رہے۔ اپنے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوتے رہے۔ اناج سے اور دواؤں سے محروم ہو کر بے موت مرتے رہے۔ کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟"

بابا صاحب کے ادارے سے یہ بھی کہا گیا "امریکا اور اس کے اتحادی ممالک نے یہ الزام عائد کیا تھا کہ اسلام دہشت گردوں کا مذہب ہے پھر انہوں نے اپنے زیر اثر رہنے والے اسلامی ممالک کی خوشنودی کے لیے اپنے دیے ہوئے الزام کی خود ہی تردید کی اور اپنی اس جھوٹی زبان سے یہ سچ کہا کہ اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے اسلام محبت سے پھیلتا ہے نفرت اور دہشت گردی سے نہیں۔"

یہ جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے۔ اس کی حقیقت سے کوئی ہوش مند انکار نہیں کر سکے گا۔ میری داستان کا ایک حصہ خیالی ہو سکتا ہے۔ باقی تین حصے حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہم ان کے الزامات کے جواب میں ان کے خلاف جو کہہ رہے تھے۔ تاریخ اس کی گواہ تھی۔

ہم پر بھی الزام دیا لگایا تھا کہ ہم چین میں بابا صاحب کا ادارہ قائم کر کے وہاں کے باشندوں کو سحر زدہ کر کے مسلمان بنا رہے ہیں۔ بعد میں چینی حکام نے یہ اعتراف کیا تھا کہ یہ سچ نہیں ہے لیکن دوسرے تمام دشمن اس الزام کو سچ ثابت کر رہے تھے۔

ہم نے مخصوص چینلز اور اپنے مخصوص ذرائع سے دنیا والوں کو بتایا کہ امریکا کی فوجی کارروائیوں کے نتیجے میں جہاں اناج اور دواؤں کی کمی ہوتی ہے۔ وہاں عیسائیت کی تبلیغ کرنے والے پہنچ جاتے ہیں۔ بھوکے اور بیمار بچوں کو اس شرط پر اناج اور دوائیں دیتے ہیں کہ وہ اور ان کے والدین عیسائی مذہب قبول کر لیں۔ اس طرح کتنے ہی لوگ اپنے بچوں کی سلامتی اور نئی زندگی دینے کے لیے عیسائیت قبول کر لیتے ہیں۔ یہ عالمی سچائی ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

صرف امریکا میں ایسی بے شمار تنظیمیں ہیں جو عیسائیت کا پرچار کرنے کے لیے دہشت گردی کی حد سے بھی گزر جاتی ہیں۔ میں چند ایسی تنظیموں کے نام پیش کر رہا ہوں۔ امریکن آرمی انٹیلی جنس اور ایف بی آئی کے ریکارڈز سے ان کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔

(1) کو کلس کلان (KU KLUX KLAN) یہ دنیا میں سب سے قدیم دہشت گرد گروپ ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ سفید نسل کو برتر رہنا چاہیے اور پورے امریکا پر صرف عیسائیت کا بول بالا رہے۔

(2) کووینٹ دی سورڈ اور آرم آف دی لارڈ (CSA) یہ تنظیم خود کو خدا کا بازو اور تلوار کہتی ہے۔ اس کا مخفف سی ایس اے ہے۔ یہ عیسائیت کا پرچار کرنے کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ اس تنظیم کے پاس جدید ہتھیاروں کا ذخیرہ ہے اور

یہ کئی طرح کے جرائم میں ملوث رہتی ہے۔
(3) آرین نیشنز (ARYAN NATIONS)(4) بلیک لبریشن آرمی (BALCK LIBRATION ARMY)(5) کرسچین پیٹر یوٹس ڈیفنس لیگ (CHRISTIAN PATRIOTS DEFENCE LEAGUE)(6) جیوش ڈیفنس لیگ (JEWISH DEFENCE LEAGUE)(7) (MACHETEROS)(8) موو (MOVE)(9) نیو ورلڈ لبریشن فرنٹ (NEW WORLD LIBRATION FRONT)(10) اومیگا (OMEGA)(11) پوسے کومیٹٹس (POSSE COMITITUS)(12) پورٹو ریکن آرمڈ فورسز آف دی ریوولوشن (13) اسکن ہیڈز (SKIN HEADS)(14) سیمبیونیز لبریشن آرمی (15) یونائیٹڈ فریڈم فرنٹ!

دی آرڈر (THE ORDER) ایک مشہور زمانہ ناول کا نام (THE TURNER DIARIES) ہے۔ اس ناول میں ایک خفیہ انقلابی تنظیم کا ذکر ہے۔ اس انقلابی تنظیم کا نام (THE ORDER) اس گروپ نے اسی ناول سے متاثر ہو کر اپنا نام (THE ORDER) رکھا ہے۔ اس کے اراکین کئی ڈکیتیوں، قاتلانہ حملوں، بم دھماکوں اور آتش زنی کی وارداتوں میں ملوث رہتے ہیں اور خود کو عیسائیت کا علم بردار کہتے ہیں۔

ہمارے پیش کردہ حقائق ایسے تھے۔ جنہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا تھا۔ امریکی اکابرین بھی جھٹلا نہیں سکتے تھے۔ اب تک ہمارے درمیان زبانی جنگ جاری تھی۔ وہ اپنے میڈیا کے ذریعے ہم پر طرح طرح کے الزامات عائد کر رہے تھے اور ہم اپنے ذرائع سے انہیں منہ توڑ جواب دے رہے تھے۔

جس طرح وہ حالاتِ جنگ میں لوگوں کی مجبوری اور بے بسی سے فائدہ اٹھا کر عیسائیت کی طرف جھکاتے تھے اور عیسائیت کا پرچار کرنے والی جتنی دہشت گرد تنظیموں کے نام ہم نے پیش کیے تھے۔ اس کے بعد وہ اسلام پر کیچڑ نہیں اچھال سکتے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنے کا کوئی جواز ان کے پاس نہیں رہا تھا۔ یہی ایک بہانہ رہ گیا تھا کہ میں دہشت گرد ہوں۔ مجھے ان کے حوالے کیا جائے۔ ورنہ مجھے گرفتار کرنے کے لیے وہ اس ادارے پر حملہ کریں گے۔

فرانس کے حکام نے کہا "فرہاد نے ہمیں دھمکی دی ہے۔ یہ کہا ہے کہ ہم عدالت سے اس کے خلاف مقدمہ واپس نہیں لیں گے تو وہ ہمیں چوبیس گھنٹوں کے اندر ناقابلِ تلافی نقصان پہنچائے گا۔"

فرانسیسی حکام کے اس بیان پر امریکا اور دوسرے اتحادی ممالک تشویش ظاہر کر رہے تھے۔ تمام بڑے عالمی اداروں سے کہہ رہے تھے کہ فرہاد کو فرانس میں کارروائی سے روکا جائے۔

اور میں اپنے ذرائع سے یقین دلا رہا تھا کہ یہ جھوٹ ہے۔ میں نے فرانسیسی حکام کو ایسا کوئی چیلنج نہیں دیا ہے۔

ان کے جھوٹے الزام سے یہ صاف ظاہر تھا کہ اتحادیوں نے مجھ پر مزید دہشت گردی کا الزام عائد کرنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی کی ہے میں خیال خوانی کے ذریعے ان اعلیٰ حکام کے دماغوں کو ٹٹولنے لگا۔

پتا چلا وہ خود اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مارنا چاہتے ہیں اور الزام دینا چاہتے ہیں کہ وہ کلہاڑی میں نے ماری ہے۔ امریکا اور دوسرے اتحادی ممالک نے حکومت فرانس سے کہا ہے کہ ان کی ایک اہم تنصیب پر اس طرح حملہ کیا جائے کہ حملہ آور کا سراغ نہیں ملے گا۔ ہم سب فرہاد کے خلاف واویلا کریں گے کہ اس نے اپنے چیلنج کے مطابق چوبیس گھنٹوں کے اندر یہ تخریبی کارروائی کی ہے۔

ایسی الزام تراشی کے باعث اس اہم تنصیب کو نقصان پہنچے گا۔ وہ تمام اتحادی اس نقصان کو پورا کریں گے۔ میں جانتا تھا وہ ایسی ہی چال چلنے والے ہیں۔

ان اکابرین کے خیالات پڑھتے وقت میں نے ایک کے دماغ میں اعلیٰ بی بی کی آواز سنی وہ اس حاکم سے کہہ رہی تھی "یہ تمام اتحادی ممالک تمہیں الو بنا رہے ہیں۔ تم ان کی باتوں میں آکر اپنی ایک اہم تنصیب کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ کیا امریکا اپنی کسی تنصیب کو تباہ نہیں کر سکتا؟ برطانیہ اور جرمنی بھی فرہاد کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے اپنے ملک میں ایسا کر سکتے ہیں لیکن نہیں کر رہے ہیں۔"

اس حاکم نے کہا "مس اَن نون! تم ہماری دوست بن چکی ہو۔ ہماری بھلائی کے لیے ایسا کہہ رہی ہو ہماری حکومت کے دو اعلیٰ افسران بھی تمہارے ہم خیال ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ہمارے ملک میں تنصیبات کو نقصان پہنچے لیکن اتحادیوں میں سے کسی ایک کو ایسا کرنا ہی ہوگا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "لیکن تمہیں ہی کیوں کرنا ہوگا؟ وہ نقصان دوسرے اپنے ملک میں کیوں نہیں اٹھا رہے ہیں؟"

وہ ایک ایک حاکم کے اور ایک ایک آرمی افسر کے دماغ میں جا کر انہیں دوسرے اتحادیوں کے خلاف بھڑکا رہی تھی۔ ان میں سے کچھ قائل ہو رہے تھے اور کچھ پس و پیش میں تھے۔ بالآخر اعلیٰ بی بی نے کہا "میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے پاس آئی ہوں، میں ان اتحادیوں کے خیالات پڑھ کر تم سب کو سمجھا رہی ہوں۔ وہ خود کو فائدے میں رکھ کر تمہیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ بابا صاحب کا ادارہ تمہارے ملک میں ہے وہ تمام اتحادی چاہتے ہیں کہ اس ادارے والے تمہیں دشمن نمبر ون سمجھیں اور سب سے پہلے تمہارے ملک میں تخریبی کارروائیاں کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ تم میری خیال خوانی سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہو لہٰذا میں تمہاری وطنی پر لعنت بھیج کر جا رہی ہوں۔"

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "پلیز رک جاؤ۔ ہم تمہاری بات مانتے ہیں اکابرین میں چند ایسے ہیں جو ہم سے متفق نہیں ہیں۔ ہم ان کی پروا نہیں کریں گے۔ ابھی ہم اتحادیوں سے رابطہ کر کے صاف کہہ دیں گے کہ ہم اپنے ملک میں کسی بھی تنصیب کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے فرہاد کو بدنام کرنا ہے تو وہ اپنے ملک کی کسی تنصیب کو نقصان پہنچائیں۔"

پھر انہوں نے یہی کیا۔ فون اور فیکس کے ذریعے ان سے کہا "ہمارے منصوبے میں تبدیلی کرنی ہوگی۔ ہم نے جلد بازی میں آپ کی بات مان لی تھی۔ ہمارے تمام اکابرین کہہ رہے ہیں کہ اپنی ہی تنصیب کو نقصان پہنچانا دانش مندی نہیں ہے۔"

روس کے ایک حاکم نے کہا "آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم اپنے تمام چینلز کے ذریعے دنیا والوں سے کہہ چکے ہیں کہ فرہاد اپنے چیلنج کے مطابق چوبیس گھنٹوں کے اندر تمہاری کسی تنصیب کو نقصان پہنچانے والا ہے اور اس چیلنج کو بارہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اب اس چیلنج پر کسی وقت بھی عمل کرنا چاہیے۔"

فرانس کے آرمی افسر نے کہا "یہی نقصان کوئی دوسرا ملک اپنے ہاں اٹھا سکتا ہے۔ امریکا بہت بڑا ملک ہے۔ اگر وہ اپنی کسی تنصیب کو چھوٹا سا نقصان پہنچائے گا تو اسے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔"

ایک امریکی حاکم نے پوچھا "تم اپنا ارادہ کیوں بدل رہے ہو؟ پہلے تو تم راضی ہو گئے تھے؟"

"ہم نے اس معاملے پر اچھی طرح غور کیا ہے۔ یہاں سب کہہ رہے ہیں کہ بابا صاحب کا ادارہ ہمارے ملک میں ہے ہم اسی زمین پر بیٹھ کر فرہاد پر تخریب کاری کا الزام لگائیں گے تو وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے پلک جھپکتے ہی ہماری تمام تنصیبات کو تباہ و برباد کر دے گا تم سب بابا صاحب کے ادارے سے دور ہو اور ہم سے زیادہ محفوظ ہو۔"

ایک امریکی فوجی افسر نے کہا "آپ یہ بھول رہے ہیں کہ ہمارے پاس آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے تمام اکابرین کی اور تمہاری تمام تنصیبات کی حفاظت کریں گے۔"

"ہم یہی کہنا چاہتے ہیں کہ فرہاد کے مقابلے میں تمہارے پاس ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہے۔ اگر تم اپنی کسی تنصیب کو نقصان پہنچا کر فرہاد کو الزام دو گے تو یہ بات دنیا والوں کی سمجھ میں آئے گی کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان مقابلہ ہو رہا ہے۔"

راسپوٹین، الپا اور کوبرا سب ہی ایسے وقت ان اتحادیوں کے دماغوں میں موجود تھے۔ ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ ان کے چور خیالات سے یہ سمجھ رہے تھے کہ ان اتحادیوں میں سے کوئی ملک اپنی کسی تنصیب کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔

کوبرا نے کہا "میں تم سب کے دماغوں میں پہنچ کر یہ سمجھ رہا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے ملک کو معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچانا چاہتا ہے۔ اب سات گھنٹے رہ گئے ہیں۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی اپنے ملک کو نقصان نہیں پہنچایا تو فرہاد تمہارے دیے ہوئے الزام سے بری ہو جائے گا پھر اسے دہشت گرد ثابت نہیں کر سکو گے۔"

ایک امریکی حاکم نے کہا "ہمارا یہ منصوبہ غلط تھا۔ ہم میں سے کوئی اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی نہیں مارے گا۔ اسے دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے کوئی دوسری منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔"

کوبرا نے کہا "منصوبہ تو یہی زبردست ہے۔ اسی پر عمل ہونا چاہیے اور۔۔۔ اور یہی ہوگا۔"

وہ یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا۔ امریکا کے اہم شعبوں کے عہدے داروں کے اندر جا کر کچھ اہم معلومات حاصل کرنے لگا۔

راسپوٹین بھی یہی چاہتا تھا کہ مجھے دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے امریکا کو پہل کرنا چاہیے۔ راسپوٹین نے پہلے امریکا سے دوستی کرنی چاہی تھی لیکن جلد ہی معلوم ہو گیا کہ وہ سپر پاور کسی سے دوستی نہیں نبھاتا ہے۔ انہوں نے راسپوٹین سے یہ راز چھپانا چاہا تھا کہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے انڈر گراؤنڈ سیل سے فرار ہو چکے ہیں اور وہ آٹھوں امریکی اکابرین کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ وہ اپنے اتحادی ممالک سے بھی یہ حقیقت چھپا رہے تھے۔

انہوں نے راسپوٹین کی دوستی کی قدر نہیں کی تھی۔ اس لیے وہ ان کے خلاف حرکت میں آگیا وہ واشنگٹن میں کئی افراد کو آلۂ کار بنا کر انہیں وہاں کے ایک بہت بڑے کاروباری مرکز میں پہنچا دیا۔ وہ آلۂ کار اس کی مرضی کے مطابق وہاں کے مختلف خفیہ مقامات میں بھاری قوت کے بم چھپانے لگے۔ انہوں نے ان تمام بموں کی بلاسٹنگ کا ایک

ہی وقت مقرر کیا۔

دوسری طرف کوبرا نے ایک مسافر بردار طیارے کے پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ طیارہ شکاگو سے نیویارک کی طرف جارہا تھا۔ پرواز کے دوران پائلٹ غائب دماغ ہوگیا۔ ائرپورٹ ٹاور کے عہدے داروں سے کہنے لگا "میں ہائی جیکرز کے نرغے میں ہوں۔ مجھے حکم دیا جارہا ہے کہ میں اس طیارے کو شکاگو کی کسی بڑی عمارت سے ٹکرا دوں۔"

ٹاور سے کہا گیا "ان ہائی جیکرز سے کہو ہم سے بات کریں۔"

"یہ بات نہیں کریں گے گونگے بنے ہوئے ہیں۔ ان کی طرف سے فرہاد علی تیمور میرے اندر بول رہا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے حکمران اس پر دہشت گردی کا جھوٹا الزام لگا رہے تھے۔ لہٰذا الزام اٹھانا ہی ہے تو پھر جھوٹ کو سچ کیوں نہ کیا جائے یہ تو فرہاد وہی کررہا ہے۔ جو تم فرانس میں کرنا چاہتے تھے۔"

دوسرے ہی لمحے میں وہ طیارہ آسمان کی طرف پرواز کرنے کے بجائے زمین کی طرف جانے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک بہت بڑی سائنس لیبارٹری کی عمارت سے ٹکرا گیا پھر اتنا زبردست دھماکا ہوا کہ دور دور تک مرد، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کی چیخ و پکار سنائی دینے لگی۔ وہ سب اپنی سلامتی کے لیے بھاگ رہے تھے۔

سائنس لیبارٹری والے سلامت نہ رہ سکے۔ انہیں بھاگنے کی مہلت نہ مل سکی اور طیارے کے سیکڑوں بے گناہ مسافر ایسی بے رحمی اور دہشت گردی کے باعث مارے گئے۔ اب ایسی سنگ دلی کا الزام مجھ پر عائد ہونے والا تھا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد واشنگٹن کے بہت بڑے تجارتی مرکز میں یکے بعد دیگرے کئی دھماکے ہونے لگے۔ کتنے ہی بے موت مرنے اور زخمی ہونے لگے۔ وہاں جیسے قیامت برپا ہونے لگی تھی۔ تمام امریکی اکابرین بری طرح بد حواس ہوگئے۔ وہ انٹرنیٹ کے تمام چینلز سے چیخ چیخ کر دنیا والوں کو میرے خلاف کہنے لگے "فرہاد انسانی تاریخ کا بدترین دہشت گرد ہے۔ اس نے چیلنج کیا تھا کہ وہ فرانس میں کسی تنصیب کو نقصان پہنچائے گا لیکن اس نے ہم سب کی توجہ فرانس کی طرف مبذول کرکے امریکی حکومت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

اتحادی ممالک بھی میرے خلاف چیخ رہے تھے۔ تمام عالمی اداروں سے کہہ رہے تھے کہ فرہاد علی تیمور کو زنجیریں پہنائیں یا فوراً گولی مار دیں لیکن یہ اسی وقت ممکن تھا جب میں انہیں نظر آتا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ میں کس شہر میں ہوں۔ ویسے ان سب کا مقصد ایک ہی تھا۔ صاحب کے ادارے پر حملہ کرکے اسے ختم کردینا تھے۔ اس لیے بڑے یقین سے کہہ رہے تھے کہ میں ادارے میں چھپا ہوا ہوں۔ اگر اس ادارے والوں نے ان کے حوالے نہ کیا تو اس ادارے کے خلاف کارروائی کریں گے۔

بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے کہا گیا "تم نے بہت پہلے سے طے کرلیا تھا کہ دہشت گردی کرے اس کا الزام فرہاد پر لگا کر ہمارے ادارے پر حملہ کا جواز پیدا کرو گے اور تم یہی کررہے ہو۔"

"تمہیں ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ثبوت پیش کرنا ہوگا کہ واشنگٹن اور شکاگو میں تباہی کا ذمے دار فرہاد ہے۔"

وہ ثبوت کے طور پر یہی کہہ رہے تھے کہ فرہاد نے ہی فرانس میں تباہی اور بربادی پھیلانے کی بات کی تھی۔ کہتا ہے کر گزرتا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی کے گھمنڈ میں فرعون بن چکا ہے اور جو فرعون ہوتا ہے۔ اس کی فرعونیت کسی ثبوت کے بغیر ہی ظاہر ہوجاتی ہے۔

میں نے ان سے پوچھا "اگر یہ ثابت ہوجائے کہ میں بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہوں۔ تب تم کس بہانے یہاں حملہ کرو گے؟"

وہ سب سوچ میں پڑگئے پھر انہوں نے کہا "ہمارے جاسوس اس ادارے میں جاکر تمہیں تلاش کریں گے۔ تم وہاں نظر نہیں آؤ گے تو تمہیں بتانا ہوگا کہ تم کس ملک کے کس علاقے میں ہو؟"

"میں ابھی بتاؤں گا۔ ادارے میں تمہارے جاسوس جائیں گے ناکام ہوکر آئیں گے۔ خواہ مخواہ وقت ضائع ہوگا۔ میں ابھی باری باری تم تمام اتحادیوں کو فون کررہا ہوں اور فیکس پر اپنا پتا ٹھکانا بتا رہا ہوں۔ میرے اس عمل سے ثابت ہوجائے گا کہ یہ فون اور فیکس ازبکستان کے جنوبی علاقے سے تمہیں موصول ہورہے ہیں۔ یہاں اسلامی اتحاد کے نام سے ایک تنظیم ہے۔ اس تنظیم کے سربراہ اور دوسرے عہدے دار بھی میری یہاں موجودگی کی گواہی دیں گے۔ ایسے ثبوت اور گواہی کے بعد بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنے کا جواز نہیں رہے گا لہٰذا تمہارے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کا پیچھا چھوڑ دو اور میرے پیچھے آؤ۔"

ہمارے متحد رہنے والے دشمن ممالک کے حکمران یہ ماننے کو تیار نہیں تھے کہ میں بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہوں، وہاں سے ہزاروں میل دور ازبکستان کے جنوبی علاقے میں پہنچا ہوا ہوں۔

وہ بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ اگر یہ مان لیتے کہ میں وہاں نہیں ہوں تو انہیں اس ادارے پر حملہ کرنے کا کوئی بہانہ نہ ملتا، میں نے اپنا موجودہ پتا ٹھکانا بتا دیا تھا لیکن وہ یقین نہیں کررہے تھے۔ اس بات پر بضد تھے کہ ان کے جاسوس ادارے کے اندر آئیں گے اور مجھے تلاش کریں گے۔

ہم مخصوص چینلز سے اور دوسرے ذرائع سے ساری دنیا کو بتارہے تھے، امریکا اور اس کے اتحادی ممالک سے فون اور فیکس کے ذریعے رابطہ کررہے تھے۔ یہ ان کی ضد تھی کہ پہلے بابا صاحب کے ادارے میں مجھے ضرور تلاش کریں گے۔ ازبکستان کے اعلیٰ حکام سے کہہ رہے تھے کہ میں وہاں موجود ہوں تو مجھے فوراً حراست میں لیا جائے، ان اتحادی ممالک کے نمائندے اور جاسوس وہاں پہنچ کر اپنی آنکھوں سے مجھے دیکھیں گے۔ ہر پہلو سے میرا معائنہ کریں گے تب میرے فرہاد علی تیمور ہونے کا یقین کریں گے۔

یوں تو کئی جاسوس بھیس بدل کر بابا صاحب کے ادارے میں گھسنے کی کوششیں کرتے رہتے تھے لیکن اس ادارے کے اندر قدم نہیں رکھ پاتے تھے۔ اگر اندر پہنچ بھی جاتے تو ناکام ہوکر واپس جاتے تھے۔ پچھلے دنوں ہمارے ادارے کا ایک مکینک دو دنوں کی چھٹی لے کر پیرس گیا تھا۔ وہاں ایک دشمن جاسوس نے اس بے چارے کو ٹریپ کرکے ہلاک کردیا تھا پھر پلاسٹک سرجری کے ذریعے خود کو مکینک بنالیا تھا۔ صورت شکل کے علاوہ لب و لہجے کی بھی خوب نقالی کی تھی اور بڑی کامیابی سے وہی مکینک بن کر ہمارے ادارے کے اندر چلا آیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے میں کبھی کوئی دشمن چھپ کر داخل نہ ہوسکا، چھپنے والوں کو روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے پہچان لیا جاتا تھا۔

اسے بھی پہچان لیا گیا، بظاہر اس کا محاسبہ نہیں کیا گیا۔ ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں رہ کر ہمارے بارے میں معلومات حاصل کررہے ہوں گے، ہم نے کسی سوال اور جواب کے بغیر اسے غائب دماغ بنادیا اور اس کے اندر رہنے والوں نے اس پر دوبارہ تنویمی عمل کیا تاکہ اسے پھر سے حاضر دماغ بناکر اس کے ذریعے مجھے وہاں تلاش کرسکیں لیکن وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے مقابلے میں اپنا مقصد حاصل نہ کرسکے۔

اس کا برین واش کردیا گیا، اس کا لب ولہجہ گم کردیا گیا۔ اس کے بعد وہ دشمن پھر اس کے اندر نہ آسکے۔ میں نے اس پر تنویمی عمل کیا، اپنا لب ولہجہ، اپنا طور طریقہ اور اپنی تمام عادتیں اس کے دماغ میں نقش کردیں۔ ادارے کے ماہرین نے اس کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی اور اسے سر سے پاؤں تک فرہاد علی تیمور بنادیا۔ وہ مجھے تلاش کرنے اور دیکھتے ہی ہلاک کرنے آیا تھا اور اب خود ہی فرہاد علی بن چکا تھا۔ اب نہ تو اس کے یار و مددگار اسے پہچان سکتے تھے اور نہ ہی وہ خود کو پہچان سکتا تھا۔

بڑے بڑے ممالک اور کئی بڑے عالمی اداروں نے اصرار کیا کہ اتحادی ممالک کے سراغ رسانوں کو ادارے میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔

ہم نے اجازت دے دی۔ اس ڈمی فرہاد کو وہاں اس طرح چھپا کر رکھا کہ تلاش کرنے والے اس پر شبہ کریں پھر فرہاد کی حیثیت سے پہچان لیں۔ امریکا، روس، جرمنی، برطانیہ اور فرانس کے کئی جاسوس وہاں آئے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے کو پہلی بار اندر سے دیکھ رہے تھے۔ راسپوٹین، کوبرا اور آٹھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان سراغ رسانوں کے اندر موجود تھے۔

وہ سب حیرانی سے سوچ رہے تھے کہ وہاں کیا دیکھیں اور کیا نہ دیکھیں۔ وہاں کئی میل تک ایک خوبصورت ماڈرن شہر آباد تھا۔ خوبصورت رہائشی مکانات تھے، تعلیم و تربیت کے بڑے بڑے ادارے تھے۔ ایک بہت بڑی سائنس لیبارٹری تھی۔ تکنیکی مہارت حاصل کرنے کے لیے مختلف شعبوں کی کئی عمارتیں تھیں۔ ایک بہت خوبصورت مسجد اور ایک بڑا دارالعلوم تھا۔ وہاں کوئی ایسی عورت، کوئی ایسا مرد اور کوئی ایسا بچہ نہیں تھا جو کسی نہ کسی شعبے میں مہارت حاصل نہ کررہا ہو۔

وہ تمام جاسوس صبح سے شام تک اس ادارے کے سحر میں جکڑے رہے تھے۔ ان کے اندر رہنے والے خیال خوانی کے ذریعے وہاں کے ایک ایک شخص کو ٹٹول رہے تھے۔ اس ادارے کے ہیلی پیڈ پر تین ہیلی کاپٹر کھڑے ہوئے تھے۔ اس ادارے کے مکینک وغیرہ وہاں اپنے کام میں مصروف تھے۔ ان سراغ رسانوں نے وہاں کے عملے کے ایک ایک فرد سے ملاقات کی۔ ایسے ہی وقت انہیں ڈمی فرہاد پر شبہ ہوا۔

انہوں نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے کہا "ہم آپ کے اس مکینک کو حراست میں لے رہے ہیں۔

یہاں اس کا معائنہ کریں گے۔ ہمیں شبہ ہے کہ یہ ماسک میک اپ میں ہے۔"

ہمارے ادارے کے انچارج اور دوسرے عہدے داروں نے اس کی حراست پر اعتراض کیا' ان سے کہا "یہ ہمارا برسوں پرانا مکینک ہے' یہی اس کا اصلی چہرہ ہے۔ اس نے ماسک نہیں پہنا ہے۔"

انٹرنیٹ سے تعلق رکھنے والے کئی نیوز چینلز کے رپورٹر اور کیمرا مین آئے ہوئے تھے۔ مجھے تلاش کرنے کے سلسلے میں جو کچھ ہو رہا تھا' وہ اسے لائیو پروگرام کے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ دنیا دیکھ رہی تھی کہ ایک مکینک پر فرہاد ہونے کا شبہ کیا جا رہا ہے۔ ہم یونہی دکھاوے کے طور پر اعتراض کر رہے تھے۔ آخر اس مکینک کو ان کی حراست میں دے دیا۔

وہ اسے ایک لیبارٹری میں لے گئے۔ یہ سب کچھ مختلف چینلز کے ذریعے دکھایا جا رہا تھا۔ اس ڈمی فرہاد کے چہرے کا بغور معائنہ کیا جا رہا تھا پھر معلوم کر لیا گیا کہ کس طرح ماسک چڑھایا گیا ہے۔ انہوں نے اس ماسک کو اتار دیا۔ انہیں ایک اجنبی چہرہ دکھائی دیا۔ وہ یقین کرنے والے تھے کہ جو چہرہ سامنے آیا ہے' وہی اصلی ہے۔ ایسے وقت اعلیٰ بی بی نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبر سات کی زبان سے کہا "یہ دھوکا ہے۔ اس چہرے کے پیچھے بھی ایک چہرہ چھپا ہوا ہے۔"

وہ سات نمبر ایک جاسوس کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اس جاسوس نے دوسرے سراغ رسانوں سے کہا "یہ چہرہ بھی اصلی نہیں ہے۔"

یہ سن کر دوسرے بھی شبہ کرنے لگے۔ ان میں سے کئی جاسوسوں نے کہا "میک اپ ریموور (REMOVER) سے اس کے چہرے کو صاف کیا جائے' ابھی پتا چل جائے گا۔"

وہ یہی کرنے لگے۔ کئی انٹرنیٹ چینلز کے ذریعے دنیا والے دیکھ رہے تھے۔ میک اپ ریموور کے ذریعے چہرہ دُھل رہا تھا اور میرا چہرہ سامنے آ رہا تھا۔ نیوز رپورٹرز ہاتھوں میں مائیک لیے اپنے اپنے چینلز سے چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے "یہ ہیں مسٹر فرہاد علی تیمور۔ یہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کا نام سب ہی جانتے ہیں جو چہرے سے نہیں پہچانتے تھے' آج انہیں اسکرین پر دیکھ سکتے ہیں۔"

ڈمی فرہاد کے چاروں طرف کیمرے تھے۔ وہ ہر زاویے سے فرہاد علی تیمور کو دنیا والوں کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ ایک جاسوس کہہ رہا تھا۔ "آخر ہم نے فرہاد کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ جیسا کہ ناظرین جانتے ہیں' فرہاد پر کئی بدترین دہشت گردی کے الزامات ہیں۔ ہم اس ملزم کو گرفتار کر کے یہاں سے لے جا رہے ہیں۔"

بابا صاحب کے ادارے کے انچارج نے کہا "ہم اس شرط پر فرہاد کو ان کی کسٹڈی میں دے رہے ہیں کہ وہ باقاعدہ عدالت میں مقدمہ چلائیں گے اور اس مقدمے کی کارروائی دنیا والوں کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔"

اتحادی ممالک کے ایک نمائندے نے کہا "ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ فرہاد علی تیمور پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس کے خلاف ٹھوس ثبوت پیش کیے جائیں گے۔ جرم ثابت ہونے پر قرار واقعی سزا دی جائے گی ورنہ باعزت بری کر دیا جائے گا۔"

بابا صاحب کے ادارے کے باہر امریکی اور اس کے اتحادی ممالک کی فوجیں بالکل تیار کھڑی تھیں۔ اگر ادارے والے مجھے ان کے حوالے کرنے سے انکار کرتے تو وہ اس ادارے پر زمینی اور فضائی حملے شروع کر دیتے۔

وہ یہی توقع کر رہے تھے لیکن ہم نے ان کی توقع کے خلاف ڈمی فرہاد کو ان کے حوالے کر دیا۔ وہ حیران تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ ہماری کوئی چال ہو سکتی ہے مگر وہ ہماری چالبازی ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ ساری دنیا دیکھ رہی تھی کہ انہوں نے مجھے گرفتار کیا ہے اور یہ ثابت نہیں کر سکتے تھے کہ اس ڈمی فرہاد کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی گئی ہے۔

اگر کوئی اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائے تو پھر اس کے پیچھے گم ہو جانے والے اصلی چہرے کو سامنے نہیں لایا جا سکتا۔ اگر وہ اپنا اصلی چہرہ واپس لانا چاہے گا تو اسے دوبارہ پلاسٹک سرجری کرانی ہو گی۔

ہمارے تمام دشمنوں کو شبہ تھا کہ ہم اس طرح انہیں دھوکا دے سکتے ہیں۔ کسی ڈمی فرہاد کو ان کے حوالے کر سکتے ہیں۔ وہ تمام دنیا والوں کے سامنے میری گرفتاری کا تماشا دکھا چکے تھے۔ دنیا دیکھ رہی تھی کہ ان کی حراست میں فرہاد علی تیمور ہے۔ اب یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہی تھی کہ وہ دھوکا کھا رہے ہیں۔

امریکی اکابرین نے اپنے اتحادیوں سے کہا "ہم فرہاد علی تیمور کو اپنی کسٹڈی میں رکھ کر اسے دماغی طور پر کمزور بنائیں گے پھر تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول بنا کر اس سے اس کی اصلیت معلوم کریں گے۔"

فرانس کے ایک حاکم نے کہا "ہم نے جسے گرفتار کیا ہے۔ اگر اسے تنویمی عمل کے ذریعے فرہاد بنایا گیا ہے تو ہمارے تنویمی عمل کرنے والے اس پہلے تنویمی عمل کو مٹا دیں گے پھر وہ ڈمی فرہاد ہو گا تو اس کی اصلیت سامنے آ جائے گی۔"

وہ نہیں جانتے تھے کہ اس ڈمی فرہاد پر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے عمل کیا گیا ہے۔ وہ اس عمل کو کسی طور مٹا نہیں سکتے تھے۔ وہ چاہے جیسی بھی کوششیں کر لیتے' یہ ہرگز معلوم نہ کر پاتے کہ وہ ڈمی فرہاد کو لے گئے ہیں اور دنیا والوں سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ انہوں نے دھوکا کھایا ہے۔ اب تو انہیں اس ڈمی فرہاد پر مقدمہ چلانا تھا اور اسے قرار واقعی سزا دینی تھی۔ ہم فرہاد کو ان کے حوالے کر چکے تھے۔ اب بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنے کا جواز ان کے پاس نہیں تھا۔

○☆○

الپا نے بن یہودہ پر اعتماد کیا تھا۔ اسے اپنے پاس کراچی بلایا تھا۔ وہ الپا کی خواہش کے مطابق اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کرنے والا تھا تاکہ کوئی دوست یا دشمن اس کے دماغ میں نہ آ سکے۔

الپا جیسی چالاک عورت کسی پر اندھا اعتماد نہیں کر سکتی تھی۔ خود پر تنویمی عمل کرانے کے سلسلے میں اس نے بظاہر بن یہودہ پر اعتماد کیا تھا لیکن در پردہ اس کی نگرانی کرائی تھی۔ یوں نگرانی کرانے کے باوجود وہ دھوکا کھا سکتی تھی۔ ایسے وقت کبریا نے اسے بن یہودہ کے فریب سے بچایا تھا۔

اس نے بن یہودہ کو اپنے قابو میں کیا تھا۔ اس کی جگہ خود الپا پر مختصر سا تنویمی عمل کیا تھا۔ ایک مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر کے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ جناب تبریزی نے پھر اسے ایک بار فریب کھانے سے بچایا ہے اور اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ آئندہ کوئی اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اس کے اندر نہیں آ سکے گا۔

وہ بہت خوش تھی۔ اس بات پر فخر کر رہی تھی کہ جب بھی اس پر بڑی بڑی مصیبتیں آتی ہیں تو جناب تبریزی اس کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی اسے کسی کی معمولہ بننے نہیں دیتے۔ بن یہودہ نے اسرائیلی اکابرین کی باتوں میں آ کر اسے دھوکا دینا چاہا تھا۔ اس نے اسے جہنم میں پہنچا دیا۔

اب الپا کو ہر طرف سے اطمینان تھا' آئندہ کوئی اس کے اندر نہیں آ سکتا تھا اور نہ ہی یہ کوئی معلوم کر سکتا تھا کہ وہ پاکستان کے شہر کراچی میں ہے' آرام سے زندگی گزار رہی ہے۔ وہ خیال خوانی نہ کرتی تب بھی بڑے عیش و آرام سے رہ سکتی تھی لیکن وہ جناب تبریزی سے بہت زیادہ متاثر ہو چکی تھی۔ میرے لیے اور بابا صاحب کے ادارے کے لیے کوئی بڑا کام کرنا چاہتی تھی۔ اس نیک مقصد کے لیے وہ خیال خوانی کے ذریعے امریکیوں اور ان کے اتحادیوں کے اندر چپ چاپ پہنچنے لگی۔

اس نے یہی کچھ معلوم کیا جو میرے ساتھ ہو رہا تھا۔ اس نے کئی نیوز چینلز پر میری ڈمی کو دیکھا تھا اور سمجھ رہی تھی کہ وہ میں ہی ہوں۔ اس نے پریشان ہو کر میرے دماغ میں آنا چاہا لیکن وہ اسی ڈمی کے دماغ میں پہنچ گئی کیونکہ میرا لب و لہجہ بدل گیا تھا اور سابقہ لب و لہجہ ڈمی کے دماغ پر نقش ہو گیا تھا۔

اس نے میری گرفتاری پر احتجاج کیا تھا۔ میری ڈمی سے پوچھا تھا "فرہاد صاحب' یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ خود کو دشمنوں کے حوالے کیوں کر رہے ہیں؟ بابا صاحب کے ادارے سے بھی اعتراضات نہیں کیے جا رہے ہیں؟"

ڈمی فرہاد نے میری مرضی کے مطابق جواب دیا۔ "جناب تبریزی کے پاس جاؤ' تمہیں جواب مل جائے گا۔"

اس نے جناب تبریزی کو بڑے ادب سے مخاطب کیا "محترم و معظم! میں آپ کے قدموں کی خاک ہوں' آپ کی دعائیں چاہتی ہوں۔ خدا مجھے مسلمانوں سے محبت کرنے اور ان کے کام آنے کی توفیق عطا کرے۔"

انہوں نے کہا "آمین۔ تم پریشان ہو کہ فرہاد کو دشمنوں کے حوالے کیا جا رہا ہے اور تمہارے ذہن کے ایک گوشے میں یہ بات بھی ہے کہ یہ ہماری ایک حکمتِ عملی ہے' وہ ایک ڈمی فرہاد ہے۔"

"جی ہاں' میں یہی سوچ رہی تھی۔ فرہاد صاحب اتنے کمزور نہیں ہیں کہ اتنی آسانی سے دشمن انہیں پکڑ کر لے جائیں۔ حضور! آپ مجھے کچھ ہدایت کرنا چاہیں گے؟"

انہوں نے فرمایا "انصاف کے تقاضے پورے کیا کرو۔ یہ نہ دیکھو کہ کون مسلم ہے اور کون غیر مسلم' جو حق پر ہو اس کے کام آتی رہو۔ اب جاؤ' میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ خدا تمہیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی پھر ان سراغ رسانوں کے دماغوں میں جانے لگی جو ڈمی فرہاد کو گرفتار کر کے لے گئے تھے۔ انہوں نے اسے میامی کے ایک عالمی کیمپ میں پہنچا دیا تھا۔ ایک قلعہ نما عمارت کی مضبوط چار دیواری میں قیدی بنا کر رکھا تھا۔ وہاں ایک عامل اس پر تنویمی عمل کر رہا تھا۔ اس ڈمی کے اندر چھپی ہوئی باتیں معلوم کی جا رہی تھیں۔

ایسے وقت آرمی کے اعلیٰ افسران اور اتحادی ممالک

کے نمائندے دوسرے کمرے میں ٹی وی اسکرین کے سامنے تنویمی عمل کا منظر دیکھ رہے تھے۔ عامل کے سوالات اور ڈمی فرہاد کے جوابات سن رہے تھے۔

عامل اس سے کہہ رہا تھا "تمہارا نام فرہاد نہیں ہے۔"

"میرا نام فرہاد ہے۔"

"تمہارے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی گئی ہے۔ پھر تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں فرہاد بنایا گیا ہے۔"

"میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے چہرے پر پلاسٹک سرجری نہیں کی گئی ہے۔ یہ میرا اصلی چہرہ ہے، مجھ پر کسی نے تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔"

وہ عامل مختلف پہلوؤں سے گھما پھرا کر ایسے ہی سوالات کر رہا تھا۔ اس سے کسی بھی طرح اگلوانا چاہتا تھا کہ وہ فرہاد نہیں ہے لیکن ڈمی فرہاد بضد تھا کہ وہ فرہاد ہے۔

عامل نے ان نمائندوں کے پاس آکر کہا "آپ حضرات میرا تنویمی عمل دیکھ رہے تھے، میں مطمئن ہوں کہ یہ فرہاد علی تیمور ہے۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "تنویمی عمل دماغ کے اندر چھپے ہوئے حقائق کو باہر نکال لاتا ہے۔ اگر یہ ڈمی فرہاد ہوتا تو اس عمل کے نتیجے میں ظاہر ہوجاتا۔"

وہاں دوسرے چھ عامل بھی بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا "ہم یہ تنویمی عمل دیکھ رہے تھے۔ ابھی اس پر بڑی مہارت سے عمل کیا گیا ہے۔ اگر عمل کے دوران میں کوئی غلطی ہوتی تو ہم ٹوک دیتے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ اسے فرہاد علی تیمور تسلیم کرلینا چاہیے۔"

ایک ملک کے نمائندے نے کہا "ہم نے روحانی ٹیلی پیتھی کے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔ ہوسکتا ہے، انہوں نے اس پر کسی طرح کا روحانی عمل کیا ہو؟"

ان عمل کرنے والوں نے کہا "ہم روحانی ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں البتہ روحانی علوم پر یقین رکھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے اس پر کسی طرح کا روحانی عمل کیا گیا ہو۔"

ایک عامل نے کہا "ہر عمل کا توڑ ہوتا ہے۔ روحانی عمل کا بھی توڑ ہوسکتا ہے۔ میں ابھی عمل کرتا ہوا فرہاد کے تحت الشعور تک پہنچ گیا تھا۔ اس طرح میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس پر روحانی عمل کیا گیا تھا تو میں اس کا توڑ کرچکا ہوں۔"

وہ ان سب کو یقین دلا رہا تھا لیکن ان کے دلوں میں روحانی ٹیلی پیتھی کھٹک رہی تھی۔

جادو ٹونے اور روحانیت وغیرہ کو سب ہی مانتے ہیں لیکن دنیا کی کسی عدالت میں ان کے عمل اور ردِعمل کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہے جو ظاہری ٹھوس ثبوت ہوتے ہیں، ان کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔

امریکا اور اس کے اتحادی، پولیس، آرمی، انٹیلی جنس اور قانون کا بول بالا رکھنے والے تمام اداروں سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ ڈمی ہے اور روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے فرہاد بنایا گیا ہے۔ تمام دنیا نے مختلف چینلز کے ذریعے مجھے اسکرین پر دیکھا تھا۔ وہ مجھے فرہاد علی تیمور تسلیم کرنے کے بعد ہی گرفتار کرکے لے گئے تھے۔ اب یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے والوں نے مجھے ان کے حوالے نہیں کیا تھا۔

الپا نے ہنستے ہوئے امریکی اکابرین سے کہا "تم لوگوں نے مختلف چینلز کے ذریعے فرہاد کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوششیں کیں پھر دنیا والوں کو یہ تماشا دکھایا کہ اسے بابا صاحب کے ادارے سے گرفتار کرکے لے گئے ہو، تم نے فرہاد کو کچا چبا جانے اور نگل جانے کی کوشش کی لیکن وہ ہڈی کی طرح تمہارے گلے میں اٹک گیا ہے۔ اب نہ تو اسے نگل سکتے ہو نہ اگل سکتے ہو۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "تم ہمیں الجھنوں اور پریشانیوں میں دیکھ کر خوش ہورہی ہو یعنی یہ ثابت کررہی ہو کہ مسلمانوں کی حمایتی بن چکی ہو، کیا اب اپنی یہودی قوم اور اپنے وطن اسرائیل کے لیے کام نہیں کررہی ہو؟"

"تم لوگوں کی طرح میرے ملک کے اکابرین بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں جبکہ میں آج بھی یہودی ہوں۔ مذہب کوئی سا بھی ہو، ہمیں ایک مکمل انسان بننے کی کوششیں کرنا چاہییں۔ میں ہر ملک، ہر قوم اور ہر مذہب کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کروں گی۔"

"تو پھر انصاف کے تقاضے پورے کرو۔ ہم دہشت گرد فرہاد کو اس دنیا سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اس نیک کام میں ہمارا ساتھ دو۔"

"فرہاد نے ہمیشہ اپنے بچاؤ کے لیے تم لوگوں کے خلاف تخریبی کارروائیاں کی ہیں۔ تم اسے دہشت گردی کہتے ہو تو پھر تمہاری کارروائیوں کو کیا کہا جائے گا؟ تم نے کئی چھوٹے بڑے ملکوں میں فوجی کارروائیوں کے ذریعے شہر کے شہر تباہ کردیے۔ ہزاروں عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو ہلاک کیا۔ زخمی اور اپاہج بنایا، کیا یہ بدترین دہشت گردی نہیں ہے؟"

"تمہارے منہ میں جناب تبریزی کی زبان بول رہی ہے۔ اس ادارے والے بھی ایسے ہی حوالوں سے ہمیں دہشت گرد کہہ رہے تھے۔"

ایک اتحادی ملک کے نمائندے نے کہا "تم ہمارے لیے نہ سہی، اپنے ملک اور اپنی یہودی قوم کی خاطر ابھی ہمارا ساتھ دو اور ہمیں سچ بتاؤ کہ ہماری حراست میں فرہاد علی تیمور ہے یا اس کی ڈمی ہے؟"

الپا نے کہا "اگر وہ فرہاد کی ڈمی ہوتی تو میں آرام سے اپنی جگہ بیٹھی رہتی۔ وہ فرہاد ہے اس لیے تم سب کو سمجھانے آئی ہوں۔ اس کے خلاف مقدمہ چلاؤ لیکن عدالت میں یہ تسلیم کرلو کہ وہ دہشت گرد نہیں ہے۔ اسے باعزت طور پر بری کردو ورنہ میری مخالفت تم لوگوں کو بہت مہنگی پڑے گی۔"

"کیا تم ہمیں دھمکی دینے آئی ہو؟"

"سمجھانے آئی ہوں، وہ وقت نہ آنے دو جب میری دھمکی تمہارے لیے دھماکا بن جائے۔"

"اس دھمکی سے صاف ظاہر ہے کہ تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں پناہ مل گئی ہے اور ان کے لیے کام کررہی ہو۔ تم کیا سمجھتی ہو۔ اگر یہ فرہاد ہے تو کیا تم یا بابا صاحب کا ادارہ اسے سزائے موت سے بچالو گے؟"

"تم مجھ سے اگلوانا چاہتے ہو کہ ہم فرہاد کو بچانے کے لیے کیا کرنے والے ہیں؟ میں نہیں جانتی کہ بابا صاحب کے ادارے والے کیا کریں گے؟ لیکن .... یہ جانتی ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔"

وہ سب پریشان ہوگئے۔ اس کے لہجے میں چیلنج تھا کہ وہ کچھ کرنے والی ہے۔ برطانیہ کے ایک حاکم نے پوچھا "تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

اسرائیل کے ایک آرمی افسر نے کہا "تم پیدائشی یہودی ہو، محبِ وطن ہو۔ ہم تمہیں یہودی قوم کی بھلائی کا واسطہ دیتے ہیں۔ اگر ہماری حمایت نہ کرو تو مخالفت بھی نہ کرو۔"

فرانس کے ایک حاکم نے کہا "معلوم تو ہو کہ تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

الپا نے جواب دیا "عدالت میں فرہاد کی پیشی ہونے تک میں تمہارے چور خیالات پڑھتی رہوں گی۔ تم لوگوں کے اندر چھپی ہوئی باتیں معلوم کرتی رہوں گی۔ اگر تم لوگوں نے عدالت پر دباؤ ڈال کر فرہاد کو خوا مخواہ دہشت گرد ثابت کیا تو میں اس عدالت کے جج اور اراکینِ جیوری کے دماغوں میں گھس کر فرہاد کو ایک صلح پسند اور پُرامن شہری ثابت کراکے اسے تمام الزامات سے بری کراؤں گی۔ تم میں سے کوئی اسے دہشت گرد ثابت نہیں کرسکے گا۔"

ایک امریکی حاکم نے کہا "تم بھول رہی ہو کہ ہمارے پاس بھی اچھی خاصی تعداد میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ بھی جج اور جیوری کے دماغوں پر اثر انداز ہوتے رہیں گے۔"

وہ بولی "اگر تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے عدالت میں میری مخالفت کریں گے اور میرے کام میں رکاوٹ پیدا کریں گے تو میں تم سب کے ملکوں میں سیاسی انتشار پیدا کردوں گی، تمہارے تمام ممالک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کردوں گی۔"

"یعنی ہمارے ملکوں میں دہشت پھیلاؤ گی پھر تو ہم عدالت میں یہ کہہ سکیں گے کہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے حمایتی عدالت کے فیصلے سے پہلے ہمارے خلاف انتقامی کارروائیاں کررہے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کریں گے کہ تم فرہاد کی حمایتی ہو، فرہاد نے دہشت گردوں کی جو تنظیم بنائی تھی، اب اس تنظیم کی سربراہ تم ہو۔"

الپا نے کہا "میرے خلاف کچھ بھی کرلو، بس اتنا سمجھ لو، فرہاد کو سزائے موت دینے کی حسرت رہ جائے گی۔ میں اسے تمہاری قید میں نہیں رہنے دوں گی۔ اسے اس طرح غائب کروں گی کہ تم سب اسے ڈھونڈتے ہی رہ جاؤ گے۔ میرا خیال ہے اب اس کے بعد ہمارے درمیان سمجھوتا کرنے والی کوئی گفتگو نہیں ہوگی اس لیے میں جارہی ہوں، اوکے!... دیکھا جائے گا۔"

وہ ان کے ایک آلۂ کار کے دماغ میں رہ کر بول رہی تھی۔ ایک حاکم نے اس آلۂ کار کو دیکھتے ہوئے کہا "الپا! تم چاہو تو سمجھوتا ہوسکتا ہے۔ بس اپنے اندر ایک ذرا سی تبدیلی پیدا کرو۔ ہماری پہلے جیسی الپا بن جاؤ۔ فرہاد کی حمایت سے باز آجاؤ۔"

تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھاگئی۔ وہ سب اس کے جواب کا انتظار کرنے لگے۔ اس آلۂ کار نے کہا "شاید وہ

جاچکی ہے۔ میرے اندر خاموشی ہے۔"

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا' ان میں سے ایک نے مخاطب کیا "الپا! خاموش نہ رہو' ہماری بات کا جواب دو۔ کیا تم اس کے دماغ میں خاموش رہ کر ہماری باتیں سننا چاہتی ہو؟"

وہ واقعی جاچکی تھی۔ انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ آپس میں بولنے لگے۔ وہ اپنی دانست میں مجھے قیدی بنا کر میرا برین واش کرچکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر میں واقعی فرہاد علی تیمور ہوں تو آئندہ خیال خوانی نہیں کرسکوں گا کیونکہ انہوں نے ڈمی فرہاد کو بالکل ہی ناکارہ بنادیا تھا۔ وہ اب اپنے بچاؤ کے لیے یا ان کی قید سے فرار ہونے کے لیے اپنے طور پر کچھ کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

لیکن الپا کی طرف سے اندیشے پیدا ہونے لگے۔ وہ اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مشورے کرنے لگے۔ ان خیال خوانی کرنے والوں نے کہا "ہم نہیں جانتے' الپا عدالتی معاملات میں کیسی چالیں چلے گی' جب اس کی چالبازیاں ظاہر ہوں گی تب ہی ہم جوابی کارروائیاں کرسکیں گے۔"

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبر پانچ نے کہا "ہم یہ معلوم کرنے کی فکر میں ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ ہم سب اسے تلاش کررہے ہیں۔"

نمبر سات نے کہا "ہم اسے تلاش کررہے ہیں۔ ایک بار اس کا سراغ مل جائے تو ہم اسے چاروں طرف سے گھیرلیں گے۔ پھر وہ ہمارے شکنجے سے موت کے بعد ہی نکل سکے گی۔"

ایک بار تین اسرائیلی جاسوس اسے تلاش کرتے ہوئے کراچی پہنچ گئے تھے لیکن الپا نے انہیں اپنا معمول بنالیا تھا۔ ان تینوں نے وہاں سے یہ رپورٹ دی تھی کہ الپا پاکستان میں نہیں ہے۔ اب وہ اسے تلاش کرنے کے لیے مشرقِ بعید کے مختلف ملکوں میں جارہے ہیں۔

ڈمی فرہاد کی گرفتاری سے پہلے میں مختلف ذرائع سے یہ بتاچکا تھا کہ میں ازبکستان کے جنوبی علاقے میں ہوں۔ وہ ڈمی کو گرفتار کرنے کے بعد مطمئن نہیں تھے۔ اس لیے اتحادی ممالک کے تمام جاسوس ازبکستان پہنچ گئے تھے۔

جنوبی ایشیا میں کئی ممالک امریکا کے زیرِ اثر ہیں۔ ان ممالک سے کہا گیا کہ وہ اپنے سراغ رسانوں کو بھی فرہاد کی تلاش میں ازبکستان روانہ کریں۔

الپا ان تمام اہم عہدے داروں کے اندر پہنچ رہی تھی جو امریکی اور اس کے اتحادی ممالک کے سفارت خانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ میرا بیٹا کبریا بھی الپا کے خیالات اور اس کے ارادوں کے مطابق غیر ملکی سراغ رسانوں کے اندر رہا تھا۔ الپا یہ نہیں جانتی تھی کہ کبریا نے اس پر تنویمی عمل کرکے... اسے بن یہودہ جیسے دشمن سے بچایا ہے۔ کبریا اس کے اندر خاموش رہ کر اس کے طریقہ کار کو سمجھتا رہتا تھا۔ ایک طرح سے وہ اس کے ذریعے بہت کچھ سیکھ رہا تھا۔

یوں خیال خوانی کرتے رہنے سے ایک اہم انکشاف ہوا کہ امریکی اور برطانوی سفارت خانے کا جو عملہ ہے اس میں صرف عیسائی نہیں ہیں بلکہ یہودی بھی ہیں اور وہ خود کو امریکی اور برطانوی کٹر عیسائی ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر یہودی ان سفارت خانوں میں بظاہر کئی اہم اور غیر اہم عہدوں پر کام کررہے تھے لیکن وہ حقیقتاً جاسوس تھے۔

اسد خان ایک کروڑ پتی بزنس مین کا بیٹا تھا۔ اس کا بزنس مین باپ اکبر خان جوانی میں صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ اس کے آباؤاجداد بھی مذہبی احکامات کے سختی سے پابند رہتے تھے۔ کہاوت درست ہے کہ جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ اکبر خان ایک انگریز حسینہ کا دیوانہ ہوگیا تھا۔ اس کے باپ دادا نے اسے دیوانگی سے باز رکھنے کی کوششیں کیں۔ اس حسینہ کا نام مارگریٹ تھا۔ اس نے بزرگوں کے اعتراضات کو ختم کرنے کے لیے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد کسی اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ وہ بہو بن کر اس خاندان میں آگئی۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ ان کے رہن سہن' ان کے طور طریقوں میں تبدیلیاں آنے لگیں۔ وہ مارگریٹ سے ماریہ اکبر بن گئی تھی۔ اس نے رسمی طور پر اسلام قبول کیا تھا۔ اکبر خان کو بھی ماڈرن مسلمان بنانے لگی۔ وہ تو پہلے ہی اس کا دیوانہ تھا' اس کے سمجھانے سے یہ سمجھنے لگا کہ پانچوں وقت کی نمازیں ضروری نہیں ہیں۔ کاروباری مصروفیات سے وقت ملے تو ایک آدھ وقت کی نماز پڑھ لینی چاہیے۔ لاکھوں مسلمان شراب بھی پیتے ہیں' عبادت بھی کرتے ہیں لہٰذا عشاء کی نماز کے بعد شراب پی جاسکتی ہے۔

ایمان میں اس طرح تبدیلی آنے لگی کہ منافع کمانا لازمی ہو تو جھوٹ بولا جاسکتا ہے' کم تولا جاسکتا ہے۔ جو مال فروخت کیا جارہا ہے۔ اس میں ملاوٹ کی جائے تو منافع کی شرح بڑھ سکتی ہے۔

آج یہودیوں کے یہی عزائم ہیں کہ مسلمانوں کا مذہب تبدیل نہ کیا جائے' ان کا ایمان کمزور کردیا جائے تو وہ یہودی نہ بنیں مگر یہودی نواز بن جائیں۔ سیاسی معاملات میں یہودیوں کے حامی بنتے رہیں۔

اکبر خان اکلوتا بیٹا تھا' ان بزرگوں کے بعد آئندہ نسل کو بڑھانے والا وہی تھا اور یہ یہودی ہمیشہ نئی نسل پر بڑی محبت سے حملہ کرتے ہیں' یہ بڑی کامیاب حکمتِ عملی ہے۔ اگر ایک نسل اپنے سانچے میں ڈھل جائے تو اس کے بعد آنے والی نسلیں بھی اس سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔

مارگریٹ عرف ماریہ اکبر دراصل عیسائی نہیں یہودی تھی۔ برطانوی سفارت خانے میں عیسائی بن کر آئی تھی۔ اس نے بڑی کامیابی سے اکبر خان کے خاندان پر چھاپا مارا تھا۔ اس نے اکبر خان کے لیے ایک بیٹی اور تین بیٹے پیدا کیے تھے۔ وہ ان چاروں کو اپنے مزاج اور اپنے طور طریقوں کے مطابق ڈھالتی رہی تھی۔

ماریہ اور اکبر خان کی نوجوان بیٹی انیلا اپنی ماں کے نقشِ قدم پر چلتی تھی۔ ماریہ کی یہ کوشش تھی کہ انیلا کی شادی ایسے نوجوان سے ہو جو ان کا ہم خیال بن کر رہے۔ انیلا بھی یہی چاہتی تھی۔ وہ ملک سے باہر تعلیم کے دوران میں یہودی نوجوانوں کے ساتھ وقت گزارتی رہی تھی لیکن محبت ایک قدرتی امر ہے۔ اسے ایک ایسے نوجوان سے عشق ہوگیا تھا جو کٹر مسلمان تھا۔ اسلامی طور طریقوں کے مطابق زندگی گزارتا تھا۔ اس نے پہلی ملاقات میں انیلا سے کہا "مجھ سے دوستی رکھنا چاہتی ہو تو ان لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ وقت نہ گزارو۔ وہ بے لگام ہیں' مختصر لباس پہنتے ہیں۔ کلبوں میں اور سمندر کے کنارے رنگ رلیاں مناتے ہیں۔"

انیلا نے کہا "تم تنگ نظری سے سوچتے ہو۔ موسم اور ماحول کے مطابق مختصر لباس پہنا جاتا ہے۔ شرم و حیا آنکھوں میں ہوتی ہے' تم لباس پر تنقید نہ کرو۔"

"میں تمہاری بہتری کے لیے کہہ رہا ہوں۔ اگر یہ تمہیں بُرا لگتا ہے تو پھر آئندہ بھی میری اچھی باتیں بُری لگتی رہیں گی۔ ہم اچھے دوست بن کر نہیں رہ سکیں گے۔"

وہ بولی "ہم صرف دوست نہیں ہیں۔ ہمارے دل بھی ایک دوسرے کے لیے دھڑکتے ہیں۔ کیا تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے؟"

"محبت ہے' اسی لیے تمہیں اپنی راہ پر لانا چاہتا ہوں۔"

"محبوب وہ ہوتا ہے' جو اپنی محبوبہ کی خامیوں سے بھی پیار کرتا ہے۔"

"محبوب وہ ہوتا ہے' جو خامیوں کو دور کرتا ہے اور محبوبہ کو ایک شاہکار کی طرح تہذیب کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔"

"کچھ میں تمہاری باتیں مانتی رہوں گی' کچھ تم میرے سانچے میں ڈھلتے رہو۔ وعدہ کرو' مجھے کبھی نماز پڑھنے اور روزے رکھنے کو نہیں کہو گے؟"

"نہیں کہوں گا' شرط یہ ہے کہ میں تمہیں دینی تعلیمات کی کتابیں پڑھاؤں گا اور سمجھاؤں گا۔ تم سمجھو گی اور ان تعلیمات پر عمل کرو گی۔"

"عمران! تم مجھے پرانے زمانے کی مسلمان عورت بنانا چاہتے ہو؟"

"کیا میں پرانے زمانے کا مسلمان مرد دکھائی دیتا ہوں؟ میں موجودہ دور کے مطابق لباس پہنتا ہوں۔ اونچی سوسائٹی کی بڑی بڑی تقریبات میں مجھے خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ بے پردہ خواتین سے باتیں کرتا ہوں۔ میرے گھرانے کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں لیکن ملازمت اور بزنس میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔ شرم و حیا کے تقاضے پورے کرتی ہیں۔ خود کو نمائش کی چیز نہیں بناتیں' کیا تم انہیں پرانے زمانے کی مسلمان عورتیں کہو گی؟"

وہ انیلا کی ایسی باتیں ماننے لگا جو خلافِ تہذیب نہیں تھیں اور اسے اپنے سانچے میں رفتہ رفتہ ڈھالنے لگا۔ وہ عمران کی قربت میں دیوانی ہوجاتی تھی۔ اس کی ہدایات پر عمل کرنے لگتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں تبدیلیاں پیدا ہونے لگیں۔ وہ مشرقی تہذیب کے حسن میں ڈھلنے لگی۔

اس کی یہ تبدیلیاں ماریہ کو کھٹکنے لگیں۔ اس نے اکبر خان سے کہا "یہ ہماری بیٹی کو کیا ہوگیا ہے۔ یہ صرف پاکستانی لباس پہننے لگی ہے۔ دوپٹے کو سینے اور سر سے لپیٹے رہتی ہے؟"

اکبر خان نے کہا "میں اس کی تبدیلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ویسے ہمارے ملکی لباس میں بہت پیاری لگتی ہے۔ ابا جان اور دادا جان کے زمانے میں ہمارے گھر کی عورتیں ایسے ہی لباس پہنا کرتی تھیں۔ بیٹی کو دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے پھر وہی تہذیب اور سلیقہ واپس آگیا ہے۔"

ماریہ نے پوچھا "کیا تم تعریفیں کررہے ہو؟ ایسے کپڑے تمہارے خاندان کی بیک ورڈ عورتیں پہنا کرتی تھیں۔ تم میری بیٹی کو کیا بنانا چاہتے ہو؟"

"میں کیا بناؤں گا؟ میرے تمام بچوں کو تم ہی بناتی آرہی ہو۔ ہمارے خاندان اور ہماری تہذیب کا حلیہ بدل دیا ہے۔"

ماریہ نے انیلا سے پوچھا "تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تمہارے فرینڈز شکایتیں کررہے تھے کہ تم گیٹ ٹوگیدر پارٹیز میں نہیں جاتی ہو۔ کسی گرل فرینڈ سے بھی نہیں ملتی ہو' یہ عمران کون ہے؟"

"ایک پولیس افسر ہے۔ بہت ہی ایماندار اور فرض

شناس ہے۔"

"کیا ایمانداری سے اونچی سوسائٹی میں نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے؟ ایمانداری کی قدر صرف مسجدوں اور مدرسوں میں ہوتی ہے۔ ہم ہائی اسٹینس کے لوگ ہیں اور تم ایک جونیئر افسر کو لفٹ دے رہی ہو؟"

"سوری ممی! یہ دل کا معاملہ ہے۔"

"تمہارے لیے یہ دل کا معاملہ ہوگا لیکن وہ کوئی چالباز نوجوان ہے۔ تمہارے جیسی دولت مند لڑکی کو پھانس رہا ہے۔"

"میں اسے کیا دولت دوں گی؟ وہ مجھے ایمان کی دولت دے رہا ہے۔ میں سنتی آئی تھی کہ ہمارے بزرگ عمران کی طرح دیندار تھے۔ میں ڈیڈی سے پوچھتی ہوں' کیا ہمارے گھر کا ماحول پھر اسی طرح پاکیزہ اور ایمان افروز نہیں ہو سکتا؟"

اکبر خان ایسے وقت کشمکش میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ اس کا ضمیر اس سے پوچھتا تھا کہ اس نے اپنے خاندان میں اپنے مذہب کو اسلام اور یہودیت کا ملغوبہ کیوں بنا دیا ہے؟ نصف مسلمانیت' نصف یہودیت۔ آدھا تیتر' آدھا بٹیر جیسے دھوبی کا کتا' نہ گھر کا نہ گھاٹ کا' نہ اسلام کا رہا' نہ یہودیت کا۔

ماریہ یہ نقصان برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے برسوں کی محنت سے اس خاندان کو اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ بڑے بیٹے جبار خان کے بیوی بچے' دوسرے بیٹے نعیم خان کے بیوی بچے' سب ہی ماریہ کے نقش قدم پر چل رہے تھے۔ تیسرا بیٹا اسد خان تھا۔ چوتھی بیٹی انیلا تھی۔ ان سب کے بچے اور پھیلتی ہوئی نسل' نمائشی مسلمان بن کر رہ گئی تھی۔

انیلا اور اسد کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی لیکن ماریہ کے منصوبے کے مطابق یہی ہونے والا تھا۔ جبکہ اچانک بازی پلٹ رہی تھی۔ انیلا اس کی توقع کے خلاف ایسے اسلامی احکامات کی پابند ہوتی جا رہی تھی جو اسے شرم وحیا کی حدود سے باہر نہیں لے جاتے تھے اور وہ ایسا کر کے عمران کا دل جیت چکی تھی۔

دوسری طرف اسد کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو رہا تھا۔ اسے ایک مڈل کلاس کی لڑکی سے محبت ہو گئی تھی۔ وہ ایک اسکول ٹیچر تھی اور طالبات کو اسلامیات پڑھایا کرتی تھی۔ اسد نے پہلے اسے اپنی ماں ماریہ کے رنگ میں رنگنا چاہا لیکن وہ اسکول ٹیچر شائستہ مستقل مزاج تھی۔ وہ اسد کو متاثر کرتی رہی۔ اسد کے آباؤاجداد آخر مسلمان تھے۔ اس کی رگوں میں ان کا لہو دوڑ رہا تھا۔ ان کی تہذیب' روایات پھر یہ کہ شائستہ نے اسے متاثر کیا تو اس میں بھی مثبت تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔

یہ ماریہ جیسی بااثر خاتون کے لیے بہت بڑا چیلنج تھا۔ وہ وسیع ذرائع کی مالک تھی۔ اس کے باقی دو بیٹے اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ ان کے ذریعے وہ شائستہ اور عمران کو جہنم میں پہنچا سکتی تھی۔ پھر اس کی پشت پر ایک مضبوط یہودی لابی تھی جو امریکا تک اثرورسوخ رکھتی تھی اور امریکا کے ذریعے پاکستانی حکام کی نیندیں حرام کر سکتی تھی۔

ماریہ کے حکم سے دوسرے بیٹے نعیم خان نے عمران کو اپنے دفتر میں طلب کیا... پھر گرج کر پوچھا "کیا تم جانتے ہو کہ انیلا میری چھوٹی بہن ہے؟"

"یس سر! میں جانتا ہوں۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی تم اسے محبت کا جھانسا دے رہے ہو؟"

"میں اسے اپنے دین کا بھولا ہوا سبق پڑھا رہا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ اپنی اوقات میں رہو۔ انیلا سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ اس سے فون پر بھی بات نہ کرو۔ ورنہ تم اس ڈیپارٹمنٹ میں تو کیا' کہیں بھی ملازمت نہیں کر سکو گے۔"

"آپ حکم دے رہے ہیں' میں کمبل کو چھوڑ دوں۔ کمبل مجھے نہ چھوڑے تو میں کیا کر سکوں گا؟ آپ اپنی بہن پر پابندیاں عائد کریں۔ کیا ابھی فون پر اسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجھ سے ملنے نہ آیا کرے؟"

"یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ میں اس سے اپنے طور پر بات کروں گا۔"

"آپ کی اونچی سوسائٹی میں سب بے لگام ہیں۔ آپ بہن کو لگام نہیں دے سکیں گے۔ میں نے پیار سے اسے قابو میں کیا ہے۔ پہلے وہ کتنے ہی بوائے فرینڈز سے ملتی تھی۔ آپ کا سر شرم سے نہیں جھکتا تھا۔ اب وہ صرف مجھے اپنا سمجھتی ہے تو بھی آپ کو شرم نہیں آ رہی ہے' صرف غصہ آ رہا ہے کہ بہن اپنی سطح سے نیچے کیوں آئی ہے۔ اپنی سطح پر ہونے والی بے حیائی آپ کے لیے قابلِ قبول ہے۔"

"یو شٹ اپ! تم اپنے اعلیٰ افسر سے گستاخی کر رہے ہو؟"

"آپ اس گستاخی کی سزا دیں گے۔ میرا سروس ریکارڈ خراب کریں گے۔ مجھے اس شہر سے دور کسی ویران علاقے میں ٹرانسفر کر دیں گے۔ میری پیش گوئی سن لیں۔ آپ کی بہن اس ویران علاقے میں بھی چلی آئے گی۔ آپ بہن کے پیچھے پیچھے میرے پاس آئیں گے۔"

عمران اسے سلیوٹ کر کے وہاں سے جانے لگا۔ نعیم خان اسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس نے چپراسی کو حکم دیا "شائستہ کو بھیج دو۔"

چپراسی چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد شائستہ نے آکر اسے سلام کیا۔ اس نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ وہ معمولی کاٹن کے لباس میں مڈل کلاس کی ایک معمولی سی لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ حقارت سے بولا "تم اسکول ٹیچر ہو؟"

"میرا نام شائستہ ہے۔ میں اسکول ٹیچر ہوں۔ ایک چھوٹے سے علاقے کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتی ہوں۔ میری ماہانہ تنخواہ ساڑھے چار ہزار روپے ہے۔ آپ پولیس کے اعلیٰ افسر ہیں۔ میرے بارے میں ساری معلومات پہلے سے حاصل کر چکے ہیں۔ پھر بھی پوچھیں گے لہٰذا پہلے سے بائیوڈیٹا پیش کر رہی ہوں۔"

وہ سخت لہجے میں بولا "زیادہ نہ بولو۔ جتنا پوچھا جائے' اتنا ہی بولو۔ میرا بھائی اسد ابھی کم عمر ہے' نادان ہے' اس کا پیچھا چھوڑ دو۔"

"لڑکیاں اپنی عمر کم بتاتی ہیں۔ آپ بھائی کی عمر جتنی بھی کم کریں۔ وہ مجھ سے دو برس بڑا ہی رہے گا۔ میں اپنا برتھ سرٹیفکیٹ لے کر آئی ہوں۔ کیا آپ دیکھنا چاہیں گے؟"

"تم ضرورت سے زیادہ بولتی ہو۔ میرا حکم سنو اور جاؤ۔ آئندہ تم اسد سے نہیں ملو گی۔ میرے حکم کی تعمیل نہیں کرو گی تو پچھتاؤ گی۔"

شائستہ نے کہا "ابھی میں باہر بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ کی باتیں باہر تک سنائی دے رہی تھیں۔ آپ اپنی بہن کے محبوب کو بھی یہی حکم دے رہے تھے۔ اس نے جواباً آپ سے جو کہا' وہی میں کہتی ہوں۔ میں کمبل کو چھوڑنا چاہوں' تب بھی کمبل مجھے نہیں چھوڑے گا۔ اسد میرے پیچھے دنیا کے آخری سرے تک آئے گا۔"

"تم دنیا کے آخری سرے تک نہیں۔ اس دنیا ہی سے جاؤ گی۔ یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے۔ جاؤ یہاں سے۔"

"میں ٹیچر ہوں۔ قوم کے نونہالوں کو تعلیم دیتی ہوں اور آپ بڑی حقارت سے بول رہے ہیں۔ میں آپ کے خلاف کسی سے شکایت بھی نہیں کر سکتی۔ آخر پولیس والے جو ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ باہر آ گئی۔ اس عمارت کے باہر عمران کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر بولا "میں نے آئی جی صاحب کے آفس میں تمہاری باتیں سُنی ہیں۔ تم بہت دلیر ہو۔ تم نے اتنے بڑے افسر کو کھری کھری سنائی ہے۔"

"تم نے بھی جونیئر افسر ہو کر اپنے سینئر کو [illegible] ہے۔ دراصل پیار سب سے طاقتور جذبہ ہے۔ یہ [illegible] کے سامنے جھکنے نہیں دیتا۔ میرا نام شائستہ ہے' تمہارا نام؟"

"مجھے عمران کہتے ہیں۔ یہ بہت مغرور لوگ ہیں۔ ہم صرف کمتر ہوتے تو یہ ہمیں شاید اپنے برابر لا کر تمہیں بہو اور مجھے داماد بنا لیتے... مگر انہیں میرے کٹر مسلمان ہونے پر اعتراض ہے اور تم معلمہ ہو اس لیے وہ تمہیں بھی مسترد کر رہے ہیں۔"

"کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہم اسلام کے نام لیوا ہیں لیکن یہودی اور عیسائی ہم پر مسلط رہتے ہیں۔ وہ ہم سے زیادہ اثرورسوخ کے مالک ہیں۔ ایسے اختیارات والے عہدوں پر ہیں کہ ہمیں مسلمان ہونے کی سزائیں دے سکتے ہیں۔"

عمران نے اپنی جیپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میرے ساتھ چلو۔ جہاں کہو گی پہنچا دوں گا۔"

وہ اس کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر چلی گئی۔ نعیم خان اپنے آفس میں بیٹھا شائستہ اور عمران کے خلاف سوچ رہا تھا۔ فون کی گھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ وہ ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بولا "ہیلو...؟"

دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم بھرائی ہوئی آواز سنائی دی "میں ہوں... جے وی شوٹر..."

یہ نام سنتے ہی نعیم خان نے بڑے ادب سے کہا "یس سر! میں ہوں آپ کا خادم۔"

جے وی شوٹر نے کہا "ابھی وہ دونوں آئے تھے۔ کیا وہ ہمارے راستے سے ہٹ جائیں گے یا ہٹانا ہوگا؟"

"ہٹانا ہوگا۔ میں پلاننگ کر رہا ہوں۔ اس شہر کے بدترین مجرم میرے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ ان میں سے کوئی شائستہ کو اغوا کر کے کسی ویرانے میں لے جائے گا۔ وہاں اس کی عزت کی دھجیاں اڑائے گا پھر اسے قتل کر دے گا۔"

"ہوں' ایسی لڑکیوں کا انجام یہی ہونا چاہیے لیکن عمران پولیس افسر ہے۔ اس کے خلاف کیا کر سکو گے؟"

"نو پرابلم سر... آپ کی تنظیم کا ایک رکن جیکب ملک دشمن سرگرمیوں کے باعث گرفتار ہوا ہے۔ اس پر مقدمہ چلے گا تو اسے سزائے موت ہو سکتی ہے۔"

"میں نے حکم دیا تھا کہ اسے کسی طرح رہا کرایا جائے۔ جیکب ہمارے بہت کام کا آدمی ہے۔ اس کے لیے کیا کر رہے ہو؟"

"جیلر سے خفیہ طور پر معاملات طے ہو چکے ہیں۔ کل

جیکب کو دوسری جیل میں منتقل کیا جائے گا۔ ایسے وقت اسے فرار ہونے کا موقع ملے گا۔ اس کے پاس ہتھیار بھی پہنچائے جائیں گے۔ اس وقت عمران ڈیوٹی پر ہوگا۔ جیکب کے فرار ہونے پر پولیس مقابلہ ہوگا۔ اس کاؤنٹر فائرنگ میں ہمارے آدمی عمران کو گولی ماردیں گے۔"

"نائس پلاننگ۔ کل تک دونوں کو ٹھکانے لگادو' وِش آل!"

جے وی شوٹر نے فون بند کردیا۔ وہ یہودی خفیہ تنظیم کا سربراہ تھا۔ اسلام آباد کے ایک شاندار بنگلے میں رہتا تھا۔ وہاں سے کراچی تک اپنی تنظیم کے معاملات کو سنبھالتا تھا۔ پاکستان میں امریکا کی اندھی حمایت کرنے والے جتنے مسلمان تھے' ان سب سے جے وی شوٹر کا رابطہ رہتا تھا۔ وہ بظاہر امریکی مفادات کے لیے کام کرتا تھا لیکن درپردہ یہودی پالیسیوں پر عمل کرتا تھا۔ ان کی بنیادی پالیسی یہی تھی کہ اونچے طبقوں میں اسلامی تہذیب اور طور طریقوں میں تبدیلیاں لاکر انہیں ماڈرن مسلمان بنایا جائے۔ وہ مسلمان ہی رہیں لیکن یہودی نواز رہیں۔

اکبر خان کا پورا خاندان درپردہ یہودی نواز تھا۔ آئندہ نسلیں بھی اسلامی تہذیب کو بھول رہی تھیں۔ ایسے وقت اس خاندان میں انیلا اور اسد مسائل پیدا کررہے تھے۔ اسلامی طور طریقوں پر عمل کرنے لگے تھے۔ یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ اپنے خاندان کے دوسرے افراد کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیں گے۔

جے وی شوٹر نے ماریہ اور اکبر خان کو حکم دیا "انیلا اور اسد کو سمجھاؤ۔ اگر وہ ہماری پالیسی کے خلاف رہیں گے تو ان دونوں کو گولی ماردی جائے گی۔ ان دو مچھلیوں کو پورا تالاب گندہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

ماریہ نے پریشان ہوکر کہا "سر! ان بچوں کو میں نے جنم دیا ہے۔ آپ انہیں سزائے موت دینے کی بات نہ کریں۔ میں ایک ماں ہوں' میری تمام عمر کی خدمات کو پیشِ نظر رکھ کر فیصلہ کریں۔"

اکبر خان نے کہا "سر! یہ دونوں نادان ہیں۔ انہیں شائستہ اور عمران بہکا رہے ہیں۔ اگر ان دونوں کو خاک میں ملادیا جائے' انہیں ہمارے بچوں سے ہمیشہ کے لیے دور کردیا جائے تو پھر یہ ہمارے ہی طور طریقوں پر چلتے رہیں گے۔"

جے وی شوٹر نے کہا "ٹھیک ہے۔ میں تمہارے بچوں کو سنبھلنے کا موقع دیتا ہوں۔ شائستہ اور عمران کو ٹھکانے لگادیا جائے گا۔ اس کے بعد بھی انیلا اور اسد اسلامی احکامات پر عمل کریں گے تو انہیں بھی موت کی نیند سلادیا جائے گا۔"

ماریہ اور اکبر خان اپنے بچوں کی زندگی چاہتے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے نعیم خان نے انہیں اطمینان دلایا کہ وہ اپنی بہن اور بھائی کی سلامتی کے لیے شائستہ اور عمران کو ٹھکانے لگادے گا۔

وہ اسی منصوبے پر عمل کررہا تھا۔ اس نے دو خطرناک مجرموں کو طلب کیا۔ وہ دونوں اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کرحاضر ہوگئے۔ خوش ہوکر کہنے لگے "حضور نے بہت دنوں بعد یاد کیا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔"

نعیم نے شائستہ کی تصویر انہیں دی۔ اس کا نام اور پتا بتایا پھر کہا "اسے دیکھو اور اچھی طرح پہچان لو۔ چوبیس گھنٹے کے اندر اسے اغوا کرکے کسی ویرانے میں لے جاؤگے' میں وہاں آؤں گا۔"

"حضور! آپ زحمت نہ کریں۔ آپ نہیں آئیں گے تب بھی ہم اسے ختم کردیں گے۔"

"میں ضرور آؤں گا۔ کمبخت کی جوانی بڑی غضب ناک ہے۔ یہ اس دنیا سے کنواری نہیں جائے گی۔ میں اس کی دھجیاں اڑاؤں گا۔ اس کے بعد تم اسے ہلاک کروگے۔ لاش کا پتا نہ چلے۔ میرے بھائی اسد کو معلوم نہ ہو کہ یہ کہاں گم ہوگئی ہے۔"

بے چاری شائستہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ زیادہ سے زیادہ پولیس والے اسے پریشان کریں گے۔ وہ بڑے اثر ورسوخ والے ہیں۔ اسے اسکول کی ملازمت سے خارج کردیا جائے گا۔

اسد نے اپنے بڑے بھائی نعیم سے پوچھا "آپ ہمارے ذاتی معاملات میں مداخلت کیوں کررہے ہیں؟ کیوں آپ نے شائستہ کو اپنے آفس میں بلایا تھا؟"

نعیم نے کہا "ہم تمہاری بہتری اور سلامتی چاہتے ہیں۔ اس سے تعلق رکھوگے تو کچھ پُراسرار لوگ تمہیں قتل کردیں گے۔"

"آپ پہلے بھی پُراسرار لوگوں کا ذکر کرچکے ہیں۔ ممی اور ڈیڈی بھی یوں سہمے ہوئے ہیں جیسے سچ مچ میرے سر پر موت منڈلا رہی ہو۔ آخر یہ کون لوگ ہیں؟ آپ اتنے بڑے افسر ہوکر انہیں گرفتار نہیں کرسکتے؟"

"انہیں گرفتار کرنے کے لیے ہی شائستہ کو سمجھایا گیا ہے کہ وہ تم سے دور رہے۔ تم بھی اس سے ہمیشہ کے لیے دور ہوجاؤ۔"

ماریہ اور اکبر خان نے بھی اسد کو یہی سمجھایا۔ اسے یہ دھمکی دی کہ وہ شائستہ کی محبت سے باز نہ آیا تو اسے ملک سے باہر نیویارک بھیج دیا جائے گا۔ ویسے یہ محض دھمکی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ چوبیس گھنٹوں میں کیا ہونے والا ہے۔

دوسری صبح شائستہ معمول کے مطابق گھر سے نکل کر اسکول کی طرف جانے لگی تو ایک بڑی سی وین نے اس کا راستہ روک لیا۔ دو افراد وین کا سلائیڈنگ دروازہ کھول کر باہر آئے۔ انہوں نے گن پوائنٹ پر شائستہ کو پکڑا۔ اسے کھینچ کر وین کے اندر ڈالا پھر اس کے دائیں بائیں آکر بیٹھ گئے۔ وہ گاڑی وہاں سے چل پڑی۔

وہ پریشان ہوکر بولی "تم لوگ کون ہو؟ مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

"خاموش بیٹھی رہو۔ ورنہ ایک گولی تمہیں خاموش کردے گی۔"

ایک نے کہا "یار! کیوں اسے ڈرا رہا ہے' یہ تیری بہن ہے۔"

دوسرے نے کہا "ابے کیا دماغ چل گیا ہے؟ اسے میری بہن کہہ رہا ہے۔ اپنی بہن نہیں بول سکتا؟"

"غصہ کیوں کرتا ہے' یہ میری بھی بہن ہے۔"

وہ دونوں اپنا اپنا سر سہلانے لگے۔ ایک نے کہا "یہ ہمیں کیا ہوگیا ہے۔ ہم اسے اپنی بہن کیوں کہہ رہے ہیں؟"

دوسرے نے کہا "اور اگر کہہ رہے ہیں تو پھر بہن کو اغوا کیوں کررہے ہیں؟"

"یار! ہم اپنی بہن کو گھمانے پھرانے لے جارہے ہیں۔"

شائستہ نے کہا "مجھے گھومنا پھرنا نہیں ہے۔ بہن کہہ رہے ہو تو مجھے اسکول واپس لے چلو۔"

"اے! چپ چاپ بیٹھی رہو۔ بڑے بھائیوں کے بیچ میں نہ بولو۔"

ایک نے کہا "لعنت ہے ہم پر' ہم بار بار اسے بہن کہہ رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کوئی میرے دماغ کے اندر گھسا ہوا ہے اور وہ اسے بہن کہنے پر مجھے مجبور کررہا ہے۔"

"ہاں' میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کررہا ہوں۔"

شائستہ نے کہا "کوئی تمہارے دماغ کے اندر نہیں ہے۔ یہ تمہارا ضمیر ہے' جو مجھے بہن سمجھنے پر مجبور کررہا ہے۔"

"تم پھر بولیں؟ اب اگر بولوگی تو گولی ماردوں گا۔"

"ابے کتے! تو میری بہن کو گولی مارے گا؟"

وہ غصے سے بولا "تو مجھے کتا کہہ رہا ہے؟ گالی دے رہا ہے؟"

"یار! ایک دوست دوسرے دوست کو پیار سے کتا کہہ سکتا ہے۔ چل تو بھی مجھے کہہ دے۔"

دوسرے نے کہا "کتے' کمینے! حرام کی اولاد!"

"اے' اے! تو تو موٹی موٹی گالیاں دے رہا ہے۔ اے لڑکی! تم بولو' ہمیں کس قسم کی گالیاں دینی چاہئیں؟"

وہ پریشان ہوکر بولی "اپنی اپنی ماں سے جاکر پوچھو۔ کیا تم دونوں پاگل خانے سے آئے ہو؟ آخر مجھے کہاں لے جارہے ہو؟"

وہ گاڑی ایک ویران علاقے سے گزر رہی تھی۔ ایک شکستہ سے مکان کے سامنے آکر رک گئی۔ وہ دونوں شائستہ کے ساتھ وین سے باہر آئے۔ ایسے ہی وقت نعیم خان بھی اس مکان سے باہر آگیا۔

شائستہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر کہا "آپ...؟ اچھا ہوا آپ یہاں ہیں۔ یہ دونوں پاگل ہیں۔ مجھے زبردستی یہاں لائے ہیں۔ آپ انہیں گرفتار کریں۔"

اس کی باتیں سن کر وہ تینوں قہقہے لگانے لگے۔ شائستہ نے نعیم خان سے پوچھا "آپ بھی ان کے ساتھ ہنس رہے ہیں؟"

نعیم خان نے کہا "یہ میرے حکم سے تمہیں یہاں لائے ہیں۔ تم یہاں سے دوسری دنیا میں جاؤگی لیکن پہلے میرا دل خوش کردو گی۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "اب سمجھی۔ تم مجھے اسد سے دور نہ کرسکے اس لیے ایسی کمینگی پر اتر آئے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہیے' میں تمہارے چھوٹے بھائی کی عزت..."

"تم اس کی منکوحہ نہیں ہو اس لیے میں تمہاری عزت اتار سکتا ہوں۔"

شائستہ نے ان دونوں سے کہا "تم مجھے بہن کہہ رہے تھے۔ کیا اپنی بہن کی بے عزتی برداشت کروگے؟"

نعیم خان نے ان سے کہا "تم دونوں اسے بہن بناکر لائے ہو؟ یہ پہلے کیوں نہ کہا؟ میں بھی اسے بہن کہتا ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ پریشان ہوگیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "یہ... یہ میں نے کیا کہہ دیا؟"

ان دونوں نے کہا "حضور نے بہن کہہ دیا؟ کیا اسے واپس لے جائیں؟"

وہ غصے سے بولا "بکواس مت کرو۔ یہ میری کوئی نہیں لگتی۔ اسے اندر لے جاکر چارپائی سے باندھ دو۔ پھر اس کے تمام کپڑے پھاڑ دو۔"

وہ اسے جبراً کھینچتے ہوئے اندر لے آئے۔ وہ چیخنے چلانے

لگی۔ بہن اور بھائی کے رشتوں کا واسطہ دینے لگی۔ ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ انہوں نے اسے چارپائی پر لٹا کر رسیوں سے باندھ دیا۔ نعیم خان نے اندر آکر کہا۔ "اگر تم میری بات مان لیتیں' میرے بھائی کا پیچھا چھوڑ دیتیں تو تمہارا یہ انجام کبھی نہ ہوتا۔"

وہ رونے اور گڑگڑانے لگی۔ رحم کی بھیک مانگنے لگی۔ نعیم خان نے اپنا لباس اتارتے ہوئے ان دونوں سے کہا "منہ کیا دیکھ رہے ہو' اس کا لباس پھاڑ دو۔"

ایک نے کہا "یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں نے اسے بہن کہا ہے۔ آپ مجھ سے ایسا کام نہ لیں۔"

دوسرے نے کہا "میں نے بھی اسے بہن کہا ہے۔ میں ایک غیرت مند بھائی ہوں۔ اپنی بہن کی عزت پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

نعیم خان نے کہا "کیا بکتے ہو' میرے حکم کی تعمیل کرو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی کسی گاڑی کی آواز سنائی دی۔ ایک کار کہیں سے آکر مکان کے سامنے رک گئی تھی۔ نعیم خان نے کہا "دیکھو' کون ہے؟ اسے اندر نہ آنے دینا۔"

وہ دونوں باہر آگئے۔ پھر ایک نے واپس دروازے پر آکر کہا "حضور! مصیبت آگئی ہے۔"

اس نے حکم دیا "مصیبت کو گولی مار دو۔"

دوسرے نے کہا "ہم اسے نہیں مار سکتے۔ آپ بھی اسے نہیں مار سکیں گے' وہ آپ کا بھائی اسد ہے۔"

نعیم نے پریشان ہو کر دروازے کی طرف دیکھا۔ وہاں اسد آکر کھڑا ہو گیا تھا' اسے دیکھتے ہی شائستہ نے چیخ کر آواز دی "اسد! دیکھو تمہارا یہ بھائی میرے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے؟"

اسد تیزی سے اندر آیا۔ شائستہ کی رسیاں کھولتے ہوئے بولا "بھائی! یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "یہ دونوں بدمعاش اسے اغوا کر کے لے آئے ہیں۔ میں اس کی عزت بچانے آیا ہوں۔"

پھر وہ بے اختیار بولا "لیکن پہلے عزت لوٹنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولی "سنو! یہ اپنے منہ سے کہہ رہا ہے۔ اسی لیے مجھے باندھ رکھا تھا۔"

اسد نے غصے سے نعیم کو دیکھا۔ وہ پریشان ہو کر بولا "نہیں' میں یہ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ پتا نہیں کیسے یہ بات میرے منہ سے نکل گئی۔"

ان دونوں میں سے ایک نے کہا "حضور! جو سچ ہے' وہ اپنے بھائی سے کہہ دیں۔ آپ نے اس لڑکی کو اغوا کرنے کا حکم دیا۔ ہم اسے اٹھا کر یہاں لے آئے۔ اب آپ اسے رسیوں سے باندھ کر اس کے کپڑے پھاڑنا چاہتے تھے۔"

وہ غصے سے بولا "یہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اسد! تم میرے چھوٹے بھائی ہو' میں سچ کہتا ہوں' اس لڑکی کو میں بہن...."

وہ شائستہ کو بہن کہنا چاہتا تھا لیکن بے اختیار کہنے لگا "اس لڑکی کو میں بہن نہیں سمجھتا۔ اس کی جوانی سے کھیلنا چاہتا تھا مگر تم کباب میں ہڈی بن کر آگئے ہو۔"

یہ کہہ کر وہ جیسے پھر ہوش میں آگیا۔ پریشان ہو کر بولا "میں کہنا کچھ چاہتا ہوں مگر منہ سے کچھ اور باتیں نکل رہی ہیں۔"

اسد نے کہا "آپ کی نیت جیسی گندی ہے' ویسی باتیں آپ کہہ رہے ہیں۔ میں شائستہ کو گھر کی عزت بنانا چاہتا ہوں۔ یہ جانتے ہوئے بھی آپ اس کی عزت سے کھیلنا چاہتے تھے۔ آج سے آپ کو بھائی کہتے ہوئے مجھے شرم آئے گی۔ آپ کے نام سے نفرت ہوتی رہے گی۔ لعنت ہے آپ جیسے بھائی پر۔"

وہ شائستہ کا ہاتھ تھام کر بولا "آؤ' ہم چلیں۔"

وہ اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی "تم نہ آتے تو یہ درندہ میری بوٹیاں نوچ لیتا پھر مجھے ہلاک کر دیتا اور تم اس پر صرف لعنت بھیج کر جا رہے ہو۔ میں ایسے نہیں جاؤں گی' اسے گولی مار کر جاؤں گی۔"

اسد نے کہا "اگر یہ تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کرتا تو میں بھائی کے رشتے کو بھول جاتا اور اسے گولی مار دیتا لیکن خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ میرے ہاتھوں بھائی کا قتل ہو' اسی لیے تم محفوظ ہو۔"

ان دونوں میں سے ایک نے کہا "مگر ہم اسے سزا دیں گے۔ یہ ہمارے سامنے ہماری بہن کی عزت سے کھیلنا چاہتا تھا۔"

دوسرے نے کہا "ہم خطرناک مجرم کہلاتے ہیں اور یہ پولیس کا اعلیٰ افسر ہم جیسے مجرموں کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اپنے مفادات کے لیے ہمیں واردات کرنے کی سہولتیں فراہم کرتا رہتا ہے۔ آج تو اس نے حد کر دی' ہماری بہن کو ہمارے ہاتھوں سے اغوا کرایا ہے' ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔"

ان دونوں نے اپنے اپنے ریوالور کا رخ نعیم خان کی طرف کیا۔ اسد نے ہاتھ اٹھا کر کہا "رک جاؤ' میرے بھائی کو گولی نہ مارو' تم اس کے کرتوت عدالت میں بیان کرو' اسے وہاں سے سزا ملے گی۔"

ایک نے کہا "ہم تھانوں اور عدالتوں کے چکر میں نہیں پڑتے۔ جہاں چاہتے ہیں اپنی عدالت قائم کر لیتے ہیں' اپنا فیصلہ سناتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے سزا دیتے ہیں۔"

وہ باتوں میں الجھے ہوئے تھے۔ نعیم خان نے بڑی پھرتی سے لباس کے اندر ہاتھ ڈال کر اپنا ریوالور نکالا لیکن اسے استعمال نہ کر سکا۔ ان دونوں نے تڑاتڑ فائرنگ کی۔ ایک گولی نعیم خان کے ہاتھ پر لگی' دوسری گولی اس کے گھٹنے کی ہڈی توڑ کر نکل گئی۔ اسد فوراً ہی بڑھ کر نعیم خان کے آگے ڈھال بن گیا۔ ان سے التجا کرنے لگا "میرے بھائی کو نہ مارو' بس اتنی سزا کافی ہے اور اگر مارنا ہی چاہتے تو مجھے مار ڈالو۔"

شائستہ آگے بڑھ کر اسد کے آگے ڈھال بن گئی پھر بولی "مجھے بہن کہہ رہے ہو تو میری بات مان لو' گولی نہ چلاؤ۔"

"تم کہتی ہو تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمیں یہاں سے فرار ہونا ہوگا ورنہ یہ شہر پہنچتے ہی ہمارے پیچھے پولیس کے کتے چھوڑ دے گا۔"

وہ دونوں اپنی وین میں بیٹھ کر چلے گئے۔ اسد اپنے بھائی کو کاندھے پر لاد کر اپنی کار کے پاس آیا۔ اسے پچھلی سیٹ پر ڈال دیا پھر شائستہ کے ساتھ اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ نعیم خان پچھلی سیٹ پر پڑا تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ اس کے اندر کوئی کہہ رہا تھا "یہ کتنے شرم کی بات ہے' میرے بھائی نے جس لڑکی کو اپنی عزت بنایا ہے' میں اس عزت کو مٹی میں ملانے والا تھا۔"

نعیم خان سوچنے لگا "یہ میرے اندر کون بول رہا ہے؟ کیا یہ میرا ضمیر ہے؟"

"ہاں' یہ تمہارا ضمیر ہے۔ اگر یہ دونوں تمہارے سامنے ڈھال نہ بنتے تو تمہارے ہی پالتو مجرم تمہیں گولی مار دیتے۔ سوچو کہ تم اپنے دین سے منحرف ہو کر کیسے بھٹک رہے ہو اور کیسی شرمناک غلطیاں کر رہے ہو۔ یہ تمہارا بھائی ہے جو اپنے دین کی طرف لوٹ آیا ہے۔ تمہیں سزا دینے کے بجائے تمہاری سلامتی کے لیے اسپتال لے جا رہا ہے۔"

اسد کار ڈرائیو کرتا ہوا شہر کی طرف جا رہا تھا۔ شائستہ نے پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے اغوا کر کے اس ویرانے میں لے جایا گیا ہے؟"

اسد نے کہا "میں ابھی تم سے یہی کہنے والا تھا کہ میں گھر سے یہ سوچ کر نکلا تھا کہ اسکول جا کر تم سے ملاقات کروں گا لیکن میرے ساتھ کچھ عجیب سے حالات پیش آنے لگے' میں نے بے ساختہ اپنی کار کا رُخ شہر کے باہر جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا۔ تھوڑی دُور جا کر خیال آیا کہ میں تمہارے اسکول کی طرف نہیں جا رہا ہوں۔ میں نے کار کو روک کر واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن اسے نہ روک سکا پھر تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا کہ مجھے واپس جانا ہے۔"

شائستہ نے کہا "یہ تو تم عجیب سی بات کہہ رہے ہو' ایسے وقت تمہارا دماغ قابو میں نہیں تھا۔ تم واپس جانا کیسے بھول سکتے تھے؟"

"میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ بے شک میرا دماغ میرے قابو میں نہیں تھا' کوئی غیبی طاقت مجھے تمہاری طرف لا رہی تھی۔"

شائستہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے سوچنے لگی' اس نے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ بولی "اب مجھے بھی یاد آ رہا ہے' وہ دونوں بدمعاش مجھے قتل کرنے کے لیے لے جا رہے تھے لیکن راستے میں مجھے بہن کہنے لگے۔ کیا یہ عجیب سی بات نہیں ہے کہ وہ اچانک مجھے بہن سمجھنے لگے تھے پھر حیران بھی ہو رہے تھے کہ وہ مجھے بہن کیوں سمجھ رہے ہیں؟"

"یہ واقعی حیرانی کی بات ہے کہ وہ دشمن اچانک اپنے بن گئے تھے اور تمہیں بہن بنا کر غیرت مند بھائی بن گئے۔ وہ میرے بھائی کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔"

شائستہ نے سر گھما کر پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا' نعیم خان کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ خاموش پڑا ہوا تھا' وہ بولی "پہلے یہ تکلیف سے کراہ رہے تھے' اب بالکل خاموش ہیں' شاید بے ہوش ہو گئے ہیں۔"

وہ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگا تاکہ جلد سے جلد بھائی کو اسپتال پہنچا سکے۔ شائستہ نے کہا "ہم اپنے ایمان پر قائم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا صلہ ہمیں دے رہا ہے۔ ہم دونوں کو غیبی مدد حاصل ہوتی رہی ہے۔"

اسد نے کہا "میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔ تم ٹیلی پیتھی کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

"میں نے ٹیلی پیتھی کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے لیکن یقین نہیں آتا کہ ایک خیال خوانی کرنے والا کسی دوسرے کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ سکتا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں ابھی جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا تھا' اس کا تعلق ٹیلی پیتھی سے ہے جب میں کار ڈرائیو کرتا ہوا تمہاری طرف آ رہا تھا تو ایسے وقت کوئی میرے دماغ میں موجود تھا۔ وہ میرے اور تمہارے حالات جانتا ہے اسی لیے میرے دماغ کو اپنے کنٹرول میں لے کر مجھے تمہاری طرف لے

جارہا تھا۔"
شائستہ نے کہا "یہ تمہارا خیال ہے' بھلا تمہارے دماغ میں کون آئے گا' کیا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارا دوست ہے؟"
وہ انکار میں سر ہلا کر بولا "نہیں ہے۔"
شائستہ کے دماغ میں ایک آواز ابھری "نہیں ہے مگر ہو سکتا ہے۔"
اس نے ایک دم سے چونک کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا' پھر بڑی حیرانی سے کہا "اسد! میرے اندر کوئی بول رہا ہے۔"
اسد ہنسنے لگا "واہ' میرے بولتے ہی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بولنے لگا۔ اس سے کہو میرے اندر بھی آکر کچھ بولے۔"
اسد کے اندر بھی ایک آواز ابھری "میں ایمان والوں کے ساتھ رہتا ہوں۔ ہمیشہ اپنا ایمان مستحکم رکھو' میں تمہارے پاس آتا رہوں گا' فی الحال خدا حافظ!"
اسد نے اس آواز کو سنتے ہی کار کو سڑک کے کنارے روک دیا تھا۔ شائستہ نے پوچھا "کیا ہوا؟"
اسد خلا میں تکتا ہوا کہہ رہا تھا "پلیز' جسٹ اے منٹ۔ ابھی خدا حافظ نہ کہو' میری بات سن لو۔ تم کون ہو' مجھے کیسے جانتے ہو؟"
وہ اسی طرح خلا میں تکتا ہوا جواب کا انتظار کرنے لگا۔ شائستہ نے حیرانی سے پوچھا "کس سے باتیں کر رہے ہو؟"
اس نے شائستہ کو دیکھتے ہوئے کہا "وہ ابھی میرے اندر بول رہا تھا' اب کوئی آواز نہیں ہے' وہ جا چکا ہے۔"
وہ بولی "وہ جو کوئی بھی ہے' ہمارا ہمدرد ہے۔ وہ پھر کسی مصیبت کے وقت ہمارے پاس آئے گا۔ ابھی فوراً اسپتال چلو' تمہارے بھائی صاحب بے ہوش پڑے ہیں' انہیں فوراً طبی امداد پہنچانی ہوگی۔"
اسد نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ دوسری طرف عمران اپنی ڈیوٹی پر تھا۔ اسے یہ ذمے داری سونپی گئی تھی کہ وہ ایک غیر ملکی تخریب کار جیکب کو ایک جیل سے نکال کر دوسری جیل میں پہنچائے گا۔
وہ جیل خانے کی ایک گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ اس گاڑی کے پچھلے حصے میں جیکب کو لاک کیا گیا تھا۔ عمران اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ بے چارہ یہ نہیں جانتا تھا کہ نعیم خان اس کی موت کا سامان کر چکا ہے۔ اس پر گولیاں برسانے کے لیے آگے کئی دشمن کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں۔
گاڑی کے پچھلے حصے میں بیٹھے ہوئے جیکب نے عمران سے کہا "آفیسر! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"
عمران نے کوئی جواب نہیں دیا' خاموش رہا۔ جیکب نے کہا "اے آفیسر! چپ کیوں ہے' کیا آگے موت نظر آ رہی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تو مجھے جہاں لے جا رہا ہے میں وہاں تک پہنچ جاؤں' اس سے پہلے تو جہنم میں پہنچ سکتا ہے۔"
ڈرائیور نے عمران سے کہا "سر! یہ بہت پہنچا ہوا قیدی ہے جیل میں اس کے لیے فائیو اسٹار ہوٹل سے کھانا آتا ہے۔ مہنگی شراب پیتا ہے۔ اچھا ہے آپ خاموش رہیں اس کے منہ نہ لگیں۔"
اچانک اس گاڑی کا ایک پہیہ برسٹ ہو گیا۔ گاڑی رک گئی۔ کسی نے گولی مار کر پہیے کو ناکارہ کر دیا تھا پھر ایک دم سے فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں' پیچھے بیٹھنے والے دو سپاہی فائرنگ کی زد میں آگئے پچھلے دروازے کے تالے کو توڑ دیا گیا۔ جیکب شیر کی طرح دھاڑتا ہوا گاڑی سے باہر آیا۔
گاڑی کے رکتے ہی عمران نے سچویشن کو سمجھ لیا تھا کہ راستہ روکنے والے آس پاس کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے فوراً ہی دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر چھلانگ لگائی پھر قلابازیاں کھاتا ہوا ایک جھاڑی کے پیچھے چلا گیا۔ ایسے وقت دشمنوں کو اس پر فائر کرنا چاہیے تھا لیکن انہوں نے گولی نہیں چلائی۔ وہ چھپ کر فائر کرنے والے دو سپاہی تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا "اے تو نے گولی کیوں نہیں چلائی؟"
دوسرے نے اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا "یار! میں نے اپنی کھوپڑی کے اندر کسی کی آواز سنی تھی۔ اس نے کہا تھا گولی مت چلاؤ۔"
"کھوپڑی کے اندر آواز کیسے سنائی دے گی' کیا تو نے دم لگایا ہے؟ نشہ ہونے سے دماغ کے اندر بہت سی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔"
دوسرے نے اپنے ساتھی کے منہ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "مجھے نشہ باز کہہ رہا ہے' میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"
اس نے اپنی رائفل سے اس کا نشانہ لیا' وہ سہم کر بولا "ارے' ارے۔ گولی چل جائے گی۔"
"گولی تو چلنے کے لیے ہوتی ہے' یہ دیکھ۔"
اس نے گولی چلا دی۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ اس کا ساتھی زمین پر گرا پھر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ گولی چلانے والا حیرانی سے اپنی رائفل کو دیکھنے لگا۔ پریشانی سے سوچنے لگا

"یہ میں نے کیا کیا؟ ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم عمران صاحب کو گولی ماردیں' میں نے تو اپنے ساتھی کو مار ڈالا کوئی بات نہیں میں کہہ دوں گا اسے عمران نے مارا ہے۔"
جیکب گاڑی سے باہر آتے ہی ایک درخت کے پیچھے چھپ کر دیکھنے لگا۔ عمران کو ڈھونڈنے لگا۔ وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے اسے للکارا "اے آفیسر! تو کہاں چھپ گیا ہے سامنے آ۔ میری رہائی کی یہ شرط ہے کہ میں تجھے یہاں سے زندہ نہ جانے دوں۔"
عمران جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا تمام حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ جیل خانے کی گاڑی بے کار ہو گئی تھی۔ دو سپاہی مارے گئے تھے اور کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا جیکب ایک درخت کے پیچھے چھپا ہوا' اسے للکار رہا تھا' وہ للکارتا ہوا درخت کے پیچھے سے نکل کر کھلی جگہ آگیا پھر پریشان ہو کر سوچنے لگا "یہ میں کھلی جگہ کیوں آگیا ہوں۔ وہ آفیسر تو مجھے گولی مار دے گا' مجھے فوراً درخت کے پیچھے جانا چاہیے۔"
وہ پلٹ کر تیزی سے دوڑتا ہوا درخت کے پیچھے چھپنے کے لیے آیا پھر دوسرے ہی لمحے وہاں سے دوڑتا ہوا پھر کھلی جگہ آگیا۔ پریشان ہو کر سوچنے لگا "یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں بار بار یہاں کیوں آجاتا ہوں؟"
عمران جھاڑی کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا' اس نے کہا "جیکب! تو میرے نشانے پر ہے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا۔"
جیکب نے پریشان ہو کر جھاڑی کی طرف دیکھا پھر سوچا "ادھر فائر کرنا چاہیے۔ وہ آفیسر وہاں چھپا ہوا ہے" اس نے جھاڑی کی طرف نشانہ لیا۔ عمران نے اسے للکارا "جیکب! ہتھیار پھینک دے' تیری فائرنگ سے مجھے نقصان نہیں پہنچے گا' مگر تو مارا جائے گا۔"
جیکب نے کہا "میں اپنا بچاؤ کر سکتا ہوں۔ اس درخت کے پیچھے جا کر چھپ سکتا ہوں لیکن میں بزدل نہیں ہوں اور یہ ہتھیار کیا چیز ہے؟ میں اسے پھینک کر تجھ سے خالی ہاتھ لڑ سکتا ہوں۔"
یہ کہتے ہی اس نے اپنا ریوالور دور پھینک دیا۔ عمران جھاڑیوں سے باہر آگیا۔ جیکب پریشان ہو کر سوچنے لگا "میں نے ریوالور کیوں پھینک دیا؟ یہ آفیسر تو مجھے مار ڈالے گا۔"
عمران نے کہا "اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر گردن کے پیچھے رکھ لے' میری کسٹڈی سے نکل بھاگنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ابھی تو اس گاڑی کا پہیہ تبدیل کرے گا اور میرے ساتھ بیٹھ کر جیل کے اندر جائے گا۔"
جیکب بری طرح ذہنی طور پر الجھ گیا تھا۔ اس نے پریشان ہو کر عمران سے پوچھا "کیا تو جادو جانتا ہے؟ میں درخت کے پیچھے چھپنا چاہتا تھا' نہ چھپا۔ میں ریوالور نہیں پھینکنا چاہتا تھا لیکن اسے پھینک دیا۔ نعیم خان اور جیلر نے بڑی ٹھوس پلاننگ کے بعد مجھے فرار ہونے کا یہ موقع دیا تھا مگر میں فرار نہ ہو سکا۔ نعیم خان نے کہا تھا' مجھے فرار ہونے سے پہلے تجھے گولی مارنی ہے' میں تجھے گولی نہ مار سکا' تو ضرور جادو جانتا ہے۔"
عمران نے کہا "اچھا میرے ہی ڈیپارٹمنٹ کے ایک افسر نے میری موت کا منصوبہ بنایا تھا۔ مجھے اندازہ تھا کہ وہ ایسی ہی کوئی کمینگی دکھائے گا۔ میں اس سے بعد میں نمٹ لوں گا۔"
ایک جھاڑی کے پیچھے وہ سپاہی چھپا ہوا تھا جس نے.... خوامخواہ اپنے ساتھی کو گولی ماری تھی۔ اسے بھی حکم دیا گیا تھا کہ اسے پولیس مقابلے کے وقت عمران کو گولی مارنا ہے' اس وقت عمران ہاتھ میں ریوالور لیے جیکب کے سامنے کھلی جگہ کھڑا ہوا تھا۔
اس سپاہی نے جھاڑی کے پیچھے سے نکلتے ہوئے عمران کا نشانہ لیا پھر ٹریگر کو دبایا۔ گولی سیدھی جا کر جیکب کی ٹانگ میں لگی' وہ اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ اس سپاہی نے ان کے قریب آتے ہوئے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "عمران! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں' میں نے ایک گولی تیری ٹانگ پر ماری ہے' دوسری سر پر ماروں گا۔"
جیکب نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "الو کے پٹھے! عمران میں نہیں' وہ ہے" وہ عمران کو دیکھ کر بولا "ارے ہاں' عمران صاحب تو آپ ہیں' میں خوامخواہ اس سے دشمنی کر رہا ہوں۔ دشمنی آپ سے تھی مگر میں نے اپنے ساتھی کو گولی ماردی۔ ابھی آپ کا نشانہ لیا اور جیکب کو گولی ماردی' یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"
عمران نے کہا "خدا میرا حامی اور مددگار ہے' تمہاری کیا مجال ہے کہ اس بچانے والے کے آگے مجھے مار سکو۔"
وہ بولا "میں نہیں مانتا۔ آپ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں' ہمارے دماغوں میں گھس کر اپنے اوپر گولی چلانے کا موقع ہی نہیں دے رہے۔ ابھی میں آپ کو گولی مارنا چاہتا تھا لیکن اس کی ٹانگ پر گولی ماردی۔"
جیکب نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "میں جادو سمجھ رہا تھا مگر اب سمجھ میں آرہا ہے کہ یہ ٹیلی پیتھی ہے۔ کوئی میرے دماغ کے اندر تھا' وہ مجھے درخت کے پیچھے چھپنے نہیں دے رہا تھا۔ مجھے ہتھیار نہیں پھینکنا چاہیے تھا۔ عمران کا مقابلہ کرنا چاہیے تھا مگر میں نے کچھ سوچے سمجھے بغیر اپنا

ریوالور پھینک دیا۔" سپاہی نے کہا "ابھی ٹیلی پیتھی کا پتا چل جائے گا عمران صاحب! میرے ہاتھ میں رائفل ہے' کیا آپ مجھے مجبور کرسکتے ہیں کہ میں یہ رائفل پھینک دوں؟"

عمران نے کہا "میں کیسے مجبور کرسکتا ہوں؟ میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا۔"

"پھر تو میں آپ کو گولی ماروں گا۔ آپ کے پاس بھی ہتھیار ہے' آپ مجھے ماریں' میں آپ کو مارتا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے اپنی رائفل عمران کے قدموں میں پھینک دی پھر دوسرے ہی لمحے چونک کر بولا "یہ ... میں نے کیا' کیا؟"

جیکب نے کہا "یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ آفیسر ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس نے تمہارے ہاتھوں سے رائفل گرائی ہے۔"

عمران پریشان ہو کر یہ تماشے دیکھ رہا تھا' حیرانی سے سوچ رہا تھا۔ "واقعی' یہ سپاہی چھپ کر مجھے گولی مار سکتا تھا لیکن اس نے اور جیکب نے خود ہی میرے سامنے ہتھیار پھینک دیے۔ جیکب آسانی سے فرار ہو سکتا تھا لیکن موقع ملنے کے باوجود یہ فرار نہیں ہوا۔"

عمران کو کامیاب ہوتے دیکھ کر ڈرائیور گاڑی سے باہر آیا' کہنے لگا "میں چھپ کر دیکھ رہا تھا' آپ سچ مچ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ یہ شیر کی طرح گرجنے والا جیکب' آپ کے سامنے چوہا بن گیا ہے اور اس سپاہی نے ہماری گاڑی کا پہیہ بے کار کیا ہے۔ یہ بھی آپ کو قتل کرنے آیا تھا لیکن اس نے بھی آپ کے آگے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے' آپ پُراسرار علم جانتے ہیں۔ اب فوراً انہیں قیدی بنا کر یہاں سے چلیں۔"

عمران نے جیکب اور سپاہی کو حکم دیا۔ "گاڑی کا پہیہ تبدیل کرو اور جیکب' یہ تو تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ نہ تم اپنے پاس ہتھیار رکھ سکتے ہو اور نہ ہی یہاں سے فرار ہو سکتے ہو لہٰذا شرافت سے کام کرو۔"

وہ دونوں بڑی فرماں برداری سے گاڑی کا پہیہ تبدیل کرنے لگے۔ عمران سوچ رہا تھا "میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے' ناقابلِ فہم ہے۔ میں نے اپنے ریوالور سے ایک گولی بھی نہیں چلائی اور اتنا خطرناک مجرم میرے قابو میں آ گیا' جو سپاہی مجھے ہلاک کرنے آیا تھا وہ خود کو میرے حوالے کر چکا ہے۔"

وہ سوچتے سوچتے چونک گیا۔ اس کے اندر ایک نسوانی آواز ابھری "میں تمہاری حامی اور مددگار ہوں' تم شرپسند عناصر کے خلاف تنہا لڑ رہے ہو' خود کو تنہا نہ سمجھو' میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابھی جا رہی ہوں' پھر کسی وقت آؤں گی۔"

"پلیز' رک جاؤ۔ یہ تو بتا دو تم کون ہو؟"

"ابھی یہ نہ پوچھو' اتنا سمجھ لو' میں تمہاری بڑی بہن ہوں' خدا حافظ!"

اس کے دماغ میں خاموشی چھا گئی' وہ بولا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسی باکمال بڑی بہن مل گئی ہے۔ اب تو میں نعیم خان جیسے بڑے بڑے بے ایمان افسروں سے ٹکرا جاؤں گا۔ کیا آپ میرا ساتھ دیتی رہیں گی؟"

وہ خلا میں تکتے ہوئے جواب کا انتظار کرتا رہا۔ اسے کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ اس نے سوچ کے ذریعے پکارا "سسٹر! کیا آپ جا چکی ہیں؟"

اس کے اندر خاموشی رہی۔ اس نے ایک گہری سانس لے کر خدا کا شکر ادا کیا۔ خدا اس پر مہربان تھا۔ اسے ایک غیر معمولی قوت حاصل ہو رہی تھی' اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ اپنی انیلا کو حاصل کر سکے گا۔

الپا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ وہ اب تک عمران کے معاملات میں مصروف تھی۔ اس نے امریکی اکابرین کو چیلنج کیا تھا کہ وہ عدالت میں میرے خلاف کسی بھی جج کو فیصلہ سنانے اور مجھے زیادہ عرصے تک ان کی قید میں نہیں رہنے دے گی۔ ابھی عدالتی کارروائیاں شروع نہیں ہوئی تھیں۔ اس لیے وہ خود کو مصروف رکھنے کے لیے عمران اور اسد کے معاملات میں مصروف ہو گئی تھی۔

الپا اور میرے بیٹے کبریا نے یہ طے کیا تھا کہ وہ پاکستان میں غیر ملکی جاسوسوں اور تخریب کاروں تک پہنچیں گے۔ ایسے سیاسی تخریب کار اور جاسوس اپنے ملک کے سفارت خانوں کے ذریعے آتے تھے۔ یہاں کے سفارت خانوں میں انہیں پناہ دی جاتی تھی۔ ان کی سرگرمیوں کے دوران میں انہیں سہولتیں فراہم کی جاتی تھیں اور انہیں قانون کی گرفت سے بچائے رکھنے کی کوششیں کی جاتی تھیں۔

الپا اور کبریا غیر ملکی سفارت خانوں کے ذریعے ملک دشمن عناصر تک پہنچ رہے تھے۔ ماریہ' اکبر خان' نعیم خان اور یہودی تنظیم کا سربراہ جے وی شوٹر سب اسی سلسلے کی ایک کڑی تھے۔ پہلے الپا یہودی تنظیم کی ایک سیکریٹری کے اندر پہنچی تھی۔ اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اس تنظیم کے سربراہ کا نام جے وی شوٹر ہے۔ وہ تنظیم کے کسی شخص کے سامنے نہیں آتا' فون کے ذریعے متعلقہ افراد سے رابطہ کرتا ہے۔ اس کا اصل نام اور پتا ٹھکانا کوئی نہیں جانتا۔

الپا نے سیکریٹری کے ذریعے فون پر جے وی شوٹر کی آواز سنی تھی۔ اس نے سوچا' تنظیم کا یہ سربراہ بہت اہم ہے۔ اس کے دماغ میں بہت سے اہم راز چھپے ہوں گے۔ ایسے لوگ ہوش کے ماہر ہوتے ہیں لیکن شرابی اور عیاش بھی ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے دماغ میں جگہ مل جائے۔ یہ سوچ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ جے وی شوٹر نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ الپا واپس آ گئی۔ وہ الپا کے لیے بھی پُراسرار بن گیا۔ اس کا سراغ لگانے کے لیے وہ تنظیم کے دوسرے عہدے داروں کو آلۂ کار بنا سکتی تھی۔ اس مقصد کے لیے وہ مارگریٹ عرف ماریہ اکبر تک پہنچ گئی۔

اس طرح اسے معلوم ہوا کہ عمران کو انیلا سے دور کرنے اور اسد کو شائستہ سے الگ کرنے کے لیے کیسی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ میرا بیٹا کبریا خاموشی سے الپا کے دماغ میں جاتا رہتا تھا۔ اس کے خیالات پڑھ کر اس نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ شائستہ اور عمران کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنائے گا۔

جب شائستہ کو اغوا کیا گیا تھا' تب الپا اس کی حفاظت کے لیے موجود تھی۔ ایسے وقت اسے معلوم ہوا کہ کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا بھی شائستہ کی حفاظت کے لیے وہاں موجود ہے۔ وہ دراصل کبریا تھا۔ الپا خاموشی سے کبریا کی کارکردگی دیکھتی رہی اور سمجھنے کی کوشش کرتی رہی کہ وہ خیال خوانی کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ وہ ایک نیک اور پارسا لڑکی کو نعیم خان کے ظلم سے بچا رہا تھا۔ اس لیے وہ خود ایک اچھے کردار کا مالک ہو گا۔ وہ اس کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کے لیے بے چین ہو گئی تھی۔

جب وہ آخری بار اسد کے دماغ میں بول رہا تھا کہ میں ایمان والوں کے ساتھ رہتا ہوں۔ ہمیشہ اپنا ایمان مستحکم رکھو۔ میں تمہارے پاس آتا رہوں گا' فی الحال خدا حافظ۔

کبریا کی بات ختم ہوتے ہی الپا اس کے دماغ میں پہنچی۔ پھر بولی "پلیز' سانس نہ روکنا۔ میں شائستہ کی مدد کرنے آئی تھی۔ اب عمران کے پاس جا رہی ہوں۔ اس بے چارے پر بھی مصیبتیں نازل ہونے والی ہیں۔ ہم دونوں کے مقاصد نیک ہیں۔ کیا ہم دوست نہیں بن سکتے؟"

کبریا نے انجان بن کر پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ بولی "میں اپنی اصلیت کسی کو نہیں بتاتی مگر تمہارے جیسے نیک انسان سے خود کو نہیں چھپاؤں گی۔ میرا نام الپا ہے' تم نے میرے متعلق بہت کچھ سنا ہو گا۔"

"او' آپ تو ماضی میں میری بھابی رہ چکی ہیں؟"

وہ چونک کر بولی "بھابی! تم ... تم کون ہو؟"

"میں پارس بھائی جان کا چھوٹا بھائی کبریا علی تیمور ہوں۔"

وہ خوشی سے کھل گئی "تم پارس کے بھائی ہو۔ او گاڈ! تمہارے پاس آ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔ یہ میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"میں یہ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں کہ تم یہودی تنظیم کے ناپاک مقاصد کے خلاف شائستہ اور عمران کی حمایت کر رہی ہو۔ برے وقت میں ان کے کام آ رہی ہو۔"

"جناب تبریزی مجھ یہودی کو مصائب سے نجات دلاتے رہے ہیں۔ اس لیے میں مظلوم اور مستحق مسلمانوں کے کام آ رہی ہوں۔ مذہب کوئی بھی ہو' ہمیں انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔"

"مجھے تم سے محبت ہو رہی ہے' آج سے میں تمہیں سسٹر کہوں گا۔"

"اور میں تمہیں بہن کا پیار دیتی رہوں گی۔ میں تمہارے پاپا کے لیے امریکا اور اس کے اتحادی ممالک سے فائٹ کر رہی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تمہارے پاپا بخیریت ہیں' ان کی ڈمی دشمنوں کی قید میں ہے۔ میں یہی ظاہر کر رہی ہوں کہ انہوں نے اصلی فرہاد علی تیمور کو گرفتار کیا ہے اور میں اس فرہاد کو ان کی قید سے رہائی دلاؤں گی۔"

"اس معاملے میں' میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا۔ اس طرح انہیں یقین ہوتا رہے گا کہ انہوں نے میرے پاپا ہی کو قیدی بنایا ہے۔ اس لیے ہم ان کی رہائی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔"

وہ دونوں امریکا اور اس کے اتحادی ممالک سے نمٹنے کے منصوبے بنانے لگے۔

○☆○

مجھے ازبکستان میں تلاش کیا جا رہا تھا۔ کئی ممالک کے جاسوس وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان جاسوسوں کے دماغوں میں جاتے رہتے تھے اور ان کے اندر رہ کر وہاں کے مقامی افراد کو آلۂ کار بنا رہے تھے۔ کوبرا اور راسپوٹین بھی میرا سراغ لگانے کے لئے وہاں کے اہم شعبوں میں پہنچ رہے تھے۔ وہاں کے حکمرانوں اور اہم عہدے داروں کو آلۂ کار بنا کر ان کے چور خیالات پڑھ رہے

تھے۔ مجھے ڈھونڈ نکالنے کے لئے ان مقامی آلۂ کاروں کو اس ملک کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک دوڑا رہے تھے۔

ان تمام مقامی آلۂ کاروں کے ذریعے یہ معلوم ہوا تھا کہ میں ازبکستان کے جنوبی علاقے میں کہیں ہوں۔ ازبک اسلامی تنظیم نے مجھے پناہ دی ہے۔ یہ تنظیم ملک کے جنوبی علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اور اتنی بااثر تھی کہ وہاں کی موجودہ حکومت پر غالب آتی رہتی تھی۔ ملک کے اندرونی معاملات میں اختلافات پیدا ہوتے رہتے تھے۔

حکومت کی کوئی پالیسی اسلامی قوانین کے خلاف ہوتی تو ازبک اسلامی تنظیم کی طرف سے زبردست محاسبہ ہونے لگتا۔ پولیس اور فوج کے ذریعے اس تنظیم کو دبانے کی کوششیں کی جاتیں اور ہربار حکومت ناکام رہتی۔ مسلمانوں کی اکثریت اور ان کا جوش وجذبہ حکمرانوں کے لئے اندیشے پیدا کرتا تھا کہ ایسی اسلامی تحریک چلتی رہی تو وہ اقتدار سے محروم ہوجائیں گے۔

امریکا اور اس کے اتحادی ممالک وہاں کی موجودہ حکومت پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ جنوبی علاقے میں اپنے تمام ذرائع استعمال کرکے مجھے تلاش کریں لیکن ان علاقوں میں اسلامی تنظیم کے جانباز چپے چپے پر موجود رہتے تھے۔ پہاڑیوں کے درمیان دشوار گزار راہیں تھیں۔ ایسی خطرناک پناہ گاہیں تھیں۔ جہاں پولیس اور آرمی والے جانے سے کتراتے تھے۔ جاسوسی کرنے والے ہیلی کاپٹرز اور طیاروں کو وہاں سے گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ان جانبازوں نے ادھر سے پرواز کرنے والے ایک طیارے اور ایک ہیلی کاپٹر کو مار گرایا تھا۔

حکومت کے تمام ذرائع کمزور پڑگئے تھے۔ ان حالات میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی مقامی افراد کے دماغوں میں سرنگ بناتے ہوئے میری خفیہ پناہ گاہ کا سراغ لگاسکتے تھے۔ ویسے یہ بتادوں کہ میں ازبکستان میں بھی نہیں تھا۔ وہاں بھی ایک ڈمی فرہاد میرا رول ادا کررہا تھا۔ اسے پناہ دینے والے اسلامی تنظیم کے اہم عہدے دار بھی اسے اصلی فرہاد علی تیمور سمجھ رہے تھے۔

کوبرا' راسپوٹین اور آٹھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے میری تلاش میں سرگرم عمل تھے۔ ادھر الپا' اعلیٰ بی بی اور کبریا سرگرمی دکھارہے تھے۔ اعلیٰ بی بی' امریکی خیال خوانی کرنے والے نمبر تھری اور نمبر سات کے دماغوں میں پہنچتی تھی۔ ان کے خیالات پڑھ کر ان کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں معلوم ہورہا تھا کہ وہ جنوبی علاقوں میں کیا کرتے پھر رہے ہیں۔

اعلیٰ بی بی نے راسپوٹین کی داشتہ کرونا کو اپنی معمولہ بنالیا تھا۔ وہ کرونا کے ذریعے معلوم کرتی تھی کہ راسپوٹین ازبکستان میں کیا کررہا ہے؟ لیکن وہ اپنی داشتہ سے بہت کم رابطہ کرتا تھا اور اپنی تمام مصروفیات کے بارے میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ اعلیٰ بی بی چاہتی تھی کہ راسپوٹین اور دوسرے تمام خیال خوانی کرنے والوں کی راہوں میں دشواریاں پیدا کرے تاکہ انہیں ازبکستان میں فرہاد کی موجودگی کا یقین ہوجائے۔

کبریا نے کوبرا کی بیوی اینجی کو اپنی معمولہ بنالیا تھا لیکن اینجی کے ذریعے کوبرا کی اہم مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہورہی تھیں۔ کبریا نے الپا کو بھی اینجی کے دماغ میں پہنچادیا۔ پھر اعلیٰ بی بی سے کہا "تم نے کرونا کو اپنا معمول بنایا ہے۔ مجھے اور الپا کو بھی اس کے دماغ میں پہنچادو۔"

اعلیٰ بی بی نے انہیں نمبر سات کے علاوہ کرونا کے دماغ میں بھی پہنچادیا پھر کہا "کوبرا اور راسپوٹین کو ازبکستان سے ہٹانے کا یہ طریقہ ہوسکتا ہے کہ ان کے لئے دوسرے مسائل پیدا کردیے جائیں۔"

کبریا نے الپا سے کہا "بیویاں اور داشتائیں بڑے مسائل پیدا کرتی ہیں۔ تم اینجی کے پاس جاؤ' میں کرونا کو راسپوٹین کے لئے پرابلم بنادوں گا۔"

الپا خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اینجی کے پاس آئی اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس وقت اینجی ایک بڑے شاپنگ سینٹر میں جیولری کی دکان سے اپنے لئے ہیرے کی ایک انگوٹھی خرید رہی تھی۔ الپا نے اس کے ذریعے دکان دار شخص کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے دکان سے باہر لے گئی۔ اس کے اندر رہ کر اپنے مطلب کا کوئی آدمی تلاش کرنے لگی۔

شاپنگ سینٹر کے باہر اپنے حلیے سے آوارہ اور بدمعاش نظر آنے والے تین افراد کھڑے ہوئے تھے۔

الپا جس آلۂ کار کے دماغ میں تھی' اس نے ان کے پاس آکر کہا "میرے پاس لائٹر ہے' آپ کے پاس سگریٹ ہے؟"

ایک بدمعاش نے کہا "یہ سگریٹ مانگ کر پینے کا طریقہ ہے۔ ساری دنیا پہلے سگریٹ رکھتی ہے' بعد میں جلاتی ہے۔"

دوسرے نے پوچھا "کہاں ہے لائٹر؟"

تیسرے نے کہا "پہلے لائٹر نکالو پھر ہم سگریٹ نکالیں گے۔"

اس طرح الپا ان تینوں کی آوازیں سن کر ان کے دماغوں میں پہنچ گئی۔ سگریٹ مانگنے والا شخص دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا "میں یہاں کیسے آگیا۔ میں تو جیولری کی دکان میں تھا؟"

ایک بدمعاش نے پوچھا "تم نہیں جانتے کہ یہاں تک کیسے آگئے؟ کون سا نشہ کرتے ہو؟"

دوسرے نے کہا "یار! چھوڑو اسے' چلو کوئی موٹی اسامی دیکھتے ہیں۔"

وہ تینوں اس شخص کو نظرانداز کرکے مختلف دکانوں کی طرف جانا چاہتے تھے' الپا انہیں جیولر کی دکان کے پاس لے آئی۔ وہاں اینجی ہیرے کی انگوٹھی خریدنے کے بعد اسے پہن چکی تھی اور اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی پھر اس نے پرس میں سے بڑے بڑے نوٹ نکال کر دکان دار کو دیے' ایک بدمعاش نے کہا "یہ ہے تگڑی اسامی!"

اینجی دکان سے باہر نکل کر شاپنگ سینٹر کے صدر دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ تینوں اس سے ذرا دور رہ کر اس کا تعاقب کرنے لگے۔ ایک نے کہا "اس کے پرس میں زیادہ مال ہوگا' ہم پرس چھین کر بھاگ جائیں گے۔"

دوسرے نے کہا "یار' وہ ہیرے کی انگوٹھی ہے' کیا اسے چھوڑدوگے؟"

الپا چاہتی تھی۔ وہ تینوں اسے اغوا کرکے کہیں لے جائیں۔ تیسرے بدمعاش نے الپا کی مرضی کے مطابق کہا "ایسے وقت عقل سے کام لیا کرو' یہ عورت بہت دولت مند ہے۔ ہم اسے اغوا کریں گے پھر اس کی واپسی کے لئے لاکھوں ڈالرز کا مطالبہ کریں گے۔"

دوسرے نے تائید کی "اس طرح پرس کا مال بھی ملے گا' ہیرے کی انگوٹھی بھی ملے گی اور اس عورت کا باپ یا شوہر اس کی واپسی کے لئے ہمیں تگڑی رقم بھی دے گا۔"

اینجی شاپنگ سینٹر کے باہر اپنی کار کے پاس آئی' دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اسی وقت ایک بدمعاش دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اس کے پاس آگیا۔ اس کے دو ساتھی پچھلی سیٹ کے دروازے کھول کر اندر آگئے۔ ایک کے ہاتھ میں کھلا ہوا چاقو تھا' اس نے کہا "یہ چاقو بے آواز ہے' تمہاری آواز نکلنے سے پہلے ہی یہ اندر ہوجائے گا۔"

وہ سہم کر انہیں دیکھنے لگی پھر بولی "میں کسی کو مدد کے لئے نہیں پکاروں گی۔ تم جو چاہتے ہو' مجھ سے لے جاؤ' یہ چاقو ہٹالو۔"

"ہماری باتوں کا صحیح جواب دوگی تو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ بتاؤ تم کتنی دولت مند ہو' کیا تمہاری واپسی کا مطالبہ کرنے سے ہمیں ایک لاکھ ڈالر ملیں گے؟"

وہ بولی "ایک لاکھ تو بہت کم ہیں۔ میرا شوہر مجھے دل وجان سے چاہتا ہے۔ وہ تمہیں دس لاکھ بھی دے سکتا ہے۔"

ان تینوں نے اسے بے یقینی سے دیکھا پھر ایک نے پوچھا "کیا سچ کہہ رہی ہو؟"

"یقین نہ ہو تو میرے شوہر سے فون پر بات کرلو۔ ڈیش بورڈ کے خانے میں میرا موبائل فون رکھا ہوا ہے' نمبر میں بتاتی ہوں۔"

"تم ہم سے دھوکا تو نہیں کررہی ہو' کیا تمہارا آدمی کوئی پولیس والا ہے؟"

"وہ بہت بڑا بزنس مین ہے۔ وہ میری سلامتی کے لئے پولیس والوں سے رابطہ نہیں کرے گا' تم جتنی رقم مانگوگے وہ دے دے گا۔"

"ٹھیک ہے' ہم آزمائیں گے کہ کتنا سچ بول رہی ہو۔ کار اسٹارٹ کرو اور ہم جہاں کہتے ہیں' وہاں چلو۔"

اینجی مطمئن تھی۔ یہ جانتی تھی کہ وہ لوگ جیسے ہی فون پر کوبرا سے باتیں کریں گے' وہ ان سب کے دماغوں میں پہنچ کر اسے بچالے گا۔ وہ کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھتے ہوئے بولی "کہاں جانا ہے' تم اس گاڑی میں بیٹھے بیٹھے بھی میرے شوہر سے معاملات طے کرسکتے ہو۔"

"ایسی جلدی بھی کیا ہے' پہلے ہم اپنی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچیں گے۔ وہاں ہمیں اندیشہ نہیں رہے گا' پولیس والے کہیں سے بھی چھپ کر آئیں گے تو ہمیں خبر ہوجائے گی۔"

الپا یہی چاہتی تھی کہ وہ اپنی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچ جائیں۔ وہاں وہ کوبرا کے لئے کسی طرح دشواریاں پیدا کرسکتی تھی۔ کوبرا ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے چشم زدن میں ان تینوں کو ہلاک کرسکتا تھا۔ وہ یقیناً ازبکستان میں مصروف ہوگا۔ الپا کا مقصد تھا اسے میری تلاش سے باز رکھنا' اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اسے اینجی کے مسئلے میں الجھاتی رہے۔

وہ شہر سے باہر آگئے۔ ایک چھوٹے سے مکان کے سامنے گاڑی روک دی' ایک نے کہا "اب تم اپنے آدمی کو فون کرو پھر ہم سے بات کرو اور خبردار' اسے یہاں کا پتا نہ بتانا۔"

اس نے چاقو رکھ کر اپنے لباس کے اندر سے ایک ریوالور نکالا پھر اسے دکھاتے ہوئے کہا "میں اسے وہاں استعمال نہیں کرسکتا تھا۔ یہ بہت آواز کرتا ہے۔ یہاں ٹھائیں ٹھائیں کرے گا تو کوئی تمہیں بچانے نہیں آئے گا۔"

اینجی نے ڈیش بورڈ کے خانے سے موبائل فون نکال کر نمبر پنچ کیے۔ ایسے وقت الپا نے اس ریوالور والے کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمالیا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کا ایک آلۂ کار ایسا رہے' جس کے دماغ میں کوبرا نہ پہنچ سکے۔

اس ریوالور والے کا نام جیری تھا۔ جیری نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا "تم دونوں اسی لمحے گونگے بن جاؤ' منہ سے ایک آواز نہ نکالو۔ یہ بہت چالاک بنتی ہے۔ اس کا شوہر ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ وہ تمہاری آواز سنتے ہی تمہارے دماغوں میں گھس کر تم دونوں کو ہلاک کردے گا۔"

ایک نے کہا "مگر تم تو بول رہے ہو؟"

"وہ میرے اندر نہیں آسکے گا' بس اب نہ بولو۔ دیکھو' یہ اس سے باتیں کررہی ہے۔"

وہ یہ سن کر پریشان ہوگئی کہ کوبرا ان کے دماغوں میں نہیں آسکے گا۔ اس نے رابطہ ہونے پر کہا "ہیلو' میں ہوں اینجی! میں اس وقت بڑی مصیبت میں ہوں۔ تین افراد مجھے اغوا کرکے ایک مکان میں لے آئے ہیں۔ میں نہیں جانتی' یہ کون سی جگہ ہے۔ انہوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔"

کوبرا اس کی باتیں سن رہا تھا اور اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کررہا تھا کہ انہوں نے اسے گن پوائنٹ پر رکھا ہے۔ وہ اپنی سلامتی کے لئے جھوٹ بول رہی ہے۔ آنکھوں پر پٹی نہیں باندھی گئی تھی۔ وہ دیکھتی رہی تھی کہ اسے شہر سے دور ایک ویرانے میں لایا گیا ہے جہاں بہت دُور دُور اِکّادُکّا مکانات دکھائی دے رہے تھے۔

کوبرا نے کہا "اطمینان رکھو' یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑسکیں گے۔ ان سے باتیں کرو' مجھے ان کی آوازیں سناؤ۔"

وہ بولی "وہ میری صحیح سلامت واپسی کے لئے تم سے کوئی سودا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لو' ان سے باتیں کرو۔"

اس نے جیری کو فون دیا۔ وہ فون لے کر اسے کان سے لگاتے ہوئے بولا "ہیلو' سنا ہے' بہت بڑے بزنس مین ہو۔ تم وائف کی سلامتی کے لئے دس لاکھ ڈالر دے سکتے ہو؟"

کوبرا اس کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچا۔ پھر سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ جیری نے سانس نہیں روکی تھی۔ اس کے باوجود کوبرا نے رکاوٹ محسوس کی جیسے دیوار سامنے آگئی ہو اور سوچ کی لہریں اس دیوار سے واپس آگئی ہوں۔

کوبرا نے پوچھا "تم کون ہو؟ میں تمہاری مطلوبہ رقم کہاں پہنچاسکتا ہوں؟"

"میں ایک جگہ بتاؤں گا۔ تم وہاں پوری رقم لے کر آؤگے۔"

"تم دس لاکھ چاہتے ہو۔ اپنے ساتھیوں سے پوچھو' کتنی رقم چاہتے ہیں؟"

"تم تو حاتم طائی کی قبر پر لات ماررہے ہو۔ تم ہمارے ساتھیوں کو دس لاکھ کے علاوہ رقم دوگے' تعجب ہے؟"

یہ بات سنتے ہی جیری کا ساتھی خوشی سے بول پڑا "واقعی! وہ ہمیں الگ سے رقم دینا چاہتا ہے؟"

جیری نے اسے غصے سے دیکھا پھر کہا "گدھے! میں نے تجھے بولنے سے منع کیا تھا۔"

کوبرا اس بولنے والے ساتھی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے مختصر سے خیالات پڑھ کر بولا "اچھا تو تمہارا نام ... ہے۔ تم اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے کہ اس عورت کا شوہر ٹیلی پیتھی جانتا ہے' کیا تم مجھے جانتے ہو؟"

"میں تمہیں جانتا ہوں یا نہیں لیکن یہ سمجھ گیا ہوں کہ میرے ساتھی کی حماقت سے تم فائدہ اٹھاؤگے اور نقصان پہنچاؤگے' میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ میں اپنی سلامتی کے لئے اپنے ساتھیوں کو جہنم میں پہنچاسکتا ہوں۔"

جیری کی باتوں کے دوران میں کوبرا اس کے ساتھی کے دماغ کو پوری طرح اپنے قبضے میں لے چکا تھا' اسے آلۂ کار بناکر جیری پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی جیری نے اسے گولی ماردی۔ اس کے دوسرے ساتھی نے چیخ کر کہا "دماغ خراب ہوا ہے' تو نے اپنے ہی ساتھی کو گولی ماردی؟"

جیری نے اس سے کہا "تو نے بھی اپنے دشمن کو نام سناکر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ سوری مائی فرینڈ! میں تمہیں نہیں ماروں گا تو یہ دشمن تیرے ذریعے مجھے مارڈالے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے دوسرے ساتھی کو بھی گولی ماردی پھر اینجی سے کہا "تمہارے شوہر کی مکاری کے باعث مجھے دو ساتھیوں کو ہلاک کرنا پڑا' اب اپنے سورما سے پوچھو' تمہیں گولی ماروں گا تو وہ کیسے بچائے گا؟"

وہ سہم کر بولی "نہیں نہیں' گولی نہ چلانا۔ میں دس لاکھ سے بھی زیادہ دوں گی' پلیز اس ریوالور کو سامنے سے ہٹاؤ۔"

کوبرا نے اینجی کے ذریعے کہا "تم دس لاکھ مانگ رہے تھے' میں دس کروڑ دوں گا۔ تمہیں دنیا کا امیر ترین شخص بنادوں گا۔ میری وائف کو نقصان نہ پہنچاؤ۔"

جیری نے کہا "تم اس کے ذریعے معلوم کرچکے ہو کہ ہم اس وقت کہاں ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم یہاں پہنچو' میں اسے ایسی جگہ لے جارہا ہوں جہاں تم کبھی نہیں پہنچ سکوگے۔"

"میں وہاں نہیں آؤں گا' اینجی کو کہیں نہ لے جاؤ۔ مجھ پر بھروسا کرو۔ اس وقت میری سیف میں پچاس لاکھ ڈالر ہیں۔ تم جہاں کہوگے میں یہ رقم لے کر چلا آؤں گا۔"

"میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم رقم لے کر کہاں آؤگے لیکن اس سے پہلے میں اپنے لیے حفاظتی انتظامات کررہا ہوں تاکہ تم ٹیلی پیتھی کا کوئی حربہ نہ استعمال کرسکو۔"

وہ پریشان ہوکر بولا "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"یہ ہوش وحواس میں رہے گی تو تم اس کے ذریعے دیکھتے رہوگے کہ میں اسے کہاں لے جارہا ہوں لہٰذا میں اسے بے ہوش کررہا ہوں۔"

وہ چیخ کر بولا "نہیں نہیں' وہ میری جان ہے' اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ' اسے بے ہوش نہ کرو۔"

جیری نے کہا "تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ میں دولت حاصل کرنے کی خاطر تمہاری وائف کو زندہ رکھوں گا' تم تھوڑی دیر بعد آؤ' یہ ہوش میں آجائے گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے ریوالور کے دستے سے اینجی کے سر پر ایک ضرب لگائی۔ اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی' بے ہوش ہوتے ہی کوبرا اس کے دماغ سے نکل آیا کیونکہ اس کا دماغ اسے جیری کے بارے میں اب کچھ نہیں بتاسکتا تھا۔

○☆○

راسپوٹین اور کوبرا کے بارے میں یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ ازبکستان میں میرے خلاف کیا کررہے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کے خلاف یہی کارروائی کی جاسکتی تھی کہ انہیں دوسرے معاملات میں الجھادیا جاتا۔ الپا نے بڑی کامیابی سے کوبرا کو الجھادیا تھا۔ اب کبریا بھی یہی کررہا تھا۔

وہ کرونا کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ وہ ہندوستان کے آخری جنوبی ساحل کے شہر کنیا کماری پہنچی ہوئی تھی۔ راسپوٹین نے اس سے کہا تھا کہ وہ دوسرے معاملات میں بہت مصروف رہے گا اور کرونا روس میں رہے گی تو ہمیشہ یہ اندیشہ رہے گا کہ دشمن وہاں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے آسکتے ہیں لہٰذا اسے کسی ایسے علاقے میں جاکر رہنا چاہئے جہاں دوا اسپرے کرنے والے دشمن نہ پہنچ سکیں۔ اس مشورے کے مطابق وہ اپنی سلامتی کے لئے کنیا کماری آئی تھی۔

وہ علاقہ اس کے لئے انجانا تھا اس لئے اس نے دو گائیڈز کی خدمات حاصل کی تھیں۔ ان میں سے ایک گائیڈ بوڑھا تھا اور دوسرا جوان۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ بوڑھا اس کا بزرگ بن کر رہے اور نوجوان اس کا بھائی بن جائے۔ اس طرح کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ کسی دوسرے ملک سے تنہا آئی ہے۔ وہ ہندی زبان روانی سے بولتی تھی' وہاں کی ساڑیاں اور دوسرے ملبوسات اتنے سلیقے سے پہنتی تھی کہ ایک مکمل ہندوستانی عورت دکھائی دیتی تھی۔ وہاں کی مقامی پولیس اور انٹیلی جنس والے اس پر شبہ نہیں کرسکتے تھے۔ یہ اندیشہ نہیں تھا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس سے ٹکرانے وہاں چلا آئے گا۔

کبریا اس کے اندر رہ کر اس کے حالات معلوم کررہا تھا۔ وہ اس بوڑھے گائیڈ رمیش کو اپنا بزرگ بنانا چاہتی تھی لیکن وہ بوڑھا اس کی جوانی دیکھ کر پھسل رہا تھا۔ انہوں نے اس ساحلی کاٹیج کے مالک سے دو ماہ تک رہنے کا تحریری معاہدہ کیا تھا اور رمیش نے اس معاہدے میں خود کو کرونا کا پتی دیو لکھوایا تھا۔ جب کرونا نے اس معاہدے کو پڑھا تو غصے سے بھڑک اٹھی "تمہیں شرم نہیں آتی' کیا آئینے میں تمہیں اپنی عمر نظر نہیں آتی' کیا تم مجھے بیٹی نہیں سمجھ سکتے؟"

وہ بولا "دنیا میں بے شمار حسین عورتیں ہیں۔ میں سب کو بیٹی بنالوں گا تو اپنے ساتھ رات گزارنے والی کہاں سے لاؤں گا؟"

وہ بولی "ایسی باتیں کروگے تو میں تمہیں گائیڈ کی حیثیت سے ملازم نہیں رکھوں گی' ابھی یہاں سے نکال دوں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "یہ مت بھولو کہ تمہاری بہت سی کمزوریاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ تم ماسکو سے آئی ہو اور یہاں نام بدل کر اور لباس بدل کر خالص ہندوستانی عورت بن گئی ہو۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ تم ایک غیر ملکی جاسوسہ ہو تو یہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والے تمہاری بوٹیاں نوچ لیں گے۔"

کرونا کے نوجوان گائیڈ ارمان نے کہا "رمیش انکل! ہم دونوں پر میڈم کے احسانات ہیں۔ انہوں نے ہمیں پچاس' پچاس ہزار روپے دیے ہیں۔ آج تک کسی نے ایڈوانس پے منٹ کے طور پر کبھی ایک ہزار روپے بھی نہیں دیے۔"

رمیش نے غصے سے کہا "اے خبردار! مجھے انکل نہ کہنا۔ میں تم سے عمر میں بڑا ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ تم مجھے انکل کہنے لگو۔ تم میرے اور میڈم کے معاملے میں نہ بولو۔"

کرونا اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔ بوڑھا گائیڈ اسے بلیک میل کرنے لگا تھا۔ وہ پلک جھپکتے ہی اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرسکتی تھی لیکن راسپوٹین نے اسے سختی سے تاکید کی تھی کہ اسے غصے میں' جوش اور جذبے میں بہہ کر خیال خوانی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ کبھی ظاہر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ ظاہر ہونے سے لوگ اس سے مرعوب تو ہوجائیں گے لیکن درپردہ دشمن بھی پیدا ہوجائیں گے۔ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن تک یہ خبر پہنچ سکتی ہے کہ کرونا کنیا کماری میں بھیس بدل کر رہتی ہے۔

کرونا نے اس وقت صبر کرلیا۔ یہ طے کیا کہ چند گھنٹوں کے بعد اپنے کمرے میں سونے کے لئے جائے گی۔ پھر دروازہ اندر سے بند کرکے خیال خوانی کرے گی اور اس بوڑھے کو سزا دے گی۔

ایسے وقت راسپوٹین نے اس کے پاس آکر پوچھا "کیا کررہی ہو؟"

وہ بولی "یہاں کم از کم دو ماہ تک رہنے کے انتظامات کررہی ہوں۔ ایک بوڑھے کو باپ اور ایک جوان کو بھائی بنا کر اس ساحلی کاٹیج میں اچھا وقت گزار سکوں گی۔"

"کوئی تم پر شبہ تو نہیں کررہا ہے؟ پولیس اور انٹیلی جنس والوں سے اور اجنبی افراد سے سامنا ہو تو بعد میں چپ چاپ ان کے خیالات پڑھا کرو تاکہ دوست اور دشمن کی پہچان ہوتی رہے۔"

"میں اپنے سائے سے بھی محتاط رہتی ہوں۔ میری فکر نہ کرو۔ یہ بتاؤ' وہاں ازبکستان میں کیا کررہے ہو؟ کیا واقعی اصلی فرہاد وہاں چھپا ہوا ہے؟"

وہ بولا "فرہاد کی چالبازیوں کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اسے بابا صاحب کے ادارے سے گرفتار کیا گیا تھا۔ وہاں اس کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے اس کے چہرے کے میک اپ کو اور اس کے برین کو واش کیا گیا۔ وہ ہر پہلو سے اصلی فرہاد ثابت ہورہا ہے۔"

"پھر ازبکستان میں وہ فرہاد کہاں سے پیدا ہوگیا؟"

"ہم یہی معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جب فرہاد کو گرفتار کیا گیا تو اس سے بہت پہلے وہ اعلان کرچکا تھا کہ وہ ازبکستان میں ہے لہٰذا یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ان دو میں سے کون اصلی ہے؟"

"اس نے امریکی اور اس کے اتحادی ممالک کو اور تم سب کو الجھا دیا ہے۔ کیسے معلوم ہوگا کہ اصلی کون ہے؟"

"معلوم نہ ہوسکا تو دونوں کو جہنم میں پہنچا دیا جائے گا۔"

"کیا تمہیں فرہاد کا پتا ٹھکانا معلوم ہورہا ہے؟ کوئی کامیابی حاصل ہورہی ہے؟"

"مجھے امید ہے۔ میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے پہلے فرہاد تک پہنچ سکوں گا۔ اب تم بھی میرے ساتھ وہاں خیال خوانی کروگی۔"

"کیا میرے لئے کوئی خاص کام نکل آیا ہے؟"

"ہاں۔ میں ایک لیڈی ڈاکٹر جمیلہ کے دماغ تک پہنچتا ہوں۔ وہ ازبک اسلامی تنظیم میں سینئر ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کررہی ہے۔ تم اس کے اندر رہ کر بہت سی اہم معلومات حاصل کرسکوگی۔ میں نے بھی بہت کچھ معلوم کیا ہے۔"

"کیا ان معلومات کے ذریعے تم فرہاد تک پہنچ سکوگے؟"

"ابھی اس کے دماغ میں چلو۔ اس کے خیالات پڑھو۔ جب اہم معلومات حاصل کرلوگی تب بتاؤں گا' تمہیں کیا کرنا ہے؟"

وہ راسپوٹین کے دماغ میں آئی۔ راسپوٹین نے اسے ڈاکٹر جمیلہ کے دماغ میں پہنچا دیا۔ وہ وہاں پہنچتے ہی اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ جمیلہ ایک عمر رسیدہ تجربہ کار ڈاکٹر تھی۔ پچھلے پندرہ برسوں سے ازبک اسلامی تنظیم سے وابستہ تھی۔ اس تنظیم میں میڈیکل کے شعبے کی انچارج تھی۔ وہ جانبازوں کی خفیہ پناہ گاہوں سے اچھی طرح واقف تھی۔ بیمار یا زخمی جانبازوں کے علاج اور آپریشن کے سلسلے میں دشوار گزار راستوں سے گزر کر ان خفیہ پناہ گاہوں میں جاتی رہتی تھی۔

جمیلہ کے چور خیالات نے بتایا کہ فرہاد واقعی جنوبی علاقوں کی کسی پناہ گاہ میں موجود ہے اور اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسلامی تنظیم کو خوب فائدے پہنچا رہا ہے۔ تنظیم کے خاص عہدے داروں نے اپنے ڈاکٹروں' انجینئروں' فوجی افسروں اور جانبازوں کو نہیں بتایا تھا کہ فرہاد کس پناہ گاہ میں ہے۔ جنہیں فرہاد سے ملنا ضروری ہوتا تھا' صرف انہیں اس پناہ گاہ تک پہنچایا جاتا تھا۔ کبھی اس پناہ گاہ میں کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی تو جمیلہ کو وہاں بھیجا جاسکتا تھا۔

راسپوٹین نے اسی امید پر کرونا کو ڈاکٹر جمیلہ کے دماغ میں پہنچایا تھا کہ وہ اس کے خیالات پڑھتی رہے گی۔ اس کی مصروفیات پر نظر رکھے گی۔ جمیلہ کو آج کل میں کسی ضرورت کے تحت فرہاد کے پاس پہنچایا جاسکتا تھا۔ اس طرح کرونا بھی

وہاں پہنچ جاتی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تب بھی وہ جمیلہ کے ذریعے تنظیم کے دوسرے اہم افراد تک پہنچتی رہتی۔

راسپوٹین نے اس سے کہا "تم نے یہ معلوم کیا ہوگا کہ ڈاکٹر جمیلہ کا ایک جوان بیٹا ہے۔ اس کا نام فیروز بخت ہے۔ تم اس کے دماغ میں بھی پہنچو۔ وہ جمیلہ کا ایک ہی بیٹا ہے۔ اس کی جان ہے' اس کی کمزوری ہے۔ ہم ضرورت کے وقت اس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔"

کرونا صرف ذہین ہی نہیں' مکار بھی تھی۔ اس نے ماضی میں بڑی مکاریاں دکھائی تھیں' بڑی کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ وہ راسپوٹین کے مشوروں کی محتاج نہیں تھی۔ راسپوٹین نے اسے اپنی معمولہ اور داشتہ بنا کر رکھا تھا۔ وہ تنویمی عمل کے زیر اثر تھی۔ اس لئے اس کے مشوروں اور احکامات پر عمل کرتی رہتی تھی۔

اس نے راسپوٹین کے حکم کے مطابق جمیلہ کے بیٹے فیروز بخت کے دماغ میں بھی جگہ بنائی پھر اس کے خیالات پڑھنے کے بعد دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔

رات کے کھانے کا وقت تھا' ارمان نے آکر پوچھا "میڈم! آپ کھانا باہر کھائیں گی یا یہاں لایا جائے؟"

اس نے کہا "ہم باہر کسی ریسٹورنٹ میں کھائیں گے۔ میں چینج کرکے آتی ہوں۔ رمیش سے کہو وہ بھی تیار ہوجائے۔"

ارمان اس کمرے سے نکل کر رمیش کے پاس آیا۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا واڈکا پی رہا تھا۔ وہ ارمان کو دیکھ کر بولا "آؤ میرے ساتھ عیش کرو' جینے کا مزہ پینے میں ہے۔"

ارمان نے کہا "میں زیادہ پی کر بہکنا نہیں چاہتا۔ اگر میڈم اجازت دیں گی تو میں کھانے سے پہلے دو پیگ لوں گا۔"

وہ غٹاغٹ پینے کے بعد خالی گلاس کو میز پر رکھتے ہوئے بولا "تم تو میڈم کے غلام بن گئے ہو۔ آج میں تمہاری میڈم کے ساتھ ایک کمرے میں رات گزاروں گا' کیا پٹاخا جوانی ہے؟ آج میرے بڑھاپے میں دھماکے کرے گی۔"

"میں نے تمہارے جیسا کمینہ نہیں دیکھا۔ میڈم اتنی مہربان ہیں اور تم انہیں بلیک میل کررہے ہو۔"

"عقلمند وہ ہے جو موقعے سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اگر میں اس سے عام حالات میں یہ کہتا کہ آؤ' اپنی جوانی میرے حوالے کردو تو وہ حقارت سے مجھے بوڑھا کہہ کر مجھ پر تھوک دیتی لیکن اب اس کی کمزوری میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ مجھے بستر تک آنے سے نہیں روک سکے گی۔"

کرونا اپنے کمرے میں لباس تبدیل کرنے کے دوران میں خیال خوانی کے ذریعے رمیش اور ارمان کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔ رمیش سوچ رہا تھا کہ اب اور نہیں پینا چاہئے۔ ذرا ہوش میں رہ کر' ذرا موڈ میں رہ کر اس حسینہ سے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہئے۔ وہ بھی کیا یاد کرے گی کس بڈھے شیر سے پالا پڑا تھا۔

کرونا نے اسے اور پینے پر مائل کیا۔ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی بوتل کو اٹھا کر منہ سے لگالیا۔ ارمان نے کہا "ارے' یہ کیا کررہے ہو؟ سوڈا یا پانی ملا کر پیو ورنہ کھوپڑی الٹ جائے گی۔"

وہ بوتل کو منہ سے لگائے غٹاغٹ پئے چلا جارہا تھا۔ ذرا ٹھہر ٹھہر کر پینا چاہتا تھا لیکن کرونا بوتل کو اس کے منہ سے ہٹنے ہی نہیں دے رہی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یوں خالص واڈکا نہیں پینی چاہئے یا پھر رک رک کر پینا چاہئے' سب کچھ سمجھنے کے باوجود وہ رک نہیں پا رہا تھا۔ جب خود بخود رکا تو بوتل خالی ہوچکی تھی۔

اس کا سر گھومنے لگا' در و دیوار گھومنے لگے۔ اس کے ہاتھوں میں اتنی سکت نہیں رہی کہ بوتل کو تھام سکے۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی' ارمان نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا لیکن اس بوڑھے کو تھامنے سے پہلے ہی وہ کرسی سے لڑھک کر گر پڑا اور چاروں شانے چت ہوگیا۔ ارمان نے ناگواری سے کہا "کم بخت کو سمجھایا تھا لیکن اسے بڑھاپے میں جوانی کا گھمنڈ ہے۔ شراب کی ایک بوتل کو برداشت نہ کرسکا۔ میڈم کی جوانی کا بوجھ کیا اٹھائے گا؟"

وہ جھک کر اسے فرش سے اٹھانا چاہتا تھا' کرونا نے آکر کہا "اس کتے کو یہیں پڑا رہنے دو۔ اچھا ہوا یہیں نشے میں آؤٹ ہوگیا۔ باہر ہمارے ساتھ جاتا تو پرابلم بن جاتا۔"

"میڈم! یہ بے ہوش ہوگیا ہے' اسے اسپتال پہنچانا ہوگا۔"

"اسے مرنا ہی ہے تو یہ اسپتال جاکے بھی مرے گا لہٰذا اسے یہیں مرنے دو۔ دروازہ لاک کرو اور چلو یہاں سے۔"

وہ دروازہ لاک کرکے کرونا کے ساتھ کاٹیج سے ساحل کی طرف جانے لگا۔ ساحل پر بڑی بڑی ہیڈ لائٹس کے باعث دور تک ساحل روشن ہوگیا تھا۔ سمندر کی لہریں چاندی کی طرح چمک رہی تھیں اور چاندی جیسی حسینائیں لہروں کی چاندی سے کھیل رہی تھیں۔ جوان اور بوڑھے بھی ان کے ساتھ ہنس کھیل رہے تھے۔ ساحل پر کھیل تماشے بھی ہورہے تھے اور دور دور تک میلہ سا لگا ہوا تھا۔

وہ دونوں ایک اوپن ریسٹورنٹ میں آکر بیٹھ گئے۔ کرونا نے ارمان سے کہا "تم کچھ پینا چاہو تو پی سکتے ہو' میں سوپ پیوں گی۔"

ارمان نے کرونا کے لئے سوپ اور اپنے لئے وہسکی کا ڈبل پیگ منگوایا پھر اس سے پوچھا "آپ کیوں نہیں پیتیں؟"

"میں یوگا کی مشقیں کرتی ہوں' کبھی دس منٹ اور کبھی پندرہ منٹ کے لئے سانس روک لیتی ہوں۔ یوگا جاننے والے کسی قسم کا نشہ نہیں کرتے۔"

وہ سوپ پینے لگی۔ وہ وہسکی کا ایک ایک گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے سوچنے لگا "کتنی حسین ہے' اسے پہلی بار ائرپورٹ میں دیکھا تو میرے دل میں اتر گئی تھی۔ کاش میں حیثیت میں اس کے برابر ہوتا تو اس کے روبرو کھڑے ہو کر کہتا آئی لو یو۔"

کرونا خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ اس نے اسے زبان سے بولنے پر مجبور کیا۔ وہ اس کی طرف جھکتے ہوئے بے اختیار بول پڑا "آئی لو یو۔"

پھر وہ ایک دم سے گھبرا کر سیدھا بیٹھ گیا' کرونا نے مسکرا کر کہا "تم نے مجھ سے پہلے کیوں نہ کہا' میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔"

وہ حیرانی اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔ کرونا سر جھکا کر سوچ رہی تھی "یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ راسپوٹین اگر میرے چور خیالات پڑھے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ میں اس نوجوان کو چاہنے لگی ہوں۔"

ارمان نے کہا "آپ مذاق کر رہی ہیں' میں ایک بہت معمولی گائیڈ ہوں' آپ کی طرح دولت مند نہیں ہوں۔"

"مجھے دولت نہیں چاہئے اس لئے کہ یہ میرے پاس ہے۔ میں وہی چاہتی ہوں جو میرے پاس نہیں ہے۔"

"کیا ابھی تک آپ نے شادی نہیں کی ہے؟"

"کی بھی ہے اور نہیں بھی کی ہے۔ میں اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہوں لیکن شاید کبھی نہ کر سکوں۔"

"ایسی کیا مجبوری ہے؟ وہ کون ہے؟ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟"

"مجھے آپ نہ کہو تم کہو' تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکو گے۔ مجھے ہی تمہارے لئے کچھ کرنا ہوگا۔"

وہ سوچنے لگی "آج رات میں اس پر تنویمی عمل کروں گی۔ اس کے دماغ کو لاک کروں گی۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو راسپوٹین اس کے دماغ میں آکر یہ معلوم کرلے گا کہ یہ مجھ پر عاشق ہو گیا ہے پھر وہ اس بے چارے کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

وہ اپنی پسند کا کھانا منگوا کر کھانے لگے۔ وہ اس بات سمجھتی تھی کہ راسپوٹین نے اپنے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی معمولہ بنا رکھا ہے۔ وہ اپنے طور پر لاکھ کوشش کرے گی تب بھی اس کے سحر سے نہیں نکل سکے گی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دوست اسے نجات دلا سکتا ہے اور دوست تو وہ ایک پارس ہی تھا جو اس کی ہر مصیبت میں کام آتا تھا۔ اس نے خود اپنی نادانی سے اسے کھو دیا تھا۔

اس کا دل کہتا تھا کہ پارس ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گیا ہے۔ اسی لئے اس کے موجودہ حالات سے غافل ہے اس کے بعد اب کوئی دوسرا اس کا نجات دہندہ نہیں تھا۔ یہ سوچ کر وہ مایوس ہو جاتی تھی۔

ویسے قسمت بدلتے دیر نہیں لگتی۔ تقدیر کا چکر ایسا ہے کہ کہیں نہ کہیں سے دوسرا مسیحا پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرا مسیحا کبریا تھا۔ جب وہ ارمان کے ساتھ کاٹیج میں واپس آئی تو اپنی پلاننگ کے مطابق ارمان پر تنویمی عمل کرنے والی تھی تاکہ اس کے دماغ کو لاک کرکے اسے راسپوٹین سے محفوظ رکھ سکے لیکن وہ اپنے بیڈ روم میں آئی تو لباس تبدیل کرکے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ کبریا نے اس کے اندر تھکن کا احساس پیدا کیا۔ وہ بیڈ پر لیٹ گئی پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں' کبریا نے اسے سلا دیا۔

راسپوٹین ازبکستان میں کرونا سے بڑے اہم کام لینا چاہتا تھا۔ کبریا نے سوچا "اس دشمن کو کرونا سے محروم کر دیا جائے۔ اس طرح وہ اپنی ازبکستان کی مہم میں تنہا رہ جائے گا پھر وہ کرونا کو تلاش کرتا پھرے گا اور کرونا اس سے انتقام لینے کے لئے اس کے معاملات میں مداخلت کرتی رہے گی اور اس کا سکون برباد کرتی رہے گی۔"

کبریا نے اس پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کیں کہ وہ آئندہ راسپوٹین کے زیر اثر نہیں رہے گی۔ اس کی آواز اور لہجہ سنتے ہی سانس روک کر اسے بھگا دے گی۔

اس نے ایک مخصوص لب و لہجہ اس کے ذہن میں نقش کرنے کے بعد کہا کہ وہ اس مخصوص لب و لہجے کے ساتھ آنے والے کو اپنے اندر محسوس نہیں کرے گی۔ باقی تمام سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی انہیں اندر آنے سے منع کرے گی۔

اس نے حکم دیا کہ وہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس تنویمی عمل کو بھول جائے گی۔ یہ کبھی نہیں سوچے گی کہ کسی نے اپنے مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اسے اپنی معمولہ بنایا ہے۔ وہ خود کو آزاد سمجھتی رہے گی۔ ازبکستان میں راسپوٹین کے خلاف فرہاد کی حمایت میں کام کرتی رہے گی اور راسپوٹین کے ہر معاملے میں مداخلت کرتی رہے گی۔

اس نے یہ بھی تاکید کی کہ وہ بیدار ہونے کے بعد اپنا چولا تبدیل کرکے کنیا کماری سے دور چلی جائے گی۔

اس نے ایک گھنٹے تک اسے تنویمی نیند سونے دیا پھر الپا کو مخاطب کرکے بتایا کہ اس نے کرونا کو راسپوٹین سے چھین لیا ہے۔ الپا اسے بتانے لگی کہ وہ اجنبی کو کوبرا سے دور کرکے اسے الجھا رہی ہے۔ دونوں اپنے اپنے معاملات ایک دوسرے کو بتاتے رہے پھر ایک گھنٹے بعد کبریا' کرونا کے پاس آگیا۔

وہ تنویمی نیند سے بیدار ہو گئی تھی۔ یہ سمجھ رہی تھی کہ ریسٹورنٹ سے آتے ہی تھکن کے باعث آنکھ لگ گئی تھی۔ اب اسے ارمان کے دماغ میں جا کر اس پر تنویمی عمل کرنا چاہئے۔ کبریا خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا راسپوٹین کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بولا "کون ہو تم؟ فوراً بولو۔ ورنہ ابھی بھگا دوں گا۔"

کبریا نے آواز بدل کر سرگوشی میں کہا "کرونا۔"

اتنا کہہ کر وہ واپس کرونا کے پاس آگیا۔ راسپوٹین سوچ رہا تھا "یہ ابھی کون آیا تھا؟ صرف کرونا کا نام لے کر واپس کیوں چلا گیا؟"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا کرونا کے پاس آیا۔ اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ راسپوٹین کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس نے حیرانی اور پریشانی سے سوچا "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ میری معمولہ ہے۔ مجھے اپنے دماغ سے کیسے بھگا سکتی ہے؟"

وہ پھر اس کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے پھر سانس روک لی۔

ادھر کرونا خوشی سے اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے دوبارہ راسپوٹین کو اپنے اندر محسوس کرتے ہی بھگا دیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس کے تنویمی عمل سے آزاد ہو گئی ہے اس کے لئے یہ سب سے بڑی خوشی تھی۔ وہ فاتحانہ انداز میں خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی راسپوٹین کے پاس آئی' پھر بولی "سانس نہ روکنا' میں کرونا ہوں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم نے مجھے اپنے دماغ میں آنے کیوں نہیں دیا؟"

"میں تمہیں روکنے والی کون ہوتی ہوں؟ تم تو میرے عامل ہو' آقا ہو' میری عزت سے کھیلنے والے' میرے بدن کو نوچنے والے گدھ ہو۔ آؤ' آجاؤ۔"

"تم میرے تنویمی عمل کے شکنجے سے آزاد کیسے ہو گئیں؟"

"سیدھی سی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ تمہارے تنویمی عمل کی مدت گزر چکی تھی۔ اس کے اثرات ختم ہوتے ہی میں آزاد ہو گئی ہوں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میرے حساب سے تین دنوں کے بعد مدت ختم ہونے والی تھی۔ میں کل رات تم پر دوبارہ عمل کرنے والا تھا۔"

"تمہارا حساب غلط ہو گیا۔ یہ تمہاری بدقسمتی اور میری خوش قسمتی ہے۔"

"زیادہ نہ بولو' میں تمہیں پھر بد نصیب بنا سکتا ہوں۔"

"اب تو تم بھونکنے والے کتے رہ گئے ہو۔ کاٹنے والے نہیں رہے۔ تم میرے ساتھ جو زیادتیاں کرتے رہے' اب اس کی سزائیں پانے کے لئے تیار رہو۔ میں تمہاری بدترین دشمن بن کر فرہاد کی حمایت کروں گی اور ازبکستان میں تمہاری تمام کوششوں کو ناکام بناتی رہوں گی۔ فی الوقت میں تم پر تھوک کر جا رہی ہوں' آخ تھو۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ راسپوٹین نے چیلنج کیا تھا کہ وہ اسے پھر بد نصیب بنا سکتا ہے لہٰذا اس کی پہنچ سے کہیں دور چلے جانے میں ہی دانش مندی ہوتی۔ راسپوٹین اس کے دونوں گائیڈز رمیش اور ارمان کے ذریعے اسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔

اس وقت رمیش نشے میں مدہوش پڑا ہوا تھا۔ ارمان کے بارے میں یہ یاد آیا کہ راسپوٹین نے اس کی آواز نہیں سنی ہے' وہ اس کے اندر نہیں پہنچ سکے گا لیکن وہ کسی دوسرے ہتھکنڈے سے مقامی پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو اس کا دشمن بنا سکتا ہے۔ کسی غنڈے بدمعاش کو آلۂ کار بنا کر اس کے ذریعے اسے گولی مار سکتا ہے۔

فی الحال دانشمندی یہی تھی کہ وہ اس علاقے سے دور چلی جائے۔ اس نے ارمان کو بلا کر کہا "میں ابھی یہاں سے کہیں دور جا رہی ہوں۔ کیا میرے ساتھ چلو گے؟"

"تم نے مجھے اپنی محبت کے قابل سمجھا ہے۔ میں تمہارے ساتھ کہیں بھی جا سکتا ہوں۔"

"فوراً ایک بیگ میں اپنا ضروری سامان لو اور باہر نکلو' میں ابھی آ رہی ہوں۔"

وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کرونا اپنے بیگ میں میک اپ کا تمام سامان اور کچھ ضروری چیزیں رکھ کر کاٹیج سے باہر آئی پھر ارمان کے ساتھ ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف جانے لگی۔ ارمان نے پوچھا "تم اچانک یہاں سے جا رہی ہو' کوئی پریشانی ہے؟"

"ہاں' ایک دشمن مجھے تلاش کر رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ یہاں پہنچے' میں کہیں دور جا کر چھپنا چاہتی ہوں۔"

"تم نے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ آخر وہ کون ہے؟ مجھے بتاؤ' میں مارشل آرٹ جانتا ہوں۔ اس کی ہڈی پسلی توڑ کر اسے اپاہج بنا دوں گا۔"

ایک کار ان کے قریب آ گئی اور آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ ڈرائیو کرنے والے نے کرونا کو دیکھ کر کہا "بیوٹی فل' ویری اسمارٹ' میں لفٹ دے سکتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "تھینک یو۔ میں لفٹ چاہتی ہوں۔"

وہ گاڑی روک کر بولا۔ "ایک شرط ہے تم میرے ساتھ بیٹھو گی اور یہ جوان پیچھے بیٹھے گا۔ بولو' منظور ہے؟"

کرونا نے ارمان سے کہا "پیچھے بیٹھ جاؤ۔ ہمارے لئے ٹیکسی سے یہ کار بہتر رہے گی۔"

وہ دونوں آگے پیچھے بیٹھ گئے۔ کار آگے چل پڑی۔ ڈرائیو کرنے والے نے اچھی خاصی پی رکھی تھی۔ اس نے کہا "میرا نام دیوراج کھوٹے ہے۔ گوا میں شراب کی فیکٹری ہے۔ لاکھوں کماتا ہوں۔ میرا آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ میں نے شادی نہیں کی۔ عورت ویسے ہی مل جاتی ہے۔ ایک بیوی پالنا سب سے بڑی حماقت ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

کرونا نے کہا "اچھا خیال ہے۔ میں نے بھی شادی نہیں کی۔ جب تمہارے جیسے اُلو مل جاتے ہیں تو ایک شوہر پالنا سب سے بڑی حماقت ہے۔"

"تم نے مجھے اُلو کہا؟"

"تم نے بہت زیادہ پی لی ہے۔ اس لئے خود کو اُلو سمجھ رہے ہو۔"

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں اس سے لڑائی کروں گا۔ اس عورت کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا۔"

وہ کرونا کی مرضی کے مطابق لڑنے لگا۔ ایک جگہ کار کو روک کر کہا "تم بکواس عورت ہو۔ میں تمہارے پاس نہیں بیٹھوں گا۔"

وہ کار سے اترتے ہوئے ارمان سے بولا "اے تم گاڑی چلاؤ' میں پیچھے رہوں گا۔"

ارمان باہر آ کر کرونا کے پاس اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دیوراج کھوٹے پچھلی سیٹ پر آ گیا۔ کار آگے چل [illegible] کھوٹے نے کہا "اے! سیدھے گوا چلو۔ راستے میں کوئی [illegible] نہ کرنا' میں یہاں سو رہا ہوں۔"

وہ پچھلی سیٹ پر لیٹ گیا۔ کرونا نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ وہ خراٹے لینے لگا۔ ارمان نے کہا "یہ عجیب آدمی ہے تم سے خوامخواہ لڑ رہا تھا۔ اگر بد تمیزی کرتا تو میں اس کا منہ توڑ دیتا۔"

"دماغ ٹھنڈا رکھا کرو۔ اس نے تھوڑی سی لڑائی کی لیکن گاڑی ہمارے حوالے کر دی۔ مجھے سوچنے سمجھنے دو [illegible] کہاں جانا ہے؟"

وہ سوچنے لگی "دیوراج کھوٹے گوا میں رہتا ہے۔ وہاں بیرون ممالک سے بے شمار سیاح آتے ہیں۔ ان میں کوئی دشمن بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے [illegible] میں چہرہ بدل کر رہ سکتی ہوں۔ دیوراج کھوٹے تنہا اپنے بنگلے میں رہتا ہے۔ میں اسے اپنا معمول بنا کر ارمان کے ساتھ اس کے بنگلے میں آرام سے رہوں گی۔"

وہ ارمان سے بولی "میں ذرا بیٹھے بیٹھے سونا چاہتی ہوں' مجھے مخاطب نہ کرنا۔ میں خود ہی جاگ جاؤں گی۔"

وہ آنکھیں بند کر کے دیوراج کھوٹے کے دماغ میں پہنچ گئی۔ پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ اس نے کہا "میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ جو احکامات تمہیں دے رہی ہوں انہیں اپنے ذہن میں محفوظ رکھو اور ان پر عمل کرو۔"

"میرا حکم ہے کہ تم مجھے اپنی چھوٹی بہن سمجھو گے۔ اپنے اور پرائے سب ہی سے کہو گے' میرا نام ارونا کھوٹے ہے۔ میں لندن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہاں آئی ہوں۔ میرے ساتھ میرا پتی ہے۔ اس کا نام شیکھر (ارمان) ہے۔ اروناؔ اور شیکھر کچھ عرصہ تک تمہارے ساتھ رہیں گے اور تم ہمیشہ اپنی بہن اروناؔ کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے۔"

اس نے ضروری احکامات اس کے ذہن میں نقش کئے پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ پھر خود چار گھنٹے کے لئے آرام سے سو گئی۔

○☆○

کوبرا ابھی ازبکستان میں کسی حد تک کامیابیاں حاصل کر رہا تھا۔ پہلے تو اس نے مجھ تک پہنچنے کے لیے حکومتی ذرائع اختیار کیے تھے' پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو آلۂ کار بنا کر اسلامی تنظیم کے اعلیٰ عہدے داروں تک پہنچتا رہا' اس تنظیم کے تین عہدے دار یوگا کے ماہر تھے۔ وہی میرے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے صرف یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی پناہ میں ایک ڈمی ہے۔ اصلی فرہاد نہیں ہے۔ (ڈی)

وہی جان سے میری حفاظت کر رہے تھے۔ ان تینوں کے بعد کسی چوتھے عہدے دار کو یہ نہیں معلوم تھا کہ میں کس پناہ گاہ میں ہوں۔ کوبرا دوسرے عہدے داروں کے دماغوں تک پہنچ گیا تھا۔ ان کے خیالات پڑھنے سے ہی یہ پتا چلا کہ ان میں سے کوئی میرا پتا ٹھکانا نہیں جانتا ہے۔ مجھ تک پہنچنے کے لیے اسے ان تین میں سے کسی ایک عہدے دار کے اندر پہنچنا ہوگا۔

اور وہاں تک پہنچنے کی ایک صورت یہ تھی کہ ان تینوں میں سے ایک کے بیمار ہونے کا انتظار کیا جائے پھر ان کے بیمار اور کمزور دماغوں سے وہ میرے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتے تھے۔

دوسری صورت یہ تھی کہ وہ اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے ان تینوں میں سے کسی ایک کو زخمی کر دیتا لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔ وہ تینوں عہدے دار بہت ہی سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کے ایک درجن گارڈز یوگا کے ماہر تھے کوبرا ان میں سے کسی کو بھی اپنا آلۂ کار نہیں بنا سکتا تھا پھر بھی وہ مایوس نہیں ہوا' دوسرے ذرائع تلاش کرتا رہا۔

آخر وہ ایسے ایک عہدے دار تک پہنچا جو مختلف خفیہ پناہ گاہوں میں راشن اور اسلحہ پہنچانے کا ذمے دار تھا' اس کے ماتحت دُور دراز کے علاقوں میں ضرورت کا تمام سامان جانبازوں تک پہنچاتے تھے' کوبرا اس کے ماتحتوں کے دماغوں میں بھی جگہ بنانے لگا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ اسی ایک عہدے دار کے ذریعے مجھ تک پہنچ سکے گا۔

آخر ان تین عہدے داروں میں سے ایک نے اس عہدے دار سے فون کے ذریعے رابطہ کیا "محترم صلاح الدین! ہماری ایک نئی اور بہت ہی اہم خفیہ پناہ گاہ ہے۔ وہاں ضروری اسلحہ اور ایک ماہ کا راشن پہنچانا ہے۔ آج شام کو ہمارا ایک خاص آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ وہ آدمی بھی نہیں جانتا کہ نئی خفیہ پناہ گاہ کہاں ہے' جب وہ مطلوبہ ضروری سامان کی گاڑی لے کر یہاں سے چل پڑے گا تب اسے فون کے ذریعے بتایا جائے گا کہ اسے کن کن راستوں سے گزرنا ہے۔"

کوبرا کی امید بر آئی۔ وہ سامان لے جانے والے اس خاص آدمی کو اپنا آلۂ کار بنا سکتا تھا۔ اس کے دماغ میں رہ کر معلوم کر سکتا تھا کہ اسے فون کے ذریعے کیا ہدایات دی جا رہی ہیں اور اسے نئی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچانے کے لیے کس طرح اس کی رہنمائی کی جا رہی ہے۔"

وہ خاص آدمی شام تک اس عہدے دار کے پاس آنے والا تھا۔ کوبرا بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ سہ پہر کو اس عہدے دار سے کہا گیا کہ وہ خاص آدمی ٹھیک چار بجے اس کے پاس آ رہا ہے۔ سامان سے بھری ہوئی گاڑی تیار رکھی جائے۔

راسپوٹین اور تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں کوبرا کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہونے والی تھی۔ وہ ان سب سے پہلے میری خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنے والا تھا۔ وہ اپنی پلاننگ پر غور کرنے لگا کہ میری پناہ گاہ تک پہنچنے کے بعد وہ کس طرح کسی آلۂ کار کے ذریعے مجھے زخمی کرے گا پھر میرے دماغ میں پہنچ کر مجھے اپنا معمول اور محکوم بنا لے گا۔

چار بجنے میں دو منٹ رہ گئے۔ وہ خاص آدمی آنے ہی والا تھا۔ ایسے ہی وقت ایجنٹ نے اسے فون پر بتایا کہ اسے اغوا کر کے گن پوائنٹ پر رکھا گیا ہے۔

یہ سنتے ہی وہ پریشان ہو گیا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایجنٹ کے اندر پہنچ کر ان تین بدمعاشوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک نے ایجنٹ کو ریوالور کی زد پر رکھا تھا۔ اس نے ریوالور والے کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اسے ناکامی ہوئی' اس کے دو ساتھی خاموش تھے۔

کوبرا نے گھڑی دیکھی۔ چار بج چکے تھے۔ اسے اس عہدے دار کے ذریعے خاص آدمی کے اندر پہنچنا تھا۔ ادھر ایجنٹ کے سامنے موت تھی' وہ جلد سے جلد ایجنٹ کو تحفظ فراہم کر کے اس عہدے دار کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔

کار میں ایجنٹ کے پیچھے بیٹھے ہوئے دونوں غنڈے خاموش تھے۔ اس نے بڑی چالاکی سے انہیں بولنے پر مجبور کیا۔ ان میں سے ایک بول پڑا' ان کا ساتھی جیری بہت چالاک تھا۔ اس نے کوبرا سے کہا کہ اس کا ساتھی احمق ہے۔ اسے منع کرنے کے باوجود وہ بول پڑا اس نے دشمن کو اپنے دماغ میں آنے کا موقع دیا ہے لیکن اس سے پہلے کہ دشمن اسے آلۂ کار بنا کر اسے نقصان پہنچائے' جیری نے اسے گولی مار دی۔

اس کا دوسرا ساتھی بول پڑا کہ اس نے اپنے ہی دوست کو کیوں ہلاک کیا ہے؟ اس کے بولتے ہی کوبرا اسے آلۂ کار بنانے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ جلد سے جلد جیری کو ہلاک کر کے اس عہدے دار کے پاس جانا چاہتا تھا پہلے ایجنٹ کی سلامتی لازمی تھی۔

لیکن جیری نے اپنے دوسرے ساتھی کو بھی گولی ماردی۔ کوبرا پریشان ہوکر ا-ینجی کے دماغ میں آیا' جیری سے بولا "میری وائف کو ہلاک نہ کرو' تم دس لاکھ مانگ رہے تھے' میں دس کروڑ دوں گا۔ تمہیں دنیا کا امیر ترین شخص بنادوں گا۔ میری وائف کو نقصان نہ پہنچاؤ۔"

جیری نے کہا تھا کہ وہ ا-ینجی کو ایسی جگہ لے جارہا ہے جہاں کوبرا کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ جب اسے رقم مل جائے گی تو اس کی وائف اسے واپس مل جائے گی۔

جیری نے ریوالور کے دستے سے ا-ینجی کے سر پر ایک ضرب لگائی تھی۔ وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔ اب کوبرا اس کے دماغ میں رہ کر یہ معلوم نہیں کرسکتا تھا کہ جیری اسے کہاں لے جارہا ہے۔ اس نے کوبرا سے کہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر بعد ہوش میں آجائے گی وہ پھر اس کے دماغ میں آکر لین دین کے معاملات طے کرسکتا ہے۔

کوبرا مجبور ہوگیا تھا' ا-ینجی کے ہوش میں آنے کے بعد ہی اس کی سلامتی کے لیے کچھ کرسکتا' وہ فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے اس عہدے دار کے دماغ میں پہنچا' وہ اپنی وائف کے سلسلے میں اس قدر الجھ گیا تھا کہ اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ وہ تقریباً پون گھنٹے بعد آیا تو پتا چلا' وہ خاص آدمی آکر جاچکا ہے' اس خاص آدمی کو تو صرف آنا تھا اور سامان سے بھری ہوئی گاڑی لے کر چلے جانا تھا اور وہ جاچکا تھا۔

کوبرا جھنجلا کر رہ گیا۔ اب وہ اس خاص آدمی کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔ اس عہدے دار کی سوچ نے بتایا کہ وہ اس خاص آدمی سے فون پر رابطہ نہیں کرسکے گا کیونکہ اسے اس کا فون نمبر نہیں بتایا گیا ہے۔ ایک عہدے دار ہی ایسا تھا جس کے ذریعے کوبرا اس خاص آدمی تک پہنچ سکتا تھا۔ اب کامیابی کی کوئی صورت نہیں رہی تھی۔ وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرنے والا بُری طرح ناکام ہوگیا تھا۔

الپا نے صحیح وقت پر ا-ینجی کو اغوا کرکے کوبرا کے زبردست منصوبے کو خاک میں ملادیا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ الپا نے اس کی لاعلمی میں اس کی چہیتی بیوی کو آلۂ کار بنایا ہے۔

الپا نے ا-ینجی کو اغوا کرنے کے لیے جیری کو آلۂ کار بنایا تھا۔ جیری نے اس کی مرضی کے مطابق ا-ینجی کو بے ہوش کیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے بے ہوش کرنے کے بعد کہاں لے جائے گا۔ وہ یہ سب کچھ الپا کی مرضی کے مطابق کرتا جارہا تھا۔ اس کا کوئی دوسرا خفیہ اڈا نہیں تھا۔ وہ گھوم پھر کر اس مکان میں دوبارہ آگیا۔ ا-ینجی کو کار سے نکال کر اسے اپنے کاندھے پر لاد کر مکان کے اندر ایک کمرے میں لے آیا۔ اسے ایک بیڈ پر ڈال کر اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ دیے۔ وہ ہوش میں آرہی تھی' اس نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔

ا-ینجی نے ہوش میں آنے کے بعد آنکھیں کھولنی چاہیں تو پتا چلا پٹی بندھی ہوئی ہے اور دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے ہیں۔ وہ کسمساتے ہوئے کوبرا کو آوازیں دینے لگی۔ جیری نے کہا "میں تمہارے قریب بیٹھا ہوا ہوں اور تم ریوالور کے نشانے پر ہو' اپنے کوبرا کو آوازیں دیتی رہو۔ اگر وہ نہ آئے تو مجھے فون نمبر بتاؤ' جتنی جلدی معاملات طے ہوں گے اتنی ہی جلدی تمہیں رہائی ملے گی۔"

وہ کوبرا کا فون نمبر بتانے لگی۔ ایسے ہی وقت وہ اس کے دماغ میں آگیا۔ آتے ہی جھنجلا کر بولا "تمہاری وجہ سے میں فرہاد تک پہنچتے پہنچتے رہ گیا۔ میں اپنی پلاننگ کے مطابق اسے اپنا معمول اور محکوم بنا سکتا تھا۔ میں بہت بڑی کامیابی سے محروم ہوگیا ہوں۔ تم گھر سے باہر کیوں گئی تھیں؟ کہاں مر گئی تھیں؟ ان بدمعاشوں کے ہاتھ کیسے لگ گئیں؟ اب تم کہاں ہو؟"

وہ روتے ہوئے بولی "مجھے غصہ کیوں دکھا رہے ہو؟ کیا میں جان بوجھ کر تمہیں پریشان کررہی ہوں؟ اگر پریشان ہورہے ہو تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو' چلے جاؤ یہاں سے۔ جو میرے نصیب میں لکھا ہے' وہ ضرور ہوگا۔"

"بکواس مت کرو۔ تم جانتی ہو میں تمہیں کس قدر چاہتا ہوں؟ تمہارے اچھے اور برے نصیب کی ذمے داری مجھ پر ہے' بتاؤ یہ تمہیں کہاں لے آیا ہے؟"

"تم غصے میں یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ میں کیسے بتاؤں کہ مجھے کہاں لایا گیا ہے؟"

"واقعی' میری عقل کام نہیں کررہی ہے۔ جی چاہتا ہے دیوار سے سر ٹکرانے لگوں۔ اتنا بڑا ٹیلی پیتھی جاننے والا میری گرفت میں آتے آتے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔"

جیری بڑی دیر سے خاموش بیٹھا ا-ینجی کو دیکھ رہا تھا' اس نے پوچھا "کیا تم اپنے آدمی سے باتیں کررہی ہو؟"

کوبرا نے ا-ینجی کے ذریعے کہا "ہاں' میں موجود ہوں مجھے بتاؤ تمہاری مطلوبہ رقم مجھے کہاں پہنچانی ہے؟"

اس بار الپا نے جیری کے ذریعے کہا "مجھے رقم کی ضرورت ہے اور نہ ہی میں تمہاری وائف کو نقصان پہنچانا چاہتی ہوں۔ میں تو ایک آلۂ کار ہوں' کوئی تمہیں فرہاد تک پہنچنے سے روکنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوچکا ہے۔ اغوا کا یہ ڈراما ختم ہوچکا ہے' تمہاری وائف واپس آرہی ہے۔"

کوبرا نے کہا "تم فرہاد کی حمایتی ہو' تم نے مجھے بہت بڑی ناکامی کا منہ دکھایا ہے لیکن یہ تمہاری مہربانی ہے کہ تم میری وائف کو نقصان نہیں پہنچارہی ہو۔ میں اس کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کررہا ہوں۔"

○☆○

امریکی اکابرین کے لیے ان کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بے حد اہم تھے۔ وہ ان سب کو سرآنکھوں پر بٹھاتے تھے لیکن سب سے زیادہ عزت نمبر سیون کی کرتے تھے۔ اس پر اندھا اعتماد کرتے تھے کیونکہ اس نے ان اکابرین کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ باقی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکا چھوڑ کر مختلف ملکوں اور شہروں کی طرف چلے گئے تھے۔ وہ آزاد اور روپوش رہ کر اپنی مرضی کی زندگی گزارنا چاہتے تھے۔

نمبر سیون نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ فوج کے تین اعلیٰ افسران کا اعتماد حاصل کرتا رہے گا اور ان کے مشوروں کے مطابق ملک وقوم کی خدمت کرتا رہے گا۔ اس کے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی جو زنجیریں توڑ کر چلے گئے تھے' وہ بھی محب وطن تھے اور نمبر سیون سے بہت محبت کرتے تھے۔ اس کے مشوروں پر عمل بھی کرتے تھے۔

جب انہیں انڈر گراؤنڈ سیل سے آزادی ملی تھی تب نمبر سیون اعصابی کمزوریوں میں مبتلا تھا۔ ایسے وقت اس کے تمام ساتھیوں نے اس کی حفاظت کی تھی۔ اسے اسپتال پہنچایا تھا اور اس بات کا خیال رکھا تھا کہ کوئی دشمن اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنا غلام نہ بنالے۔

اتنا خیال رکھنے کے باوجود اعلیٰ بی بی نے اس کے دماغ میں جگہ بنالی تھی۔ ان آٹھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں نمبر تھری بہت پہلے سے ہمارا معمول تھا۔ اعلیٰ بی بی نے نمبر تھری کے ذریعے نمبر سیون کو اپنا معمول اور محکوم بنالیا تھا۔ اس طرح وہ امریکا اور اس کے اتحادی ممالک کے ٹاپ سیکریٹس اور انتہائی خفیہ منصوبوں سے واقف ہوتی رہتی تھی۔

وہ آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اتحادی ممالک کے حکمرانوں اور اہم عہدے داروں کے اندر پہنچ کر ان کے ایسے منصوبوں اور ارادوں کو بھی سمجھتے رہتے تھے جنہیں وہ امریکا سے بھی چھپانا چاہتے تھے۔ نمبر تھری اور نمبر سیون نہیں جانتے تھے کہ اعلیٰ بی بی ان کی لاعلمی میں ان کے تمام راز اور منصوبے معلوم کرتی رہتی ہے۔

پہلے تو دشمنوں کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ وہ بابا صاحب کے ادارے کو نیست ونابود کردیں گے لیکن میں ان کے گلے میں ہڈی کی طرح اٹک گیا تھا۔ وہ مجھے گرفتار کرنے کے بعد الجھ رہے تھے کہ میں اصلی ہوں یا نہیں؟ کیونکہ ازبکستان میں بھی ایک فرہاد علی تیمور موجود تھا۔ وہاں میرے چاہنے والے مجھے پناہ دے رہے تھے۔ اسلامی تنظیم اور اس کے جانباز میری حفاظت کررہے تھے۔ کوبرا اور راسپوٹین دعویٰ کررہے تھے کہ میں وہاں موجود ہوں اور وہ جلد ہی میری خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنے والے ہیں۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی خیال خوانی کے ذریعے وہاں پہنچتے رہتے تھے۔ اعلیٰ بی بی ان کے سروں پر مسلط رہتی تھی اور ان کے منصوبوں کو ناکام بناتی رہتی تھی۔ جتنی سرگرمی سے مجھے تلاش کیا جارہا تھا اس سے یقین ہوتا تھا کہ اصلی فرہاد ازبکستان میں ہے جبکہ وہ اپنے قیدی فرہاد کا برین اور چہرہ واش کرکے دیکھ چکے تھے' وہ ہر پہلو سے اصلی فرہاد ثابت ہورہا تھا۔ انہوں نے انٹرنیٹ اور دوسرے تمام چینلز کے ذریعے دنیا کو دکھایا تھا کہ وہ فرہاد کو گرفتار کرچکے ہیں اور اب وہ اسے ڈمی فرہاد ثابت نہیں کرسکیں گے۔

امریکا اور اس کے اتحادیوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا تھا۔ وہاں یہی مسئلہ زیر بحث تھا کہ اصلی فرہاد کہاں ہے؟ ان کی قید میں ہے یا ازبکستان میں؟

اگر ان کا قیدی اصلی فرہاد نہیں ہے تو اس پر عدالت میں مقدمہ چلانا سراسر حماقت ہوگی۔ وہ کسی ڈمی کو سزائے موت دلائیں گے' میں پھر بھی زندہ رہوں گا۔

برطانیہ کے ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا "پہلے ہمارا مقصد کچھ اور تھا لیکن ہم اپنے ٹارگٹ سے ہٹ گئے ہیں۔"

دوسرے نے تائید کی "بے شک' ہم بابا صاحب کے ادارے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے۔ اس ادارے پر حملہ کرنے کا جواز پیدا کررہے تھے۔ ہم نے فرہاد کو دہشت گرد ثابت کیا۔ بابا صاحب کے ادارے سے اس کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ مطالبہ نہ ماننے کی صورت میں ہم اس ادارے پر حملہ کرسکتے تھے۔ صرف ایک ہی دن کے حملے سے وہ ادارہ ہمیشہ کے لیے نابود ہوجاتا۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "لیکن ہوا کیا؟ ہماری توقع کے خلاف انہوں نے ہمارا مطالبہ مان لیا۔ ساری دنیا کے سامنے فرہاد کو ہماری حراست میں دے دیا۔ اب ہم انکار بھی

نہیں کر سکتے۔ جب وہ دہشت گرد ہمارے ہاتھ آگیا ہے تو اب اس ادارے پر حملہ کرنے کا کوئی جواز نہیں رہا ہے۔"

"ہمیں نئے سرے سے کوئی پلاننگ کرنی ہوگی۔ اس سب سے بڑے اسلامی ادارے کو کسی طرح بھی ہمیشہ کے لیے ختم کرنا ہے۔"

ایک مشیر نے کہا "جناب تبریزی اور جناب عبداللہ واسطی کی طرح وہاں جتنے بھی علمائے دین ہیں' انہیں ایک ایک کر کے نشانہ بنایا جائے۔ جب کلیدی عہدوں پر فرائض ادا کرنے والے یہ علما نہیں رہیں گے تو ادارہ کمزور ہو جائے گا۔ وہاں کی کمزوریوں سے ہم فائدہ اٹھا سکیں گے۔"

ایک نے اعتراض کیا "آپ جو مشورہ دے رہے ہیں' یہ دراصل سرد جنگ کی پالیسی ہے۔ کئی برسوں تک اس پر عمل کرتے رہنے کے بعد مطلوبہ مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ ہمیں ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیے کہ ایک ہی حملے میں وہ ادارہ ختم ہو جائے۔"

"وہ ادارہ فرہاد اور اس کی پوری فیملی کی پناہ گاہ ہے۔ وہاں سے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے جنم لیتے رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک ٹرانسفارمر مشین ضرور کہیں چھپا رکھی ہے۔ اس کے ذریعے وہ دہشت گرد پیدا کر رہے ہیں۔"

"اس ادارے کی سلامتی ہمارے لیے بہت بڑا چیلنج ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ ہم دنیا والوں کے سامنے اصلی اور نقلی فرہاد کا مسئلہ پیش کریں۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ ایک فرہاد کی گرفتاری کے باوجود دوسرا فرہاد ازبکستان میں ہے۔"

دوسرے نے تائید کی "ہم اسی بات کو اچھالیں گے۔ بابا صاحب کے ادارے پر الزام دیں گے کہ انہوں نے ایک ڈمی فرہاد ہمارے حوالے کر کے اصلی فرہاد کو ازبکستان پہنچا دیا ہے۔"

"صرف اتنا ہی نہیں' یہ شبہ بھی ظاہر کیا جائے گا کہ شاید ازبکستان میں بھی ڈی فرہاد ہے۔ اصلی فرہاد اب تک بابا صاحب کے ادارے میں چھپا ہوا ہے۔ وہ زیرِ زمین ہوتے ہوئے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے دہشت گرد پیدا کر رہا ہے۔ یہ زیرِ زمین خفیہ اڈا بابا صاحب کے ادارے میں ہی ہے۔ اگر فرانس کی حکومت نے اس ادارے کو وہاں سے نہ ہٹایا تو ہم اسے تباہ کر دیں گے۔"

"ہمیں یہی کرنا چاہیے لیکن دنیا والوں کے سامنے ہم قیدی فرہاد کو اصلی کہہ چکے ہیں۔ مختلف چینلز کے ذریعے ہم نے ساری دنیا کے سامنے ماسک میک اپ اتار کر اس کے اصل چہرے کو دکھایا ہے۔ اسے اصلی تسلیم کیا ہے۔ آئندہ اسے نقلی کہنے کے لیے ٹھوس دلائل پیش کرنے ہوں...

نمبر سیون نے کہا "میرے ذہن میں ایک ... جس پر عمل کر کے ہم دنیا والوں کو قائل کر سکتے ہیں ... فرہاد بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔"

"اگر وہ تدبیر قابلِ عمل ہے اور اس سے جلد ... مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں تو ہمیں بتاؤ' اس پر فوراً ... جائے گا؟"

نمبر سیون نے کہا "سوری۔ میں بھرے اجلاس ... نہیں بتاؤں گا۔ آپ حضرات بُرا نہ مانیں۔ یہاں ... مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ میں سے کتنوں ... دماغوں میں چھپے ہوں گے۔ میں صرف اپنے تین اعلیٰ افسران کو بتاؤں گا کیونکہ وہ تینوں یوگا کے ماہر ہیں۔"

ایک نے کہا "بے شک' ہمیں دشمنوں سے محتاط ... چاہیے۔"

نمبر سیون نے کہا "میری تدبیر پر عمل کرنے سے پہلے لازمی ہے کہ ہم اس قیدی فرہاد کو اصلی کہتے رہیں اور یہ ... شائع کرتے رہیں کہ اسے جلد ہی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔"

وہ سب اس بات پر متفق ہوئے کہ تدبیر مؤثر ہوگی ... قیدی کو اصلی فرہاد تسلیم کیا جائے گا۔ نمبر سیون نے تنہائی ... تینوں اعلیٰ افسران سے کہا "مجھ ناچیز کی رائے یہ ہے کہ ... قیدی فرہاد کو فرار ہونے کا موقع دیا جائے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اگر وہ ... میں اصلی ثابت ہو گیا تو پھر وہ کبھی ہمارے ہاتھ نہیں ... گا۔"

"سر! آپ بھول رہے ہیں۔ قیدی کا برین واش کیا ... ہے۔ اس کے ذہن سے ٹیلی پیتھی کا علم مٹا دیا گیا ہے۔ وہ ... معمول اور غلام بن کر رہے گا۔ میں اسے رازداری سے ... صاحب کے ادارے تک پہنچا دوں گا۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "تدبیر اچھی ہے۔ اس ... فرار ہوتے ہی ہم الزام دیں گے کہ بابا صاحب کے ادارے ... سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اسے ہماری قید سے ... بھاگنے کا موقع دیا ہے اور اسے پھر ادارے میں بلا کر ... چھپا دیا ہے۔"

تیسرے اعلیٰ افسر نے کہا "پھر ہم اس چھپے ہوئے فرہاد کو ... باہر نکالنے کے لیے اس ادارے پر حملہ کریں گے ... ہمیں یہی کرنا ہوگا۔ پہلے ہم اس تدبیر کے ہر پہلو پر اچھی ... غور کریں گے۔"

وہ صبح سے شام تک غور کرتے رہے۔ ایک نے کہا ... منصوبے میں کوئی خرابی نہیں ہے لیکن مخالف ... تو اس ... پیتھی جاننے والوں کو جب یہ معلوم ہوگا کہ وہ ہماری قید ... کیا ہے' تب وہ گڑبڑ کریں گے۔"

"وہ کیسی گڑبڑ کر سکتے ہیں؟"

"ہو سکتا ہے' وہ فرار ہونے والے فرہاد کو بابا صاحب ... ادارے میں واپس نہ جانے دیں۔ اس کا راستہ بدل ... تم تنہا ان کے مقابلے میں کیا کر سکو گے؟"

نمبر سیون نے کہا "ان حالات میں اپنے دوسرے ٹیلی ... پیتھی جاننے والے ساتھیوں کو پہلے سے رازدار بنانا ہوگا۔ ... ہمارے ساتھی اس سلسلے میں اور بھی اہم مشورے دے سکتے ... ہیں۔"

"الپا یہ چیلنج کر چکی ہے کہ وہ فرہاد کو ہماری قید سے نکال لے جائے گی۔ وہ اس سلسلے میں ضرور کچھ کر رہی ہوگی۔"

"اس کا یہ چیلنج ہمارے حق میں بہتر ہے۔ ہم تمام میڈیا کے ذریعے اس بات کو اچھالیں گے کہ الپا فرہاد کو عدالت میں پیش نہیں ہونے دے گی۔ وہ اسے ہماری قید سے نکال لے جانے کی کوششیں کر رہی ہے۔ ہم اس کی ایک کوشش کو ناکام بنا چکے ہیں۔

"ہم یہ بھی الزام دیتے رہیں گے کہ الپا کے علاوہ بابا صاحب کے ادارے کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ... چاہتے ہیں۔ وہ سب ہمارے لیے دردِ سر بنے ہوئے ہیں۔ ... یقین ہو گیا ہے کہ فرہاد کو ہماری عدالت سے سزائے ... ملے گی اس لیے وہ اسے ہماری قید سے نکال لے جانا ... چاہتے ہیں۔"

وہ سب اس تدبیر پر عمل کرنے کے لیے متفق ہو رہے ... نمبر سیون نے کہا "میں قیدی فرہاد کے دماغ میں جا کر ... اپنا معمول اور محکوم بنانا چاہوں گا۔"

"ہم تمہیں ایک انڈر گراؤنڈ سیل میں لے جائیں گے ... تم قیدی کو روبرو دیکھتے ہوئے اس پر تنویمی عمل کر سکو گے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "ہم ابھی برطانیہ کے اعلیٰ ... حکام سے رابطہ کر رہے ہیں۔ یہاں سے تمہیں دو گھنٹے ... قیدی کے پاس لے جائیں گے۔"

نمبر سیون ان کے دماغوں سے نکل آیا۔ اپنے دوسرے ... خوانی کرنے والے ساتھیوں سے رابطہ کرنے لگا۔ اعلیٰ ... نمبر سیون کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ دماغی طور پر ... حاضر ہو گئی۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کیا "ہائے پاپا!"

"ہائے پاپا کی جان! کیا بہت مصروف ہو؟"

"جی ہاں۔ زبردست مصروفیات ہیں۔ بڑا مزہ آ رہا ہے۔ میں ایک تازہ خبر سنانے آئی ہوں۔ پہلے یہ بتائیں' آپ اور مما کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟"

میں اور سونیا جزیرہ لن تاؤ میں تھے۔ وہاں مارلی کا قلعہ ہمارے قبضے میں تھا۔ ہم اس پر اپنا قبضہ برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ سونیا کی پلاننگ کے مطابق ہم ایک اور ڈمی فرہاد اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ آئندہ یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ اصلی فرہاد مارلی کے قلعہ میں ہے۔ تمام دنیاوی ہنگاموں سے دور اس قلعہ میں پُرسکون زندگی گزار رہا ہے۔ ہم اسے وہاں چھوڑ کر ہانگ کانگ کے شہر میں جا کر رہنے والے تھے۔ میں نے اعلیٰ بی بی کو یہ باتیں بتائیں پھر کہا "اب اپنی تازہ خبر سناؤ؟"

وہ بتانے لگی۔ امریکا اور اس کے اتحادی ممالک میرے اصلی یا نقلی ہونے کے سلسلے میں بُری طرح الجھ رہے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے کو تباہ و برباد کرنے کے لیے نئے سرے سے منصوبے بنا رہے تھے۔ اس ادارے پر حملہ کرنے کے لیے ڈی فرہاد کو اپنی قید سے فرار ہونے کا موقع دینے والے تھے۔ سونیا نے تمام باتیں سننے کے بعد مجھ سے کہا "تمہاری دو ڈمی نے انہیں بُری طرح الجھا دیا ہے۔ آئندہ یہ تیسری ڈمی بھی انہیں حیران و پریشان کرتی رہے گی۔"

میں نے اعلیٰ بی بی سے پوچھا "تم اس سلسلے میں کیا کر رہی ہو؟"

"وہ اس ڈمی کو دوبارہ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانا چاہتے ہیں اور میں اسے وہاں تک پہنچنے نہیں دوں گی۔"

سونیا نے پوچھا "بس یہی کرو گی اور کچھ نہیں؟"

وہ بولی "آپ نے پوری بات نہیں سنی۔ میں آپ کی بیٹی ہوں' ان کی یہ چال ان پر الٹا دوں گی۔ اس ڈی کو ان کے لیے دردِ سر بنا دوں گی۔"

سونیا نے کہا "میرے کبریا کو ساتھ رکھو' وہ بہت کام آئے گا۔"

"سوری مما! میں آپ کے بیٹے کی محتاج نہیں ہوں۔ ہاں اگر آپ بیٹے کی سفارش کر رہی ہیں تو میں اسے ٹریننگ دینے کے بارے میں غور کروں گی۔"

میں نے قہقہہ لگایا۔ سونیا نے چڑ کر کہا "یہ آپ کی لاڈلی خود کو سمجھتی کیا ہے؟ دو چار کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد آسمانوں پر اڑنے لگی ہے۔ میرا بیٹا پہلی بار میدانِ عمل میں آیا ہے مگر دیکھ لو کہ کیسی کامیابیاں حاصل کر رہا ہے۔ کوبرا اور راسپوٹین کو تگنی کا ناچ نچا رہا ہے۔ ایک دن وہ تمہیں

پیچھے چھوڑ دے گا۔"

"مما! شاید آپ نہیں جانتیں۔ میں نے ہی کبریا کو کوبرا تک پہنچایا ہے۔ وہ میری انگلی پکڑ کر چل رہا ہے۔ اب وہ الپا کے ساتھ کام کر رہا ہے یعنی الپا کی انگلی پکڑ کر چل رہا ہے؟"

میں نے کہا "ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ اسے الپا کے ساتھ رہ کر اس سے تجربات حاصل کرنا چاہئیں۔ الپا بہت تیز طرار ہے' وہ اس سے بہت کچھ سیکھ سکے گا۔"

سونیا نے کہا "اگر تم نے اسے کوبرا کی بیوی اینجی تک پہنچایا ہے تو ہم نے بھی تمہیں نمبر تھری کے ذریعے نمبر سیون تک پہنچنے کا راستہ دکھایا ہے۔ تم بھی انگلی پکڑ کر ہی چل رہی ہو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "تم تو بیٹے کی خاطر بیٹی سے لڑنے لگتی ہو۔"

وہ بولی "یہ بالشت بھر کی چھوکری بہت مغرور ہو گئی ہے۔ میں اس کا سر نیچا کروں گی تب ہی اسے عقل آئے گی۔"

"آپ کیا کریں گی مما؟"

"میں تمہاری کامیابی کو ناکامی میں بدل سکتی ہوں اور تمہاری کامیابی کا سہرا کبریا کے سر باندھ سکتی ہوں۔"

"بے شک' آپ اپنے دور میں ناممکن کو ممکن بناتی رہی ہیں مگر سوری ٹو سے' اب آپ بوڑھی ہو چکی ہیں اور میں ایک بوڑھی خاتون کا چیلنج قبول نہیں کرنا چاہتی۔"

"تم قبول کرو یا نہ کرو مگر اب تمہاری شرمندگی اٹھانے کا وقت آ چکا ہے۔"

میں نے پریشان ہو کر کہا "یہ کیا ہو رہا ہے۔ آپس میں جھگڑا کرو گی تو دشمنوں کو فائدہ پہنچے گا۔ سونیا! میری بیٹی کو چیلنج نہ کرو۔"

"یہ بہت سر پر چڑھ گئی ہے۔ میں ایک بار اس کا سر ضرور نیچا کروں گی اور آپ کیا مجھے نادان سمجھنے لگے ہیں؟ کیا میں دشمنوں کو فائدہ اٹھانے دوں گی؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "پاپا' آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنے مشن میں کامیاب رہوں گی اور مما کو بھی یہ دکھاؤں گی کہ ساری دنیا کو شکست دینے والی ماں اپنی بیٹی کے سامنے ہار جائے گی۔"

سونیا نے کہا "جب تک میں تمہارا سر نہیں جھکاؤں گی۔ اس وقت تک ہمارے درمیان ماں بیٹی کا رشتہ نہیں رہے گا۔"

"آپ یہ کہتی ہیں تو یہی صحیح' آپ جب تک ماں نہیں رہیں گی' تب تک میں دوسری ماں لا سکتی ہوں لیکن یہ نہیں کرنا چاہتی کہ پاپا آپ پر سوکن لے آئیں۔"

میں ہنسنے لگا۔ وہ چلی گئی' اس کے جانے کے بعد ہنستے ہوئے کہا "بالکل مجھ پر گئی ہے۔ اب یہ میرا کرے گی کہ میں اس کے خلاف کیا کر رہی ہوں' یہ اپنے مشن سے بھٹک جائے گی۔ میرے پیچھے وقت ضائع کرے گی۔"

"خود ہی اسے چیلنج کیا ہے اور خود ہی فکر میں ہو؟ تم اس کی فکر نہ کرو۔ وہ ایسی نادان نہیں ہے کہ مشن سے غافل ہو جائے' تم نے اسے چیلنج کیا ہے تو اس کے خلاف ضرور کچھ کرو۔"

اس نے حیرانی سے کہا "یہ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ایک قدم بھی اس کے خلاف اٹھایا تو اسے دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔ وہ بھاگتی ہوئی میری پناہ میں چلی آئے گی؟"

"میری بیٹی ایسی نہیں ہے جیسی تم سمجھ رہی ہو اور تم نے ہمیشہ بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں اس لیے خوش فہمی ہے کہ بیٹی کو جھکا لو گی' اب میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ میری بیٹی کو جھکا کر دکھاؤ' اب تو تمہیں دن میں تارے نظر آئیں گے؟"

"اس کا مطلب ہے تم بیٹی کا ساتھ دو گے؟"

"اور تم جو بیٹے کا ساتھ دے رہی ہو؟ ایک بات بتا دوں کہ میری بیٹی میری بھی محتاج نہیں ہے۔ یقین کرو کہ اپنی ذہانت کے بل پر تمہیں چیلنج کا جواب دے گی۔ میں تسلی کے لیے دور ہی دور سے اس کی نگرانی کروں گا۔"

ہم اس وقت مارلی کے قلعے میں تھے۔ اب وہاں سے ہانگ کانگ جانے والے تھے' ہم اپنا سفری بیگ لے کر عمارت سے باہر آئے۔ ہیلی پیڈ پر ہمارے لیے ہیلی کاپٹر تیار تھا۔ وہاں ڈی فرہاد کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ہمیں دیکھتے ہی سلام کیا۔ میں نے کہا "ہم تمہاری ذہانت اور حاضر دماغی سے مطمئن ہیں۔ یہ پورا قلعہ تمہارے حوالے کر کے جا رہے ہیں۔ خیال خوانی کے ذریعے تم سے رابطہ رہا کرے گا۔"

سونیا نے کہا "اگر تمہیں ضرورت ہو تو فون کے ذریعے ہمیں کال کرو گے' ہم فوراً پہنچ جائیں گے۔"

ہم اس سے مصافحہ کر کے ہیلی کاپٹر میں آ گئے۔ پرواز کرنے کے دوران میں سونیا نے پوچھا "کیا تم خیال خوانی کر رہے ہو؟"

"ہاں' ہانگ کانگ پہنچنے تک مارلی کے قلعے میں رہ کر وہاں فرہاد کی مصروفیات دیکھتا رہوں گا۔"

میں نے سر جھکایا جیسے خیال خوانی کر رہا ہوں۔ سونیا نے مجھے چور نظروں سے دیکھا پھر اپنے موبائل فون کو کان سے لگا کر انتظار کیا۔ تھوڑی دیر بعد کہا "میں ہوں سونیا! کبریا سے کہو' اس کی ماں یاد کر رہی ہے۔"

اس نے فون بند کر کے پھر مجھے دیکھا۔ میں انجان بنا رہا۔ میرے انداز سے وہ مطمئن ہو گئی کہ جب کبریا اس کے پاس آئے گا تو میں اس کی باتیں نہیں سنوں گا۔

میں نے چند منٹ کے بعد اندازہ کیا کہ بیٹا اس کے دماغ میں آ گیا ہے۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ بیٹا اس کے پاس آ گیا ہے۔ اس کی موجودگی میں سونیا میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ میں ایک ذرا توقف کے بعد اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے ایک دم سے چونک کر مجھے دیکھا۔ اس کمبخت کی مکاری کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ اس نے مجھے بھی الو بنایا تھا' ویسے میں بننے والا نہیں تھا۔

میں نے فوراً ہی اعلیٰ بی بی کی آواز اور لہجے میں کہا "سوری ٹو ڈسٹرب یو مما! آپ نے مجھے چیلنج کیا اور میں نے آپ کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار نہیں کیا' وش یو گڈ لک!"

وہ بولی "اچھا بس۔ زیادہ اسمارٹ نہ بنو۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ میں اپنے معاملات میں مصروف ہوں۔"

ایسے ہی وقت کبریا نے آ کر کہا "اچھا اعلیٰ بی بی موجود ہے' کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

"باتیں تو بہت ہیں۔ مما تمہیں بتائیں گی' میں جا رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر میں خاموش ہو گیا۔ وہ کبریا سے بولی "یہ بڑی مکار ہے۔ ہماری باتیں سننے کے لیے خاموش ہو گئی ہے۔ تم سے بہت ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ تم موقع دیکھ کر کسی وقت آؤ۔"

"یعنی ایسی اہم باتیں ہیں کہ آپ بیٹی کی موجودگی میں نہیں کہنا چاہتیں؟"

"ہاں' مگر ایک بات بتاؤ' تم نمبر سیون کے دماغ میں جا سکتے ہو؟"

"جی نہیں' صرف نمبر تھری کے اندر جا سکتا ہوں۔"

"فی الحال نمبر سیون اہم ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں اعلیٰ بی بی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ سکتا ہوں۔"

"ہرگز نہیں۔ تم اس چڑیل سے ہرگز مدد نہ لینا۔"

"یہ کیا بات ہوئی مما! وہ میری بہن ہے؟"

"وہ بہت مغرور ہوتی جا رہی ہے۔ تمہاری انسلٹ کر رہی تھی۔ تمہیں اپنے سے کمتر بنانا چاہتی ہے۔ میں نے اسے چیلنج کیا ہے کہ میرا بیٹا اس کے موجودہ مشن میں اس سے برتر رہے گا۔"

کبریا نے ہنستے ہوئے کہا "مما! وہ میری لاڈلی بہن ہے۔ اسے برتر رہ کر خوشی ہوتی ہے تو میں ہمیشہ اسے خوش کرتا رہوں گا۔"

"میں جانتی ہوں' تم دونوں ایک دوسرے پر جان دیتے ہو لیکن بات یہاں مختلف ہے۔ وہ مغرور ہوتی جا رہی ہے۔ ایک ماں کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ میں اسے سبق سکھاؤں۔ بڑے بڑے شہ زور بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ زلزلے کے ایک جھٹکے سے بلند و بالا اور پُرشکوہ عمارتیں زمیں بوس ہو جاتی ہیں۔ میں اپنی بیٹی کو ایک مشن میں ناکام بنا کر اس سے دشمنی نہیں کروں گی۔ اسے یہ سمجھنے پر مجبور کروں گی کہ ہمیشہ کامیابیاں نصیب نہیں ہوتیں۔ کبھی کبھی ناکامیوں کا بھی منہ دیکھنا پڑتا ہے۔"

"آپ ایک ماں کا فرض ادا کرنا چاہتی ہیں اس لیے میں آپ دونوں کے درمیان کچھ نہیں بولوں گا۔ میں پاپا سے کہوں گا' وہ مجھے نمبر سیون کے دماغ میں پہنچا دیں گے۔"

"تم اس کے دماغ میں پہنچو گے' اس کے چور خیالات پڑھو گے تو تمہیں تمام تفصیلات معلوم ہوں گی کہ امریکا اور اس کے اتحادی ممالک کس طرح ایک نیا کھیل کھیلنے جا رہے ہیں۔ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد تم میرے پاس آؤ گے۔ میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

وہ آنے کا وعدہ کر کے جانے والا تھا۔ اس سے پہلے میں سونیا کے دماغ سے نکل آیا۔ اس نے سر گھما کر مجھے دیکھا۔ میں خیال خوانی کے انداز میں ایک سمت تک رہا تھا۔ ہم ہانگ کانگ پہنچنے والے تھے۔ وہ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی "واپس آ جاؤ۔"

میں نے اسے دیکھا۔ اس نے کہا "تم کچھ لمبی خیال خوانی کر رہے تھے۔ غالباً قلعہ میں اس ڈی کے خیالات اچھی طرح پڑھ چکے ہو۔ اس سے پوری طرح مطمئن ہو؟"

"میں صرف قلعہ میں نہیں تھا۔ ازبکستان پہنچا ہوا تھا۔ وہاں بھی ڈی فرہاد بڑی ذہانت سے میرا رول ادا کر رہا ہے۔ ہانگ کانگ پہنچ کر پھر خیال خوانی میں مصروف رہوں گا۔"

ہم ہیلی کاپٹر سے اتر کر ایک رینٹڈ کار میں آئے۔ پھر اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے لگے۔ مجھے اور سونیا کو چہروں سے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ وہاں کے اعلیٰ حکام کو ہماری آمد

کا علم ہوتا تو وہ سب ہمارے استقبال کے لیے دوڑے چلے آتے لیکن ہم خود کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔ آج کل میں یہ خبر عام ہونے والی تھی کہ اصلی فرہاد مارلی کے قلعہ میں ہے۔

سونیا کار ڈرائیو...کر رہی تھی۔ ایسے وقت کبریا نے مجھے مخاطب کیا "ہائے پاپا!"

"ہائے سن! کیا ہو رہا ہے؟"

"ایڈونچر پاپا! زبردست ایڈونچر۔ ٹیلی پیتھی بھی کیا چیز ہے۔ میں کبھی پاکستان میں، کبھی ازبکستان میں اور کبھی ہانگ کانگ میں پہنچ رہا ہوں۔ اب امریکا جانا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر جاؤ، رکاوٹ کیا ہے؟"

"میں نمبر سیون کے ذریعے وہاں کے اہم معاملات تک پہنچنا چاہتا ہوں۔"

"اعلیٰ بی بی وہاں کے معاملات کو سنبھال رہی ہے؟"

"آپ کو تو پتا ہوگا۔ مما اسے کچھ سبق سکھانا چاہتی ہیں۔ ان کا مقصد نیک ہے۔ اس لیے میں ان کی ہدایات پر عمل کروں گا۔"

میں نے سونیا سے کہا "تمہارا بیٹا آیا ہے۔"

"کیا آپ اسے ہمارا بیٹا نہیں کہہ سکتے؟"

"ہمارا ہے مگر تم کچھ زیادہ ہی اس پر اپنا حق جتایا کرتی ہو۔"

"زیادہ نہ بولو۔ اسے نمبر سیون کے اندر پہنچا دو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "آخر میری مدد کی ضرورت پڑ ہی گئی؟"

"طعنے نہ دو۔ کیا تمہاری بیٹی مجھ سے مدد نہیں لیتی رہی ہے؟"

"زیادہ نہ بولو۔ میں اسے نمبر سیون کے پاس پہنچا رہا ہوں۔"

میں نے کبریا کو اس کا لب و لہجہ یاد کرایا۔ وہ اسے ذہن نشین کرنے کے بعد نمبر سیون کے اندر پہنچ گیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ سونیا ایک ماں کی حیثیت سے اعلیٰ بی بی کا غرور توڑنا چاہتی تھی لیکن ماں، بیٹی اور بھائی کے درمیان کیسی رسہ کشی ہونے والی تھی۔ یہ میں نہیں جانتا تھا۔ ایک اندیشہ تھا کہ ان کے آپس کی تکرار سے دشمنوں کو فائدہ پہنچ سکے گا۔ لہٰذا میرا اس معاملے میں شریک ہونا لازمی ہو گیا تھا۔ میں چپ چاپ خیال خوانی کے ذریعے ان تینوں کی نگرانی کر سکتا تھا اور انہیں کسی غلطی سے باز رکھ سکتا تھا۔

ہم نے ایک کاٹیج کرائے پر حاصل کیا تھا۔ میں وہاں پہنچنے کے بعد آرام سے ایک بیڈ پر آ کر نیم دراز ہو گیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا نمبر سیون کے اندر پہنچ گیا۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ اس وقت اس کے اندر اعلیٰ بی بی اور کبریا کے علاوہ اس کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بھی موجود ہوں گے۔

وہ اپنے تین اعلیٰ افسران کے ساتھ انڈر گراؤنڈ سیل میں پہنچا ہوا تھا۔ وہاں ڈمی فرہاد ایک قیدی کی حیثیت سے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کی حالت عجیب ہوئی تھی۔ چند دنوں میں ہڈیوں کا ڈھانچا بن گیا تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بڑی درندگی سے اس پر تشدد کیا گیا ہے۔

وہ بیمار تھا۔ ان افسران کو دیکھ کر بیٹھ گیا تھا۔ انہیں رحم طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "گھبراؤ نہیں۔ اب تمہیں ٹارچر نہیں کیا جائے گا۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے، تم پر مقدمہ نہ چلایا جائے۔ تمہیں دہشت گرد ثابت نہ کیا جائے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر۔ ہم تمہیں آزاد کر دیں گے لیکن ایک شرط پر...؟"

ڈمی نے بے یقینی سے اس افسر کو دیکھا۔ افسر نے کہا "یہاں سے رہا ہو کر تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں جانا ہوگا۔ بولو، وہاں جاؤ گے؟"

وہ ان کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بولا "جہاں کہو گے، چلا جاؤں گا۔ مجھے جانے دو یا مجھے مار ڈالو۔ میں اور اذیتیں برداشت نہیں کر سکوں گا، پاگل ہو جاؤں گا۔"

"ہم نادان نہیں ہیں کہ تمہیں پاگل ہونے دیں، تمہیں ہوش و حواس میں رکھ کر تم سے بہت کام لینا ہے۔"

نمبر سیون نے کہا "سر! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ اس قدر تشدد کریں گے۔ اس کا تو حلیہ ہی بگڑ گیا ہے۔ اس ہڈیوں کے ڈھانچے کو کوئی فرہاد تسلیم نہیں کرے گا۔"

"ہمیں کسی سے تسلیم نہیں کرانا ہے۔ اسے دنیا والوں سے چھپا کر بابا صاحب کے ادارے تک پہنچانا ہے۔ ہم صرف اعلان کرتے رہیں گے کہ یہ ہماری قید سے فرار ہو گیا ہے۔"

"صرف اعلان کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ یہ میرے زیرِ اثر رہ کر مختلف چینلز کے ذریعے دنیا والوں کو مخاطب کرے گا۔ ہمارے خلاف زہر اگلتے ہوئے کہے گا کہ یہ پناہ لینے کے لیے پھر بابا صاحب کے ادارے میں جا رہا ہے۔ تب یہ ثابت ہوگا کہ فرہاد اس ادارے میں پہنچ گیا ہے اور تب آپ اس ادارے پر حملہ کر سکیں گے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہی ہونا چاہیے۔ اس فرہاد کو یہاں سے نکلنے کے بعد کئی چینلز کے ذریعے ہمارے خلاف

بولنے کا موقع دینا چاہیے۔ پھر یہ اپنی زبان سے کہے گا کہ پناہ لینے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں جا رہا ہے تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔"

"لیکن یہ چینلز کے ذریعے دنیا والوں کے سامنے آئے گا تو ہماری بدنامی ہوگی۔ اسے دیکھ کر سب ہی کہیں گے کہ ہم نے اس پر تشدد کی انتہا کی ہے۔ تمام بڑے عالمی ادارے سوال کریں گے کہ جب اسے عدالت میں پہنچانے والے تھے تو پھر اس پر تشدد کیوں کیا گیا؟ کیا ہم اس سے جبراً اگلوانا چاہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہے؟"

وہ تینوں افسران اس بات پر متفق ہو رہے تھے کہ قیدی فرہاد کو ایسی حالت میں دنیا والوں کے سامنے پیش نہیں کیا جائے گا۔ بابا صاحب کے ادارے سے بھی ان پر الزامات عائد کیے جائیں گے کہ انہوں نے عدالت میں پیش ہونے والے قیدی کو قانون کے خلاف ٹارچر کیا ہے۔

اس بے چارے قیدی فرہاد کی حالت قابلِ دید تھی۔ پہلے تو اس کا برین واش کر کے اس کے دماغ سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں ختم کی گئی تھیں۔ اسے تابعدار بنا کر عدالت میں یہ بیان دلایا جا سکتا تھا کہ وہ دہشت گرد ہے اور بابا صاحب کے ادارے میں دہشت گردی کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے لیکن یہ اندیشہ تھا کہ مخالف خیال خوانی کرنے والے اسے عدالت میں ایسے بیانات سے باز رکھیں گے لہٰذا اسے تابعدار نہیں بنایا گیا تھا۔ اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا تھا تاکہ اس کے حمایتی اس کے اندر نہ پہنچ سکیں۔ میں نے ماضی میں انہیں بہت نقصان پہنچایا تھا۔ اتنے بڑے سپر پاور کو شرمناک شکست دیتا رہا تھا۔ انہوں نے مجھے قیدی بنا کر اچھی طرح غصہ اتارا تھا۔ مجھ پر ظلم کی انتہا کر دی تھی۔ تھرڈ ڈگری کے تمام حربے استعمال کیے تھے۔ ہر دوسرے تیسرے دن بجلی کے جھٹکے پہنچائے جاتے تھے۔ وہ ظلم سہتے سہتے نیم پاگل سا ہو گیا تھا۔ بدن کا گوشت گل گیا تھا۔ ہڈیوں کا ڈھانچا بن کر رہ گیا تھا۔

اس کی یہ حالت دیکھ کر میں نے سوچا۔ خدانخواستہ میں سچ مچ گرفتار ہو جاتا اور ان ظالموں کے ہتھے چڑھ جاتا تو آج اسی طرح ہڈیوں کا ڈھانچا بن کر ان کے سامنے گھٹنے ٹیکتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ وہی عزت دیتا ہے، وہی ذلت دیتا ہے۔ اس نے اب تک مجھے دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ ڈمی فرہاد ایسے ہی انجام کا مستحق تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ وہ اسی ملک کا ایک جاسوس تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کے ایک مکینک کو ہلاک کر کے اس کی جگہ مکینک بن کر ادارے میں داخل ہوا تھا۔ ہم نے اسے سزا کے طور پر ڈمی فرہاد بنا کر دشمنوں کے حوالے کر دیا تھا۔ آج اس کی یہ حالت ہو رہی تھی۔ وہ کہہ نہیں سکتا تھا کہ وہ ان کا ہی خاص آدمی ہے کیونکہ وہ اپنا ماضی بھول چکا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر نے ڈمی فرہاد کو دیکھتے ہوئے کہا "یہ واقعی قبر سے نکلا ہوا مردہ دکھائی دے رہا ہے اسے پھر سے زندہ کرنا ہوگا۔ اگر اس کا باقاعدہ علاج کرایا جائے اور اسے آرام سے رکھ کر خوب کھلایا پلایا جائے تو یہ پہلے کی طرح تندرست و توانا ہو جائے گا۔"

نمبر سیون نے کہا "اس مردہ فرہاد کی حالت بتا رہی ہے کہ اسے صحت یاب ہونے میں مہینوں لگ جائیں گے۔ کیا آپ اتنے عرصے تک انتظار کر سکیں گے؟ بہتر ہے کہ آپ تجربہ کار ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔"

"ڈاکٹر سے کیا مشورہ کیا جائے؟ وہ بھی یہی کہے گا کہ اس مردے میں جان ڈالنے کے لیے اچھا خاصا وقت لگ سکتا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ تو ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہم اپنے منصوبے کے مطابق اسے یہاں سے نہیں نکال سکیں گے۔"

"اس کے جانے سے اور بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنے سے ہمارے دو بڑے مقاصد پورے ہو جاتے۔ ہمیں بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنے کا جواز مل جاتا اور اس الجھن سے نجات مل جاتی کہ یہ کم بخت اصلی فرہاد ہے یا نہیں۔"

ڈمی فرہاد نے گڑگڑاتے ہوئے کہا "خدا کے لیے مجھے جانے دو۔ میں باہر جاکر کبھی کسی سے نہیں کہوں گا کہ مجھ پر تشدد کیا گیا ہے' میں بیان دوں گا کہ اچانک بیماری کے باعث میری یہ حالت ہوگئی ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے اسے نظرانداز کرتے ہوئے نمبر سیون سے کہا "میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے۔ ہم ایک نہایت ہی تندرست و توانا ڈمی فرہاد تیار کرسکتے ہیں' چوبیس گھنٹوں کے اندر پلاسٹک سرجری کے ذریعے اسے مکمل فرہاد بنایا جاسکتا ہے۔ تم اس پر تنویمی عمل کرکے فرہاد کا لب ولہجہ' اس کا انداز اور اس کے تمام طور طریقے اس کے ذہن میں نقش کرسکتے ہو؟"

دوسرے افسران نے کہا "آپ کی یہ بات دل کو لگ رہی ہے' ہم ایسا کرسکتے ہیں۔"

انہوں نے نمبر سیون سے پوچھا "تمہارا کیا خیال ہے؟"

اس نے کہا "پلاسٹک سرجری کرانا آپ کی ذمے داری ہے۔ میں تنویمی عمل کے ذریعے اسے مکمل فرہاد بنادوں گا۔ یقیناً چوبیس گھنٹوں کے اندر ہماری مرضی کے مطابق ایک نیا فرہاد تیار ہو جائے گا۔"

وہ اس نئے منصوبے کے ہر پہلو پر غور کرنے لگے۔ میں نے ڈمی کے خیالات پڑھے۔ وہ اندر سے بالکل خالی ہوچکا تھا۔ ابھی اس کے مقدر میں زندگی تھی اس لیے وہ جی رہا تھا ورنہ بے انتہا تشدد کے نتیجے میں مرچکا ہوتا۔ اگر اسے فرار ہونے کا موقع دیا جاتا تو وہ وہاں سے باہر نکل کر زیادہ دور نہ جاسکتا۔ کہیں راستے میں گر کر دم توڑ دیتا۔

کبریا نے سونیا کو وہاں کے حالات بتائے' سونیا نے کہا "وہ لوگ اپنی پلاننگ میں تبدیلی کررہے ہیں۔ تمہارے پاپا کی ایک ڈمی بنارہے ہیں۔ وہ شاید موجودہ قیدی فرہاد کو مار ڈالیں۔ تم اس قیدی کو وہاں سے نکال لاؤ۔"

کبریا نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ وہ ڈمی بالکل ناکارہ ہوچکا ہے۔ ہم اس سے کوئی کام نہیں لے سکیں گے؟"

"میں ردی کاغذ سے بھی گلاب کا پھول بنالیتی ہوں۔ میری ہدایت پر فوراً عمل کرو۔ وہاں جتنے سیکورٹی گارڈز ہیں۔ ان کے دماغوں میں جگہ بناؤ۔"

"میں یہی کروں گا۔ آپ اتنا بتادیں۔ اس بیمار اور ناکارہ ڈمی سے کیا کام لینا ہے۔ میرے ایسا کرنے سے اعلیٰ بی بی کے لیے کیا فرق پڑے گا؟"

"اعلیٰ بی بی اس ڈمی فرہاد پر توجہ دے رہی ہے جسے تیار کیا جارہا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہی کرے گی کہ اسے بابا صاحب کے ادارے تک پہنچنے نہیں دے گی۔ یہ کوئی بڑی کامیابی نہیں ہوگی۔ کامیابی یہ مانی جائے گی کہ تم اس بیمار ڈمی کو باہر لے جاکر مختلف چینلز کے ذریعے دنیا والوں کے سامنے پیش کروگے۔ وہ بیان دے گا کہ اسے قیدی بناکر کس طرح ٹارچر کیا گیا ہے۔ تم اس ہڈیوں کے ڈھانچے کو امریکا اور اس کے اتحادیوں کے لیے مصیبت بنادوگے۔"

"مما! یہ تو زبردست چال ہوگی۔ اعلیٰ بی بی جس ڈمی کے پیچھے رہے گی' وہ امریکا کا بناوٹی فرہاد ثابت ہوگا؟"

"بیٹے! ایک تیر سے کتنے شکار کھیلے جاسکتے ہیں' تمہیں یہی سیکھنا ہے اور میں تمہیں سکھاؤں گی۔"

کبریا اس کی ہدایات پر عمل کرنے چلا گیا۔ دوسری طرف نمبر سیون انڈر گراؤنڈ سیل سے نکلنے کے بعد اعلیٰ افسران سے رخصت ہوکر اپنی رہائش گاہ میں آیا۔ پھر دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد دو گھنٹے کے لیے سوگیا۔ نئے ڈمی فرہاد کے سلسلے میں ابھی اس کی ضرورت نہیں تھی۔ جب اس کے چہرے کو پلاسٹک سرجری کے ذریعے تبدیل کرکے اسے میرا ہم شکل بنالیا جاتا تب وہ اس پر تنویمی عمل کرکے اسے ذہنی طور پر بھی مکمل فرہاد بنادیتا۔

اعلیٰ بی بی اس کے خوابیدہ دماغ میں آگئی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی مما اس کے خلاف کیا کررہی ہے لیکن یقین تھا کہ ضرور کچھ کررہی ہے۔ وہ اپنے طور پر بھی کچھ کرنے کے لیے نمبر سیون کے خوابیدہ دماغ میں آگئی۔ اس نے ایک مختصر سا تنویمی عمل اس پر کیا' اس کے ذہن میں ایک نئے لب ولہجے کو نقش کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ آئندہ اسی لب ولہجے کے ذریعے آئے گی اور وہ اسے محسوس نہیں کرے گا' پچھلا لب ولہجہ بھول جائے گا۔ اس لہجے کے ذریعے آنے والوں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر بھگادے گا۔

اس عمل کے بعد کبریا یا کوئی بھی' نمبر سیون کے اندر نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی آئندہ اس کی مصروفیات کے بارے میں کچھ معلوم کرسکتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں اس نے اپنی مما کی معلومات کا اہم دروازہ بند کردیا تھا۔

ماں اور بیٹی کے درمیان ذہانت کا مقابلہ شروع ہوچکا تھا۔

قیدی فرہاد انڈر گراؤنڈ سیل میں تھا۔ سیل کے باہر دن رات دو مسلح گارڈز ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ اس زیر زمین حصے کے اوپر جانے کے لیے ایک لفٹ تھی۔ وہ گارڈز ٹی وی اسکرین کے ذریعے اوپر ڈیوٹی دینے والے افسران سے رابطہ رکھتے تھے۔ ان افسران میں سے دو یوگا کے ماہر تھے۔ ان دونوں کی اجازت کے بغیر کوئی انڈر گراؤنڈ سیل میں نہیں جاسکتا تھا۔ نہ ہی کوئی لفٹ کے دروازے تک بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

ایسے سخت انتظامات تھے جن کے پیش نظر کہا جاسکتا تھا کہ ایسی جگہ پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ سونیا نے کبریا سے کہا تھا کہ ایسی جگہ سے ڈمی فرہاد کو باہر نکال لائے۔ خیال خوانی کے ذریعے یہ کام کچھ زیادہ مشکل نہیں تھا۔ کبریا سب سے پہلے ڈمی فرہاد کے اندر رہ کر اس کے خیالات پڑھتا رہا۔ جب یقین ہوگیا کہ اس کے اندر کوئی نہیں ہے تو اس نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول بنالیا۔

دونوں مسلح گارڈز کبھی کبھی اس ڈمی سے باتیں کیا کرتے تھے۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ ڈمی کا لب ولہجہ بدل دیا گیا ہے کوئی دشمن اس کے دماغ میں نہیں آئے گا لہٰذا وہ کسی اندیشے کے بغیر اس سے گفتگو کرلیا کرتے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم نمبر سیون کے ذریعے کہاں کہاں پہنچ رہے ہیں۔

ان دو مسلح گارڈز کو کسی طرح قابو میں رکھا جاسکتا تھا۔ کبریا نے ان کے ذریعے اوپر والوں کی باتیں سنیں۔ ایک گارڈ کے اندر پہنچ کر معلوم کیا۔ لفٹ آہنی سلاخوں کے پیچھے تھی اور وہ سلاخوں والا دروازہ مقفل رہتا تھا۔ اس کی چابی باری باری یوگا کے دو ماہر افسران کے پاس رہتی تھی۔ جب ایک کی ڈیوٹی ختم ہوتی تو اس کی جگہ دوسرا افسر آجاتا تھا۔ وہاں کے اہم معاملات ان افسران کے ہاتھوں میں تھے جو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا راستہ روک سکتے تھے۔

وہ ایسے افسران کو تنہا قابو نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے الپا کو وہاں کے حالات بتائے پھر کہا "مما کی ہدایت کے مطابق میں قیدی فرہاد کو یہاں سے باہر لے جانا چاہتا ہوں۔ اس قیدی کو اپنا معمول بناچکا ہوں۔ اسے یہاں سے باہر لے جانے کے لیے تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔"

الپا نے کہا "یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم اسے تہ خانے سے باہر لے آئیں گے۔ اس کے بعد کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"جیسا کہ تم اس کے دماغ میں رہ کر سمجھ رہی ہو۔ یہ بہت بیمار اور کمزور ہے۔ ہڈیوں کا ڈھانچا بن چکا ہے۔ ایسا لگتا ہے' اس کی چند سانسیں باقی رہ گئی ہیں۔ ہمیں اسے زندہ رکھنا ہے۔ اسے چلنے پھرنے اور دوڑنے کے قابل بنانا ہے۔"

"ہم اسے کسی محفوظ پناہ گاہ میں لے جاکر اس میں کسی قدر توانائی پیدا کرنے کی کوششیں کریں گے۔ اس کے بعد اسے کس طرح استعمال کروگے؟"

"ہم مختلف چینلز کے ذریعے اسے دنیا والوں کے سامنے پیش کریں گے۔ اس ہڈیوں کے ڈھانچے کو دیکھ کر سب کو اس پر ترس آئے گا وہ بیان دے گا کہ اسے عدالت میں پیش کرنے سے پہلے قانون کے خلاف اس پر تشدد کی انتہا کی گئی ہے۔ اگر وہ فرار نہ ہوتا تو امریکی حکام اسے ٹارچر سیل میں مار ڈالتے۔"

"میں نے امریکی اکابرین کو چیلنج کیا تھا کہ قیدی فرہاد کو وہاں سے نکال لے جاؤں گی۔ تمہارے ساتھ کام کرتے ہوئے میرا یہ چیلنج پورا ہوگا۔ وہ مجھے الزام دیں گے کہ میں مسلمانوں کی حمایت میں کام کررہی ہوں۔ میں نے ہی فرہاد کو ان کی قید سے فرار کرایا ہے۔"

وہ بابا صاحب کے ادارے کو الزام دیں گے کہ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے فرہاد کو یہاں سے فرار کراکے دوبارہ ادارے میں پہنچادیا ہے۔ وہ اس ادارے پر حملہ کرنے اور اسے تباہ کردینے کے منصوبے بناچکے ہیں اور ایک نئے ڈمی فرہاد کے ذریعے اپنے منصوبوں پر عمل کرنے والے ہیں۔"

الپا نے پوچھا "کیا وہ ایک نیا ڈمی فرہاد بنارہے ہیں؟"

"ہاں۔ میں ابھی تمہیں نمبر سیون کے دماغ میں پہنچاؤں گا۔ تم اس کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کرسکوگی۔"

"یہ میری ایک کامیابی ہوگی۔ میں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں پہنچ سکوں گی اور نمبر سیون تو ہمارے لیے بہت اہم ہے۔"

کبریا' الپا کے دماغ میں بول رہا تھا۔ اب وہ کبریا کے اندر آگئی۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا نمبر سیون کے اندر پہنچا تو اس نے فوراً ہی سانس روک لیا۔ سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے ٹکرا کر واپس آگئیں۔ الپا نے کہا "یہ تو تمہیں محسوس کررہا ہے؟"

"تعجب ہے۔ اعلیٰ بی بی نے اسی لب ولہجے کے ذریعے مجھے اس کے اندر پہنچایا تھا۔ میں کئی گھنٹے اس کے چور خیالات پڑھتا رہا ہوں۔ اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ اب کیسے کررہا ہے؟"

"تم سے غلطی ہوئی ہوگی۔ اس مخصوص لب ولہجے کو اچھی طرح یاد کرو۔"

اس نے اچھی طرح یاد کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی لیکن دوسری بار بھی اسے ناکامی ہوئی۔ الپا نے کہا "کسی نے اس کے دماغ کو لاک کیا اور اس لب و لہجے کو مٹا دیا ہے جس کے ذریعے تم اس کے اندر پہنچتے رہے تھے۔"

"ایسا کون کرسکتا ہے؟ کیا اس کے ساتھیوں نے ایسا کیا ہوگا؟"

اس نے اعلیٰ بی بی کے پاس پہنچ کر کہا "نمبر سیون ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ ابھی تم اس کے اندر جاکر دیکھو۔"

وہ کیا دیکھتی۔ اسی نے کبریا اور اپنی مما کا راستہ روکنے کے لیے اس کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ تاکہ وہ اس کے اندر رہ کر اہم معلومات حاصل نہ کرسکے۔ اعلیٰ بی بی نے حیرانی ظاہر کی "یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میں صبح اس کے دماغ میں رہ چکی ہوں۔"

"میں بھی اس کے خیالات پڑھ چکا ہوں لیکن آئندہ وہ ہماری معلومات کا ذریعہ نہیں بن سکے گا۔"

وہ بولی "تم میرے اندر رہو۔ میں اس کے پاس جارہی ہوں۔"

اعلیٰ بی بی نے وہی لب و لہجہ اختیار کیا جسے اس کے دماغ سے مٹا دیا تھا۔ ظاہر ہے نمبر سیون سانس روک لیتا۔ اس نے یہی کیا۔ وہ کبریا اور الپا کے ساتھ اپنی جگہ واپس آگئی۔ پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولی "یہ تو گڑبڑ ہوگئی۔ یقیناً اس کے کسی ساتھی نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ اس نے ہماری کامیابی کے راستے بند کردیے ہیں۔"

کبریا نے کہا "پتا نہیں وہ پاپا کی نئی ڈی بنا کر اسے کیسی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ ہم اندھیرے میں رہیں گے اور وہ بہت کچھ کرجائیں گے۔"

"اب ایک قیدی فرہاد رہ گیا ہے۔ ہم اس کے اندر جاکر سیل کے اندرونی حالات معلوم کرسکتے ہیں لیکن ان کے اہم معاملات کو سمجھ نہیں پائیں گے پھر بھی چلو دیکھتے ہیں وہاں کیا ہورہا ہے۔"

کبریا نے الپا کے دماغ میں آکر کہا "اعلیٰ بی بی کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے قیدی فرہاد کے دماغ کو لاک کیا ہے۔"

الپا نے حیرانی سے پوچھا "تم اپنی بہن سے یہ بات کیوں چھپانا چاہتے ہو؟"

"میں ابھی بتاؤں گا۔ تم فی الحال کچھ نہ بولو۔"

ادھر اعلیٰ بی بی نے حیرانی سے کہا "کبریا! یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس قیدی فرہاد کے دماغ کو بھی لاک کردیا گیا ہے۔"

وہ بولا "ہمارے دشمنوں کو شبہ ہوگیا ہے کہ ہم یہاں راستہ بنا رہے ہیں اسی لیے احتیاطاً ان سب کے دماغوں کو لاک کردیا گیا ہے۔"

"لیکن قیدی فرہاد کو تو ناکارہ سمجھ کر نظر انداز کیا گیا تھا۔ اسی لیے پاپا کی نئی ڈی تیار کی جارہی ہے پھر ایک ناکارہ شخص کے دماغ کو کیوں مقفل کیا گیا ہے؟"

"وہ احتیاطی تدابیر پر عمل کررہے ہیں۔ اچھا میں جارہا ہوں۔ مجھے کوئی اور راستہ نکالنا ہوگا۔"

وہ اعلیٰ بی بی کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ الپا نے پوچھا "اب بتاؤ۔ یہ معاملہ کیا ہے؟ بہن سے جھوٹ بول رہے ہو۔ جبکہ اسے جان سے زیادہ چاہتے ہو۔"

وہ اسے اعلیٰ بی بی اور اپنی مما کی تکرار کے بارے میں بتانے لگا۔ اس نے وضاحت کی کہ تکرار کے نتیجے میں دشمنی نہیں ہوگی بلکہ ایک ماں اپنی بیٹی کو غرور سے باز رکھنے میں کامیاب رہے گی۔ اس کی بہتری کے لیے اسے ایک اچھا سبق سکھایا جائے گا۔

الپا نے تائید کی "بے شک! اعلیٰ بی بی نے ماضی میں بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ اسے ایک بار ناکام بھی ہونا چاہیے۔ اسے یہ سمجھانا چاہیے کہ کبھی کبھی ناکامیاں بھی مقدر بن جاتی ہیں۔"

اس نے سونیا کے پاس آکر کہا "مما! ایک گڑبڑ ہوگئی ہے۔"

"کیا ہوگیا؟ کوئی پریشانی کی بات ہے؟"

"جی ہاں۔ نمبر سیون کا دماغ لاک ہوچکا ہے۔ میں مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر نہیں جاسکوں گا۔ اہم معلومات کا راستہ بند ہوچکا ہے۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔ یہ اچانک اس کا دماغ کیسے لاک ہوگیا؟" وہ سوچتے ہوئے بولی "ہوں! یہ ضرور اس کی مکاری ہے۔"

کبریا نے پوچھا "کس کی؟"

"تمہاری بہن سے زیادہ مکار اور کون ہوگا۔ اس نے تمہاری کامیابی کا راستہ روکنے کے لیے نمبر سیون پر تنویمی عمل کیا ہوگا۔ اس کا وہ مخصوص لب و لہجہ مٹا کر کوئی نیا لہجہ اس کے ذہن میں نقش کیا ہوگا۔ تم اپنی چال باز بہن کو مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔"

"تو مما! آپ اس پر شبہ نہ کریں۔ الپا میرے اندر موجود ہے۔ اس سے پوچھ لیں۔ وہ بھی بری طرح پریشان ہوگئی ہے۔ اس نے نمبر سیون کے ذریعے ایک بڑی کامیابی کی توقع کی تھی۔ اب مایوس ہوگئی ہے۔"

الپا نے کہا "یس میڈم! وہ بھی ہماری طرح بے حد پریشان ہے۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تم نے اسے یہ بتایا ہے کہ قیدی فرہاد کے دماغ کو تم نے لاک کیا ہے؟"

"نہیں۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ میں اپنا کوئی راز اسے نہ بتاؤں۔"

"ٹھیک اسی طرح سمجھو، جب تم بہن سے اپنی چالاکی چھپا سکتے ہو تو بہن اپنی چال بازی تم سے کیوں نہیں چھپائے گی؟"

الپا نے کہا "آپ کی بات دل کو لگ رہی ہے۔"

سونیا نے کہا "تم اعلیٰ بی بی سے بہت زیادہ تجربے کار ہو۔ چالاکی اور مکاری میں کسی سے کم نہیں ہو پھر تمہاری عقل میں یہ بات کیوں نہیں آئی کہ بڑی بازی جیتنے کے لیے بہن بھائی، ماں بیٹا اور باپ بیٹی کے رشتوں کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ بازی جیتنے تک سب دشمن ہوتے ہیں۔ جیتنے کے بعد ایک دوسرے کو گلے لگایا جاتا ہے۔"

"سوری میڈم! میں بہن بھائی کے جذبوں کے سامنے بازی جیتنے کے اصول بھول گئی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ اتنی عمر گزارنے کے بعد بھی آپ سے کچھ سیکھ رہی ہوں۔"

وہ کبریا کے ساتھ انڈر گراؤنڈ سیل کے اس افسر کے پاس آئی جو یوگا کا ماہر تھا۔ وہ آفس میں بیٹھا سینڈوچز کھا رہا تھا اور ٹھنڈی بوتل پی رہا تھا۔ کبریا اس کے ماتحتوں کے اندر جگہ بنا چکا تھا۔ الپا بھی ان کے اندر جاسکتی تھی۔ وہ ایک ماتحت کو افسر کے قریب لے آئے۔ اس نے کہا "سر! سینڈوچز کیسے ہیں؟"

افسر نے کہا "اچھے ہیں۔ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

وہ لباس کے اندر سے ایک چاقو نکال کر اسے کھولتے ہوئے بولا "آپ ہاتھوں سے نہ کھائیں۔ اس چاقو سے کھائیں۔"

"کیا دماغ خراب ہوا ہے؟ کبھی چاقو سے سینڈوچز کھائے جاتے ہیں؟"

"سر! یہ بہت تیز ہے۔ اسے آزما کر دیکھیں۔"

اس نے یہ کہتے ہی افسر کے بازو میں چاقو کی نوک چبھو دی۔ ایک ہلکی سی خراش ڈالی۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے کوئی جوابی کارروائی کرنا چاہتا تھا لیکن کبریا اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس سے بولا "آرام سے بیٹھو اور میری باتیں سنو۔"

اس نے پوچھا "کون ہو تم؟"

"میری بات مانتے رہو گے تو دوست ہوں ورنہ دشمن۔"

"کیا چاہتے ہو؟"

"قیدی فرہاد کو یہاں سے باہر لے جانے میں ہمارا ساتھ دو۔"

"ہرگز نہیں۔ میں اپنی ڈیوٹی کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔"

"تمہارے تو فرشتے بھی کریں۔"

اس نے ایک ہلکا سا زلزلہ اس کے اندر پیدا کیا۔ ساتھ ہی اس کے منہ کو سختی سے بند رکھا۔ تاکہ منہ سے چیخ نہ نکلے۔ وہ تکلیف سے تڑپتا ہوا کرسی سے نیچے فرش پر گر پڑا۔ آفس کے اندر صرف وہی ایک ماتحت تھا۔ وہ فرسٹ ایڈ باکس لاکر اس کے بازو کے زخم کی مرہم پٹی کرنے لگا۔ جب اس کی دماغی تکلیف کچھ کم ہوئی تو الپا نے پوچھا "کیا کہتے ہو؟ ہمارا ساتھ دو گے یا زبردست زلزلہ پیدا کیا جائے۔"

وہ کراہتے ہوئے بولا "پلیز ایسا نہ کرو۔ میں تکلیف برداشت نہیں کرسکوں گا۔"

"ٹیلی پیتھی کا زلزلہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جو برداشت نہیں کرپاتے، وہ مرجاتے ہیں یا پاگل ہوجاتے ہیں۔ کیا ہمارے احکامات کی تعمیل کرو گے؟"

"میں مجبوراً ساتھ دوں گا لیکن تمہیں کامیابی نہیں ہوگی۔ ہمارے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے اندر آتے رہتے ہیں۔ وہ تمہارے آگے دیوار بن جائیں گے۔"

کبریا نے کہا "ہم دیوار گرانا جانتے ہیں۔ تم چپ چاپ وہی کرو جو ہم کہہ رہے ہیں۔"

الپا نے کہا "عمارت کے باہر گاڑی لانے کا حکم دو۔ ایک ایسی وین ہو جس میں بیمار کو آرام سے لے جاسکیں۔"

افسر نے پوچھا "بیمار کون ہے؟"

"وہی فرہاد علی تیمور جو یہاں زمین کے نیچے قید ہے۔"

وہ پریشان ہوکر بولا "نن۔ نہیں۔ وہ تو اتنا اہم ہے کہ یہاں سے فرار ہوگیا تو مجھے اور میرے بیوی بچوں کو گولی مار دی جائے گی۔"

کبریا نے پھر ہلکا سا دماغی جھٹکا دیا۔ وہ پھر کرسی سے اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ اس کا منہ بند کیا گیا تھا۔ ورنہ وہ تکلیف کی شدت سے چیخیں مارنے لگتا۔ کبریا نے الپا سے کہا "سسٹر! یہ بہت وقت ضائع کررہا ہے۔ ایسا نہ ہو، اس کا کوئی خیال خوانی کرنے والا آجائے۔ وہ اس کے خیالات پڑھ کر ہمارے ارادوں کو معلوم کرلے گا۔"

"مجھے بھی یہی اندیشہ ہے۔ ہم اس ڈھیٹ افسر کو آلہ کار بنانے پر مجبور ہیں۔ فی الحال یہی ہمارے کام آسکتا ہے۔"

اس کی دماغی تکلیف کچھ کم ہوئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کبریا نے کہا "اب ہم تمہارے بیوی بچوں کے دماغوں میں جائیں گے اور انہیں بھی اسی طرح دماغی تکالیف میں مبتلا کریں گے۔"

اس نے گھبرا کر کہا "نہیں نہیں، میرے بیوی بچوں کو اس عذاب میں مبتلا نہ کرو۔ تم جو کہو گے، میں کروں گا۔ ابھی ایک وین باہر آجائے گی۔ اس کے بعد کیا کرنا ہے؟"

"انڈر گراؤنڈ کے مسلح گارڈز کو حکم دو۔ وہ قیدی کو یہاں لے آئیں۔"

اس نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی۔ انٹر کام کے ذریعے حکم دیا "قیدی فرہاد علی تیمور کو سیل سے نکالو اور اوپر لے آؤ۔ اسے آرمی ہیڈ کوارٹر پہنچایا جائے گا۔"

الپا نے کہا "اٹھو یہاں سے اپنی وردی درست کرو اور اپنی افسرانہ شان کے ساتھ باہر چلو۔ یہ یاد رکھو۔ ہم تمہارے اندر ہیں۔ تمہیں کوئی چالاکی دکھانے کا موقع نہیں دیں گے۔"

کبریا انڈر گراؤنڈ سیل میں قیدی فرہاد کے اندر آگیا۔ مسلح گارڈز اسے آہنی سیل سے باہر لے آئے تھے۔ وہ بہت کمزور تھا۔ ایک گارڈ کے سہارے چل رہا تھا۔ پوچھ رہا تھا "مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ مجھے اور ٹارچر نہ کرو۔ یہیں مار ڈالو۔"

ایک گارڈ نے کہا "ڈرو مت۔ تمہیں رہا کیا جارہا ہے۔"

اس کے ذہن میں ایک ہی خوف تھا کہ اس پر پھر درندگی سے تشدد کیا جائے گا۔ کبریا نے اس کے ذہن سے تشدد کو بھلا دیا۔ اس کے اندر حوصلہ پیدا کرنے لگا کہ یہاں سے باہر نکل کر اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود زندہ سلامت رہنے کے لیے فائٹ کرنا ہے۔

وہ ایک عرصے تک ذہنی اور جسمانی اذیتیں برداشت کرنے کے بعد لفٹ کے ذریعے اوپر سورج کی روشنی میں آیا۔ جیسے پہلی بار کھلی فضا میں گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اسے ایک وین کے اندر لیٹنے کو کہا گیا۔ یوگا جاننے والا افسر اب پوری طرح قابو میں تھا۔ الپا اور کبریا اس کے اور ایک ماتحت کے دماغوں میں تھے۔ ایک اور افسر نے آکر اس آلہ کار افسر سے پوچھا "آپ اچانک اس قیدی کو کہاں لے جارہے ہیں؟"

وہ الپا کی مرضی کے مطابق بولا "ٹاپ سیکرٹ آرڈرز اکثر اچانک ملتے ہیں اور ان پر فوراً عمل کرنا پڑتا ہے۔ میں اسے آرمی ہیڈ کوارٹر لے جارہا ہوں۔ تم اپنے موبائل کے ذریعے میری باتوں کی تصدیق کرسکتے ہو۔"

اس افسر نے آرمی ہیڈ کوارٹر کے انچارج سے رابطہ کرنا چاہا۔ الپا اس کے اندر آگئی۔ اس نے الپا کی مرضی کے مطابق الٹے سیدھے نمبر پنچ کیے۔ کبریا نے ہیڈ کوارٹر کے انچارج کی حیثیت سے بھاری بھرکم آواز میں پوچھا "ہیلو، کیا بات ہے؟"

اس افسر نے کہا "سر! آفیسر آن ڈیوٹی قیدی فرہاد کو یہاں سے لے جارہا ہے۔ کیا جانے دیا جائے؟"

"یس۔ یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔ اسے نہ روکو۔ فوراً آنے دو۔"

"آل رائٹ سر!" افسر نے موبائل کو بند کرتے ہوئے آلہ کار افسر سے کہا "آپ جاسکتے ہیں۔"

وہ وین وہاں سے روانہ ہوگئی۔ اسے ایک ماتحت ڈرائیو کررہا تھا۔ اس کے ساتھ افسر بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹ پر قیدی فرہاد لیٹا ہوا تھا۔ اب وہ قیدی نہیں رہا تھا۔ رہائی حاصل کرچکا تھا۔ فی الحال الپا اور کبریا کا سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ڈمی فرہاد کو جلد سے جلد طبی امداد پہنچا کر اسے ذہنی اور جسمانی طور پر توانا بنایا جائے۔

انڈر گراؤنڈ سیل والے تھوڑی دیر تک مطمئن رہے تھے۔ کیونکہ ایک افسر آرمی ہیڈ کوارٹر سے تصدیق کرچکا تھا کہ کسی ٹاپ سیکرٹ معاملے میں قیدی کو دوسری جگہ ٹرانسفر کیا جارہا ہے لیکن آرمی کا ایک اعلیٰ افسر پلاسٹک سرجری کے ایک ماہر کے ساتھ وہاں آیا۔ اس کے ساتھ میرے قد قامت کا ایک شخص تھا۔ اسے سرجری کے ذریعے ڈمی فرہاد بنانے کا ارادہ تھا۔ ایسے وقت وہ ماہر قیدی فرہاد کو بھی سامنے رکھ کر اس کے چہرے کی اسٹڈی کرنا چاہتا تھا۔

لیکن وہاں پہنچتے ہی پتا چلا کہ تہ خانے کے سیل میں قیدی فرہاد نہیں ہے۔ اسے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کیا گیا۔ وہاں سے کہا گیا 'یہ غلط ہے۔ یہاں سے ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ فرہاد کو ہیڈ کوارٹر لایا جائے۔'

یہ سمجھ میں آگیا کہ مخالفین اس قیدی فرہاد کو وہاں سے نکال کرلے گئے ہیں۔ فوراً ہی نمبر سیون کو اطلاع دی گئی۔ جاسوس اور فوجی جوان اس کی تلاش میں نکل پڑے۔ وہ وین ایک شاہراہ کے کنارے کھڑی ہوئی ملی۔ اس میں وہ آلہ کار بننے والا افسر اپنے ماتحت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

ایک افسر نے آکر پوچھا "وہ قیدی کہاں ہے؟"

آلہ کار افسر نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا "سمجھ میں نہیں آتا کیا ہو رہا ہے۔ میں اسے پچھلی سیٹ پر لٹا کر لے جا رہا تھا۔ یاد نہیں آ رہا ہے کہ کہاں لے جا رہا تھا۔ اچانک گاڑی کے تمام پہیے پنکچر ہو گئے۔"

"جھوٹ مت بولو۔ گاڑی کا ایک بھی پہیہ پنکچر نہیں ہے۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ تمام پہیے پنکچر ہونے کے بعد پھر کیسے ٹھیک ہو گئے؟"

دوسرے فوجی جوان گاڑی کے اندر اور باہر دور تک قیدی فرہاد کو تلاش کر رہے تھے۔ آلہ کار افسر نے کہا "اب وہ نہیں ملے گا۔ پتا نہیں کتنی دور نکل گیا ہوگا۔ میری گاڑی کے آگے ایک اور گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ قیدی اس میں بیٹھ کر گیا ہے۔"

نمبر سیون نے آکر کہا "اس کے خیالات بتا رہے ہیں کہ دو خیال خوانی کرنے والے اسے مجبور کر کے یہاں تک لے آئے تھے۔ آگے ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی یہ بھول گیا ہے کہ وہ گاڑی کیسی تھی، کار یا وین تھی، کس ماڈل کی تھی، اس کا کلر کیا تھا، اسے کچھ یاد نہیں ہے۔"

افسر نے کہا "آپ قیدی کے اندر جا کر معلوم کر سکتے ہیں۔"

"انہوں نے قیدی کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ میری معلومات کا راستہ بند کر دیا ہے۔ تمام ائرپورٹس کی سیکیورٹی کو الرٹ کرو۔ پرائیویٹ فلائنگ کمپنیوں اور شہر سے باہر جانے والے تمام راستوں کی چوکیوں سے کہہ دو کہ کسی ایسے بیمار کو آگے نہ جانے دیں جو ہڈیوں کا ڈھانچا دکھائی دیتا ہو۔ مجھے اطلاع ملتے ہی میں اس کے دماغ میں جاؤں گا۔ وہ بیمار سانس روک کر مجھے آنے نہیں دے گا تو اسے فوراً حراست میں لیا جائے۔"

بے شمار جاسوس اور پولیس والے اسے تمام اسپتالوں میں بھی ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ اعلیٰ بی بی کو پہلے شبہ تھا کہ کبریا نے ہی قیدی کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ اب اسے یقین ہو گیا۔ اس آلہ کار افسر کے خیالات بتا رہے تھے کہ اس کے اندر دو خیال خوانی کرنے والے آئے تھے۔ ان میں سے ایک عورت تھی۔ یہ سمجھ میں آ گیا کہ وہ الپا ہی ہوگی۔

اعلیٰ بی بی سنجیدگی سے غور کرنے لگی "قیدی فرہاد کو اغوا کیوں کیا گیا ہے؟ ایسی غیر متوقع چالیں مما ہی چلتی ہیں۔ انہوں نے ہی کبریا کو ایسا کرنے کا مشورہ دیا ہوگا۔"

وہ نمبر سیون کے اندر تھی۔ ایسے وقت اطلاع ملی کہ ایک عورت ایک مریض کو فلائنگ کمپنی کے ایک ہیلی کاپٹر سے شکاگو لے جانا چاہتی ہے۔ نمبر سیون نے اس کمپنی کے انچارج کے ذریعے اس مریض کی آواز سنی پھر اس کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ وہ حلیے سے بھی ہڈیوں کا ڈھانچا دکھائی دیتا تھا۔ نمبر سیون نے وہاں کے سیکیورٹی افسر سے کہا "اسے فوراً حراست میں لو۔ ہمارے آدمی پہنچ رہے ہیں۔"

اعلیٰ بی بی اس عورت کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ مریض اس کا شوہر تھا۔ وہ علاج کے لیے اسے شکاگو لے جا رہی تھی۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اپنی بیماریوں سے لڑ کر ایک نئی زندگی حاصل کر سکے گا پھر بھی ایک کمزور امید کے سہارے وہ اسے علاج کے لیے لے جا رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے اس کی سوچ میں پوچھا "کیا یہ واقعی میرا شوہر ہے؟"

وہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی اس کی اپنی سوچ نے کہا "ہاں یہ میرا شوہر ہے پتا نہیں کیوں اسے حراست میں لیا گیا ہے۔ انٹیلی جنس والوں سے پوچھو تو وہ کچھ بولتے نہیں بس اتنا کہتے ہیں کہ انتظار کرو ان کا کوئی بڑا آفیسر آنے والا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے پھر اس کی سوچ میں کہا "کیا میں نے اپنے شوہر کا چہرہ غور سے دیکھا ہے؟ ہو سکتا ہے کہیں راستے میں میرا شوہر بدل گیا ہو؟ اس کی جگہ کوئی مجرم آ گیا ہو؟"

وہ عورت پریشان ہو کر سوچنے لگی "کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ مجرم چھپنے کے لیے ایسی کوئی حرکت کر سکتا ہے؟"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی تھی۔ ایک افسر نے اسے روکتے ہوئے کہا "تم ابھی اس سے نہیں مل سکو گی پہلے ہمارے اعلیٰ افسر کو آنے دو۔"

نمبر سیون نے خیال خوانی کے ذریعے اس افسر سے کہا "اسے جانے دو میں قیدی کو پہچاننا چاہتا ہوں۔"

اس عورت کو اجازت دی گئی۔ وہ مریض ایک اسٹریچر پر پڑا ہوا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ وہ قریب آکر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ ایسے وقت الپا اس کے ذہن پر مسلط تھی۔ وہ عورت الپا کی مرضی کے مطابق کہنے لگی "یہ... اس کی صورت تو کچھ بدلی ہوئی سی ہے۔"

نمبر سیون نے ایک افسر کے ذریعے اس عورت سے کہا "اسے غور سے دیکھو کیا واقعی صورت بدل گئی ہے؟"

وہ بولی "مجھے ہڈیوں کے ڈھانچے ایک جیسے لگتے ہیں۔ کبھی صحت مند اور خوب رو تھا۔ جب مجھے آغوش میں لے کر گھومتا تھا تو میں ہواؤں میں اڑنے لگتی تھی۔ ایسا زبردست مرد کسی کا نہ ہوگا اور ہوگا بھی تو مجھے کیا لینا؟ میرے لیے یہ ایک ہی کافی تھا۔"

افسر نے ناگواری سے کہا "اے! کیا بکواس کر رہی ہو؟ جو بات پوچھی جائے اس کا جواب دو۔"

"آہ! کیا جواب دوں اب اسے دیکھتی ہوں تو یقین نہیں آتا کہ یہ وہی جواں مرد ہے جو مجھے دیکھتے ہی بھینچ لیا کرتا تھا۔"

افسر نے کہا "اے! تم پھر بہک رہی ہو۔ اس کی صورت دیکھو اور یقین سے کہو کہ یہ تمہارا شوہر ہے۔"

"میں کیا کہوں اسے دیکھ کر ایک فلمی گیت یاد آ رہا ہے۔ کبھی یہ اپنا لگتا ہے کبھی بیگانہ لگتا ہے۔ کبھی پروانہ لگتا ہے کبھی دیوانہ لگتا ہے۔"

نمبر سیون نے پوچھا "اگر یہ بیمار ہے تو سانس کیسے روک سکتا ہے؟"

وہ بولی "یہ دمے کا مریض ہے۔ سانس رک رک کر آتی ہے اور آپ سمجھ رہے ہیں کہ یہ سانس روک رہا ہے۔"

اس عورت کو یہ نہیں سمجھایا جا سکتا تھا کہ یہ ٹیلی پیتھی کا معاملہ ہے وہ دماغ میں آنے سے روکنے کے لیے سانسیں روک رہا ہے۔ ایک دمے کا مریض اس طرح سانسیں نہیں روک سکتا تھا۔ اس بات سے شبہ یقین میں بدل گیا تھا کہ وہی قیدی فرہاد ہے۔

نمبر سیون نے اس افسر کے ذریعے کہا "فرہاد! تم سانسیں روک کر خود کو نہیں چھپا سکو گے مجھے اپنے دماغ میں آنے دو اور کھل کر بتاؤ کہ یہ کون لوگ ہیں جو تمہیں یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں۔ تمہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ تم ہماری کسٹڈی سے نکل کر نہیں جا سکو گے۔ ہمارے دشمن اپنی کوششوں میں ناکام ہو رہے ہیں۔"

مریض نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا "میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم مجھ سے کیا کہہ رہے ہو؟ میں کوئی مجرم نہیں ہوں مجھے کیوں حراست میں لیا گیا ہے؟ مجھ سے کیوں ایسی باتیں کی جا رہی ہیں؟"

"تم یا تو انجان بن رہے ہو یا تمہارے دماغ سے یہ حقیقت مٹا دی گئی ہے کہ تم فرہاد علی تیمور ہو اور یہاں سے فرار ہو رہے ہو ہم تمہیں یہاں سے لے جا کر تنویمی عمل کے ذریعے تمہارا برین واش کریں گے تو تمہیں اپنی اصلیت یاد آ جائے گی۔"

مریض نے کراہتے ہوئے کہا "میں نہیں جانتا آپ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ بس ایک التجا ہے کسی ڈاکٹر کو بلائیں میری طبیعت گھبرا رہی ہے۔"

آفیسر نے ڈاکٹر کو بلانے کا حکم دیا۔ ایک ڈاکٹر آکر اس کا معائنہ کرنے لگا۔ الپا انہیں بڑی کامیابی سے الجھا رہی تھی۔ کبریا کے لیے سہولتیں فراہم کر رہی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے ڈمی فرہاد کو ایک چھوٹے سے بنگلے میں لے آیا تھا۔ وہاں ایک بوڑھی خاتون تنہا رہتی تھی۔ کبریا نے ڈمی فرہاد کو وہاں پہنچا کر اس کی ہمدردیاں حاصل کی تھیں پھر خیال خوانی کے ذریعے بھی اسے متاثر کیا تھا۔

وہاں ایک تجربے کار ڈاکٹر کو بلا کر ڈمی فرہاد کا علاج کروایا جا رہا تھا۔ پولیس اور انٹیلی جنس والوں کا وہاں تک پہنچنا محال تھا۔ کبریا بہت محتاط تھا وہاں پہنچنے والوں کو خیال خوانی کے ذریعے بھٹکا سکتا تھا۔

آرمی کے تین اعلیٰ افسران نے اس ڈمی فرہاد کو قیدی بنا رکھا تھا۔ اس سلسلے میں نمبر سیون ان کا رازدار تھا وہ ایک نئے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے نمبر سیون کو پہلی بار انڈر گراؤنڈ سیل میں لے گئے تھے۔ اس سے پہلے کوئی خیال خوانی کرنے والا وہاں تک نہیں پہنچ پاتا تھا۔ اعلیٰ بی بی اور کبریا نمبر سیون کے دماغ میں چھپ کر وہاں تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد ہی ڈمی فرہاد ان تین افسران کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔

ان میں سے ایک اعلیٰ افسر اس فلائنگ کمپنی میں آیا۔ جہاں ایک مریض کو حراست میں رکھا گیا تھا۔ اس اعلیٰ افسر نے مریض کو بڑی توجہ سے دیکھا۔ نمبر سیون نے کہا "سر! آپ اسے چہرے سے پہچانتے ہیں۔ کیا یہ ہمارا قیدی ہے؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں الجھ رہا ہوں چہرے کی ساخت وہی ہے لیکن ناک نقشہ ذرا مختلف ہے معلوم ہوتا ہے اس کے چہرے پر تبدیلی کی گئی ہے۔"

ایک ماہر کو بلا کر مختلف لوشنز کے ذریعے اس کے چہرے کو واش کیا گیا بے چارے کے چہرے پر میک اپ نہیں تھا۔ وہ واش ہونے کے بعد بھی ویسا ہی دکھائی دیا جیسا پہلے تھا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ اس کے چہرے پر کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ نمبر سیون نے کہا "سر! یہ فرہاد نہیں ہے۔"

نمبر سیون خود وہاں آکر اس پر تنویمی عمل نہیں کر سکتا تھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ جو لوگ اس قیدی فرہاد کو لے جانا چاہتے ہیں، وہ نمبر سیون کو جسمانی طور پر وہاں موجود دیکھ کر نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یہ کسی حد تک سمجھ میں آ گیا کہ وہ مریض فرہاد

نہیں ہے پھر بھی وہ پوری طرح تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ یہ بات کھٹک رہی تھی کہ ایک دمے کا مریض پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس کیسے روک لیتا ہے۔

انہوں نے ایک عامل کو بلایا۔ اس نے مریض کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر عمل کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ سانس نہیں روکے گا۔ مریض نے اس کا معمول بن کر اس کے حکم کی تعمیل کی۔ تب نمبر سیون کو اس کے دماغ میں پہنچنے کا موقع ملا۔ اس کے خیالات پڑھتے ہی پتا چلا کہ وہ قیدی فرہاد نہیں ہے۔ واقعی دمے کا ایک مریض ہے اپنی بیوی کے ساتھ شکاگو جارہا ہے۔

تب اعلیٰ بی بی نے سوچا "میں نے خوا مخواہ یہاں وقت ضائع کیا ہے۔ میں کبریا کے پاس جاکر بہت کچھ معلوم کرسکتی تھی۔"

کبریا ڈمی فرہاد کے علاج پر توجہ دے رہا تھا۔ وہ اس ڈمی کو پناہ دینے کے لیے ایک بوڑھی خاتون کے مکان میں آیا تھا۔ وہ خاتون اس کی معمولہ بنی ہوئی تھی۔ اس نے ایک ڈاکٹر کو بھی معمول بنایا تھا۔ وہ ڈاکٹر کسی سے کہہ نہیں سکتا تھا کہ وہ رازداری سے کسی کا علاج کررہا ہے۔ الپا نے اس سے کہا تھا "جب تک اس پناہ گاہ میں رہو۔ مجھے بھی اپنے دماغ میں نہ آنے دو۔ میں تمہارے اندر آؤں گی تو ایسے وقت تم اعلیٰ بی بی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکو گے۔"

کبریا اس سلسلے میں محتاط تھا۔ اعلیٰ بی بی اس کے پاس آئی تو اس نے سانس روک لی۔ وہ واپس چلی گئی۔ کبریا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "اعلیٰ! میری بہن۔ مجھے افسوس ہے۔ میں فی الحال تمہیں اپنے اندر نہیں آنے دوں گا۔"

"ہوں... ! میں سمجھ گئی۔ ڈمی کو تم لے گئے ہو۔"

"تعجب ہے۔ بہت دیر سے سمجھ رہی ہو۔"

"مجھے یقین کی حد تک شبہ تھا۔ اب تصدیق ہوگئی۔ بائی دا وے' وہ ناکارہ قیدی تمہارے کیا کام آئے گا؟ وہ تو اب تب میں مرنے والا ہے۔ تم اسے چھپانے اور اس کا علاج کروانے کے لیے بہت دور نہیں لے جاسکو گے۔ وہ دم توڑ دے گا۔"

"نہ میرا حوصلہ ٹوٹے گا۔ نہ وہ دم توڑے گا۔ تم دیکھتی جاؤ میں کیا کرتا ہوں۔"

"مما نے تمہارے دماغ میں یہ منصوبہ ٹھونسا ہے۔ وہ ناکارہ کو بھی کارآمد بنانا جانتی ہیں۔ تمہیں اچھی ٹریننگ دے رہی ہیں۔ نادان بچے کی طرح ماں کی انگلی پکڑ رہے ہو۔"

"مجھے بچہ ہی سمجھو۔ بچے اپنے ماں باپ سے ہی سیکھتے ہیں۔ میں بھی سیکھ رہا ہوں۔"

اعلیٰ بی بی دماغی طور پر حاضر ہوکر سوچنے لگی "میں مما کی چالیں سمجھنے کی کوشش کروں گی۔ ابھی مجھے دو باتوں پر دھیان دینا چاہیے۔ ایک تو کبریا کو دوسرے معاملات میں الجھانا ہے۔ تاکہ اس کی توجہ تقسیم ہوتی رہے اور وہ ڈمی فرہاد پر پوری توجہ نہ دے سکے۔ دوسری بات یہ کہ اس مہم کے علاوہ مجھے دوسری اور کامیابیاں حاصل کرکے کبریا پر سبقت لے جانا چاہیے۔"

وہ جانتی تھی' کبریا کے دوسرے معاملات کیا ہیں۔ وہ کوبرا اور راسپوٹین کے خلاف بہت کچھ کررہا تھا۔ اس نے الپا کے تعاون سے کرونا کو راسپوٹین سے الگ کردیا تھا۔ ایک تو اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اس سے چھین لیا تھا۔ دوسرا یہ کہ راسپوٹین اور کوبرا کی توجہ ازبکستان کے ڈمی فرہاد کی طرف سے ہٹادی تھی۔

یہ کبریا کی عارضی کامیابی تھی۔ کیونکہ کوبرا کو اس کی اغوا ہونے والی بیوی ا-نجی واپس مل گئی تھی اور راسپوٹین کرونا کی جدائی برداشت کرکے پھر خیال خوانی کے ذریعے ازبکستان پہنچ رہا تھا۔ کوبرا بھی وہاں ڈمی فرہاد کی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنے کی پھر سے کوششیں کررہا تھا۔

اعلیٰ بی بی نے راسپوٹین کے اندر پہنچ کر کہا "تم مجھے بھولے نہیں ہوگے۔ میں بہت اندر کی خبر لاتی ہوں۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ آٹھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے انڈر گراؤنڈ سیل سے فرار ہوگئے ہیں۔ جبکہ امریکی اکابرین یہ حقیقت دنیا والوں سے چھپا رہے تھے۔ میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ تم نے کرونا کو چھپانے کے لیے اسے انڈیا کے ایک دور افتادہ علاقے میں بھیج دیا ہے۔"

راسپوٹین نے کہا "تم کمال کی لڑکی ہو۔ میں تمہیں کبھی بھلا نہیں سکتا۔ تم نے امریکی اکابرین کو بھی الجھا دیا ہے۔ ہم آج تک نہ جان سکے کہ تم کون ہو؟"

"اتنا تو جان گئے ہو کہ میں دشمن نہیں ہوں۔ میں نے تم میں سے کسی کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ اس کے برعکس اہم معلومات فراہم کرتی رہی ہوں۔"

"ہم سب مانتے ہیں۔ تم بہت پہنچی ہوئی ہو۔ میں نے پہلے بھی پوچھا تھا۔ اب بھی پوچھ رہا ہوں' کیا ہم دوست نہیں بن سکتے؟"

"دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دوستی مہنگی پڑتی ہے اور میں مہنگا سودا کبھی نہیں کرتی۔"

"اتنے دنوں بعد میں کیسے یاد آگیا؟"

"کرونا جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی تمہارے لیے بہت اہم تھی وہ ہاتھ سے نکل چکی ہے۔"

"تعجب ہے۔ میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا' وہ مجھے دھوکا دے کر جاچکی ہے پھر یہ اندر کی بات تمہیں کیسے معلوم ہوگئی؟"

"اس سے پہلے بھی میں بہت دور کی اور بہت اندر کی خبریں لاچکی ہوں۔"

"معلوم ہوتا ہے تم ٹیلی پیتھی کے علاوہ کالا جادو بھی جانتی ہو۔"

"یہی سمجھ لو۔ میں یہ بھی بتا سکتی ہوں کہ اس وقت تمہاری کرونا کہاں ہے۔"

"او گاڈ! اگر تم بتا دو تو مجھے یقین ہوجائے گا کہ واقعی کالا جادو جانتی ہو۔ صرف ٹیلی پیتھی کے ذریعے اتنے گہرے راز معلوم نہیں ہوسکتے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "مجھے جادوگرنی سمجھ لو' کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تم اپنے فائدے کی بات سوچو' کرونا جیسی چالاک ٹیلی پیتھی جاننے والی کی واپسی چاہو گے؟"

"مجھے اس کا موجودہ پتا ٹھکانا بتا دو۔ میں پھر اسے ٹریپ کروں گا۔ اسے پیروں کی جوتی بناکر رکھوں گا۔"

"اس وقت وہ گوا کے ایک ساحلی بنگلے میں ہے۔ اس نے بنگلے کے مالک دیوراج کھوٹے کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا بھائی بنایا ہے اور ایک صحت مند نوجوان ارمان علی کو اپنا بیڈ پارٹنر بنا چکی ہے۔"

"تم بہت کچھ جانتی ہو۔ اس کا مطلب ہے کرونا کے دماغ میں جگہ بنا چکی ہو۔ اس کے چور خیالات پڑھتی رہتی ہو۔ اگر چاہو تو مجھے اس کے اندر پہنچا سکتی ہو۔"

"تم جتنا سمجھ رہے ہو۔ میں اتنی دور پہنچ نہیں پائی۔ ایک معاملے میں اتفاقاً دیوراج کھوٹے کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ اسی کے ذریعے کرونا کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔"

"پلیز مجھے دیوراج کھوٹے کے دماغ میں پہنچا دو۔"

اس نے اسے دیوراج کا لب ولہجہ بتایا۔ وہ اس کے ذریعے کرونا کو دوبارہ ٹریپ کرنے چلا گیا۔ اگرچہ اعلیٰ بی بی یہ مخالفانہ قدم اٹھا چکی تھی۔ کبریا کی کامیابی کو ناکامی میں بدل رہی تھی۔ تاہم وہ کبریا سے دشمنی نہیں کررہی تھی۔ راسپوٹین کو پھر ایک بار ازبکستان کے معاملے سے نکال کر کرونا کے معاملے میں الجھا رہی تھی۔

کبریا نے بھی یہی چاہا تھا کہ راسپوٹین اور کوبرا ازبکستان میں مجھے تلاش نہ کرسکیں۔ وہاں میری موجودگی کا ثبوت ملنے کے باوجود ناکام ہوتے رہیں۔ اعلیٰ بی بی یہی کررہی تھی۔ میری طرف سے ان کی توجہ ہٹا رہی تھی۔

وہ کوبرا کو بھی بھٹکانے کے لیے اس کی بیوی ا-نجی کے پاس آئی۔ الپا اور کبریا نے اسے اغوا کرانے اور کوبرا کو اچھی طرح بھٹکانے کے بعد پھر اسے گھر پہنچا دیا تھا۔ کوبرا اسے دل وجان سے چاہتا تھا۔ وہ واپس آئی تو اسے گلے لگا کر چومتے ہوئے بولا "مجھے ان کم بختوں کا حلیہ بتاؤ جو تمہیں جبراً کہیں لے گئے تھے۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ بولی "انہوں نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ میری بے عزتی نہیں کی۔ عزت سے واپس آنے دیا ہے۔ ان سے انتقام نہ لو۔"

"تم نہیں جانتیں۔ ان کے پیچھے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت ہے۔ اس نے مجھے تمہارے معاملے میں الجھا کر ازبکستان میں ہونے والی کامیابی کو ناکامی میں بدل دیا ہے۔"

ازبکستان میں کئی ممالک کے جاسوس مجھے تلاش کررہے تھے۔ کوبرا ان سراغ رسانوں کے اندر جاتا رہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ کسی سراغ رساں کے ذریعے میری خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ جائے گا۔ ایسے ہی وقت ا-نجی کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی بازیابی کے بعد وہ پھر اس جاسوس کے دماغ میں جانا چاہتا تھا لیکن اس کا دماغ نہ ملا۔ وہ مرچکا تھا۔ اس کے ساتھیوں کے ذریعے پتا چلا کہ اس نے خودکشی کی ہے۔

یہ سب ہی سمجھ گئے تھے کہ میں نے اسے خودکشی کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ایسا نہ کرتا تو وہ میری خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ جاتا۔ یہ درست تھا۔ میں اسلامی تنظیم کے عہدے داروں اور جانبازوں کے دماغوں میں جاتا رہتا تھا۔ میرے دشمنوں میں جو بھی وہاں کے ڈمی فرہاد کے لیے خطرہ بنتا تھا' میں اسے ہمیشہ کے لیے ختم کردیتا تھا۔ اس طرح امریکا اور اس کے اتحادیوں کو یقین ہوتا جارہا تھا کہ میں ازبکستان میں ہوں۔

ا-نجی نے کوبرا سے کہا "میں تمہیں شروع سے سمجھاتی آرہی ہوں' فرہاد کو دوست بناؤ۔ اس کی دشمنی مہنگی پڑتی رہے گی۔"

وہ بولا "میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ تمہیں اغوا کرانے والی عورت کا تعلق فرہاد سے ہے۔ اس نے فرہاد تک پہنچنے سے مجھے روکا ہے۔"

"دوسرے پہلو سے بھی سوچو۔ فرہاد چاہتا تو مجھے اغوا کرنے والے میری عزت کی دھجیاں اڑا دیتے پھر میں کس منہ

سے تمہارے پاس آتی؟"

"اگر وہ ایسا کرتے تو میں ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔"

"کیا انہیں مار ڈالنے سے میری لٹی ہوئی عزت واپس مل جاتی؟ میں تو تمہیں منہ دکھانے سے پہلے ہی خودکشی کر لیتی۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ اسنجی نے کہا "تمہیں ایک ہی بات سوچنا ہے اور سمجھنا ہے، ہم فرہاد کو دوست بنا کر امن و امان اور سکون سے رہ سکیں گے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں تمہاری سلامتی چاہتا ہوں۔ تمہاری خاطر ازبکستان نہیں جاؤں گا۔ فرہاد سے دور رہوں گا۔"

وہ اسنجی سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے خوش رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ آئندہ اسنجی کو یہ نہیں بتائے گا کہ وہ مجھے تلاش کرنے اور مجھے ٹریپ کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ وہ چپ چاپ میرے خلاف اپنے منصوبوں پر عمل کرتا رہے گا۔

ازبک اسلامی تنظیم میں ایک لیڈی ڈاکٹر جمیلہ بہت اہم تھی۔ وہ کسی بیمار یا زخمی جانبازوں کے علاج کے سلسلے میں مختلف پناہ گاہوں میں جایا کرتی تھی۔ وہ کسی دن اس پناہ گاہ میں بھی پہنچ سکتی تھی، جہاں میرا ڈمی چھپا ہوا تھا۔ راسپوٹین نے کرونا کو ڈاکٹر جمیلہ کے دماغ میں پہنچایا تھا اور اسے جمیلہ کی یہ کمزوری بتائی تھی کہ وہ اپنے اکلوتے جوان بیٹے کو جان سے زیادہ چاہتی ہے۔ کبھی ضرورت کے وقت اس کے بیٹے کو اغوا کر کے جمیلہ سے اپنی مرضی کے مطابق کام لیا جا سکتا ہے۔

کرونا اب راسپوٹین کے ہاتھوں سے نکل چکی تھی۔ اس نے جمیلہ اور اس کے بیٹے پر مختصر سا تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا تھا۔ راسپوٹین اب ان ماں بیٹے تک پہنچ کر انہیں اپنا آلۂ کار نہیں بنا سکتا تھا۔ وہ اس بات پر جھنجلا رہا تھا۔ کرونا کو پھر سے ٹریپ کر کے اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔

وہ گوا میں دیوراج کھوٹے کے ایک بنگلے میں عیش کر رہی تھی۔ عیش کرانے کے لیے ارمان علی جیسا تگڑا قد آور جوان مل گیا تھا۔ دیوراج اس کا معمول اور محکوم تھا۔ وہاں سب ہی سے یہ کہتا پھرتا تھا کہ ارونا کھوٹے (کرونا) اس کی سگی بہن ہے۔ بچپن سے دہلی میں رہتی تھی۔ اب اسے گوا لے آیا ہے اور شیکھر (ارمان) اس کا بہنوئی ہے۔ کرونا وہاں خود کو پوری طرح محفوظ سمجھ رہی تھی۔ ایسے وقت راسپوٹین خیال خوانی کے ذریعے وہاں پہنچ گیا۔

وہ دیوراج کے اندر رہ کر اس کے حالات معلوم کر رہا تھا۔ اگر وہ جسمانی طور پر وہاں پہنچتا تو فوراً ہی کرونا کی گردن دبوچ کر اسے اپنی کنیز بنا لیتا۔ اس نے یہ معلوم کیا کہ ارمان نامی ایک قد آور صحت مند جوان اس کا باڈی گارڈ ہے۔ لہٰذا اس پر حملہ کر کے اسے زخمی کر کے اس کے دماغ میں پہنچنا آسان نہ ہو گا۔

اس نے سوچا۔ جلد بازی سے کام بگڑ جائے گا۔ تقریباً چوبیس گھنٹے تک کرونا کی مصروفیات کے بارے میں معلوم کیا جائے پھر موقع ملتے ہی اسے دبوچ لیا جائے۔

دیوراج کی سوچ نے اسے بتایا کہ اس وقت کرونا ایک بیڈ روم میں ارمان کے ساتھ ہے۔ اس کے ہنسنے بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ راسپوٹین اور جھنجلا رہا تھا کہ اس کی داشتہ دوسرے کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہے۔ وہ ارمان کی بھی تاک میں رہا۔ اسے بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دبوچ کر وہ کرونا کے بالکل قریب پہنچ سکتا تھا۔

اس نے ایک گھنٹے بعد دیوراج کے اندر آ کر معلوم کیا۔ پتا چلا بیڈ روم میں گہری خاموشی ہے۔ کرونا مستیاں کرنے کے بعد تھک کر سو گئی ہو گی۔ ارمان بھی بیڈ روم سے باہر نہیں آیا تھا۔ وہ بھی سو رہا ہو گا۔ ایسے وقت ان دونوں کو قابو میں کیا جا سکتا تھا۔

دیوراج نے راسپوٹین کی مرضی کے مطابق اس بیڈ روم کا دروازہ کھولنا چاہا۔ وہ اندر سے بند تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ اس کے پاس دروازے کی دوسری چابی ہے۔ وہ اسے کھول کر اندر جا سکتا ہے۔ راسپوٹین نے اسے ایسا کرنے پر مائل کیا۔ وہ اپنی الماری سے چابیوں کا ایک گچھا نکال کر لے آیا۔ اس میں سے دو چار چابیوں کو آزمایا تو ایک چابی سے دروازہ کھل گیا۔

وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر جھانکنے لگا۔ بیڈ پر کرونا بے حجابانہ ارمان سے لپٹی سو رہی تھی۔ وہ دبے قدموں اندر آ گیا۔ بیڈ کے سرہانے پھلوں کے ساتھ ایک چاقو رکھا ہوا تھا۔ راسپوٹین نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے اس چاقو کو اٹھا کر اپنی اس بہن کو زخمی کرنا چاہیے۔ میں اسے قتل نہیں کروں گا۔ اس کے بازو پر چاقو سے ہلکی سی خراش لگاؤں گا۔"

وہ دبے قدموں چلتا ہوا چاقو کے پاس آیا۔ کرونا بے خبر سو رہی تھی۔ اس نے چاقو اٹھا کر اس کے دستے کو مضبوطی سے گرفت میں لیا۔ ایسے وقت اس کے اندر کرونا کی آواز ابھری۔ وہ کہہ رہی تھی "دیوراج میں بہت دیر سے تمہارے

خیالات پڑھ رہی ہوں۔ تم میرے معمول اور فرماں بردار ہو لیکن تمہارے اندر میرے خلاف منفی خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہو رہا ہے کوئی تمہارے اندر چھپا ہوا ہے۔ تمہیں میرے خلاف بھڑکا رہا ہے۔"

دیوراج کے ہاتھ سے چاقو چھوٹ کر گر پڑا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولا "میں۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارے بیڈ روم میں بے اختیار کیسے آ گیا۔ میرے اندر یہ سوچ پیدا ہو رہی تھی کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ صرف زخمی کروں گا۔"

وہ آنکھیں کھول کر بیٹھ گئی۔ اپنا لباس پہنتے ہوئے بولی "کوئی تمہارے ذریعے مجھے زخمی کر کے میرے اندر آنا چاہتا ہے۔ میں تمہارے اندر چھپے ہوئے دشمن سے پوچھ رہی ہوں۔ تم کون ہو؟"

اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا میرے اندر تمہارا کوئی دشمن چھپا ہوا ہے؟"

وہ بولی "تم خاموش رہو۔ میں اپنے دشمن سے کہہ رہی ہوں۔ مجھ سے دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔ مجھ سے کھل کر بات کرو۔ تم کون ہو؟"

"میں تمہارا بھائی دیوراج کھوٹے ہوں۔"

وہ ڈانٹ کر بولی "شٹ اپ! تم سے کہہ چکی ہوں۔ خاموش رہو۔ ابھی تمہارے اندر چھپا ہوا شخص بولے گا۔"

راسپوٹین سوچ رہا تھا "میری تدبیر ناکام ہو رہی ہے۔ یہ کتیا بہت چالاک ہے۔ ابھی گہری نیند سونے کا بہانہ کر رہی تھی۔ میں دھوکا کھا گیا۔ اب یہ میرے ہاتھ سے نکلنے والی ہے۔"

کرونا نے کہا "جواب دو۔ تم کون ہو؟ ویسے میں یقین سے کہہ سکتی ہوں، تم راسپوٹین ہو۔ اتنا بتا دو تم دیوراج کے دماغ میں کیسے پہنچ گئے؟"

وہ بولا "کرونا! میں نے بڑی محبت سے تمہیں اپنا بنا کر رکھا تھا۔ تمہیں دشمنوں سے اور اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے بچائے رکھنے کے لیے اس دور افتادہ علاقے میں بھیجا تھا۔ میں تمہارا محافظ تھا۔ دشمن نہیں تھا پھر مجھے دھوکا دے کر یہاں کیوں آ گئیں؟"

"میں نے آزادی حاصل کی ہے۔ اب میں تمہاری داشتہ نہیں ہوں۔ تمہیں وارننگ دیتی ہوں، مجھ سے دور رہو۔ ورنہ ازبکستان میں تمہارے لیے رکاوٹیں پیدا کرتی رہوں گی۔"

"وہ تو تم پیدا کر چکی ہو۔ میں ڈاکٹر جمیلہ کے ذریعے فرہاد تک پہنچ سکتا تھا۔ تم نے اس کے دماغ کو لاک کر کے مجھے حاصل ہونے والی بہت بڑی کامیابی کا راستہ بند کر دیا ہے۔"

"آئندہ بھی بہت کچھ ہو گا۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہارے راستے کی دیوار نہ بنوں تو مجھے اپنی معمولہ بنانے کے ارادے سے باز آ جاؤ۔"

"میری جان! تم زبردست ہو۔ میرے لیے بہت اہم ہو۔ میں زندگی بھر تمہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔ پلیز میری بن جاؤ۔"

"میں دوست بن سکتی ہوں۔ داشتہ نہیں بنوں گی تمہیں کبھی اپنے دماغ میں آنے نہیں دوں گی۔ کبھی برے وقت میں تم میرے کام آؤ گے اور میں تمہارے کام آیا کروں گی۔"

"ہمارے درمیان پہلے جیسا گہرا رشتہ قائم ہو گا تو ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔"

"پہلے تم نے مجھے داشتہ بنا کر گہرا رشتہ قائم کیا۔ اب تم میرے معمول بن جاؤ۔ تمہاری نیت میں کھوٹ نہیں ہو گا تو میری بات مان لو گے۔"

"میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں، نہ تم میری معمولہ بننا چاہو گی نہ میں تمہارا معمول بنوں گا۔ اس فضول بحث کو جانے دو۔ ہم اچھے دوست بن کر رہیں گے۔"

"اچھے دوست بننا چاہتے ہو تو میرے قریب آنے کے لیے دیوراج کو اپنا آلۂ کار نہ بناؤ۔"

"تم سے رابطہ کرنے کے لیے کسی کو تو آلۂ کار بنانا ہو گا۔"

"مجھ سے رابطہ کرنا ہو تو سیدھے میرے دماغ میں آ کر اپنا نام بتاؤ پھر فوراً واپس جاؤ۔ میں تمہارے دماغ میں آ کر باتیں کیا کروں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ تمہاری اتنی دوستی بھی بہت ہے۔ آئندہ میں تمہارے آس پاس رہنے والوں کو آلۂ کار نہیں بناؤں گا۔"

"میں تمہیں ایسا کرنے کا موقع ہی نہیں دوں گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے دیوراج کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے چیخیں مارتا ہوا اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ ادھر سے ادھر تڑپنے لگا۔ راسپوٹین نے کہا "یہ کیا کر رہی ہو؟"

"میں اسے اس قابل نہیں چھوڑوں گی کہ تم اسے آلۂ کار بنا سکو۔ تم اس کے اندر رہ کر چاقو سے مجھ پر حملہ کرنے والے تھے۔"

"اب ایسا نہیں ہو گا۔ اب تو ہم دوست ہیں۔"

"ہماری دوستی کی ایک حد مقرر ہو گی۔ میں تمہارے

اندر آکر دوستی کروں گی۔ تمہیں اپنے اندر پہنچنے کا موقع نہیں دوں گی۔"

اس نے دوسری بار دیوراج کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ اس بار تکلیف برداشت نہ کرسکا اور بے ہوش ہوگیا۔ راسپوٹین کو وہاں سے واپس آنا پڑا۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر سوچنے لگا۔ کرونا پھر اس کے ہاتھوں سے نکل رہی تھی۔ دیوراج کے سوا کوئی اور اس کا آلہ کار نہیں تھا۔ اس بنگلے میں کوئی ملازم بھی نہیں تھا۔ جسے وہ آلہ کار بناتا۔

اس نے اعلیٰ بی بی سے رابطہ کرکے کہا "میں بری طرح ناکام ہو رہا ہوں۔ کرونا پھر میرے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ اب وہ گوا چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلی جائے گی۔ پلیز میری مدد کرو۔"

"کیا میں نے تمہاری مدد کرنے کا ٹھیکا لیا ہے؟ ایک بار اس کے پاس پہنچایا تھا پھر وہ کیسے ہاتھ سے نکل گئی؟"

"وہ بہت چالاک ہے۔ اس نے معلوم کرلیا کہ میں اس کے قریب آرہا ہوں۔ ایک دیوراج ہی آلہ کار تھا۔ اس نے اسے بے ہوش کردیا ہے۔ جب وہ ہوش میں آئے گا تو پتا چلے گا کہ وہ گوا چھوڑ کر جاچکی ہے۔"

"ایک عورت کو اپنی گرفت میں نہیں رکھ سکتے اور چلے ہو فرہاد سے ٹکرانے۔ بہرحال میں پھر اسے تلاش کرنے کی کوشش کروں گی۔ اس کا سراغ ملتے ہی تمہیں اس کے پاس پہنچاؤں گی۔"

اعلیٰ بی بی نے اسے ڈمی فرہاد اور ازبکستان سے دور رکھنے کے لیے کرونا کے معاملے میں الجھا دیا تھا۔ آئندہ وہ پھر ازبکستان میں مصروف رہنا چاہتا تو وہ پھر اسے کرونا کے قریب پہنچا دیتی۔ فی الحال وہ اپنی ناکامی پر جھنجلا رہا تھا۔

○☆○

جے وی شوٹر یہودی تنظیم کا سربراہ تھا۔ پچھلے باب میں اکبر خان اور ماریہ کا ذکر ہوچکا ہے۔ آئندہ بھی ان کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ اکبر خان جیسے پاکستانی کس طرح یہودی تنظیم کے زیر اثر رہتے ہیں اور کس طرح اپنے پورے خاندان... اور اپنی پوری نسل کو یہودی نواز بنا دیتے ہیں۔ یہ جاننا ہر محب وطن پاکستانی کے لیے لازمی ہے۔

ماریہ یہودی تھی۔ اس نے اکبر خان کو اپنا دیوانہ بنا رکھا تھا۔ یہودی تنظیم کی طرف سے اسے لاکھوں روپے ملتے رہتے تھے۔ اس کے بیٹوں جبار خان اور نعیم خان کو اعلیٰ سرکاری عہدے دلائے گئے تھے اور اس کی بیٹی انیلہ لندن میں یہودیوں کے ماحول میں رہ کر تعلیم حاصل کرکے پاکستان آئی تھی۔

ماریہ نے اکبر خان کے پورے خاندان کو یہودی بنا دیا تھا۔ انہوں نے باقاعدہ یہودی مذہب قبول نہیں کیا تھا لیکن یہودیوں کے کٹر حامی بن کر برائے نام مسلمان رہ گئے تھے لیکن ان کی بیٹی انیلہ ایک محب وطن عمران کے عشق میں گرفتار ہوگئی تھی۔

عمران اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارتا تھا۔ اس کی محبت نے انیلہ کو یہودیت سے متنفر کرکے اسلام کی طرف مائل کیا تھا۔ دوسری طرف ان کا بیٹا اسد بھی ایک اسکول ٹیچر شائستہ کا دیوانہ تھا۔ شائستہ بھی اپنی محبت سے اسد کو دین اسلام کی طرف مائل کرچکی تھی۔ یہ بات یہودی تنظیم کے سربراہ جے وی شوٹر کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اس نے جبار خان اور نعیم خان کو وارننگ دی تھی کہ وہ اپنی بہن انیلہ کو اور بھائی اسد کو اسلام کی طرف مائل ہونے سے روکیں۔ ورنہ ان کے عہدے ان سے چھین لیے جائیں گے اور لاکھوں روپے کی امداد بند کردی جائے گی۔

نعیم خان پولیس کا سینئر افسر تھا۔ اس نے شائستہ کو وارننگ دی تھی کہ وہ اس کے بھائی اسد کا پیچھا چھوڑ دے۔ شائستہ، اسد کی محبت سے باز نہیں آئی۔ نعیم خان نے دو بدمعاشوں کے ذریعے اسے اغوا کرایا۔ وہ اس کی عزت لوٹ کر اسے ہلاک کردینا چاہتا تھا ایسے وقت الپا اور کبریا نے اس کی مدد کی۔ شائستہ بخیریت گھر واپس آگئی۔ اسد اپنے بھائی نعیم خان سے نفرت کرنے لگا۔ نعیم کے دونوں پیروں میں گولیاں لگی تھیں۔ وہ اپاہج ہوچکا تھا۔

اسی طرح عمران کو بھی انیلہ سے دور کرنے کے لیے اس پر حملے کیے گئے تھے۔ الپا اور کبریا نے اسے بھی دشمنوں سے بچالیا۔ یہودی تنظیم کا سربراہ جے وی شوٹر سمجھ گیا کہ ان کے پیچھے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ اب اسے پاکستان میں بہت سنبھل کر رہنا ہوگا۔

وہ یوں بھی محتاط رہتا تھا۔ اپنی تنظیم کے دوسرے عہدے داروں اور کارکنوں کے سامنے نہیں آتا تھا۔ کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ وہ یوگا کا ماہر تھا۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں جگہ نہیں بنا سکتا تھا۔

وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ شائستہ اور عمران کے پیچھے کون خیال خوانی کرنے والا ہے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسی کے ملک اسرائیل کی ٹیلی پیتھی جاننے والی یہودن الپا اس کے خلاف مسلمانوں کے کام آرہی ہے۔ اس نے اسرائیلی اکابرین سے کہا "یہاں ہماری تنظیم کے خلاف کوئی ٹیلی پیتھی

...نے والا ہے۔ آپ الپا سے کہیں کہ وہ ایسے خیال خوانی ...رنے والے کا سراغ لگائے۔ ورنہ یہ دشمن ہمارے اگلے ...صوبوں کو بھی ناکام بناتا رہے گا۔"

اکابرین نے جواب دیا "پتا نہیں الپا کہاں چھپی ہوئی ہے۔ وہ دن میں کبھی ایک بار کبھی دو بار رابطہ کرتی ہے۔ ہمارا ...ئی کام کردیتی ہے لیکن وہ دل سے ملک اور قوم کی خدمت ...میں کررہی ہے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "اب وہ پہلے جیسی الپا نہیں رہی ...ر بھی کچھ کام آہی جاتی ہے۔ اب وہ آئے گی تو اس کے ...امنے تمہارا مسئلہ پیش کیا جائے گا۔"

دوسری طرف کبریا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہودی تنظیم کا سربراہ کون ہے۔ وہ الپا کے ساتھ امریکا میں ڈمی فرہاد کے ...لیے میں مصروف تھا۔ اس کے علاج کے دوران اتنی فرصت ...تی تھی کہ وہ پاکستان میں یہودی تنظیم کے خلاف کچھ کرسکتا ...۔ اس نے الپا سے کہا "سسٹر! آپ اسرائیلی اکابرین کے ...ریعے معلوم کرسکتی ہیں کہ یہاں ان کی تنظیم کا سربراہ کون ہے۔"

الپا نے کہا "میں سوچ رہی ہوں، ان اکابرین سے اس سربراہ کے بارے میں معلوم کروں لیکن میں اس سربراہ سے دشمنی نہیں کروں گی کیونکہ وہ میرا ہم مذہب اور ہم وطن ہے۔ ہر ملک کے ایجنٹ دوسرے ملکوں میں ایسی سیاسی اور ...کی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں۔ میرے ملک کے کچھ لوگ ...ہاں ایسا کررہے ہیں تو انہیں ایسا کرنے کا حق ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ یہ کروں گی کہ پاکستان میں ان کی سرگرمیوں کو ...لک دوں گی۔ انہیں یہاں سے چلے جانے کا مشورہ دوں گی۔"

"کیا وہ آپ کے مشورے پر عمل کریں گے؟"

"آج تک میرے ملک کے اکابرین میرے مشوروں پر عمل کرتے آرہے ہیں۔ وہ میری بات مان لیں گے۔"

اس نے اپنے ملک کے اکابرین سے رابطہ کیا۔ انہوں نے خوش ہو کر کہا "آپ چوبیس گھنٹوں میں ایک یا دوبارہ ...ارے پاس آتی ہیں۔ آج تیسری بار آئی ہیں۔"

...رمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ ہم آپ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں، اصل فرہاد کہاں ہے؟"

ایک حاکم نے کہا "آپ نے پچھلی بار کہا تھا کہ اصلی ...امریکا میں قیدی بنا ہوا ہے۔ جبکہ ازبکستان میں بھی ایک موجود ہے آپ اس دوسرے فرہاد کے بارے میں کیا کہیں گی؟ جبکہ وہاں کی اسلامی تنظیم اسے تحفظ فراہم کررہی ہے۔"

الپا نے کہا "میں نے قیدی فرہاد کے خیالات پڑھے تھے، اس کے چور خیالات بھی اسے فرہاد کہہ رہے ہیں۔ ازبکستان میں پناہ لینے والے فرہاد کے دماغ میں کبھی پہنچنے کا موقع ملے گا تو اس کے بارے میں کچھ کہہ سکوں گی۔"

"کیا عدالت میں اس قیدی فرہاد کو سزائے موت کا حکم سنایا جائے گا؟"

"وہ فرہاد ان کی قید سے فرار ہوچکا ہے۔"

سب نے حیرانی سے یہ خبر سنی۔ الپا نے کہا "امریکی حکام اس کے فرار ہونے کی خبر چھپا رہے ہیں لیکن یہ بات چھپنے والی نہیں ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "پاکستان میں ہماری یہودی تنظیم کے لیے ایک مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ وہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا پہنچا ہوا ہے۔ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرنے لگا ہے۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا کون ہے؟"

"آپ یہ بتائیں کہ وہاں یہودی تنظیم کا سربراہ کون ہے؟"

"آپ جانتی ہیں کہ ہمارے خاص عہدے دار اور افسران یوگا کے ماہر ہیں۔ وہ روپوش رہ کر اپنے ملک اور قوم کی خدمت کررہے ہیں۔ وہ ہم سے بھی چھپتے ہیں۔ ہم صرف ان کے نام جانتے ہیں اور سروس ریکارڈ میں ان کے کارنامے پڑھتے رہتے ہیں۔"

کبریا رازداری سے الپا کے دماغ میں جایا کرتا تھا۔ کبریا کو اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ وہ اپنے اکابرین کی باتوں کو درست سمجھ رہی ہے۔ اس نے یہ معلوم کیا کہ پاکستان میں یہودی تنظیم کے سربراہ کا نام جے وی شوٹر ہے لیکن وہ اکابرین یہ نہیں جانتے تھے کہ جے وی شوٹر اصلی نام ہے یا اس نام کے پیچھے کوئی اور چھپا ہوا ہے۔ اکابرین کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس ملک سے آیا ہے اور پاکستان میں کس حیثیت سے رہائش اختیار کیے ہوئے ہے۔

الپا نے کبریا سے کہا "صرف اسرائیلی انٹیلی جنس کے دو اعلیٰ عہدے دار اس کی اصلیت جانتے ہیں اور وہ دو عہدے دار بھی یوگا کے ماہر ہیں۔ فی الحال جے وی شوٹر تک پہنچنا محال ہے۔"

کبریا نے کہا "ہم دوسرے ذرائع استعمال کریں گے اس کے خاص ماتحتوں اور اس تنظیم کے اہم کارکنوں کے ذریعے

اس کا سراغ لگائیں گے۔"

یہ بات یقینی تھی کہ جے وی شوٹر کوئی غیر ملکی ہوگا' پاکستانی اور ایشیائی باشندوں سے مختلف ہوگا۔ پاکستان میں غیر ملکی باشندوں کی تعداد کم ہے۔ ان میں اسے تلاش کیا جاسکتا تھا۔ کبریا کی دو طرفہ مصروفیات تھیں۔ وہ ڈمی فرہاد کا علاج کرا رہا تھا۔ علاج کے ذریعے اس کی ذہنی اور جسمانی توانائی بحال کرا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہوجائے گا۔

ان چوبیس گھنٹوں میں الپا اور کبریا یہودی تنظیم کے سربراہ کو تلاش کرنے میں مصروف ہوگئے تھے۔ اسلام آباد' کراچی' لاہور اور دوسرے بڑے شہروں میں جہاں بھی غیر ملکی تھے۔ ان سب کے متعلق معلومات حاصل کررہے تھے لیکن جے وی شوٹر کے سائے تک بھی پہنچ نہیں پارہے تھے۔ وہ بہت چالاک تھا۔ اسے جیسے ہی معلوم ہوا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے معاملات میں مداخلت کررہا ہے' وہ پاکستان چھوڑ کر پڑوسی ملک چلا گیا تھا۔ وہاں محفوظ رہ کر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان کے خلاف کام کرنے لگا تھا۔

اس کا طریقہ کار مختلف تھا وہ تخریب کاری کرتا تھا لیکن بم کے دھماکوں اور قتل و غارت گری سے پرہیز کرتا تھا۔ وہ گفتگو اور مذاکرات کے ذریعے انتشار پھیلایا کرتا تھا۔ اس نے ایسی ہی خفیہ سازشوں کے ذریعے ماریہ کو آلہ کار بنا کر اکبر خان کے پورے خاندان کو اور پوری نسل کو یہودی نواز بنا دیا تھا۔ منصوبہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب تبدیل کرنے کی طرف مائل نہ کیا جائے۔ کیونکہ کوئی اپنے باپ دادا کے مذہب کو نہیں چھوڑتا۔ البتہ بے شمار لوگوں کے ایمان کو کمزور بنایا جاسکتا ہے۔

وہ دہلی میں تھا۔ اس کا ایک خاص ماتحت اسلام آباد میں رہتا تھا۔ دہلی سے احکامات ملتے تھے اور وہ خاص ماتحت رندھیرورما ان پر عمل کرتا تھا۔ رندھیرورما بھارتی سفیر کا چیف سیکریٹری تھا۔ کوئی شبہ نہیں کرسکتا تھا کہ اس کا تعلق یہودی تنظیم سے ہے جبکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں تھی کہ ہندو اور یہودی کبھی مسلمانوں کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتے۔ سفارتی سطح پر اسرائیل اور بھارت کے تعلقات بہت مضبوط اور گہرے تھے۔ وہ پاکستان کو کمزور بنانے کے لیے بھارتی سفارت خانے کے ذریعے یہودیوں کو سہولتیں فراہم کیا کرتے تھے۔

الپا اور کبریا یہودی تنظیم کے اہم کارکنوں کے خیالات پڑھتے رہتے تھے۔ ایک اہم کارکن کے خیالات سے پتا چلا کہ جو بہت ہی خفیہ احکامات ہوتے ہیں' وہ رندھیرورما کے ذریعے ملتے ہیں۔ الپا نے کبریا سے کہا "میں امریکا میں ڈیوٹی سنبھال رہی ہوں۔ تم رندھیرورما تک پہنچ کر مزید معلومات حاصل کرو۔"

ورما فون اور فیکس کے ذریعے یہودی تنظیم کے اعلیٰ عہدے دار سے رابطہ کیا کرتا تھا۔ کبریا نے اس اعلیٰ عہدے دار کے دماغ میں رہ کر اسے فون پر رندھیرورما سے بات کرنے پر مجبور کیا۔ رابطہ ہونے پر ورما کی آواز سنائی دی "ہیلو مسٹر بنجامن! خیریت تو ہے؟ کیسے یاد کیا؟"

بنجامن نے کبریا کی مرضی کے مطابق کہا "ابھی کسی نے فون پر مجھے دھمکی دی ہے۔ پتا نہیں کون تھا' کہہ رہا تھا کہ پاکستان چھوڑ کر چلا جاؤں ورنہ چوبیس گھنٹے کے بعد مجھے گولی ماردی جائے گی۔"

رندھیرورما نے کہا "کسی انتہا پسند مسلمان نے دھمکی دی ہوگی۔ شاید اسے معلوم ہوچکا ہے کہ تم یہودی ہو اور یہاں عیسائی بن کر آئے ہو۔"

"کسی کو میری اصلیت کیسے معلوم ہوسکتی ہے۔ میں نے خود کو کبھی کسی پر ظاہر نہیں کیا ہے۔"

"تم یہ تسلیم نہیں کروگے کہ کبھی کبھی بہت زیادہ پی لیتے ہو۔ ایسے وقت ڈینگیں مارتے ہو۔ ہوش میں نہیں رہتے کیا کہہ رہے ہو۔ ایسی حالت میں تم نے کسی کے سامنے اصلیت اگل دی ہوگی۔ اب وہ تم سے تعلق رکھنے والوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کررہے ہوں گے۔"

"تم جے وی شوٹر کے سامنے میرا مسئلہ پیش کرو۔ اس سے پوچھو مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"ظاہر ہے تمہیں فوراً یہ ملک چھوڑ کر چلے جانا چاہیے۔ ورنہ تمہاری وجہ سے یہاں چھپے ہوئے دوسرے یہودی بھی بے نقاب ہوجائیں گے۔"

کبریا ان کی باتوں کے دوران میں رندھیرورما کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ اس کے چور خیالات سے پتا چلا کہ جے وی شوٹر پاکستان میں نہیں انڈیا کے شہر دہلی میں ہے۔ بھارتی حکومت کے سائے میں بیٹھ کر پاکستان میں تخریبی کارروائیوں کے منصوبے بناتا ہے اور اپنے ماتحتوں کے ذریعے ان منصوبوں پر عمل کراتا رہتا ہے۔

اس نے دہلی سے حکم دیا کہ بنجامن پاکستان چھوڑ کر چلا آئے۔ ورنہ وہ دھمکی دینے والے مسلمان اس کے اور دوسرے یہودیوں کے لیے بھی بلائے جان بن جائیں گے۔ رندھیرورما کے خیالات سے معلوم ہوا کہ جے وی شوٹر دہلی کے جس علاقے میں رہتا ہے اسی علاقے میں ورما کی ایک بیوی اور جوان بیٹی بھی رہتی تھیں۔ وہ پاکستان آئی ہوئی تھیں دوسرے دن انڈیا واپس جانے والی تھیں۔ کبریا نے فیصلہ کیا کہ خود دہلی جاکر جے وی شوٹر کو جہنم میں پہنچائے گا۔ اس نے رندھیرورما کو غائب دماغ بنا کر اپنے لیے انڈیا کا پاسپورٹ اور ویزا حاصل کیا۔ انڈیا کی خفیہ ایجنسی "را" اپنے ایجنٹوں کو بازاری سے پاکستان بھیجنے کے لیے جعلی پاسپورٹ اور ویزا بنانے تھے۔ کبریا نے ان سے یہ سب کچھ اپنے لیے بھی حاصل کرلیا۔

وہ سفر کے آغاز میں اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹوں پر رندھیرورما کی بیوی اور بیٹی بیٹھی ہوئی تھیں۔ دونوں نے اس قد آور جوان کو دیکھا۔ وہ ایک بھرپور مردوں کی طرح لمبا تڑنگا باڈی بلڈر تھا لیکن داڑھی مونچھیں نہیں تھیں۔ ابھی مسیں بھیگ رہی تھیں۔ داڑھی مونچھیں نکلنے والی تھیں۔ مسز ورما نے کہا "ہم دہلی جارہے ہیں۔ یہ میری بیٹی شلپا ورما ہے لیکن سب اسے چمتکار ورما کہتے ہیں۔"

کبریا نے کہا "چمتکار کے معنی ہیں معجزہ MIRACLE۔ کیا یہ معجزے دکھاتی ہے؟"

"ہاں۔ اسے مستقبل کی کچھ باتیں پہلے سے معلوم ہوجاتی ہیں۔ یہ پیش آنے والے خطرات کو پہلے سے سمجھ لیتی ہے۔"

کبریا یہ سنتے ہی محتاط ہوگیا۔ شلپا کو اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہوسکتا تھا۔ اس وقت وہ بڑی توجہ سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا "ہائے' میرا نام وجے ورما ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ ہم ورما فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔"

شلپا نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ کبریا نے اسے تھام لیا۔ وہ ہاتھ اس کی طرح خوب صورت ملائم اور چکنا تھا۔ مصافحہ کرتے ہی پھسل گیا۔ دوسرے لفظوں میں شلپا نے جلدی سے ہاتھ چھڑالیا۔ جیسے کبریا نے کرنٹ پہنچایا ہو۔ وہ اپنے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے بولی "تم وہی ہو۔"

اس نے پوچھا "کون ہوں؟"

مسز ورما نے پوچھا "بیٹی! تم اسے جانتی ہو؟"

وہ کبریا کو دیکھتے ہوئے بولی "میری آتما شکتی کہہ رہی تھی کہ ایک ہینڈسم میری زندگی میں آئے گا وہ عمر میں مجھ سے چھوٹا ہوگا مگر پہاڑ جیسا مرد ہوگا۔ تم ایسے ہی ہو مگر مجھ سے عمر میں بہت زیادہ لگ رہے ہو۔"

"میں پندرہ برس کا ہوں اپنے سولہویں سال کے ساتویں مہینے میں ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولی "او نو! کیا تمہیں لڑکیوں کی طرح اپنی عمر گھٹانے کی عادت ہے؟"

مسز ورما نے کہا "میں نے ایسے جوانوں کو دیکھا ہے جو اپنی عمر سے زیادہ چوڑے اور ہٹے کٹے ہوتے ہیں یہ سچ مچ پندرہ یا سولہ برس کا ہے۔"

وہ بدستور حیرانی سے بولی "مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ یہ مجھ سے تین برس چھوٹا ہے۔"

کبریا نے کہا "تم ہماری بات نہ مانو اپنی آتما شکتی پر بھروسا کرو۔ تمہاری آتما شکتی نے کہا تھا کہ تمہاری زندگی میں آنے والا عمر میں تم سے کم ہوگا۔"

"تم اس جہاز میں آئے ہو۔ میری زندگی میں نہیں آئے ہو اور نہ ہی آؤ گے۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

"بعض اوقات ارادے کے بغیر بھی بہت کچھ ہوجاتا ہے۔"

وہ شلپا کے دماغ میں پہنچ چکا تھا اس کے چور خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ اسے دیکھتے ہی متاثر ہوگئی ہے۔ مصافحے کے وقت اس کی فولادی گرفت نے اس کے دل کو جکڑ لیا تھا۔ وہ فی الحال کبریا سے کترا رہی تھی' گھبرا رہی تھی۔ اس کی آتما شکتی نے کہا تھا کہ اس کی زندگی میں آنے والا کم عمر نوجوان غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔ وہ اس کی دیوانی بن کر رہ جائے گی۔ وہ آگے نکل جائے گا اور یہ ساری زندگی اس کے پیچھے بھاگتی رہے گی اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔

کبریا کو بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ ابھی اس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا۔ اس کے اندر عشقیہ جذبات نہیں تھے۔ وہ میری اور سونیا کی طرح بڑے بڑے کارنامے انجام دینا چاہتا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کے ماہرین نے اور ہم نے جو ٹریننگ دی تھی' وہ ان پر عمل کرتا تھا۔ پہلی ٹریننگ یہی تھی کہ کسی عورت پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے دشمن حسن و شباب کو ہتھیار بنا کر ٹریپ کرتے ہیں۔ لہٰذا دشمنوں کے اس خوب صورت اور پرکشش ہتھیار سے ہمیشہ کترانا چاہیے۔

مسز ورما نے پوچھا "دہلی میں کہاں رہتے ہو؟"

"میں لکھنؤ کا رہنے والا ہوں۔ دہلی میں میرا کوئی نہیں ہے۔ میں وہاں دو چار دن ہوٹل میں رہوں گا پھر لکھنؤ چلا جاؤں گا۔"

یہ کہتے ہی وہ مسز ورما کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولی "ہم بہت بڑے بنگلے میں رہتے ہیں۔ تم ہوٹل میں نہ رہو۔ ہمارے ساتھ رہو گے تو ہماری تنہائی دور

ہوگی۔"

شلپا نے کہا "ممی! یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ پہلی ملاقات میں کسی اجنبی کو اچھی طرح سمجھے بغیر اپنے گھر کے دروازے پر بھی نہیں آنے دینا چاہیے اور آپ اسے گھر کے اندر بلا رہی ہیں۔ ہمارے ساتھ رہنے کو کہہ رہی ہیں؟"

ماں نے اس سے پوچھا "تمہاری آتما شکتی کیا کہتی ہے کیا یہ ہمیں نقصان پہنچائے گا؟"

"ابھی میری آتما شکتی کچھ نہیں کہہ رہی ہے۔"

"جب کوئی خطرے کی بات ہوتی ہے تو تمہیں پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اس نوجوان سے کوئی خطرہ نہیں ہے پھر اعتراض کیوں کر رہی ہو؟"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پھر اچانک پریشان ہوگئی۔ ایک ہاتھ سے اپنے سر کو تھام کر بولی "ممی! آئی ایم گوئنگ ٹو بی لوسٹ!"

ماں نے اس کی سیٹ کی پشت کو آرام دہ بناتے ہوئے کہا "ایزی بے بی ایزی۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ۔ کوئی تمہیں ڈسٹرب نہیں کرے گا۔"

وہ آنکھیں بند کر کے سیٹ پر نیم دراز ہوگئی۔ مسز ورما نے کبریا کو اشارے سے سمجھایا کہ وہ کوئی بات نہ کرے۔ خاموش رہے۔ کبریا بھی خیال خوانی کے لیے خاموشی چاہتا تھا۔ وہ شلپا کے دماغ میں پہنچ گیا۔

اس کے دماغ نے بتایا کہ اس پر ایک طرح کا دورہ پڑتا ہے۔ پہلے سے کوئی بات معلوم ہونے والی ہو تو اس کی آنکھوں کے سامنے کئی رنگوں کے قمقمے جلنے بجھنے لگتے ہیں۔ روشنی کا ایک جھماکا ہوتا ہے۔ کسی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ کوئی رازدارانہ سرگوشی میں کہتا ہے "اے! اے! وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے اور وہی ہوگا جو ہونے والا ہے۔"

پھر شلپا کو وہی دکھائی دیتا ہے' جو ہونے والا ہوتا ہے لیکن جو دکھائی دیتا ہے' وہ مبہم سا ہوتا ہے۔ اشارے کنائے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ کچھ ایسا ہونے والا ہے۔

اس بار شلپا کے دماغ میں کوئی کہہ رہا تھا "اے! اے! دیکھو میں آگیا ہوں۔ تھا جس کا انتظار وہ دلدار آگیا ہے۔"

کبریا اس کے دماغ میں تھا۔ یہ آوازیں سن رہا تھا۔ حیران ہو رہا تھا کیونکہ اس کے اندر اس کی اپنی آواز سنائی دے رہی تھی۔ شلپا نے ابھی اس سے باتیں کی تھیں اس کی آواز اور اس کا لہجہ سنا تھا۔ وہی آواز اور وہی لہجہ اب وہ اپنے اندر سن رہی تھی جبکہ کبریا کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

اس وقت وہ تصور میں دیکھ رہی تھی' ایک سایہ اسے پکڑ رہا تھا۔ اس کے کپڑے پھاڑ رہا تھا۔ وہ بھاگنا چاہتی تو راستہ روک کر اسے دبوچ رہا تھا۔ ایسے وقت اس نے دیکھا۔ کبریا نے دشمن کے سر پر ایک ہاتھ مارا' وہ زمین میں دھنستا چلا گیا۔ وہ گردن تک دھنس گیا۔ صرف سر باہر رہ گیا۔ وہ اس کے سر پر چڑھ کر اونچی ہوگئی۔ کبریا کی گردن میں بانہیں ڈال کر اسے چومنے لگی۔ ایسے وقت اس نے دھکا دیا۔ وہ جا کر گر پڑی پھر سر گھما کر دیکھا تو وہ نہیں تھا۔

وہ تصوراتی منظر ختم ہوگیا۔ شلپا سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز تھی۔ آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی۔ اسے یاد آیا کہ وہ جہاز میں سفر کر رہی ہے اور آتما شکتی کے ذریعے نظر آنے والا کبریا اس کا ہم سفر ہے۔ اس نے فوراً ہی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ابھی اسے دیکھنا اور اس سے مخاطب ہونا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے دل میں چور تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ اسے چوم رہی ہے۔ یہ پہلے سے علم تھی کہ وہ اس سے دیوانہ وار محبت کرنے والی ہے۔

مسز ورما نے کہا "بیٹی! ایک بار آنکھیں کھولنے سے تمہیں آرام آجاتا ہے پھر کیوں آنکھیں بند کی ہیں؟ طبیعت ٹھیک ہے؟"

اس نے آنکھ نہیں کھولی۔ بدستور آنکھیں بند رکھے ہوئے بولی "میں ٹھیک ہوں مجھے ڈسٹرب نہ کرو۔"

کبریا نے دل میں کہا "تم مجھ سے کترا رہی ہو۔ میں تمہیں آنکھیں کھولنے پر مجبور کروں گا۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ مسز ورما نے پوچھا "کہاں جا رہے ہو؟"

اس نے کہا "پیچھے ایک سیٹ خالی ہے۔ وہاں جا کر بیٹھوں گا۔"

کبریا کی مرضی کے مطابق مسز ورما خاموش رہی۔ وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ شلپا سوچ رہی تھی "وہ جا چکا ہے تھینکس گاڈ! اب میں آنکھیں کھول کر ایزی سفر کروں گی۔"

وہ آنکھیں کھول کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ سر گھما کر دیکھا تو کبریا اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ بوکھلا گئی پھر ذرا ناگواری میں بولی "تم تو دوسری جگہ جا رہے تھے؟"

"یہ جہاز زمین اور آسمان کے بیچ میں ہے۔ میں دوسری جگہ کہاں جا سکوں گا۔"

وہ جھنجلا کر بولی "تم کسی دوسری سیٹ پر جانے والے تھے۔"

"میری سیٹ کی تبدیلی سے تمہیں کیا دلچسپی ہے؟"

"مجھے۔ مجھے کیا دلچسپی ہوگی۔ مجھے تم سے کیا لینا ہے؟ تم کہیں بھی جاؤ۔"

"میں نے ایسا نہیں کہا ہے۔"

مسز ورما نے کہا "ابھی تم نے کہا ہے۔ کیوں اس بے چارے سے الجھ رہی ہو؟"

"مجھے کسی سے الجھنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں تو بات بھی نہ کروں۔"

وہ دوسری طرف منہ پھیر کر بیٹھ گئی۔ کھڑکی کے پار بادلوں کو دیکھنے لگی۔ کبریا نے اسے اپنی طرف دیکھ کر بولنے پر مائل کیا۔ وہ ادھر گھومنا نہیں چاہتی تھی لیکن بے اختیار گھوم کر بولی "تم نے اپنا نام کیا بتایا تھا؟"

"مجھ بے چارے کو وجے ورما کہتے ہیں۔ تم نام پوچھنے کے بہانے باتیں کر رہی ہو۔"

"نام پوچھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باتیں کر رہی ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی "ممی! آپ میری سیٹ پر آجائیں۔"

مسز ورما اس کی سیٹ پر چلی گئی۔ وہ کبریا کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے بولی "میں تم سے ڈرتی نہیں ہوں اور نہ ہی تم سے کترا رہی ہوں۔ میں تم سے آنکھیں ملا کر باتیں کر سکتی ہوں۔"

اس کی ماں نے کہا "تم اس سے باتیں نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ اب باتیں کرنے کے لیے اس سے لگ کر بیٹھ گئی ہو۔ کیا ہوگیا ہے تمہیں؟"

وہ اندر سے پریشان تھی۔ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اسے کیا ہوگیا ہے؟ اس جوان سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی مگر بولتی چلی جا رہی تھی۔ اس سے کترانا چاہتی تھی لیکن ماں کو وہاں سے ہٹا کر اس کے پاس آکر لگ کر بیٹھ گئی تھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی قربت اچھی لگ رہی تھی۔

اس نے تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں بند کر لیں سوچنے لگی "میں بے اختیار کیوں اس کی طرف کھنچی جا رہی ہوں؟ بے شک یہ مجھے اچھا لگ رہا ہے لیکن مجھے اس کی طرف بڑھنا نہیں چاہیے اسے میری طرف آنا چاہیے۔" وہ بے چینی سے سوچنے لگی "بے اختیار اس کے پاس چلی آئی ہوں مجھے اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہیے۔"

کبریا نے اسے کشمکش میں مبتلا رہنے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کی ماں کے ذہن میں اس ارادے کو مستحکم کرتا رہا کہ وہ اسے مہمان بنا کر اپنے ساتھ لے جائے گی۔ رندھیر ورما کے خیالات پڑھنے کے بعد معلوم ہوا تھا کہ جے وی شوٹر سے سیاسی معاملات کے علاوہ ذاتی تعلقات بھی ہیں۔ وہ اکثر اس کے بنگلے میں آتا ہے اور ان ماں بیٹی کے ساتھ سیر و تفریح کے لیے جایا کرتا ہے۔ کبریا ان ماں بیٹی کے ساتھ رہ کر جے وی شوٹر کے بالکل قریب آسکتا تھا اور آسانی سے اسے ٹریپ کر سکتا تھا۔

○☆○

آرمی کے وہ یوگا کے ماہر افسران ایک دوسرا فرہاد تیار کر چکے تھے۔ پلاسٹک سرجری کے ماہرین نے بڑی مہارت سے اس ڈمی کو میرا ہم شکل بنایا تھا۔ وہ ڈمی میرے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ اسے مزید معلومات فراہم کی جا رہی تھیں۔ وہ بہترین نقال تھا۔ میرے چلنے پھرنے' ہنسنے بولنے کی کامیاب نقل کرتا تھا۔ نمبر سیون نے تنویمی عمل کے ذریعے میری اور بہت سی اہم باتیں اور عادتیں اس کے ذہن میں نقش کرائی تھیں۔ وہ اسے ذہنی اور جسمانی طور پر مکمل فرہاد بنا چکے تھے۔

اعلیٰ بی بی نمبر سیون کے اندر رہ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس ڈمی فرہاد کے دماغ کو لاک کر دیا گیا تھا۔ اس کے اندر صرف نمبر سیون ہی پہنچ سکتا تھا اور اعلیٰ بی بی تو نمبر سیون کے ذریعے کہیں بھی پہنچ جاتی تھیں۔

اب اگلے مرحلے پر ان کا منصوبہ یہ تھا کہ اس ڈمی فرہاد کو قید سے فرار ہونے دیں اور اس کے فرار ہونے کی خبر عام کریں اور وہ ڈمی مختلف ذرائع سے یہ ظاہر کرتا رہے کہ وہ مخالفین سے چھپنے کے لیے مختلف ملکوں میں پناہ لیتا ہوا بابا صاحب کے ادارے میں تحفظ کے لیے جائے گا۔

الپا اور کبریا نے جس بیمار ڈمی کو اغوا کیا تھا' وہ اب چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا تھا۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اور دیگر جاسوس اس ڈمی کو ابھی تک تلاش کر رہے تھے۔ آرمی کے افسران نے اعلیٰ بی بی سے کہا "تم مس گمنام (ان نون) کہلاتی ہو۔ پراسرار بن کر رہتی ہو۔ پتا نہیں کس طرح دوسروں کے راز معلوم کر لیتی ہو۔ کیا یہ بتا سکتی ہو کہ قیدی فرہاد کو کس نے اغوا کیا ہے؟ اور کیوں کیا ہے؟"

"میں کیا بتاؤں۔ تم میری معلومات پر یقین نہیں کرو گے۔"

"تم نے اب تک صحیح معلومات فراہم کی ہیں۔ ہم تمہاری بات کا یقین کریں گے۔"

وہ بولی "تمہارے ہاتھوں سے اصل فرہاد علی تیمور نکل

چکا ہے۔ تم اس شبہے میں مبتلا رہے کہ وہ اصلی ہے یا نہیں؟ پتا نہیں الپا کس طرح انڈر گراؤنڈ سیل تک پہنچ گئی تھی۔ وہ اسے لے گئی ہے اور اب کہیں اس کا علاج کرا رہی ہوگی۔"

اس کی یہ بات سن کر انہیں چپ سی لگ گئی۔ انہوں نے پورے یقین کے ساتھ اس ڈمی کو اصلی فرہاد مان کر قیدی بنایا تھا۔ بعد میں ازبکستان کے ڈمی فرہاد نے ان کے یقین کو ڈگمگا... دیا تھا پھر ان کے لیے اپنا یہ منصوبہ اہم تھا کہ ڈمی کو فرار ہونے کا موقع دے کر بابا صاحب کے ادارے پر حملے کا جواز پیدا کیا جائے۔

اب اعلیٰ بی بی انہیں یقین سے کہہ رہی تھی کہ ان کے ہاتھوں سے فرہاد نکل چکا ہے۔ وہ اسے قیدی بنا کر ہلاک کرسکتے تھے۔ اپنے سب سے بڑے اور ناقابل شکست دشمن سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کرسکتے تھے لیکن اب جیتی ہوئی بازی ہار چکے تھے۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ ضروری نہیں ہے کہ مس اُن نون کی ہر بات درست ہو۔ جسے اغوا کیا گیا ہے' وہ اصلی فرہاد نہیں ہے۔ اصلی ازبکستان میں ہے۔ ہم دھوکا نہیں کھا رہے ہیں اپنے صحیح لائن آف ایکشن پر چل رہے ہیں۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "اگر ہم اپنے صحیح لائن آف ایکشن پر ہیں تو ہمارے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے لیکن ہم اگر بھٹک رہے ہیں تو وہ اغوا کیا جانے والا قیدی فرہاد ہمیں بہت نقصان پہنچائے گا۔"

نمبر سیون نے کہا "مس ان نون نے اب تک جتنی معلومات فراہم کی ہیں۔ وہ سب درست ثابت ہوئی ہیں۔ الپا نے اس قیدی فرہاد کو اسی لیے اغوا کیا ہے کہ وہ اصلی ہے۔ وہ مسلمانوں کی حامی ہو چکی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ جناب تبریزی نے اسے فرہاد کی حقیقت بتائی ہوگی۔ وہ اسے ہم سے چھیننے کے بعد کسی محفوظ پناہ گاہ میں لے گئی ہوگی۔ اس کا علاج کرا رہی ہوگی۔ فرہاد کی خیال خوانی کی صلاحیتیں جلد ہی بحال ہو جائیں گی پھر پتا نہیں وہ ہمارے خلاف کیسی کارروائیاں کرے گا۔"

"تمہارے دلائل سے وہ اصلی فرہاد ثابت ہو رہا ہے۔ وہ یہاں سے فرار ہونے کے بعد ہمارے خلاف زہر اگلے گا یا کہیں چھپ کر انتقامی کارروائیاں کرے گا۔ اس سے پہلے ہمارے ڈمی فرہاد کو یہ دعویٰ کرنا چاہیے کہ وہ اصلی ہے اور اپنی حکمت عملی سے انڈر گراؤنڈ جیل توڑ کر آیا ہے۔"

یہ بات اتحادیوں اور دوسرے ممالک کے حکمرانوں تک پہنچ گئی تھی کہ میں اب قیدی نہیں رہا۔ انڈر گراؤنڈ سیل سے نکل آیا ہوں اور کہیں روپوش ہوں۔ امریکا اور اس کے اتحادیوں نے اپنے اپنے تمام چینلز سے یہ خبر عام کی کہ جس فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے سے گرفتار کرکے لایا گیا تھا' وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مدد سے جیل توڑ کر فرار ہو گیا ہے۔

خبروں پر تبصرے کرنے والے پوچھ رہے تھے "بابا صاحب کے ادارے والوں نے قانونی تقاضے پورے کرنے کے لیے فرہاد کو امریکا کے حوالے کیا تھا۔ فرہاد خود عدالت میں پہنچ کر انصاف چاہتا تھا پھر وہ کیوں فرار ہو گیا؟"

جواب دیا جا رہا تھا "فرہاد کو پہلے یقین تھا کہ اسے دہشت گرد ثابت نہیں کیا جاسکے گا لیکن اب اپنے خلاف ٹھوس ثبوت کی موجودگی نے اسے خوف زدہ کر دیا ہے۔ اسے یقین ہو گیا ہے کہ اسے عدالت سے سزائے موت ملے گی۔

اسی لیے وہ جان کی امان کے لیے فرار ہو گیا ہے۔"

پھر سوال کیا گیا "وہ کس ملک میں ہے؟ کیا اس مفرور کو کوئی ملک پناہ دے گا؟"

جواب دیا گیا "کوئی ملک اسے پناہ نہیں دیتا۔ وہ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرکے کسی بھی ملک کو پناہ دینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ہم معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ کس ملک میں ہے۔"

نمبر سیون نے ڈمی فرہاد سے کہا "تم یہ ملک چھوڑ دو۔ ہم تمہارے فرار ہونے کی خبر عام کر چکے ہیں۔ تمہیں اب مفرور فرہاد کا رول ادا کرنا ہے۔"

ڈمی نے پوچھا "مجھے کہاں جانا ہے اور کیا کرنا ہے؟"

"یہاں سے افریقہ کے ایک شہر سن سٹی میں جاؤ۔ میں مختلف چینلز کے ذریعے تمہیں ٹی وی اسکرین پر دنیا والوں کے سامنے پیش کروں گا۔ تم بیان دو گے کہ تمہیں انڈر گراؤنڈ سیل میں رکھ کر خلافِ قانون بہت اذیتیں دی گئی ہیں اور تمہارے خلاف جھوٹا مقدمہ تیار کیا گیا ہے۔ لہٰذا تم اپنی سلامتی کے لیے وہاں سے فرار ہو گئے ہو۔ اب تم بابا صاحب کے ادارے میں جاکر امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں کرنے والے ہو۔"

"پھر تو مجھے سیدھا بابا صاحب کے ادارے میں جانا چاہیے۔"

"نہیں' دنیا والوں کو یہ دکھانا ہے کہ تمام دشمن تمہاری تلاش میں ہیں اور تم چھپتے چھپاتے بابا صاحب کے ادارے کی طرف جا رہے ہو۔ یہ ڈراما ضروری ہے۔ ہم اس دوران میں بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنے کا مستحکم جواز پیدا کرلیں گے۔"

آرمی کے افسران' نمبر سیون کا یہ منصوبہ تھا' اتحادی ممالک اس منصوبے سے متفق تھے۔ لہٰذا اس ڈمی فرہاد کو ایک رات ایک فلائٹ کے ذریعے امریکا سے دور کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ اتفاق سے الپا اور کبریا نے اسی رات اس فلائٹ میں قیدی فرہاد کو بھی پہنچا دیا۔ انہوں نے ائرپورٹ کی سیکورٹی والوں کے خیالات پڑھے تھے۔ پتا چلا تھا کہ کسی وجہ سے اس فلائٹ کے مسافروں کی سختی سے چیکنگ نہیں کی جائے گی۔ اینٹی میک اپ کیمرے ہٹا دیے گئے تھے۔ الپا اور کبریا نے اس نرمی سے فائدہ اٹھا کر اپنے فرہاد کو اس جہاز میں پہنچا دیا تھا۔

دونوں فرہاد فرضی ناموں سے سفر کر رہے تھے۔ اعلیٰ بی بی نہیں جانتی تھی کہ کبریا کا اغوا کیا ہوا فرہاد بھی اسی جہاز میں اس کے ڈمی فرہاد کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور کبریا بھی نہیں جانتا کہ اعلیٰ بی بی نمبر سیون کے ذریعے اپنے ڈمی فرہاد کے دماغ میں موجود ہے۔

نمبر سیون اور آرمی افسران بھی یہ سوچ نہیں سکتے تھے کہ دونوں فرہادیوں ایک جگہ مل بیٹھیں گے۔ ویسے ان میں سے ابھی کوئی نہیں جان رہا تھا کہ ایسا اتفاق ہو رہا ہے۔ ان دونوں کے نام اور صورتیں بدلی ہوئی تھیں۔ کبریا کے فرہاد نے ڈمی فرہاد سے تعارف حاصل کرنے کے لیے مصافحہ کیا "میرا نام جیکی فرائیڈ ہے۔ میں ساؤتھ افریقہ جا رہا ہوں۔"

ڈمی فرہاد نے کہا "میرا نام فائنڈر جیکسن ہے۔ اتفاق سے میں بھی ساؤتھ افریقہ جا رہا ہوں۔ وہاں میرے انکل بہت بڑے ملادزہیں۔"

وہ دونوں ایک دوسرے سے بول رہے تھے۔ نمبر سیون اور اعلیٰ بی بی نے جیکی فرائیڈ کے چور خیالات پڑھنے چاہے۔ اس نے سانس روک لی۔ کبریا بھی فائنڈر کی اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے بھی سانس روک کر اسے بھگا دیا۔

اعلیٰ بی بی اور نمبر سیون نے سوچا کہ ان کے فائنڈر کا ہم سفر کچھ بیمار سا لگتا ہے پھر بھی اس نے ایک صحت مند کی طرح سانس روک لی ہے۔ اس ہم سفر جیکی کی اصلیت معلوم کرنی ہوگی۔

یہی بات الپا اور کبریا کو کھٹک رہی تھی۔ ان کے جیکی کا ہم سفر فائنڈر جہاز میں بیٹھ کر پڑھنے لگا تھا۔ اس کے باوجود اس نے سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لی تھی۔ الپا نے کہا "کوئی گڑبڑ ہے۔ ہمارے جیکی کا ہم سفر یوگا کا ماہر نہیں ہے۔ کوئی اس کے اندر ہے جو پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرا رہا ہے اور اس کے دماغ کو لاک کر رہا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے اپنے معمول نمبر سیون کی سوچ میں کہا "ہمارے فائنڈر کا ہم سفر بیمار ہے۔ اس کے باوجود ہمیں اپنے اندر آنے سے روک رہا ہے۔ کسی نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔"

نمبر سیون نے کہا "ہماری قید سے فرار ہونے والا فرہاد بیمار تھا۔ یہ جیکی بھی بیمار ہے۔ اسے علاج کے ذریعے دو دنوں میں چلنے پھرنے کے قابل بنایا گیا ہے۔ ساؤتھ افریقہ پہنچنے سے پہلے ہمیں اس کی اصلیت معلوم کرنی ہوگی۔"

الپا نے کبریا سے کہا "میں یقین سے کہتی ہوں۔ فائنڈر کے دماغ میں اعلیٰ بی بی اور نمبر سیون چھپے ہوئے ہیں۔ یہ فائنڈر ہی ان کا نیا ڈمی فرہاد ہے۔ ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے' اعلیٰ بی بی موقع سے فائدہ اٹھا کر تمہارے منصوبے کو ناکام

بنائے گی۔"

کبریا نے کہا "ہمیں سمجھنا چاہیے' اعلیٰ بی بی میری پلاننگ کے خلاف کیا کرے گی؟"

الپا نے کہا "ہم ابھی سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ پہلے اپنے جیکی فرہاد کے تحفظ کی فکر کرو۔ جہاز کے پورے عملے کو اپنے کنٹرول میں لو۔ ہم ان کے ڈمی فرہاد کے لیے بھی مصیبتیں پیدا کریں گے۔"

وہ دونوں جہاز کے پائلٹ' کوپائلٹ' اسٹیوارڈ اور ائر ہوسٹس کو اپنے قابو میں کرنے لگے۔ حاضر دماغی کا تقاضا یہی تھا۔ اس لیے اعلیٰ بی بی بھی پائلٹ وغیرہ کے دماغوں میں پہنچنے لگی۔ پتا چلا' ان کے اندر بھی کوئی موجود ہے۔ حالات سمجھا رہے تھے کہ کبریا ہو سکتا ہے۔

اس نے فوراً مجھے مخاطب کیا "پاپا! ہم ایک مشکل سچویشن میں مبتلا ہیں۔ کبریا کا ڈمی فرہاد اسی طیارے میں ہے' جس میں امریکا کا بنایا ہوا نیا ڈمی فرہاد سفر کر رہا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں' میں اس نئے ڈمی فرہاد کے ذریعے دشمنوں کو ناکام بنانے والی ہوں۔ آپ کبریا کو سمجھائیں وہ اپنے قیدی فرہاد کو دور رکھے۔ مجھ سے نہ ٹکرائے۔ ورنہ ہم دونوں کو نقصان پہنچے گا۔"

میں نے سونیا سے کہا "تم نے بیٹے کی حمایت کی ہے اور بیٹی کے خلاف محاذ بنایا ہے۔ اب ایسی سچویشن ہے کہ وہ دونوں ٹکرائیں گے جس کے نتیجے میں وہ جہاز تباہ ہو سکتا ہے یا کبریا کا ڈمی فرہاد مارا جا سکتا ہے۔"

سونیا نے کہا "اعلیٰ بی بی کا بھی ڈمی فرہاد مارا جا سکتا ہے۔ ابھی کبریا نے مجھے وہاں کے تمام حالات بتائے ہیں۔ بہتر ہو گا کہ اگر تمہاری لاڈلی اپنے منصوبے سے باز آجائے اور کبریا کی پلاننگ میں اس کا ساتھ دے۔ آپ اسے جھکنا سکھائیں۔ اگر ان دونوں نے جہاز کے پائلٹ کو اپنے اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کی تو سیکڑوں مسافروں کی جانیں جائیں گی۔"

میں نے اعلیٰ بی بی سے کہا "بیٹی! کبریا کی پلاننگ صحیح ہے۔ دشمنوں نے جس فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے سے گرفتار کیا تھا۔ کبریا اسی فرہاد کے ذریعے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملانے والا ہے۔"

وہ بولی "میں بھی یہی کر رہی ہوں۔ دنیا والے کیا جانیں کہ کس ڈمی فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے سے گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ نیا ڈمی فرہاد بھی ہو سکتا ہے۔ میں کسی بھی ڈمی کو بابا صاحب کے ادارے تک پہنچنے نہیں دوں گی۔ دشمن یہ ثابت نہیں کر سکیں گے کہ فرار ہونے والا فرہاد اس ادارے میں پناہ لے چکا ہے۔ دشمن اس ادارے پر حملہ کرنے کا جواز پیدا نہیں کر سکیں گے۔"

"تو پھر یہ کام کبریا کو کرنے دو۔ تم بھائی کی خاطر راستے سے ہٹ جاؤ۔"

"آل رائٹ پاپا! آپ کہہ رہے ہیں تو مان لیتی ہوں۔ میں اس مہم میں کبریا کی مشکلات آسان کرتی رہوں گی۔"

"شاباش بیٹی! آئی لو یو۔"

"آئی لو یو ٹو پاپا! میں جا رہی ہوں۔"

ان دونوں ہم سفر فرہاد کو یہ بتا دیا گیا تھا کہ انہیں ایک دوسرے پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ ابھی ان کی اصلیت معلوم کی جا رہی ہے۔ نمبر سیون آرمی افسران سے کہنا چاہتا تھا کہ اپنے ڈمی فرہاد کے ہم سفر جیکی فرائیڈ کو افریقہ پہنچتے ہی حراست میں لیا جائے۔ اس پر قیدی فرہاد کا شبہ ہو رہا ہے۔ وہ بیمار ہے اور خیال خوانی کی لہروں کو بھی دماغ میں آنے سے روک رہا ہے۔

اعلیٰ بی بی نے نمبر سیون کو ایسا کہنے کی اجازت نہیں دی۔ اسے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ افریقہ پہنچتے ہی ان کا نیا ڈمی فرہاد اپنے ہم سفر سے دور ہو جائے۔ اس ہم سفر کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا چھپا ہو گا تو اسے نقصان پہنچائے گا۔ لہٰذا سفر کے دوران میں بھی اسے اپنے ہم سفر سے کترانا چاہیے۔

نمبر سیون قائل ہو گیا لیکن وہ اپنے طور پر اس فرار ہونے والے قیدی فرہاد کو بھی اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے اندر جگہ بنانے کے لیے اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلانا چاہتا تھا۔ جہاز میں کھانے کے دوران میں اعلیٰ بی بی نے اسے ایسا کرنے نہیں دیا۔ نمبر سیون ایک آلہ کار کے ذریعے جو دوا کھانے میں ملانا چاہتا تھا اسے اعلیٰ بی بی نے بدل دیا۔ دوسری طرف الپا نے ایسا کیا۔ اس نئے ڈمی فرہاد کو کھانے کے ذریعے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا۔

نمبر سیون پریشان ہو گیا۔ اسے فوری طبی امداد دی جانے لگی۔ آرمی کے افسران کو معلوم ہوا تو وہ بھی پریشان ہو گئے۔ انہوں نے نمبر سیون سے پوچھا "یہ کیسے ہو گیا؟"

وہ اعلیٰ بی بی کی مرضی کے مطابق بولا "نئے ڈمی فرہاد کو ٹاپ سیکرٹ میں رکھا گیا تھا۔ اس کے باوجود مخالفین ہماری ڈمی تک پہنچ گئے ہیں۔ میں زیادہ مخالفین کی بات نہیں کروں گا۔ مجھے الپا پر شبہ ہے۔"

ایک افسر نے غصے سے کہا "وہی حرافہ ایسا کر رہی ہے۔ اسے مخاطب کرو۔ اسے سمجھاؤ کہ وہ مسلمانوں کی حمایت میں ہم سے دشمنی نہ کرے۔ ہم اسرائیلی اکابرین سے ابھی اس سلسلے میں بات کرتے ہیں۔"

اعلیٰ بی بی نے ایک آلہ کار کے ذریعے ان افسران سے پوچھا "کیا ہو رہا ہے؟"

انہوں نے انجان بن کر کہا "کیا ہو گا؟ کچھ نہیں۔ کیا تم کوئی نئی بات کہنے آئی ہو۔"

"ہاں۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں نے ایک نیا ڈمی فرہاد تیار کیا تھا۔ وہ اب تمہارے لیے پرابلم بن گیا ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ہمارے لیے پرابلم کیوں بنے گا؟"

"وہ خود نہیں بنے گا لیکن قدرتی حالات اسے مجبور کر سکتے ہیں۔ وہ بیمار پڑ سکتا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مس ان نون! ہمیں یقین ہوتا جا رہا ہے کہ تم کوئی اور نہیں الپا ہو۔ آواز بدل کر بول رہی ہو۔ یہ بات صرف الپا جانتی ہے کہ ہمارا ڈمی فرہاد اچانک بیمار ہو گیا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "یہ کبھی نہیں جان سکو گے کہ میں کون ہوں۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہو' ابھی الپا سے رابطہ کریں۔ اس سے باتیں کریں۔ ادھر میں تم سے باتیں کر رہی ہوں۔ کیا ایک الپا دو جگہ ہو سکتی ہے؟ ادھر بھی اور ادھر بھی؟"

ایسے وقت نمبر سیون نے آ کر کہا "میں نے ابھی الپا سے باتیں کی ہیں۔ وہ اعتراف کر رہی ہے کہ اس نے ہمارے نئے ڈمی فرہاد کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا ہے۔ وہ اصلی فرہاد کو ہماری قید سے نکال کر لے گئی ہے۔ اسے بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جانے دے گی۔ ہم اس ادارے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکیں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا "اب بتاؤ' جب الپا ادھر ہے۔ وہاں کے معاملات میں مصروف ہے تو پھر میں کون ہوں؟"

"ہم مانتے ہیں تم الپا نہیں ہو۔ تم نے اب تک ہمیں بڑی اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ ایک گزارش ہے۔ اتنا بتا دو الپا کس ملک اور کس شہر میں ہے؟"

"جس دن اور جس وقت معلوم ہو گا' تمہیں ضرور بتاؤں گی۔ ابھی میں اسے تلاش کر رہی ہوں۔ او کے جا رہی ہوں پھر کسی وقت آؤں گی۔"

ان افسران نے اعلیٰ بی بی کے آلہ کار بننے والے افسر سے کہا "وہ جا چکی ہے۔ تم بھی جاؤ۔"

وہ افسر چلا گیا۔ نمبر سیون نے کہا "یہ مس ان نون کون ہے؟ ہم آج تک معلوم نہ کر سکے۔ پتا نہیں کیسے پراسرار ذرائع کی مالک ہے۔ کوبرا' راسپوٹین اور ہمارے تازہ ترین حالات سے باخبر ہو جاتی ہے۔ کسی معاوضے اور لالچ کے بغیر اہم معلومات فراہم کرتی ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہمارے معاملات سے دلچسپی لے کر کیا فائدے اٹھاتی ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مس ان نون کسی وقت بھی ہمارے لیے مصیبت بن سکتی ہے۔ یہ کہاں رہتی ہے؟ کیا کرتی ہے۔ اس کا سراغ لگانا ہو گا۔ ابھی یہ بتاؤ' وہ ڈمی فرہاد کیسا ہے؟"

"جہاز میں اسے طبی امداد پہنچائی گئی ہے۔ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔ بیدار ہو گا تو یہ معلوم کر سکوں گا کہ وہ اچانک اعصابی کمزوری میں کیسے مبتلا ہو گیا تھا؟ الپا اس کے دماغ میں کیسے پہنچ گئی تھی؟"

نمبر سیون یہ کہنا چاہتا تھا کہ ان کے ڈمی فرہاد کے ایک ہم سفر جیکی فرائیڈ پر اسے شبہ ہے۔ وہ سفر کے اختتام پر اسے حراست میں لے کر اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتا ہے لیکن اعلیٰ بی بی اسے ایسا کہنے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارا ڈمی فرہاد نیند سے بیدار ہونے کے بعد نارمل رہے گا لیکن الپا پھر کوئی گڑبڑ کرے گی۔ ہمارا یہ ڈمی ہماری پلاننگ پر عمل کرے گا تو وہ بے جا مداخلت کرے گی۔"

دوسرے افسر نے کہا "بے شک وہ ہمارا کام بگاڑ سکتی ہے۔ ہم ابھی اسرائیلی اکابرین سے رابطہ کر رہے ہیں۔ وہ اکابرین الپا کو ہمارے خلاف کام کرنے سے منع کریں گے۔ وہ ہم سے دوستی کرے یا نہ کرے۔ اسے ہماری مخالفت سے باز رکھیں گے۔"

نمبر سیون دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ اس کا ڈمی فی الحال ناکارہ ہو گیا تھا۔ اس کا منصوبہ ناکام ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ الپا اسے فرہاد کا رول ادا کرنے سے باز رکھنے والی تھی اور وہ الپا کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔

○☆○

کبریا دہلی پہنچ گیا۔ مان نہ مان' میں تیرا مہمان کے مصداق شلپا کا مہمان بن گیا۔ وہ اس سے کترا رہی تھی لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی طرح اس کی ماں بھی وجے ورما (کبریا) کے زیر اثر ہے۔ وہ اس بات سے پریشان تھی کہ دل آپ ہی آپ اس کی طرف کھنچا جا رہا تھا پھر اسے قدرتی طور پر

گیان حاصل ہوتا رہتا تھا۔ وہ وقت سے پہلے جو واقعات اپنے تصور میں یا خوابوں میں دیکھتی تھی۔ ویسے ہی واقعات اس کی زندگی میں ضرور پیش آتے تھے۔

اس نے کئی دن پہلے خواب میں کبریا سے مشابہت رکھنے والے جوان کو دیکھا تھا۔ اس جوان نے کہا تھا "تم بہت سندر ہو مگر افسوس تم مجھ سے عمر میں بڑی ہو' میں تم سے شادی نہیں کروں گا۔"

اور شلپا نے کہا تھا "تم شادی کرو یا نہ کرو۔ میں تمہاری آغوش میں آتی رہوں گی۔ مرد کبھی عورت سے چھوٹا نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ جھپٹنے والا شیر ببر ہوتا ہے۔"

شلپا نے خواب میں یہ بھی پوچھا تھا "کیا تم جادو جانتے ہو؟ مجھے بتاؤ' میں تمہاری طرف کیوں کھنچی چلی آتی ہوں؟"

اس نے کہا تھا "میرے اندر غیر معمولی صلاحیتیں ہیں' جو تمہیں میری طرف کھینچتی رہتی ہیں۔ میری ان صلاحیتوں کو تم کبھی سمجھ نہیں پاؤ گی۔"

کئی دن پہلے دیکھا ہوا یہ خواب سچی تعبیر پیش کر رہا تھا۔ وہ جوان اس کے گھر میں آگیا تھا۔ اس کے لیے ایک چیلنج بن گیا تھا کہ وہ اس سے دور رہ سکتی ہے تو رہے۔ اس کے سامنے مقناطیس آگیا ہے۔

کبریا اس کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا۔ یوں کہنا چاہیے کہ ابھی اسے حسن و شباب کا چسکا نہیں پڑا تھا۔ اسے صرف اپنے کام سے دلچسپی تھی۔ وہ جے وی شوٹر تک پہنچنا چاہتا تھا۔ یہ معلوم کر چکا تھا کہ وہ اکثر ان ماں بیٹی سے ملنے آتا ہے اور ان کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزارتا ہے۔

شلپا کے گھر میں آنے کے بعد پتا چلا' وہ کسی ضروری کام سے ممبئی گیا ہے۔ دوسرے دن واپس آئے گا۔ اگلے چوبیس گھنٹوں تک وہ دور ہی رہنے والا تھا۔ کبریا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ہندوستان میں اس کی مصروفیات کیا ہیں؟ شلپا کا باپ رندھیر ورما اتنا ہی جانتا تھا کہ وہ انڈین آرمی کے اعلیٰ افسران سے ملاقاتیں کرتا رہتا ہے۔ وہ ضرور پاکستان کے خلاف منصوبے بنا رہا ہوگا۔

امریکا' اسرائیل اور بھارت کے حکمرانوں کی مشترکہ پلاننگ یہ تھی کہ مجھے دہشت گرد ثابت کرکے دوسرے تمام مسلمانوں پر بھی دہشت گردی کے الزامات لگائے جائیں۔ وہ آئندہ کسی موقع پر پاکستان کو بھی تخریب کاروں کا ملک قرار دے کر حملہ کر سکتے تھے۔

ایشیا میں انڈین آرمی کی تعداد زیادہ ہے۔ اسلحہ بھی بہت زیادہ ہے۔ اس لیے بھارتی حکمرانوں کو کھجلی ہوتی رہتی ہے کہ کسی بہانے وہ پاکستان پر حملہ کرکے (خدانخواستہ) وطن عزیز کو دنیا کے نقشے سے مٹادے۔

ان حکمرانوں کا یہ خواب پورا نہیں ہو رہا ہے پھر بھی سازشیں کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ بھارت کا ڈیفنس منسٹر اور آرمی کے اعلیٰ افسران' جے وی شوٹر کو پاکستان کے خلاف کام کرنے کے سلسلے میں سہولتیں فراہم کر رہے تھے اور اس کے عوض اسرائیلی وزیر خارجہ بھارت کو مالی اور فوجی امداد دینے کا معاہدہ کر چکا تھا۔

ایک انڈین آرمی افسر نے جے وی شوٹر کو رات کے کھانے پر بلایا تھا۔ اس کے لیے شراب اور شباب کے انتظامات کیے تھے۔ اس نے کہا "میں شباب کا رسیا ہوں۔ شراب کا نہیں۔ اگرچہ میری فیملی میں اور میرے دوست احباب سب ہی پیتے ہیں لیکن میں نے کبھی اسے منہ نہیں لگایا۔"

میزبان افسر نے کہا "تعجب ہے۔ آپ نے کبھی کسی حسینہ کے ہاتھوں سے بھی نہیں پی۔"

"میں حسن سے متاثر ہوں لیکن اس کے سامنے نہیں جھکتا میں اپنے اصول کے خلاف کسی کی بات نہیں مانتا۔"

"شباب ہو اور شراب نہ ہو تو کیا خاک مزہ آئے گا۔ شراب پی کر ہی جوانی لوٹنے کا مزہ آتا ہے۔"

وہ بولا "ہائے! جوانی تو بس ایک ہی دیکھی ہے اسے دیکھتا ہوں تو اس بڑھاپے میں بھی جوان ہو جاتا ہوں۔ کیا گدرایا ہوا بدن ہے۔ بدن کا ایک ایک نشیب و فراز نگاہوں کو پکارتا ہے اور دل کو تڑپاتا ہے۔"

"آپ نے کس حسینہ عالم کو دیکھ لیا ہے؟ وہ کون ہے؟ کہاں رہتی ہے؟"

"دہلی میں رہتی ہے۔ رندھیر ورما کی بیٹی ہے۔"

"اچھا شلپا ورما کی بات کر رہے ہیں۔ بے شک وہ مقابلہ حسن میں سب کو مات دے سکتی ہے۔ اس کا غضب ناک بدن چیلنج کرتا ہے کہ کون ہے جو اسے چرا کر لے جائے گا۔"

"جتنی حسین ہے اتنی ہی سنگین ہے۔ بڑی سنجیدہ اور ریزرو رہتی ہے۔ میں اسے دوست بنانے کی کوششیں کر رہا ہوں۔ ان کے گھر جاتا ہوں۔ ان ماں بیٹی کے ساتھ تفریح کے لیے بھی نکلتا ہوں لیکن وہ کم بخت مجھ سے فری نہیں ہو رہی ہے۔"

"جو فری نہیں ہوئی اسے فراڈ سے حاصل کیا جاتا ہے۔"

"اس سے زبردستی کروں گا تو رندھیر ورما ناراض

ہو جائے گا۔"

"اس کا باپ بھی ناراض نہیں ہوگا۔ ہم پاکستان کے خلاف متحد ہو کر کام کر رہے ہیں۔ آپ وہاں اپنی یہودی تنظیم کے ذریعے کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ ہمارے لیے بھی کامیابی کے راستے ہموار کر رہے ہیں۔ آپ کو خوش کرنا ہمارا فرض ہے۔ رندھیر ورما کو ہمارے اوپر والے مجبور کریں گے وہ اپنی بیٹی کو تحفہ کے طور پر آپ کے سامنے پیش کرے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولا "ایک دوسرے کو تحائف دیتے رہنے سے سیاسی دوستی مستحکم رہتی ہے۔"

اس افسر کی ایک ملازمہ نے آکر کہا "سر! مسٹر شوٹر کے لیے مسز ورما کا فون ہے۔"

افسر نے جے وی شوٹر سے کہا "بھئی بڑی عمر ہے ان ماں بیٹی کی۔ شلپا کا ذکر کرتے ہی اس کی ماں آپ کو فون پر یاد کر رہی ہے۔"

جے وی شوٹر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو مسز ورما! آپ کیسی ہیں؟ اسلام آباد سے کب آئیں؟"

دوسری طرف سے مسز ورما نے کہا "ابھی آئی ہوں۔ آتے ہی آپ کو یاد کر رہی ہوں لیکن آپ تو دہلی چھوڑ کر ممبئی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"آپ نہیں تھیں۔ اس لیے یہاں چلا آیا۔ اب کل ہی کی فلائٹ سے آسکوں گا۔ بائی دا وے شلپا کیا کر رہی ہے؟"

مسز ورما نے ہنستے ہوئے کہا "آپ کو یاد کر رہی ہے۔"

"میرے ایسے نصیب کہاں ہیں؟ وہ فون پر تو بات کر سکتی ہیں۔"

"ہمارے ایک مہمان کے ساتھ کھانے پینے میں مصروف ہے۔"

"آپ کے گھر میں مہمان؟ وہ کون خوش نصیب ہے جس کے ساتھ شلپا کھانا کھا رہی ہے؟"

"ایک بہت ہی خوب رو اور اسمارٹ نوجوان ہے۔ اس کا نام وجے ورما ہے۔"

جے وی شوٹر کے اندر اچانک ہی رقابت کی آگ بھڑک گئی۔ مسز ورما کی باتوں سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ شلپا اس نوجوان وجے ورما سے دلچسپی لے رہی ہے۔ اس نے پوچھا "یہ وجے ورما کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کیا آپ کے رشتے داروں میں سے ہے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "آپ تو پولیس والوں کی طرح انکوائری کر رہے ہیں۔"

"میں اور رندھیر ورما بہت ہی اہم سیاسی معاملات میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی بھی اجنبی ہمارے اندر کے راز معلوم کرنے کے لیے دوست اور مہمان بن کر آسکتا ہے۔ آپ کو محتاط رہنا چاہیے۔"

وہ بولی "آپ اطمینان رکھیں۔ یہ مہمان میرے گھر میں رہ کر آپ لوگوں کے معاملات کو نہ سمجھے گا' نہ کسی طرح کی مداخلت کرے گا۔ وہ دو چار دنوں کے لیے آیا ہے پھر اپنے شہر لکھنؤ چلا جائے گا۔"

"کیا آپ اس کے لکھنؤ کا پتا اور فون نمبر بتا سکتی ہیں؟"

"اس کا آئی ڈی کارڈ دیکھ کر بتا سکوں گی لیکن مہمان کے بارے میں یوں انکوائری کرنا مناسب نہیں ہے۔ وہ دو چار دنوں میں چلا جائے گا۔"

"اگر وہ دو چار گھنٹوں کے لیے آیا ہے تب بھی انٹیلی جنس والے ضرور تحقیقات کریں گے۔ آپ ان معاملات کو ہم سے زیادہ نہیں سمجھتی ہیں۔ بہرحال میں کل آرہا ہوں۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ کبریا نے مسز ورما کے اندر رہ کر ممبئی کے میزبان افسر اور اس کی ملازمہ کی آواز سنی تھی۔ اب اس افسر کے اندر پہنچ گیا تھا۔ جے وی شوٹر کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔ شوٹر ریسیور رکھ کر کہہ رہا تھا "آپ دہلی انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ والوں سے رابطہ کریں۔ انہیں حکم دیں کہ مسز ورما کے گھر جا کر اس مہمان کے سلسلے میں انکوائری کریں۔ لکھنؤ کے انٹیلی جنس والے بھی اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔"

اس افسر نے ریسیور اٹھا کر دہلی انٹیلی جنس والوں سے رابطہ کیا۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے ڈی جی سے باتیں کیں۔ کبریا ڈی جی کے اندر پہنچ گیا۔ آرمی کے اعلیٰ افسر نے جو حکم دیا تھا' اس کی فوراً تعمیل کی گئی۔ ڈی جی خود مسز ورما کے بنگلے میں آیا۔ کبریا کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگا۔ کبریا اپنا آئی ڈی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ لے کر خود اس کے سامنے آیا اور اس کے سوالات کا جواب دینے لگا اور اس کے دماغ میں رہ کر اسے مطمئن ہونے پر مائل کرتا رہا۔ آخر وہ مطمئن ہو کر بولا "مسٹر وجے ورما! بے شک تم ایک مہذب اور پر امن ہندوستانی ہو۔ میں تمہاری طرف سے مطمئن ہوں لیکن آرمی والے لکھنؤ تک تمہارے بارے میں تحقیقات کرانا چاہتے ہیں۔ مجھے ان کے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی۔"

وہ ریسیور اٹھا کر لکھنؤ انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ کبریا نے غلط نمبر ڈائل کرایا۔ دوسری طرف سے کسی نے پوچھا "ہیلو۔ کون؟"

کبریا دوسری طرف کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں

پہنچ گیا۔ ڈی جی نے اپنا تعارف کرایا اور کہا "اوپر سے احکامات آئے ہیں۔ آپ ایک نوجوان وجے ورما کے سلسلے میں تحقیقات کریں اور صبح تک اس کے بارے میں مکمل رپورٹ پیش کریں۔"

اس نے کبریا کے آئی ڈی کارڈ کے مطابق اس کا پتا بتایا۔ کبریا نے اس فون اٹینڈ کرنے والے شخص کی زبان سے کہا "اوہو۔ اس نوجوان وجے شرما کو میں اچھی طرح جانتا ہوں یہ لکھنؤ کے ایک بہت بڑے بزنس مین موہن لال ورما کا بیٹا ہے۔ اس نے میری بیٹی کو پروپوز کیا ہے بہت جلد ان کی سگائی ہونے والی ہے۔"

ڈی جی نے کہا "پھر تو آپ وجے ورما کو بہت قریب سے جانتے ہیں۔ یہ رپورٹ دے سکتے ہیں کہ وہ ہر طرح کے شبہے سے بالاتر ہے۔"

"شریمان! وہ میرا ہونے والا داماد ہے۔ اس پر کسی طرح کا شبہ نہیں کیا جاسکتا' میں ضمانت کے طور پر تحریری بیان دوں گا۔"

"پھر تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو تمہارے ہونے والے داماد کو دیکھتے ہی مطمئن ہوگیا تھا۔ پتا نہیں یہ اوپر والے کیوں اس معصوم نوجوان پر شبہ کررہے ہیں۔ بہرحال میں اوپر والوں کو مطمئن کروں گا۔"

اس نے ریسیور رکھ کر کبریا سے کہا "ہم نے تم پر شبہ کیا۔ ہمیں کیا پتا تھا کہ تم میرے ہی رینک کے ایک ڈی جی کے داماد بننے والے ہو۔ بھئی کچھ خیال نہ کرنا۔ دہلی میں جب تک رہو آزادی سے گھومتے پھرتے رہو۔"

شلپا دور بیٹھی کبریا کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔ یہ بات اسے شاک پہنچا رہی تھی کہ وہ جس کی طرف بے اختیار جھکتی جارہی تھی' وہ پہلے ہی ایک ڈی آئی جی کی بیٹی سے منسوب ہوچکا ہے۔ وہ اپنے دل کو سمجھانے لگی "اونہہ! یہ کہیں منسوب ہوچکا ہے تو ہوتا رہے۔ یہ نہ تو میرا عاشق ہے اور نہ ہی میں اس پر مرتی ہوں۔ اچھا ہے یہ ہمارے گھر سے جلدی جائے۔ یہ سامنے نہیں رہے گا تو میری دیوانگی ختم ہوجائے گی۔"

ڈی جی نے آرمی کے اعلیٰ افسر کو فون پر بتایا کہ وجے ورما قابلِ اعتماد جوان ہے۔ لکھنؤ انٹیلی جنس کے ڈی جی کا ہونے والا داماد ہے اس پر کسی طرح شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

آرمی افسر نے یہ بات جے وی شوٹر کو بتائی۔ اسے مایوسی ہوئی۔ وہ چاہتا تھا' وجے ورما کے خلاف شبہ ظاہر کرکے اسے شلپا کے گھر سے دور کردے لیکن وہ قابلِ اعتماد تسلیم کیا جارہا تھا۔ میزبان افسر نے کہا "آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ وجے ورما کے ایک ڈی جی کی بیٹی کو چاہتا ہے اس سے شادی کرنے والا ہے۔ شلپا آپ کی ہے' وہ آپ کے مال پر ہاتھ صاف نہیں کرے گا۔"

"آج کل کے جوان شادی ایک سے کرتے اور فلرٹ کئی لڑکیوں سے کرتے ہیں۔ وہ شلپا کو پھانسنے کے لیے ان کے گھر مہمان بن کر آیا ہے۔ میں کل ہی کسی فلائٹ سے جاؤں گا۔"

"آپ ضرور جائیں اور یہ اطمینان رکھیں کہ شلپا آپ ہی کے بیڈ پر آئے گی۔ ہم آپ کے لیے انتظامات کریں گے۔"

کبریا اس میزبان افسر کے اندر تھا۔ اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ وہ اوپر والوں سے کہہ کر رندھیر ورما پر دباؤ ڈالے گا جس کے نتیجے میں رندھیر ورما اپنی بیٹی کو جے وی شوٹر سے دوستی اور بے تکلفی پر مجبور کرے گا۔ پاکستان پر سیاسی اور جغرافیائی برتری حاصل کرنے کے لیے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو پیش کرنا ایک سیاسی حکمت عملی تھی۔

کبریا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ لباس تبدیل کرکے باہر جانے لگا۔ مسز ورما نے پوچھا "کیا کھانے کے بعد چہل قدمی کے لیے جارہے ہو؟"

وہ بولا "زیادہ دور نہیں جاؤں گا۔ یہ جگہ میرے لیے انجانی ہے۔"

وہ شلپا سے بولی "تمہیں وجے کے ساتھ جانا چاہیے۔ جاؤ ذرا چاندنی چوک تک گھوم آؤ۔"

شلپا کسی نہ کسی بہانے کبریا کے قریب رہنا چاہتی تھی لیکن یہ چاہت ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کبریا نے کہا "آنٹی! شلپا تھکی ہوئی ہے' میں اسے تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ تنہا چلا جاؤں گا۔"

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار بولی "میں تھکی ہوئی نہیں ہوں۔ تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں رات کے کھانے کے بعد واک کرتی ہوں۔"

وہ کبریا کے ساتھ بنگلے کے باہر آگئی۔ اس کے ساتھ چلتی ہوئی بولی "کسی حسینہ کے ساتھ تمہاری سگائی ہونے والی ہے۔ میں پیشگی مبارک باد دیتی ہوں۔"

"میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔ ماں باپ مجبور کررہے ہیں۔"

"شادی کیوں نہیں کرنا چاہتے؟"

"ابھی میری عمر ہی کیا ہے؟ میں کم از کم دس برس بعد شادی کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے زندگی میں بڑی بڑی اور نمایاں کامیابیاں حاصل کرنا چاہتا ہوں لیکن ممی اور ڈیڈ کہتے ہیں۔ انہیں پوتی پوتے کی ضرورت ہے پہلے میں بچے پیدا کروں پھر کامیابیاں حاصل کروں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "پہلے بیوی پھر بچوں کی فوج۔ کیا فوج کے سامنے کبھی کچھ کرپاؤ گے؟"

"شادی کے بعد میری آزادی ختم ہوجائے گی۔ میں کچھ نہیں کرپاؤں گا۔ سوچتا ہوں لکھنؤ جاکر شادی سے انکار کردوں۔"

"بے چاری لڑکی کا دل توڑو گے۔ کیا اس سے محبت نہیں ہے؟"

"مجھے کسی سے محبت نہیں ہے۔ میں عشق و محبت کے بیہودہ وقت ضائع نہیں کرتا۔"

"تم شادی نہیں کرنا چاہتے۔ کسی سے محبت بھی نہیں کرتے لیکن وقت گزارنے کے لیے گرل فرینڈ بناتے رہو گے۔"

"میں لڑکیوں سے دور بھاگتا ہوں۔"

"تم دور بھاگتے ہو یا لڑکیاں گھاس نہیں ڈالتیں۔"

"مجھے ایسی باتوں پر غور کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔"

"تم ایسے کہہ رہے ہو جیسے سادھو سنیاسی ہو' لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ہو۔"

"لڑکیوں میں آخر دلچسپی والی بات کیا ہوتی ہے؟ ہماری ماں بہنوں کی طرح دوسری تمام لڑکیوں کے بھی دو ہاتھ' دو پاؤں' دو آنکھیں' ایک ناک ایک منہ اور دو کان ہوتے ہیں سب ہی کا بدن ایک جیسا ہوتا ہے۔ وہ جوانی میں جیسی بھی بھلی بری دکھائی دیتی ہیں۔ بڑھاپے میں کھنڈر بن جاتی ہیں۔"

"بڑھاپے کی نہیں جوانی کی بات کرو۔ حسن اسے کہتے ہیں جو بے اختیار اپنی طرف کھینچتا ہے اگر حسن کے ساتھ جوانی کی بھی شراب ہو تو حسن اور زیادہ پرکشش ہوجاتا ہے۔ تم ایسے بے حس ہو کہ کوئی حسین اور پرشباب لڑکی تمہیں اپنی طرف نہیں کھینچتی ہے۔ مانتی ہوں کہ سب کا بدن ایک جیسا ہوتا ہے لیکن کشش الگ الگ ہوتی ہے۔"

"ہوتی ہوگی۔ میں ابھی ذہنی طور پر بچہ ہوں۔ اس لیے کچھ باتیں نہیں سمجھتا ہوں۔"

"تم کسی حسین لڑکی کو نظر بھر کر دیکھو۔ اس سے دلچسپی لیتے ہی جھجکتے ہی بچے سے جوان ہوجاؤ گے۔"

"تم مجھے گائیڈ کرو مجھے بتاؤ کس حسینہ سے کیسے دلچسپی لینی چاہیے؟"

"ایسے بھی نادان بچے نہ بنو۔ کیا میں حسین نہیں ہوں؟ مجھے توجہ سے کیوں نہیں دیکھتے؟"

"تم برا نہیں مانو گی تو میں تمہیں دیکھتا رہوں گا۔"

"صرف دیکھنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اب میں تمہیں کیسے بتاؤں۔ میں لڑکی ہوں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہہ سکوں گی۔ مجھے چھو کر دیکھو۔ میرا ہاتھ پکڑو۔"

کبریا نے چلتے چلتے اس کے ایک ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ وہ اس سے دور رہنا چاہتی تھی لیکن باتوں ہی باتوں میں اس کے قریب آگئی۔ اس نے سوچا' واقعی اس کی عمر کم ہے۔ ذہنی طور پر بچہ ہے۔ مجھے ہی اس کے قریب آکر اسے گائیڈ کرتے رہنا ہوگا۔

وہ تھوڑی دور تک اس کے ساتھ چلتی رہی۔ انتظار کرتی رہی کہ وہ اس کے خوب صورت ہاتھوں کی نرمی و گرمی محسوس کرکے اس کی تعریف کرے گا لیکن وہ چپ چاپ چلتا رہا۔ وہ مایوس ہو کر بولی "تم نے میرا ہاتھ ایسے پکڑا ہے جیسے واکنگ اسٹک پکڑ کر چل رہے ہو۔ کچھ میرے ہاتھ کے بارے میں کہو۔"

"میں ابھی کہنے ہی والا تھا۔ تمہارے ہاتھ میری ممی کی طرح ملائم ہیں۔ جب میں ننھا سا تھا' تب وہ ایسے ہی ہاتھ سے مجھے فیڈر پلاتی تھیں' روٹی کھلاتی تھیں اور لوری سناتے ہوئے تھپک تھپک کر سلاتی تھیں۔"

"اب اتنے بھی ننھے نہیں ہو کہ میں تمہیں تھپک تھپک کر سلاؤں گی۔ تم میرا ہاتھ تھام کر اپنی ماں کے ہاتھ کو یاد کررہے ہو۔ تمہیں صرف مجھ پر دھیان دینا چاہیے۔ میری تعریفیں کرنی چاہیے۔"

"تمہارا ہاتھ بہت اچھا ہے۔ بہت خوب صورت ہے لیکن یہ جتنا بھی خوب صورت ہو۔ شادی کے بعد ان ہاتھوں سے بچوں کو پالنا ہوگا۔"

"پلیز شادی اور بچوں کی باتیں نہ کرو۔ یہ بتاؤ میرا ہاتھ تھام کر کیا مجھ میں کشش محسوس نہیں کررہے ہو؟"

"کیا ہاتھ تھامنے سے کشش محسوس ہوتی ہے؟ مجھے ایسا کچھ نہیں لگ رہا ہے۔"

وہ چلتے چلتے رک گئی۔ آس پاس دیکھتے ہوئے بولی "یہاں اندھیرا ہے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ مجھے سینے سے لگاؤ پھر کشش محسوس کرو گے۔"

اس نے آگے بڑھ کر اپنی گداز بانہوں کا ہار اسے پہنایا۔ اس کے سینے سے لگ کر بولی "چپ کیوں کھڑے ہو۔ مجھے اپنے بازوؤں میں جکڑلو۔"

کبریا نے اپنے دونوں بازوؤں میں اسے سمیٹ لیا۔ دونوں کے دل ایک دوسرے سے لگ کر دھڑکنے لگے۔ شلپا انتظار کرنے لگی۔ اسے یقین تھا کہ وہ ایسی حالت میں جذبات سے بے قابو ہو کر اسے پیار کرے گا لیکن وہ پتھر کے مجسمے کی طرح کھڑا رہا۔ وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے کی طرف اٹھاتے ہوئے بولی "تم تو پہاڑ کی طرح اونچے ہو۔ مجھ پر جھکو۔ مجھے پیار کرو۔"

وہ بولا "میں نے انگریزی فلموں میں دیکھا ہے۔ ہیرو ہیروئن کے ہونٹوں کا بوسہ لیتا ہے مگر یہ پاپ ہے۔ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ جھنجلا کر بولی "اگر یہ پاپ ہے تو مجھے سینے سے کیوں لگا رہے ہو؟"

"یہ پاپ نہیں ہے۔ ممی بھی مجھے اسی طرح سینے سے لگاتی ہیں۔"

وہ ایک دم سے تڑپ کر الگ ہو گئی۔ غصے سے بولی "میرا ہاتھ پکڑتے ہو تو ماں یاد آتی ہے، سینے سے لگاتے ہو تو ماں یاد آتی ہے۔ تمہیں تو ماں کی گود میں رہنا چاہیے تھا۔ یہاں کیوں آئے ہو؟"

وہ غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی گھر کی طرف واپس جانے لگی۔ پلٹ کر اسے نہیں دیکھا کہ وہ پیچھے آ رہا ہے یا نہیں؟ وہ بیزاری سے سوچ رہی تھی "وہ آئے گا مگر اسی طرح جی کو جلانے آئے گا۔ اب میں اسے منہ نہیں لگاؤں گی۔"

وہ گھر آ گئی۔ ماں نے پوچھا "وجے کہاں ہے؟"

"ہو گا کہیں۔ وہ ننھا بچہ نہیں ہے۔ آ جائے گا۔"

"تم اس کے ساتھ گئی تھیں۔ اس کے ساتھ آنا چاہیے تھا۔"

"ممی! وہ بہت بدتمیز ہے۔ میرا ہاتھ پکڑ رہا تھا۔ مجھے سینے سے لگانا چاہتا تھا۔ میں اسے دھتکار کر چلی آئی۔"

ماں اسے گھور کر دیکھنے لگی۔ وہ نظریں چراتے ہوئے بولی "آپ اس طرح کیوں دیکھ رہی ہیں؟"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ کیا مجھے نادان سمجھتی ہو؟ میں اپنی آنکھوں سے دیکھتی آ رہی ہوں۔ وہ تمہاری طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ تم خود ہی اس کے قریب جا کر اس سے چپک کر باتیں کرتی ہو۔ اسے اپنی طرف مائل کرتی ہو۔"

وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔ ماں سے منہ پھیر کر اپنے بیڈ روم میں آ گئی۔ اسے یہ سوچ کر غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیوں اس پر مر مٹی ہے اس کے حسن و شباب کا تقاضا یہ ہے کہ طلب گار خود اس کے سامنے آ کر اس کے حسن کی خیرات مانگیں لیکن

اس کے برعکس ہو رہا تھا۔ وہ کبریا سے بھیک مانگ رہی تھی۔ اسے بری طرح اپنی توہین کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ دل میں قسمیں کھا رہی تھی کہ اب اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گی۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچے گی لیکن ایسا ارادہ کرنے کے باوجود وہ اسی کے بارے میں سوچتی جا رہی تھی۔

اس نے بیڈ پر جانے سے پہلے لباس تبدیل کیا۔ لباس اتار کر ایک باریک نائٹی پہنی آئینے میں دیکھا تو نائٹی سے اس کے بدن کے ہر انگ سے حسن جھلک رہا تھا۔ وہ سوچنے لگی "وجے بدنصیب ہے۔ میں مہربان ہو رہی ہوں اور وہ کترا رہا ہے۔ آخر کیوں؟"

وہ ذرا نرم پڑ کر سوچنے لگی۔ مجھے غصہ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ پہاڑ جیسا مرد ہے مگر ذہن بچکانہ ہے۔ ابھی پوری طرح جوان نہیں ہوا ہے۔ جوانی کے معاملات نہیں سمجھتا ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اسے سمجھاؤں۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔ مجھے سینے سے لگایا تھا۔ میں اسے گائیڈ کرتی رہوں گی تو وہ میرا دیوانہ ہو جائے گا پھر میرے پیچھے دم ہلاتا رہے گا۔"

رات کے گیارہ بجے اس کی ماں نے آ کر پوچھا "تم لوگ وجے کو کہاں چھوڑا تھا؟ وہ ابھی تک واپس نہیں آیا ہے۔"

شلپا کو بھی تشویش ہوئی۔ وہ بولی "ہم زیادہ دور نہیں گئے تھے۔ وہ نادان بچہ نہیں ہے کہ راستہ بھول جائے گا۔ آپ پریشان کیوں ہوتی ہیں۔ وہ آ جائے گا۔"

شلپا خود پریشان ہونے لگی۔ آدھی رات گزرنے کے بعد بھی وہ نہیں آیا۔ وہ اس کے بیڈ روم میں آ کر انتظار کرنے لگی۔ اس کے بیڈ پر لیٹ کر سوچنے لگی "وہ مجھے اپنے بیڈ پر اس نائٹی میں دیکھے گا تو دیکھتا رہ جائے گا۔ اس نے حسن کی ایک ایسی کھلی ہوئی کتاب پہلے کبھی پڑھی نہیں ہو گی۔ ایسا نظارہ بھی نہیں کیا ہو گا۔"

وہ سوچ رہی تھی۔ کبریا اس کے بالکل قریب اس کے اندر موجود تھا۔ وہ پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس سے کترائے گا تو وہ دیوانی ہو کر اس کے بیڈ روم میں چلی آئے گی اور وہ واقعی آ گئی تھی۔ اس کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ کبریا کبھی کسی حسینہ کو دلچسپی سے نہیں دیکھتا تھا۔ اس نے کبھی کسی کو گرل فرینڈ بنانے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ زندگی میں پہلی بار شلپا اس کے سینے سے آ لگی تھی۔ ان مختصر سے لمحات میں وہ اس کے غضب ناک بدن سے متعارف ہوا تھا۔ اسے اچھا لگا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ

دیوتا

وہ اس کے سینے سے لگی رہے اور اسے جوانی کا سبق پڑھاتی رہے۔ اس کے باوجود اس کے دماغ نے سمجھایا "ابھی اس کا وقت نہیں ہے۔ وہ جس مشن پر آیا ہے، اس پر دھیان دینا چاہیے۔"

شلپا سے کترانے کے لیے اس نے اسے غصہ دلایا تھا۔ وہ اسے چھوڑ کر چلی آئی تھی لیکن اب اس سے دور نہیں رہ سکتی تھی۔ اسی لیے اس کے بیڈ پر آ گئی تھی۔ بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھی۔ فی الحال اس سے دور رہنے کا ایک ہی راستہ تھا۔ کبریا نے خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپک کر سلا دیا۔

اسے پتا بھی نہ چلا کہ کب آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو صبح کے نو بج رہے تھے۔ وہ بیڈ پر اکیلی تھی۔ وہ نہیں آیا تھا۔ پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا۔ اس نے ماں کے پاس آ کر پوچھا۔ ماں نے حیرانی ظاہر کی "اگر وہ تم سے ناراض ہو گیا تھا۔ تب بھی یہاں آتا اور اپنا سامان لے جاتا۔ میرا خیال ہے۔ وہ بھٹک گیا ہے یا بھگوان نہ کرے۔ کسی حادثے کا شکار ہوا ہے۔"

شلپا لباس تبدیل کر کے اپنی کار میں بیٹھ کر اسے ڈھونڈنے نکل گئی۔ آس پاس کے علاقوں میں کسی کو حادثہ پیش نہیں آیا تھا۔ نہ ہی اغوا کی کوئی واردات ہوئی تھی۔ یہی بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ وہ ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے۔

جے دی شوٹر دوپہر کی فلائٹ سے دہلی آ گیا۔ مسز ورما کے گھر آ کر ملاقات کی۔ شلپا بھی ڈرائنگ روم میں بیٹھی کبریا کے بارے میں ماں سے باتیں کر رہی تھی۔

اس کی آتما شکتی نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں آئے گا۔ یہ نہیں بتایا تھا کہ آتے ہی واپس چلا جائے گا۔ یقین تھا کہ وہ واپس آئے گا۔

جے دی شوٹر نے آتے ہی شلپا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "مجھے کل رات معلوم ہوا کہ اسلام آباد سے واپس آئی ہو۔ کسی فلائٹ میں سیٹ نہیں مل رہی تھی۔ میں ہائی کمان کا آدمی ہوں۔ اوپر والوں نے ایک فلائٹ میں میرے لیے سیٹ خالی کرا دی۔ بائی دا وے تمہارا وہ مہمان دکھائی نہیں دے رہا ہے۔"

مسز ورما نے کہا "ہم اس کے لیے پریشان ہیں۔ وہ کل رات کھانے کے بعد واک کے لیے گیا تھا پھر واپس نہیں آیا۔"

"واپس نہ آنے کی کوئی تو وجہ ہو گی؟"

"وہ شلپا سے ناراض ہو گیا ہے۔"

شلپا نے کہا "ممی! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ بھلا کیوں ناراض ہو گا۔ میں یقین سے کہتی ہوں، وہ شام تک واپس آ جائے گا۔"

جے دی شوٹر نے مسکرا کر کہا "محبت اور اپنائیت ہو گی تو صبح کا بھولا شام کو واپس آ جائے گا۔ کیا تم اس سے متاثر ہو گئی ہو؟"

وہ ناگواری سے بولی "یہ میرا پرسنل معاملہ ہے۔ آپ کوئی دوسری بات کریں۔"

"دوسری بات سرکاری ہے۔ جیسا کہ تم جانتی ہو، تمہارا پاکستان کا دورہ سرکاری تھا۔ وہاں ایک تقریب میں جس پاکستانی سیاست داں سے تمہاری ملاقات ہوئی تھی۔ اس کا نام بتاؤ۔"

شلپا نے کہا "وہ ایک منسٹر ہے۔ اس کا نام خواجہ خیر الدین ہے۔ وہ فوجی نقطہ نظر سے وہاں کے وفاعی معاملات کے بہت سے راز جانتا ہے۔"

"اور وہ اگلے ہفتے بھارت کے دفاعی منسٹر سے مذاکرات کے لیے آ رہا ہے۔ تم یہاں دن رات خواجہ خیر الدین کی میزبانی کرو گی اور اس کا دل خوش کرتی رہو گی۔"

یہ سنتے ہی مسز ورما وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔ شلپا نے ناگواری سے کہا "آپ کو ممی کے سامنے ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔"

"اس میں چھپانے کی کیا بات ہے؟ تمہاری ممی جانتی ہیں کہ یہ سرکاری ڈیوٹی ہے اور یہ ڈیوٹی تمہیں کرنی ہے۔ وہ پاکستانی سیاست داں تم پر ہزار جان سے فدا ہو گیا ہے۔"

"میری ڈیوٹی کیا ہے؟ یہ میں خوب سمجھتی ہوں۔ آپ ابھی کس لیے آئے ہیں؟"

"تم نے اسلام آباد سے آنے کے بعد ڈیوٹی رپورٹ نہیں دی ہے۔ ابھی وزارت خارجہ کے سیکریٹری نے تمہیں بلایا ہے۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی "میں چینج کر کے آتی ہوں۔"

اس نے بیڈ روم میں آ کر وزارت خارجہ کے سیکریٹری سے رابطہ کیا۔ فون پر کہا "میں شلپا ورما بول رہی ہوں۔ کیا آپ نے ابھی مجھے بلایا ہے؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "ہاں۔ میں نے مسٹر شوٹر سے کہا تھا کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ یہاں لے آئیں۔ تم کتنی دیر میں آ رہی ہو؟"

"میں ایک گھنٹے میں حاضر ہو جاؤں گی۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ لباس تبدیل کرنے لگی۔ سوچنے

لگی "خواجہ خیرالدین ایک ہفتے بعد یہاں آئے گا لیکن اس سے پہلے میں اپنے بدن کی سوغات وجے (کبریا) کو دوں گی۔ جس پر دل آگیا ہے' پہلے اس کی آغوش میں کھیلوں گی۔ آہ! کیسی مجبوری ہے۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی خواجہ خیرالدین کے لیے ایک حسین سیاسی تحفہ بن جاؤں گی۔"

کبریا اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس کی سوچ میں بولا "میں چاہوں تو کسی دوسرے کے بیڈ پر جانے سے انکار کرسکتی ہوں۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "میں ایسا نہیں کرسکتی۔ مجھے اس پاکستانی کی ہوس پوری کرنی ہوگی۔ وہ فوجی نوعیت کے بہت سے اہم راز اگلنے والا ہے اور میں اس سے اگلواؤں گی۔"

کبریا نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے ان سیاسی معاملات میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اگر میرے حکمرانوں نے مجھ پر جبر کیا تو میں یہ دیش چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ ساری زندگی صرف وجے ورما کی آغوش میں رہوں گی۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "نہیں' یہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔ میں تو اپنے دیس کی خاطر جان بھی دے سکتی ہوں۔ جبکہ جان نہیں دینا ہے' صرف جوانی دینا ہے۔ پاکستان پہلے ہمارا ہی دیس تھا۔ مسلمانوں نے اس دیس کے ٹکڑے کردیے۔ ہم بھی ان سے کم نہیں ہیں۔ ہم نے بھی پاکستان کے ٹکڑے کردیے۔ اس کے ایک حصے کو بنگلا دیش بنا دیا۔ ہم اس بچے کھچے پاکستان کو بھی نہیں رہنے دیں گے۔ ایک ہفتے کے بعد میں خواجہ خیرالدین کو جوانی کی سوغات پیش کروں گی اور اس سے پاکستان کی وفاعی کمزوریاں اور اہم راز معلوم کروں گی۔"

کبریا اس کی سوچ کے ذریعے اسے سمجھانے کی کوششیں کرتا رہا لیکن ہندو قوم کو اس بات کا غصہ تھا کہ مسلمانوں نے پاکستان بنانے کے لیے ہندوستان کے ٹکڑے کردیے تھے۔ ان کے اندر یہ انتقامی جذبہ نسل در نسل مضبوط ہوتا جارہا تھا کہ وہ باقی ماندہ پاکستان کو بھی دنیا کے نقشے میں نہیں رہنے دیں گے۔ یہی شدید انتقامی جذبہ شلپا کے اندر تھا اور وہ اپنے ارادوں سے باز آنے والی نہیں تھی۔

وہ جے وی شوٹر کے ساتھ اس کی کار میں بیٹھ کر جارہی تھی۔ اس نے پوچھا "اتنی خاموش کیوں ہو؟ کیا سوچ رہی ہو؟"

"میں تمہیں نہیں بتاسکتی۔ اپنی پرسنل لائف کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔"

"تمہاری لائف پرسنل کہاں رہی؟ تمہارا تمہاری جوانی سرکاری طور پر استعمال کے لیے ہے۔ تم اپنی مرضی سے کسی کو اپنا یار نہیں بناسکتیں۔ تم دولت تو کماؤ گی لیکن جب تک جوان اور پرکشش رہو گی تب تک اپنی مرضی سے زندگی نہیں گزار سکو گی۔"

اس نے جواب نہیں دیا۔ کبریا کے بارے میں سوچنے لگی "یار تو بنا چکی ہوں۔ پہلے اسی سے اپنے دل کی مراد پوری کروں گی۔ میرا یہ ذاتی راز کسی کو معلوم نہیں ہوگا۔"

وہ جے وی شوٹر کے ساتھ وزارت خارجہ کے ایک اعلیٰ عہدے دار کے بنگلے میں آگئی۔ اس عہدے دار نے اسے دیکھتے ہی کہا "آؤ شلپا! تم بہت غیرذمے دار ہوتی جارہی ہو۔ تم کل شام کو اسلام آباد سے آئی ہو۔ تمہیں یہاں آتے ہی ہم سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔"

وہ بولی "جب میں یہاں پہنچی تو آفس ٹائم ختم ہوچکا تھا۔ آج صبح حاضر ہونے والی تھی لیکن ہمارا مہمان اچانک لاپتا ہوگیا ہے۔ اس کی گمشدگی نے مجھے پریشان کردیا ہے۔"

"دوسری غیرذمے داری یہی ہے کہ تم نے ایک اجنبی کو مہمان بنایا ہے۔ سنا ہے وہ خوب رو جوان ہے اور تمہیں تاکید کی گئی ہے کہ تم کسی کو بوائے فرینڈ نہیں بناؤ گی اور نہ ہی اس کے ساتھ بیڈ پر جاؤ گی۔"

"سر! اس مہمان سے میرا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں اب تک ان چھوئی ہوں۔ مجھے کسی نے چھوا نہیں ہے۔"

"آج مسٹر شوٹر تمہیں ٹچ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اطمینان کرنا چاہتے ہیں کہ تمہیں پرفیکٹ ٹریننگ دی گئی ہے۔"

ایک ملازم چائے کی ایک ایک پیالی ان تینوں کے آگے رکھ رہا تھا۔ شلپا نے کہا "میری ٹریننگ پرفیکٹ ہے۔ میں اس پاکستانی کو کامیابی سے شیشے میں اتاروں گی۔"

"اگر اس نے تمہیں شیشے میں اتارلیا تو کیا کرو گی؟ تمہیں تاکید کی گئی ہے کہ کسی بھی محفل میں اپنوں پر بھی بھروسا نہ کرو۔ بلکہ اپنے سائے پر بھی بھروسا نہ کرو۔"

وہ چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے بولی "وقت آنے پر ثابت کروں گی کہ میں اپنے باپ پر بھی بھروسا نہیں کرتی ہوں۔"

اس عہدے دار نے کہا "میں چائے پی کر جارہا ہوں۔ تم یہاں بیڈ روم میں مسٹر شوٹر کے ساتھ رہو گی اور ٹریننگ کے مطابق ان کے ساتھ وقت گزارو گی۔"

وہ بولی "نو سر! میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ صرف اپنے

دیس کی خاطر تن من کی قربانیاں دوں گی لیکن خواہ مخواہ کی عیاشی کے ساتھ تنہائی میں وقت نہیں گزاروں گی۔"

"تمہیں ٹریننگ کے دوران اپنے بچاؤ کے طریقے بھی بتائے گئے ہیں۔ مسٹر شوٹر تم پر حملہ کریں گے تو خود کو کیسے بچاؤ گی؟"

وہ چٹکی بجا کر بولی "مسٹر شوٹر جیسے بوڑھوں کو ایک چٹکی میں اڑا سکتی ہوں۔"

جے وی شوٹر ہنسنے لگا۔ اس عہدے دار نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "میں جارہا ہوں۔ تم اپنے دعوے کے مطابق ہمارے یہودی دوست کو چٹکیوں میں اڑاتی رہو۔"

وہ بولی "جسٹ اے منٹ سر! آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے آپ دونوں پر بھروسا کرکے یہ چائے پی ہے اور اب میں اعصابی کمزوری میں مبتلا رہوں گی اور یہ شوٹر میری جوانی کو مزے سے شوٹ کرتا رہے گا۔"

وہ ہنسنے لگی۔ عہدے دار ایک ذرا کمزوری محسوس کرتے ہوئے پھر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ شلپا نے پوچھا "کیا ہوا؟ میری چائے آپ کی طرف چلی گئی۔ میں نے جو ٹریننگ حاصل کی ہے۔ اس کا ایک نمونہ آپ کو دکھایا ہے۔"

وہ کمزوری کے باعث کراہتے ہوئے بولا "تم نے اپنے سینئر کے ساتھ اچھا نہیں کیا ہے۔"

"آپ میرے ساتھ کون سی اچھائی کررہے تھے؟ اب آپ اپنے یہودی دوست سے کہیں۔ میرے قریب آئے اور میرا ہاتھ پکڑے۔ آپ سب جانتے ہیں۔ میں بلیک بیلٹر ہوں۔"

جے وی شوٹر نے کہا "پلیز مجھے چیلنج نہ کرو۔ میں تم سے کم نہیں ہوں۔ بہتر یہ ہوگا کہ ہم دوست بن کر ایک دوسرے کو خوش کریں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں دوست بن کر تمہاری آغوش میں آسکتی ہوں لیکن ایک شرط ہے۔ پہلے ہم دونوں دو چار پیگ پئیں گے۔"

"میں شراب نہیں پیتا۔"

"میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ تم میرے بدن کو دیکھ کر للچاتے رہتے ہو۔ اگر تم میری شرط نہیں مانو گے تو ہمیشہ للچاتے ہی رہو گے۔"

عہدے دار نے کہا "بہت آسان شرط ہے۔ اس کی بات مان لو۔ آج دو پیگ پی لوگے تو تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ یہ نشے میں اور دو آتشہ لگے گی۔"

شلپا اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی "میری شرط نہیں مان رہے ہو۔ میں جارہی ہوں۔ ہمت ہے تو مجھے روک لو۔"

وہ روک سکتا تھا لیکن اس زبردست کو زبردستی حاصل نہیں کرسکتا تھا۔ وہ اسے پسینہ پسینہ کردیتی لیکن من کی مراد پوری نہ ہونے دیتی۔ جے وی شوٹر نے سوچا "میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہنے کے لیے شراب سے پرہیز کرتا ہوں۔ ویسے آج تک کوئی میرے اندر نہیں آیا اور نہ ہی یہاں کسی کے آنے کا اندیشہ ہے۔ آج اصول کے خلاف پی لوں گا تو یہ پکے ہوئے پھل کی طرح میری آغوش میں آجائے گی۔"

وہ بولی "کیا سوچ رہے ہو؟ مجھے جانے سے روک سکو گے؟"

"روک سکتا ہوں لیکن تمہاری مرضی سے تمہیں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر ایک بوتل اور دو گلاس منگواؤ۔"

عہدے دار نے کہا "یہ سامنے الماری میں سب کچھ ہے۔ مجھے افسوس ہے' میزبانی نہیں کرسکوں گا۔ کمزوری محسوس کررہا ہوں۔"

جے وی شوٹر اپنی جگہ سے اٹھ کر الماری کے پاس گیا۔ وہاں سے بوتل اور گلاس نکالتے ہوئے بولا "کوئی بات نہیں' کمزور ہو' اٹھ نہیں سکتے مگر تماشا تو دیکھ سکتے ہو۔"

پہلا پیگ تیار ہوگیا۔ دونوں نے گلاسوں کو ٹکرا کر چیئرز کہا پھر پینے لگے۔ جے وی شوٹر پارے کی طرح مچلتے ہوئے شباب کو حاصل کرنے کے لیے بے چین تھا۔ دو چار گھونٹ میں ہی گلاس خالی کرکے بولا "اب دوسرا پیگ لے رہا ہوں۔ اس کے بعد تم میری آغوش میں آکر پیو گی۔"

وہ دوسرا پیگ پینے لگا۔ اتنا ہی کافی تھا۔ کبریا اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ کبریا کی مرضی کے مطابق تیسرا پیگ پھر چوتھا پیگ پینے لگا۔ عہدے دار نے کہا "یہ کیا کررہے ہو؟ اپنے پیروں پر کبھی کھڑے نہیں رہ سکو گے۔ شراب کو چھوڑو' شباب کو پکڑو۔"

اس نے شلپا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ ایک کے بجائے دو دکھائی دے رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا' چار ہاتھوں میں سے کون سا ہاتھ پکڑے۔ جب ایک ہاتھ پکڑنے میں کامیابی ہوئی تو شلپا نے اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا۔ وہ آگے کو جھکتا ہوا فرش پر اوندھے منہ گر پڑا۔ وہاں سے اٹھ نہ سکا۔ وہیں پڑا رہا۔ مدہوشی میں بڑبڑاتا رہا۔ وہ میزبان عہدے دار کمزوری کے باعث سوگیا تھا۔ شلپا ان دونوں کو حقارت سے دیکھ کر چلی گئی۔

کبریا اس عہدے دار کے خیالات پڑھنے لگا۔ بہت سے اہم راز معلوم کرنے لگا۔ یہ بھی معلوم ہونے لگا کہ پاکستان میں تخریبی کارروائیاں کرنے اور بڑے شہروں میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنے کے کیسے کیسے منصوبے بنائے گئے ہیں اور ان منصوبوں پر عمل بھی ہو رہا تھا۔

جے وی شوٹر مدہوش تھا۔ مدہوشی میں اس کے خیالات پڑھے نہیں جاسکتے تھے۔ کبریا نے سوچا' چند گھنٹے بعد آکر اسے اپنا معمول بنائے گا۔ وہ شلپا کے اندر آگیا۔ وہ اپنے بیڈ روم میں تھی۔ ماں نے رات کا کھانا کھانے کو کہا۔ اس نے انکار کردیا۔ کبریا اب تک واپس نہیں آیا تھا۔ اس کے حواس پر چھایا ہوا تھا۔ بھوک اڑ گئی تھی۔ نیند بھی نہیں آسکتی تھی۔

وہ ماں کے پاس آکر بولی "ہم نے وجے ورما کو مہمان بنایا تھا۔ وزارت خارجہ کا اعلیٰ عہدے دار اس بات پر اعتراض کررہا تھا۔ کل میں دوسرے عہدے داروں سے اس سلسلے میں بات کروں گی۔"

شلپا کو قریب رکھے ہوئے فون کی گھنٹی سنائی دی۔ وہ بولی "ممی! گھنٹی بج رہی ہے۔ ریسیور اٹھائیں۔"

ماں نے تعجب سے کہا "فون تو خاموش پڑا ہے۔"

"ممی! یہ خاموش نہیں ہے۔ گھنٹی کی آواز صاف سنائی دے رہی ہے۔ شاید وجے کا فون ہے۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا پھر ریسیور کو کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو کون؟"

کبریا نے اس کے دماغ میں کہا "میں وہی ہوں۔ جس کے انتظار میں تم تڑپ رہی ہو۔ کیا مجھے پہچان سکتی ہو؟"

وہ خوش ہو کر بولی "وجے تم..... تم کہاں ہو؟"

اس کی ماں نے فون کے وائڈ اسپیکر کو آن کیا۔ تاکہ اس کی باتیں سن سکے۔ کبریا نے اس کے دماغ میں کہا "میں جہاں بھی ہوں' وہاں سے واپس آسکتا ہوں لیکن کس لیے آؤں؟"

"میرے لیے آؤ۔ پلیز ابھی آجاؤ۔"

ماں نے حیرانی سے پوچھا "تم کس سے باتیں کررہی ہو؟ دوسری طرف سے کوئی نہیں بول رہا ہے۔ فون بند ہے۔"

"ممی! وائڈ اسپیکر میں خرابی ہوگی۔ میں ریسیور سے وجے کی آواز سن رہی ہوں۔ یہ لیں آپ بات کریں۔ وجے کو سمجھائیں' وہ یہاں واپس آجائے۔"

مسز ورما نے ریسیور لے کر کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو وجے! تم اچانک کہاں چلے گئے ہو؟ ہمیں بتا کر جانا چاہیے تھا۔"

وہ جواب سننے کے لیے چپ ہوئی پھر بولی "ہیلو۔ ہیلو وجے۔ ہیلو....."

پھر وہ شلپا سے بولی "دوسری طرف کوئی نہیں ہے۔ فون خاموش ہے۔"

شلپا نے ماں سے ریسیور چھین کر کان سے لگایا "ہیلو وجے! تم خاموش کیوں ہوگئے؟"

کبریا نے کہا "میں خاموش نہیں ہوں۔ تم میری آواز سن رہی ہو۔ تم سنتی رہو' میں بولتا ہوں گا۔"

"تم ممی سے کیوں نہیں بول رہے ہو؟"

"میری آواز صرف تم سن سکو گی کیونکہ یہ میری آتما کی آواز ہے۔"

مسز ورما نے سر گھما کر دیکھا۔ فون کا پلگ سوئچ بورڈ سے نکل کر ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ وہ تعجب سے بولی "تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ یہ پلگ لگا ہوا نہیں ہے۔ فون سے آواز کیسے آئے گی؟ تم نے گھنٹی کی آواز سنی اور اب باتیں کررہی ہو۔ شلپا! یہ فون ڈیڈ (DEAD) ہے۔"

شلپا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سوئچ کی طرف دیکھا۔ واقعی پلگ سوئچ سے الگ تھا۔ فون سے رابطہ ہو نہیں سکتا تھا۔ اس نے ریسیور کو پھر کان سے لگا کر کہا "ہیلو وجے! ہیلو۔"

اس بار کبریا خاموش رہا۔ وہ ہیلو ہیلو کہہ کر حیرانی سے ریسیور کو دیکھنے لگی۔ مسز ورما نے کہا "تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ فون ڈیڈ پڑا ہے اور ہیلو ہیلو کیے جا رہی ہو۔"

وہ ریسیور رکھ کر بولی "ممی! میں صاف طور سے اس کی آواز سن رہی تھی۔ اس کی آواز آپ نہیں سن سکتی تھیں۔"

"ایسی کیا بات ہے کہ مجھے اس کی آواز سنائی نہ دیتی؟"

"وہ کہہ رہا تھا۔ اس کی آتما بول رہی ہے اس کی آواز صرف میں سن سکتی ہوں۔"

"یہ کیا بکواس ہے؟ تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ وہ مرچکا ہے۔ خود بول نہیں سکتا۔ اس لیے اس کی آتما بول رہی ہے۔"

وہ جھنجلا کر ریسیور کریڈل پر پٹختے ہوئے بولی "میں کیا جانوں' وہ بول رہا تھا' یا اس کی آتما بول رہی تھی۔ میں صاف طور سے اس کی آواز سن رہی تھی۔"

"بیٹی! میں تمہارے اندر تبدیلی دیکھ رہی ہوں۔ وہ تمہارے حواس پر چھا گیا ہے۔ تم اس کے لیے باؤلی ہو رہی ہو۔ خود کو سنبھالو۔ ورنہ پاگل ہو جاؤ گی۔"

وہ قائل ہو کر سوچنے لگی "ہاں میں پاگل ہو رہی ہوں۔ اس نے فون نہیں کیا تھا اور میں اس کی آواز سن رہی تھی۔

میں اس کی دیوانی ہوگئی ہوں۔"

وہ سوچتے ہوئے اپنے بیڈ روم میں آگئی۔ وہاں بھی سوچ کا سلسلہ جاری رہا۔ وہ بیڈ پر لیٹ گئی پھر چونک کر اٹھ بیٹھی۔ سامنے کبریا کھڑا ہوا تھا۔ وہ بیڈ سے اتر کر دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر اس سے لپٹ کر بولی "تم..... تم کہاں چلے گئے تھے؟ اس طرح کیوں مجھے تڑپا رہے ہو؟ اب میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔"

وہ اس سے لپٹ رہی تھی۔ اس کے چہرے کو اپنے اوپر جھکا کر اسے اِدھر اُدھر سے چوم رہی تھی اور کہہ رہی تھی "تم مجھے پاگل بنا رہے ہو۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔ وعدہ کرو۔ مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔"

باہر سے مسز ورما کی آواز سنائی دی "شلپا! کس سے باتیں کررہی ہو؟"

"ممی! یہ وجے ہے۔ واپس آگیا ہے۔ آپ آکر دیکھیں۔"

مسز ورما دروازہ کھول کر اندر آئی۔ کبریا نے اس کے دماغ میں آکر اسے غائب دماغ بنا دیا۔ اب وہ اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ بولی "کہاں ہے وجے؟"

کبریا مسز ورما کے سامنے آگیا۔ شلپا نے کہا "ممی! آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ وجے آپ کے سامنے ہے۔ یہ آپ کے سامنے سے گزرتا ہوا دروازے کی طرف جارہا ہے۔"

وہ گھوم کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ نظر نہیں آرہا تھا۔ جبکہ حقیقتاً موجود تھا۔ اس دروازے سے گزر کر باہر چلا گیا تھا۔ شلپا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا "وجے! رک جاؤ۔ کہاں جارہے ہو؟"

مسز ورما نے شلپا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر آگے جانے سے روک لیا "رک جاؤ بیٹی! تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ یہاں وجے نہیں ہے اور تم اسے دیکھ رہی ہو۔ وہاں فون ڈیڈ پڑا تھا اور تم اس کی آوازیں سن رہی تھیں۔"

شلپا خود کو چھڑا کر کبریا کے پیچھے جانا چاہتی تھی لیکن ماں اس سے لپٹ گئی تھی۔ اسے آگے بڑھنے نہیں دے رہی تھی۔ دراصل کبریا اس کے اندر رہ کر شلپا کو اپنے پیچھے آنے سے روک رہا تھا پھر ایک جگہ چھپنے کے بعد اس نے ماں بیٹی کو ایک دوسرے سے الگ کردیا۔

وہ دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر آئی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آوازیں دینے لگی "وجے..... وجے! تم کہاں ہو؟ واپس آجاؤ وجے!"

مسز ورما بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے جانے لگی "یہ لڑکی سچ مچ پاگل ہوگئی ہے۔ پتا نہیں وجے کل سے کہاں گم ہوگیا ہے۔ جب تک واپس نہیں آئے گا' یہ اس کے لیے باؤلی ہوتی رہے گی۔"

شلپا مکان کے ایک ایک حصے میں اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ ایک جگہ ماں سے سامنا ہوا۔ وہ غصے سے بولی "آپ میرے کمرے میں کیوں آئی تھیں۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی پھر کہیں چلا گیا ہے۔"

"وہ مجھے دیکھ کر کیوں جائے گا۔ میں اس کی دشمن نہیں ہوں۔ تم یہ کیوں نہیں مانتیں کہ وہ تمہارے کمرے میں نہیں تھا۔ گھر ہوتا تو مجھے نظر آتا۔"

"آپ بوڑھی ہوگئی ہیں۔ آپ کی بینائی کمزور ہوگئی ہے۔ وہ سر سے پاؤں تک دکھائی دے رہا تھا۔ پلیز آپ میرے بیڈ روم کی طرف نہ آئیں۔"

وہ اپنے بیڈ روم کی طرف جاتے ہوئے سوچنے لگی "پتا نہیں ممی کو کیا ہوگیا ہے؟ وہ موجود تھا۔ میں اس سے لپٹ رہی تھی۔ اسے چوم رہی تھی اور ممی ہیں کہ اس کے وجود سے انکار کررہی ہیں۔"

وہ دروازہ کھول کر اپنے بیڈ روم میں آئی۔ کبریا اس کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ خوشی سے چیخ پڑی۔ وہ دوڑتی ہوئی اچھل کر بستر پر آئی اور اس سے لپٹ گئی۔ ادھر ادھر سے اسے چھو کر' چوم کر کہنے لگی "تمہارا وجود ہے لیکن ممی تمہیں دیکھ نہیں پا رہی ہیں۔"

کبریا نے اس کی سوچ میں کہا "ان خوب صورت لمحات میں مجھے ممی کی نہیں اپنی بات کرنی چاہیے۔"

وہ بولی "ممی کو مارو گولی۔ یہ بتاؤ کہاں چلے گئے تھے؟"

کبریا نے اس کی سوچ میں کہا "یہ کہیں بھی گیا ہو۔ ابھی بات نہیں' صرف پیار ہی پیار کرنا چاہیے۔ اسے دیوانہ بنانے کے لیے اپنے حسن کا نظارہ کرانا چاہیے۔"

مسز ورما دروازہ کھول کر اندر آئی پھر اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ مسز ورما کو کبریا نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ بیڈ پر تنہا دکھائی دے رہی تھی اور ایسی حرکتیں کررہی تھی جیسے خیال میں وجے سے لپٹ کر پیار کررہی ہو۔

مسز ورما اپنے گالوں پر ہولے ہولے طمانچے مارتی ہوئی رام رام کہتے ہوئے بیڈ روم سے باہر آگئی۔ سوچنے لگی' صبح دماغی امراض کے کسی ڈاکٹر سے کنسلٹ کرے گی۔ اس لڑکی کا علاج نہ کرایا گیا تو یہ اسی طرح ایب نارمل ہو کر گھر سے باہر چلی جائے گی اور جگ ہنسائی کا سبب بنے گی۔

اس نے بند دروازے کی طرف دیکھا پھر قریب آکر کان

لگا کر سننے لگی۔ اندر سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ کچھ کہتی جا رہی تھی۔ صاف سنائی نہیں دے رہا تھا۔ ماں نے سمجھ لیا' وہ تصور میں وجے کو دیکھ رہی ہے' تصور میں اس سے لپٹ رہی ہے۔ گہری گہری سانسیں لے رہی ہے اور ہائے ہائے کررہی ہے جیسے وجے مرچیں کھلا رہا ہو۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کبریا نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا' مسزورما اپنے کمرے میں جاکر سوگئی تھی۔ ادھر بیڈ روم میں شلپا مدہوش ہورہی تھی۔ بیڈ پر وہ بے ترتیب بکھری پڑی تھی۔ وہ مستی میں ڈوب کر کہہ رہی تھی "کون کہتا ہے' تم عمر میں چھوٹے ہو؟ ہائے تم نے میرا کچومر نکال دیا ہے۔"

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ کبریا اس سے الگ ہوکر بیڈ سے اتر گیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے غائب دماغ بنا دیا۔ اب وہ اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ ایک دم سے چونک کر اٹھ بیٹھی۔ کہنے لگی "وجے! وجے! تم اچانک کیسے غائب ہوگئے ہو؟"

وہ بیڈ سے اتر کر وہاں گئی' جہاں کبریا کھڑا ہوا تھا۔ اب وہ ادھر نہیں تھا اس کمرے سے جاچکا تھا لیکن اس کے اندر موجود تھا۔ شلپا دونوں ہاتھ پھیلا کر اندھوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ اس کی سوچ میں بولا "میں کسے ڈھونڈ رہی ہوں؟ وہ یہاں نہیں آیا تھا۔"

وہ چیخ کر بولی "آیا تھا۔ میں ممی کی طرح اندھی نہیں ہوں۔ اسے آنکھوں سے دیکھتی رہی' اسے چھوتی رہی' وہ مجھے بازوؤں میں بھرتا رہا اور چومتا رہا۔ وہ ابھی یہاں تھا۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی اپنے لباس کے پاس آئی۔ اسے پہنتے ہوئے بولی "وہ یہاں تھا۔ اس نے میرے بدن پر اپنے پیار کی مہر لگائی ہے۔ وہ خواب نہیں تھا۔ خیال نہیں تھا۔ سچ مچ یہاں تھا۔ وجے ۔۔۔ وجے! تم کہاں گم ہوگئے ہو؟ پلیز آجاؤ۔"

پھر اس کی دوسری سوچ نے کہا "یہ جاگتی آنکھوں کا خواب تھا۔ مجھے یقین کرلینا چاہیے وہ کوئی جادو نہیں تھا۔ وہ غائب نہیں ہوا تھا۔ یہ میری نظروں کا دھوکا تھا۔"

وہ سر تھام کر ایک جگہ بیٹھ گئی۔ اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں یہ بات بڑی مضحکہ خیز تھی کہ وہ نظروں کے سامنے تھا اور غائب ہوگیا تھا۔ کوئی بھی سننے والا یقین نہ کرتا۔ اسی کا مذاق اڑایا جاتا۔ وہ کسی سے پوچھ نہیں سکتی تھی کہ اگر یہ خواب تھا تو میرے بدن کا جوڑ جوڑ کیوں دکھ رہا ہے؟

اس کے اس سوال کا جواب خود اس کے پاس نہیں تھا۔

○☆○

الپا اور کبریا کا اغوا شدہ فرہاد افریقہ کے شہر سن سٹی پہنچ گیا۔ اس کا عارضی نام جیکی فرائیڈ تھا۔ امریکا کے نئے ڈمی فرہاد کا عارضی نام فا ؔنڈر تھا۔ وہ بھی اسی جہاز سے وہاں پہنچ گیا تھا۔ سفر کے دوران میں الپا نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ اب وہ نارمل ہوچکا تھا۔ امریکی اعلیٰ افسران کشمکش میں تھے کہ اپنے منصوبے کے مطابق اس سے کام لیا جائے یا صبر کیا جائے؟ وہ سمجھ گئے تھے کہ الپا ان کے فا ؔنڈر کے دماغ میں جگہ بنا چکی ہے۔ اس کے ذریعے ان کے منصوبے معلوم کررہی ہے۔ وہ کسی بھی مرحلے میں رکاوٹ پیدا کرسکتی ہے۔

ایک افسر نے کہا "اسرائیلی اکابرین نے الپا سے بات کی ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمارے ڈمی فرہاد (فا ؔنڈر) کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔"

نمبر سیون نے کہا "ہمیں اپنے ڈمی کو استعمال کرکے آزمانا چاہیے کہ الپا مداخلت کرے گی یا نہیں؟ جب اس نے وعدہ کیا ہے تو ہمیں یہ رسک لینا چاہیے۔"

اب وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ الپا کا ردِ عمل کیا ہوگا؟ انہوں نے ساؤتھ افریقہ کے ایک چینل سے دھماکا خیز خبر نشر کی کہ فرہاد امریکیوں کی قید سے فرار ہونے کے بعد پہلی بار اس چینل کے ذریعے دنیا والوں کو مخاطب کرے گا۔ افریقہ کے وقت کے مطابق رات آٹھ بجے دنیا والے اسے اسکرین پر دیکھ سکیں گے اور اس کی باتیں سن سکیں گے۔ اگر امریکا اور اس کے اتحادیوں نے اسے دنیا والوں سے رابطہ قائم کرنے سے روکنا چاہا اور چینل میں خرابی پیدا کرنے کی کوشش کی تو انہیں برے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

انہوں نے اپنے ہی ڈمی فرہاد کے ذریعے اپنے خلاف ایک شوشا چھوڑا۔ مختلف چینلز کے ذریعے بار بار یہ خبر نشر کرتے رہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس خاص چینل پر ان کے ڈمی فرہاد کو دیکھیں اور اس کی باتیں سنیں۔

وہ یہی بات کہنے والا تھا کہ امریکا کے ایک انڈر گراؤنڈ سیل میں اسے قیدی بنا کر رکھا گیا تھا اور قانون کے خلاف اسے ٹارچر کیا گیا تھا۔ وہ ان کے ظلم و ستم سے تنگ آکر قید سے فرار ہوا ہے اور اب چھپ چھپا کر بابا صاحب کے ادارے میں پناہ لینے جائے گا۔

سارا زور اس بات پر ہو تاکہ وہ بابا صاحب کے ادارے میں جاکر چھپنے والا ہے۔ اس کے بعد امریکی اور اس کے

اتحادی ممالک مطالبہ کریں گے کہ فرہاد کو دوبارہ ان کے حوالے کیا جائے۔ اگر مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو اس ادارے پر تباہ کن حملے کیے جائیں گے اسے نیست و نابود کردیا جائے گا۔

الپا اور کبریا اس خاص چینل کے پروگرام پروڈیوسر اور وہاں کے عملے کے اہم افراد کے دماغوں پر قبضہ جما چکے تھے۔ ٹھیک رات کے آٹھ بجے اناؤنسر نے کہا "ناظرین! ہم اپنے اعلان کے مطابق فرہاد علی تیمور کو پیش کررہے ہیں۔ مسٹر فرہاد پر دہشت گردی کا الزام ہے جسے اب تک درست ثابت نہیں کیا جاسکا ہے۔ مسٹر فرہاد ان کی قید سے فرار ہوکر روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر وہ براہِ راست ہمارے اسٹوڈیو میں آتے تو امریکی انٹیلی جنس والے انہیں گرفتار کرلیتے۔ لہٰذا مسٹر فرہاد نے رازداری سے اپنی یہ باتیں ریکارڈ کرائی ہیں۔ یہ لائیو LIVE پروگرام نہیں ہے۔ ہم ریکارڈنگ پیش کررہے ہیں۔

ایسے وقت ایک اور اناؤنسر نے آکر کہا "ناظرین! یہاں ایک دلچسپ سچویشن پیدا ہوگئی۔ ایک اور فرہاد علی تیمور یہ دعوے کررہے ہیں کہ وہ بھی امریکا کے قیدی تھے اور قید سے فرار ہوکر روپوش رہنے لگے ہیں۔ ہم ابھی ان کی بھی ریکارڈنگ پیش کررہے ہیں۔"

نمبر سیون' امریکی اکابرین اور اتحادی ممالک کے سربراہ یہ پروگرام دیکھ رہے تھے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے "یہ کیا ہورہا ہے؟ الپا گڑبڑ کررہی ہے۔ ہمارے فرہاد کے ساتھ اپنے فرہاد کو پیش کررہی ہے۔ اسے ایسا کرنے سے روکا جائے۔"

نمبر سیون نے الپا کو مخاطب کیا "میڈم! آپ نے کہا تھا' ہمارے ڈمی فرہاد کے معاملات میں آپ مداخلت نہیں کریں گی۔"

وہ بولی "میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ تم اپنے منصوبے کے مطابق جو کررہے ہو' اس میں مداخلت نہیں کررہی ہوں۔"

"آپ ایسے وقت دوسرا فرہاد پیش کررہی ہیں۔ دنیا والوں کو الجھا رہی ہیں۔ کوئی یہ سمجھ نہیں پائے گا کہ دونوں میں سے کون اصلی ہے اور کون سچ بول رہا ہے۔"

الپا' نمبر سیون اور امریکی اعلیٰ افسران اس بحث میں الجھے ہوئے تھے ادھر امریکی ڈمی فرہاد کی ریکارڈنگ دنیا والوں کے سامنے پیش کی جارہی تھی۔ وہ ڈمی فرہاد کہہ رہا تھا "مجھے قیدی بنا کر بری طرح ٹارچر کیا گیا ہے۔ قانون کے مطابق مجھے عدالت میں پیش کرنا چاہیے لیکن میرے دشمن یہ اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ عدالت میں مجھے دہشت گرد ثابت نہیں کرسکیں گے۔ اس لیے وہ مجھے ٹارچر سیل میں مار ڈالنا چاہتے تھے۔ میں بڑی مشکلوں سے جان بچا کر آیا ہوں۔ میں نے طے کرلیا ہے کہ روپوش رہ کر سفر کرتا رہوں گا اور کسی بھی طرح بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ کر وہاں باقی زندگی گزاروں گا۔"

اناؤنسر نے کہا "ناظرین! ابھی مسٹر فرہاد بہت کچھ کہنے والے ہیں۔ ہم تھوڑی دیر کے لیے یہ سلسلہ منقطع کرکے دوسرے فرہاد علی تیمور کو پیش کررہے ہیں۔ آپ دوسرے فرہاد کو بھی دیکھ لیں۔ دونوں کی باتیں سن کر اصلی فرہاد کو پہچانیں۔"

اسکرین پر الپا اور کبریا کا ڈمی فرہاد نظر آنے لگا۔ وہ بھی ٹارچر سیل میں ہونے والے ظلم و ستم کی داستان سنانے لگا پھر اس نے کہا "میں روپوش رہ کر ثابت کروں گا کہ دہشت گرد نہیں ہوں اور پناہ لینے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جاؤں گا۔ وہاں پناہ لینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امریکی اور اس کے اتحادی بابا صاحب کے ادارے کے لیے مشکلات پیدا کریں گے۔ مجھے وہاں سے دوبارہ گرفتار کرنے کے لیے اس ادارے پر حملے کریں گے اور اتنے بڑے اسلامی ادارے کو نابود کرنا چاہیں گے۔"

وہ ایسی باتیں کررہا تھا جو دشمنوں کے منصوبے کے خلاف تھیں وہ کہہ رہا تھا "میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جس کے نتیجے میں دشمنوں کو موقع ملے اور وہ اسلامی ادارے کو نقصان پہنچائیں میرے چھپنے کے لیے اور محفوظ رہنے کے لیے ایک اور مضبوط پناہ گاہ ہے۔ میں کل تک وہاں پہنچنے والا ہوں۔"

اس سے پوچھا گیا "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ پناہ گاہ کہاں ہے؟"

"میں وہاں پہنچ کر بتاؤں گا۔ اگر میں وقت سے پہلے بتاؤں گا تو دشمن مجھ سے پہلے اس پناہ گاہ تک پہنچ جائیں گے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

اناؤنسر نے کہا "ناظرین جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں مسٹر فرہاد اپنی گفتگو ختم کرچکے ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچنے کے بعد ہم سے رابطہ کریں گے۔ امید ہے کہ ہم کل تک پھر دوسرے فرہاد علی تیمور کو پیش کرسکیں گے۔"

اس چینل پر چند سیکنڈ تک وقفہ رہا پھر اناؤنسر نے کہا "ناظرین! ہمیں بابا صاحب کے ادارے سے ایک پیغام

موصول ہوا ہے۔ یہ پیغام ایک آڈیو کیسٹ میں ہے۔ ہم اسے پیش کررہے ہیں سماعت فرمائیں۔"

اس چینل سے ایک مردانہ آواز ابھرنے لگی "میں بابا صاحب کے ادارے کا ایک عہدے دار بول رہا ہوں۔ میرا نام خلیل بن مکرم ہے میں بابا صاحب کے ادارے کے تمام اعلیٰ عہدے داران کی متفقہ رائے کے مطابق یہ کہہ رہا ہوں۔ کسی بھی فرار ہو کر آنے والے فرہاد سے ہمارا تعلق نہیں ہے۔ ہم نے اصل فرہاد علی تیمور کو عدالت میں پیش کرنے کے لیے اسے امریکا کے حوالے کیا تھا۔ فرہاد بھگوڑا نہیں ہے کہ بزدلوں کی طرح قید سے فرار ہو کر ہمارے پاس پناہ لینے آئے گا۔ یہ امریکی چال ہے دو عدد ڈمی فرہاد کو ہمارے ادارے کی طرف بھیجا جارہا ہے لیکن ہم کسی کو پناہ نہیں دیں گے۔ ہم صرف اصلی فرہاد کو عدالت سے باعزت طور پر بری کرائیں گے۔ ہم امریکی اکابرین سے کہتے ہیں کہ فرہاد کو عالمی عدالت میں پیش کرنا ان کی ذمے داری ہے۔ وہ اپنی ذمے داری پوری کریں۔ ورنہ ہم ان کے خلاف یہ مقدمہ کریں گے کہ انہوں نے اصل فرہاد کو مار ڈالا ہے اور دو چار ڈمی فرہاد کے ذریعے ڈراما پلے کررہے ہیں۔"

بابا صاحب کے ادارے سے ایسی باتیں سن کر امریکی اکابرین پریشان ہوگئے۔ یہ واقعی ان کی ذمے داری تھی کہ قیدی فرہاد کو عدالت میں پیش کرتے۔ پیش نہ کرنے کی صورت میں بابا صاحب کے ادارے سے اصلی فرہاد کی واپسی کا مطالبہ کیا جاسکتا تھا۔ وہ امریکا کے خلاف قانونی لڑائی میں جیتنے والے تھے۔

ایک امریکی افسر نے کہا "پریشانی کی ایسی بات نہیں ہے۔ قیدی جیل سے فرار ہوتے رہتے ہیں۔ ہم ثابت کردیں گے کہ جس فرہاد کو قیدی بنایا گیا تھا' وہ واقعی فرار ہوگیا۔ ہماری ناکامی یہ ہے کہ فرار ہونے والے فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے میں گھسنے نہیں دیا جائے گا۔ ہم اپنی پلاننگ کے مطابق فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے میں نہ پہنچا سکیں گے نہ اس ادارے پر حملہ کرنے کا جواز پیدا کرسکیں گے۔"

دوسرے افسر نے کہا "قیدی فرہاد کو الپا نے اغوا کیا۔ الپا کو بابا صاحب کے ادارے کی امداد حاصل تھی۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ وہی اصل فرہاد تھا۔ وہ کل تک کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچنے والا ہے۔ اس ادارے والوں نے پہلے ہی اس کے لیے پناہ گاہ کا انتظام کررکھا ہے۔ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ وہ پناہ گاہ کہاں ہوسکتی ہے۔"

ایک اور افسر نے کہا "ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اور مختلف ممالک میں رہنے والے سراغ رساں یہ معلوم کرنے کی کوششیں کررہے ہیں۔ تمام ممالک کے ائرپورٹس' بندرگاہوں اور خشکی کے تمام راستوں کی نگرانی کی جارہی ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو بیمار ہے اور ہڈیوں کا ڈھانچا دکھائی دیتا ہے' اسے چیک کیا جائے گا۔ اس کے چور خیالات پڑھے جائیں گے۔ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ اس فرہاد کو ساؤتھ افریقہ سے باہر نہ نکلنے دیا جائے۔"

اب وہ اس ایک ڈمی فرہاد کی تلاش میں مصروف ہوگئے تھے۔ ان کے اپنے ڈمی فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانے والا منصوبہ ناکام ہوگیا تھا۔ تمام بڑے عالمی اداروں کی طرف سے پوچھا جارہا تھا کہ امریکا یہ کیسا ڈراما پلے کررہا ہے؟ وہ بابا صاحب کے ادارے سے ایک فرہاد کو قیدی بنا کر لے گیا تھا پھر اس کی قید سے دو فرہاد کیسے فرار ہوگئے؟

ایسے انڈر گراؤنڈ سیل میں جہاں سخت الیکٹرونک انتظامات کیے گئے تھے۔ وہاں سے ایک قیدی بھی فرار نہیں ہوسکتا تھا۔ جبکہ دو عدد قیدی فرہاد فرار ہوگئے تھے۔

وہ اپنی طرف سے یہ صفائی پیش کررہے تھے کہ ایک ہی فرہاد فرار ہوا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والے دوسرے فرہاد کے فرار ہونے کا ڈراما پلے کرکے اس معاملے کو الجھا رہے ہیں اور وہ جلد ہی اس ایک فرہاد کو گرفتار کرنے والے ہیں۔

یہ معاملہ اتنا دلچسپ اور اہم ہوگیا تھا کہ کوبرا اور راسپوٹین بھی ان دو عدد فرہاد سے دلچسپی لینے لگے۔ انہوں نے ازبکستان والے فرہاد کو عارضی طور پر نظرانداز کردیا۔ وہ بھی یہ معلوم کرنے لگے کہ وہ فرہاد کل تک کس ملک کے کس علاقے میں کس خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنے والا ہے۔ ایسے وقت اعلیٰ بی بی نے اسے مخاطب کیا "ہائے! میں ہوں۔ مس ان نون۔ کیا ہورہا ہے؟"

ٹھیک ایسے ہی وقت کوئی عورت راسپوٹین سے کہہ رہی تھی "یو شٹ اپ! کیا خود کو گلفام سمجھتے ہو۔ میں کوئی بکاؤ مال نہیں ہوں۔"

ادھر راسپوٹین نے اعلیٰ بی بی کی سوچ کی لہروں کو سنتے ہی سانس روک لی۔ اس عورت سے بولا "میری جان! میں تمہارے غصے کو پیار میں بدل سکتا ہوں لیکن پھر سہی۔ ابھی مجھے مصروف رہنا ہوگا۔"

وہ کسی حسین عورت کو پھانس رہا تھا۔ ایسے وقت کوئی بھی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تو وہ اسے بھگا دیتا لیکن اسے مس ان نون کی بہت ضرورت تھی۔ وہ اسے مخاطب کرتے

ہوئے بولا "سوری میں نے سانس روک لی تھی۔ تم میرے اندر آسکتی ہو۔"

اعلیٰ بی بی اس حسین عورت کے دماغ میں جگہ بنا چکی تھی۔ دوسری بار راسپوٹین کے اندر آکر بولی "شاید تم مصروف ہو۔ میں پھر کسی وقت آؤں گی۔"

"او۔ نو۔ میں نے مصروفیت ختم کردی ہے۔ تمہارے بارے میں سوچ رہا تھا۔ تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا تھا۔"

"میں جانتی ہوں' تم ان دو عدد فرہاد کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔"

"او گاڈ! تم کیسے جانتی ہو؟ تمہارے بارے میں امریکی افسران درست کہتے ہیں کہ تم جادو جانتی ہو۔ بے شک میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم ان کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

"میں دوسرے کو اہمیت نہیں دے رہی ہوں۔ صرف اس فرہاد کے پیچھے ہوں' جو کل تک کسی پناہ گاہ میں پہنچنے والا ہے۔"

"کیا تم اس کا تعاقب کررہی ہو؟"

"میں اس کے پیچھے کہاں بھاگتی پھروں گی۔ میں تو قاہرہ میں ہوں۔ میرا ایک آلہ کار اس کا تعاقب کررہا ہے۔"

راسپوٹین یہ سن کر چونک گیا کہ مس ان نون قاہرہ میں ہے۔ کیونکہ وہ بھی اس شہر کے ایک ہوٹل السوئز میں تھا۔ حقیقتاً وہ قاہرہ میں نہیں تھی۔ وہ اس حسین عورت کے دماغ سے یہ معلوم کرچکی تھی کہ وہ ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل سوئز میں ہے۔ وہاں کی وہ کاؤنٹر گرل بہت خوب صورت تھی۔ اس کا نام نبیلہ تھا۔ وہ نبیلہ میں دلچسپی لے رہا تھا اور وہ اس سے کترا رہی تھی۔

وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے کسی وقت بھی اپنے کمرے میں بلا سکتا تھا۔ اس لیے فی الحال اسے چھوڑ کر اعلیٰ بی بی سے اہم باتیں کررہا تھا۔ اس نے پوچھا "کیا وہ فرہاد تمہارے آلہ کار کی نظروں میں ہے؟"

"بے شک' وہ فرہاد کے ساتھ سفر کررہا ہے۔"

"کیا وہ کسی طیارے میں سفر کررہا ہے؟"

"سوری۔ یہ نہیں بتاؤں گی۔"

"یہ تو بتا دو' وہ مغرب کی طرف جارہا ہے یا مشرق کی طرف؟"

"وہ مشرق بعید کی طرف جارہا ہے۔ ابھی جنوبی ایشیا سے گزر رہا ہے۔"

"او گاڈ! مشرق بعید کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ہانگ کانگ جائے گا۔ مارلی کا قلعہ اس کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے۔ وہ اسی قلعے میں جائے گا۔"

"میں بھی یہی سمجھ رہی ہوں۔ وہ ضرور اس قلعے میں جائے گا۔"

"مس ان نون! تم بہت باکمال ہو۔ میں نے پہلے بھی خواہش ظاہر کی تھی۔ اب بھی یہی کہتا ہوں۔ ہم بہترین دوست بن سکتے ہیں۔"

"میں نے دوستی سے انکار نہیں کیا تھا لیکن یہ خیال دل سے نکال دو کہ تم کرونا کی طرح مجھے دوست بنا کر ٹریپ کرسکو گے۔"

"میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ تم مجھے دور دور رہنے کو کہو گی۔ میں تمہارے قریب نہیں آؤں گا لیکن ہمیں کبھی اتنی دور بھی نہیں رہنا چاہیے کہ ہم کبھی برے وقت میں ایک دوسرے کی مدد کے لیے فوراً نہ پہنچ سکیں۔"

"میں مانتی ہوں۔ ہم کسی ایک ملک' ایک شہر میں رہ سکتے ہیں لیکن کبھی ایک دوسرے کے روبرو نہیں آئیں گے اور نہ تم کبھی اس شہر میں مجھے تلاش کروگے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ تمہیں کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تم پر بھروسا کروں گی' تمہیں آزماؤں گی۔ تمہیں اپنا ایک راز بتاتی ہوں۔ میں پچھلے تین ماہ سے قاہرہ میں ہوں اور ایک طویل عرصے تک رہوں گی۔ یہاں میرا علاج ہورہا ہے۔"

"علاج۔۔۔؟ کیسا علاج؟"

"میں قمری مہینے کی ہر چودہویں رات کو ایب نارمل ہوجاتی ہوں۔ یہ وضاحت سے نہیں بتاؤں گی کہ ایب نارمل رہنے کے دوران میں کن حالات سے گزرتی ہوں۔ ایک بہت ہی معروف دماغی امراض کے ڈاکٹر نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ جب چودہویں کا چاند طلوع ہو تو مجھے کسی ساحل سمندر پر رہنا چاہیے۔ میں اس کے مشورے کے مطابق پچھلے تین مہینے سے دریائے نیل کے ساحل پر جاتی ہوں۔ جب چودہویں کا چاند طلوع ہوتا ہے تو میں ایب نارمل نہیں ہوتی۔ بالکل نارمل رہتی ہوں۔ سوچتی ہوں اب ہمیشہ نیل کے ساحل پر رہوں یا جب تک آسمان پر پورا چاند رہا کرے' میں یہاں رہوں پھر باقی دن اپنے ملک میں گزارا کروں۔"

وہ باتوں ہی باتوں میں یہ ظاہر کررہی تھی کہ آج کل قاہرہ میں دریائے نیل کے ساحل کے قریب کسی بنگلے یا ہوٹل میں ہے۔ وہ ہوٹل السوئز بھی نیل کے ساحل پر تھا۔ اعلیٰ بی بی

اس کاؤنٹر گرل نبیلہ کے ذریعے یہ معلوم کرچکی تھی کہ راسپوٹین اس ہوٹل کے ایک سوئٹ میں ہے۔

وہ بولا "تم مجھ پر بھروسا کررہی ہو۔ تم نے یہ بتایا ہے کہ قاہرہ میں ہو۔ آج کل میں پیرس میں ہوں۔ اگر اجازت دو تو کسی بھی پہلی فلائٹ سے قاہرہ آجاؤں۔"

"آجاؤ۔ جب دوستی کرنی ہی ہے تو دوستوں کو قریب نہ رہتے ہوئے بھی قریب رہنا چاہیے۔ ایک گھر میں نہ سہی' ایک شہر میں رہنا چاہیے۔ میں اتنی بڑی دنیا میں بالکل تنہا ہوں۔ اس شہر میں تمہاری موجودگی احساس دلائے گی کہ کبھی برے وقت میں کام آنے والا کوئی میرے قریب ہے اور ایک آواز میں مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔"

"میں وقت آنے پر ثابت کروں گا کہ تمہارا سب سے بڑا محافظ ہوں۔ کسی غرض یا لالچ کے بغیر تم سے دوستی نباہتا رہوں گا۔ میں آج رات تک کسی فلائٹ سے وہاں پہنچ رہا ہوں۔ جب تک تم اس شہر میں رہو گی' میں بھی وہیں رہوں گا۔"

اعلیٰ بی بی اس کے دماغ سے واپس آکر مسکرانے لگی۔ وہ بے لوث اور بے غرض دوستی کا دعویٰ کررہا تھا اور اس سے جھوٹ بول رہا تھا کہ وہ پیرس میں ہے۔ اب وہ نیل کے ساحل پر جاکر اسے تلاش کرتا رہے گا۔

اعلیٰ بی بی اس کاؤنٹر گرل نبیلہ کے ذریعے ہوٹل کے کچن میں پہنچ گئی تھی۔ کچن کے انچارج' تمام باورچی اور کئی ویٹرز کے دماغوں میں جگہ بناتی جارہی تھی۔ اسے انتظار تھا۔ راسپوٹین ہوٹل میں واپس آکر لنچ کرسکتا تھا یا رات کا کھانا کھاسکتا تھا۔ ایسے وقت وہ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرسکتی تھی۔

وہ واقعی نیل کے ساحلی علاقے میں آگیا تھا۔ وہ ساحل تقریباً دس میل تک اس طرح آباد تھا کہ وہاں امیر کبیر افراد کے بنگلے تھے' کئی مہنگے ہوٹل اور طرح طرح کی تفریح گاہیں اور نائٹ کلب وغیرہ تھے۔ وہاں مس ان نون کو ایک ہی دن میں تلاش نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پتا نہیں وہ کتنے عرصے تک وہاں بھٹکنے والا تھا۔ یہ بھٹکانے والی پر منحصر تھا۔ پتا نہیں وہ کس طرح اسے الو بنانے والی تھی۔

اس نے اسے تلاش کرنے کے دوران سوچا "فی الوقت فرہاد سے زیادہ مس ان نون اہم ہے۔ جب فرہاد اپنی پناہ گاہ میں پہنچے گا تو پھر اس کی طرف توجہ دی جائے گی۔ میں ساحل پر نظر آنے والی ہر عورت کے خیالات پڑھتا رہوں گا۔ آج نہیں تو کل یا دو چار دنوں میں ضرور ان نون تک پہنچ جاؤں گا۔"

اس نے ایک آلہ کار کے ذریعے امریکی افسران سے رابطہ کیا پھر کہا "میں راسپوٹین بول رہا ہوں۔ تم سب اپنے قیدی فرہاد کو ڈھونڈ رہے ہو کہ وہ کہاں ہے اور کس طرح چھپ کر اپنے کسی خفیہ اڈے میں پہنچنے والا ہے۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں وہ خفیہ اڈا معلوم کرچکا ہوں۔ کیا یقین کروگے؟"

سب نے چونک کر اس آلہ کار افسر کو دیکھا۔ اس کے اندر راسپوٹین تھا۔ ایک افسر نے پوچھا "کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

دوسرے نے کہا "وہ ابھی اپنی پناہ گاہ تک نہیں پہنچا ہے پھر تم نے کیسے معلوم کرلیا؟"

وہ بولا "مس ان نون نے اب تک کبھی کوئی غلط اطلاع نہیں دی۔ ہمیشہ صحیح معلومات فراہم کی ہیں۔ ان نون سے میری دوستی پکی ہوگئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ فرہاد مشرق بعید کی طرف سفر کررہا ہے۔ وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ ان نون کا ایک آلہ کار اس کا ہم سفر ہے۔ وہ اپنے آلہ کار کے ذریعے صحیح معلومات حاصل کررہی ہے۔"

ایک افسر نے کہا "مسٹر راسپوٹین! ہم تم سے آدھے گھنٹے بعد بات کریں گے۔ ابھی ہم اسے گھیرنے کے انتظامات میں مصروف رہیں گے۔ ہم اچھی طرح سمجھ گئے ہیں' وہ ماربی کے قلعے میں پناہ لے گا۔"

وہ تمام افسران اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اور اتحادی ممالک کے سربراہوں کو یہ دھماکا خیز خبر سنانے لگے۔ ان سے کہنے لگے کہ ہانگ کانگ اور وہاں کے تمام جنوبی جزیروں میں اپنے جاسوس پہنچادیں۔ فرہاد کے قلعے تک پہنچنے سے پہلے جزیرہ لن تاؤ میں چھاتا بردار گوریلا فوج اتاری جائے۔ وہ فوج اس ماربی کے قلعے کا محاصرہ کرے گی اور فرہاد کو وہاں جانے سے پہلے ہی گرفتار کرے گی۔

جنگ کے آثار پیدا ہوگئے تھے۔ تمام اتحادی ممالک کی فوجیں الرٹ ہوگئی تھیں۔ فرہاد کو قلعے کے اندر جانے سے روکنے کے لیے تمام دشمن حد سے گزر جانے والے تھے۔ یہ تو انہیں بعد میں معلوم ہونے والا تھا کہ ان کے تمام مستحکم انتظامات کرنے سے پہلے ہی فرہاد علی تیمور قلعے کے اندر پہنچا ہوا ہے۔

میں اپنی ڈمی بہت پہلے ہی وہاں پہنچا چکا تھا۔

ہانگ کانگ کی انتظامیہ کے عہدے دار یہ سن کر پریشان ہوگئے تھے کہ میں پناہ لینے کے لیے ماربی کے قلعے میں آرہا ہوں اور میرا راستہ روکنے اور مجھے دوبارہ گرفتار کرنے کے لیے امریکا اور اس کے اتحادی جزیرہ لن تاؤ میں گوریلا فوج پہنچانے والے ہیں۔

یہ اتنا آسان نہیں تھا۔ چین کی اجازت کے بغیر وہاں کوئی ملک اپنی فوج نہیں اتار سکتا تھا اور نہ ہی اپنے جاسوس اور سیکریٹ ایجنٹس بھیج سکتا تھا۔ میرے تمام دشمن ممالک چینی حکام سے اس سلسلے میں گفتگو کررہے تھے۔ ان سے کہہ رہے تھے کہ فرہاد دوسرے دن کسی بھی وقت اپنے قلعے میں جانے کے لیے جزیرہ لن تاؤ پہنچ سکتا ہے۔ یہ ایک رات ختم ہونے اور دوسرے دن کا سورج نکلنے سے پہلے انہیں عارضی طور پر اپنی فوج اتارنے کی اجازت دی جائے۔ فرہاد کو گرفتار کرتے ہی فوج واپس چلی جائے گی۔

چینی حکام راضی نہیں تھے۔ انہوں نے صاف کہہ دیا' ہماری حدود میں کسی بھی ملک کی فوج کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

امریکی اکابرین میں سے ایک حاکم نے کہا "فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والے اب آپ کے دوست نہیں رہے۔ انہوں نے آپ کو ٹرانسفارمر مشین تیار کرکے دی تھی۔ بعد میں اس مشین کو تباہ کردیا۔ آپ کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے ذریعے ناکارہ بنا دیا۔ اب فرہاد کے پاس منہ چھپانے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس لیے وہ آپ کے علاقے میں آرہا ہے۔ کیا آپ اسے گرفتار کرنے میں ہماری مدد نہیں کریں گے؟"

انہوں نے جواب دیا "فرہاد آپ کا مفرور قیدی ہے۔ ہمارے درمیان قیدیوں کے تبادلے کے سلسلے میں کوئی معاہدہ نہیں ہوا ہے اگر فرہاد اپنے قلعے میں آئے گا تو ہم اسے آپ کے حوالے نہیں کریں گے۔"

دوسرے چینی حاکم نے کہا "اس نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ہمیں فائدہ بھی پہنچایا اور نقصان بھی۔ وہ یہاں آئے گا تو ہم اس کا محاسبہ کریں گے لیکن اپنے علاقے میں آپ کی فوج یا کسی جاسوس کو آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

ہانگ کانگ اور اس کے تمام جنوبی جزیروں میں چین کی فوجیں کسی بھی صورت حال سے نمٹنے کے لیے تیار ہوگئیں۔ امریکا اور اس کے اتحادی ممالک سے آنے والے مسافر بردار طیاروں کی پروازیں بھی محدود کردی گئیں۔ ان ممالک سے آنے والے مسافروں کی سختی سے چیکنگ ہونے لگی۔ ان حالات میں میرے تمام دشمن بے دست و پا ہوگئے۔ یہ سمجھ گئے کہ مجھے قلعے میں پہنچنے سے روکنے کے لیے کوئی بہت بڑی کارروائی نہیں کرسکیں گے۔

اب وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے ہی میرے خلاف کچھ کرسکتے تھے۔ ہانگ کانگ میں ان کے بے شمار جاسوس تھے۔ نمبر سیون اور اس کے دوسرے خیال خوانی کرنے والے ساتھی اپنے سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچ گئے۔ ان میں سے کئی مقامی جاسوسوں کو جزیرہ لن تاؤ پہنچا دیا گیا۔ وہ جاسوس قلعے کے اندر گھسنے کی پلاننگ کرنے لگے۔

وہ قلعے کے اندر رہ کر وہاں پہنچنے والے فرہاد کو دیکھنا اور یقین کرنا چاہتے تھے۔ اس قلعے کے اہم افراد کو اپنا آلہ کار بنا کر مجھے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرنا چاہتے تھے اور یہ اسی وقت ممکن ہوتا' جب وہ قلعے کے اندر پہنچنے میں کامیاب ہوتے۔ ابھی وہ منصوبے بنا رہے تھے۔

چین کے اکابرین بابا صاحب کے ادارے والوں سے رابطہ کررہے تھے۔ انہیں یقین دلا رہے تھے کہ وہ جزیرہ لن تاؤ میں دشمنوں کو میرے خلاف کوئی بڑی کارروائی کرنے نہیں دیں گے۔ اگر وہ رازداری سے مجھے نقصان پہنچانا چاہیں گے تو ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

چینی حکمرانوں کے لیے یہ اچھا موقع تھا۔ وہ میرے کام آکر پہلے جیسی دوستی اور پہلے جیسا اعتماد قائم کرنا چاہتے تھے۔ ایک چینی حاکم نے کہا "ہم مسٹر فرہاد سے براہِ راست گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سے مسلسل رابطہ رہے اور ہم ان کے لیے سہولتیں فراہم کرتے رہیں۔"

بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم نے کہا "مسٹر فرہاد کو قید و بند کے دوران میں بڑی اذیتیں پہنچائی گئی ہیں۔ وہ جسمانی اور دماغی کمزوریوں میں مبتلا ہیں۔ ابھی خیال خوانی کے قابل نہیں ہیں۔ اس لیے آپ سے براہِ راست رابطہ نہیں کرسکیں گے۔ کچھ عرصے بعد رابطہ ممکن ہوسکے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ جب وہ ماربی کے قلعے میں آئیں گے تو ہم ان سے ملاقات کا شرف حاصل کریں گے۔"

"اس قلعے کا دروازہ ایک ہفتے تک بند رہے گا۔ کوئی اندر جاسکے گا اور نہ اندر سے کوئی باہر آسکے گا۔ آپ ایک ہفتے بعد ان سے ملاقات کرسکیں گے۔"

"بے شک انہیں قلعے میں پہنچ کر آرام کرنا چاہیے۔ ہم ایک ہفتے بعد ان سے ملاقات کریں گے۔"

چینی اکابرین کو اطمینان ہو گیا تھا۔ ہم سے دوبارہ دوستی کی راہیں ہموار ہو رہی تھیں۔ انہوں نے جزیرہ لن تاؤ میں اپنے جاسوس اور فوجی پہنچا کر اتنا سخت پہرا لگا دیا تھا کہ ایک پرندہ بھی قلعے کی طرف پرواز نہیں کر سکتا تھا۔

امریکا اور اتحادی ممالک کے جاسوس پریشان ہو گئے تھے۔ انہیں سزائیں دی گئی تھیں پھر ان کے ملکوں میں انہیں واپس بھیج دیا گیا تھا۔

ان کا منصوبہ بری طرح ناکام رہا تھا۔ وہ فرار ہونے والے فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانا چاہتے تھے۔ اس ادارے کی طرف سے اعلان کر دیا گیا تھا کہ جس فرہاد کو قیدی بنا کر عدالت میں پیش کرنے کے لیے لے جایا گیا ہے' اسے وہ عدالت سے باعزت بری کرائیں گے۔ اگر وہ فرہاد ادارے میں آنا چاہے گا تو اسے پھر عدالت میں پہنچا دیں گے۔

دوسرے دن مارلی کے قلعے میں رہنے والے فرہاد نے اعلان کیا کہ وہ قلعے کے اندر پہنچ گیا ہے۔ اب اسے کسی دشمن سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ پناہ لینے کے لیے کبھی بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جائے گا۔

اس طرح دشمنوں کی یہ خوش فہمی ختم ہو گئی تھی کہ وہ جلد ہی بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کر سکیں گے۔

نمبر سیون نے اپنے آرمی افسران سے کہا "جو ہماری قید میں تھا' وہی اصلی فرہاد تھا۔ ہم نے اصلی اور نقلی کی الجھنوں میں اسے اہمیت نہیں دی۔ فرہاد کی دوسری ڈمی بنانے میں مصروف رہے۔ الپا ہماری غفلت سے فائدہ اٹھا کر اصلی فرہاد کو ہماری قید سے نکال کر لے گئی۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم اس کے دماغ میں جاتے تھے۔ تم اسے اندر سے نہ سمجھ سکے کہ وہ اصلی ہے پھر ہم اسے کیسے سمجھ لیتے؟"

"تنویمی عمل کے ذریعے اس کا برین واش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد بھی وہ خود کو فرہاد کہتا رہا تھا۔ ہمیں یقین کر لینا چاہیے تھا لیکن ہم ازبکستان میں پناہ لینے والے فرہاد کی وجہ سے کشمکش میں مبتلا ہو گئے تھے۔"

"بہرحال ہم بری طرح ناکام رہے ہیں۔ ایک تو اصلی فرہاد ہاتھ سے نکل گیا۔ دوسرا یہ کہ ہم بابا صاحب کے ادارے کو نیست و نابود نہیں کر سکیں گے۔"

"ویسے اب یہ پوری طرح یقین ہو گیا ہے کہ مارلی کے قلعے میں پناہ لینے والا فرہاد اصلی ہے۔ پہلے بابا صاحب کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اور الپا جیسی خرانٹ عورت اس کی مدد کر رہی تھی۔"

"اب چین کے حکام اسے تحفظ دے رہے ہیں۔ اب وہ پوری طرح محفوظ ہے۔"

"دنیا کا کوئی بھی شخص موت سے چھپ کر محفوظ نہیں رہ سکتا۔"

نمبر سیون نے کہا "میں نے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں سے کہا ہے کہ اب وہ چینی فوج کے افسران اور ان کے سراغ رسانوں کے دماغوں میں جگہ بنائیں۔ ان کے ذریعے ہم میں سے کسی نہ کسی کو قلعے کے اندر فرہاد کے قریب پہنچنے کا موقع مل جائے گا۔"

چینی حکام نادان نہیں تھے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ آٹھ عدد امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے چینی افسران اور اعلیٰ عہدے داران کو آلۂ کار بنائیں گے لہٰذا ہانگ کانگ اور جزیرہ لن تاؤ میں یوگا کے ماہر افسران اور عہدے داران کو ڈیوٹی کے لیے تعینات کیا گیا تھا۔

گویا اب چین اور امریکا کے درمیان ٹھن گئی تھی۔ کھلم کھلا جنگ نہ سہی لیکن درپردہ ایک دوسرے کے خلاف کارروائیاں جاری تھیں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی یہ معلوم کر رہے تھے کہ خیال خوانی کرنے والے دشمن کہاں کہاں سے سرنگ بناتے ہوئے قلعے کے اندر پہنچنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے کوبرا اور راسپوٹین سے رابطہ کیا۔ ان سے کہا "اب تم لوگوں کو ازبکستان کے فرہاد کی طرف دھیان نہیں دینا چاہیے۔ مارلی کے قلعے میں رہنے والے فرہاد کے بارے میں تصدیق ہو چکی ہے۔ وہی اصلی ہے۔"

کوبرا نے اپنی بیوی اینجی سے وعدہ کیا تھا کہ میرے خلاف محاذ آرائی نہیں کرے گا لیکن اینجی کی لاعلمی میں مجھ پر حاوی ہونے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ مارلی کے قلعے پر قبضہ جمانا اور وہاں کا حاکم بن کر رہنا کوبرا کا پرانا خواب تھا۔

امریکی اکابرین چاہتے تھے کہ وہ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے کام آئے اور قلعے کے اندر اصلی فرہاد کی شہ رگ تک پہنچنے میں ان کی مدد کرے۔

اس نے معذرت کرتے ہوئے ان سے صاف کہہ دیا کہ وہ میرے خلاف محاذ آرائی میں ان کا شریک نہیں بنے گا اور مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا۔ اس فیصلے سے اس کی بیوی اینجی خوش ہو گئی تھی۔ اب وہ بڑی خاموشی سے چینی فوج کے افسران اور جاسوسوں کے دماغوں تک پہنچنے کی کوششیں کر رہا تھا۔

راسپوٹین نے امریکی اکابرین سے کہا "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ فرہاد مارلی کے قلعے میں پہنچنے والا ہے۔ اسے پہنچنے سے روک سکتے ہو تو روک لو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم نے یہ اہم اطلاع دی تھی لیکن ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ کیا تم اس کی مخالفت سے ڈر رہے ہو؟"

"میں نے ڈرنا نہیں سیکھا ہے۔ دراصل میں ایک اہم معاملے میں مصروف ہوں۔ جب تک اس معاملے سے نمٹ نہیں لوں گا۔ کسی دوسری طرف دھیان نہیں دوں گا۔"

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اعلیٰ بی بی نے راسپوٹین کو اپنی طرف الجھایا ہوا تھا۔ وہ ان دنوں قاہرہ کے ایک ہوٹل میں قیام پذیر تھا۔ اعلیٰ بی بی کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی۔ وہ انجان بن کر یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ خود آج کل قاہرہ میں دریائے نیل کے ساحل پر وقت گزار رہی ہے۔

راسپوٹین نے اس سے جھوٹ کہا کہ وہ پیرس میں ہے اور مس ان نون (اعلیٰ بی بی) سے دوستی کرنے قاہرہ پہنچنے والا ہے۔

اعلیٰ بی بی نے امریکی اکابرین اور دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر شدت سے یہ تجسس پیدا کر دیا تھا کہ یہ مس ان نون کون ہے؟ کہاں رہتی ہے؟ اور دوسروں کے اہم رازوں تک کیسے پہنچ جاتی ہے؟

کوئی یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ نوجوان لڑکی ہے یا عمر رسیدہ عورت؟ یہ شبہ کیا جا رہا تھا کہ الپا آواز بدل کر مس ان نون کے نام سے انہیں دھوکا دے رہی ہے۔ بعد میں یہ شبہ دور ہو گیا تھا۔ جب اعلیٰ بی بی ایک آلۂ کار کے ذریعے ان سے گفتگو کر رہی تھی' تب نمبر سیون نے الپا کو مخاطب کر کے اس سے باتیں کی تھیں۔ الپا کسی دوسری جگہ تھی۔ یہ ثابت ہو گیا تھا کہ الپا اور مس ان نون دو الگ ہستیاں ہیں۔

میں سونیا کے ساتھ ہانگ کانگ میں تھا۔ خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ چینی فوج اور سراغ رسانوں نے قلعے کے اطراف سخت پہرا لگا رکھا ہے۔ ہانگ کانگ کی پولیس بھی بڑی مستعدی سے میرے دشمن سراغ رسانوں کی بو سونگھتی پھر رہی تھی۔ میں بھی خیال خوانی کرتا رہتا تھا۔ سونیا وہاں کی انٹیلی جنس کے ڈی جی کی پرسنل سیکریٹری بن کر یہ معلوم کرنے کی کوششیں کر رہی تھی کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے قلعے تک پہنچنے کے لیے کن افراد کے دماغوں پر قبضہ جما رہے ہیں۔

میں نے ڈی جی کے دماغ پر قبضہ جما کر سونیا کو اس کی پرسنل سیکریٹری بنا دیا تھا۔ کوئی اسے سونیا کی حیثیت سے نہیں پہچانتا تھا۔ وہ ڈی جی اور دوسرے اعلیٰ عہدے داروں سے ملاقات کرنے والوں پر کڑی نظر رکھتی تھی۔ جس پر شبہ ہوتا تھا مجھے اس کے دماغ تک پہنچا دیتی تھی۔

ہمارے دشمن بڑے بڑے عہدے داروں کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں اپنا آلۂ کار بنا رہے تھے۔ سونیا نے کہا "میں جس کی پرسنل سیکریٹری ہوں' اسی پر مجھے شبہ ہے۔ یہ چینی فوج کے افسران سے فون کے ذریعے رابطہ کرتا رہتا ہے۔ جبکہ قلعے کے آس پاس ڈیوٹی پر رہنے والے افسران بہت سخت ہیں۔ وہ ہانگ کانگ انتظامیہ کے کسی عہدے دار سے گفتگو کرتے ہیں نہ کوئی تعلق رکھتے ہیں۔"

میں نے کہا "بے شک چینی فوج کے افسران بہت محتاط ہیں۔ وہ یہاں کے عہدے داروں سے بھی کترا رہے ہیں۔ میں ابھی ڈی جی کے اندر جا کر حقیقت معلوم کرتا ہوں۔"

ڈی جی سے میری پرانی واقفیت تھی۔ اب سے پہلے بھی میں اور سونیا ہانگ کانگ میں کافی عرصے تک رہ چکے تھے۔ وہاں کے اعلیٰ عہدے دار ہمیں بہت چاہتے تھے اور ہمیشہ ہماری خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ ڈی جی فرض شناس اور محبِ وطن تھا۔ وہ قانون کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا تھا۔

میں خاموشی سے اس کے اندر پہنچا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ پریشان ہے اس کی جوان بیٹی سوزی وان کہیں تفریح کے لیے گئی تھی۔ اسے اغوا کر لیا گیا ہے۔ ڈی جی کو دھمکی دی گئی تھی کہ بیٹی کے اغوا کے سلسلے میں کسی سے کچھ نہ کہے۔ ورنہ وہ اسے زندہ واپس نہیں ملے گی۔

سوزی وان کو اغوا کیوں کیا گیا تھا؟ کیا دشمن اسے کمزور بنا کر اس کے ذریعے قلعے میں پہنچنا چاہتے تھے؟

اس کی سوچ نے کہا "میرے اس دشمن کا تعلق فرہاد کے معاملات سے نہیں ہے۔ میرا وہ دشمن بدنام زمانہ مجرم ماسٹر ٹارپیڈو ہے۔ میں نے اس کے ایک دستِ راست کو گرفتار کر کے آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کیا ہے۔ اس پر مقدمہ چلے گا تو اسے سزائے موت ہو گی۔ اس کا مطالبہ ہے کہ میں اسے رہا کر دوں یا جیل سے فرار ہونے کا موقع دوں۔ اگر میں چوبیس گھنٹے کے اندر اس کا مطالبہ پورا نہیں کروں گا تو وہ میری بیٹی کی عزت سے کھیلنا شروع کر دے گا۔ اگر میں مزید چوبیس گھنٹے کے بعد بھی اسے رہا نہیں کروں گا تو ماسٹر

تارپیڈو میری بیٹی کو اذیتیں دے کر ہلاک کردے گا۔

پہلے چوبیس گھنٹے کی جو مہلت دی گئی تھی۔ ان میں سے نو گھنٹے گزر گئے تھے۔ صرف پندرہ گھنٹے رہ گئے تھے۔ ڈی جی کے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ اس سلسلے میں فرہاد سے مدد طلب کرنا چاہیے لیکن گزشتہ روز ڈی فرہاد نے مخصوص چینل کے ذریعے کہا تھا کہ امریکا میں قیدی بنا کر اسے اذیتیں پہنچائی گئی ہیں۔ اسے ہڈیوں کا ڈھانچا بنا دیا ہے اور وہ دماغی کمزوری کے باعث خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔

ڈی جی یہی سمجھ رہا تھا کہ میں بیمار ہوں۔ قلعے میں رہ کر اپنی توانائی بحال کر رہا ہوں۔ ان حالات میں اس کی مدد نہیں کرسکوں گا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ ان دنوں ماسٹر تارپیڈو ہانگ کانگ میں ہی ہے۔ فون کے ذریعے اس سے رابطہ کرتا ہے۔ بیس گھنٹے گزرنے کے بعد وہ پھر اسے فون کرے گا۔

میں بیس گھنٹے گزرنے کے بعد ڈی جی کے ذریعے تارپیڈو کی آواز سن سکتا تھا۔ اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔ اگر وہ یوگا کا ماہر ہوتا تو ناکامی ہوسکتی تھی۔ میں اس کے دستِ راست کے ذریعے اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکتا تھا۔ میں نے اسے فون کے ذریعے دستِ راست سے باتیں کرنے پر مائل کیا۔ اس نے فون پر جیلر سے کہا "قیدی نمبر دو سو سات سے باتیں کراؤ۔"

جب قیدی دو سو سات فون پر باتیں کرنے آیا تو میں اس کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ گیا۔ ماسٹر تارپیڈو کے اس دستِ راست کا نام اینڈی مائیکل تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ ماسٹر تارپیڈو اسے جان سے زیادہ چاہتا ہے۔ اس کی رہائی کے لیے وہ پورے ہانگ کانگ میں آگ لگا دے گا۔ قانون کے محافظوں کا جینا حرام کردے گا۔

اینڈی مائیکل کے خیالات نے بتایا کہ اس کا باس مسٹر تارپیڈو ایک سیاہ فام نیگرو ہے۔ وہ اہم ضرورت کے وقت ہی اس سے ملاقات کرتا ہے ورنہ روپوش رہتا ہے۔ اپنا چہرہ اور حلیہ بدلنے میں اسے مہارت حاصل ہے۔ کس وقت، کس ملک میں جا کر کس بھیس میں رہتا ہے' یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ عالمی شہرت یافتہ جاسوس اور انٹرپول والے بھی اس کی اصل صورت شکل سے اسے پہچان نہیں سکتے تھے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس کا اصل روپ کیا ہے۔

اینڈی مائیکل کی سوچ نے بتایا کہ وہ قد آور باڈی بلڈر ہے۔ میں سمجھ گیا' وہ یوگا کا ماہر ہوگا۔ مجھے اپنے اندر نہیں آنے دے گا۔ مجھے دوسرے ذرائع سے اس کی شہ رگ تک پہنچنا ہوگا۔

میں نے سونیا کو تارپیڈو کے متعلق بتایا۔ اس نے کہا "میں سمجھ رہی تھی کہ قلعے کے اندر پہنچنے کے لیے ڈی جی کو آلہ کار بنایا جا رہا ہے لیکن یہ معاملہ مختلف ہے۔ ماضی میں ڈی جی سے ہماری اچھی دوستی رہی ہے۔ ہمیں اس کے کام آنا چاہیے۔"

"ڈی جی کے خیالات نے بتایا ہے کہ اس کی بیٹی سوزی وان اپنی سہیلیوں کے ساتھ مکاؤ کی طرف جا رہی تھی۔ جب اسے اغوا کیا گیا ہے۔ اسے مکاؤ یا ہانگ کانگ کے کسی علاقے میں چھپا کر رکھا گیا ہوگا۔"

سونیا نے کہا "تارپیڈو نے پچھلی بار ڈی جی کو آفس میں فون کیا تھا۔ میں نے سی ایل آئی سے معلوم کیا' وہ فون ہانگ کانگ کے ایک علاقے سے کیا گیا تھا۔ میں اس علاقے میں گئی تھی ایکسچینج سے پتا چلا' وہ فون ایک ایسے مکان میں تھا' جہاں پے اِنگ گیسٹ آکر رہتے ہیں۔ اس مکان کے بوڑھے مالک نے بتایا' صبح ایک صحت مند اور قد آور شخص نے مکان کا ایک کمرا کرائے پر حاصل کیا تھا۔ وہ دو گھنٹے تک وہاں رہا اور وہاں کا فون استعمال کرتا رہا پھر وہاں سے چلا گیا۔ شاید رات کو واپس آئے گا۔"

میں نے کہا "تارپیڈو نے صرف فون استعمال کرنے کے لیے وہاں کا کمرا کرائے پر حاصل کیا ہوگا۔ اب وہ اس مکان میں واپس نہیں آئے گا۔ یہ جانتا ہے کہ انٹیلی جنس والے فون نمبر معلوم کرکے وہاں ضرور پہنچیں گے۔ آئندہ وہ کسی دوسری جگہ سے فون کرے گا۔"

سونیا اس وقت ڈی جی کے آفس میں تھی۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اس سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے فون کی گھنٹی سن کر کہا "جسٹ اے منٹ! ذرا فون اٹینڈ کرلوں۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو ڈی جی آفس۔۔۔"

دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی "ہیلو۔ تم ڈی جی کی پرسنل سیکریٹری ہو؟"

"جی ہاں۔ فرمائیے؟"

"بہت اسمارٹ ہو۔ آفس ڈیوٹی کے علاوہ جاسوسی بھی کرتی ہو۔ میرا سراغ لگانے اس بوڑھے کے مکان میں گئی تھیں؟"

وہ مسکرا کر بولی "تمہیں گرفتار کرانا ہوتا تو پولیس فورس کے ساتھ جاتی اور میں جاسوس نہیں ہوں۔ تمہاری فین ہوں۔ تم جرائم کی دنیا میں ایک ہیرو کی طرح مشہور ہو۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ تمہارے ساتھ کچھ وقت گزارنا

چاہتی تھی۔"

"تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں وہی ہوں' جس کی تم قدر دان ہو؟"

"میرا اندازہ غلط ہوسکتا تھا۔ اگر تم سے ملاقات ہوتی اور تم میرے آئیڈیل تارپیڈو نہ ہوتے تو میں مایوس ہوجاتی۔"

"بہتر ہے مایوس ہوجاؤ۔ اب تم سی ایل آئی میں میرا دوسرا فون نمبر دیکھ کر اس طرف آؤ گی تو زندہ واپس نہیں جاؤ گی۔"

"اگر میں تمہارے دستِ راست اینڈی کو جیل سے نکال کر تمہارے پاس پہنچا دوں تو کیا اس کے بعد بھی مجھے دشمن سمجھو گے؟"

"تم بہت بڑا دعویٰ کر رہی ہو۔ یہ بتاؤ' اینڈی کو کس طرح جیل سے نکالو گی؟"

وہ بولی "ڈی جی بوڑھا اور عیاش ہے۔ اگر میں اپنی جوانی کے شیشے میں اسے اتار لوں تو پھر وہ میرے اشاروں پر ناچے گا۔ تمہارے خاص آدمی کو جیل سے ضرور فرار کرائے گا۔"

"ہاں۔ یہ ماننے والی بات ہے۔ تم اسے شیشے میں اتار سکتی ہو؟"

"تمہارا کام ہوجائے گا تو مجھ سے ملاقات کرو گے۔"

"تم ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دو گی۔ انعام ضرور دوں گا۔ جو خواہش کرو گی اسے پورا کروں گا۔"

"میں تمہارے ساتھ کام کرنا چاہوں گی۔"

"ٹھیک ہے تمہاری یہ خواہش پوری ہوگی۔ تم سی ایل آئی میں میرے اس موبائل فون کا نمبر دیکھ رہی ہو۔ اس نمبر پر جب بھی رابطہ کرو گی' میں تم سے باتیں کروں گا۔"

"کیا یہ موبائل فون پہلے تمہارے پاس نہیں تھا؟"

"نہیں! ابھی میں نے ایک شخص سے اسے چھینا ہے۔ آج یہ میرے پاس رہے گا۔ کل اسے پھینک کر کوئی دوسرا فون کسی سے چھین لوں گا۔ اوکے میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا۔"

اس نے رابطہ ختم کردیا۔ میں نے کہا "تم نے اس سے دوستی کرنے کے لیے جال پھینکا ہے۔ وہ تمہیں آزمائے گا۔"

"اور میں آزمائش پر پوری اتروں گی۔ تم ڈی جی کو مجبور کرو' وہ اینڈی مائیکل کو جیل سے رہائی دلائے گا۔"

"اینڈی رہا ہوجائے گا لیکن تارپیڈو کبھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔ وہ تم سے جھوٹا وعدہ کر رہا ہے۔"

"جھوٹا وعدہ ہی سہی۔ جب اینڈی جیل سے فرار ہوگا تو تم اس کے اندر رہ کر تارپیڈو تک پہنچ سکو گے۔"

یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ میں نے ڈی جی کے اندر جا کر اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ بیٹی کی آبرو سلامت رکھنے کے لیے اسے تارپیڈو کے مطالبے کو تسلیم کرلینا چاہیے۔

جب تارپیڈو نے بیس گھنٹے بعد فون کیا تو ڈی جی نے کہا "آج آدھی رات کے بعد تمہارے دست راست اینڈی مائیکل کو جیل سے فرار ہونے کا موقع دیا جائے گا۔ تم میری بیٹی کو زندہ سلامت واپس کرو گے۔ اس کی آبرو پر کوئی حرف نہ آئے۔"

تارپیڈو نے کہا "تمہاری بیٹی سلامت رہے گی اور اس کی آبرو بھی۔ یہ بتاؤ' تم راضی کیسے ہوگئے؟"

ڈی جی نے میری مرضی کے مطابق کہا "میری پرسنل سیکریٹری جتنی حسین ہے اتنی ہی ذہین بھی ہے۔ میں اس کے مشورے پر عمل کر رہا ہوں۔ اس نے کہا ہے کہ وہ میری بیٹی کو واپس لائے گی۔ تم بتاؤ میری سیکریٹری کو کہاں آنا چاہیے۔"

"اسے کہیں آنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ سوزی وان خود ہی تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔"

"سوری' میں تم پر اندھا بھروسا نہیں کروں گا۔ جہاں تم سوزی وان کو میری سیکریٹری کے حوالے کرو گے' وہیں تمہارا دستِ راست اینڈی تمہارے حوالے کیا جائے گا۔"

وہ غرا کر بولا "تمہاری بے اعتمادی درست ہے۔ ہم بھی محتاط رہیں گے سوزی وان اور اینڈی کا تبادلہ سی پورٹ میں ہوگا۔ وہاں ہماری ایک اسپیڈ بوٹ میں سوزی وان ہوگی۔ وہ بوٹ سے اترے گی اور اینڈی اس میں سوار ہوگا۔ وہ بوٹ کھلے سمندر میں جائے گی۔ کیا اس طرح تبادلہ منظور ہے؟"

ڈی جی نے میری مرضی کے مطابق منظور کیا۔ یہ معاملات طے ہوگئے کہ آدھی رات کے بعد اینڈی کو جیل سے نکال کر صبح ہونے سے پہلے سوزی وان سے اس کا تبادلہ کیا جائے گا۔

اب میں اپنی چال چلنے کے لیے سوزی وان کے دماغ میں آگیا۔

○☆○

اعلیٰ بی بی نے خوب چال چلی تھی۔ راسپوٹین کو جھانسا دیا تھا کہ وہ قاہرہ میں دریائے نیل کے ساحل پر ہے اور اس سے دوستی کرسکتی ہے۔

راسپوٹین بھی قاہرہ میں تھا لیکن یہ ظاہر کر رہا تھا کہ پیرس میں ہے اور اس سے دوستی کرنے کی خاطر دوسری صبح

تک قاہرہ پہنچ جائے گا۔

اعلیٰ بی بی نے دوستی کی یہ شرط رکھی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے روبرو نہیں آئیں گے۔ ایک شہر میں رہتے ہوئے بھی صرف خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھیں گے۔ کبھی کوئی برا وقت آئے گا تو فوراً ایک دوسرے کی مدد کے لیے پہنچیں گے لیکن ایک دوسرے کا پتا ٹھکانا نہیں پوچھیں گے اور نہ ہی دھوکے سے اتا پتا معلوم کرکے کسی کو نقصان پہنچائیں گے۔

یہ حقیقت تھی کہ دو خیال خوانی کرنے والے دوستی کی آڑ میں ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں۔ جسے موقع ملتا ہے' وہ دوسرے کو ٹریپ کرکے اسے اپنا معمول اور محکوم بنالیتا ہے۔

راسپوٹین اعتماد کے قابل نہیں تھا۔ اس نے دوستی کی بات شروع ہوتے ہی یہ طے کرلیا تھا کہ دریائے نیل کے ساحل پر مس اَن نون (اعلیٰ بی بی) کو تلاش کرے گا پھر بڑی چالاکی سے اسے دماغی کمزوری میں مبتلا کرکے اسے اپنی معمولہ اور داشتہ بنائے گا۔

اسی لیے اس نے جھوٹ کہہ دیا کہ وہ پیرس میں ہے۔ تاکہ اعلیٰ بی بی ساحلی علاقے میں آزادی سے کہیں گھومتی پھرتی مل جائے۔ کسی بنگلے یا تفریح گاہ میں حکمتِ عملی کے ذریعے اسے پہچانا جاسکتا تھا۔ وہ جھوٹ اور فریب سے ہی قابو میں آسکتی تھی۔

اعلیٰ بی بی اس کے مکارانہ عزائم کو سمجھ رہی تھی۔ یہ جانتی تھی کہ وہ نیل کے ساحل پر ایک ہوٹل میں ہے۔ اس وقت وہ اعلیٰ بی بی کی تلاش میں نیل کے ساحل پر بھٹک رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے اس ہوٹل کے کچن میں کام کرنے والے اہم افراد کو آلہ کار بنالیا تھا۔ وہ لنچ یا ڈنر کے وقت کھانے کے لیے آتا تو وہ کچن میں کام کرنے والے کے ذریعے اس کے کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دیتی۔ اس طرح وہ راسپوٹین کو اپنا معمول بنالیتی۔

وہ دونوں دوست بن کر ایک دوسرے کے خلاف چالیں چل رہے تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اعلیٰ بی بی اس کے خلاف کیا کررہی ہے لیکن اعلیٰ بی بی نے اس کا پتا ٹھکانا معلوم کرلیا تھا اور کچن میں کام کرنے والوں کے ذریعے اس کی کھوپڑی میں پہنچنے والی تھی۔

اس نے جس ہوٹل میں قیام کیا تھا' وہاں نبیلہ نامی ایک حسین لڑکی استقبالیہ کاؤنٹر پر تھی۔ راسپوٹین کا دل اس پر آگیا تھا۔ اس نے ایک رات کے لیے دوستی کرنی چاہی تو نبیلہ ناراض ہوگئی۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ وہ کوئی بازاری لڑکی نہیں ہے۔

ایسے وقت اعلیٰ بی بی نے راسپوٹین سے دماغی رابطہ کرتے ہی نبیلہ کی آواز سن لی تھی پھر نبیلہ کے اندر رہ کر اس ہوٹل کے دوسرے اہم افراد کو آلہ کار بناتی رہی تھی۔

راسپوٹین یہ نہ جان سکا کہ وہ نبیلہ کو اپنا معمول بناچکی ہے۔ وہ تو مس ان نون جیسی تیز طرار ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اپنی داشتہ بنانے کی دھن اسے تلاش کررہا تھا۔ دریائے نیل کے ساحل پر کئی کلو میٹر تک آبادی تھی۔ ساحلی کاٹیج اور بے شمار تفریح گاہیں تھیں۔ وہاں کسی اجنبی چہرے والی کو ایک ہی دن میں تلاش نہیں کیا جاسکتا تھا۔

پھر بھی وہ جوان اور بوڑھی عورتوں کے دماغوں میں جھانک رہا تھا۔ ایک خیال یہ تھا کہ دوسروں کے اہم راز معلوم کرنے والی' دور کی کوڑی لانے والی ان نون کوئی عمر رسیدہ عورت ہوگی لیکن اس کی شوخی اور کھنکتی ہوئی آواز بتاتی تھی کہ وہ کوئی نوخیز جوان لڑکی ہے۔ اسے ڈھونڈ نکالنے کے بعد ہی اس کی اصلیت معلوم ہوسکتی تھی۔ اسی لیے وہ جوان اور بوڑھی سبھی عورتوں کو ٹٹول رہا تھا۔

ہماری دنیا کی آبادی چھ ارب سے کچھ زیادہ ہے۔ ان میں سے ہر انسان کے اندر گھس کر معلوم کیا جائے تو اس کی اپنی ایک کہانی ہوتی ہے۔ کسی کی کہانی یونہی عام سی ہوتی ہے۔ کسی کی بہت ہی دلچسپ ہوتی ہے۔ اگر ہر شخص کے دماغ میں گھس کر اس کی کہانی پڑھی جائے اور لکھی جائے تو میری یہ داستان قیامت تک ختم نہیں ہوگی۔

وہ صبح سے مس اَن نون کو تلاش کررہا تھا۔ کتنے ہی دماغوں کو پڑھتا ہوا شام تک ایک حسین دوشیزہ کے اندر پہنچا۔ جو حسینہ اسے پسند آجاتی تھی' وہ اس کے اندر پہنچ کر اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرلیتا تھا۔ اس حسینہ میں بھی بلا کی کشش تھی۔ اس کا نام مونا تھا وہ اس اعتبار سے دلچسپ تھی کہ وہ تنہائی میں مرد کی قربت سے ڈرتی تھی۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش ہوگئی تھی کہ مرد اکیلے میں بڑے پیار سے بڑی تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ اس نے طے کرلیا تھا' کبھی کسی سے شادی نہیں کرے گی اور نہ ہی کسی کو دوست بنائے گی۔

یہ فیصلہ کرنے کے باوجود اس کے اندر قدرتی تقاضے مچلتے تھے وہ کشمکش میں رہتی تھی کہ کسی ساتھی کے بغیر پہاڑ جیسی جوانی کیسے گزارے گی۔

ایک خرانٹ عورت نے مشی مونا کی پریشانی معلوم

کرنے کے بعد کہا "تم پریشان کیوں ہوتی ہو؟ یہ تو اچھا ہی ہے کہ مرد کی محبت نہیں چاہتیں۔ یہ مرد جھوٹے اور فریبی ہوتے ہیں۔ ان سے دور ہی رہنا چاہیے۔"

"مگر میری تنہائی مجھے مارے ڈالتی ہے۔" مشی مونا نے اس عورت کی بات سن کر کہا "مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟"

اس عورت نے کہا "میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارے مسئلے کا حل بتاتی ہوں۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لے آئی۔ اسے آغوش میں لے کر پیار کرنے لگی۔ مشی مونا نے آنکھیں بند رکھتے ہوئے محسوس کیا جیسے کوئی مرد اس کے قریب آگیا ہے۔ کچھ ہی دیر میں اس عورت کا جادو سر چڑھ کر بولنے لگا۔ مشی مونا سرشار ہوگئی۔ جادو اترا تو وہ نڈھال ہوچکی تھی۔ اس عورت نے پوچھا "اب بولو۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی جیون ساتھی کی ضرورت ہے؟"

مشی مونا شرما کر اس سے لپٹ گئی پھر اس عورت سے گہری دوستی ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد اسے اپنے اندر کچھ عجیب سی بے چینی محسوس ہونے لگی۔ اس عورت سے بھرپور پیار اور محبت ملنے کے باوجود اسے اپنے اندر خلا سا محسوس ہونے لگا۔ کوئی کمی محسوس ہونے لگی۔

راسپوٹین اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ اس کے حسن و شباب سے متاثر ہوا تھا۔ یہ خیال آیا تھا کہ وہ مس ان نون ہوسکتی ہے لیکن خیالات پڑھنے کے بعد اس جوان لڑکی کا مسئلہ دلچسپ لگا۔ اس نے سوچا' مشی مونا زبردست ہے۔ میں اس کے اندر کسی ساتھی کی شدید خواہش پیدا کروں گا تو یہ پکے ہوئے پھل کی طرح میری آغوش میں آجائے گی۔

اس وقت وہ ایک ساحلی ریسٹورنٹ میں تھا۔ وہاں کئی عورتیں تھیں۔ اس نے فیصلہ کیا پہلے ان کے دماغوں میں جاکر مس ان نون کو تلاش کرے گا پھر وہاں کسی کرائے کا کاٹیج میں مشی مونا کو اپنے زیر اثر لاکر ایک رنگین شام گزارے گا۔

اسے جتنی بھی عورتیں اور حسین لڑکیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ ان کے دماغوں میں باری باری جانے لگا۔ اپنی مصروفیات کے باعث اپنے ہوٹل میں لنچ کے لیے نہ جاسکا۔ اعلیٰ بی بی نے اپنے آلہ کاروں کے ذریعے معلوم کیا۔ وہ ہوٹل میں واپس نہیں آیا تھا۔ ویسے اطمینان تھا کہ رات کو کھانے اور سونے کے لیے ضرور آئے گا۔ اس وقت اس سے نمٹ لیا جائے گا۔

دریائے نیل کے ساحل پر حسینوں کا میلہ لگا رہتا تھا۔ ان حسیناؤں کے دماغوں کو پڑھتے پڑھتے عمر گزر جاتی لیکن میلہ ختم نہ ہوتا۔ راسپوٹین نے ایک اور حسینہ کو دیکھا۔ وہ ایک سہیلی کے ساتھ تھی۔ اس کے بدن کی خوب صورتی دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کسی ہیلتھ کلب میں ورزش کرتی ہے اور اپنے بدن کو خوب سے خوب تر بنائے رکھتی ہے۔ ایسی لڑکیاں یوگا کی ماہر بھی ہوتی ہیں۔ راسپوٹین نے سوچا' اگر وہ یوگا جانتی ہے تو پھر یہ مس ان نون ہوسکتی ہے۔ اس کے اندر ضرور پہنچنا چاہیے۔

اس نے پہلے اس کی سہیلی کے دماغ کو پڑھا۔ سہیلی کی سوچ نے بتایا اس خوب صورت بدن والی کا نام نینسی ہے۔ آج صبح ہی نینسی سے دوستی ہوئی تھی لہٰذا وہ اس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتی تھی۔ اتنا معلوم تھا کہ وہ کئی منٹ تک سانس روک لیا کرتی ہے اور اس نے مارشل آرٹ میں بھی بڑی مہارت حاصل کررکھی ہے۔

راسپوٹین کی بے چینی بڑھ گئی۔ اسے یقین کی حد تک شبہ ہوا کہ وہی مس ان نون ہے۔ کسی طرح اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کی اصلیت معلوم کرنی چاہیے۔

وہ نینسی کی میز پر آکر بولا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

وہ بولی "اگر کوئی ضروری بات کرنی ہو تو بیٹھ سکتے ہو۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "میں ایک نجومی ہوں۔ یہاں ساحلی علاقے میں لوگوں کے ہاتھ دیکھتا ہوں۔ ان کی زندگی کے حالات بتاتا ہوں۔ اس طرح میری کمائی ہوتی رہتی ہے۔"

نینسی نے مسکرا کر کہا "عورتوں کو اپنے مستقبل کی بڑی فکر ہوتی ہے۔ مجھے بھی ہے۔ میں معلوم کرنا چاہوں گی کہ میرے آنے والے دن کیسے ہوں گے۔"

اس نے اپنی داہنی ہتھیلی اس کی طرف بڑھائی۔ وہ بولا "داہنی نہیں' بائیں ہتھیلی۔ عورتوں کا بایاں ہاتھ دیکھا جاتا ہے۔"

اس نے بائیں ہتھیلی بڑھائی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اسے تھام کر بولا "اس ہاتھ کو چھو کر اندازہ ہوتا ہے کہ تم عام لڑکیوں کی طرح نازک نہیں ہو۔ ہاتھ کی یہ لکیر بتاتی ہے کہ لمبی عمر ہے لیکن زندگی آسان نہیں ہے۔ بڑی دشواریوں کا سامنا کرتی رہو گی۔"

وہ بولی "ماضی میں بھی دشواریوں کا سامنا کیا ہے۔ آج کل حالات کچھ بہتر ہیں۔ اب تم مستقبل سے ڈرا رہے ہو۔"

وہ بولا "تم ڈرنے والی نہیں ہو۔ بڑی دلیری اور ذہانت سے زندگی گزار رہی ہو۔ تمہارے اندر ایک غیر معمولی

صلاحیت ہے۔ اس صلاحیت کے ذریعے تم دوسروں کے بھید معلوم کرلیتی ہو۔"

"تعجب ہے۔ مجھ میں تو ایسی کوئی صلاحیت نہیں ہے!"

"تم اس صلاحیت کو دنیا والوں سے چھپاتی ہو۔ مجھ سے بھی چھپا رہی ہو۔ جبکہ تمہارے ہاتھ کی یہ لکیر صاف طور سے کہہ رہی ہے کہ تم اپنی اس غیر معمولی صلاحیت سے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرتی ہو۔ بہتر ہے تم مجھ سے نہ چھپاؤ۔"

وہ بولی "ذرا ٹھہرو۔ مجھے سوچنے دو۔ آخر میرے اندر ایسی کون سی صلاحیت ہے؟"

وہ سر جھکا کر سوچنے لگی۔ ٹھیک اسی وقت اعلیٰ بی بی نے راسپوٹین سے رابطہ کرنا چاہا۔ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے اندر آئی تو وہ مسکرا کر نینسی کو دیکھتے ہوئے بولا "ہیلو مس ان نون! تمہارا اصل نام نینسی ہے۔"

ادھر نینسی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ادھر اعلیٰ بی بی ہنستے ہوئے بولی "تم مجھے نینسی کیوں کہہ رہے ہو؟"

نینسی نے حیرانی سے پوچھا "تم مجھے مس ان نون کیوں کہہ رہے ہو؟"

وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا "تم اس وقت میرے سامنے بھی بیٹھی ہو اور میرے دماغ میں بھی ہو۔"

وہ پھر حیرانی سے بولی "میں تمہارے دماغ میں بھی ہوں؟ یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں؟ تم کیسے نجومی ہو؟"

وہ ہنسنے لگی۔ ادھر اعلیٰ بی بی اس کے دماغ میں ہنستے ہوئے بولی "واہ مسٹر راسپوٹین! تم سمجھ رہے ہو' وہ سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی میں ہوں۔"

وہ الجھ سا گیا۔ نینسی سے بولا "اگر تم مس ان نون نہیں ہو تو مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔"

وہ حیرانی سے بولی "کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟ میں نے اس علم کے بارے میں پڑھا ہے اور بہت کچھ سنا ہے۔ پلیز میرے اندر آؤ۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ کوئی دماغ کے اندر کیسے آتا ہے؟ کیسے بولتا ہے؟"

وہ دوسرے ہی لمحے نینسی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بے چینی محسوس کرتے ہوئے بولی "میرا جی چاہتا ہے' سانس روک لوں۔ عجیب سی بے چینی ہے۔"

وہ اپنے احساسات بیان کررہی تھی۔ راسپوٹین نے اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرلیا کہ وہ مس ان نون نہیں ہے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "تم اس کے اندر ہو۔ یہ دیکھ رہے ہو کہ وہ خیال خوانی نہیں کررہی ہے اور میں تمہارے اندر رہوں۔"

وہ بولا "ہاں۔ مغالطہ ہوا تھا۔"

"اور تم خوش ہوگئے تھے کہ میرے قریب پہنچ گئے ہو۔"

"تم سمجھ سکتی ہو۔ میں کسی پلاننگ سے نینسی کے پاس نہیں آیا تھا۔ یہ مجھے اچھی لگ رہی تھی۔ میں اس سے دوستی کرنا چاہتا تھا۔"

"تم نے وعدہ کیا ہے' کبھی دھوکے سے قریب نہیں آؤ گے اور مجھے ٹریپ نہیں کرو گے۔"

"تم آئندہ دیکھو گی۔ میں اپنی زبان پر قائم رہوں گا۔"

"تم نے کہا تھا' پیرس میں ہو' پھر نیل کے ساحل پر کیسے پہنچ گئے؟"

"ابھی دو گھنٹے پہلے ایک فلائٹ سے آیا ہوں۔ تمہیں جب بھی مجھ پر شبہ ہو تو وضاحت طلب کیا کرو۔ اس طرح میں صفائی پیش کرکے تمہاری غلط فہمی دور کیا کروں گا۔ بائی دا وے ابھی کس لیے رابطہ کیا ہے؟"

"تم سے یہ پوچھنے آئی تھی کہ قاہرہ کب پہنچ رہے ہو؟ تم تو پہنچ ہی گئے ہو۔ یہ نینسی بہت خوب صورت ہے۔ انجوائے کرو۔ میں پھر کسی وقت رابطہ کروں گی۔"

خاموشی چھا گئی۔ وہ جا چکی تھی۔ نینسی نے پوچھا "تم بڑی دیر سے خاموش ہو۔ کیا سوچ رہے ہو؟ میں تمہیں اپنے اندر محسوس نہیں کررہی ہوں۔"

راسپوٹین خطرہ محسوس کرنے لگا۔ اس کا تجربہ کہہ رہا تھا کہ مس ان نون نے نینسی کی باتیں سنی ہیں' اب وہ نینسی کے اندر رہ کر اس کے ذریعے معلومات حاصل کرتی رہے گی کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے۔

وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا "سوری' مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔"

وہ بھی اٹھتے ہوئے بولی "ایسا بھی کیا ضروری کام ہے؟ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

اس کا شبہ یقین میں بدلنے لگا کہ مس ان نون نینسی کے اندر رہ کر لگاوٹ ظاہر کررہی ہے۔ اس کے ساتھ اس کی رہائش گاہ تک پہنچنا چاہتی ہے۔ وہ بولا "مس ان نون! تمہیں نینسی کے ذریعے میرا پیچھا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ سراسر وعدہ خلافی ہوگی۔"

نینسی نے حیرانی سے پوچھا "تم مجھے بار بار مس ان نون کیوں کہتے ہو؟ میں نینسی ہوں۔ میرے خیالات پڑھ کر معلوم کرلو۔"

"مجھے خیالات پڑھنے کی فرصت نہیں ہے۔ میں صرف ...چاہتا ہوں کہ تم میرے پیچھے نہ آؤ۔ اگر آؤ گی تو میں نینسی ...ملنے پھرنے اور تعاقب کرنے کے قابل نہیں چھوڑوں ..."

...نینسی سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا ...ریسٹورنٹ کے باہر آگیا۔ ریسٹورنٹ کے باہر چھپ کر نینسی کو ...دیکھنے لگا۔ وہ اپنی میز پر سہیلی سے باتیں کررہی تھی۔ یہ ...گمان ہوا کہ ان نون اس کے اندر رہ کر اس کا تعاقب ...کررہی ہے۔ وہ وہاں سے دور چلا آیا۔

...اس وقت خیال خوانی مہنگی پڑنے والی تھی۔ اعلیٰ بی بی ...کے ذریعے اس کا تعاقب کرسکتی تھی۔ کسی کو آلہ کار ...کر اسے زخمی کرسکتی تھی لیکن اس نے ایسی غلطی نہیں کی۔ ...جانتی تھی کہ راسپوٹین اس پر شبہ کرے گا۔ یوں بھی نینسی ...آلہ کار بنانا ضروری نہیں تھا۔ راسپوٹین جس ہوٹل میں ...وہاں اعلیٰ بی بی نے اسے شکنجے میں لینے کے لیے مضبوط ...جال بچھا رکھا تھا۔

راسپوٹین نے ایک گھنٹے بعد نینسی کے دماغ میں پہنچ کر ...اپنی تسلی کی۔ وہ ہیلتھ کلب میں ورزش کررہی تھی۔ خوش ...ہوکر بولی "تم وہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو۔ میں تمہیں ...اپنے دماغ میں محسوس کررہی ہوں۔"

راسپوٹین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے خیالات ...پڑھ کر مطمئن ہوکر خاموشی سے چلا آیا اور اس بات سے توبہ ...کی کہ آئندہ اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کسی پر ظاہر نہیں ...کرے گا۔ رازداری سے خیال خوانی کرتا ہوا مس ان نون ...تک پہنچ کر اسے ٹریپ کرے گا۔

وہ خیال خوانی کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ اب ذرا تفریح ...کرنا چاہتا تھا۔ مشی مونا اس کی تفریح کا سامان بن سکتی تھی۔ ...وہ اس کے اندر پہنچ گیا۔

...وہ سمندر کے کنارے کنارے ٹھنڈی ریت پر چل رہی ...تھی۔ وہاں دور دور تک کتنی ہی عورتیں' مرد' بچے اور ...بوڑھے سمندر کی لہروں سے کھیل رہے تھے اور طرح طرح کی ...حرکات میں معروف تھے۔ وہ تنہا تھی۔ راسپوٹین نے اس ...کے اندر پہنچ کر محسوس کیا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ کوئی اس کے ...اندر بول رہا ہے۔

راسپوٹین محتاط ہوگیا۔ بالکل خاموش رہا۔ نینسی کے ...وہاں جاکر مس ان نون سے ٹکراؤ ہوا تھا۔ یہاں مشی مونا کے ...اندر کسی اجنبی خیال خوانی کرنے والے کا سراغ مل رہا ...تھا۔ وہ کہہ رہا تھا "تم اپنے اندر میری آواز سن کر حیران ہورہی ہو۔ میری جان! اپنی حیرانی دور کرو۔ یہ ٹیلی پیتھی ہے۔ میں تمہیں دیکھ کر دیوانہ ہوگیا ہوں۔"

وہ اپنے اندر ایک پرائی آواز سن کر پریشان ہورہی تھی۔ سہم کر بول رہی تھی "تم کون ہو؟ میرے اندر سے چلے جاؤ۔ پلیز چلے جاؤ۔"

"میں جانتا ہوں' تم کسی بھی مرد کی قربت سے گھبراتی ہو۔ تمہیں ڈرنا نہیں چاہیے۔ دیکھو' میں تمہارے اندر گھس آیا ہوں اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا ہوں۔"

"یہ تمہاری مہربانی ہے۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ پلیز چلے جاؤ۔"

"میں چلا جاؤں گا لیکن تم میرے پاس آؤ گی۔"

"میں نہیں آؤں گی۔ تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا پیچھا چھوڑ رہا ہوں۔ تم خود ہی میرے پاس آؤ گی۔"

اس کے اندر خاموشی چھا گئی۔ وہ بولنے والا یوں چپ ہوگیا تھا جیسے چلا گیا ہو۔ راسپوٹین سوچنے لگا' وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا عاشق کون ہوسکتا ہے؟ اب سے پہلے اس نے ایسی آواز اور لب و لہجہ نہیں سنا تھا۔ یہ اندازہ ہورہا تھا کہ وہ امریکا کے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی ہوگا۔

وہ جو بھی تھا۔ راسپوٹین کے لیے ایک بہترین موقع فراہم کررہا تھا۔ اپنی عاشق مزاجی کے باعث راسپوٹین کی گرفت میں آسکتا تھا۔

مشی مونا چلتے چلتے ایک دم سے ٹھٹک گئی۔ وہ اچانک ہی سامنے آگیا۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹنا چاہتی تھی لیکن اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرپا رہی تھی۔ وہ دماغ پر چھا گیا تھا۔

وہ بولا "تمہیں میری قربت سے بھاگنا چاہیے ... گئی ہو۔ ٹھہر گئی ہو۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "مجھے کیا ہوگیا ہے۔ میں دور ... چاہتی ہوں مگر نہیں ہورہی ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "کبھی نہ کبھی مرد کی ضرورت پڑتی ہے۔ آج میں تمہارے لیے ضروری ہوگیا ہوں۔ ابھی تم میرے اور قریب آؤ گی۔"

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے بالکل قریب ہوگئی۔ اس کا ذہن اندر سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "میں اس کی گردن میں باہیں ڈالوں گی۔ اس کے سینے سے لگ جاؤں گی۔ اس سے لپٹ جاؤں گی مگر نہیں۔ نہیں۔۔۔"

وہ انکار کرتے کرتے اس سے لپٹ گئی۔ دیوانہ وار اسے چومنے لگی۔ وہ اسے دبوچ کر پیار کا جواب پیار سے دینے لگا۔

راسپوٹین دور سے اپنے شکار کی عیاشی کا تماشا دیکھ رہا تھا اور مشی مونا کے اندر رہ کر اس کی شہ رگ کے قریب پہنچا ہوا تھا۔ مشی مونا اس کے ساتھ جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ راسپوٹین کی مرضی کے مطابق بولی "میں تمہارے اتنے قریب آگئی ہوں۔ یہ تو بتاؤ، تم کون ہو؟"

وہ بولا "پوچھ کر کیا کرو گی۔ اتنا یاد رکھو کہ میں تمہاری زندگی کا پہلا مرد ہوں۔"

"میں نام پوچھ رہی ہوں۔"

"ایکس، وائی، زیڈ کسی بھی نام سے پکار لو۔"

"چلو یہی بتا دو۔ تم نے یہ ٹیلی پیتھی کہاں سے سیکھی؟"

"جہاں سے بھی سیکھی، تمہارے اندر ڈوب جانے کے لیے سیکھی۔"

"کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا۔"

"میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ جسے چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں۔ جو نہ ملے اسے چھین لیتا ہوں۔"

"کوئی تمہیں بھی تم سے چھین سکتا ہے۔ کیا امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ہو۔"

وہ ایک دم چونک کر اس سے الگ ہو گیا۔ اسے گھور کر بولا "میں تمہارے خیالات پڑھ چکا ہوں۔ تم ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھیں۔ اب تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ امریکا میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟"

وہ دونوں بانہیں پھیلا کر بولی "میری عزت لوٹنے والے! جو نہ ملے اسے چھین لیتے ہو۔ گھبرا کیوں گئے۔ آؤ چھین لو۔"

وہ اسے جھنجوڑ کر بولا "میری بات کا جواب دو! ابھی تم کیا کہہ رہی تھیں؟"

"میں نہیں کہہ رہی تھی۔ میرے اندر کوئی کہہ رہا ہے۔ تم تو کسی سے نہیں ڈرتے ہو۔"

وہ سہم کر پھر پیچھے ہٹ گیا۔ بے یقینی سے بولا "کیا تمہارے اندر کوئی بول رہا ہے۔"

"ڈرتے کیوں ہو؟ تھوڑی دیر بعد وہ تمہارے اندر بولے گا۔"

وہ پیچھے ہٹتے ہوئے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ ایک طرف تو سمندر ہے۔ باقی تین اطراف سے دشمن آ سکتا تھا۔ اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج رہی تھی۔ دشمن کہیں سے بھی آ سکتا تھا۔ آس پاس اور دور تک عورتوں مردوں اور بچوں بوڑھوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کے درمیان سے چھپ کر آنے والے کو دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔

وہ پلٹ کر وہاں سے بھاگنے لگا۔ اگرچہ بزدل نہیں تھا۔ جیب میں ریوالور بھی تھا لیکن وہ کسے گولی مارتا؟ کس کا مقابلہ کرتا؟ اس وقت چھپنے والے کا پلڑا بھاری تھا۔ مشی مونا اس کے پیچھے دوڑتی آ رہی تھی۔ صاف سمجھ میں آ رہا تھا کہ دشمن اس کے اندر رہ کر پیچھا کر رہا ہے۔

وہ بھاگتے بھاگتے ریوالور نکال کر بولا "چلی جاؤ۔ میرے پیچھے نہ آؤ۔"

"میں آؤں گی۔ مجھے گولی مارو گے تو اس ہجوم میں پکڑے جاؤ گے۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ رک جاؤ۔"

وہ رک نہیں سکتا تھا بھاگتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ فائر کرتے ہی تمام لوگوں کی نظروں میں آجائے گا۔ قانون کے محافظوں سے چھپ نہیں سکے گا۔ سیکڑوں چشم دید گواہ ہوں گے۔ وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ بھاگ سکتا تھا نہ رک سکتا تھا اور نہ ہی پیچھا کرنے والی کو گولی مار سکتا تھا۔ یہ خطرہ تھا کہ مشی مونا کے اندر چھپ کر آنے والا، باہر بھی کہیں ہے اور وہ کسی وقت اسے گولی مار سکتا ہے۔

اپنے بچاؤ کے لیے کچھ تو کرنا ہی تھا۔ وہ ایک لڑکی کا قاتل نہیں بننا چاہتا تھا۔ اس نے ایک جگہ رک کر ہوائی فائر کیا۔ عورتیں اور بچے چیخنے اور بھاگنے لگے۔ مشی مونا بھی سہم کر رک گئی پھر راسپوٹین نے اسے آگے بڑھنے پر مجبور کیا۔ وہ اس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی "کیا گولی مارو گے؟ تو مار دو۔ میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ ہاتھ اٹھا کر بولا "رک جاؤ۔ پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو؟"

"میں مشی مونا ہوں۔ مجھ سے کیوں ڈر رہے ہو؟"

"میں تم سے نہیں، اس سے بول رہا ہوں، جو تمہارے اندر چھپا ہوا ہے۔"

"یہ کہہ رہا ہے، پہلے تم بتاؤ کون ہو۔ ایک فائر کر کے پھنس گئے ہو۔ قانون کے محافظ آتے ہی ہوں گے۔"

"او گاڈ! میں تو بھول ہی گیا تھا۔" وہ پھر پلٹ کر بھاگنے لگا۔

راسپوٹین نے سوچا۔ وہ اپنے خیال خوانی کرنے والے ساتھیوں کو مدد کے لیے بلا سکتا ہے۔ اگر وہ آئیں گے تو اسے زخمی کرنے کے بعد ان پر تنویمی عمل نہیں کیا جا سکے گا۔ اس کے ساتھی تنویمی عمل کا توڑ کرنے لگیں گے۔

وہ ایک کاٹیج کے پیچھے چھپا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔ فوراً ہی ریوالور نکال کر اس نے گولی چلا دی۔ بھاگنے والے کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ لڑکھڑا کر ریت پر گر پڑا۔ اس کے سینے پر گولی لگی تھی۔ راسپوٹین دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا۔

وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں نمبر ٹو تھا۔

○☆○

دوسری صبح شلپا کی آنکھ کھلی تو وہ بڑی دیر تک بیڈ پر لیٹی چھت کی طرف دیکھتی ہوئی سوچتی رہی، پچھلی رات اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟

وزارت خارجہ کے سیکریٹری نے اسے اپنی کوٹھی میں بلایا تھا۔ وہ جے ڈی شوٹر کے ساتھ گئی تھی۔ سیکریٹری نے حکم دیا تھا کہ وہ اس یہودی جے ڈی شوٹر کی ناجائز خواہشات کا احترام کرے۔

شلپا کے انکار کو اقرار میں بدلنے کے لیے چائے میں جنسی کمزوری کی دوا ملائی گئی تھی لیکن شلپا نے چالاکی سے وہ خود سیکریٹری کو پلا کر اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا تھا۔ جے ڈی شوٹر کو اتنی شراب پلا دی تھی کہ وہ مدہوش ہو کر اور اسے چھونے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔

وہاں تو وہ دو مردوں پر غالب آگئی تھی۔ انہیں ناکارہ بنا کر وہاں سے چلی آئی تھی لیکن گھر آکر ... سے مات کھا گئی۔ اگر وہ سیدھی طرح ابھی کے پاس آتا اور اس سے حسن و شباب کی خیرات مانگتا تو وہ اسے بھی ٹرخا دیتی۔ وہ رہی ہے اسے للچاتی رہتی لیکن وہ ایک خواب کی طرح آیا تھا اور تعبیر بن کر اس کی مغرور جوانی سے کھیل کر چلا گیا تھا۔

وہ آنکھ کھلنے پر بیڈ پر لیٹی سوچ رہی تھی، پچھلی رات اس کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ اسے خواب جیسی واردات کیوں لگ رہی ہے؟

وہ کھلی آنکھوں سے کبریا کو دیکھتی رہی اور اس کی می سمجھ رہی تھی کہ کبریا اس کے بیڈ روم میں نہیں ہے۔ یعنی وہ اس کی می کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ صرف وہ دیکھ رہی تھی۔ می کے جانے کے بعد وہ تمام رات اس سے کھیلتا رہا پھر نہیں کب اس کی آنکھ لگ گئی۔ اب وہ نیند سے بیدار ہو کر اپنے بیڈ پر تنہا پا رہی تھی۔ وہ نہیں تھا۔ رات کو پراسرار طریقے سے آیا تھا اور اسی پراسرار طریقے سے صبح سے پہلے چلا گیا تھا۔

وہ انگڑائیاں لینے لگی۔ تمام رات اس چھلیا کے چھل کرنے کا انداز نرالا تھا۔ وہ جیسے تھا اور نہیں بھی تھا۔ وہ اِدھر اُدھر سے چھو کر سمجھنے کی کوشش کرنے لگی کہ بدن پر اس کے لمس کی مہر لگ چکی ہے۔

ناشتے کی میز پر اس کی می نے کہا "وزارت خارجہ کے سیکریٹری کا فون آیا تھا۔ اس نے گیارہ بجے میٹنگ کے لیے بلایا ہے۔"

اس نے چائے پیتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے چلی جاؤں گی۔"

"کل رات تمہیں کیا ہوا تھا؟"

اس نے انجان بن کر پوچھا "کیا ہوا تھا؟"

"دیکھو، تمہارے بیڈ روم میں نہیں تھا اور تم خوا مخواہ یقین دلا رہی تھیں کہ وہ موجود ہے۔ کیا تم اب نارمل ہو جاتی ہو؟"

"ممی! وہ موجود تھا۔ میں حیران ہوں کہ آپ کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔"

"کل رات تم ایسی حرکتیں کر رہی تھیں جیسے دبنے کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہو۔"

"رات کی بات جانے دیں۔ کیا آپ نہیں جانتیں کہ میں ایسی ہی سرکاری ڈیوٹی کرنے والی ہوں۔ نہ کنواری رہوں گی اور نہ ہی آئندہ پانچ برسوں میں کسی سے شادی کروں گی۔ مجھے پاکستانی سیاست دانوں کو خوش کرنے کے لیے ماہانہ ایک لاکھ روپے دیے جاتے ہیں۔ آپ کوئی دوسری بات کریں۔"

وہ ناگواری سے بولی "دوسری بات کیا کروں؟ تم کوئی دوسری سرکاری ملازمت نہیں کر سکتی تھیں میں ان لاکھوں روپے کی آمدنی پر تھوکتی ہوں۔"

"میں لاکھوں روپے کے لالچ میں ایسا نہیں کر رہی ہوں۔ آپ میری دیش بھگتی کو اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ سورگباشی اندرا گاندھی نے پڑوسی مسلمانوں سے آدھا پاکستان چھین لیا تھا۔ باقی جو رہ گیا ہے، اسے بھی ہم رہنے نہیں دیں گے۔"

"کیا اپنی عزت کو کھلونا بنانے سے پاکستان دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا۔"

"آپ نہیں سمجھیں گی، سیاسی بازیاں مختلف ہتھکنڈوں سے کھیلی جاتی ہیں اور جیتی جاتی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے سامنے والے کتنے لالچی ہوس پرست اور خود غرض ہیں۔ اکثر سیاست دان عام انسانوں سے زیادہ خود غرض ہوتے ہیں۔ بیرونی ممالک میں ڈالرز اور پونڈز جمع کرنے کے لیے اپنے ملک کو بیچ دیتے ہیں۔ یہ لوگ حسن اور جوانی کے ایسے رسیا ہوتے ہیں کہ حسین جسموں کی جنت میں پہنچ کر اپنے ملک کے اہم راز اگل دیتے ہیں۔ پاکستان کا منسٹر خواجہ میرا دیوانہ ہے۔ وہ اگلے ہفتے سیاسی دورے پر یہاں آنے والا ہے۔ میں اسے حسن کے وہ جلوے دکھاؤں گی اور جوانی کی ایسی شراب پلاؤں گی کہ وہ اہم فوجی راز اگلتا چلا جائے گا۔"

وہ چائے کا آخری گھونٹ پی کر وہاں سے اٹھ گئی۔ لباس

بدلنے کے لیے اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔ مسز وریا نے بیٹی سے بحث نہیں کی۔ وہ باپ بیٹی کے مزاج کو سمجھتی تھی۔ باپ بے غیرت تھا۔ اس نے بڑی فراخ دلی سے بیٹی کو ایسی سرکاری ملازمت کرنے کی آزادی دی تھی۔

وہ اپنے بیڈ روم میں لباس تبدیل کرکے آئینے کے سامنے لائٹ میک اپ کر رہی تھی کہ اسے موبائل کا بزر سنائی دیا۔ جبکہ وہ موبائل ایک طرف خاموش پڑا تھا۔ کبریا نے اس کے دماغ کو مٹھی میں لے کر اسے سوچنے پر مجبور کیا تھا کہ وہ بزر کی آواز سن رہی ہے۔

اس نے موبائل کا ایک بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے کبریا نے پوچھا "ہائے کیسی ہو؟"

وہاں کبریا کا نام وجے ورما تھا۔ شلپا نے اسے آواز سے پہچان لیا۔ خوشی سے چہک کر بولی "وجے! تم کہاں ہو؟ میں سو رہی تھی اور تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔"

"میں مسافر ہوں۔ کسی ایک منزل کو ٹھکانا نہیں بناتا۔ کہیں بھی دم بھر کے لیے رکتا ہوں پھر آگے بڑھ جاتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں ایسی منزل ہوں کہ میرے پاس آکر دور نہیں جاسکو گے کیا پچھلی رات تم نے نہیں دیکھا کہ میں حسن کا شاہکار ہوں۔ تم بار بار میری طرف کھنچے چلے آؤ گے۔ بولو آج رات بھی آؤ گے نا؟"

"تم ایک شریف زادی ہوتیں تو میں تم سے محبت بھی کرتا اور عزت بھی کرتا پھر تمہاری زلفوں کی چھاؤں میں زندگی گزار دیتا۔"

شلپا کے تیور بدل گئے۔ وہ غصے سے بولی "کیا بکواس کر رہے ہو؟ تم میری انسلٹ کرنے کی جرات کیسے کر رہے ہو؟ مرد کے بچے ہو تو سامنے آکر ایسی باتیں کرو۔ میں تمہیں منہ توڑ جواب دوں گی۔ کم از کم چھ ماہ کے لیے آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کرا دوں گی۔"

"میں جانتا ہوں۔ تمہارے جسم کی دلالی کرنے والے سرکاری افسران مجھے گولی مار سکتے ہیں لیکن تمہارے دلال مجھے کیسے پکڑیں گے؟ میں تو ہوا ہوں۔ کسی کی مٹھی میں نہیں آتا۔ ہوا ہو جاتا ہوں۔"

"تم بزدلوں کی طرح چھپ کر ڈینگیں مار رہے ہو۔"

"میں چھپنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ آج رات کو بھی تمہارے پاس آؤں گا۔ تمہارے حسن و شباب کی دھجیاں اڑاؤں گا پھر صبح ہونے سے پہلے چلا جاؤں گا۔"

"تم کسی فلمی ہیرو کی طرح چیلنج کر رہے ہو۔ تمہارا باپ بھی میرے بیڈ روم میں قدم نہیں رکھ سکے گا۔"

"میرے باپ کا نام نہ لو۔ یہ بیٹا ہی کافی ہے۔ تم آس پاس فوج کا پہرا لگوالو۔ جس طرح پچھلی رات تمہیں نظر آرہا تھا اور تمہاری ماں کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسی طرح آج تمہارے پہرے داروں کو دکھائی نہیں دوں گا۔"

اسے یاد آیا۔ اس کی ممی پورے یقین سے کہہ رہی تھیں کہ وجے نظر نہیں آرہا ہے۔ جبکہ وہ کمرے میں موجود تھا اور اس کی ماں کے سامنے سے گزر کر گیا تھا۔ یہ حیرانی کی بات تھی۔ شلپا نے اس بات کو اہمیت نہیں دی تھی۔ اب حیرانی سے سوچ رہی تھی کہ اس کی ماں کی نظریں کمزور نہیں ہیں پھر بھی وہ وجے کو کیوں نہ دیکھ سکی؟

وہ فون پر بولی "مرد کی زبان ایک ہوتی ہے۔ کیا سچ کہہ رہے ہو' آج رات آؤ گے؟ اور کسی کو نظر نہیں آؤ گے؟"

وہ بولا "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ نظر تو آؤں گا۔ سب ہی دیکھیں گے لیکن مجھے تمہارے بیڈ روم میں داخل ہونے سے نہیں روک سکیں گے۔"

"کیا تم جادو جانتے ہو یا پہرے داروں پر تنویمی عمل کرکے آؤ گے؟"

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔ تم مجھے روکنے اور گرفتار کرانے کے انتظامات کرو۔ میں آج رات ٹھیک بارہ بجے تمہارے کمرے کے اندر پہنچ جاؤں گا۔"

شلپا نے اس کی باتیں سنتے سنتے سر گھما کر دیکھا پھر چونک گئی۔ وہ آئینے میں دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ وہ فوراً ہی پلٹ کر اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ کبریا اسے چند سیکنڈ کے لیے غائب دماغ بنا کر اس کمرے سے چلا گیا۔ جب وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی تو اس کے ذہن کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ یوں محسوس ہوا جیسے سر چکرا گیا ہو۔

وہ اِدھر اُدھر گھوم کر دیکھنے لگی۔ وجے نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر آئی۔ وہاں بھی دور تک کہیں نہیں تھا۔ موبائل فون اس کے کان سے لگا ہوا تھا۔ اسے آواز سنائی دی "ابھی میں تمہیں دکھائی دیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے دکھائی نہیں دے رہا ہوں۔ کمرے میں واپس جاؤ۔ میں وہاں موجود ہوں۔"

وہ فوراً کمرے میں آئی پھر کبریا کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ وہ بیڈ پر آدھا بیٹھا ہوا تھا۔ آدھا لیٹا ہوا تھا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیا ہے؟ تم نظر آکر گم ہو گئے تھے پھر نظر آرہے ہو؟"

"پچھلی رات بھی یہی ہو رہا تھا۔ تم مجھے دیکھ رہی تھیں لیکن تمہاری ماں مجھے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ آج رات بھی ہوگا۔ تم مجھے دیکھو گی۔ تمہارے پہرے دار مجھے نہ دیکھ سکیں گے اور نہ ہی گرفتار کر سکیں گے۔ اچھا میں جا رہا ہوں۔"

اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس کے ذہن پر یہ نقش کر دیا کہ وہ اب اس کے سامنے نہیں ہے۔ شلپا نے جھپک کر دیکھا تو بیڈ پر نظر آنے والا وجے نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ اب کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ تیزی سے بیڈ کے پاس آکر کسی نابینا کی طرح دونوں ہاتھ بڑھا کر یوں اسے ڈھونڈنے لگی جیسے اندھیرا ہو اور وہ نظر نہ آرہا ہو۔ وہ پہلے ہی بیڈ سے اتر کر کمرے سے جا چکا تھا۔ اس نے آواز دی "تم کہاں ہو؟ واپس آؤ۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم جادو جانتے ہو۔ تم کل رات مجھ پر جادو کرکے میری جوانی سے کھیلتے رہے تھے۔"

وہ بول رہی تھی۔ اسے جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ جا چکا تھا۔ وہ تھک ہار کر بیٹھ گئی۔ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ اکثر اسے پیش آنے والی باتوں کا علم ہو جاتا تھا۔ اسے یہ آگہی ملی تھی کہ اس کی زندگی میں ایک شخص آئے گا' جو غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہوگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وجے غیر معمولی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اس کی زندگی میں آتے ہی پراسرار بن گیا ہے۔ مہمان بن کر آیا تھا۔ اب روپوش ہو گیا ہے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ کیسی غیر معمولی صلاحیت ہے کہ وہ کبھی دکھائی دیتا ہے' کبھی غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی عقل یہی سمجھا رہی تھی کہ وہ جادوگر ہے۔

وہ لباس تبدیل کرکے وزارت خارجہ کے دفتر جانے لگی۔ اگرچہ دل نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈ روم میں رہ کر وجے کی آنکھ مچولی دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے سمجھنا چاہتی تھی۔ اسے دشمن سمجھ رہی تھی اور اس کی طرف مائل بھی ہوتی جا رہی تھی۔

وہ دفتر میں پہنچ کر وزارت خارجہ کے سیکریٹری کے سامنے حاضر ہوئی۔ وہ اسے غصے سے دیکھتا ہوا بولا "کل تم نے کیا حرکت کی تھی؟"

"وہی حرکت کی' جو آپ میرے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ آپ چائے پلا کر مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا چاہتے تھے۔ میں نے وہی چائے آپ کو دھوکے سے پلا دی۔ آپ ذہنی طور پر کمزور ہوئے' آپ کا کچھ نہیں بگڑا۔ میں کمزور ہو جاتی تو وہ یہودی جے ڈی شوٹر میرے بدن سے کھیلنے لگتا۔ میں اپنا بچاؤ نہیں کر پاتی۔ کیا اتنی وضاحت کافی ہے؟"

"بکواس مت کرو۔ میں تمہارا اعلیٰ افسر ہوں۔ تم نے گستاخی کی ہے۔ میری انسلٹ کی ہے۔ تمہارا براہِ راست تعلق آرمی انٹیلی جنس سے ہے۔ میں نے تمہارے خلاف وہاں رپورٹ پہنچائی ہے۔ وہ فون پر تم سے وضاحت طلب کریں گے۔"

"کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ آپ میرے خلاف رپورٹ دینے کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے۔ میں پھول کی طرح نازک ہوں اور فولاد کی طرح سخت۔ میری مرضی کے بغیر کوئی مرد مجھے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

اسے اپنے اندر سرگوشی سنائی دی۔ کبریا نے کہا "میں نے تمہاری دھجیاں اڑا دی ہیں۔"

اس نے ایک دم سے چونک کر اپنے سر کو تھام لیا۔ حیرانی سے سوچا "یہ تو اسی کی آواز ہے۔"

سیکریٹری نے اسے سر پکڑتے دیکھ کر پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ بولی "مرد سر کا درد۔ یہاں آتے ہی سر میں درد ہونے لگا۔ میں جا رہی ہوں۔ آج کسی مرد سے بات نہیں کروں گی۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سیکریٹری نے کہا "رک جاؤ۔ ابھی تمہیں فون پر اپنے اعلیٰ افسران سے باتیں کرنا ہیں۔"

وہ ریسیور کان سے لگا کر بولا "ہیلو سیکریٹری فارن افیئرز۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں آرمی انٹیلی جنس کا چیف بول رہا ہوں۔ تم نے شلپا کے خلاف رپورٹ بھیجی تھی' وہ میں نے پڑھی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اس نے اپنی عزت بچانے اور عیاش مردوں کو بے وقوف بنانے کی جو ٹریننگ حاصل کی ہے' وہی داؤ پیچ تم پر اور اس یہودی پر آزمائے تھے اس نے تمہاری اور اس یہودی مہمان کی انسلٹ نہیں کی ہے۔"

اس نے کہا "آپ یہ تو سوچیں۔ جے ڈی شوٹر ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ پاکستانی سیاست دانوں دیگر اور اہم شخصیات کو ہمارے لیے ٹریپ کرتا رہتا ہے۔ شلپا اسے خوش کر دیتی تو کیا فرق پڑتا؟"

"شلپا موسٹ امپورٹنٹ گرلز میں سے ایک ہے۔ اسے صرف پاکستان کے عیش پسند غداروں کے لیے رکھا گیا ہے۔ تم ہماری اجازت کے بغیر اسے کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال نہیں کرو گے۔ شلپا موجود ہو تو اس سے بات کراؤ۔"

اس نے شلپا کو ناگواری سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف ریسیور کو بڑھایا۔ وہ ریسیور لے کر کان سے لگا کر بولی "ہیلو میں

ہوں شلپا۔ گڈ ڈے سر!"
دوسری طرف سے کہا گیا "یو ٹو ہیو اے گڈ ڈے۔ ہم سب یہ رپورٹ پڑھ کر خوش ہوئے کہ پچھلی رات تم نے دفاعی طریقے استعمال کیے اور اپنے مقابلے میں دو مردوں کو ناکارہ بنا دیا۔"
"تھینک یو سر! لیکن یہ ہمارے سیکریٹری صاحب غصہ دکھا رہے ہیں۔"
"ان کی پروا نہ کرو۔ اپنے اصولوں کے مطابق ڈیوٹی دیتی رہو۔ وش یو گڈ لک اینڈ گڈ بائے۔"
اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ کبریا نے شلپا کو یہ سمجھنے نہیں دیا کہ دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا ہے۔ وہ بولی "پھر ایک بار شکریہ سر! آپ سے ایک درخواست ہے۔"
کبریا نے کہا "ہوں۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"
"مجھے دو سیکیورٹی گارڈز کی ضرورت ہے۔ آج رات میرے گھر میں ان کی ڈیوٹی رہے گی۔"
"نو پرابلم۔ آج رات نو بجے دو مسلح گارڈز تمہارے پاس آجائیں گے۔"
اس نے کبریا کی مرضی کے مطابق ریسیور رکھ دیا۔ سیکریٹری کو طنزیہ انداز میں مسکرا کر دیکھا پھر کہا "قسمت ہمارے ساتھ ہے۔ جلنے والے جلا کریں۔"
وہ پلٹ کر دروازے تک آئی پھر بولی "آپ کے سلسلے میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔"
وہ چیخ کر بولا "یو شٹ اَپ اینڈ گٹ لاسٹ۔۔۔!"
کبریا اس کے دماغ میں گھس گیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولا "۔۔۔ اور خبردار! گٹ لاسٹ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم چلی جاؤ۔ ہرگز نہیں، میں تمہیں نہیں جانے دوں گا خود یہاں سے چلا جاؤں گا۔"
وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ شلپا اس کے بدلے ہوئے رویے پر حیران تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ دروازہ کھول کر واپس اندر آیا پھر بولا "باہر بہت گرمی ہے۔ مجھے شرٹ اتار دینا چاہیے۔"
اس نے شرٹ اتار دی پھر بنیان بھی اتار دیا۔ اس کے بعد بولا "اب اوپر گرمی نہیں لگے گی لیکن کمر سے نیچے موسم گرم رہے گا۔ یہاں بھی ٹھنڈک ہونی چاہیے۔"
وہ اپنی پتلون اتارنے لگا۔ شلپا نے پریشان ہو کر پوچھا "یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیا آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟"
وہ بولا "میری جان! میں یہ چڈی اتار کر تمہارے ساتھ تفریح کے لیے جاؤں گا۔"
وہ اپنی چڈی اتارنے لگا۔ شلپا فوراً ہی پلٹ کر دروازہ کھول کر باہر آگئی۔ اس وسیع و عریض آفس میں کتنی ہی لڑکیاں عورتیں، جوان اور بوڑھے مرد اپنی اپنی میز پر مصروف تھے۔ ایک عورت نے سیکریٹری کو دیکھتے ہی چیخ ماری "یہ ہمارے سر کو کیا ہوا ہے!"
سیکریٹری اپنے آفس کا دروازہ کھول کر شلپا سے کہہ رہا تھا "میری جان! رک جاؤ۔ میرے ساتھ چلو۔ آج میں نے نیا سوٹ پہنا ہے۔ ہر انسان ماں کے پیٹ سے یہی سوٹ پہن کر دنیا میں آتا ہے۔"
آفس کے تمام لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ کئی عورتیں اسے بے لباس دیکھ کر چیخ اٹھی تھیں۔ شلپا اس سے کترا کر تیزی سے جا رہی تھی اور وہ اس کے پیچھے چلا آرہا تھا۔ وہ غصے سے بولی "کیوں میرے پیچھے آرہے ہو؟ سب لوگ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ تمہیں شرم نہیں آرہی ہے؟"
وہ بولا "محبت میں شرم کیسی؟ میں ان سب کے سامنے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ تمہیں ہمیشہ لباس پہنائے رکھنے کے لیے میں تمام عمر ننگا رہوں گا۔"
دو چار اعلیٰ عہدے داروں سے آگے جانے سے روکتے ہوئے کہا "آپ کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ چیمبر میں چلیں۔ اپنا لباس پہنیں۔"
وہ ان سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ شلپا نے چیخ کر کہا "اسے روکو۔ سیکیورٹی گارڈز تماشا کیوں دیکھ رہے ہیں۔"
کئی گارڈز نے آکر اسے پکڑ لیا۔ دوسرے عہدے داروں کے حکم سے اس کے آفس میں اسے لے جانے لگے۔ شلپا تیزی سے چلتی ہوئی اس عمارت سے باہر اپنی کار کے پاس آئی پھر دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتی ہوئی مین روڈ پر آگئی۔ وہ حیرانی سے سوچ رہی تھی "وہ سیکریٹری اچانک پاگل کیسے ہو گیا؟ میں نے پچھلی رات اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلائی تھی۔ کیا یہ اسی کا رد عمل ہے؟"
وہ زیادہ دیر تک نہ سوچ سکی۔ اچانک ایک ریوالور کی نال اس کی گردن سے آکر لگی۔ پیچھے سے آواز آئی "گاڑی نہ روکنا۔ کسی کو مدد کے لیے نہ پکارنا۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔"
وہ پریشان ہو کر بولی "تم کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"
"میں جہاں کہہ رہا ہوں۔ گاڑی وہاں لے چلو۔ چالاکی دکھاؤ گی تو جان سے جاؤ گی۔ مجھ سے اور کوئی سوال نہ کرو۔"

"سوال کیوں نہ کروں؟ مجھے معلوم ہونا چاہیے، مجھے ں لے جا رہے ہو۔"
وہ اسے راستہ بتانے لگا۔ شلپا بری طرح الجھ گئی تھی۔ ی رات سے عجیب الجھا دینے والے حالات پیش آرہے ۔ نے اسے سحر زدہ کر کے اس کی مغرور جوانی سے کھیلتا رہا پھر آفس میں گئی تو سیکریٹری نہایت بے شرمی سے اس کے ر گیا تھا۔ جب اس ننگے سے نجات ملی تو اب اس کی کار کوئی دشمن اسے گن پوائنٹ پر کہیں لے جا رہا تھا۔
وہ جھنجلا کر بولی "میں خوف زدہ نہیں ہوں۔ مجھے صاف ے بتاؤ۔ کہاں لے جا رہے ہو؟"
"جہاں جا رہی ہو۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہو جائے گا۔"
شلپا کی ساتھ والی سیٹ پر موبائل فون رکھا ہوا تھا۔ بریا نے ریوالور والے کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اسے فون کا رسنائی دیا۔ وہ شلپا سے بولا "کوئی تمہیں کال کر رہا ہے۔ کیا یں بزر سنائی نہیں دے رہا ہے۔"
وہ بولی "سنائی دے گا تو میں اٹینڈ کروں گی۔"
"تم بہری ہو؟ مجھے سنائی دے رہا ہے اور تمہیں سنائی یں دے رہا ہے۔ اٹھاؤ فون اور باتیں کرو لیکن خبردار! رے بارے میں کچھ کہو گی تو گولی مار دوں گا۔"
اس کے مجبور کرنے پر اس نے فون اٹھا کر اس کا بٹن دبا ر کان سے لگایا۔ اسے وجے کی آواز سنائی دی "ہائے! اس ڈے سے پیچھا چھوٹ گیا؟"
اگرچہ وہ اسے دشمن سمجھ رہی تھی لیکن اس وقت وہ ب سے بڑا سہارا لگ رہا تھا۔ اس کے دماغ نے کہا "اسے کی طرح بتانا چاہیے کہ میں مصیبت میں ہوں لیکن کیسے ناؤں؟"
وہ عقب نما آئینے میں اسے دیکھتے ہوئے بولی "تم ہماری اتیں سن رہے ہو۔"
وہ بولا "مجبوری ہے۔ ہم ایک ہی کار میں ہیں۔ تمہاری اتیں نہ سننے کے لیے مجھے ذرا دور جا کر کانوں میں انگلیاں ٹھونسنا پڑیں گے پھر ریوالور کو تمہاری گردن سے ہٹانا ہوگا اور یں ایسی حماقت نہیں کروں گا۔"
شلپا نے مسکرا کر سوچا "عجیب احمق ہے۔ یہ نہیں سمجھ رہا ہے کہ وجے اس کی باتیں سن رہا ہو گا۔"
وہ بولی "ٹھیک تم اسی طرح ریوالور سے میرا نشانہ لیے بیٹھے رہو۔ میں اپنے آدمی سے کچھ نہیں بولوں گی۔"
"ہاں اور اس سے یہ بھی نہ بولنا کہ تم ابھی کناٹ پیلس کی طرف سے گزر کر ریلوے اسٹیشن کے پیچھے تین سو دو نمبر کے بنگلے میں جاؤ گی۔"
"میں ہرگز نہیں بولوں گی۔ مجھے کچھ بولنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔"
پھر وہ فون پر وجے سے بولی "تم ہماری باتیں تو نہیں سن رہے ہو نا؟"
کبریا نے کہا "سن رہا ہوں۔ کوئی ریوالور والا موت بن کر تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ میں تمہاری جان بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکوں گا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ میں پولیس کو اطلاع دوں؟"
وہ جھنجلا کر بولی "یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ تمہیں فوراً ایسا کرنا چاہیے۔"
"لیکن ہمارے دیس کی پولیس ہمیشہ دیر سے پہنچتی ہے۔ تم نے فلموں میں دیکھا ہوگا۔ ہیرو اپنی ہیروئن کی جان بچانے کے لیے تنہا درجنوں دشمنوں سے لڑتا ہے کیا میں ہیرو بننے کے لیے آجاؤں؟"
"مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ فلموں کی باتیں نہ کرو۔ عقل سے کام لو۔ ہیلو۔ میری بات سن رہے ہو؟ ہیلو۔ ہیلو۔۔۔"
کبریا چپ رہا۔ یہ تاثر دیتا رہا کہ وہ جا چکا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ شلپا کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے پچھلی رات دو مردوں کو نیچا دکھایا تھا۔ انہیں دوا اور شراب کے ذریعے ناکارہ بنا دیا تھا۔ ان میں سے ایک نے اس کے خلاف اوپر والوں تک شکایت پہنچائی تھی۔ وہ اسی طرح انتقامی کارروائی کر سکتا تھا۔ دوسرا جے دی شوٹر تھا۔ وہ چند غنڈوں کو بھاری رقم دے کر شلپا کو اغوا کرا رہا تھا۔
وہ پچھلی رات شراب کے نشے میں مدہوش ہو کر شلپا کو حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ شراب کے نشے میں مدہوش ہو گیا تھا۔ ان لمحات میں اس کی یوگا کی مہارت ختم ہو گئی تھی۔ کبریا نے اس کے اندر پہنچ کر اس پر مختصر سا تنویمی عمل کیا تھا۔ آئندہ وہ کبریا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔
کبریا نے اس کے چور خیالات پڑھے تھے۔ یہ معلوم کیا تھا کہ پاکستان میں یہودی تنظیم کس طرح اپنے اہم مقاصد حاصل کر رہی ہے۔ ان یہودیوں کے علاوہ چند مفاد پرست پاکستانی سیاست داں بھی تھے، جو اپنے ملک میں یہودی تنظیم کی جڑیں مضبوط کر رہے تھے۔
جے دی شوٹر پچھلی رات مدہوش رہنے کے بعد دوسری صبح بیدار ہوا۔ کبریا نے اس کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ

پاکستان میں جو یہودی نواز سیاست داں ہیں' ان سے فون پر رابطہ کیا جائے۔ وہ کبریا کی مرضی کے مطابق ان سے رابطے کرنے لگا اور کبریا ان سب کے دماغوں میں پہنچتا رہا۔ وہ آئندہ ان سب سے اچھی طرح نمٹنے والا تھا۔

ریوالور والا اسے راستہ بتا رہا تھا۔ وہ اس کی رہنمائی کے مطابق ڈرائیو کرتی ہوئی ایک ویران بنگلے کے احاطے میں آئی پھر بنگلے کے دروازے کے سامنے کار سے اتر گئی۔ اس شخص کے گن پوائنٹ پر چلتی ہوئی دروازہ کھول کر اندر آئی۔ ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں ایک بڑے سے صوفے پر جے وی شوٹر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بولا "آؤ میری جان! کل رات تم نے مجھے مدہوش کرکے فرش پر گرا دیا تھا۔ آج میں تمہیں چاروں شانے چت کرکے کل کا حساب برابر کروں گا۔"

وہ بولی "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتنے کمینے نکلو گے کہ ایک تنہا لڑکی کو گن پوائنٹ پر جبراً یہاں بلاؤ۔"

"کل تم نے چیلنج کیا تھا کہ مارشل آرٹ جانتی ہو۔ میں تنہا تمہیں قابو میں نہیں کرسکوں گا۔ اس لیے تمہیں تنہا بلایا ہے۔"

ڈرائنگ روم کے دروازے سے دو قد آور غنڈے اندر آئے۔ شوٹر نے کہا "یہ دونوں بھی مارشل آرٹ جانتے ہیں۔ یہ تمہاری ہڈیاں پسلیاں توڑ کر میرے سامنے بچھا دیں گے۔ تم اپاہج بن کر بے بسی سے اپنی جوانی کا خزانہ مجھے پیش کرتی رہو گی۔"

"میں اپنے دیس کی سیاست میں ایک اہم رول ادا کرنے والی ہوں۔ مجھے اپاہج بناؤ گے تو یہاں سے زندہ اپنے ملک نہیں جاسکو گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "کوئی نہیں جانتا کہ میں نے تمہیں اغوا کرایا ہے۔ اس ویران بنگلے میں تمہاری لاش پائی جائے گی تو مجھ پر کسی کو شبہ نہیں ہوگا۔ میں کل صبح کی فلائٹ سے پاکستان واپس جانے والا ہوں۔"

شلپا سہم کر بولی "او گاڈ! تم میرے قتل کا منصوبہ بنا چکے ہو۔"

"ہاں! لیکن اگر تم بات مان لوگی اور میرا دل خوش کروگی تو میرے یہ فائٹر تمہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ تم میری دوست بن کر یہاں سے زندہ سلامت واپس جاؤ گی۔"

اس نے پریشان ہو کر آس پاس دیکھا۔ دونوں فائٹر تن کر کھڑے ہوئے تھے اور پیچھے وہ ریوالور والا موجود تھا۔ وہ بے بسی سے بولی "میں دوستی کروں گی۔ کسی دوسرے کمرے میں چلو۔"

جے وی شوٹر نے قریب آکر اسے کھینچ کر سینے سے لگایا پھر کہا "آؤ بیڈ روم میں چلیں۔"

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے ساتھ لے کر ایک کمرے میں آیا۔ اس کے فائٹر وغیرہ بھی آگئے۔ شلپا نے کہا "انہیں باہر جانے کو کہو اور دروازہ اندر سے بند کردو۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا "تم نے مجھے احمق سمجھا ہے۔ بند کمرے میں تنہا کرکے مجھ پر مارشل آرٹ کا مظاہرہ کروگی۔ مجھے توڑ پھوڑ کر اپنے انٹیلی جنس والوں کو یہاں بلاؤ گی۔ کیا تم مجھے الو کا پٹھا سمجھتی ہو؟"

وہ پریشان ہو کر بولی "کیا تم ان تینوں کے سامنے میری عزت سے کھیلو گے؟"

"ہاں۔ مجبوری ہے۔ میں ان کی موجودگی میں نہیں شرماؤں گا۔ تم بھی نہ شرماؤ۔ یہ تینوں بھی بے شرمی سے تماشا دیکھیں گے۔"

ریوالور والے نے شوٹر سے کہا "آپ نے ہمیں پچاس پچاس ہزار روپے دیے ہیں۔ ہم اس لڑکی کو یہاں گھیر کر لے آئے ہیں لیکن مجھے بے شرمی پسند نہیں ہے۔ میں ان دو فائٹروں سے کہتا ہوں یہاں سے باہر جاؤ۔"

شوٹر نے سخت لہجے میں پوچھا "تم انہیں حکم دینے والے کون ہوتے ہو؟"

"جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔" وہ اپنا ریوالور دکھاتے ہوئے بولا "ابھی لاٹھی میرے ہاتھ میں ہے۔ میرا حکم چلے گا۔"

اس نے دونوں کو باہر جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ وہ جے وی شوٹر کے احکامات کے پابند تھے۔ اچانک اس نے ریوالور سے نشانہ لے کر دو گولیاں چلائیں۔ وہ دونوں فائٹر چیخ مار کر اچھلتے ہوئے فرش پر گر پڑے۔ دونوں کے ایک ایک پیر میں گولی لگی تھی۔ کبریا نے اس ریوالور والے کی زبان سے کہا "اب فرش پر گھسٹتے ہوئے جاؤ۔"

وہ خوف زدہ ہوگئے تھے۔ ایک ایک پیر سے لنگڑاتے ہوئے اس کمرے سے باہر چلے گئے۔ جے وی شوٹر نے غصے سے پوچھا "یہ تم کیا کر رہے ہو؟ اپنے ہی آدمیوں کو نقصان پہنچا رہے ہو۔ یہ ریوالور مجھے دو۔"

وہ یہ کہتے ہوئے وہ بیڈ کے سرہانے کی طرف گیا پھر ایک ہی تکیے کی نیچے سے ایک پستول نکالا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولی آکر لگی۔ وہ چیخ مار کر پیچھے ہٹ گیا۔ پستول اس بیڈ پر پڑا۔ ریوالور والے نے کہا "شلپا! اس کا پستول اٹھالو۔ میں باہر جا رہا ہوں۔ ابھی واپس آجاؤں گا۔"

شلپا نے فوراً ہی اس پستول کو اٹھالیا۔ وہ باہر چلا گیا۔ وہ جے وی شوٹر کا نشانہ لیتے ہوئے بولی "کتے! اب میں تجھے اپاہج بناؤں گی۔"

وہ حیرانی اور پریشانی سے بولا "یہ اچانک کیا ہوگیا؟ یہ میرا آدمی تھا۔ میں نے اسے پچاس ہزار روپے دیے تھے۔ یہ مجھ سے کیوں دشمنی کر رہا ہے؟"

"تو اسرائیل سے پاکستان گیا۔ وہاں محفوظ تھا۔ یہاں تیری موت تجھے کھینچ کر لائی ہے۔"

کبریا نے کمرے میں آکر کہا "درست کہتی ہو۔ یہ حرام موت مرنے آیا ہے۔"

وہ کبریا کو دیکھ کر ناگواری سے بولی "تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"تم نے فون پر کہا تھا۔ مجھے فلمی ہیرو کی طرح یہاں تنہا آکر تمہیں دشمنوں سے بچانا چاہیے۔ دیکھ لو' میں جان ہتھیلی پر رکھ کر آیا ہوں۔"

"میں دشمنوں پر قابو پا چکی ہوں۔ تب تم آئے ہو۔ یہ تمہاری مردانگی ہے؟"

"میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں۔ ابھی تم نے بازی جیتی نہیں ہے۔ یہ یہودی تم پر غالب آسکتا ہے۔ کیونکہ تمہارے ہاتھ میں جو پستول ہے' وہ خالی ہے۔"

شلپا نے بے یقینی سے پستول کو دیکھا پھر کبریا کا نشانہ لے کر کہا "ابھی معلوم ہو جائے گا۔ یہ خالی ہے یا بھرا ہوا؟"

وہ کبریا کی مرضی کے بغیر ٹریگر نہیں دبا سکتی تھی۔ اس کے دماغ نے اسے سمجھایا کہ وہ ٹریگر دبا چکی ہے۔ گولی نہیں چل رہی ہے۔ اس نے غصے سے پستول کھینچ کر کبریا کو مارا۔ اس نے اسے کیچ کرتے ہوئے کہا "اب تمہارے پاس ہتھیار نہیں ہے۔ اپنا بچاؤ کیسے کرو گی؟ ایک دشمن واپس آرہا ہے۔"

وہ ریوالور والا پھر کمرے میں آگیا۔ جے وی شوٹر سے بولا "باس! مجھ سے بھول ہوگئی۔ میں نے اپنے ہی آدمیوں کو گولی ماری۔ آپ کو تنہا چھوڑ دیا۔ اب نہیں چھوڑوں گا۔ آپ حکم دیں' مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

جے وی شوٹر نے کبریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اس جوان کو باہر لے جاؤ۔ یہ شلپا کا مہمان بن کر آیا تھا۔ اب ہیرو بن کر اس کی مدد کرنے آیا ہے۔ اسے گولی ماردو۔"

کبریا نے کہا "یہ کیسے فائر کرے گا؟ اس کا ریوالور تو خالی ہے۔"

اس نے چونک کر اپنے ریوالور کو دیکھا۔ کبریا اس کے دماغ پر چھا گیا۔ اسے وہ ریوالور خالی دکھائی دیا۔ اس نے غصے سے ریوالور کھینچ کر اسے مارا۔ کبریا نے ریوالور کو کیچ کیا پھر اسے دیکھ کر بولا "تعجب ہے' ریوالور بھی بھرا ہوا ہے اور پستول بھی۔"

اس نے پستول سے ہوائی فائر کیا۔ شلپا حیرانی سے بولی "ابھی تو یہ خالی تھا پھر لوڈ کیسے ہوگیا؟"

اس نے ریوالور سے اس شخص کی ایک ٹانگ میں گولی ماری۔ وہ چیختا ہوا فرش پر گرا اور وہاں سے گھسٹتا ہوا باہر چلا گیا۔ جے وی شوٹر سہم کر کبریا کو دیکھنے لگا۔ کبریا نے شلپا سے کہا "اب تو مجھے ہیرو مان لو۔ تمہیں اپاہج بنانے کے لیے دو فائٹر آئے تھے۔ ایک ریوالور والا تھا۔ سب ہی تمہارے دشمن تھے۔ میں نے انہیں ناکارہ بنا دیا۔ وہ اب واپس نہیں آئیں گے۔ اب یہ یہودی رہ گیا ہے۔"

شلپا نے یہودی جے وی شوٹر کو دیکھا پھر کبریا سے کہا "اس ذلیل کو بھی ختم کردو۔ یہ زمین کا بوجھ ہے۔"

کبریا نے کہا "تمہیں کیوں نہ ختم کروں۔ ابھی تم نے مجھ پر گولی چلائی تھی۔ میں تو مقدر سے بچ گیا ورنہ تم نے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا۔ لہٰذا تمہیں مرنا چاہیے۔"

اس نے ریوالور کو جے وی شوٹر کی طرف اچھالا۔ شوٹر نے اسے کیچ کرکے دیکھا۔ اس کے چیمبر میں تین گولیاں تھیں۔ شلپا نے سہم کر کہا "وجے! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ میں نے پچھلی رات تمہیں خوش کیا تھا' اس کے عوض مجھے بچالو۔ اپنے پستول سے اس پر گولی چلاؤ۔ ورنہ یہ مجھے مار ڈالے گا۔"

جے وی شوٹر ہر حال میں شلپا کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسے گولی نہیں مار سکتا تھا۔ وہ کبریا کو اپنا رقیب سمجھتا تھا پھر شلپا نے بھی اعتراف کیا تھا کہ پچھلی رات اس نے اس کے رقیب کو خوش کیا تھا۔ یہ دشمنی کو اور بھڑکانے والی بات تھی۔

اس نے کبریا کا نشانہ لے کر گولی چلائی۔ وہ گولی اس کے قریب سے گزر گئی۔ وہ بولا "میں نے تمہیں ریوالور دیا اور مجھ ہی پر گولی چلا رہے ہو؟"

اس نے کہا "تم میرے رقیب ہو۔ میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں لیکن بار بار کوششیں کرنے کے باوجود یہ نہیں مل رہی ہے اور تم اس کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہے ہو؟"

شلپا نے کہا "شوٹر! اسے شوٹ کردو۔ یہ ابھی میری موت چاہتا تھا۔ میں اسے حرام موت مرتے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"میری جان! تمہیں خوش کرنے کے لیے میں ضرور

اسے جہنم میں پہنچاؤں گا۔"

اس نے دوسری بار نشانہ لیا۔ گولی چھت پر جا کر لگی۔ کبریا نے کہا "گدھے کے بچے! میں یہاں ہوں اور تو چھت پر گولی چلا رہا ہے۔"

وہ شوٹر سے بولی "کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیوں گولیاں ضائع کر رہے ہو؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "سمجھ میں نہیں آتا۔ میں صحیح نشانہ لے رہا ہوں پھر بھی گولیاں اِدھر اُدھر جا رہی ہیں۔ اب اس میں ایک گولی رہ گئی ہے۔"

وہ بولی "ریوالور مجھے دو۔ اس آخری گولی کو ضائع نہیں ہونا چاہیے۔"

اس نے شوٹر سے ریوالور لے کر اچھی طرح کبریا کا نشانہ لیا لیکن ٹریگر دباتے وقت شوٹر کی طرف گھوم گئی۔ وہ سہم کر چیختے ہوئے بولا "یہ کیا کر رہی ہو۔ وہ ادھر ہے۔ یہ میں ہوں ۔۔۔ میں ۔۔۔ اسے مارو اسے ۔۔۔"

اس نے ٹریگر دبا دیا۔ شوٹر کے حلق سے چیخ نکلی۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی تھی۔ وہ فرش پر گر پڑا۔ کبریا نے کہا "میں تمہیں اتنی آسانی سے مرنے نہیں دوں گا۔ تم تڑپ تڑپ کر اور ٹھہر ٹھہر کر مرو گے۔"

پھر وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولا "تم اس خوف سے پاکستان چھوڑ کر آئے ہو کہ وہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا ہو گیا ہے۔ تم اس سے دور رہ کر اس ملک میں تخریبی کارروائیاں کرنا چاہتے ہو لیکن میں تمہارے پاس آ گیا ہوں۔ تمہارے سامنے ہوں۔ تم ریوالور رکھتے ہوئے بھی مجھے ہلاک نہ کر سکے۔"

وہ اپنی زخمی ٹانگ کو پکڑے فرش پر بیٹھا خوف زدہ نظر سے کبریا کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا "تم مطمئن تھے کہ میں تمہارے اندر نہیں پہنچ پاؤں گا میں کل رات ہی تمہارے دماغ میں پہنچ کر تمہاری خفیہ تنظیم کے اہم راز معلوم کر چکا تھا۔ اب تم میرے لیے بالکل بیکار ہو۔ تم نے پاکستان کے چند عبادت گزار مسلمانوں کو ان کے سرکاری اعلیٰ عہدوں سے نیچے گرایا ہے اور یہودی نواز مسلمانوں کو ان اونچے عہدوں پر پہنچایا ہے۔ تم یہودیوں کو امریکا کی پشت پناہی حاصل ہے اور تم ہندوؤں کی پشت پناہی کر رہے ہو۔ امریکا' اسرائیل اور بھارت' تم تینوں کا ایک مضبوط مثلث بنا ہوا ہے۔"

وہ اس کے اندر بول رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ شلپا نے پوچھا "یہ تم دونوں ایک دوسرے کو یوں چپ چاپ کیوں دیکھ رہے ہو؟ بات کیا ہے؟"

جے وی شوٹر نے بے بسی سے کہا "یہ میرے دماغ کے اندر ہے۔ یہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ یہ۔۔ یہ پاکستانی ہے۔ مسلمان ہے۔"

شلپا نے چونک کر بے یقینی سے کبریا کو دیکھا۔ یہ تین باتیں دھماکا خیز تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ دوسرا یہ کہ پاکستانی ہے۔ یعنی جس ملک کو وہ مٹتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہے' وہ وہاں کا باشندہ ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ مسلمان ہے۔ یہ بات غصہ دلانے والی تھی ایک مسلمان رات بھر اس کی دھجیاں اڑاتا رہا تھا۔

لیکن وہ غصہ کیسے دکھاتی۔ یہ سن کر ہی ہوش اڑ گئے تھے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ وہ اپنے تیور بدلنے لگی۔ اپنے اندر کے غصے کو کچل کر مسکرانے لگی۔ وہ شوٹر سے کہہ رہا تھا "اب پاکستان میں تمہاری اور بھارت کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ میں تینوں ممالک کے افراد کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کروں گا۔"

شلپا مسکراتی ہوئی قریب آ کر بولی "غصہ تھوک دو۔ میرے بھارت سے دوستی کرو۔ ہم ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اگر ہم متحد ہو جائیں تو امریکا اور اسرائیل دونوں ہی ہمارے قدموں میں رہیں گے۔"

کبریا نے کہا "تمہارے جیسے انتہا پسند ہندو پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹا دینا چاہتے ہیں اور تم تو اسے مٹانے کے لیے اپنی آبرو کو کھلونا بنانے والی ہو اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گی اور خدا نہ کرے پاکستان نہیں رہے گا تو پھر کس سے اتحاد کرو گی؟ تم تو جشن مناؤ گی۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں ہندو مسلم اتحاد چاہتی ہوں۔ آخر پچھلی رات ہمارا اتحاد ہوا تھا۔ ہم اسی طرح متحد رہا کریں گے۔"

"اور تم ایسا ہی اتحاد ...... دوسروں سے کرو گی۔ ان کے بیڈ پر جا کر ان سے اہم راز اگلوا کر پورے پاکستان کو نابود کرنا چاہو گی۔"

وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔ اس کا منہ تکنے لگی۔ عقل سمجھا رہی تھی کہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کوئی راز چھپا نہیں رہے گا۔ جے وی شوٹر نے کہا "میں مانتا ہوں کہ تمہارے پاکستان میں تخریبی کارروائیاں کرتا رہا ہوں لیکن جو کیا ہے' اس کی تلافی کر سکتا ہوں مجھے ایک موقع دو۔ میں آج ہی سے تمہارے ملک میں تعمیری کارروائیاں شروع کروں گا۔"

"میں نے سانپ کو دودھ پلانا نہیں سیکھا ہے۔ یہودیوں

اور ہندوؤں سے بھلائی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ان پر بھروسا کرنا سب سے بڑی حماقت ہے۔"

"میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں' تم مجھے زندہ نہیں چھوڑو گے۔ کسی کو موت کے گھاٹ اتارنے سے پہلے اس کی آخری خواہش پوری کی جاتی ہے۔ کیا میری ایک خواہش پوری کرو گے۔"

"ایک نہیں' دو خواہش پوری کروں گا۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

"چوبیس گھنٹے کی زندگی۔ اس کے بعد مجھے مار ڈالو۔"

کبریا نے چند سیکنڈ میں اس کے خیالات پڑھے پھر کہا "تم چوبیس گھنٹوں میں اپنے بچاؤ کی تدابیر پر عمل کرنا چاہتے ہو۔ جاؤ تمہیں مہلت دی۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔"

"تم نے وعدہ کیا ہے۔ میری دو خواہشیں پوری کرو گے۔"

"بے شک۔ تمہاری دوسری خواہش جانتا ہوں۔ ویسے تم زبان سے کہو۔"

وہ شلپا کو دیکھتے ہوئے بولا "اس حسینہ نے مجھے بہت دوڑایا ہے۔ بہت تڑپایا ہے۔ میں اس کے بدن کے ایک ایک حصے کو دیکھ کر ترستا رہتا ہوں۔ تم چاہو گے تو میں ابھی اس کی جوانی سے کھیل سکوں گا۔"

"میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ تم اسے راضی کرو۔"

"یہ سیدھی طرح راضی نہیں ہو گی۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے میری آغوش میں پہنچا سکتے ہو۔"

"کتے کے بچے! تم مجھے دلال سمجھ رہے ہو۔ میں کسی عورت کو تمہارے پاس پہنچاؤں گا۔"

اس نے دماغ میں ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیختے ہوئے فرش پر تڑپنے لگا۔ ویسے بڑا سخت جان تھا۔ ایک گولی اس کے ہاتھ میں لگی تھی۔ دوسری گولی ایک پاؤں کی پنڈلی میں سوراخ کرتی ہوئی گزر گئی تھی لیکن وہ زخمی ہونے کے باوجود شلپا کی آرزو کر رہا تھا۔ اب ٹیلی پیتھی کے زلزلے سے دماغ بھی پھوڑے کی طرح دکھنے لگا تھا۔ وہ گہری سانسیں لیتے ہوئے بولا "مجھے معاف کر دو۔ میں نے بھول سے ایسی بات کہہ دی۔ تم سمجھ سکتے ہو' میں اس کے بدن کے لیے کس قدر للچا رہا ہوں۔"

شلپا نے اس کی طرف تھوک کر کہا "تمہارے جیسے کتے مجھے دیکھ دیکھ کر للچاتے رہیں گے۔ میں صرف اپنے وجے کی آغوش میں کھیلتی رہوں گی۔"

وہ کبریا کے اور قریب آ کر اس کی گردن میں بانہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ کبریا نے اسے دور ہٹاتے ہوئے کہا "شوٹر جیسے ہوس پرست تمہیں دیکھ کر للچائیں گے۔ میرے لیے تم باسی ہو چکی ہو۔ زندہ سلامت رہنا چاہتی ہو تو پاکستان دشمنی سے باز آ جاؤ۔ آئندہ پاکستانی سیاست دانوں کو ٹریپ کرنے کا خیال دل سے نکال دو۔ ورنہ اس سیکریٹری کی طرح سرعام ننگی پھرتی رہو گی۔"

پھر اس نے وجے شوٹر سے کہا "اس وقت دو بجے ہیں۔ کل دو بجے تک زندہ رہو اور اپنی سلامتی کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہو اور دعا مانگتے رہو کہ کل اس شہر کی گھڑیاں دو نہ بجائیں۔ اس کے بعد تم دوسری سانس نہیں لے سکو گے۔"

وہ جانے لگا۔ شلپا نے راستہ روک کر پوچھا "کیا واقعی تمہارا نام وجے ورما نہیں ہے؟"

"الحمد اللہ میں مسلمان ہوں اور میرا نام کبریا فرہاد ہے۔"

جے وی شوٹر نے حیرانی سے کہا "فرہاد؟ کبریا فرہاد؟ کیا تم۔۔۔ تم فرہاد علی تیمور کے بیٹے ہو؟"

وہ کوئی جواب دیے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ شلپا یہ نام سن کر سوچ میں پڑ گئی تھی پھر اس نے چونک کر آس پاس دیکھا۔ وہ نظر نہیں آیا۔ وہ اسے آوازیں دیتی ہوئی بنگلے کے باہر آئی "کبریا! کبریا! تم کہاں ہو؟ پلیز واپس آؤ۔ میں ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اپنی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اسے اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرتی ہوئی احاطے سے باہر آئی۔ ونڈ اسکرین کے پار دور تک دیکھنے لگی۔ شاید وہ کہیں نظر آ جائے۔

وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ٹیلی پیتھی کی آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔

○☆○

بدنام زمانہ مجرم تارپیڈو سے تمام معاملات طے ہو چکے تھے۔ تارپیڈو نے اپنے دست راست اینڈی مائیکل کو جیل سے رہا کرانے کے لیے انٹیلی جنس کے ڈی جی کی بیٹی سوزی وان کو اغوا کیا تھا۔ یہ دھمکی دی تھی کہ اینڈی کو رہا نہ کیا گیا تو سوزی وان کو عزت لوٹنے کے بعد قتل کر دیا جائے گا۔

ڈی جی سے میری اچھی خاصی دوستی تھی۔ میں اور سونیا اس کی مدد کر رہے تھے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ ہم یہ جانتے تھے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن قلعے کے اندر ڈی فرہاد تک پہنچنے کے لیے ڈی جی

کے دماغ میں آتے جاتے ہوں گے۔ اگر میں اس کے دماغ میں کبھی بولتا تو دشمنوں کو معلوم ہو جاتا کہ میں بیمار نہیں ہوں اور خیال خوانی کر رہا ہوں۔

ڈی فرہاد نے امریکی حکام پر یہ الزام لگایا تھا کہ انہوں نے اسے قیدی بنا کر اس قدر اذیتیں پہنچائی تھیں اور اس طرح برین واش کیا تھا کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچا بن کر خیال خوانی بھول چکا ہے۔ اب مارلی کے قلعے میں زیر علاج ہے۔

سونیا ڈی جی کی پرسنل سیکریٹری بنی ہوئی تھی۔ ڈی جی نے میری مرضی کے مطابق تارپیڈو سے یہ معاملہ طے کیا کہ آدھی رات کے بعد اس کے دست راست کو جیل سے نکال کر سی پورٹ میں پہنچایا جائے گا۔ وہاں سوزی وان کو بھی لایا جائے گا پھر ڈی جی اپنی بیٹی کو لے جائے گا اور تارپیڈو اپنے دست راست کو ایک اسپیڈ بوٹ میں وہاں سے کھلے سمندر کی طرف لے جائے گا۔ اگر کسی نے اس کا پیچھا کیا تو اس کے نتائج بہت برے اور ناقابل برداشت ہوں گے۔

میں سوزی وان کے اندر پہنچ کر ضروری معلومات حاصل کر رہا تھا۔ سب سے پہلے تو یہی معلوم ہوا کہ تارپیڈو ایک سیاہ فام نیگرو ہے۔ جہاں سوزی وان کو قید کیا گیا ہے۔ وہاں وہ ایک بار آیا تھا۔ اس نے کہا تھا "تم حسین ہو اور میں حسن و شباب کا رسیا ہوں۔ ابھی تمہارے باپ سے معاملات طے ہو رہے ہیں۔ اگر وہ اینڈی کو رہا نہیں کرے گا تو میں تمہارے بدن کی ایک ایک بوٹی سے کھیلوں گا پھر تمہاری بوٹیاں چیل کووں کو کھلا دوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ چلا گیا تھا پھر واپس نہیں آیا تھا۔ ہانگ کانگ سے تقریباً چھ کلومیٹر دور ویرانے میں ایک چرچ تھا۔ آس پاس شکستہ مکانات تھے۔ کبھی لوگ وہاں آباد تھے۔ اب وہاں جانور بھی دکھائی نہیں دیتے تھے۔ سوزی وان کو اس چرچ میں قید کیا گیا تھا۔

وہاں جدید اسلحے سے لیس چھ مسلح افراد تھے۔ سب مشین گنیں اور ہینڈ گرنیڈ وغیرہ بھی تھے۔ وہ سب اپنے چہرے اور حلیے سے جانور لگتے تھے۔ ایسے بدمعاش تھے کہ سوزی وان کے سامنے لباس تبدیل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ باس کے بعد وہ بھی اس کے مزے لوٹیں گے۔

چرچ میں کرسیاں اور لمبی بنچ وغیرہ تھیں۔ بیٹھنے، لیٹنے اور سونے کی سہولت تھی۔ وہ دوپہر کو پیٹ بھر کر کھا چکے تھے۔ تارپیڈو نے فون کے ذریعے ان سے کہا تھا کہ رات کا کھانا وہاں بھیج دیا جائے گا۔ آدھی رات کے بعد وہ سوزی وان کو لے کر سی پورٹ جائیں گے پھر اینڈی مائیکل کو حاصل کرکے سوزی وان کو ان کے حوالے کریں گے۔

وہ چرچ کے اندر آزادی سے گھومتی پھرتی تھی لیکن جدھر جاتی تھی۔ ادھر کوئی نہ کوئی مسلح درندہ چلا آتا تھا۔ اسے دور ہی دور سے چھیڑتا تھا۔ فحش کلامی کرتا تھا اور بے بسی سے کہتا تھا کہ باس نے اسے چھونے سے منع کیا ہے۔ ورنہ وہ اس کے ساتھ بڑے رنگین لمحات گزارتے۔ سب ہی بے بس ہو کر اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے تھے۔ وہ تارپیڈو سے اتنے مرعوب اور خوف زدہ تھے کہ اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے۔

میں سوزی وان کے اندر رہ کر ان کے بارے میں اچھی خاصی معلومات حاصل کر چکا تھا۔ میں نے سونیا کو وہاں کی پچویشن بتائی۔ وہ بولی "سوزی کو اس طرح وہاں سے لانا ہے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے اور اس کی رہائی سے پہلے تارپیڈو کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم معاہدے کے خلاف کام کر رہے ہیں۔"

"میری کوشش ہوگی کہ کم سے کم وقت میں ان درندوں پر غالب آکر سوزی کو وہاں سے نکال لاؤں۔ اس چرچ سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ تم اپنی گاڑی لے کر وہاں جاؤ۔ میں ان درندوں پر حملہ کرتے ہی تمہیں اطلاع دوں گا۔ تم گاڑی لے کر چرچ کے سامنے چلی آنا۔"

وہ میرے مشورے کے مطابق گیراج میں جا کر اپنی گاڑی کو چیک کرنے لگی۔ میں خیال خوانی کے ذریعے پھر ایک درندے کے اندر پہنچ گیا۔ وہ سب اچھے خاصے صحت مند تھے۔ یوگا میں مہارت حاصل کر سکتے تھے لیکن نشے کے عادی تھے۔ شراب اور چرس کے بغیر نہیں رہتے تھے۔ اس لیے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتے تھے۔

میں نے اس کے اندر پہنچتے ہی محسوس کیا کہ وہ کچھ پریشان ہے پھر اس کی سوچ نے بتایا کہ اس نے اپنے اندر کسی کی آواز سنی تھی۔ کسی نے کہا تھا "رابرٹ! تم الو کے پٹھے ہو۔ اتنی حسین لڑکی تمہارے سامنے ہے اور تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگا رہے ہو۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچتا رہ گیا کہ وہ کیسی آواز تھی؟ اس نے ٹیلی پیتھی کے متعلق بہت کچھ سنا تھا لیکن اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر آسکتا ہے۔

سونیا نے بہت پہلے ہی مجھ سے کہا تھا "نہ جانے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن ڈی جی کے اندر آتے جاتے ہوں

...نہیں سوزی وان کے معاملات کا علم ہوگا۔ وہ لوگ بھی ...جیسے مجرم کو شکار کرنا چاہیں گے۔"

...ب یہی ہو رہا تھا۔ میں سوزی وان کے پاس آکر اس ...خیالات پڑھنے لگا۔ وہ اندر سے بہت خوش تھی۔ کسی نے ...ے کہا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اسے رہائی دلا سکتا ...شرط یہ ہے کہ وہ رہائی کے بعد اس کی آغوش میں آکر ...خوش کرے گی۔

...اس پر وہ راضی ہو گئی تھی۔ وہاں چھ درندے اسے ...پھاڑنے والے تھے۔ ان کے مقابلے میں اس نے ...ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ترجیح دی تھی۔ یہ اس کی ...تھی۔

...میں سونیا کے پاس آیا۔ وہ اپنی گاڑی ڈرائیو کرتی ہوئی ...کانگ کے مغربی علاقے کی طرف جارہی تھی۔ اس نے ...کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا "ہاں بولو۔"

"تمہارا اندازہ درست تھا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ...وان کے اندر پہنچ گیا ہے۔ اس نے تارپیڈو کے چھ مسلح ...کے اندر بھی جگہ بنالی ہے۔"

وہ بولی "اس کا مطلب ہے، ہمارے راستے میں رکاوٹیں ...ہوں گی۔ تم خیال خوانی کے ذریعے ان چھ مسلح درندوں کو ...آپس میں لڑانے والے تھے۔ کیا اب ایسا کر سکو گے؟"

"...یہی سوچ رہا ہوں۔ وہ دشمن انہیں تحفظ فراہم کر سکتا ...ایسے وہ ہوس پرست ہے۔ سوزی وان کو حاصل کرنے ...لیے ان درندوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔"

"تو پھر جلدی نہ کرو۔ سوزی کے اندر رہ کر اس کے ...کے اندر تحریک پیدا کرو۔ وہ اسے جلد سے جلد رہائی ...کے لیے ایکشن میں آئے گا۔"

...میں خاموشی سے سوزی کے اندر آگیا۔ وہ اجنبی سے ...کہہ رہی تھی "تم چاہو تو ابھی مجھے رہائی دلا سکتے ہو پھر دیر کیوں ...رہے ہو؟"

"...کی جلدی بھی کیا ہے؟ مجھ پر بھروسا کرو۔ یہ مسلح ...دار میری مرضی کے بغیر تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکیں ...گے۔"

"اس بات کا مجھے اطمینان ہے لیکن تم تارپیڈو کو نہیں ...جب وہ یہاں آئے گا تو تم اسے میرے پاس آنے سے ...ہلاک سکو گے۔"

"دراصل مجھے اسی کا انتظار ہے۔ وہ ایک بدنام زمانہ ...ہے۔ لوہے کا چنا ہے۔ انٹرپول والے بھی اسے چبا نہیں ...سکے۔ میں اسے اپنا غلام بنانا چاہتا ہوں۔"

سوزی نے میری مرضی کے مطابق کہا "تم یہاں گڑبڑ کرو گے تو تارپیڈو ابھی دوڑا چلا آئے گا۔"

"مجھے سوچنے دو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

میں بھی سوچنے لگا۔ کیا وہ تنہا ہوگا؟ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کئی ہیں۔ ان کے علاوہ کوبرا، راسپوٹین اور کرونا بھی ہیں۔ وہ بھی مارلی کے قلعے کے اندر ڈی فرہاد تک پہنچنے کی کوششیں کر رہے ہوں گے۔ اس مقصد کے لیے ڈی جی کے دماغ کو ضرور ٹٹولتے رہے ہوں گے اور اس طرح انہیں بھی سوزی وان اور تارپیڈو کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو چکا ہوگا۔

کیا وہ لوگ اس معاملے میں دلچسپی نہیں لے رہے ہوں گے؟

تارپیڈو ایسا چالاک اور زبردست مجرم تھا، جسے قانون کے محافظ بھی گرفتار کرنا چاہتے تھے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس پر قابو پا کر اسے اہم مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ میں بھی اس کی کھوپڑی کے اندر پہنچ کر معلوم کرنا چاہتا کہ وہ ہے کیا بلا؟ جو کبھی کسی کی گرفت میں نہیں آتا ہے۔

سونیا اس بستی میں پہنچ گئی جو چرچ سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھی۔ اس چھوٹی سی بستی میں رہائش کے لیے کوئی ہوٹل نہیں تھا۔ ایک چھوٹی سی سرائے اور شراب خانہ تھا۔ اسے دیر تک وہاں نہیں رہنا تھا۔ چرچ میں ہنگامہ کسی وقت بھی شروع ہو سکتا تھا۔ وہ انتظار کرنے کے لیے ایک میز کے پاس بیٹھ گئی۔

وہاں آنے والی عورتیں یا مرد سب ہی مستی میں چور رہتے تھے۔ شراب پیش کرنے والی ایک عورت نے آکر پوچھا "اکیلی ہو؟"

"ابھی تو اکیلی ہوں۔ بعد کا پتا نہیں۔۔۔"

"کیا پیو گی؟"

"سافٹ ڈرنک یا جوس پلا دو۔"

"یہاں صرف شراب ملتی ہے۔ یہاں بیٹھنے کے لیے پینا ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے چھ بوتلیں اور چھ گلاس لا کر رکھ دو اور بل لے آؤ۔"

آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ اسے دیکھنے لگے۔ اس عورت نے تعجب سے پوچھا "تم چھ بوتلیں پیو گی؟ یہاں خودکشی کرنے آئی ہو؟"

"تمہارا کام آرڈر کے مطابق شراب پیش کرنا ہے۔ تم

اپنا کام کرو۔"

وہ کاؤنٹر کے پیچھے گئی پھر ایک بڑی سی ٹرے میں چھ بھری ہوئی بوتلیں اور گلاس اٹھا کر سونیا کے سامنے میز پر رکھ دیے۔ سونیا نے پرس میں سے بڑے بڑے نوٹ نکالے پھر ان میں سے ایک نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا "باقی رکھ لو۔"

وہ عورت خوش ہوگئی۔ کتنی ہی للچائی ہوئی نظریں اس پرس کو دیکھ رہی تھیں۔ دو افراد اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئے۔ ایک نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "اس علاقے میں مجھ سے زیادہ پینے والا کوئی نہیں ہے پھر بھی پوری دو بوتل نہیں پی سکتا اور تم چھ بوتلیں پینے والی ہو؟"

وہ وہاں وقت گزارنے کے لیے تماشے کر رہی تھی۔ اس نے کہا "میں نہیں پیوں گی جن کی جیب ہلکی ہے۔ جو بوتل خرید نہیں سکتے۔ انہیں پلاؤں گی یا جو سب سے طاقت ور ہوگا۔ اسے پلاؤں گی۔"

اس کی بات سنتے ہی کچھ پینے والے آئے۔ وہ مانگ کر پینے والوں میں سے تھے۔ سونیا نے بڑی فراخ دلی سے کہا "ایک ایک بوتل اٹھا کر لے جاؤ۔"

پھر اس نے مزید چھ بوتلوں کا آرڈر دیا۔ ایک قد آور شخص نے آکر کہا "بار بار رقم نکال کر دے رہی ہو۔ یہ پرس مجھے دے دو۔ میں تمہاری طرح فراخ دل نہیں ہوں۔ یہ تمام نوٹ اپنی ذات پر خرچ کروں گا۔"

وہ بولی "یہاں جو سب سے زیادہ طاقت ور اور بہترین فائٹر ہے۔ اسے شکست دو اور یہ تمام نوٹ لے جاؤ۔"

اس نے بلند آواز سے پوچھا "ہے کوئی مرد کا بچہ، جو مجھ سے مقابلہ کرے۔"

وہاں سیدھے سادے پینے والے بھی تھے اور غنڈے بدمعاش بھی تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر مرنے مارنے کے لیے کھڑے ہوجاتے تھے لیکن وہ باڈی بلڈر قد آور جوان تھا۔ اس کے للکارنے پر کوئی سامنے نہیں آرہا تھا۔ وہ بڑے غرور سے پلٹ کر سونیا سے بولا "یہاں کسی نے ماں کا دودھ نہیں پیا ہے۔ یہ تمام رقم مجھے دے دو۔"

کاؤنٹر کے پاس سے للکارنے کی آواز آئی "رک جاؤ۔"

للکارنے والے کی آواز عورتوں جیسی تھی۔ سب نے ادھر دیکھا۔ کاؤنٹر کے اوپر چار فٹ کا ایک شخص دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کھڑا تھا۔ اگر اس کی مونچھیں نہ ہوتیں تو وہ بارہ برس کا لڑکا دکھائی دیتا۔ اسے دیکھ کر سب ہنسنے لگے۔

باڈی بلڈر نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اسے گالیاں دے کر کہا "تو میرا مذاق اڑانے آیا ہے؟ چھپکلی کی اولاد ایک انگلی ماروں گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔"

بونے نے اچانک گھوم کر ایک لات چلائی۔ باڈی بلڈر قریب آگیا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بونا مارشل آرٹ جانتا ہوگا۔ اس کی لات منہ پر پڑی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے گیا۔ وہ سنبھل سکتا تھا لیکن ایک کرسی سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑا۔

سب لوگ حیرانی سے واہ واہ کرنے لگے۔ وہ جھنجلاتے ہوئے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ بونا کاؤنٹر سے قلابازی کرتا ہوا آیا۔ اسے فلائنگ کک مارتا ہوا دوسری طرف جاکر فرش پر گرا۔ دوسرے ہی لمحے میں اچھل کر کھڑا ہوگیا۔

دو زبردست ٹھوکریں کھانے کے بعد باڈی بلڈر کو اندازہ ہوا کہ مدمقابل قد میں چھوٹا ہے مگر وہ چھوٹا اسے کوٹ کر رکھ دے گا۔ دوسری ٹھوکر ایسی تھی کہ اس کی ناک سے لہو کی دھار بہنے لگی تھی۔ میرے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکا۔

میں نے اس باڈی بلڈر کے اندر پہنچنے کے لیے بونے کے اندر رہ کر فائٹ کی تھی۔ بے چارہ بونا مارشل آرٹ نہیں جانتا تھا۔ اس سے لڑائی جاری رکھتا تھا تو اس کی ہڈیاں پسلیاں ٹوٹ کر رہ جاتیں۔ کیونکہ میں اسے چھوڑ کر باڈی بلڈر کے خیالات پڑھنے والا تھا۔ لہٰذا میں نے اسے بھاگنے پر مجبور کیا۔ وہ چھلانگیں لگا کر دوڑتا ہوا بیرونی دروازے تک گیا پھر پلٹ کر بولا "مجھے معاف کرنا۔ میں صرف دو لاتیں مار سکتا تھا۔ آگے تو میرا باپ بھی تم سے نہیں لڑ سکے گا۔"

وہ دروازہ کھول کر بھاگ گیا۔ میں نے سونیا سے کہا "یہ باڈی بلڈر مشکوک ہے۔ تمہیں چھپ کر دیکھ رہا تھا۔ میں نے اس کے دماغ کا دروازہ کھولنے کے لیے اس بونے کو مارشل آرٹ کا کھلاڑی بنا دیا تھا۔ اب میں اس کے خیالات پڑھنے جا رہا ہوں۔"

میں نے خیالات پڑھے۔ اس باڈی بلڈر کا نام تارپیڈو تھا۔

یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی۔ تارپیڈو کوئی معمولی شخص نہیں تھا۔ ایسے تیسرے درجے کے شراب خانے میں کبھی نہیں آسکتا تھا۔ اگرچہ اس کے خیالات یہی کہہ رہے تھے۔ اس کی اصلیت اسی طرح معلوم کی جاسکتی تھی کہ اسے تنویمی عمل کے ذریعے معمول بنایا جائے پھر وہ مجھ سے اصلیت نہیں چھپا سکتا تھا۔

وہ اس بونے کو پکڑنے اور مارنے کے لیے دوڑتا ہوا

…با پھر واپس آکر غصے سے چیختے ہوئے بولا "وہ کتا بھاگ گیا ہے۔ آئندہ وہ جہاں بھی ملے گا۔ میں اسے زندہ نہیں …ں گا۔"

وہ سونیا کے سامنے آکر بولا "وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اس لیے میں میدان جیت گیا ہوں۔"

سونیا نے کہا "میں نے تمہیں اس بونے سے لڑنے کے …یں کہا تھا۔ مجھے منصف بنائے بغیر تم نے لڑائی شروع …کی۔ لہٰذا پھر کسی سے فائٹ کرو۔"

"یہاں میرا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ لاؤ یہ پرس اور …تم مجھے دو۔"

…پرس کی طرف جھپٹا۔ سونیا نے اسے ایک طرف ہٹا …کا ہاتھ خالی میز پر پڑا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی "یہ پرس چھین لوگے تو یہ تمہارا ہے۔"

…ہنستے ہوئے بولا "کیوں چیلنج کر رہی ہو؟ ایک ہاتھ سے …پکڑوں گا۔ دوسرے ہاتھ سے پرس چھین لوں گا۔"

"تم نے بونے کو بھی ایک مذاق سمجھا تھا۔ اس کا نتیجہ …اب میری کلائی پکڑ کے دیکھو۔ دن میں تارے دکھائی …یں گے۔"

…نے اچانک اس کی کلائی کو پکڑنا چاہا۔ اس سے پہلے …کا دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔ وہ جھکا ہوا تھا …ہوگیا۔ ایک گھونسا پیٹ پر پڑا۔ وہ جھکنے لگا۔ ایک ہاتھ …وہ پھر سیدھا ہوگیا پھر یہی ہونے لگا۔ کبھی ایک ہاتھ …پڑ رہا تھا۔ کبھی دوسرا ہاتھ پیٹ یا سینے پر۔ وہ کبھی جھکتا …بڑھتا ہوا پیچھے جارہا تھا۔ وہ اتنی پھرتی سے حملے …تھی کہ اسے جواباً حملہ کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

…بے حال ہو کر گر پڑا۔ تب وہ میز کے پاس آئی۔ وہاں …اٹھا کر اسے جھلاتے ہوئے کہا "کم آن۔ یہ پرس …انتظار کر رہا ہے۔"

…تابڑ توڑ حملوں کے باعث بدحواس اور نڈھال سا …تھا۔ آہستہ آہستہ فرش سے اٹھ رہا تھا۔ اس کے …ت بتا رہے تھے کہ وہاں سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر …چرچ میں اس کے چھ مسلح ماتحت ہیں۔ انہوں …لڑکی سوزی دان کو قیدی بنا رکھا ہے۔ وہ دور ہی دور …آدمیوں کی نگرانی کرنے کے لیے اس سرائے کے …خانے میں آیا ہے۔

…کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ تارپیڈو ہے۔ جبکہ …سلیم نہیں کر رہا تھا۔ میرے تجربات کہہ رہے تھے …سے ٹریپ ہوجانے والا یہ شخص تارپیڈو نہیں

ہے۔ اگر وہ اچھا فائٹر نہ ہوتا تو کسی کو چیلنج نہ کرتا۔ ایک عورت سے مقابلہ نہ کرتا۔ اگر اچھا فائٹر ہوتا۔ تب بھی اپنے دست راست اینڈی کو رہائی دلانے کے معاملے میں سنجیدہ رہتا۔ ایسی غیر سنجیدگی سے کسی شراب خانے میں آکر دنگا فساد نہ کرتا۔

سونیا نے اس کی ایسی پٹائی کی کہ وہ بے ہوش ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوش میں آنے والا تھا۔ میں اس پر تنویمی عمل کرکے اس کی اصلیت معلوم کرسکتا تھا لیکن میرے پاس وقت نہیں تھا۔ میں چند سیکنڈ کے لیے سوزی وان کے پاس گیا تو پتا چلا' وہاں گڑبڑ شروع ہوچکی تھی۔

میں نے سونیا سے کہا "سوزی کے اندر آنے والا اجنبی وہاں دو مسلح پہرے داروں کو آپس میں لڑا رہا ہے۔ تم تیار رہو۔ جیسے ہی بلاؤں' گاڑی لے کر چلی آنا۔"

میں سوزی کے اندر آکر دیکھنے لگا۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے اجنبی نے ایک پہرے دار کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے مجبور کیا تھا کہ وہ سوزی کے پاس جاکر اس کے بدن سے کھیلنا شروع کردے۔ وہ پہرے دار اس کی مرضی کے مطابق یہی کرنا چاہتا تھا لیکن دوسرے پہرے دار نے سوزی کے آگے ڈھال بن کر کہا "تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ یہ لڑکی باس کی امانت ہے۔ تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔"

"میں اپنی بھوک مٹاؤں گا۔ باس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں ہوگا۔ ہم تمام ساتھی ایک کے بعد ایک اس کے مزے لوٹیں گے۔ ہم ایک دوسرے کے راز دار رہیں گے باس کو پتا بھی نہیں چلے گا۔"

دوسرے پہرے داروں نے کہا "بکواس مت کرو۔ ہم نے کبھی تصور میں بھی باس سے غداری نہیں کی۔ تم کرو گے تو ہم تمہیں گولی ماردیں گے۔"

وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا جس پہرے دار کو بھڑکا رہا تھا' اس کا نام رابرٹ تھا۔ اس نے دھمکی دینے والے کو گولی ماردی پھر تیزی سے سوزی وان کے پیچھے آکر اسے اپنے سامنے ڈھال بنالیا۔

اس کے تمام ساتھی حیران تھے۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ رابرٹ اپنے ساتھی کو گولی ماردے گا۔ دوسرے ساتھی نے کہا "رابرٹ! تم پاگل ہوگئے ہو۔ گن پھینک دو۔ ہمارے پاس آؤ۔ اپنی پرابلم بتاؤ۔"

رابرٹ نے اس بولنے والے کو بھی گولی ماردی۔ اس کے پانچ ساتھیوں میں سے دو مارے گئے۔ باقی تین نے اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے چھپ کر اپنی جان بچائی۔ وہ بولا "میں سوزی کو ساتھ والے کمرے میں لے جارہا ہوں۔ یاد رکھو ہم پر گولیاں برساؤ گے تو پہلے یہ مرے گی اور یہ تمہارے باس کی امانت ہے۔ تم اسے نہیں مارو گے۔"

وہ ایک ہاتھ سے سوزی کو گرفت میں لے کر دوسرے ہاتھ سے فائرنگ کرتا ہوا ایک کمرے کی طرف جانے لگا۔ ایک پہرے دار موبائل فون کے ذریعے تارپیڈو سے کہہ رہا تھا "باس! یہ رابرٹ اچانک پاگل ہوگیا۔ سوزی آپ کی امانت ہے۔ یہ خیانت کرنے اسے ایک کمرے میں لے جارہا ہے۔"

تارپیڈو نے غصے سے کہا "اس کتے کو گولی ماردو۔"

"اس نے سوزی کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ ہم اس پر گولیاں چلائیں گے تو سوزی ماری جائے گی۔ اس نے ہمارے دو ساتھیوں کو مارڈالا ہے۔ ہم صرف تین رہ گئے ہیں۔"

"اسے کسی طرح قابو میں کرو۔ میں آرہا ہوں۔"

فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ سونیا نے جس کی پٹائی کی تھی' میں اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے بے ہوش ہوا تھا۔ اب ہوش و حواس میں اس شراب خانے سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کے موبائل سے بزر کی آواز ابھری۔ اس نے موبائل فون کا ایک بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو! میں تارپیڈو بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "تم کہاں ہو؟ فوراً چرچ پہنچ جاؤ۔ وہاں رابرٹ باغی ہوگیا ہے۔ اس نے اپنے ہی دو ساتھیوں کو مارڈالا ہے۔ اگر وہ سوزی کو بھی مارڈالے گا تو ہم اپنے بہترین دوست اینڈی کو جیل سے رہا نہیں کراسکیں گے۔"

"تم فکر نہ کرو باس! میں ابھی وہاں پہنچ کر سوزی کو نجات دلا دوں گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ میرا اندازہ درست نکلا۔ وہ اصل تارپیڈو نہیں تھا۔ جو اصلی تھا' وہ کہیں دور روپوش تھا اور ایک ڈمی تارپیڈو کے ذریعے سوزی وان اور اپنے دست راست اینڈی مائیکل کے معاملات نمٹا رہا تھا۔

میں نے سونیا کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ وہ چرچ سے کچھ فاصلے پر اپنی گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے چرچ کے اندرونی حالات بتا کر کہا "تھوڑی دیر انتظار کرو۔ میں سوزی وان کو چرچ سے باہر لاؤں گا۔"

میں سوزی کے اندر پہنچ گیا۔ رابرٹ سوزی کو زبردستی ایک کمرے میں لے آیا تھا اور چیخ کر کہہ رہا تھا "میں ٹیلی پیتھی کا جن ہوں۔ رابرٹ کے اندر گھسا ہوا ہوں۔ سوزی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں نے تمہاری فون کال سنی ہے۔ میں تمہارے باس تارپیڈو کا انتظار کررہا ہوں۔"

میں نے الپا کو مخاطب کیا "میرے پاس آؤ۔"

وہ دوسرے ہی لمحے آگئی۔ میں نے کہا "تمہیں ایک ڈمی تارپیڈو کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ تم اس کے دماغ قبضہ جمائے رکھو۔ اسے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا آلہ کار نہ بننے دو۔ تم اس کے اندر رہ کر وہاں کے حالات معلوم کرسکو گی۔"

میں نے اسے ڈمی تارپیڈو کے دماغ میں پہنچا دیا۔ وہ بھی اپنی گاڑی میں چرچ کے قریب پہنچ گیا تھا سونیا نے اسے دیکھ کر کہا "ہائے تارپیڈو! چرچ کے اندر کیسے جاؤ گے؟ وہاں موت ہے!"

اس نے بے بسی سے سونیا کو گھور کر دیکھا۔ وہ بولی "فکر نہ کرو۔ سوزی ابھی خود ہی چرچ سے باہر آئے گی۔"

میں پھر سوزی کے پاس آیا۔ وہ ایک کمرے میں رابرٹ کے گن پوائنٹ پر تھی۔ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہہ رہی تھی "تم نے ان درندوں سے نجات دلانے کا وعدہ کیا تھا لیکن مجھے تارپیڈو تک پہنچنے کا مہرہ بنا رہے ہو۔ فار گاڈ سیک! ایک مظلوم اور بے یارو مددگار لڑکی پر ترس کھاؤ۔ مجھے ان سے نجات دلاؤ۔"

اس نے رابرٹ کے ذریعے ڈانٹ کر کہا "بکواس مت کرو۔ چپ رہو۔ شاید تارپیڈو آگیا ہے۔"

تارپیڈو اپنی گاڑی سے میگا فون اسپیکر نکال کر بول رہا تھا "رابرٹ! ابھی تمہارے ساتھی نے مجھے فون پر بتایا ہے کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے تمہیں اپنا آلہ کار بنایا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ وہ میرے دماغ میں آکر باتیں کرے۔"

وہ رابرٹ کے دماغ سے نکل کر نہیں جاسکتا تھا۔ اگر جاتا تو نہ صرف رابرٹ اس کی گرفت سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا جاتا بلکہ سوزی بھی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ اس نے رابرٹ کی زبان سے بلند آواز میں کہا "تم تینوں جہاں بھی چھپے ہوئے ہو اپنے باس تارپیڈو سے کہو' وہ چرچ کے اندر آئے۔ میں اس سے روبرو باتیں کروں گا۔"

وہ کبھی یہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ رابرٹ کے اندر کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا آسکتا ہے۔ میں نے اچانک رابرٹ کو مجبور کیا کہ وہ اپنی گن سوزی کے پاس پھینک دے۔ اس نے جیسے ہی میری مرضی کے مطابق ایسا کیا۔ میں سوزی کے اندر پہنچ گیا۔ سوزی نے جھک کر اس گن کو اٹھایا پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر رابرٹ کو گولی ماردی۔

میں جانتا تھا کہ اجنبی اس کے مردہ دماغ سے نکل کر سوزی کے اندر آئے گا۔ میں نے سوزی پر بڑی مضبوط گرفت رکھی۔ وہ غصے سے بولا "کتے کی بچی! تو نے رابرٹ کو گولی کیوں ماری؟"

سوزی نے کہا "کتے کے بچے! تو کوئی دوسرا ٹھکانا بنا۔ اب یہاں تیری دال نہیں گلے گی۔ تو آتا رہے گا۔ میں سانس روکتی رہوں گی۔"

میں نے اس کے اندر سانس روکی۔ اس کی سوچ کی لہریں باہر نکل گئیں۔ وہ ان تین پہرے داروں میں سے ایک کے اندر چلا گیا۔ اس کا نام جیری تھا۔ میں نے دوسرے پہرے دار کے اندر گھس کر جیری کو گولی ماری پھر دوسرے ساتھی کو بھی جہنم میں پہنچایا آخر میں وہی ایک رہ گیا۔ اجنبی نے حیرانی سے اس کے دماغ میں پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے؟"

وہ بولا "میں آخری دماغ رہ گیا ہوں۔ میرے بعد کس کے اندر جاؤ گے؟"

یہ کہتے ہی اس نے خود کو گولی ماردی۔ اب وہ اجنبی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا ہوگا۔ چرچ کے اندر اور باہر کوئی ایسا نہیں تھا' جسے وہ آلہ کار بنا کر وہاں موجود رہتا۔ سوزی وان بار بار سانس روک کر اسے بھگا رہی تھی۔ وہ وہاں سے بھاگتی ہوئی چرچ کے باہر آئی اور وہ سونیا اور تارپیڈو کو اپنی اپنی گاڑی کے پاس دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

سونیا نے کہا "گھبراؤ نہیں۔ خطرہ ٹل گیا ہے۔ یہاں آؤ۔"

وہ میری مرضی کے مطابق سونیا کے پاس آگئی۔ ڈمی تارپیڈو نے ریوالور سے نشانہ لیتے ہوئے کہا "میں شراب خانے میں ہی سمجھ گیا تھا کہ تم انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ سے آئی ہو۔ تم سوزی وان کو نہیں لے جاسکو گی۔ اسے میرے حوالے کردو۔"

سونیا نے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولا۔ سوزی وہاں بیٹھ گئی۔ سونیا نے اسٹیئرنگ سیٹ سنبھالی۔ گاڑی کو اسٹارٹ کیا۔ ڈمی تارپیڈو دونوں ہاتھوں سے ریوالور تھام کر للکارتے ہوئے کہہ رہا تھا "خبردار! گاڑی نہ چلانا ورنہ گولی ماردوں گا۔"

وہ بار بار گولی مارنے کی دھمکیاں دے رہا تھا اور یہ سوچ کر پریشان ہورہا تھا کہ فائر کیوں نہیں کررہا ہے۔ سونیا اس کے سامنے سوزی وان کو اس سے چھین کر لے جارہی تھی۔ وہ پوری طرح کوششیں کرنے کے باوجود ریوالور کا ٹریگر دبا

نہیں پا رہا تھا۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ اس کے دماغ کے ٹریگر پر الپا کی انگلی رکھی ہوئی تھی۔

اس نے موبائل کے نمبر پنچ کیے۔ تارپیڈو سے رابطہ ہوا۔ اس نے کہا "باس! ڈی جی نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ اس کی ایک جاسوسہ سوزی وان کو ہم سے چھین کر لے گئی ہے۔ ہمارے تمام مسلح ماتحت مارے گئے ہیں۔"

دوسری طرف سے گرج کر پوچھا گیا "کیا بکواس کر رہے ہو؟ تم وہاں کیا کر رہے تھے؟"

"مجھے کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ میرے یہاں پہنچنے تک قصہ تمام ہو چکا تھا۔ ہمارے تمام آدمی مارے جا چکے تھے اور وہ جاسوسہ' سوزی وان کو وہاں سے لے جا رہی تھی۔ میں اسے گولی نہ مار سکا۔ کوئی نادیدہ قوت مجھے روک رہی تھی۔ بعد میں پتا چلا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمیں نقصان پہنچا رہا ہے۔"

"ٹیلی پیتھی؟" دوسری طرف سے اصلی تارپیڈو نے کہا "او گاڈ! مجھے یہ اندیشہ تھا کہ ڈی جی کے اندر کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے آتے ہوں گے۔ وہ میرے معاملات کو سمجھنے کے بعد مجھ تک پہنچنے کی کوششیں کریں گے۔ یقیناً ڈی جی نے ان خیال خوانی کرنے والوں کی مدد حاصل کی ہے۔"

"باس! وہ ڈی جی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچائے گا۔ بہتر ہے' اس سے دور رہا جائے۔ آپ اپنے دست راست اینڈی کو بھول جائیں۔ اسے جیل سے رہا نہیں کرا سکیں گے۔"

"بکواس مت کرو۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے اندر پہنچ گئے ہیں۔ تم اتنے بے بس ہو گئے ہو کہ سوزی وان کو لے جانے والوں پر گولیاں نہ چلا سکے۔ اب تم میرے کام کے قابل نہیں رہے ہو۔ تمہیں مر جانا چاہیے۔"

وہ خوف سے گڑگڑاتے ہوئے بولا "باس! میں ناکارہ نہیں ہوں۔ آپ کے بہت کام آ سکتا ہوں۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے سزائے موت نہ دیں۔"

"تم میرے لیے خطرناک بن گئے ہو۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے ذریعے مجھ تک پہنچنے کی کوششیں کریں گے۔ تمہارے اندر رہ کر میرے دوسرے اہم ماتحتوں کو اپنا آلہ کار بنائیں گے۔ میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا۔ میں حکم دیتا ہوں۔ اپنا موبائل آن رکھو۔ اپنا ریوالور نکالو اور خودکشی کر لو۔"

الپا اس کے اندر تھی۔ میں نے کہا "خاموشی سے تماشا دیکھو۔"

ڈمی تارپیڈو حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ ریوالور نکال کر اپنی کنپٹی سے لگا کر رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔ اصل تارپیڈو سخت لہجے میں کہہ رہا تھا "گولی چلاؤ۔ میں فون کے ذریعے آواز سننا چاہتا ہوں۔"

میں اسے سزائے موت سے بچا سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور گرا سکتا تھا لیکن وہ بدترین مجرمانہ زندگی گزارتا رہا تھا۔ اس نے کتنے ہی دوستوں اور دشمنوں کو ہلاک کیا تھا۔ لڑکیوں کو اغوا کر کے ان کی عزت سے کھیلتا رہا تھا۔ وہ ہمدردی کا نہیں' سزائے موت کا مستحق تھا۔

ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز گونجی۔ اس کے ساتھ ہی میری اور الپا کی سوچ کی لہریں اس کے مردہ دماغ سے نکل گئیں۔ میں دماغی طور پر اپنے ساحلی کاٹیج میں حاضر ہو گیا۔ وہاں میں سونیا کے ساتھ دن رات گزار رہا تھا۔ الپا نے کہا "سر! آج میں بہت خوش ہوں۔ آپ نے مجھے مخاطب کیا۔ مجھے ایک کام کرنے کو دیا۔ میں آج کا دن ہمیشہ یاد رکھوں گی۔"

"مجھے سر نہ کہو۔ تم اپنے بہترین عمل سے ہمارے دل جیت رہی ہو۔ سونیا نے تم سے کہا تھا کہ تم اسے ممّا کہہ کر مخاطب کرو گی۔ لہٰذا مجھے پاپا کہا کرو۔"

وہ خوشی کے مارے روتی ہوئی مجھ سے اور سونیا سے محبت کا شدید سے اظہار کرنے لگی۔ میں نے کہا "تم نے امریکا میں قیدی بننے والے ڈمی فرہاد کو اغوا کر کے بڑی کامیابی سے امریکی منصوبوں کو خاک میں ملایا ہے۔ کبریا کو بہت اچھی طرح گائیڈ کر رہی ہو۔ تم خود کو میری فیملی کا ایک ممبر سمجھو۔"

وہ خوشی سے نہال ہو گئی۔ میں نے کہا "اب جاؤ اور دیکھو کبریا کیا کر رہا ہے؟"

وہ چلی گئی۔ میں نے سونیا کے پاس آ کر دیکھا۔ وہ ڈی جی کے بنگلے میں تھی۔ وہاں سوزی وان اپنے باپ کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ ڈی جی اسے پیار کر رہا تھا اور سونیا کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ اس نے کہا "تم تنہا میری بیٹی کو ان بدمعاشوں کے چنگل سے چھڑا کر لائی ہو۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اسے ایک چرچ میں قیدی بنا کر رکھا گیا ہے؟"

سوزی وان نے کہا "ڈیڈی! وہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ اس نے بڑے جادوئی انداز میں پہرا دینے والے چھ درندوں کو ہلاک کیا تھا۔"

ڈی جی نے سونیا سے پوچھا "کیا ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے معاملات سے دلچسپی لے رہے ہیں؟"

سونیا نے کہا "ایک خیال خوانی کرنے والا تارپیڈو تک پہنچنے کے لیے سوزی کو مہرہ بنا رہا تھا۔ پتا نہیں وہ کون تھا لیکن میرے دماغ میں ایک خیال خوانی کرنے والی نے آ کر مجھے گائیڈ کیا تھا۔ مجھے چرچ تک پہنچایا تھا اور اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ناکام بنا کر سوزی کو اس سے نجات دلائی تھی۔"

اچانک سوزی نے پریشان ہو کر کہا "ڈیڈ! وہ پھر میرے دماغ میں بول رہا ہے۔"

میں سونیا کے پاس تھا۔ فوراً ہی سوزی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اجنبی اس کی زبان سے بولا "میں ناکامی برداشت نہیں کرتا۔ ڈی جی! میں تمہاری بیٹی کو آلہ کار بنا کر تارپیڈو تک ضرور پہنچوں گا۔"

سونیا نے ابھی ایک خیال خوانی کرنے والی کا ذکر کیا تھا۔ میں نے الپا کو پھر بلایا۔ اس سے کہا "سونیا کے اندر رہو اور موجودہ سچویشن کو سمجھو۔"

وہ سونیا کے پاس چلی گئی۔ وہ اجنبی کہہ رہا تھا "وہاں میرے مقابلے میں ایک خیال خوانی کرنے والی تھی۔ اس نے سوزی کے دماغ پر قبضہ جما کر میرا راستہ روکا تھا۔ یہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ وہ ہمیشہ اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتی تھی۔ اب میں اس پر قبضہ جما کر رہوں گا۔"

میں نے الپا اور سونیا سے کہا "امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے مارلی کے قلعے تک پہنچنے میں مصروف ہیں۔ راسپوٹین کو اعلیٰ بی بی الجھا رہی ہے۔ ایک کوبرا رہ گیا ہے۔ یہ کم بخت وہی ہو گا۔"

الپا نے کہا "آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں کوبرا کو اس کی آواز اور لہجے سے پہچان رہی ہوں۔ آپ اطمینان رکھیں۔ میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

سونیا نے سوزی کو دیکھتے ہوئے کہا "مسٹر اجنبی! تم کون ہو؟ اور تمہیں ہم سے کیا دشمنی ہے؟"

وہ بولا "میں تارپیڈو کو ٹریپ نہ کر سکا۔ اب دوسری چال چل رہا ہوں۔ ڈی جی کو مجبور کروں گا کہ وہ تارپیڈو کے دست راست کو رہا کروے۔ ورنہ میں سوزی کو دماغی اذیتیں دیتا رہوں گا۔ اگر اس کے دست راست کو رہا کیا جائے گا تو میں تارپیڈو کو دوست بنا کر اس کے خاص آدمی کو اس کے حوالے کروں گا۔"

سونیا نے کہا "وہ خیال خوانی کرنے والی میرے اندر موجود ہے' جس نے ابھی ہماری مدد کی تھی۔ اب یہ تم سے بول رہی ہے۔"

الپا نے کہا "ہائے اجنبی! کیا تم میری آواز اور لہجے سے مجھے پہچان رہے ہو؟"

اس نے کہا "تم مس ان نون ہو۔ آواز اور لہجہ بدل کر بولتی ہو۔"

"میں ان نون نہیں' الپا ہوں۔ یاد کرو۔ میں نے تمہاری بیوی اینجی کو اغوا کیا تھا پھر اسے کوئی نقصان پہنچائے بغیر تمہارے پاس واپس بھیج دیا تھا۔"

"اچھا تو تم نے اسے اغوا کیا تھا۔ میں تم سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ آج تم مجھے نقصان پہنچانے آئی ہو۔ تم نہ ہوتیں تو میں تارپیڈ تک پہنچ جاتا۔"

"تارپیڈو کی نہیں' اپنی بات کرو۔ میں نے اینجی کو صحیح سلامت تمہارے پاس پہنچایا تھا۔ اس کے بدلے تم سوزی کو صحیح سلامت رہنے دو۔"

"میں سوزی کے بدلے تارپیڈو کے خاص آدمی کی رہائی چاہتا ہوں۔"

"مجرم کو رہا نہیں کیا جائے گا۔ تم سوزی کا پیچھا چھوڑو گے یا نہیں؟"

"پیچھا نہ چھوڑوں تو کیا کرو گی؟"
"کوبرا! تمہاری اینجی ماں بننے والی ہے۔ کیا تم باپ بننے کی خوشی حاصل نہیں کرو گے؟"
"کیا مجھے وہ خوشی حاصل کرنے سے روکو گی؟"
"اب میں تمہارے ہوش اڑاتی ہوں۔ جب اینجی اغوا ہونے کے بعد واپس آئی تھی تو تم نے اس پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کیا تھا تاکہ کوئی تمہاری بیوی کے اندر نہ پہنچ سکے لیکن میں پہنچ سکتی ہوں۔"
"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ مجھے جھانسا دے رہی ہو۔"
"میں اینجی کے اندر جا رہی ہوں۔ اس کی سلامتی چاہتے ہو تو اس کے اندر آؤ۔ اب ہماری ملاقات اینجی کے دماغ میں ہوگی۔"
کوبرا الجھ کر رہ گیا۔ وہ اینجی کو دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا پھر وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی۔ اس کی حفاظت لازمی تھی لیکن اس کے پاس جانے کے لیے سوزی کو چھوڑنا پڑتا اور وہ اسے چھوڑ کر دوسری بار ناکام نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "الپا! مجھے سوچنے کا وقت دو۔"
سونیا نے کہا "الپا جا چکی ہے۔ کیا تم اپنی بیوی کی سلامتی نہیں چاہو گے؟"
"پہلے میں یقین کرنا چاہتا ہوں کہ الپا میری اینجی کے اندر پہنچ سکتی ہے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ڈی جی نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف کی باتیں سنیں پھر پوچھا "کیا تمہارا نام اینجی ہے؟ تم پیرس سے بول رہی ہو؟"
کوبرا نے تڑپ کر کہا "ریسیور سوزی کو دو۔"
سوزی نے ریسیور لے کر کان سے لگایا۔ کوبرا نے اس کی زبان سے پوچھا "ہیلو! اینجی! تم بول رہی ہو؟"
دوسری طرف سے اینجی نے پوچھا "تم کہاں ہو؟ میرے اندر کوئی عورت بول رہی ہے۔ وہ مجھے فون پر تم سے باتیں کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ تم فوراً آؤ۔"
"تم فکر نہ کرو۔ میں آ رہا ہوں۔ ابھی آ رہا ہوں۔"
میں نے الپا سے کہا "اسے اینجی کے پاس الجھائے رکھو۔ میں سوزی کے دماغ کو لاک کر رہا ہوں۔"
میں الپا کے پاس سے آکر سوزی کے اندر پہنچا۔ کوبرا جا چکا تھا۔ وہ میری مرضی کے مطابق اپنے بیڈ روم میں آئی پھر بستر پر لیٹ گئی۔ میں اس پر مختصر سا تنویمی عمل کرنے لگا۔
ادھر کوبرا نے اینجی کے پاس آکر پوچھا "تم خیریت سے ہو۔"
"ہاں مگر کوئی میرے اندر ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"
کوبرا نے کہا "الپا! میں نے سوزی وان کو چھوڑ دیا ہے۔ تم بھی میری بیوی کے دماغ سے چلی جاؤ۔"
الپا نے کہا "پہلے اپنی بیوی کو بتاؤ کہ تم ایک معصوم لڑکی کو دماغی مریضہ بنانا چاہتے تھے۔ اس لڑکی کو مہرہ بنا کر ایک بدنام زمانہ مجرم سے دوستی کرنا چاہتے تھے۔"
"ہاں۔ میں ایسا کرنا چاہتا تھا۔ اب نہیں کروں گا۔ میں اس لڑکی کو آزاد کر چکا ہوں۔ تمہیں بھی یہاں سے جانا چاہیے۔"
وہ بولی "ابھی مجھے اینجی کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم ہوا ہے۔ تم نے اس محبت کرنے والی بیوی سے وعدہ کیا تھا کہ فرہاد سے دوستی کرو گے۔ اس کے خلاف محاذ آرائی نہیں کرو گے۔ یہ بتاؤ، تم ہانگ کانگ میں کیا کر رہے ہو؟"
"میں ہانگ کانگ میں نہیں، کسی دوسرے ملک میں ہوں۔"
اینجی نے کہا "جھوٹ نہ بولو۔ میں نے ابھی ہانگ کانگ کے ڈی جی کو فون کیا تھا۔ تم اس کے گھر میں تھے۔"
"میری جان! میں خیال خوانی کے ذریعے وہاں پہنچا ہوا تھا۔"
وہ بولی "میں نے انٹرنیٹ کے کئی چینلز سے یہ خبریں سنی ہیں کہ فرہاد علی تیمور ہانگ کانگ کے جنوبی جزیرے میں ہے۔ تم اسی لیے وہاں خیال خوانی کے ذریعے جاتے ہو۔"
"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ میں تارپیڈو نامی ایک مجرم کو ٹریپ کرنے وہاں گیا تھا۔ اب نہیں جاؤں گا۔"
"تم نے وعدہ کیا تھا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے پھر اس لڑکی کو دماغی مریضہ کیوں بنانا چاہتے تھے۔ تم میرے اعتماد کو دھوکا دے رہے ہو۔ فرہاد کے خلاف کچھ کرتے پھر رہے ہو۔"
"میں تمہاری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ۔۔۔"
وہ بات کاٹ کر بولی "جھوٹی قسم مت کھاؤ۔ اگر میرے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہو تو چوبیس گھنٹے کے اندر میرے پاس آؤ اور ہمیشہ میرے ساتھ رہو۔ ورنہ میں تمہارے بچے کو جنم نہیں دوں گی۔ اس بچے کو ضائع کر دوں گی۔"
"بکواس مت کرو۔ تم ایسی حرکت نہیں کرو گی۔ میں کرنے نہیں دوں گا۔"
الپا نے کہا "تم اپنے بچے کی خاطر اینجی کو ٹیلی پیتھی

کے ذریعے مجبور کرنا چاہو گے تو میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی۔ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کرنے بھی نہیں دوں گی۔ میرے جاسوس اینجی کی نگرانی کرتے رہیں گے اور میں دن رات اس کے دماغ میں آتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ ایک ایسی چال چلوں گی کہ تمہارے ہوش اڑ جائیں گے۔"
وہ جھنجلا کر بولا "اچھا بس کرو۔ زیادہ دھمکی نہ دو۔ میں اپنی بیوی کی حفاظت کرنا جانتا ہوں۔"
الپا اسے وہاں باتوں میں الجھاتی رہی۔ ادھر میں نے سوزی کے دماغ کو لاک کر دیا پھر سونیا سے کہا "کئی گھنٹے سے خیال خوانی کرتا رہا ہوں۔ اب ساحل پر جا کر کھلی فضا میں چہل قدمی کروں گا۔ تم کب تک آ رہی ہو؟"
اس نے دو گھنٹے بعد آنے کو کہا۔ میں رابطہ ختم کرکے باتھ روم میں آیا پھر غسل کرنے لگا۔ ان دنوں جسمانی محنت نہیں ہو رہی تھی۔ بیٹھے بیٹھے، لیٹے لیٹے خیال خوانی کیا کرتا تھا۔ اچھی خاصی ذہنی تھکن ہو جاتی تھی۔ ایسی تھکن اتارنے کے لیے کھلی فضا میں چلنا پھرنا اور خیال خوانی سے پرہیز کرنا لازمی تھا۔ میں نے سوچا آئندہ دو چار گھنٹوں تک خیال خوانی نہیں کروں گا۔
دیکھا جائے تو پوری عمر خیال خوانی کرتے کرتے گزر رہی تھی۔ کبھی میں تنہا تھا۔ آمنہ سے بچے ہوئے تو باپ بن گیا۔ اب وہ بچے اپنے بچوں کے باپ بن چکے تھے۔ سونیا سے ہونے والے بچے اعلیٰ بی بی اور کبریا بھی جوان ہو چلے تھے۔ ایک طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ میں تقریباً ربع صدی سے خیال خوانی کرتا آ رہا تھا۔
میں غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر کاٹیج کے باہر آیا۔ ساحل سمندر پر دور تک خاصی چہل پہل تھی۔ جوان لڑکیاں اور عورتیں مختصر سے لباس میں نہا رہی تھیں۔ سمندر سے کھیل رہی تھیں۔ جوانی ایسی ہی ہوتی ہے۔ کسی چپو اور بادبان کے بغیر طوفانی لہروں سے کھیلتی ہے۔ بچے، بوڑھے اور جوان طرح طرح کی تفریحات میں مصروف تھے۔ فکر اور پریشانیوں اور دنیاوی جھمیلوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہاں ہنستے کھیلتے وقت گزار رہے تھے۔
میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ ایک جگہ رک کر دیکھا۔ دو شخص آپس میں لڑ رہے تھے۔ دونوں ہی اچھے خاصے فائٹر تھے۔ ایک دوسرے پر کامیاب حملے کر رہے تھے۔ جو ان کے درمیان بیچ بچاؤ کے لیے آتا، وہ انہیں مار کر بھگا دیتے تھے۔ اس لیے لوگ دور ہی دور سے تماشا دیکھ رہے تھے۔
میں ان دونوں کی کھوپڑیوں میں گھس کر انہیں ٹھنڈا کر سکتا تھا لیکن خواہ مخواہ خیال خوانی کرنا مناسب نہیں تھا۔ ہماری دنیا میں قدم قدم پر کسی نہ کسی کے ساتھ کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے۔ اگر میں ہر ایک کے معاملات میں مداخلت کروں تو مجھے کبھی کھانے پینے اور سونے کا بھی وقت نہیں ملے گا۔
میں وہاں سے آگے جانے لگا۔ ایک جوان عورت پیچھے آ رہی تھی۔ اس کے شانے سے ایک بیگ لٹک رہا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی میرے برابر آگئی۔ ہانپتے ہوئے بولی "وہ۔۔۔ وہ میرا پیچھا کر رہے ہیں۔"
میں نے کہا "اتنے مختصر کپڑے پہنو گی تو نہ جانے کتنے ہی لوگ تمہارے بدن کی بوٹی بوٹی کا حساب کریں گے۔"
وہ بولی "کتنی ہی لڑکیاں ایسے لباس پہنتی ہیں لیکن یہ میرے ہی پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔"
"کتوں کے آگے اپنے بدن کی ایک آدھ بوٹی ڈال دو۔ وہ نہیں کاٹیں گے۔"
وہ ناراض ہو کر بولی "تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"
"تم اڑانے والی چیز بنو گی تو سب ہی مزے اڑائیں گے۔"
وہ تنہا تھی۔ دو کتوں سے بچنے کے لیے میرے پاس آئی تھی یا کوئی مکار تھی مجھے پھانسنے آئی تھی۔ ایسی لڑکیاں ساحل سمندر پر تمام کرنسی لوٹ لیتی ہیں یا اپنے ساتھ کسی ہوٹل میں لے جا کر بالکل کنگال بنا دیتی ہیں۔ میں اس کے اندر پہنچ کر حقیقت معلوم کر سکتا تھا لیکن یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ دو گھنٹے تک خیال خوانی نہیں کروں گا۔ میری دنیا کے لوگ ٹیلی پیتھی کے بغیر زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا میں دو گھنٹے نہیں گزار سکوں گا؟
آدھا گھنٹا گزر گیا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹا رہ گیا تھا۔ میں خیال خوانی کا اس قدر عادی ہو گیا تھا جیسے کچھ لوگ عینک کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے عینک اتار لی جائے تو وہ کچھ دیکھ نہیں پاتے۔ مجھے بھی خیال خوانی کے بغیر آس پاس کے اجنبی لوگ سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ میں فوراً ہی ٹیلی پیتھی کی عینک لگا کر انہیں دیکھنے سمجھنے لگتا تھا۔
فی الحال صبر کر رہا تھا۔ ایسی کوئی قیامت نہیں آگئی تھی کہ خیال خوانی کرنا ضروری ہوتا۔ میرے ساتھ چلنے والی لڑکی کا پیچھا کرنے والے دونوں بدمعاش دوڑتے ہوئے میرے سامنے آکر ہمارا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ لڑکی اپنے بچاؤ کے لیے میرے پیچھے آکر مجھ سے چپک گئی۔ اپنے بدن کی حرارت میرے اندر پہنچانے لگی۔

میں نے ان دونوں سے کہا "بھائی! ذرا آرام سے۔ یہ بتاؤ پرابلم کیا ہے؟"

"اس لڑکی کو ہمارے حوالے کردو!"

میں نے کہا "لڑکی کو اس کے ماں باپ حوالے کرتے ہیں اور کسی ایک کے حوالے کرتے ہیں لیکن تم دو ہو۔ اسے کون حاصل کرے گا؟"

"یہ ہمارا مسئلہ ہے۔ تم سامنے سے ہٹو اور یہاں سے جاؤ۔"

"جھگڑے والی بات نہ کرو۔ یہ تم دونوں سے راضی نہیں ہے۔ اس بے چاری کو چھوڑ دو۔"

ایک نے آگے بڑھ کر اپنے بازو کے مسلز دکھاتے ہوئے کہا "ایک ہاتھ پڑے گا تو ریت میں دھنس جاؤ گے۔ کیا اس کے باڈی گارڈ بننا چاہو گے؟"

میں نے کہا "تم پہلوان ہو پھر دو ہو۔ میں تمہارے مقابلے میں اکیلا ہوں۔ یہ بھی اکیلی ہے۔ ہمیں جانے دو۔"

دوسرے نے کہا "یہ اولڈ مین ہمارا وقت ضائع کر رہا ہے۔ اسے ایک ہاتھ رسید کرو اور ٹینا کو یہاں سے لے چلو۔"

پہلوان نما جوان نے ایک ہاتھ چلایا۔ میں نے وہ ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے دوسرا ہاتھ چلایا۔ میں نے دوسرے ہاتھ کو بھی پکڑ لیا۔ دوسرا جوان اس کی مدد کے لیے آرہا تھا۔ میں نے اچھل کر ایک کک ماری۔ وہ دور جا کر گرا۔ وہ پہلوان اپنے دونوں ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کے منہ پر اپنے سر سے زوردار ٹکر ماری۔ اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی ناک سے خون بہنے لگا۔

میں نے اس کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ پیچھے جا کر اپنے ساتھی کے پاس ریت پر گر پڑا۔ وہ دونوں تگڑے جوان تھے۔ مجھ پر جوابی حملے کر سکتے تھے لیکن وہ ریت پر بیٹھے رہ گئے۔ ٹینا سامنے آکر میری گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "میں نے ان سے پہلے ہی کہا تھا۔ تم بوڑھے دکھائی دیتے ہو مگر بوڑھے نہیں ہو لیکن یہ دونوں تمہاری اصلیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔"

"کیا معلوم ہو گیا ہے؟"

"یہی کہ تم جوان ہو اور بوڑھے کے بھیس میں گھوم رہے ہو۔ کم آن میں تمہارے ساتھ ہوٹل میں رات گزاروں گی۔"

میں نے اس کی بانہیں گردن سے الگ کیں۔ اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا "رات گزارنے کے لیے یہ دو جوان کافی ہیں۔ جاؤ یہاں سے۔"

وہ بولی "یہ دونوں میری سسٹر کے ملازم ہیں۔ میں ملازموں کے ساتھ راتیں نہیں گزارتی۔ جسے پسند کرتی ہوں۔ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ دراصل میری سسٹر پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہے۔ وہ تمہیں بلا رہی ہے لیکن میں تمہیں اس کے پاس پہنچانے سے پہلے اپنی ایک رات رنگین کر لینا چاہتی ہوں۔"

"تمہاری سسٹر کون ہے؟"

"سسٹر موت کا دوسرا نام ہے۔ اس کی اتنی ہی تعریف ہے کہ اس کے پاس جانے والا پھر اپنی دنیا میں لوٹ کر نہیں آتا۔"

اس نے پھر آگے بڑھ کر میری گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ اس سے پہلے کہ میں اسے الگ کرتا، مجھے اپنی گردن میں سوئی چبھنے کا احساس ہوا۔ چشم زدن میں جیسے میرے اندر آگ بھر گئی۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں چکرا کر ریت پر ایسا گرا کہ پھر اٹھ نہ سکا۔ اپنی ذات سے غافل ہوتا چلا گیا۔

کیا یہ خیال خوانی نہ کرنے کی سزا تھی؟ اگر میں ٹینا اور اس کے ساتھیوں کے خیالات پڑھ لیتا تو ان نوجوانوں کے ہاتھوں یوں بے بسی سے زمیں بوس نہ ہوتا۔

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ خیال خوانی کروں تو محفوظ رہوں۔ نہ کروں تو شامت آجائے۔ اس بار ایسی شامت آئی تھی، جس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

میرے وجود کو نابود کر دیا گیا تھا۔ میں زندہ تھا مگر کہیں نہیں تھا۔

پہلے سونیا کو میری گمشدگی کا علم ہوا۔ اس نے اعلیٰ بی بی، کبریا اور الپا سے کہا۔ وہ تینوں خیال خوانی کے ذریعے مجھے تلاش کرنے لگے۔ انہیں میرا دماغ نہیں مل رہا تھا۔

انہوں نے سوچا۔ شاید میں بے ہوش ہوں یا کوما میں ہوں۔ آج نہیں تو کل ضرور مجھ سے رابطہ ہوگا لیکن دو دن گزر گئے۔ کہیں سے کسی طرح بھی میرا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ سونیا نے پریشان ہو کر جناب تبریزی سے منت کی کہ میرے بارے میں اسے کچھ بتایا جائے۔ انہوں نے بے بسی سے کہا "یہ قدرت کے بھید ہیں۔ میں زبان کھولنے سے قاصر ہوں۔ کاش! میں کچھ کہہ سکتا۔ وہ عالم الغیب ہے۔ وہی جانتا ہے۔"

واقعی 'یہ کیا بھید ہے؟ میں کہاں ہوں؟

یہ عجب معاملہ تھا کہ مجھے اپنی خبر نہیں تھی۔

اگر مجھے موت آجاتی تو میرے اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو یقین ہو جاتا کہ میں مر چکا ہوں۔

لیکن وہ یقین کے ساتھ سمجھ رہے تھے کہ میں اس دنیا میں کہیں سانس لے رہا ہوں۔ مگر یہ سراغ نہیں مل رہا تھا کہ کہاں ہوں؟ دو دن اور دو راتیں گزر چکی تھیں۔ یہ اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ مجھے ٹریپ کرنے والے ہانگ کانگ سے باہر کہیں لے گئے ہیں۔

مقدر کے تماشے بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔ اب تک دشمن میری تلاش میں تھے کہ میں کس ملک میں ہوں۔ امریکا کی ید میں ہوں؟ ازبکستان میں ہوں؟ یا مارلی کے قلعے میں؟

اب میرے اپنے مجھے تلاش کر رہے تھے کہ میں کہاں ہوں۔ یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ مجھے کیسے تلاش کیا جائے؟ کئی طرح کے سوالات پیدا ہو رہے تھے؟ کیا امریکا اور اس کے حواری ممالک کے اکابرین نے مجھ پر غالب ۔۔۔ آکر مجھے غائب کیا ہے؟

اگر وہ مجھ پر غالب آجاتے تو فخر سے اعلان کرتے کہ انہوں نے اصل فرہاد کو قیدی بنا لیا ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اب وہ قیدی بنا کر مجھے عدالت میں پیش نہ کرنا چاہتے ہوں۔ انہوں نے بڑی رازداری سے میرا برین واش کیا ہو۔ میری یادداشت اور میری ٹیلی پیتھی کا علم مجھ سے چھین لیا ہو اور مجھے کہیں قیدی بنا کر رکھا ہو۔

الپا' اعلیٰ بی بی اور کبریا امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمبر تھری اور نمبر سیون کے اندر جا کر ان کے چور خیالات پڑھ چکے تھے۔ اگر ان کے اکابرین نے مجھے قیدی بنایا ہوتا تو یہ راز ان سے چھپا نہ رہتا۔ ان کے ذریعے میرے اپنوں کو میرا سراغ مل جاتا۔

وہ تمام دشمن میری گمشدگی سے بے خبر تھے۔ اگر وہ باخبر ہوتے تو ازبکستان میں اور مارلی کے قلعے میں اب تک مجھے تلاش نہ کرتے رہتے۔ دو دن اور دو راتیں گزرنے کے بعد بھی وہاں ان کی تلاش جاری تھی۔

ویسے مجھے بتا دینا چاہیے کہ میں کہاں ہوں اور کس حال میں ہوں لیکن میں کیا بتاؤں؟ کوئی یقین نہیں کرے گا کہ میں اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔ کسی پاگل کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کا دماغ چل گیا ہے۔ وہ بے تکی باتیں کرتا ہے۔ نہ خود کو پہچانتا ہے' نہ دوسروں کو جانتا ہے۔

شاید میں پاگل ہو گیا تھا' خود کو نہیں پہچان رہا تھا یا پھر میری یادداشت گم ہو چکی تھی۔ میں اپنی پچھلی زندگی بھول چکا تھا یا پھر تنویمی عمل کے ذریعے میرے ذہن سے میری پچھلی زندگی مٹا دی گئی تھی۔

○☆○

میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ پہلے تو حیران ہوا کہ یہ کیسی جگہ ہے؟ میں ایک بیڈ پر اس طرح اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا کہ منہ نہ تو بستر کی طرف تھا۔ نہ زمین پر اوندھا تھا۔ میرے سامنے خلا تھا۔ ذہن پر زور دینے کے بعد سمجھ میں آیا۔ میرے اوپر آئینے کی چھت تھی۔ میں ایک وسیع و عریض آئینے کی چھت میں اپنا عکس دیکھ رہا تھا۔ اس لیے الٹا لیٹا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

میں نے کروٹ لے کر اس بیڈ اور بیڈ روم کو دیکھا۔ وہ بہت ہی خوب صورتی سے آراستہ کی ہوئی خواب گاہ تھی۔ کچھ فاصلے پر سامنے والی دیوار تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی ٹی وی اسکرین تھی۔ اس کے سامنے ایک مکمل کمپیوٹر سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اس سے منسلک ٹیلی فون' فیکس اور ٹائپ رائٹر وغیرہ دکھائی دے رہے تھے۔ گھر سے باہر کی دنیا سے رابطہ رکھنے اور تمام دنیاوی معلومات حاصل کرنے کا تمام سامان اور تمام الیکٹرونک آلات وہاں موجود تھے۔

میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ذہن میں سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ وہ بڑا سا کمرا میرے لیے انجانا تھا۔ میں نے پہلی بار اس کمرے میں آنکھ کھولی ہے۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا سوال پیدا ہوا' میں اس سے پہلے کہاں تھا؟

دوسرے سوال نے مجھے بے چین کر دیا۔ میں بستر سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ چاروں طرف گھوم کر اس بیڈ روم کو دیکھتے ہوئے ذہن پر زور ڈال کر سوچنے لگا میں اب سے پہلے کہاں تھا؟

بیڈ کی پچھلی پوری دیوار شیشے کی تھی۔ وہاں سر سے پاؤں تک دکھائی دے رہا تھا۔ میں اپنے چہرے کو چھو کر دیکھا۔ میرا چہرہ میرے لیے اجنبی تھا۔ میں نے پہلے کبھی یہ چہرہ نہیں دیکھا تھا۔

اگر نہیں دیکھا تھا تو میرا پہلا چہرہ کیسا تھا؟

میں یاد کرنے لگا۔ مجھے اپنی صورت شکل یاد نہیں آرہی تھی۔ میرا ذہن سمجھا رہا تھا کہ یہی میرا پیدائشی چہرہ ہے۔

بیڈ کے سرہانے چابیوں کا گچھا رکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک ڈائری ریموٹ کنٹرولر اور موبائل فون رکھا ہوا تھا۔ میں نے ڈائری اٹھا کر اسے کھولا۔ ایک صفحے پر لکھا ہوا تھا "فار انفارمیشن' کنسلٹ کمپیوٹر۔" (معلومات کے لیے کمپیوٹر سے مشورہ کریں۔)

میں تیزی سے کمپیوٹر کے پاس آیا۔ ٹی وی' ٹیلی فون' فیکس سب کو چیک کیا۔ ہر چیز آرڈر میں تھی۔ میں کمپیوٹر کو آپریٹ کرنے لگا۔ اس کے مانیٹر پر پہلی تحریر ابھری "اے ہیپی اینڈ گڈ ڈے مسٹر سلمان قیصر!"

کمپیوٹر کسی سلمان قیصر کو نئے دن کی مبارک باد دے رہا تھا۔ میں نے کی بورڈ کو آپریٹ کرتے ہوئے سوال کیا "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں؟"

مانیٹر پر جوابی تحریر ابھرنے لگی "تمہارا نام سلمان قیصر ہے۔"

دوسری سطر میں لکھا ہوا تھا "تم جزیرہ "کلیانی" میں ہو۔ یہاں کے مالک و مختار ہو۔ یہ جزیرہ ہندوستان کے جنوب مغرب میں ہے۔ جزیرہ کلیانی کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے انفارمیشن کوڈ نمبر زیرو تھری ٹو کی ڈسک چیج کرو۔"

"میں اپنا خاندانی شجرہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"تم والی میسور ٹیپو سلطان کے ایک عزیز انعام قیصر کے پوتے ہو۔ تمہارے والد کا نام ارباب قیصر تھا۔"

"مجھے یہ باتیں یاد کیوں نہیں ہیں؟"

"تمہارے ساتھ ایک المیہ ہے۔ تم بہت ذہین ہو لیکن تمہارا حافظہ کمزور ہے۔ تمہیں پوری تفصیل سے پچھلی زندگی یاد دلانے کے لیے یہ کمپیوٹر رکھا گیا ہے۔ تمہیں اس کے ذریعے اپنے ہر سوال کا جواب ملتا رہے گا۔"

"میں بیڈ روم سے باہر جاؤں گا۔ کیا میں اس مکان میں تنہا ہوں؟"

"یہ کوئی چھوٹا سا مکان نہیں ہے۔ ایک اونچی پہاڑی پر بہت بڑا محل ہے۔ تمہارے ملحقہ کمرے میں تمہاری پرسنل سیکریٹری ٹینا کماری موجود ہے۔"

اس کمپیوٹر کے ذریعے میں بہت سی معلومات حاصل کرسکتا تھا۔ فی الوقت میں نے اسے بند کردیا۔ ایک بڑی سی میز کے پاس آکر ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔ وہاں رکھے انٹر کام کے ساتھ مانیٹر منسلک تھا۔ میں نے انٹر کام کا بٹن دبایا تو مانیٹر آن ہوگیا۔ ایک حسین دوشیزہ دکھائی دی۔ وہ مسکرا کر بولی "مارننگ سر! بھگوان کا شکر ہے آپ کو ہوش آگیا۔ ڈاکٹر نے تاکید کی ہے۔ ہوش آتے ہی آپ کو ایک کیپسول کے ساتھ جوس پینا چاہیے۔ میں جوس اور دوا لے کر آرہی ہوں۔"

"یو آر ویل کم۔" میں نے انٹر کام کو آف کردیا۔

وہ ایک منٹ کے اندر ہی دروازہ کھول کر آئی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹی سی ٹرے تھی۔ ٹرے پر جوس سے بھرا ہوا جگ اور خالی گلاس تھا۔ ایک چھوٹی سی طشتری میں ایک ٹیبلٹ اور ایک کیپسول رکھا ہوا تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا پورا وجود مسکراتا ہوا لگ رہا تھا۔ بلاشبہ وہ پرکشش تھی۔ کچھ نہ کہنے کے باوجود اپنی طرف متوجہ کرلیتی تھی۔

میں نے پوچھا "کیا میں نے پہلے بھی تمہیں دیکھا ہے؟"

"یس سر! میں پچھلے تین ماہ سے آپ کی پرسنل سیکریٹری ہوں۔"

"میری یادداشت اتنی کمزور کیوں ہے؟"

"اکثر آپ پر دورہ پڑتا ہے۔ اس کے نتیجے میں آپ کا حافظہ کمزور ہوجاتا ہے۔ آپ پچھلی زندگی بھول جاتے ہیں پھر مسلسل علاج کرتے رہنے سے دو چار مہینوں میں آپ کی یادداشت واپس آتی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' میں دو چار ماہ تک تمہارا اور کمپیوٹر کا محتاج رہوں گا۔"

"آپ یہ دوا لیں اور جوس پئیں۔ آپ کی سب سے اہم گائیڈ کماری پوجا کلیانی ہیں۔"

"یہ کون ہیں؟"

"وہ اس جزیرے کی مالک ہیں۔ انہوں نے آپ کو یہاں کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔ آپ ان سے شادی کرنے والے ہیں۔"

"میں نے جسے دیکھا نہیں ہے' سمجھا نہیں ہے۔ اس سے بھلا شادی کیسے کروں گا؟"

"آپ ان سے دن رات ملتے رہے ہیں۔ آپ دونوں ایک دوسرے کو دل و جان سے چاہتے ہیں۔ شاید آپ انہیں روبرو دیکھ کر پہچان سکیں گے۔"

"وہ میرے روبرو کب آئیں گی؟"

"کیرالا سول کورٹ میں اس جزیرے کے سلسلے میں مقدمہ چل رہا ہے۔ آج عدالت میں ان کی پیشی ہے۔ کل کسی وقت یہاں آسکتی ہیں۔ انہیں معلوم ہوگا کہ آپ ہوش میں آگئے ہیں تو وہ فون یا ای میل کے ذریعے آپ سے باتیں کریں گی۔ آپ بھی ان سے رابطہ کرسکتے ہیں۔"

"میں ابھی تمہاری مالکن سے بات کروں گا۔"

"ابھی نہ کریں۔ وہ اس وقت عدالتی معاملات میں مصروف ہوں گی۔ آپ شام کو ان سے رابطہ کریں۔"

میں جوس پیتا رہا اور اس سے باتیں کرتا رہا۔ اس نے پوچھا "آپ غسل کرنا چاہیں گے؟"

"ہاں۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرے ملبوسات اور شیونگ وغیرہ کا سامان کہاں ہے۔ تعجب ہے۔ مجھے کوئی چھوٹی سی بات بھی یاد نہیں ہے۔"

وہ الماری کھول کر دکھانے لگی۔ ہر ڈیزائن کے ملبوسات سے الماری بھری ہوئی تھی۔ ان سے میچ کرتی ہوئی ٹائیاں' جرابیں اور درجنوں جوڑے جوتے تھے۔ ٹائلٹ میں شیونگ وغیرہ کا سامان تھا۔ اس نے پوچھا "آپ غسل کرنے سے پہلے مساج کرانا چاہیں گے؟"

میں نے پوچھا "مساج کون کرے گا؟"

"کرے گا نہیں کرے گی۔ آپ کی خدمت کے لیے کئی کنیزیں ہیں۔ آپ کو جو پسند آتی ہے' اسے آپ بلا کر تنہائی میں وقت گزارتے ہیں۔"

"مجھے یقین نہیں آتا کہ میں ایسا کرتا ہوں مگر کیا کروں۔ حافظہ کام نہیں کررہا ہے۔ تم جو کہو گی' اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔"

"یہاں جتنی خوب صورت کنیزیں ہیں' انہیں میں یہاں بلا رہی ہوں۔ آپ جسے پسند کریں گے' وہ مساج کرے گی۔"

"کسی کو نہ بلاؤ۔ میرا ذہن الجھا ہوا ہے۔ میں تنہائی چاہوں گا۔"

"تعجب ہے۔ مجھے بھی نظر انداز کررہے ہیں۔ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے؟"

"او گاڈ! تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ بھی وقت گزارتا رہا ہوں؟"

"اب میں کیا بولوں؟ آپ کو کچھ یاد نہیں ہے۔ ویسے ابھی یاد دلا سکتی ہوں۔"

وہ کافرانہ انداز میں میری سانسوں کے قریب آگئی۔ میں نے کہا "سوری۔ ابھی نہیں' پھر کبھی۔ یو می الون۔۔۔"

وہ ذرا مایوس ہوئی پھر مسکراتے ہوئے چلی گئی۔ میں نے باتھ روم میں آکر شیو کیا پھر غسل کرنے لگا۔ اس دوران میں سوچنے اور سمجھنے کی کوششیں کرتا رہا کہ مجھ پر کس طرح کا دورہ پڑتا ہے اور میں مہینوں تک پچھلی زندگی بھول کر کس طرح زندگی گزارنے لگتا ہوں۔ اب میں پھر سب کچھ بھول چکا ہوں۔ پتا نہیں کتنے ماہ بعد میری یادداشت واپس آئے گی اور میں خود کو پورے یقین کے ساتھ پہچان سکوں گا۔

میں لباس چینج کرنے کے بعد بیڈ روم سے باہر ایک ملحقہ کمرے میں آیا۔ وہ کمرا میری پرسنل سیکریٹری ٹینا کماری کے لیے مخصوص تھا۔ وہ بھی تقریباً ایک بیڈ روم تھا وہ دن رات میرے قریب رہتی تھی۔ نیند کے دوران میں بھی کال کی جائے تو وہ اٹھ کر چلی آتی تھی۔ یہ باتیں اسی نے بتائیں۔ میں نے کہا "میں اس محل کو اندر اور باہر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

اس نے سوئچ بورڈ کے ایک بٹن کو دبایا۔ وہاں ایک سرخ بلب روشن ہوگیا۔ میں نے پوچھا "یہ کیا ہے؟"

وہ بولی "محل کے اندر اور باہر ہر جگہ سرخ بلب روشن ہوجاتے ہیں۔ تمام خدام اور مسلح گارڈز الرٹ ہوگئے ہوں گے۔ آئیں۔ ہم چلیں۔"

میں اس کے ساتھ کمرے سے باہر آیا۔ محل بہت خوب صورت تھا۔ ہر کمرے کے سامنے اور راہداریوں میں مسلح گارڈز' دو چار کنیزیں اور خدام دکھائی دے رہے تھے۔ گارڈز مجھے دیکھ کر سیلوٹ کررہے تھے۔ کنیزیں اور خدام سر جھکا کر دونوں ہاتھ جوڑ رہے تھے۔ میں ٹینا کے ساتھ محل کے باہر آیا۔ وہاں بھی مسلح گارڈز خاصی تعداد میں تھے۔ میں نے کہا "تمہاری مالکن نے اچھی خاصی فوج بنائی ہے۔"

میں ریلنگ کے پاس آکر دیکھنے لگا۔ وہ محل ایک اونچی پہاڑی پر تھا۔ دوربین کے ذریعے وہاں سے پورے جزیرے کو دور ساحل تک دیکھا جاسکتا تھا۔ میں نے ریلنگ کے ساتھ لٹکی ہوئی دوربین کو آنکھوں سے لگا کر دیکھا۔ محل کے باہر چاروں طرف گھوم کر دیکھا جائے تو پندرہ کلومیٹر کے رقبے میں پھیلا ہوا جزیرہ اپنی پوری شادابی اور خوب صورتی کے ساتھ دکھائی دیتا تھا۔ ایک جگہ ساحل پر چار اسپیڈ بوٹس اور کئی کشتیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ٹینا نے کہا "محل کے اسٹاف کے لیے وہ اسپیڈ بوٹس اور کشتیاں ہیں۔ انڈیا کے کسی شہر میں جانے کے لیے ان کے ذریعے کوچین کی بندرگاہ تک جاتے ہیں۔ آپ اور مالکن کے لیے دو ہیلی کاپٹرز ہیں۔"

محل کے پیچھے ایک ہیلی پیڈ تھا۔ وہاں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ کماری پوجا کلیانی دوسرا ہیلی کاپٹر کیرالا لے گئی تھی۔ کل تک یہاں آنے والی تھی۔

میں نے پوچھا "تمہاری مالکن کس سے مقدمہ لڑ رہی ہیں؟"

"بھارت سرکار سے۔ یہ جزیرہ بحر ہند میں ہے۔ اس لیے بھارت سرکار اسے اپنے قبضے میں لینا چاہتی ہے۔ جبکہ برٹش سرکار کے دور سے یہ جزیرہ مالکن کے دادا اور پردادا کی ملکیت ہے۔"

"انڈین گورنمنٹ اب کیوں یہاں اپنا قبضہ جمانا چاہتی ہے۔"

"یہ ہندوستانی حکمرانوں کی پرانی عادت ہے۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد ان حکمرانوں نے یہاں کی کسی ریاست کو آزاد نہیں رہنے دیا۔ ریاست حیدر آباد' نیپال اور بھوٹان وغیرہ پر قبضہ جمالیا۔ سری لنکا پر زور نہیں چل رہا ہے۔ وہاں کا

امن و امان برباد کیا جاتا ہے۔ انہوں نے پاکستان کا ایک بازو کاٹ دیا۔ اسے بنگلا دیش بنانے کے بعد باقی پاکستان کو مٹا دینے کی فکر میں ہیں۔"

"لیکن یہ تو ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔"

"وہ یہاں کے تمام چھوٹے بڑے جزیروں میں اپنی فوجیں اتار چکے ہیں۔ صرف ہمارا جزیرہ رہ گیا ہے۔ اگر بھارتی حکمران مالکن سے مقدمہ ہار جائیں گے تو پھر یہاں فوجی کارروائی کریں گے۔"

میں نے کہا "کیا وہ عدالتی فیصلے کے خلاف یہاں فوج کشی کریں گے؟"

"حکمرانوں کے لیے کون سی بڑی بات ہے۔ وہ انصاف کرنے والے جج کو تبدیل کردیں گے۔ عدالت سے فوج کشی کی اجازت حاصل کرلیں گے۔"

اس کی باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ بھارت سرکار ہر حال میں وہ جزیرہ کماری پوجا کلیانی سے حاصل کرے گی۔ دوسرے لفظوں میں مجھ سے وہ جزیرہ چھین لے گی۔ کیونکہ پوجا کے ساتھ میرا جو رشتہ ہونے والا تھا' اس کے پیش نظر میں وہاں کا مالک تھا۔

پوجا کے پردادا مہیش کلیانی کے نام پر اس جزیرے کا نام "کلیانی" رکھا گیا تھا۔ بھارتی فوجی نقطہ نظر سے وہ جزیرہ بہت اہم تھا۔ یورپ سے آنے والے تمام مسافر بردار اور مال بردار بحری جہاز وہاں سے گزرتے تھے۔ زمانہ جنگ میں پاکستان کی بحری فوج کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور فوج کی پیش قدمی روکنے کے لیے وہ جزیرہ بہت اہم تھا۔

میں نے کہا "پھر تو بھارت سرکار اس جزیرے پر ضرور قبضہ حاصل کرے گی۔ ہمارا یہ محل بھی ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ہمیں یہاں سے جانا ہوگا۔ فوج یہاں آکر رہے گی۔ تمہاری مالکن خوا مخواہ مقدمہ لڑ رہی ہے۔ مقدمہ جیتنے کے بعد بھی وہ بھارتی فوج سے نہیں جیت سکے گی۔"

ٹینا کماری نے کہا "جب تک آپ مالکن کے ساتھ ہیں' تب تک انہیں آس ہے کہ آپ بھارتی فوج کو یہاں آنے نہیں دیں گے۔"

میں نے حیرانی سے پوچھا "کیا میں بحری اور ہوائی فوج کو یہاں آنے سے روک سکوں گا؟"

"جی ہاں۔ آپ تنہا ایک فوج سے بھی زیادہ طاقت ور ہیں۔ دنیا کی کوئی فوجی قوت آپ کو شکست نہیں دے سکے گی۔"

"تم حیران کردینے والی باتیں کررہی ہو۔ کیا یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں تنہا ساری دنیا سے لڑ سکتا ہوں اور غالب آسکتا ہوں؟ کیا میں جادوگر ہوں؟"

"جادوگر نہیں ہو لیکن ایک غیر معمولی صلاحیت کے حامل ہو۔ یہ صرف مجھے اور میری مالکن کو معلوم ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔"

"ٹیلی پیتھی؟" میں نے بے یقینی سے پوچھا "میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں؟"

وہ میرے قریب آکر مجھ سے لگ گئی۔ وہ مجھے آپ کہہ کر مخاطب کرتی رہی تھی۔ اب تم کہنے لگی تھی۔ اس نے کہا "دورہ پڑنے کے بعد تم بے ہوش ہوگئے تھے۔ طویل بے ہوشی کے بعد ہوش میں آئے ہو۔ ابھی تمہارا دماغ کچھ کمزور ہے۔ اچھا کھاتے پیتے رہو گے تو آج رات تک یا کل تک خیال خوانی کرنے لگو گے۔"

وہ اس طرح لگی ہوئی تھی کہ اس کی دھڑکنیں بار بار میرے جسم پر دستک دے رہی تھیں۔ مجھے اس کی طرف مائل ہونا چاہیے تھا لیکن ٹیلی پیتھی والی بات مجھے حیران کررہی تھی۔ میں نے پوچھا "میں خیال خوانی کیسے کرتا ہوں۔ کسی کے دماغ میں کیسے پہنچتا ہوں؟"

"میں کیسے بتاؤں؟ تم کتنی بار میرے دماغ میں آچکے ہو۔ کیسے آتے ہو' اس کا طریقہ کار تمہیں معلوم ہوگا۔ تم بھولنے کے باوجود بے اختیار خیال خوانی کرو گے۔ اب مالکن تمہاری دماغی توانائی بحال ہونے کا انتظار کریں گی۔"

اس کے موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے بٹن دبا کر کان سے لگایا۔ ہیلو کہا پھر ایک دم سے خوش ہو کر بولی "میڈم! خوش خبری ہے۔ صاحب ہوش میں آچکے ہیں لیکن وہی ٹریجڈی ہے۔ پہلے کی طرح پھر اپنی پچھلی زندگی کو بھول گئے ہیں۔ میں انہیں یاد دلا رہی ہوں۔ اس وقت ہم محل سے باہر ہیلی پیڈ کے قریب ہیں۔"

اس نے دوسری طرف کی باتیں سن کر کہا "آل رائٹ میڈم!"

اس نے میری طرف فون بڑھاتے ہوئے کہا "میڈم بات کرنا چاہتی ہیں۔"

میں نے فون کو کان سے لگا کر کہا "ہیلو میں بول رہا ہوں۔ جبکہ میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور مجھے تم سے کیا کہنا ہے۔"

دوسری طرف سے محبت بھری آواز سنائی دی "میری جان! میرے سلمان! فکر نہ کرو۔ تمہاری یادداشت واپس آجائے گی۔ ایسا پہلے بھی ہوچکا ہے۔ کیا میری آواز سے مجھے

پہچاننے کی کوشش کرو گے؟"

"جو خود کو بھول چکا ہو' وہ کسی کو آواز سے کیا پہچانے گا۔ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ کب آرہی ہو؟"

"میں آج ہی شام کو تمہاری آغوش میں پہنچ جاؤں گی۔ تمہیں شام تک ٹینا اور کمپیوٹر سے اپنے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہیے۔"

"ہاں۔ میرے اندر بڑی بے چینی اور اضطراب ہے۔ میں اپنے بارے میں بہت کچھ نہیں' سب کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ جلد ہی تمہاری یادداشت بحال ہوجائے گی۔ میں یہاں کا کام ختم ہوتے ہی تمہارا چلی آؤں گی۔ مجھے کس کرو۔"

میں نے فون کو ہونٹوں سے لگا کر چوما۔ آواز وہاں تک گئی۔ وہاں سے چومنے کی آواز یہاں تک آئی پھر رابطہ ختم ہوگیا۔

پتا نہیں' مجھے اپنے بارے میں کیسی کیسی معلومات حاصل ہونے والی تھیں۔ ویسے اپنے بارے میں یہی جان کر حیران تھا کہ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں اور یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ کماری پوجا کلیانی میرے ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے بھارتی فوج کا راستہ روکنے والی ہے۔

○☆○

میری داستان کے مختلف ادوار میں میری فیملی کے مختلف افراد آتے رہے۔ پچھلے دور میں پارس' پورس اور سونیا ثانی وغیرہ نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔ اب وہ چھٹیاں منا رہے تھے۔ ان کی جگہ اعلیٰ بی بی اور کبریا آگئے تھے۔ یہ دونوں بھی نمایاں کارکردگی دکھا رہے تھے۔ عملی میدان میں ابھی ان کی ابتدا تھی اور ان کی ابتدا بتا رہی تھی کہ پارس اور پورس کی طرح یہ دونوں بھی بڑے بڑے کارنامے انجام دیں گے۔

میری داستان میری فیملی کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے میں اپنے علاوہ اعلیٰ بی بی اور کبریا کے بھی واقعات پیش کررہا ہوں۔

پچھلے باب میں اعلیٰ بی بی اور راسپوٹین کا ذکر کچھ یوں تھا کہ وہ ایک دوسرے سے دور دور رہ کر دوستی کرنا چاہتے تھے۔ اعلیٰ بی بی دوستی کے لیے رضامند ہوگئی تھی لیکن یہ خوب سمجھتی تھی کہ وہ دوستی کی آڑ میں دشمنی کرے گا اور بڑی مکاری سے اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنائے گا۔ اس نے راسپوٹین کو یہ تاثر دیا تھا کہ وہ اس پر اعتماد کررہی ہے۔

وہ دونوں قاہرہ میں تھے۔ اعلیٰ بی بی جانتی تھی کہ راسپوٹین کا قیام کس ہوٹل میں ہے۔ اس نے ہوٹل کے اہم افراد کو اپنا آلہ کار بنالیا تھا۔ راسپوٹین نے ہوٹل کی کاؤنٹر گرل انیلا کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اسے حاصل کرے گا۔ وہ ہوٹل میں لنچ کے لیے نہیں آیا تھا لیکن رات گزارنے کے لیے آنے والا تھا۔ اعلیٰ بی بی انیلا کے ذریعے بھی راسپوٹین کو ٹریپ کرسکتی تھی۔

دوسری طرف راسپوٹین اسے ٹریپ کرنے کے لیے دریائے نیل کے ساحل پر بھٹکتا پھر رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے اسے بتایا تھا کہ وہ ایک ساحلی بنگلے میں رہتی ہے۔ دریائے نیل کا ساحل تقریباً دس کلومیٹر تک آباد تھا۔ اس ساحل پر ہزاروں کی تعداد میں رہائشی بنگلے' نہایت شان دار ہوٹلز' گیسٹ ہاؤس اور نائٹ کلبز وغیرہ تھے۔

راسپوٹین کا خیال تھا کہ انہی اطراف میں ہوگی۔ اگر وہ ساحل پر آنے والی تمام عورتوں کے خیالات باری باری پڑھتا رہے گا تو کبھی نہ کبھی مس ان نون (اعلیٰ بی بی) کے دماغ تک بھی پہنچ جائے گا۔ یہ معلوم ہوجائے گا کہ وہ کہاں ہے؟ کس بھیس میں ہے؟ اور وہاں کیا کرتی پھر رہی ہے؟

ہزاروں عورتوں کے اندر جانا اور ان کے خیالات پڑھنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ وہ ایک آدھ منٹ میں ہی اعلیٰ بی بی تک پہنچ سکتا تھا یا پھر ایک آدھ ماہ بعد بھی اس کا سراغ نہ ملتا۔

اسے خیال خوانی کے دوران میں مختلف لڑکیوں کی دلچسپ ہسٹری معلوم ہورہی تھی۔ وہ دلچسپی کے باوجود انہیں نظر انداز کرتا جارہا تھا۔ ایسے ہی وقت وہ مشی مونا نامی ایک لڑکی کے اندر پہنچا اور پرائی سوچ کی لہروں کو سن کر چونک گیا۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مشی مونا پر عاشق ہوگیا تھا۔ وہ اسے پھانس کر ہوٹل کے ایک کمرے میں لے جانا چاہتا تھا لیکن مشی مونا اس پر راضی نہیں تھی۔ اس وقت وہ دونوں سمندر کے ساحل پر لوگوں کے ہجوم میں تھے۔ راسپوٹین بھی وہاں کچھ فاصلے پر کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔

اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو یہ گمان تھا کہ اس ساحل پر کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا نہیں آئے گا اور نہ ہی مشی مونا کے ذریعے اس کا پیچھا کرے گا۔ ایسی ہی خوش فہمی مصائب میں مبتلا کردیتی ہے۔

راسپوٹین نے دور سے اس کا نشانہ لے کر گولی چلائی۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی تھی۔ وہ چیختا ہوا اچھل کر ریت پر گر پڑا۔ وہ دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ پتا چلا

کہ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا نمبر ٹو ہے۔

وہ اعلیٰ بی بی کو ٹریپ کرنے کے لیے صبح سے اس ساحل پر بھٹک رہا تھا۔ اس کا بھٹکنا رائیگاں نہیں گیا تھا۔ اس نے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ٹریپ کرکے ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ آج کا دن اس کے لیے خوش نصیبی کا دن تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ اپنی خوش نصیبی سے اعلیٰ بی بی کو بھی اپنی کنیز بنالے گا۔

نمبر ٹو گولی کھانے کے بعد ریت پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے لیے فوراً ایمبولینس منگوائی گئی۔ اسے کسی قریبی اسپتال میں پہنچایا جارہا تھا۔ گولی لگنے سے گھٹنے کے نیچے ہڈی کریک ہوگئی تھی۔ بڑی ہی ناقابل برداشت تکلیف ہورہی تھی۔ وہ اتنی شدید تکلیف کو بھول کر ایمبولینس کے اندر چھت کو تک رہا تھا اور سہمے ہوئے انداز میں سوچ کے ذریعے پوچھ رہا تھا "تم کون ہو؟ تم مشی موناکے اندر چھپے ہوئے تھے۔ تم نے مجھے زخمی کیا ہے اور اب میرے اندر چلے آئے ہو۔"

راسپوٹین اس کے اندر خاموش تھا۔ وہ اس کے چور خیالات پڑھ کر یہ معلوم کررہا تھا کہ وہ آٹھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے انڈر گراؤنڈ سیل سے نکلنے کے بعد کس طرح آزادانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ سب دنیا کے مختلف ملکوں میں پہنچے ہوئے تھے۔ ان آٹھوں میں بڑی گہری دوستی اور بڑا گہرا اعتماد تھا۔ اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کو نہیں بتاتے تھے کہ کون کس ملک یا کس شہر میں ہے؟

وہ ایسی احتیاطی تدابیر پر عمل کررہے تھے۔ یہ اندیشہ رہتا تھا کہ اگر کوئی دشمن کسی ایک ساتھی پر غالب آئے گا تو پھر اس کے چور خیالات کے ذریعے دوسرے ساتھیوں کے پتے ٹھکانے معلوم کرلے گا۔ انہوں نے ایسی احتیاطی تدابیر کے باعث راسپوٹین کو اپنی طرف آنے سے روک دیا تھا۔

نمبر ٹو کی مرہم پٹی ہوچکی تھی۔ چونکہ تکلیف زیادہ تھی۔ اس لیے اسے نیند کا انجکشن دے کر سلا دیا گیا۔ راسپوٹین نہیں چاہتا تھا کہ کسی وقت اس کے ساتھی اس سے رابطہ کریں اور انہیں معلوم ہوجائے کہ کسی نے اسے زخمی کیا ہے پھر وہ اسے دشمن کے تنویمی عمل سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھیوں کو خبر ہونے سے پہلے ہی اس نے نمبر ٹو کو اپنا معمول بنالیا۔

اب سے پہلے اس نے کرونا کو اپنی معمولہ اور کنیز بنادیا لیکن وہ اس کے تنویمی عمل کے گرفت سے نکل چکی تھی۔ اس بار اس نے سوچا' نمبر ٹو کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دے گا۔ اس کے ذریعے دوسرے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرے گا۔

اس مقصد کے لیے اس نے ایک تدبیر پر عمل کیا۔ نمبر ٹو کی آواز اور لہجے میں اس کے ایک ساتھی نمبر فور کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا "میرے دوست! میں مصیبت میں ہوں۔ میرے ایک پاؤں میں گولی لگی ہے۔"

نمبر فور نے پریشان ہوکر پوچھا "کس نے گولی ماری ہے؟ کیا وہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن ہے؟"

"نہیں۔ ساحل سمندر پر دہشت گردوں نے فائرنگ کی تھی۔ میری طرح دو چار زخمی ہوئے ہیں۔ یہ اندیشہ نہ کرو کہ کسی دشمن نے مجھے ٹریپ کیا ہے۔"

"تم زخمی ہو پھر خیال خوانی کیسے کررہے ہو؟"

"جب گولی لگی' تب ذہن بہت کمزور ہوگیا تھا۔ اب تکلیف کم ہے۔ اس لیے خیال خوانی کررہا ہوں۔ تم میرے لہجے سے تھکن محسوس کررہے ہوگے۔ بہتر ہے۔ میرے اندر آؤ اور میرے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہوجاؤ۔"

وہ اس کے اندر آکر اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ راسپوٹین کی مرضی کے مطابق اس کے چور خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ محتاط رہ کر زندگی گزار رہا ہے۔ کسی سے دوستی نہیں کرتا اور نہ ہی کسی پر بھروسا کرتا ہے۔ آج اچانک دہشت گردوں نے ساحل سمندر پر فائرنگ کی تو بدنصیبی سے اسے ایک گولی آکر لگ گئی۔"

اس کے چور خیالات پڑھنے کے دوران ایک ڈاکٹر آکر اس کا معائنہ کرنے لگا۔ راسپوٹین فوراً ہی اس کے اندر پہنچ کر نمبر ٹو سے کہنے لگا "مسٹر! تم خوش نصیب ہو۔ زخم گہرا نہیں ہے۔ تمہارے علاوہ تین اور زخمی ہوئے ہیں۔ ان کی حالت بہت ہی تشویش ناک ہے۔

راسپوٹین کوشش کررہا تھا کہ نمبر فور کو شبہ نہ ہونے پائے۔ ڈاکٹر معائنہ کرکے چلاگیا۔ تھوڑی دیر بعد نمبر فور نے اپنے ساتھی سے کہا "تم وہاں تنہا ہو۔ تمہیں ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔ میں آج رات کی فلائٹ سے آسکتا ہوں۔ تم کیا کہتے ہو؟"

وہ بولا "مصیبت میں دوست ہی کام آتے ہیں۔ تم آؤ گے تو ہم بہت عرصے بعد ایک ساتھ وقت گزاریں گے۔"

"میرے دوست! میں تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کرتا لیکن تمہارے اندر شیطان بول رہا ہے۔ اس نے تمہارے اور ڈاکٹر کے ذریعے مجھے دھوکا دینے کی کوششیں کیں۔ معلوم ہوتا ہے' وہ تنہا ہے۔ اگر وہ ڈاکٹر کے اندر رہتا تو تمہارے اندر نہ رہ پاتا۔ لہٰذا وہ تمہارے اندر موجود رہا۔

پولیس افسر نے راسپوٹین سے کہا "سوری مسٹر! ہم نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔ آپ انجوائے کریں۔ ہم جارہے ہیں۔"

وہ جانے کے لیے پلٹ گیا۔ اسی وقت اعلیٰ بی بی نے اس سپاہی کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اس کی گن سے راسپوٹین کا نشانہ لے کر کہا "ہم تو دوست ہیں۔ دوست کو کیوں بھول گئے تھے؟"

وہ گھبرا کر بولا "تم۔۔۔؟ مس ان نون! ایسے وقت تمہیں میرا ساتھ دینا چاہیے۔"

"ساتھ ہی دینے آئی ہوں۔ صبح سے مجھے ساحلی علاقوں میں تلاش کررہے ہو۔ تم کتنے کمینے ہو' یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ اب اپنی کمینگی کا نتیجہ دیکھو۔"

وہ اسے باتوں میں الجھا کر پھر افسر کے اندر پہنچ گیا۔ افسر نے اپنی گن نکالی۔ اعلیٰ بی بی نے یہ حرکت دیکھتے ہی گولی چلا دی۔ راسپوٹین کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ گولی اس کے شانے میں لگی تھی۔ وہ بستر پر گر کر تڑپنے لگا۔

وہ افسر سے بولی "تم گدھے ہو۔ تم سے کہا تھا' یہاں آتے ہی اسے زخمی نہیں کروگے تو یہ تمہارے دماغ میں گھس جائے گا۔ اگر میں فائرنگ نہ کراتی تو تمہارے ہاتھوں سے تمہارا یہ سپاہی مارا جاتا۔ اب خود اس کی زبان سے سنو۔"

وہ راسپوٹین کے دماغ پر حاوی ہوگئی۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "میں۔۔۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ میں نے اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو گولی ماری تھی۔ میں نے اس کے دماغ کو لاک کردیا ہے لیکن اب میں اسے اپنا معمول نہیں بناسکوں گا۔ اگر ہم دونوں کو زخمی اور بیمار بناکر نہ رکھا گیا تو ہم فولادی زنجیریں توڑ کر بھی فرار ہوجائیں گے۔"

افسر نے اسے ہتھکڑی پہنادی۔ وہ اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ اسے یہ خاص بات معلوم ہوئی کہ راسپوٹین پر تنویمی عمل دیرپا نہیں رہتا۔ دس بارہ گھنٹوں کے اندر قدرتی طور پر دماغی توانائی حاصل کرلیتا ہے۔ تنویمی عمل کا اثر اس کے ذہن سے مٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اس پر تنویمی عمل کرنا فضول تھا۔ اس کے ساتھ یہی سلوک مناسب ہوتا کہ اسے ہمیشہ زخمی اور بیمار رکھا جاتا۔ وہ کبھی دماغی توانائی حاصل نہ کرپاتا اور نہ ہی کبھی خیال خوانی کے قابل رہتا۔

اسے بھی اسپتال پہنچایا گیا۔ دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا گرفت میں آیا تھا۔ اس لیے پولیس اور انٹیلی جنس کے تمام اعلیٰ افسران آگئے تھے۔ امریکا کی طرف سے مطالبہ کیا جارہا تھا کہ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو قیدی بناکر نہ رکھا جائے۔ ان کے حوالے کردیا جائے۔ وہاں کے افسران مشکل میں پڑگئے تھے۔ مصر' امریکا کے زیر اثر تھا۔ اس کے مطالبے سے انکار نہیں کرسکتا تھا اور ٹیلی پیتھی کے سب سے خطرناک ہتھیار کو واپس بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

حکومت مصر کے تمام اعلیٰ عہدے دار کہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس ایک نہیں دو ہتھیار آگئے ہیں۔ ہم ان کے ذریعے بہت بڑی قوت بن کر بڑے ممالک کی صف میں آسکتے ہیں۔ ہمیں جرأت سے کام لے کر امریکی مطالبے کو مسترد کردینا چاہیے۔

کچھ عہدے دار کہہ رہے تھے کہ امریکا کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے پاس دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا آگیا ہے۔ اس لیے پہلے کو امریکا کے حوالے کردیا جائے۔

اسپتال میں آنے والے افسران اور عہدے داران اسی بحث میں الجھے ہوئے تھے۔ نمبر سیون نے ایک سپاہی کو آلہ کار بنا کر کہا "ہم دوستانہ انداز میں مطالبہ کررہے ہیں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وی آئی پی ٹریٹمنٹ دو اور اسے کسی بھی پہلی فلائٹ سے یہاں بھیج دو۔ آئندہ تمہارے کسی بھی سنگین معاملے میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے کام آتے رہیں گے۔"

ایک مصری عہدے دار نے کہا "دونوں زخمیوں کا باقاعدہ علاج ہورہا ہے اور ہم ابھی آپس میں تمہارے مطالبات پر غور کررہے ہیں۔"

"غور کیا کرنا ہے۔ ہم جو کہہ رہے ہیں' وہی کرنا ہے۔ ہمارا مطالبہ ناجائز نہیں ہے۔ وہ ہمارا ہے اسے ہمارے پاس رہنا چاہیے۔"

اعلیٰ بی بی نے دوسرے سپاہی کو آلہ کار بنا کر کہا "نمبر ٹو اب تمہارا نہیں رہا۔ انڈر گراؤنڈ سیل سے فرار ہونے والوں میں ایک تم ہی ہو جو اپنے ملک کے وفادار ہو۔ باقی سب نے وہ ملک چھوڑ دیا ہے اور اپنے اکابرین کے احکامات کے پابند نہیں ہیں۔ اگر یہ نمبر ٹو تمہارا وفادار ہوتا تو اسے تمہارے حوالے کیا جاتا۔ تم اسے یہاں سے جبراً لے جاکر اپنا وفادار بناؤ گے۔ بہتر ہے اس پر اپنا حق نہ جتاؤ۔"

نمبر سیون نے پوچھا "تم کون ہو؟ مس ان نون آواز بدل کر بول رہی ہو؟"

"نہ آواز بدل رہی ہوں۔ نہ چھپ رہی ہوں۔ وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے قاہرہ میں میرے قیدی بن کر رہیں گے۔ تم اپنے مطالبے کے ساتھ واپس جاؤ۔"

"اب تک دوست بن کر ملتی رہیں۔ آج مخالفت پر اتر

آئی ہو۔"

"میرے دونوں شکار میرے لیے چھوڑ دو۔ میں پہلے کی طرح دوست بن کر رہوں گی۔"

"نمبر ٹو ہمارا ہے۔ اسے ہمارے پاس آنے دو۔"

"میں بحث نہیں کروں گی۔ جبراً لے جانا چاہو گے تو اسے گولی مار دوں گی۔"

"ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ ہمارا نہ ہوا تو تمہارا بھی نہیں رہے گا۔ بہتر ہے اسے ہمارے پاس زندہ رہنے دو۔"

"میرے دونوں شکار زندہ رہیں گے۔ ان میں سے ایک کو بھی مارنے سے پہلے یہ بتا دو' تم اپنے کتنے اعلیٰ افسران کی موت چاہو گے؟"

"بکواس مت کرو۔ تم ہمارے اکابرین کو نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔"

"اور تم میرے قیدیوں کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔ مصری حکام سے اپنا مطالبہ نہیں منواؤ گے اور نہ ہی خفیہ طور سے نمبر ٹو کو یہاں سے لے جانے کی سازش کرو گے۔"

وہ بولا "میں اپنے اکابرین سے مشورہ کرنے کے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔"

وہ چلا گیا۔ وہ مقامی عہدے داروں سے بولی "تم میں سے کوئی امریکی دباؤ میں نہیں آئے گا۔ تم پر دباؤ ڈالنے والے میرے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ یہ دونوں تمہارے قیدی ہیں۔ تم ان میں سے ایک سے فائدہ اٹھاؤ گے اور دوسرے کو ہمیشہ زخمی اور بیمار بنا کر رکھو گے۔ میرے ان احکامات کی تعمیل کرو گے تو فائدے میں رہو گے۔ ورنہ تمہارے اس شہر میں بڑی تباہی پھیلے گی۔ میں ان دونوں کے دماغوں میں آتی جاتی رہوں گی۔ دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بناتی رہوں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر ٹورسٹ بیورو کے ایک میگزین کو کھول کر پڑھا۔ انفارمیشن کاؤنٹر کا نمبر دیکھ کر فون کے ذریعے رابطہ کیا "ہیلو' میں آپ کے شہر میں پہلی بار آئی ہوں۔ کیا آپ کسی بہترین گائیڈ سے میرا رابطہ کرا سکتی ہیں۔"

دوسری طرف سے ایک خاتون نے کہا "ہم اپنے شہر میں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ شاید لیڈی گائیڈ پسند کریں گی؟"

"گائیڈ عورت ہو' یا مرد' جوان ہو' یا بوڑھا' اسے تجربے کار ہونا چاہیے وہ شہر کے چپے چپے سے واقف ہو اور یہاں کی مشہور ہستیوں کو جانتا ہو یا جانتی ہو۔"

"آل رائٹ ابھی ایک گائیڈ آپ سے رابطہ کرے گا۔"

اس نے فون بند کیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ ایک شخص کی آواز سنائی "ہیلو۔ میں ٹورسٹ گائیڈ ہوں۔ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔"

"کیا تم یہاں کے مشہور لوگوں کے نام اور پتے جانتے ہو؟"

"بڑی حد تک جانتا ہوں۔ آپ کن لوگوں سے ملنا چاہیں گی؟"

"کسی مشہور نجومی سے یا کسی باکمال جادوگر سے۔۔۔"

"ایسے پیشہ ور لوگ قاہرہ میں بھرے پڑے ہیں۔ ان میں دو چار ہی باکمال ہیں اور وہ ہر ایک سے ملاقات نہیں کرتے۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ ملنے سے انکار کر سکتے ہیں۔"

"میں ایسے ہی کسی نجومی یا جادوگر سے ملنا چاہوں گی۔ تم اپنا پتا بتاؤ۔ میں ایک گھنٹے میں تمہارے پاس آؤں گی۔"

"آپ کیوں زحمت کرتی ہیں۔ میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

"میں مناسب نہیں سمجھتی۔ اپنا پتا نوٹ کراؤ۔"

اس نے پتا بتایا۔ اعلیٰ بی بی نے ریسیور رکھ دیا پھر وہاں سے اٹھ کر مجھے تلاش کرنے کی جدوجہد میں نکل پڑی۔

○☆○

سب ہی مجھے ڈھونڈ نکالنے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ میرا بیٹا کبریا بھی پریشان تھا۔ وہ چاہتا تو موجودہ مصروفیات کو چھوڑ کر میری تلاش میں نکل پڑتا لیکن موجودہ مصروفیات پاکستان کے تحفظ اور سلامتی کے لیے تھیں۔ وہ اسلام آباد سے دہلی اسی لیے آیا تھا۔ یہودی تنظیم کا سربراہ جے وی شوٹر پاکستان میں عیسائی بن کر رہ رہا تھا اور بھارتی حکومت کے لیے کام کر رہا تھا۔ کچھ اہم فوجی راز تھے' جنہیں وہ بڑی زبردست چالیں چل کر حاصل کرنے والا تھا۔

ایک گہری سازش کا سلسلہ دہلی سے اسلام آباد تک چل رہا تھا۔ اس میں ایک پاکستانی سیاست داں احمقانہ رول ادا کرنے والا تھا۔ کبریا اس سیاست داں کے ساتھ دشمنوں کو بھی سزائیں دینے والا تھا۔ پچھلے باب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ جے وی شوٹر کو سزا مل رہی تھی۔ کبریا نے اسے زخمی کر کے اس کی خواہش کے مطابق چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ جے وی شوٹر نے اس سے التجا کی تھی کہ اسے زندہ رہنے کا ایک موقع دیا جائے۔ وہ خود کو کبریا سے ملنے والی سزائے موت سے بچا لے گا۔ اب وہ ایسا کر سکے گا یا نہیں' یہ

آئندہ چوبیس گھنٹوں میں معلوم ہونے والا تھا۔

شوٹر کو مہلت دینے کے بعد اسے میری گمشدگی کا علم ہوا۔ اب وہ جلد ہی ان سب معاملات سے نمٹ کر صرف میری طرف توجہ دینا چاہتا تھا۔ اس نے شلپا سے کہا "میں نے تمہاری پاکستان دشمنی کے باوجود تمہیں زندہ چھوڑا ہے۔ تمہیں سنبھلنے کا موقع دے رہا ہوں۔ کیونکہ تمہاری ماں ایک نیک عورت ہے اس نے مجھے ماں کا پیار دیا ہے۔ اگر تم دشمنی سے باز نہیں آؤ گی تو بھری جوانی میں حرام موت مرو گی۔"

جے وی شوٹر اور شلپا کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ کبریا میرا بیٹا ہے۔ تب سے وہ دونوں سہمے ہوئے تھے۔ شلپا پہلے سے زیادہ کبریا کی دیوانی ہو گئی تھی۔ اس سے التجائیں کر رہی تھی "کبریا! میری پچھلی غلطیوں کو بھول جاؤ۔ تم جو کہو گے' وہ کروں گی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ تم اتنے بڑے باپ کے بیٹے ہو۔"

وہ بولا "تم میرے پاپا کے بڑے پن سے متاثر نہیں ہو۔ بلکہ انہیں خطرناک سمجھ کر خوف زدہ ہو۔ ہم سے دوستی کر کے اپنا الو سیدھا کرنا چاہتی ہو۔"

"مجھے خود غرض نہ سمجھو۔ مجھے اپنے ساتھ رہنے کا ایک موقع دو۔ میں تمہیں اتنی محبتیں دوں گی کہ تم دنیا کو بھول کر صرف مجھ سے ہی پیار کرتے رہو گے۔"

"ابھی دنیا کو بھولنے کا ارادہ نہیں ہے۔ اس لیے تمہاری دنیا سے جا رہا ہوں۔ اگر کبھی تمہیں پاکستان کے خلاف کوئی کام کرتے ہوئے دیکھوں گا تو تمہاری موت بن کر آؤں گا۔ لہٰذا اپنے لیے دعا مانگتی رہو کہ یہ موت تمہاری طرف نہ آئے۔"

وہ اسے مایوس کر کے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنا نیا آئی ڈی کارڈ' پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات تیار کرا لیے تھے۔ اس کا موجودہ نام البرٹ پارکر تھا۔ شکاگو یونیورسٹی کا اسٹوڈنٹ تھا۔ ہندوستانی کلچر سے دلچسپی تھی۔ اس لیے انڈین کلچر کی اسٹڈی کے لیے دہلی آیا ہوا تھا۔ وہاں کے مشہور ہوٹل تاج محل کے ایک سوئٹ میں قیام پذیر تھا۔

وہ اب سے پہلے وجے ورما کے روپ میں تھا۔ تبدیلی ضروری ہو گئی تھی۔ شلپا اور جے وی شوٹر بھارتی سرکار کے اہم عہدے داروں اور اعلیٰ افسروں کو بتا رہے تھے کہ اس شہر میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا پہنچا ہوا ہے۔

جے وی شوٹر اپنے زخم کی مرہم پٹی کراتے ہی بھارتی وزیر داخلہ کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے کہا "میں نے اور شلپا نے اپنی آنکھوں سے فرہاد کے بیٹے کو دیکھا ہے۔ اس کا نام کبریا ہے۔ اسی نے وزارت خارجہ کے سیکریٹری کو سب کے سامنے مادر زاد ننگا کیا تھا اور اسی نے مجھے یہاں گولی ماری ہے۔ مجھے کل دوپہر تک زندہ رہنے کا موقع دیا۔ اگر آپ نے میری سیکورٹی کے انتظامات نہ کیے تو وہ کل دوپہر کے بعد کسی وقت بھی گولی مار دے گا۔"

"آپ کو نو چنتا نا ہی کرو۔ ہم آپ کی رکھشا کے لیے ایسا جبردست بندوبست کروں گا کہ چڑیا کا بچہ بھی اڑ کے آپ کے پاس نہیں آئے گا۔"

"وہ بے پر کے اڑ کر آ جاتا ہے۔ آپ یہ کیوں بھول رہے ہو کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اسے میرے اندر آنے سے کوئی روک نہیں سکے گا۔"

وہ قائل ہو کر بولا "ہمری بدھی میں ای بات نہیں آئی۔ یہ سسری ٹیلی پیتھی بڑی کھترناک ہے۔ اس کو تو کوئی روک نہیں سکے گا۔ آپ ترنت اسرائیل چلے جاؤ۔ ادھر آپ کے بڑے لوگ آپ کی رکھشا کر سکیں گے۔"

"میں اپنے ملک کے اکابرین سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ہاٹ لائن پر بات کرائیں اور ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ پاکستان کے خلاف جو سازشیں ہم کر رہے تھے' وہ اب نہیں کر سکیں گے۔ کبریا میرے اور وزارت خارجہ کے سیکریٹری کے اندر رہ کر ہماری تمام خفیہ پلاننگ معلوم کر چکا ہے۔"

"ای تو بہوت برا ہوا۔ ادھر کا منسٹر ادھر دورے پر آنے والا ہے۔ کا نام ہے اس کا؟ ہاں کھا جا منیر الدین۔ وہ بہوت سا سیکرٹس بتانے والا ہے۔"

"کبریا اسے نہیں آنے دے گا۔ ہماری پلاننگ ناکام ہو کر رہے گی۔"

جے وی شوٹر نے ہاٹ لائن پر اسرائیل کے ایک اعلیٰ عہدے دار سے گفتگو کی "میں انڈو پاک میں یہودی تنظیم کا سربراہ ہوں۔ میرا نام جے وی شوٹر ہے۔ پاکستان کے خلاف ہماری ایک زبردست سازش کامیاب ہونے والی تھی۔ اچانک فرہاد علی تیمور کے بیٹے کبریا کی مداخلت سے ہم ناکام ہو رہے ہیں۔"

حیرانی سے پوچھا گیا "فرہاد علی تیمور کا بیٹا؟ کیا وہ عملی میدان میں ہے؟ کیا آپ کی معلومات درست ہیں؟"

"میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے۔ اسی نے فائرنگ کے ذریعے مجھے زخمی کیا ہے اور مجھے کل دوپہر تک کی زندگی دی ہے۔ دوپہر کے بعد وہ مجھے مار ڈالے گا۔"

اسرائیلی عہدے دار نے کہا "فرہاد کی ٹیلی پیتھی جاننے والی اولاد میدان میں آئی ہے۔ یہ تشویش ناک خبر ہے۔"

"تشویش ناک ہے۔ میں مرنے والا ہوں۔ مجھے بچانے کی فکر کریں۔ میں یہودی تنظیم کے لیے بہت اہم ہوں۔"

"آپ مجھے سوچنے سمجھنے کا موقع دیں۔ دوسرے اکابرین سے مشورہ کرنے دیں پھر میں آپ سے رابطہ کروں گا۔"

"آپ کیا مشورہ کریں گے؟ کیا یہ کہ مجھے مرنے کے لیے چھوڑ دیا جائے یا ترس کھا کر بچالیا جائے۔ کیا میری یہی اہمیت ہے؟ میری برسوں کی خدمات کا یہی صلہ ہے؟"

"آپ غلط نہ سمجھیں۔ میں اکابرین سے یہ مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے کس طرح آپ کو بچایا جاسکتا ہے؟"

"اس میں ایسی دشواری کیا ہے؟ آپ فوراً میڈم الپا سے رابطہ کریں۔ وہ میرے اندر آکر میرے دماغ کو لاک کریں گی پھر وہ دشمن نہیں آسکے گا۔"

"میڈم سے رابطہ کرنا آسان نہیں ہے۔ انہوں نے تین ممالک کے فون نمبرز دیے ہیں۔ ان نمبروں پر ان کے آلہ کار ہیں۔ وہ چوبیس گھنٹوں میں دو بار ان کے دماغوں جاکر پیغام سنتی ہیں پھر ہم سے رابطہ کرتی ہیں۔"

"پلیز آپ ابھی ان نمبروں پر پیغام دیں۔ مجھے بھی وہ نمبرز نوٹ کرائیں۔ آپ امریکی اکابرین کے ذریعے ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مدد حاصل کرسکتے ہیں۔ ان میں سے کوئی میرے دماغ کو لاک کرسکتا ہے پھر امریکیوں کے لیے یہ ایک اہم اطلاع ہوگی کہ فرہاد کا بیٹا دہلی میں ہے۔"

"آپ اطمینان رکھیں، میں ان سب سے رابطہ کررہا ہوں۔ میری کوشش ہوگی کہ چند گھنٹوں کے اندر آپ کے دماغ کو لاک کردیا جائے۔"

اس نے الپا سے رابطے کے تمام نمبرز نوٹ کرائے پھر فون بند کردیا۔ شوٹر ان نمبروں پر الپا کے آلہ کاروں کو پیغام دینے لگا۔

کبریا دیکھ رہا تھا کہ جے وی شوٹر کل کے بعد بھی زندہ رہنے کے لیے کیسی کیسی کوششیں کررہا ہے۔ اس نے اس کے خیالات سے ہندوستان آنے والے سیاست دان کے ٹیلی فون نمبر معلوم کیے پھر اس سے رابطہ کیا۔ جب اسے پتا چلا کہ دہلی سے فون کال ہے تو اس نے فوراً ہی وہ کال اٹینڈ کی "ہیلو۔ میں ہوں جی خواجہ...... فرمائیے؟"

وہ فون بند کرکے اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ کبریا نے شلپا کی آواز اور لہجے میں کہا "ہیلو جی! میں شلپا بول رہی ہوں جی۔"

منیرالدین کا منہ خوشی سے کھل گیا "ہائے شلپا جی! تم ہو۔ بڑی عمر ہے تمہاری ابھی تمہیں ہی یاد کررہا تھا۔"

"مگر تمہاری عمر کم ہوگئی ہے۔"

"ایں؟ یہ کیا کہہ رہی ہو؟ اچھا۔ اچھا مذاق کررہی ہو۔ بڑی مذاقیہ ہو۔"

"یہ مذاق نہیں ہے۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی وقت بھی تمہارے دماغ میں آکر تمہاری موت بن سکتا ہے۔"

"او۔ اچھا۔ تم اس کی بات کررہی ہو۔ مجھے خفیہ پیغام مل چکا ہے کہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا کبریا دہلی میں ہے۔ وہاں گڑبڑ کررہا ہے۔ مجھے ہوشیار رہنے کے لیے کہا گیا ہے۔"

"تو پھر اپنے بچاؤ کے لیے کیا کررہے ہو؟"

"میں کوئی فون کال اٹینڈ نہیں کررہا ہوں۔ یہ دہلی کی کال نہ ہوتی تو میں کبھی اٹینڈ نہ کرتا۔ میں نے باہر والوں سے ملنا اور بولنا بند کردیا ہے۔ بیماری کے بہانے کچھ دنوں تک اپنے کمرے میں بند رہوں گا۔"

"تم تو بڑے ہوشیار ہو جی! میں تمہیں بہت یاد کرتی ہوں۔"

"صرف یاد کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ میں تو تمہاری سانسوں کے قریب آنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر آؤ نا۔ میں اپنے بدن کی تھالی میں جوانی کی سوغات پیش کروں گی۔"

"ہائے! کیا جذبات کو بھڑکانے والا فقرہ ادا کیا ہے۔ جی چاہتا ہے۔ ابھی اڑ کر تمہارے پاس چلا آؤں۔"

"مگر کیسے آؤ گے؟ میں تو وہاں ہوں، جہاں تم اپنی خوشی سے نہیں آنا چاہو گے۔"

"تم بلا کر دیکھو۔ جہنم میں بھی چلا آؤں گا۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں جہنم میں ہوں۔"

"تم بڑی مذاقیہ ہو۔"

"یہ مذاق نہیں ہے۔ میں جہنم سے فون کررہی ہوں۔ اس فون کا کنکشن تمہاری دنیا سے نہیں ہے۔ کریڈل پر ہاتھ مار کر دیکھو۔ تمہیں کوئی ٹون سنائی نہیں دے گی۔ میں دنیاوی کنکشن کے بغیر بول رہی ہوں۔"

اس نے اپنے فون اور ریسیور کو دیکھا پھر کان سے لگا کر سنا۔ پتا چلا دوسری طرف سے کوئی نہیں بول رہا ہے۔ دہلی سے آنے والی کال پتا نہیں کب ختم ہوئی تھی؟ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟

اس نے شلپا کی آواز میں پوچھا "ہائے جی یقین آیا جی؟ ہاری دنیا سے نہیں، جہنم سے بول رہی ہوں۔"

"ن۔ نہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تم کون ہو؟ اس فون رسے کیسے بول رہی ہو؟"

"موت کا ٹکٹ کٹاؤ۔ میرے پاس آؤ پھر یقین آجائے

اس نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ پریشان ہوکر اٹھ گیا۔ نے پھر اسے بٹھا دیا۔ وہ ریسیور اٹھا کر آرمی کے ایک فسر سے رابطہ کرکے بولا "میں خواجہ منیرالدین بول رہا جہنم کا ٹکٹ کٹانا چاہتا ہوں۔ کیا آپ ایک ٹکٹ دیں

"مسٹر خواجہ! آپ جیسے سیاست دانوں کو بہت پہلے ہی یں چلے جانا چاہیے۔ یہاں کے لوگ مجبوراً آپ لوگوں راشت کرتے ہیں۔ اگر آپ کی پارٹی اقتدار میں نہ ہوتی کا بڑا برا حشر ہوتا۔"

"پلیز آپ غصہ نہ دکھائیں۔ میں جو غلطیاں کرچکا ہوں، ں تلافی کرتے ہی خود اپنے ہاتھ سے جہنم کا ٹکٹ کٹاؤں گا پنی شلپا کی آغوش میں پہنچ جاؤں گا۔"

"آپ کس طرح تلافی کریں گے؟"

"میں نے چند ایمان دار اور فرض شناس اعلیٰ عہدے ں کو نچلے عہدوں پر گرا دیا۔ ان کی جگہ یہودی نواز انوں کو پہنچا دیا ہے۔ میں ابھی ایک حکم نامہ جاری کررہا ہ۔ جس کی رو سے محب وطن فرض شناس تمام عہدے پنے اعلیٰ مقام پر واپس آجائیں گے اور یہودی نواز ٹ مسلمانوں کو ملازمت سے برخاست کردیا جائے گا۔"

اعلیٰ افسر نے پوچھا "آپ کے اپنے کرپٹ ہونے کے ے میں کیا رائے ہے؟"

"بڑی نیک رائے ہے۔ میں ایک اعتراف نامہ لکھ رہا ہا کہ آج تک بھارت اور اسرائیل کا ایجنٹ بن کر رہا۔ ے ہفتے ہندوستان کے دورے پر جانا تھا۔ یہ برائے نام تان کی وفاداری کے نام پر دورہ ہوتا لیکن وہاں جاکر پاک ں کے چند اہم راز اگلنے والا ہوں مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔ میرا ضمیر مجھے جھنجوڑ رہا ہے۔ لہٰذا غداری سے پہلے ی کررہا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ کبریا نے اس کے ا کو ذرا ڈھیل دی۔ وہ ایک دم سے بوکھلا کر سوچنے لگا یہ میں ابھی فون پر کیا بکواس کررہا تھا؟ اور وہ بھی آرمی ایک اعلیٰ افسر کو مخاطب کرکے؟ او خدایا! کیا میرا دماغ چل گیا ہے؟ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ میں کوئی تلافی ولافی نہیں کروں گا۔"

اسے فون کی گھنٹی سنائی دی۔ اس نے ریسیور کو اٹھا کر کان سے لگایا۔ اسے شلپا کی آواز سنائی دی "ہیلو جی! میں شلپا بول رہی ہوں جی! تم بڑے وہ ہو۔ کتنا انتظار کرا رہے ہو۔ جلدی کرو۔ جو لکھنا ہے، فوراً لکھ دو اور ٹکٹ لے کر چلے آؤ۔"

وہ غصے سے دھاڑتے ہوئے بولا "بکواس مت کرو۔ میں اپنے خلاف کچھ نہیں لکھوں گا۔"

کبریا پوری طرح اس پر حاوی ہوگیا۔ وہ فوراً ہی نرمی سے بولا "سوری میری جان! تم بڑی دیر سے انتظار کررہی ہو۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ کر پرسنل سیکریٹری کو بلایا۔ اسے ہدایات دیں کہ دو حکم نامے پرنٹ کرے۔ ایک کے مطابق محب وطن، فرض شناس عہدے داروں کو ان کے اعلیٰ عہدوں پر فوراً واپس لایا جائے اور دوسرے حکم نامے کے مطابق ان کی جگہ کام کرنے والے کرپٹ لوگوں کو ملازمت سے برطرف کیا جائے۔

سیکریٹری احکامات کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ وہ کاغذ قلم لے کر تحریری طور پر اپنے تمام چھوٹے بڑے جرائم کا اعتراف کرنے لگا۔ آخر میں اس نے لکھا "ہمارے ملک میں کبھی کسی کرپٹ سیاست داں کو سزا نہیں دی گئی۔ بلکہ اسے تمام سزاؤں سے بچ کر اپنی تمام دولت اور جائداد سمیت ملک سے باہر جانے کا موقع دیا گیا۔ میں بھی اسی طرح اپنے ملک کا خزانہ خالی کرکے یہاں سے جاسکتا ہوں۔ کمزور اور نادان پاکستانی قوم ہمیشہ کی طرح چپ چاپ تماشا دیکھے گی۔ میرا بال بھی بانکا نہیں کرسکے گی لیکن میرا ضمیر مجھے مجبور کررہا ہے کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے موت کی سزا پاؤں۔ لہٰذا میں راضی خوشی خودکشی کررہا ہوں۔"

اس نے اعتراف نامہ مکمل کرکے اپنے دستخط کیے۔ سیکریٹری دو طرح کے حکم نامے کمپیوٹر پرنٹر کے ذریعے پرنٹ کرکے لے آیا۔ منیرالدین نے انہیں پڑھ کر دستخط کیے پھر حکم دیا "اس کی کئی کاپیاں پرنٹ کرواور تمام متعلقہ شعبوں کے سربراہوں تک آج ہی انہیں پہنچادو۔"

سیکریٹری وہ اہم کاغذات اٹھا کر لے گیا۔ خواجہ منیرالدین نے انٹرکام کے ذریعے اپنی شریک حیات سے کہا "ہمارے تمام چھوٹے بڑے بچوں، بہوؤں... اور دامادوں کو بلاؤ۔ ان کے ساتھ یہاں ڈرائنگ روم میں آؤ۔ کچھ ضروری

باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

ایک گھنٹے کے اندر اس کے خاندان کے تمام اہم افراد ڈرائنگ روم میں جمع ہوگئے۔ وہ سب تجسس میں مبتلا تھے کہ بیک وقت سب کو کیوں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے وہاں آتے ہی سب سے پہلے اس کے سامنے سینٹر ٹیبل پر رکھے ایک ریوالور کو دیکھا۔

اس کی شریک حیات نے پوچھا "خیریت تو ہے؟ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے؟"

اس نے اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بہوؤں اور دامادوں کو دیکھا پھر بیوی سے کہا "تمہارے دل میں خدا کا خوف ہے۔ تم ہمیشہ مجھے غلط کاموں سے روکتی رہیں لیکن میں دولت اور اقتدار کا لالچی رہا اور جرائم کی دلدل میں دھنستا رہا۔ آج میں اپنی تمام اولاد سے کہتا ہوں کہ اپنی ماں کے نقش قدم پر چلو۔ ایک مجرم باپ کو اپنا آئیڈیل نہ بناؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ میری طرح تمہارا انجام بھی برا ہو۔"

ایک بیٹے نے کہا "ڈیڈ! آج آپ کیسی باتیں کررہے ہیں؟ آپ تو ہمیں سمجھاتے آئے ہیں کہ دنیا میں سر اٹھا کر جینے کے لیے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنی چاہیے اور دولت ہمیشہ چور راستوں سے آتی ہے۔ ایسے وقت ضمیر کی آواز نہیں سننا چاہیے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "دولت کی ہوس رکھنے والے والدین اپنی اولاد کو دینی تعلیمات کے خلاف ہوس پرستی کی طرف لے جاتے ہیں۔ میں بھی تم سب کو اپنے راستے پر لے جارہا تھا۔ ابھی دیکھو گے کہ یہ راستہ موت کی طرف لے جاتا ہے۔"

اس نے ایک بڑا سا لفافہ اٹھا کر اپنی شریک حیات کو دیتے ہوئے کہا "اس میں میرا اعتراف نامہ ہے۔ میں نے اپنے تمام جرائم کا اعتراف کیا ہے۔ اسے آرمی کے کسی بڑے افسر تک پہنچا دینا۔"

اس کی بیوی نے لفافہ لے کر پریشانی سے پوچھا "آپ ایسا کیوں کررہے ہیں؟ آپ کے ارادے کیا ہیں؟"

وہ بولا "نیک بخت! زندگی میں پہلی بار نیک ارادہ کیا ہے۔ دعا کرو۔ میری طرح تمام کرپٹ سیاست داں نابود ہوجائیں۔ کیونکہ یہ قوم دوا کرنا نہیں جانتی۔ یہ صرف دعا مانگنا ہی جانتی ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے ریوالور کو اٹھا کر کنپٹی سے لگایا۔ بیوی نے چیخ ماری "نہیں۔"

اس کے قریب آنے سے پہلے ہی گولی چل گئی۔ بیٹے بیٹیاں سب ہی دم بخود رہ گئے۔ یہ ان کی توقع کے خلاف تھا۔ وہ آگے بڑھ کر اسے نہ روک سکے۔ جب انہیں یقین ہوا کہ ان کا باپ واقعی خودکشی کرچکا ہے وہ سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

کبریا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ وہ اپنے سوئٹ کے آرام دہ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر رفع حاجت کرنے کے لیے باتھ روم میں چلا گیا۔ یہ اطمینان ہوگیا تھا کہ وطن عزیز کے خلاف ہونے والی سازشیں ناکام ہورہی ہیں۔ اسے پاکستان سے بے انتہا محبت تھی۔ اگرچہ وہ یہاں پیدا نہیں ہوا تھا لیکن یہ اس کے باپ دادا اور پردادا کی زمین تھی۔ یہاں کی مٹی سے اپنے پرکھوں کی خوشبو ملتی تھی۔ اسی لیے یہاں کے سنگین معاملات میں سنجیدگی سے دلچسپی لے رہا تھا۔

وہ ایک بہترین لباس پہن کر سوئٹ سے باہر آیا پھر لفٹ کے اندر پہنچا۔ ایک ادھیڑ عمر کا شخص دونوں جوان لڑکیوں کے ساتھ پہلے سے لفٹ میں تھا۔ ایک جوان شخص بھی آگیا۔ ادھیڑ عمر کے شخص نے کہا "لفٹ میں کچھ خرابی ہے۔ انتظامیہ نے نوٹس لگایا ہے۔ اس میں چار افراد سے زیادہ سوار نہ ہوں۔"

وہ نوٹس ایک دیوار سے لگا ہوا تھا۔ جوان شخص نے کبریا سے کہا "مسٹر! تم باہر چلے جاؤ۔ پہلے میرا جانا ضروری ہے۔"

ایک لڑکی نے کہا "یہ غلط ہے۔ تم آخر میں آئے ہو۔ باہر جاؤ۔"

کبریا نے کہا "کوئی بات نہیں ہے۔ میں بعد میں آجاؤں گا۔"

وہ باہر آگیا۔ لفٹ نیچے جانے لگی۔ جوان نے لڑکی سے کہا "تم اس کی حمایت میں بول رہی تھیں۔ کیا وہ تمہارا یار تھا۔"

عمر رسیدہ شخص نے کہا "تہذیب کے دائرے میں رہ کر بولو۔ تمہیں ایک لڑکی سے بات کرنی نہیں آتی؟"

وہ لفٹ روک کر بولا "بڑے میاں اس عمر میں دو جوان چھوکریوں کو لے کر گھوم رہے ہو۔ ایک مجھے دے دو۔"

اس نے بٹن دبایا۔ لفٹ اوپر جانے لگی۔ دوسری لڑکی نے کہا "تمہیں شرم آنی چاہیے۔ یہ ہمارے انکل ہیں۔" لفٹ رک گئی۔ دروازہ کھل گیا۔ باہر کبریا کھڑا ہوا تھا۔

نوجوان نے کہا "تعجب ہے۔ لفٹ واپس کیسے آگئی؟"

وہ باہر گیا۔ کبریا اندر آگیا۔ دروازہ بند ہوگیا۔ لفٹ نیچے جانے لگی ایک لڑکی نے ناگواری سے کہا "بہت ہی بدتمیز تھا۔

...ایسے لوگوں کو دولت دے دیتا ہے، شرافت نہیں ...

...کبریا خاموش تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس جوان ...رہا تھا۔ وہ جوان دوڑ کر سیڑھیوں سے اترتا ہوا نیچے ...تھا۔ لفٹ مختلف فلور پر رک رک کر نیچے جارہی تھی۔ ...گراؤنڈ فلور پر آئی تو وہ بھی دوڑتا ہانپتا وہاں پہنچا۔ کبریا ...بولا "میں بے خیالی میں لفٹ سے باہر آیا تو تم اندر چلے ...میں بھی کم نہیں ہوں۔ ان حسیناؤں کے ساتھ نیچے آیا ...مجھے یہ حسینہ پسند ہے۔ تم اس دوسری کو لے جاؤ۔"

...کبریا کوئی جواب دیے بغیر لاؤنج کی طرف جانے لگا۔ ...لڑکی نے اس کی مرضی کے مطابق اس جوان کو ایک ...جڑ دیا۔ وہ غصے میں آکر اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑنا ...تھا لیکن صرف مٹھی باندھ کر رہ گیا۔ اس کا دماغ سمجھا رہا ...اس نے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا ہے اور اس حسینہ کو ...ہوا لے جارہا ہے۔

...وہ آگے بڑھتے ہوئے۔ اسے بالوں سے پکڑ کر کھینچتا ہوا ...رہا تھا "سور کی بچی! تو نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ میں ...کے سامنے تجھے ننگا کروں گا۔"

...لوگ جمع ہورہے تھے۔ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ ...تھے۔ وہ دونوں لڑکیاں بھی حیران تھیں۔ وہ لوگوں کو ...کرکے کہہ رہا تھا "تم سب تماشا دیکھو۔ میں اسے ننگا ...ہوں۔ یہ بازاری لڑکی ہے۔ اسے سب کے سامنے ننگا ...ہونا چاہیے۔"

...یہ کہتے ہی اس نے اپنی پتلون اتار دی پھر اپنی شرٹ ...نے لگا۔ ایک پولیس افسر اور سیکورٹی گارڈز آگئے۔ ...انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ افسر نے غصے سے کہا "پاگل کے بچے! ...پتلون پہنو۔ تمہیں پاگل خانے پہنچایا جائے گا۔"

...کبریا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ خود کو ننگا ...دیکھ کر بوکھلا گیا۔ جلدی سے پتلون پہنتے ہوئے بولا "وہ۔۔۔ وہ ...یہ ہے کہ وہ اس لڑکی نے مجھے طمانچہ مارا تھا۔ میں اس ...سے انتقام لے رہا تھا۔ یہ۔۔۔ یہ جادو جانتی ہے۔ میں اسے پکڑ ...کے لے رہا تھا۔ اس کے کپڑے اتار رہا تھا مگر یہ ادھر چلی ...گئی۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔"

...سیکورٹی گارڈز اسے دھکے دیتے ہوئے لے جانے لگے۔ ...وہ کہہ رہا تھا کہ پاگل نہیں ہے۔ اسے چھوڑ دیا جائے۔ وہ ...لڑکی سے ضرور انتقام لے گا۔

...کسی نے اس کی ایک نہیں سنی۔ اسے دھکے دیتے ہوئے ...لے گئے۔ کبریا کھانے کے لیے ڈائننگ ہال میں آگیا۔ وہاں رنگا رنگ ملبوسات میں حسین عورتیں بڑے بڑے رئیسوں کے ساتھ بیٹھی ہنس بول رہی تھیں۔ کبریا ایک میز پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے کھانے کا آرڈر دیا پھر خیال خوانی کے ذریعے الپا کے پاس پہنچ گیا "ہیلو سسٹر! کیا ہورہا ہے؟"

"ہیلو کبریا! کچھ نہ کچھ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ فی الحال ہمارے لیے پاپا سے زیادہ کوئی اہم نہیں ہے۔ میں نے دوسری تمام مصروفیات ختم کردی ہیں۔"

"میں اسی مسئلے پر بات کرنے آیا ہوں۔ میری عقل کام نہیں کررہی ہے کہ پاپا کو کہاں تلاش کریں اور کیسے تلاش کریں۔ وہ صرف جسمانی طور پر ہی نہیں، دماغی طور پر بھی کہیں گم ہوگئے ہیں۔ ہماری خیال خوانی کی لہروں کو نہیں مل رہے ہیں۔"

وہ بولی "اسی طرح دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں یا تو تنویمی عمل کے ذریعے پاپا کا برین واش کیا گیا ہے۔ ان کے لب ولہجے کو مٹا دیا گیا ہے یا پھر کسی جادوئی عمل کے نتیجے میں وہ اپنے آپ کو اور اپنے لب ولہجے کو بھول گئے ہیں۔"

"ہمیں کسی جادوگر سے رابطہ کرنا چاہیے۔"

"میں خیال خوانی کے ذریعے ہر ملک اور ہر شہر کے جادوگروں اور تنویمی عمل کرنے والوں تک پہنچوں گی اور ان کے خیالات پڑھتی رہوں گی۔ اس طرح یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ ان میں سے کس نے حال ہی میں کس پر کس طرح کا تنویمی عمل کیا ہے۔ پاپا جب گم ہوئے تو ہانگ کانگ میں تھے۔ میں اپنی تلاش وہیں سے شروع کروں گی۔ پہلے پورے ایشیا میں انہیں ڈھونڈتی رہوں گی۔"

"یوں تلاش کرنے میں کئی دن، کئی ہفتے لگیں گے لیکن کوئی اور صورت بھی نہیں ہے۔ میں بھی یہی طریقہ اختیار کروں گا۔"

"تم آج کل انڈیا میں ہو۔ ہندوستان میں بڑے خطرناک جادوگر ہیں۔ ان سے بچ کر رہو اور انہیں اپنے مقصد کے لیے استعمال کرو۔"

"میں ابھی سے ایسے خطرناک جادوگروں کے نام اور پتے معلوم کروں گا۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ بیرا میز پر کھانے کی ڈشیں رکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا "تم اس شہر میں کتنے عرصے سے ہو؟"

بیرے نے ادب سے جواب دیا "سر! میں یہیں پیدا ہوا تھا اور شاید یہیں ساری زندگی گزار دوں گا۔ کیا آپ کو کسی گائیڈ کی ضرورت ہے؟"

"میں کسی مشہور جادوگر سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا تم کسی سے ملا سکتے ہو؟"

"یہاں کا ہیڈ باورچی جادوگروں کے بارے میں بہت جانتا ہے۔ میں ابھی اس سے پوچھ کر بتاؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ کبریا کھانا شروع کرتے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ بیرا اس ہوٹل کے ہیڈ کک کے پاس جا کر کہہ رہا تھا "رام پرساد! تمہارے لیے ایک تگڑا مرغا ہے۔ دولت مند نوجوان ہے۔ کسی بڑے جادوگر سے ملنا چاہتا ہے۔"

رام پرساد نے پوچھا "کہاں ہے؟ میرے کو بتاؤ۔ تگڑا ہوگا تو میں تیرے کو پانچ سو روپے دوں گا۔"

وہ اسے کبریا کے بارے میں بتانے لگا۔ کبریا رام پرساد کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ دہلی اور جنوبی ہند کے کئی جادوگروں کو جانتا تھا۔ ان سے رابطہ رکھتا تھا اور وہ دولت مند گاہکوں کو پھانس کر ان کے پاس پہنچاتا تھا۔ وہ جادوگر کمیشن کے طور پر اسے ہزاروں روپے بھی دیتے تھے اور اسے چھوٹے موٹے جادوئی کرتب بھی سکھاتے تھے۔

وہ سوچ رہا تھا کہ پہلے خود ہی اپنے جادو سے کبریا کے مسائل حل کرے گا۔ ناکام ہوگا تو پھر کسی گرو کے پاس اسے لے جائے گا۔

کبریا نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ وقت ضائع کرے۔ اس نے اس کے خیالات پڑھ کر اس کے تمام گرو گھنٹالوں کے نام پتے اور ٹیلی فون نمبر معلوم کیے پھر کھانے میں مصروف ہوگیا۔ رام پرساد نے آ کر ہاتھ جوڑ کر نمستے کہا پھر پوچھا "آپ کسی جادوگر سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں۔ ابھی ایک شخص یہاں آیا تھا اس نے مجھے بہت بڑے گرو کا نام اور پتا بتایا ہے۔ میں خود ہی اس سے ملنے چلا جاؤں گا۔ تمہاری ضرورت نہیں ہے۔"

"صاحب! میرے کو ایک بار سیوا کرنے کا چانس دو۔ میں آپ کو بہت بڑے گرو کے پاس لے جاؤں گا۔"

کبریا نے کہا "یہاں ایک گرو گھنٹال ہیں۔ ان کا نام گنپت سہائے سہاہا ہے۔"

"ارے صاحب! یہ تو میرے گرو ہیں۔ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں گا۔"

"تم مجھے کیا لے جاؤ گے۔ میں ان سے ملاقات کا وقت مقرر کر چکا ہوں۔ میرا پیچھا چھوڑو اور جاؤ یہاں سے۔"

وہ مایوس ہو کر جانے لگا پھر ایک طرف دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اس کا گرو گنپت سہائے سہاہا اپنے دو چیلوں کے ساتھ ڈائننگ ہال میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "جے ہو گرو مہاراج کی۔ ابھی آ[پ] ہی کا شبھ نام لے رہا تھا اور آپ آگئے۔"

کبریا نے دیکھا۔ ایک پستہ قد کا موٹا سا آدمی موتیوں رنگ برنگی مالائیں پہنے ہوئے تھا۔ اس کا کرتا اور دھوتی [بھی] رنگ برنگی تھی۔ وہ رام پرساد سے بولا "ہمرا کوئی بھی سیو[ک] دل سے ہمرا نام لیتا ہے تو ہم اس کے پاس پہونچ جا[تے] ہیں۔"

کبریا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ بے چینی محسو[س] کرنے لگا۔ ایک ہاتھ سے سر تھام کر سوچنے لگا "ای ہمر[ے] اندر کا ہو رہا ہے؟ لگتا ہے کوئی چیز اندر گھس آئی ہے۔ ہمرے اوپر کوئی جادو کر رہا ہے؟"

کبریا اس کے اندر سے نکل آیا۔ وہ سکون محسوس کر[نے] لگا۔ مطمئن ہو کر بولا "کونو چنتا کی بات نہیں ہے۔ آج بھ[نگ] جیادہ پی لی ہے۔ کبھی کبھی یہ سسری بھنگ کھوپڑیا میں گھ[وم] جاتی ہے۔"

اس کے خیالات نے بتایا وہ پہلوانی کرتا ہے۔ بڑا جی دا[ر] ہے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک [لیتا] ہے لیکن بھنگ پی کر کسرت کرتا ہے اور رات کو چرس کا د[م] لگانے کے بعد سوتا ہے۔ کبریا نے سوچ لیا' وہ اس کے سو[نے] کے بعد اس کے خیالات آرام سے پڑھے گا۔

رام پرساد اسے کبریا کے پاس لے آیا۔ اس سے بو[لا] "مہاراج! ای صاحب نے آپ سے ملاکات کا بخت کرر[کھا] ہے۔"

وہ کبریا کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "تم کو ا[یسا] ہو بوا؟ ہم تم کو ملاکات کا کوئی بخت نہیں دیلے ہیں۔"

کبریا نے کہا "تم نے فون پر مجھے وقت دیا ہے۔ میں تمہیں آواز سے پہچان رہا ہوں۔ کیا تمہارا فون نمبر ٹو ون فائیو ون زیرو نائن ون نہیں ہے؟"

"ہاں ہمرے گھر کا پھون نمبر یہی ہے۔"

"تو پھر تم گرو گنپت سہائے سہاہا نہیں ہو۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہے اس نے ابھی دس منٹ پہلے مجھ سے بات کی ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکت ہے؟ ہم دو گھنٹا پہلے گھر سے نکل گئے تھے اور تم کہت ہو۔ دس منٹ پہلے ہمرے سنگ بات کیے رہے۔"

"تمہیں یقین نہیں آ رہا ہے تو ابھی گھر فون کرو۔"

اس نے گرو کو اپنا موبائل فون دیا۔ اس نے فون لے کر اپنے گھر کے نمبر پنچ کیے۔ دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی۔ کبریا نے گرو کے دماغ پر قبضہ جما کر اپنے موبائل فون کو آف کرایا۔ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوگیا۔ وہ گرو کی آواز میں اس کے اندر بولا "ہیلو ہم گرو گنپت سہائے سہاہا بول رہے ہیں۔"

ادھر گرو نے کبریا کے فون کے ذریعے کہا "کا بکتے ہو۔ گرو گنپت سہائے سہاہا ہم ہیں۔ تم کون ہو اور ہمرے گھر میں کا کر رہے ہو؟"

کبریا نے کہا "ای ہمرا گھر ہے۔ تمرے باپ کا نہیں ہے۔ ہمرا نام گنپت سہائے سہاہا ہے۔ ای نام تمرا نہیں ہے۔"

گرو بوکھلا کر اپنے چیلوں کو دیکھتے ہوئے بولا "ہمری کھوپڑیا میں پھر کوئی گڑبڑ ہوت ہے۔ ای کیسے... ہو سکت ہے۔ ادھر بھی ہم ہیں۔ ادھر بھی ہم ہیں۔"

ایک چیلے نے کہا "گرو دیو! جرور کوئی دسمن آپ پر جادو کرت ہے۔"

"او دسمن ہمرے گھر میں گھس کے بیٹھا ہے۔ ہم ابھی جا کے اس کی خبر لیں گے۔ دیکھیں گے کون سسرا ہے؟ اس کا سرناس کر دیں گے۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ کبریا نے اس سے اپنا فون لے لیا۔ وہ فوراً ہی پلٹ کر تیزی سے چلتا ہوا اپنے چیلوں کے ساتھ جانے لگا۔ وہ کھانا کھا چکا تھا۔ اب چائے کا آرڈر دینا چاہتا تھا۔ ایسے وقت وہ دو لڑکیاں آگئیں' جو لفٹ میں اس کے ساتھ تھیں۔ ان کے ساتھ وہ عمر رسیدہ شخص بھی تھا ان میں سے ایک بولی "کیا ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں؟"

وہ بولا "یہاں بیٹھنے کی شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ چائے پینی ہوگی۔"

وہ تینوں ہنستے ہوئے بیٹھ گئے۔ کبریا نے چائے کا آرڈر دیا۔ اس شخص نے کہا "مجھے پروفیسر دینا ناتھ کہتے ہیں۔ یہ دونوں میرے بھائی کی بیٹیاں ہیں۔ اس کا نام شاردا ہے اور اس کا نام میرا ہے۔"

کبریا نے کہا "میرا نام البرٹ پارکر ہے۔ میں شکاگو یونیورسٹی کا ایک اسٹوڈنٹ ہوں۔ یہاں انڈین کلچر پر ریسرچ کرنے آیا ہوں۔"

پروفیسر نے کہا "میں ایک پامسٹ ہوں۔ ستاروں کی چال اور ہاتھ کی لکیروں کو پڑھتا ہوں۔ قیافہ شناس ہوں۔ چہرہ اور آنکھیں پڑھ کر سامنے والے کے کردار کو بڑی حد تک سمجھ لیتا ہوں۔ میں نے لفٹ میں تمہارا چہرہ اور تمہاری آنکھیں دیکھ کر شاردا اور میرا سے کہا تھا۔ تم خاموش رہتے ہو۔ اندر سے بہت گہرے ہو۔ کم عمری کے باوجود زمانہ شناس دکھائی دیتے ہو۔"

میرا نے کہا "انکل کی باتیں سن کر میرے اندر تجسس پیدا ہوگیا ہے۔ میں چاہتی ہوں آپ انکل کو اپنا ہاتھ دکھائیں۔ اپنا پیدائشی نام اور تاریخ پیدائش بتائیں۔"

شاردا نے کہا "میری بھی یہی خواہش ہے۔ کیا آپ انکار کریں گے؟"

وہ مسکرا کر بولا "میں کسی کا دل نہیں توڑتا۔ ہاتھ دیکھنا ہے تو میرے سویٹ میں چلیں۔ وہیں چائے پی جائے گی۔"

وہ تینوں خوش ہوگئے۔ کبریا نے ویٹر کو بلا کر چائے سویٹ میں لانے کو کہا۔ وہاں کھانے کا بل ادا کیا پھر ان کے ساتھ لفٹ کی طرف جانے لگا۔ اس دوران میں وہ ان تینوں کے خیالات پڑھتا رہا۔ پروفیسر دینا ناتھ ایک نہایت شریف انسان تھا۔ انتہائی شرافت کے باعث مصائب میں مبتلا ہوتا رہتا تھا۔ ان دنوں کوئی اسے پریشان کر رہا تھا۔ وہ جو بھی تھا' اس کے متعلق کبریا بعد میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔

پروفیسر کی طرح شاردا اور میرا بھی اچھے کردار کی لڑکیاں تھیں۔ وہ دونوں کبریا کی خوب روئی اور مردانہ وجاہت سے متاثر تھیں۔ اپنے انکل سے علم نجوم اور قیافہ شناسی سیکھ رہی تھیں۔ وہ تینوں بڑے بڑے شہروں کے بڑے بڑے ہوٹلوں اور کلبوں میں جاتے تھے۔ وہاں امیر کبیر خواتین اور حضرات کے ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر سچی باتیں بتاتے تھے اور فیس کے طور پر ہزاروں روپے وصول کرتے تھے۔ یہی علم ان کی آمدنی کا ذریعہ تھا۔

وہ سویٹ میں آ کر پروفیسر کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے دوسری طرف میرا بیٹھ گئی۔ شاردا ان کے سامنے سینٹر ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے بولی "آپ کا ہاتھ ہم تینوں دیکھیں گے اس لیے مجھے یہاں بیٹھنا ہوگا۔"

کبریا نے پوچھا "تمہاری فیس کتنی ہے؟"

"پانچ ہزار لیتی ہوں۔ آپ سے نہیں لوں گی۔ کیونکہ ہم نے آپ کا ہاتھ دیکھنے کی فرمائش کی ہے۔"

"میں تو فیس دوں گا۔ کیونکہ یہ تمہارا پیشہ ہے۔ تمہارے پانچ ہزار اور میرا کے پانچ ہزار اور پروفیسر ایک استاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی فیس دس ہزار۔ میں کل بیس ہزار ادا کروں گا۔"

انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ میرا نے کہا "آپ مذاق کر رہے ہیں۔"

کبریا وہاں سے اٹھ کر الماری کے پاس گیا پھر وہاں سے

بڑے نوٹوں کی گڈیاں لاکر ان کے سامنے رکھ دیں "یہ پورے بیس ہزار ہیں۔"

ان کے منہ حیرت سے کھل گئے۔ پروفیسر نے کہا "ہم اتنی بڑی رقم نہیں لیں گے۔ صرف میں آپ کا ہاتھ دیکھوں گا۔ آپ میری فیس دیں گے۔"

"لیکن میں تینوں کو ہاتھ دکھاؤں گا اور تینوں کا حق ادا کروں گا۔ آپ انکار کریں گے تو ہاتھ نہیں دکھاؤں گا۔"

ہوٹل کا ملازم چائے اور اسنیکس کی ٹرالی رکھ کر چلا گیا۔ کبریٰ نے کہا "آپ لوگوں نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ اسنیکس لیں۔ چائے پئیں پھر میرا ہاتھ دیکھیں۔"

میرا نے پوچھا "آپ کیسے جانتے ہیں کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا ہے؟"

"آپ تینوں ڈائننگ ہال اور لاؤنج میں تین مختلف افراد کے ہاتھ دیکھ رہے تھے۔ کھانے کا وقت کہاں ملا؟ ان کے بعد آپ میرے پاس آئے ہیں۔"

وہ کھانے پینے لگے۔ شاردا نے کہا "آپ نے ہم پر نظر رکھی تھی۔ بھلا کیوں؟"

"اس پاگل جوان نے تم دونوں کے پیچھے پڑ کر ایک طرح سے دلچسپی پیدا کر دی تھی۔"

"اور تو کوئی بات نہیں ہے؟"

"اپنی تعریفیں سننا چاہتی ہو تو پھر سنو۔ تم دونوں بہت سندر ہو۔ کوئی بھی دل والا تم دونوں میں دلچسپی لے سکتا ہے اور اس پاگل کی طرح تمہارے پیچھے پاگل ہو سکتا ہے۔"

وہ اس بات پر ہنسنے لگیں۔ پروفیسر نے چائے کی پیالی خالی کرتے ہوئے کہا "اب کام ہونا چاہیے۔ پلیز اپنا ہاتھ دکھاؤ۔"

اس نے اپنی دائیں ہتھیلی آگے بڑھائی۔ وہ تینوں اور قریب ہو گئے۔ جھک کر اس کے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھنے لگے۔ پہلے زندگی کی لکیر دیکھی جاتی ہے۔ ہر شخص اپنی لمبی حیات دیکھنا چاہتا ہے۔ شاردا نے کہا "آپ کی عمر لمبی ہے۔ آپ بڑھاپے کی آخری حد تک جئیں گے لیکن بڑے مصائب اور بڑی دشواریوں سے گزرتے رہیں گے۔"

میرا نے کہا "آپ بڑے حوصلہ مند ہیں۔ حالات سے فائٹ کرنا جانتے ہیں۔ کیوں انکل! میں ٹھیک کہہ رہی ہوں؟ یہ تمام دشواریوں سے مردانہ وار گزرتے رہیں گے؟"

پروفیسر گہری سنجیدگی اور خاموشی سے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ نہیں بول رہا تھا۔ وہ دونوں بولتی جا رہی تھیں۔ کبریٰ بھی خاموش تھا اور باری باری ان تینوں کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد پروفیسر دینا ناتھ نے کہا "تم وہ نہیں ہو، جو دکھائی دیتے ہو۔ اپنے اندر چھپے رہتے ہو اور تم اندر چھپ کر رہنے پر مجبور ہو۔ کیونکہ تمہارے دوست کم ہیں اور دشمن زیادہ ہیں۔"

کبریٰ نے کہا "دوست واقعی کم ہیں۔ میں کسی کو دشمن نہیں بنانا چاہتا لیکن دشمن پیدا ہو جاتے ہیں۔ فی الحال میں ان سے دور چلا آیا ہوں۔ یہاں مجھ سے جو ملے گا، میں اسے دوست بنانے کی کوشش کروں گا۔"

پروفیسر نے کہا "تم ایک غیر معمولی نوجوان ہو۔ دوسروں سے مختلف ہو۔ میرا تجسس اور بڑھ گیا ہے کہ تم اندر سے کیا ہو؟ شاید تم بتانا نہیں چاہو گے۔ مجھے پوچھنا نہیں چاہیے۔"

"میں بتاؤں گا۔ آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ ابھی آپ سے اپنے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کچھ اور بتائیں؟"

وہ پھر ہاتھ کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے بولا "آج کل تم بہت پریشان ہو۔ کوئی بہت بڑا نقصان اٹھا رہے ہو یا پھر تمہاری کوئی بہت اہم چیز گم ہو گئی ہے۔"

وہ قائل ہو کر بولا "آپ درست کہہ رہے ہیں۔ میں اپنے پاپا کی تلاش میں بھٹک رہا ہوں۔ وہ کہیں گم ہو گئے ہیں۔"

"یہ تو بڑی پریشانی کی بات ہے۔ وہ کب اور کن حالات میں گم ہوئے تھے؟"

"کاروبار کے سلسلے میں ہانگ کانگ گئے تھے۔ اس کے بعد ان سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ میرا دل کہتا ہے، وہ جہاں بھی ہیں، زندہ سلامت ہیں یا تو انہیں کہیں قیدی بنا کر رکھا گیا ہے یا پھر ان کی یادداشت گم ہو گئی ہے اسی لیے واپس نہیں آ رہے ہیں۔"

"تم مجھے ان کا نام اور تاریخ پیدائش لکھ کر دو۔ میں زائچہ بناؤں گا۔ ایک آدھ گھنٹے میں بتا سکوں گا کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں؟ یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ وہ مشرق یا مغرب میں ہیں یا شمال یا جنوب میں...."

"مجھے یہ اچھی طرح یقین ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ آپ نے ابھی کہا تھا، میں ایک غیر معمولی انسان ہوں۔ بے شک میرے اندر ایک غیر معمولی صلاحیت ہے۔ جب میں اس کا مظاہرہ کروں گا تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ مجھے اپنی صلاحیت سے پاپا کی زندگی کا ثبوت مل گیا ہے لیکن یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ وہ کس ملک اور کس علاقے میں ہیں۔"

میرا نے کہا "یہ سن کر میرے اندر بے چینی پیدا ہو رہی

ہے کہ آپ ایک غیر معمولی انسان ہیں۔ پلیز آپ جلدی ...ئیں، کون ہیں؟ کیا ہیں۔ ہے بھگوان مجھ سے رہا نہیں جا رہا ہے۔"

پروفیسر نے کہا "میرا! صبر کرو۔ پہلے اس کے پاپا اہم ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے دو۔"

کبریٰ وہاں البرٹ پارکر کے نام سے تھا۔ اس نے باپ کا نام پارکر وائلڈ بتایا لیکن میری تاریخ پیدائش درست بتائی۔ پروفیسر اسی وقت کاغذ قلم لے کر زائچہ تیار کرنے لگا۔ دونوں لڑکیاں بھی اس زائچے میں دلچسپی لینے لگیں۔

کبریٰ میرے بارے میں جاننے کے لیے بے تاب تھا۔ جب وہ پروفیسر پارکر وائلڈ کے حروف کے اعداد لکھنے والا تھا۔ تب کبریٰ نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر فرہاد علی تیمور کے حروف کے اعداد لکھوانے لگا۔ میری تاریخ پیدائش وہی تھی جو وہاں کاغذ پر لکھی ہوئی تھی۔ اس طرح میرے نام کا زائچہ تیار ہونے لگا۔

میرا کہنا چاہتی تھی کہ انکل حروف کے اعداد غلط لکھ رہے ہیں لیکن کبریٰ نے اس کے ذہن کو جھٹکا دیا۔ اچانک اس کے ہاتھ کو تھام لیا۔ وہ اپنے چور جذبوں کے باعث لرز گئی۔ مسکرانے لگی لیکن شاردا کو ٹھیس پہنچی۔ یہ آرزو اس کی تھی کہ البرٹ پارکر اس کا ہاتھ پکڑے۔ کبریٰ نے میرا کی ہتھیلی کو سہلاتے ہوئے کہا "میں نے تم لوگوں سے یہ بات چھپائی تھی۔ میں بھی ہاتھ کی لکیریں پڑھ لیتا ہوں۔"

میرا نے فوراً ہی اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ کبریٰ نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر بولی "میں اپنا ہاتھ کسی کو نہیں دکھاتی۔ اپنے انکل کو بھی نہیں دکھاتی۔"

شاردا نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "یہ تو بس یونہی نخرے کرتی ہے۔ آپ میرے بارے میں کچھ بتائیں۔"

کبریٰ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ خوش ہو گئی۔ میرا سے بولی "تم دستانے پہن کر رہا کرو۔ کوئی تمہارے ہاتھوں کو نظر نہیں لگائے گا۔"

کبریٰ نے لکیروں کو توجہ سے دیکھتے ہوئے کہا "تمہاری عمر لمبی ہے مگر یہ مختصر ہو سکتی ہے۔ تمہیں ایک حادثہ پیش آئے گا۔ اس حادثے میں بچ جاؤ گی تو بڑھاپے تک جیتی رہو گی۔"

وہ بولی "تم نے پہلی ہی بات غلط کہہ دی۔ مجھے کوئی حادثہ پیش نہیں آئے گا۔ چھوٹی چھوٹی مشکلات پیش آئیں گی۔ میں ان سے گزر جاؤں گی۔ آپ انکل سے زیادہ ماہر نہیں ہیں۔ یہ میرا ہاتھ دیکھ چکے ہیں۔"

کبریٰ پروفیسر کے خیالات پڑھنے کے بعد ہی کہہ رہا تھا۔ دراصل پروفیسر نے شاردا کو یہ حقیقت نہیں بتائی تھی کہ اسے ایک جان لیوا حادثہ پیش آئے گا۔ ایسے ہی وقت زندگی اپنے اختتام کو پہنچے گی۔

پروفیسر نے اپنی بھتیجی سے سچ نہیں کہا تھا۔ سچائی چھپالی تھی۔ وہ اپنے انکل کی مہارت کے سامنے کبریٰ کو اناڑی نجومی سمجھ رہی تھی۔ وہ بولا "میں تمہارے انکل کو غلط نہیں کہوں گا۔ اس لیے خود کو اناڑی تسلیم کرتا ہوں۔"

میرا ٹٹولتی ہوئی نظروں سے کبریٰ کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے شاردا کے ہاتھ کو پڑھا تھا اور اپنے انکل سے بحث کی تھی۔ انہوں نے اسے سمجھایا تھا کہ شاردا کو وقت سے پہلے صدمہ نہ پہنچایا جائے۔ حادثہ اور موت کی سچائی کو اس سے چھپایا جائے۔

کبریٰ یہی سچائی کہہ چکا تھا اور پروفیسر کی بزرگی کی خاطر اس سچائی سے انکار کر رہا تھا۔ میرا سمجھ رہی تھی کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔ وہ اس علم میں اس کی مہارت کو تسلیم کر رہی تھی اور اس سے متاثر ہو رہی تھی۔

پروفیسر نے بڑی دیر بعد کہا "بے شک تمہارے پاپا کی عمر لمبی ہے۔ اس طوالت کے پیش نظر امید کی جا سکتی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اگر زندہ ہیں تو وہ یہاں سے جنوب کی طرف ہیں۔ یہ زائچہ اسی سمت اشارہ کر رہا ہے۔"

کبریٰ کی دلچسپی بڑھ گئی۔ وہ صوفے پر پہلو بدل کر بولا "ہم انڈیا کے شمال میں یہاں دہلی میں ہیں۔ کیا وہ ہندوستان کے جنوبی علاقوں میں یا سری لنکا میں ہوں گے؟ یہاں سے دور جنوب میں آسٹریلیا بھی ہے۔"

"ہاں۔ انہی علاقوں میں انہیں تلاش کیا جا سکتا ہے۔"

"کیا فاصلہ معلوم نہیں کیا جا سکتا؟"

"مشکل ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں۔"

"ایک طریقہ ہے کہ میں یہاں سے جنوب کی طرف سفر کرتا رہوں۔ آپ میرے ساتھ رہیں۔ فرض کریں ہم مدراس یا حیدرآباد دکن پہنچتے ہیں اور وہاں آپ کا علم کہتا ہے کہ پاپا اب بھی جنوب کی طرف ہیں تو ہم آگے بڑھیں گے اور اگر آپ کا علم کہتا ہے کہ ہم بہت آگے بڑھ چکے ہیں اور اب وہ شمال کی طرف ہیں تو پھر وہ شمال کی سمت کسی قریبی علاقے میں ہوں گے۔ یعنی وہ سینٹرل پروونس میں، مہاراشٹر میں، اڑیسہ یا بنگال میں ہوں گے۔"

پروفیسر نے تائید کی "بے شک اس طریقہ کار کے

مطابق تمہارے پاپا کے قریب پہنچا جاسکتا ہے لیکن میں تمہارے ساتھ کہاں کہاں بھٹکتا رہوں گا۔ تنہا نہیں ہوں۔ میرے ساتھ دو نوجوان لڑکیاں ہیں۔"

"آپ یہ بتائیں' آپ کی ماہانہ آمدنی کیا ہے؟"

"اڑتی ہوئی روزی ہے۔ کسی مہینے پچاس ہزار روپے کمالیتے ہیں۔ کسی مہینے پانچ ہزار بھی نہیں ملتے۔"

"میں آپ کو ماہانہ پچاس ہزار دوں گا۔ میرے ساتھ سفر کرتے رہنے اور ہوٹلوں میں قیام کرنے کے اخراجات میں برداشت کروں گا پھر آپ جہاں جائیں گے۔ اپنے پیشے کے مطابق امیر کبیر لوگوں کو قسمت کا حال بتاتے رہیں گے۔ وہ آپ کی اضافی آمدنی ہوگی۔"

پروفیسر نے دونوں لڑکیوں کو دیکھا۔ میرا نے کہا "آپ سراسر ہمارے فائدے کی بات کررہے ہیں۔ یوں بھی ہم بڑے بڑے شہروں کے بڑے بڑے ہوٹلوں اور کلبوں میں جاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ بھی یہی سلسلہ رہے گا۔"

شاردا نے کہا "میرا دل کرتا ہے۔ آپ کے ساتھ ساری دنیا گھومتی رہوں۔ آپ کے ساتھ خوشی بھی مل رہی ہے اور آمدنی بھی بڑھ رہی ہے۔"

"میری دونوں بیٹیاں خوش ہیں۔ میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔"

کبریا نے فون کے ذریعے ہوٹل کے منیجر سے رابطہ کیا پھر اسے پروفیسر دینا ناتھ کے کمرے کا نمبر بتاتے ہوئے کہا "ان کا تمام بل میرے حساب میں ایڈ جسٹ کریں۔ کل ہم یہاں سے جارہے ہیں۔"

پھر اسی نے شاردا سے کہا "پہلے ہم مدراس جائیں گے۔ کل کسی فلائٹ میں چار سیٹیں ریزرو کرالو۔ پتا نہیں جنوب میں کتنی دور تک سفر کرنا ہوگا۔"

پروفیسر نے کہا "تم نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی کسی غیر معمولی صلاحیت کے بارے میں بتاؤ گے۔"

شاردا نے کبریا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "پلیز بتائیں میں بہت بے چین ہوں۔"

وہ کچھ زیادہ ہی بے چین تھی۔ اس کے قریب رہ کر کسی نہ کسی بہانے اسے چھو رہی تھی۔ کبریا کو ان دونوں سے دلچسپی نہیں تھی۔ اگرچہ میرا بہت خوب صورت تھی۔ شاردا کے مقابلے میں سنجیدہ اور ذہین تھی۔ اس سے متاثر تھی لیکن ریزرو رہنے کی عادی تھی۔ کبریا کا مزاج عاشقانہ نہیں تھا۔ وہ بھی لڑکیوں کے معاملے میں ریزرو رہنے کا عادی تھا۔

وہ پروفیسر سے بولا "میں نے کبھی کسی کو اپنی اس غیر معمولی صلاحیت کے بارے میں نہیں بتایا ہے۔ آج آپ کو بتا رہا ہوں۔ امید کرتا ہوں شاردا اور میرا کبھی کسی کو میرا یہ راز نہیں بتائیں گی۔"

ان دونوں نے وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ اس کی رازدار بن کر رہیں گی۔ اس نے کہا "میری قوت سماعت غیر معمولی ہے۔"

ان تینوں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ بات سمجھ میں آگئی تھی لیکن وہ وضاحت چاہتے تھے۔ اس نے کہا "شاید ایسی صلاحیت کسی کو نصیب نہیں ہوئی ہوگی۔ اگر میں اپنے مطلوبہ افراد کی باتیں سننا چاہوں اور وہ ہزاروں کلومیٹر کے فاصلے پر ہو۔ تب بھی میں ان کی آواز اور لہجے کو کیچ کرلیتا ہوں۔"

پروفیسر نے حیرانی سے کہا "کیا ایسا ممکن ہے؟ تمہاری یہ بات ناقابل یقین ہے۔"

وہ بولا "یہ ناممکن نہیں ہے۔ ریڈیو یا آڈیو سسٹم کے ذریعے دنیا کے ایک سرے کی آواز دوسرے سرے تک پہنچائی جاتی ہے۔ ایسا ہی کچھ قدرتی نظام میری قوت سماعت کے ساتھ ہے۔ آپ ابھی آزما کر دیکھ لیں۔"

میرا نے کہا "اگر میں یہاں سے دور کہیں جاکر کچھ بولوں گی تو آپ سن لیں گے؟"

"بے شک۔ تم اور شاردا لفٹ کے ذریعے نیچے ہوٹل کے باہر جاؤ اور باتیں کرو۔ میں یہاں پروفیسر کو بتاتا رہوں گا۔ بلکہ موبائل فون کے ذریعے تمہیں بھی بتاتا رہوں گا کہ تم دونوں کے درمیان کس موضوع پر باتیں ہورہی ہیں۔"

وہ دونوں فوراً اٹھ گئیں۔ وہ بہت زیادہ تجسس میں مبتلا ہوگئی تھیں۔ اپنا موبائل فون لے کر وہاں سے چلی گئیں۔ وہ پروفیسر سے بولا "ہم خاموش رہیں گے۔ میرا ذہن ان دونوں پر مرکوز رہے گا۔ اس طرح ان کی آوازیں میری سماعت تک پہنچتی رہیں گی۔"

پروفیسر خاموش بیٹھا رہا۔ کبریا میرا کے اندر پہنچ گیا۔ وہ شاردا کے ساتھ لفٹ میں تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی "ہم ابھی لفٹ میں ہیں۔ کیا البرٹ ہماری باتیں سن رہا ہوگا؟"

شاردا نے کہا "مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے۔ ابھی معلوم ہوجائے گا۔"

کبریا نے پروفیسر کو بتایا کہ وہ دونوں لفٹ میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور اب لفٹ سے نکل کر ہوٹل کے باہر گارڈن میں آگئی ہیں۔ شاردا میرا سے کہہ رہی ہے "تم صوفے پر البرٹ کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی تھیں۔ کیا مجھے وہ جگہ نہیں دے سکتی تھیں۔"

میرا نے کہا "فضول باتیں نہ کرو۔ میں نے قریب بیٹھنے کے باوجود فاصلہ رکھا تھا۔ میں تمہاری طرح چھچھوری نہیں ہوں۔ تم کسی نہ کسی بہانے اس کا ہاتھ پکڑ رہی تھیں۔"

"اس میں چھچھوراپن کیا ہے۔ وہ مجھے اچھا لگتا ہے۔ جب سے اسے دیکھا ہے۔ دل اسی کے لیے دھڑکنے لگا ہے۔"

کبریا پروفیسر کو ان کی باتیں بتاتا جارہا تھا پھر اس نے موبائل فون پر ان سے رابطہ کرکے وہ فون پروفیسر کو دیا۔ پروفیسر نے اسے کان سے لگا کر کہا "ہیلو شاردا! تم میرا سے جھگڑا کیوں کررہی ہو؟ کیا واقعی البرٹ کے لیے تمہارا دل دھڑک رہا ہے؟"

وہ حیرانی سے بولی "انکل! آپ کیسے جانتے ہیں۔ میں نے ابھی یہ بات میرا سے کہی ہے۔"

پروفیسر لفظ بہ لفظ ان کی باتیں انہیں سنانے لگا۔ میرا بھی شاردا کے فون سے کان لگائے سن رہی تھی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ لفٹ میں کیا باتیں کررہی تھیں۔ وہ حیران ہورہی تھیں۔ میرا نے کہا "ہم ابھی آرہے ہیں۔"

انہوں نے فون بند کردیا۔ پروفیسر نے کہا "البرٹ! یہ تمہاری حیرت انگیز غیر معمولی صلاحیت ہے۔ بائی گاڈ! آلہ سماعت کان سے لگائے بغیر کوئی دور کی آواز نہیں سن سکتا۔ تم اتنی بڑی دنیا میں ایک ہی حیران کرنے والے شخص ہو۔ کیا بچپن سے ایسے ہو؟"

"نہیں۔ ابھی پچھلے برس سے اچانک یہ تبدیلی آئی ہے۔ میں بھی ابتدا میں دور کی آوازیں سن کر حیران ہوتا رہا پھر میرے پاپا نے مشورہ دیا کہ مجھے اپنی اس غیر معمولی صلاحیت کو دوسروں سے چھپانا چاہیے۔"

"انہوں نے درست مشورہ دیا ہے۔ ویسے تم اپنی اس زبردست صلاحیت سے اپنے پاپا کی آواز سن سکتے ہو۔"

"میں کئی بار کوششیں کرچکا ہوں۔ ان کی آواز موصول نہیں ہورہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دشمن نے تنویمی عمل کے ذریعے ان کا برین واش کیا ہے۔ ان کے لب و لہجے کو ذہن سے مٹادیا ہے یا پھر وہ کسی حادثے کے سبب اپنی یادداشت کھو چکے ہیں۔"

شاردا اور میرا واپس آگئیں۔ شاردا آتے ہی کبریا کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ وہ بولا "یہ کیا کررہی ہو؟ صوفے پر بیٹھو۔"

وہ اس کے قدموں سے لپٹ کر بولی "اب تو میں انہی قدموں میں رہوں گی۔ آپ مہاگیان والے ہیں۔ مجھے اپنی داسی بنالیں۔"

"مجھے داسی بنانے کا شوق نہیں ہے۔ پلیز یہاں سے اٹھو۔ طریقے سے بیٹھو۔"

اس نے میرا کو دیکھا۔ وہ ایک طرف کھڑی خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ نظریں ملتے ہی ایک صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی "آپ واقعی باکمال ہیں۔ ایسی غیر معمولی صلاحیت کسی کو نصیب نہیں ہوئی ہوگی۔ کیا آپ اپنی اس صلاحیت سے ہماری کچھ مدد کرسکیں گے؟"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

"انکل کا ایک دشمن ہے۔ وہ ہمیں بہت پریشان کرتا رہتا ہے۔"

پروفیسر نے کہا "بیٹی! یہ بات رہنے دو۔ البرٹ اپنے پاپا کے لیے پریشان ہے۔ اسے اور کسی مسئلے میں نہ الجھاؤ۔"

کبریا نے کہا "انسان بیک وقت کئی مسائل سے نمٹتا رہتا ہے۔ آپ مجھ سے اپنے معاملات نہ چھپائیں۔ پتا نہیں ہمیں کتنے عرصے تک ساتھ رہنا ہے۔ جب تک ساتھ رہے گا ہم ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔"

شاردا نے کہا "میں کچھ عرصے تک نہیں' ہمیشہ ساتھ رہوں گی۔ پلیز آپ وعدہ کریں۔"

میرا نے ناگواری سے کہا "شاردا! ہم ایک اہم مسئلے پر گفتگو کررہے ہیں اور تم اپنی ہی باتیں کیے جارہی ہو۔"

وہ غصے سے بولی "تم کیوں جل رہی ہو؟ کیا اس لیے کہ البرٹ تمہیں لفٹ نہیں دے رہے ہیں۔"

"اور کیا تمہیں دے رہے ہیں؟ خوا مخواہ لفٹ لینے کی کوششیں کررہی ہو۔"

شاردا نے کبریا سے کہا "دیکھو یہ میری انسلٹ کررہی ہے۔ کیا میں اس قابل نہیں ہوں کہ میری محبت کا جواب محبت سے دیا جائے؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی ہے۔ میں نہیں جانتا محبت کا جواب محبت سے کیسے دیا جاتا ہے۔"

"میں تمہیں پیار کرنا سکھادوں گی۔"

"لیکن یہ کیا ضروری ہے؟ میں اپنے پاپا کے معاملے میں پریشان ہوں پھر مجھے زندگی میں بہت کچھ کرنا ہے۔ محبت تو بیکار لوگوں کا مشغلہ ہے۔"

میرا مسکرانے لگی۔ شاردا نے اسے غصے سے دیکھا پھر کبریا سے کہا "محبت کو مشغلہ نہ سمجھو۔ یہ دل سے ہوتی ہے۔ یہ دل کا معاملہ ساری زندگی کے لیے ہوتا ہے۔"

وہ بولا "کیسی باتیں کر رہی ہو۔ دل تو خون کو پمپ کرتے رہنے کا ایک آلہ ہے۔ اس آلے سے محبت کیسے ہو سکتی ہے؟"

میرا کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ پروفیسر مسکرانے لگا۔ کبریا نے معصومیت سے پوچھا "کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟ آپ لوگ مسکرا رہے ہیں۔ ہنس رہے ہیں۔"

پروفیسر نے کہا "تم درست کہہ رہے ہو۔ دل خون کو پمپ کر کے اسے سارے جسم میں پہنچاتا ہے لیکن شاعروں نے دل کو محبت کا مسکن اور مرکز بنا دیا ہے۔"

پھر اس نے شاردا سے کہا "بیٹی! تم نے البرٹ کے ہاتھ کی لکیریں نہیں پڑھیں۔ اس کا مزاج عاشقانہ نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے' جو محبت کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ بہتر ہے۔ اس سے محبت کی باتیں نہ کرو۔"

میرا نے کہا "میں انکل کے ایک دشمن کی بات کر رہی تھی۔"

کبریا نے کہا "میں ایک بار کسی طرح اس دشمن کی آواز سن لوں تو پھر ہمیشہ اس کی باتیں سنتا رہوں گا۔ یہ معلوم کرتا رہوں گا کہ وہ پروفیسر کے بارے میں کسی سے کیا کہہ رہا ہے اور ان کے خلاف کیا کرنا چاہتا ہے؟"

"اس کی آواز کیسے سنی جا سکتی ہے؟ وہ شاید ممبئی میں ہوگا۔"

"کیا آپ اس کا فون نمبر جانتے ہیں؟"

"مجھے اس کے کئی فون نمبر یاد ہیں۔ کیا فون پر اس کی آواز سنو گے؟"

کبریا اثبات میں سر ہلا کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ پہلے بھی معلوم کر چکا تھا۔ اس کے دشمن کا نام ناگیش ور پانڈے تھا۔ وہ مہاراشٹر کی اس سیاسی پارٹی کا لیڈر تھا' جس کے تمام کارکن مسلمانوں کے کٹر دشمن تھے۔ انہوں نے چھ برس پہلے سورت شہر میں ہندو مسلم فسادات کرائے تھے اور سیکڑوں مسلمانوں کو قتل کرایا تھا۔ ممبئی شہر میں بھی وہ مسلمانوں کے خلاف اقدامات کرتے رہتے تھے۔ وہاں کے دولت مند مسلمانوں سے لاکھوں روپے بھتا وصول کرتے رہتے تھے۔

پروفیسر کا رابطہ پانڈے کی پرسنل سیکریٹری سے ہو گیا۔ اس نے کہا "میں پروفیسر دینا ناتھ بول رہا ہوں۔ ناگیش ور پانڈے صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

لیڈی سیکریٹری نے کہا "وہ ایک میٹنگ میں ہیں۔ کل ان سے بات ہو سکے گی۔"

کبریا اس سیکریٹری کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اس وقت پانڈے کی آغوش میں تھی۔ فون بند کرنے کے بعد مسکرا کر پوچھ رہی تھی "یہ وہی پروفیسر ہے نا' جس کی ایک بھتیجی تمہارے ہتھے نہیں چڑھ رہی ہے؟"

پانڈے نے پوچھا "کیا دینا ناتھ کا فون تھا؟ تم نے بات کیوں نہیں کرائی؟"

"ابھی میں تمہیں خوش کر رہی ہوں۔ ابھی تم پر صرف میرا حق ہے۔ بائی دا وے میرا میں ایسی کیا خاص بات ہے؟ کیوں اس کے پیچھے پڑ گئے ہو؟"

"یوں دیکھا جائے تو اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ ایسی کتنی ہی لڑکیاں میرے بیڈ پر آتی رہتی ہیں لیکن وہ میرے لیے ایک چیلنج بن گئی ہے۔ ایک بار میں نے اسے بہت بڑی آفر دی تھی۔ اس نے وہ آفر ٹھکرا دی۔ میں نے فون پر بات کی تو اس نے نفرت سے تھوک دیا۔ میں یہ بے عزتی کبھی نہیں بھولوں گا۔ کتے کی بچی ایک مسلمان سے عشق کر رہی تھی۔ میں نے اس کے عاشق کو قتل کرا دیا۔ اسے فون پر بتایا کہ کس طرح اس کے یار کو کتے کی موت مارا ہے۔"

وہ بولی "اس مسلمان کو مار کر تمہیں کیا ملا؟ وہ تو پھر بھی تمہارے قابو میں نہیں آئی۔ تمہارے لیے کون سی بڑی بات ہے۔ اسے اغوا کراؤ اور اس کے کپڑے اتار کر اس پر تھوک دو۔"

"بڑی مشکل ہے۔ الیکشن سر پر ہیں۔ ایسے وقت بدمعاشیاں نہیں چلتیں۔ جنتا کے سامنے سادھو بن کر رہنا پڑتا ہے۔"

"تو پھر مٹی ڈالو اس پر۔ الیکشن کے بعد اس سے نمٹ لینا۔"

"مجھ سے اس کی ایک بات برداشت نہیں ہو رہی ہے۔"

"کون سی بات؟"

"وہ سالی ہاتھ کی لکیریں پڑھتی ہے۔ اس نے فون پر کہا تھا کہ اس کے مقدر میں ایک مسلمان ہے۔ ایک کو قتل کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا مسلمان آئے گا اور ضرور آئے گا۔"

وہ سیکریٹری کو پرے دھکیلتے ہوئے بولا "کیا یہ غصہ دلانے والی بات نہیں ہے۔ سالی ہندو جاتی کو چھوڑ کر کسی مسلمان کی گود میں جائے گی۔ میں اس بار اسے ہی ٹھکانے لگا دوں گا۔ نہ وہ رہے گی۔ نہ کوئی مسلمان اس کی زندگی میں آئے گا۔"

"تم مجھے کیوں دھکا دے رہے ہو۔ کسی مسلمان پر بس

نہیں چل رہا ہے تو مجھے غصہ دکھا رہے ہو۔"

پانڈے نے ایک زوردار تڑاخ کی آواز کے ساتھ طمانچہ رسید کیا "سور کی بچی۔ مجھے طعنہ دیتی ہے۔ تمہارے جیسی عورتوں کو ذرا منہ لگاؤ تو سر چڑھ جاتی ہیں۔ چل بھاگ یہاں سے۔"

اس نے ایک لات ماری۔ وہ اپنا لباس اٹھا کر وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد بھی وہ یہ سوچ کر تلملا رہا تھا کہ میرا نے اس پر تھوک کر پھر کسی مسلمان کو اپنا یار بنایا ہوگا۔ کبریا نے اسے فون کرنے پر مائل کیا۔ وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ادھر فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کبریا نے ریسیور کان سے لگا کر کہا "ہیلو۔۔۔"

وہ بولا "پروفیسر دینا ناتھ کہاں ہے۔ اسے فون دو۔"

"پہلے یہ بتاؤ۔ تم کون؟"

"میں اس کا باپ ہوں۔ تم سے کیا مطلب ہے۔ اسے فون دو۔"

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ باپ نہیں ہوسکتے۔ ان کے پتا جی کا دیہانت ہوچکا ہے۔"

"تم گدھے ہو۔ میں ہندو پر مشد دل کا لیڈر ناگیشور پانڈے ہوں۔"

کبریا نے پروفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے فون پر کہا "اچھا تو تم ناگیشور پانڈے ہو۔ میں پروفیسر کا سیکریٹری ہوں۔ ابھی صاحب میٹنگ میں ہیں۔ کل کسی وقت کال کرو۔"

"بکواس مت کرو۔ کیا وہ اتنا دولتمند ہوگیا ہے کہ سیکریٹری رکھنے لگا ہے۔ میرا سے میری بات کراؤ۔"

میرا جی ابھی مجھ سے پرائیویٹ باتیں کررہی ہیں۔ یہ باتیں صبح تک ختم ہوں گی۔ تم انتظار فرماؤ۔"

"تم سے کیا پرائیویٹ باتیں کررہی ہے۔ سچ بتاؤ۔ تم کون ہو؟"

"میں ایک مسلمان ہوں۔ میرا نام فرہاد ہے۔"

"میں تمہیں گولی ماردوں گا۔"

"اتنی دور سے کیسے مارو گے؟ کیا تمہارے ریوالور کی گولی ممبئی سے دہلی تک سفر کرتی ہے؟"

میرا، شاردا اور پروفیسر دلچسپی سے مسکراتے ہوئے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ پانڈے کہہ رہا تھا "میری دل (پارٹی) کے لوگ دہلی میں بے شمار ہیں۔ وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں میرا سے دور چلا جاؤں گا تو تم مجھے ہلاک نہیں کراؤ گے۔ زندہ رہنے دو گے؟"

میرا بڑے دکھ سے اور تجسس سے اسے دیکھنے لگی۔ پانڈے کہہ رہا تھا "تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔ تم اس لڑکی سے دور ہو جاؤ۔"

"تم اپنی بھلائی سوچو۔ اگر میرا کا پیچھا نہیں چھوڑو گے تو میں تمہیں اوپر پہنچا دوں گا۔"

وہ غصے میں گالیاں دینا چاہتا تھا۔ کبریا نے اسے زیر اثر لیا تو اس نے اپنی زبان دانتوں تلے چبا ڈالی پھر تکلیف کی شدت سے تلملانے لگا۔ کبریا نے پوچھا "ہیلو پانڈے! تم نے چیخ کیوں ماری ہے؟ کیا پریشانی ہے؟"

وہ پھر گالی دینا چاہتا تھا۔ زبان پھر دانتوں تلے آگئی۔ اس بار ریسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر تکلیف کی شدت کو برداشت کرنے لگا۔ کبریا نے ریسیور پروفیسر کو دیتے ہوئے کہا "پتا نہیں، وہ اچانک کس تکلیف میں مبتلا ہوگیا ہے۔ میں نے اس کے چیخنے اور کراہنے کی آوازیں سنی ہیں۔"

پروفیسر ریسیور کان سے لگا کر سننے لگا پھر بولا "ہاں کراہنے کی آوازیں آرہی ہیں۔"

کبریا، میرا کے اندر آگیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق انکل سے ریسیور لے کر بولی "میں اس کمینے سے بات کروں گی۔"

وہ ریسیور کو کان سے لگا کر سننے لگی۔ اس وقت تک پانڈے کی تکلیف کم ہوگئی تھی۔ اس نے غصے میں ریسیور کو اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا "میں آج ہی تمہیں نرگ میں پہنچا دوں گا۔ تمہیں صبح تک زندہ نہیں رہنے دوں گا۔"

زبان تکلیف کے باعث لڑکھڑا رہی تھی۔ اس نے یہی بات یوں ادا کی "آ تمین نرک مندوں گا۔ صبح ندہ نہیں دوں گا۔"

میرا نے پوچھا "کتے! کیوں بھونک رہا ہے؟ صاف صاف کیوں نہیں بولتا؟"

وہ بولا تو پھر الفاظ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہونے لگے آخر وہ ٹھہر ٹھہر کر سنبھل سنبھل کر بولنے لگا "تم۔۔۔ پھر۔ ایک۔۔۔ مسلمان۔۔۔ کے چکر میں ہو۔۔۔"

اس کے بعد وہ کبریا کی مرضی کے مطابق بولا "تم اس مسلمان کو چھوڑ دو۔ میں اپنی بیٹی کی شادی اس سے کراؤں گا۔ اس کا نام فرہاد ہے۔ فرہاد نام کے لوگ سچے عاشق ہوتے ہیں۔"

کبریا نے اسے ڈھیل دی۔ وہ چونک کر بولا "نہیں۔ یہ میں کیا کہہ رہا ہوں میں اسے گولی۔۔۔"

کبریا نے اسے گرفت میں لیا۔ وہ بولا "گولی نہیں ماروں ۔ اپنا داماد بناؤں گا۔ چلو کوئی بات نہیں، تم بھی اس سے ادی کرلو۔ مسلمان چار شادیاں کرتے ہیں لیکن تم میری بیٹی د سوکن نہ سمجھنا۔ اسے بہن بنا کر فرہاد کے ساتھ سوتی ہنا۔"

میرا نے جھینپ کر کبریا کو دیکھا پھر کہا "پتا نہیں، یہ کیا بواس کررہا ہے۔ ایسا لگتا ہے۔ پاگل ہوچکا ہے۔ میں... ؤاہ اپنا وقت ضائع کررہی ہوں۔"

اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ شاردا نے پوچھا "وہ لیا کہہ رہا تھا۔"

وہ جھجکتے ہوئے بولی "میرے اور البرٹ کے بارے میں لٹی سیدھی باتیں کررہا تھا۔"

"ہاں۔۔۔ مگر کیا کہہ رہا تھا؟"

"کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ میں صاف صاف بولوں۔ کیا تم ننھی بچی ہو؟ سمجھ نہیں سکتیں؟"

میرا شرم سے سرخ ہورہی تھی۔ کبریا سے نظریں چرا رہی تھی اور وہ شرارت سے مسکرا رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ مقدر میں ایک مسلمان ہے تو پھر ایک مسلمان ہی رگ جاں کے قریب پہنچا ہوا ہے۔

○☆○

اعلیٰ بی بی بھی مجھے تلاش کررہی تھی۔ اس نے ٹورسٹ بیورو کے ایک گائیڈ کی خدمات حاصل کی تھیں۔ اس سے فون پر باتیں کی تھیں پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ اس کا نام شیخ فرمان مصری تھا۔ پچیس برس کا صحت مند جوان تھا اس کا یہ عزم تھا کہ بڑے بڑے کارنامے انجام دے گا۔ اس مقصد کے لیے وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کررہا تھا۔ مارشل آرٹ کا زبردست فائٹر تھا۔ انسانوں کو ان کی آنکھوں سے چہروں سے اور ان کے لب و لہجے سے کس طرح پہچانا جاتا ہے؟ قیافہ شناسی کا یہ ہنر وہ سیکھ رہا تھا۔

اسی شہر میں ایک ستر سالہ بوڑھی خاتون تھی۔ اس کا نام بنت عمارہ تھا۔ شیخ فرمان مصری اس سے قیافہ شناسی اور علم رمل سیکھ رہا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ بنت عمارہ کوئی پراسرار علم جانتی ہے۔ غیب کی باتیں بتا دیتی ہے۔

یہ معلوم کرکے اعلیٰ بی بی کو امید بندھی تھی کہ وہ بوڑھی خاتون میرے بارے میں کچھ بتا سکے گی۔ میری نشان دہی کرسکے گی۔ اس نے فرمان مصری کو ایک انڈین ریسٹورنٹ میں ملاقات کے لیے بلایا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ مقررہ وقت سے پہلے اس ریسٹورنٹ میں پہنچ گیا تھا۔ بنت عمارہ نے اس سے کہا تھا کہ اس کی زندگی میں ایک نہایت حسین اور باکمال دوشیزہ آنے والی ہے۔ وہ اسے عروج کی طرف لے جائے گی۔

فرمان مصری اسے ماں کہتا تھا۔ اس نے کہا "اے ام فرمان! میرا تجسس بڑھ گیا ہے۔ کیا میں اسے تلاش کروں؟ اس کی تلاش میں کس سمت جانا ہوگا؟"

بنت عمارہ نے کہا "تم چین، جاپان، امریکا کہیں بھی چلے جاؤ، قلت وہی رہے گی۔ خوش قسمتی کو آنا ہو تو وہ خود تمہارے پاس آتی ہے۔"

پھر ایک دن بوڑھی خاتون نے کہا "وہ آرہی ہے۔"

اس نے دوسرے دن کہا "وہ آچکی ہے۔"

پھر تیسرے دن کہا "وہ تمہیں پکارنے والی ہے۔"

اسی دن ٹورسٹ بیورو والوں نے اسے ایک فون نمبر دے کر کہا "اس نمبر پر ایک لڑکی سے رابطہ کرو۔ یہ یورپ سے آئی ہے۔ اسے ایک گائیڈ کی ضرورت ہے۔"

اس نے رابطہ کیا۔ فون پر اعلیٰ بی بی کی آواز سنی تو دل نے تیزی سے دھڑکتے ہوئے کہا "یہی ہے۔ یہی ہے وہ، جس کا تجھے انتظار ہے۔"

وہ قیافہ شناس تھا۔ اس کے لب و لہجے کی نرمی نے بتایا کہ اس نرمی کے پیچھے سختی چھپی ہوئی ہے اور لہجے کی گرمی کے پیچھے ٹھنڈک ہے۔ بڑے پیار سے بولتی ہے مگر تولتی ہے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیتی ہے۔

ایک ریسٹورنٹ میں ملاقات کا وقت مقرر ہوا تھا۔ وہ وقت سے پہلے ہی وہاں ایک میز پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ اس سے ملنے کے بعد وہ بنت عمارہ سے اس کا ذکر کرنے والا تھا۔

اعلیٰ بی بی ایک شان دار کار ڈرائیو کرتی ہوئی پارکنگ ایریا میں آئی۔ وہاں کار میں بیٹھ کر ٹیلی پیتھی کی آنکھ سے دیکھا۔ وہ ایک میز پر بیٹھا اِدھر اُدھر متلاشی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کسی تنہا لڑکی کو پہچاننا چاہتا تھا۔ اس نے فون پر آواز سن کر اندازہ لگایا تھا کہ وہ بہت کم سن ہوگی۔

وہ کار کو لاک کرکے ریسٹورنٹ کے باہر بچھی ہوئی میزوں کی طرف جانے لگی۔ اس نے بڑی حد تک اس کے اور بنت عمارہ کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔ آئندہ اس بوڑھی خاتون سے ملنا چاہتی تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ اس کے ذریعے مجھ تک پہنچ سکے گی۔

وہ فرمان مصری کی میز کے پاس آکر ایسے انجان بن کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ فرمان اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے قریب آکر بولا "ایکسکیوز می، کیا آپ کسی گائیڈ کو تلاش کررہی ہیں۔"

اس نے بڑی معصومیت سے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ بولا "میں وہی گائیڈ ہوں۔ میرا نام شیخ فرمان مصری ہے۔"

وہ مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے بولی "میرا نام آصفہ ہے۔ تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

وہ میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ اعلیٰ بی بی اسے دیکھ کر متاثر ہوئی۔ وہ ایک صحت مند قد آور اور خوب رو جوان تھا۔ اس کی شخصیت میں مردانگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "یہاں دنیا کے تمام ممالک کے لوگ آتے ہیں۔ ایک گائیڈ کی حیثیت سے میری کوشش ہوتی ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ زبانیں سیکھتا رہوں۔ فی الوقت میں عربی' انگریزی' فرانسیسی' جرمن' روسی' چینی اور ہندی زبانیں سمجھتا بھی ہوں اور بولتا بھی ہوں۔"

وہ بولی "میں بھی دنیا کی معروف زبانیں سیکھتی رہتی ہوں۔ تم مجھ سے کسی بھی زبان میں گفتگو کر سکتے ہو۔"

"تم صحت مند اور قد آور ہو لیکن چہرے اور لہجے سے کم سنی ظاہر ہو رہی ہے۔ لڑکیوں سے ان کی عمر نہیں پوچھنا چاہیے پھر بھی میں پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"میں اگلے دو ماہ بعد پورے سولہ برس کی ہو جاؤں گی۔"

"میں اندازہ کر رہا تھا کہ اٹھارہ یا بیس برس کی ہو گی۔"

"میں جمناسٹک کے کمالات سیکھتی رہی ہوں۔ اس لیے جسمانی طور پر بھرپور دکھائی دیتی ہوں۔ کوئی یقین نہیں کرے گا کہ میں اتنی کم عمر ہوں۔"

"میں یقین کر رہا ہوں مگر حیران ہوں کہ اتنی سی عمر میں تم نے کئی زبانیں سیکھ لی ہیں اور تنہا یورپ سے یہاں آئی ہو۔"

"مجبوری لے آئی ہے۔ میرے پاپا کہیں گم ہو گئے ہیں۔ میں انہیں تلاش کر رہی ہوں۔ میرا خیال ہے' میں کسی ماہر نجومی یا غیب کا علم رکھنے والے کسی عامل کی خدمات حاصل کر دوں تو شاید میرے پاپا کا سراغ مل جائے گا۔"

"ہاں۔ اکثر ایسے عامل کی مدد سے بڑی حد تک سراغ مل جاتا ہے۔ یہاں ایک معمر خاتون ہیں۔ ان کا نام بنت عمارہ ہے۔ میں انہیں ماں کا درجہ دیتا ہوں۔ وہ مجھے بیٹا مانتی ہیں۔ میں ان سے قیافہ شناسی اور علم رمل سیکھتا رہتا ہوں۔ کسی کی تحریر پڑھ کر' ہندسوں کے ذریعے یا تاش کے پتوں کے ذریعے بہت کچھ بتا سکتا ہوں۔"

"میں چاہوں گی کہ اپنے علم کے ذریعے میرے کام آؤ۔ تمہیں منہ مانگا معاوضہ دوں گی۔ اس معمر خاتون بنت عمارہ کے متعلق اور کچھ بتاؤ؟"

"وہ بہت باکمال خاتون ہیں۔ میں بتا نہیں سکتا' وہ کتنی گہری ہیں۔ اکثر غیب کی باتیں بتا دیتی ہیں اور وہ باتیں سچ ثابت ہوتی ہیں۔"

"پھر تو میں سب سے پہلے ان کے پاس جانا چاہوں گی۔ میں جب تک یہاں ہوں تم دن رات میرے گائیڈ بن کر میرے ساتھ رہو گے۔ میں تمہارے علوم سے بھی فائدہ اٹھاتی رہوں گی۔"

"تم اپنا پرابلم بتاؤ۔ ہو سکتا ہے' میں یہاں بیٹھے ہی بیٹھے تمہاری مشکل آسان کر دوں۔ یہ تو تم نے بتایا ہے کہ اپنے پاپا کے لیے پریشان ہو۔ اگر صرف یہی پریشانی ہے تو میں تمہیں اطمینان سے علم رمل کے ذریعے۔۔۔"

"میں نے کہا نا' تمہارے علم سے بھی فائدہ اٹھاؤں گی لیکن پہلے مادام بنت عمارہ سے ملنا چاہتی ہوں۔ آج ہی ملنا چاہتی ہو۔ بلکہ ابھی۔۔۔"

اس نے اپنا موبائل فون نکالا۔ اس کے نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر بولا "ہیلو ماما! میں فرمان بول رہا ہوں۔"

اعلیٰ بی بی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ دوسری طرف سے بنت عمارہ نے کہا "ہاں بیٹے! بولو۔ کیسے ہو؟ کام کیسا چل رہا ہے؟"

"فرسٹ کلاس ماما! میں آپ سے ابھی ملنا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی ہے۔ وہ ایک اہم ضرورت کے تحت آپ سے ملنا چاہتی ہے۔"

وہ بولی "اس کا مطلب ہے' وہ لڑکی تمہاری زندگی میں آ چکی ہے۔"

فرمان نے نظریں اٹھا کر اعلیٰ بی بی کو بڑی حسرت سے دیکھا پھر کہا "خدا کرے آپ کی زبان مبارک ہو۔"

وہ بنت عمارہ کے دماغ میں پہنچ گئی۔ بنت عمارہ نے ایک گہری سانس لے کر کہا "میں نے پیش گوئی کی تھی۔ میرا ابھی یہی خیال ہے کہ تمہاری دستگیری کرنے والی آ گئی ہے۔"

"کیا ابھی اس کے ساتھ آ جاؤں؟"

"آ جاؤ۔ ہماری تمہاری زندگی میں انقلابی تبدیلیاں آنے والی ہیں۔"

"تھینک یو ماما! ہم ابھی آ رہے ہیں۔"

اس نے فون بند کر کے اعلیٰ بی بی سے کہا "آؤ چلیں۔"

وہ اس کے ساتھ باہر نکل کر بولی "تم میری کار ڈرائیو کرو۔ میں خاموش رہ کر اپنے حالات پر غور کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ اس کی ساتھ والی سیٹ پر آ گئی۔ کار اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ وہ بنت عمارہ کے اندر پہنچ کر اس کے مزید خیالات پڑھنے لگی۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کے پاس پراسرار علوم کا ایک ضخیم نسخہ ہے جو ہزاروں سال پرانا ہے۔ اس کے پر دادا کے پردادا نے قدیم مصری زبان کا ترجمہ موجودہ مقامی زبان میں کیا تھا۔ وہ اب اس کے کام آ رہا تھا۔

اس نسخے میں بہت کچھ تھا۔ وہ مقامی زبان میں تھا اور بہت پیچیدہ تھا۔ اعلیٰ بی بی کو ایسے علوم سے دلچسپی نہیں تھی۔ وہ ایسی پیچیدگیوں کو سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے اس کے حالات زندگی معلوم کرتی رہی۔

وہ ایک پرانے طرز کے مکان میں رہتی تھی۔ اس نے مکان سے باہر آ کر اعلیٰ بی بی کا استقبال کیا۔ اس کی پیشانی کو چوم کر کہا "اندر آؤ۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔ خوش آمدید۔"

وہ اس وسیع و عریض مکان کے اندر آئی۔ وہاں جگہ جگہ مسلح ملازم اور خادمائیں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں آئی۔ وہاں کی سجاوٹ دیکھنے لگی۔ دیواروں پر عجیب و غریب تصویریں کندہ کی گئی تھیں۔ اہرام کے علاوہ ابوالہول کی بھی ایک تصویر تھی۔ کئی تصاویر میں کچھ لوگ پراسرار عمل میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔

ایک دیوار پر ایک بڑا سائز وی اسکرین تھا۔ اس کے ساتھ ایک بڑی سی میز پر ایسی چیزیں رکھی ہوئی تھیں' جو جادوئی عمل کے دوران میں کام آتی ہیں۔ بنت عمارہ نے کہا "تمہیں یہ ماحول پسند نہیں آئے گا۔ میری زندگی تو یہیں گزر رہی ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "یہ ماحول میرے مزاج کے خلاف ہے لیکن میرے لیے بالکل نیا اور دلچسپ ہے۔ میں یہاں بیٹھ کر گفتگو کر سکتی ہوں۔"

وہ ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ فرمان مصری نے کہا "ماما! آپ کی مہمان کا نام آصفہ ہے۔ ان کے فادر کہیں گم ہو گئے ہیں۔ یہ انہیں تلاش کرنے کے لیے آپ کی مدد چاہتی ہیں۔"

بنت عمارہ نے اس سے کہا "میں تم سے چند سوالات کروں گی۔ تم صحیح جواب دو گی تو میں تمہارے فادر کا سراغ لگانے کی کوشش کروں گی۔"

وہ بڑی سی میز کے پاس گئی۔ وہاں ایک انسانی کھوپڑی رکھی ہوئی تھی۔ اس نے اسے دکھاتے ہوئے کہا "دیکھو' اس کھوپڑی کے اندر ایک ریموٹ کنٹرول ہے۔ میں اس کے ذریعے اس بڑے سے اسکرین کو آن کر رہی ہوں۔"

اس نے اسکرین کی طرف رخ کر کے اسے آن کیا پھر کہا "میرے سوالات اور تمہارے جوابات اسکرین پر تحریر کی صورت میں ابھرتے رہیں گے۔ میں چاہوں گی کہ تم مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ اور صحیح جوابات دیتی رہو۔"

وہ مقامی زبان میں کچھ پڑھنے لگی پھر بولی "اے حسین شہزادی! تیرا نام کیا ہے؟"

اس کا یہ سوال تحریر کی صورت میں اسکرین پر ابھرنے لگا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "میرا نام آصفہ ہمدانی ہے۔"

اسکرین پر تحریر ابھری "میرا نام۔۔۔ ہے۔"

نام کی جگہ خالی تھی۔ وہاں آصفہ ہمدانی لکھا ہوا نہیں تھا۔ بنت عمارہ نے کہا "تمہارا کوئی بھی غلط جواب اسکرین پر نہیں آئے گا۔ وہ جگہ خالی رہے گی۔ صحیح جواب دے کر خالی جگہ کو پر کرو۔"

اعلیٰ بی بی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کا جھوٹ پکڑا جائے گا۔ وہ چند سیکنڈ کے لیے سوچ میں پڑ گئی پھر بولی "میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ میں اپنا اصل نام نہیں بتا سکوں گی۔"

بنت عمارہ نے پلٹ کر اسے دیکھا پھر مسکرا کر کہا "کوئی بات نہیں۔ تم اپنے والد تک پہنچنا چاہتی ہو۔ ان کا صحیح نام بتاؤ۔"

اعلیٰ بی بی چپ رہی۔ بنت عمارہ نے کہا "ان کے نام اور تاریخ پیدائش کے بغیر زائچہ نہیں بنے گا۔ تم کبھی انہیں تلاش نہیں کر سکو گی۔"

"آپ درست کہتی ہیں۔ مجھے سوچنے کا موقع دیں۔ میں کل کوئی معقول جواب دے سکوں گی۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔ تم اپنے حالات اور مجبوریوں کو ہم سے زیادہ سمجھتی ہو۔ ویسے مجھے ماں کی جگہ سمجھو۔ اگر دشمنوں کے خوف سے اپنی اصلیت چھپا رہی ہو تو مجھے ان دشمنوں کے نام بتاؤ۔ میں انہیں تمہارے مقابلے میں کمزور بنا دوں گی۔"

وہ بولی "میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ آپ صدق دل سے میرے کام آئیں گی پھر بھی چاہوں گی کہ مجھے کل تک سوچنے کا موقع دیں۔"

"بہتر ہے۔ اچھی طرح سوچ لو۔ کل جس وقت بھی چاہو' یہاں چلی آؤ۔ میرے گھر کا دروازہ تمہارے لیے ہمیشہ کھلا رہے گا۔ کیا اپنے دشمنوں کے بارے میں کچھ بتانا چاہو گی؟"

"ایک نہیں کئی دشمن ہیں اور وہ ٹیلی پیتھی جانتے

ہیں۔"

فرمان نے پریشان ہو کر کہا "او گاڈ! پھر تو وہ تمہارے دماغ میں گھس آتے ہوں گے؟"

"نہیں۔ مجھے یوگا میں مہارت حاصل ہے۔ میں سانس روک کر انہیں بھگا دیتی ہوں۔"

بنت عمارہ نے کہا "آج شام انٹیلی جنس کا ایک افسر یہاں آ کر مجھ سے کہہ رہا تھا کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو گرفتار کیا گیا ہے۔ تین گھنٹے بعد معلوم ہوا ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والے کو قیدی بنایا گیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے پراسرار علم کے ذریعے انہیں اس طرح قابو میں کروں کہ وہ پولیس اور انٹیلی جنس والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔"

اعلیٰ بی بی نے ان سے انجان بن کر کہا "یہ وہی ہوں گے' جو مجھے پریشان کر رہے تھے۔ پولیس والے انہیں جسمانی طور پر قیدی بنا سکتے ہیں لیکن دماغوں کو زنجیر نہیں پہنا سکیں گے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے آہنی سلاخوں سے باہر آجائیں گے۔"

"میں کسی کو بھی دماغی کمزوریوں میں مبتلا کر سکتی ہوں۔ میں نے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو دوا کے ذریعے کمزور بنایا ہے۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کا نام راسپوٹین ہے۔ اس کے اعصاب بڑے مضبوط ہیں۔ اس کا دماغ غیر معمولی توانائی کا حامل ہے۔ میرے علم نے بتایا ہے کہ میں اس پر تنویمی عمل کر کے اسے غلام بناؤں گی تو چند گھنٹوں کے بعد تنویمی عمل کا اثر ختم ہو جائے گا۔ وہ پھر آزاد ہو جائے گا۔"

"آپ ایسے خطرناک شخص کو کیسے قابو میں کریں گی؟ وہ آپ کے دماغ میں بھی آسکتا ہے۔ کیا آپ خطرہ محسوس نہیں کر رہی ہیں؟"

"وہ گولی کے زخم کے باعث خیال خوانی کے قابل نہیں تھا۔ تھوڑی دیر پہلے جب میں فرمان سے فون پر باتیں کر رہی تھی۔ تب میں نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ میں سمجھ گئی وہی شیطان ہے۔"

تھوڑی دیر پہلے فرمان سے فون پر باتیں کرتے وقت اعلیٰ بی بی اس کے اندر گئی تھی اور اس کے خیالات پڑھتی رہی تھی۔ اس نے پوچھا "کیا آپ نے اس کی سوچ کی لہروں کو بھگایا تھا۔"

وہ بولی "میں نے ضروری نہیں سمجھا۔ وہ میرے خیالات پڑھ رہا ہو گا لیکن میرے چور خیالات نہیں پڑھے ہوں گے۔ میں نے اپنے دماغ کے ایک خاص حصے کو مقفل کر رکھا ہے وہ میرے اندر رہ کر مجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا "کیا وہ آپ کو نیند کی حالت میں اپنی معمولہ نہیں بنا سکے گا؟"

"نہیں' میرے خلاف کوئی بھی عمل ہو تو میرا ذہن چوکنا ہو جاتا ہے۔ میں نے پراسرار عمل کے ذریعے اپنی اس کھوپڑی کو ایک مضبوط قلعہ بنایا ہے۔ اعصابی کمزوری کی دوا ہو یا زہر میرے کھانے پینے کی کسی چیز میں ہو تو مجھے خبر ہو جاتی ہے۔"

"آپ واقعی باکمال ہیں۔"

"میرا یہ بوڑھا جسم بھی کسی کے حملوں سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔ کسی بھی ہتھیار سے تھوڑی دیر کے لیے زخمی ہوتی ہوں پھر وہ زخم چند سیکنڈ میں بھر جاتے ہیں۔"

وہ درست کہہ رہی تھی کہ کوئی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا۔ اعلیٰ بی بی بڑی دیر تک اس کے خیالات پڑھتی رہی تھی پھر بھی یہ باتیں معلوم نہیں ہوئی تھیں جو بنت عمارہ اب اسے بتا رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی کی یہ خوش فہمی ختم ہو گئی کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے۔ وہ معمر خاتون بہت چالاک تھی۔ کسی بھی خیال خوانی کرنے والے کو دھوکے میں رکھتی تھی۔ وہ بھی دھوکا کھا گئی تھی۔

اس نے سوچا تھا کہ دوسرے دن اپنا اور میرا اصلی نام اور تاریخ پیدائش نہیں بتائے گی۔ وہ اپنے پراسرار عمل سے جھوٹ پکڑ لیتی تھی۔ اعلیٰ بی بی اس کی نیند کے دوران میں اسے اپنی معمولہ بنا کر میرے اصلی نام سے زائچہ بنوانے والی تھی۔ اس طرح معلوم کر سکتی تھی کہ میں کس علاقے اور کس حال میں ہوں؟

لیکن اب اسے معلوم ہو چکا تھا کہ بنت عمارہ کا دماغ اور جسم فولادی ہے۔ اسے ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کے ذریعے کمزور نہیں بنایا جا سکے گا۔ مجھے تلاش کرنے کے لیے اسے اپنا اور میرا اصلی نام بتانا ہو گا۔ ورنہ وہ کبھی مجھ تک نہیں پہنچ سکے گی۔ بنت عمارہ سے مل کر اس کے پراسرار علوم کے بارے میں جان کر یہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہ میرا سراغ لگانے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

معمر خاتون نے کہا "میں نے ٹیلی پیتھی جاننے والے دو قیدیوں کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے شہر میں ایک تیسری خیال خوانی کرنے والی بھی ہے۔ اس نے یہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والوں سے کہا ہے کہ وہ امریکی دباؤ میں آکر ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو واپس نہ کریں۔ وہ امریکی اکابرین سے نمٹ

لے گی اور یہ تاکید کی ہے کہ راسپوٹین کو ہمیشہ زخمی اور بیمار بنا کر رکھا جائے۔ ورنہ وہ کسی وقت بھی ان کی قید سے فرار ہو جائے گا۔ وہ حکومت مصر کو حوصلہ دے رہی ہے۔ اسی شہر میں روپوش ہے۔ قیدی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ مس ان نون کہلاتی ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا "کیا آپ اس تیسری کا سراغ نہیں لگا سکتیں؟ اسے اپنے قابو میں نہیں کر سکتیں۔"

وہ بولی "جب تک کوئی دشمنی نہ کرے' تب تک میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ وہ دو قیدی مجھے اور میرے ملک کے اہم افراد کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لیے میں ان کی مخالف ہوں۔ وہ تیسری میرے ملک کی خاطر سپر پاور امریکا سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ میں اس کی عزت کرتی رہوں گی۔"

"آپ جس کی عزت کرتی ہیں۔ اس سے ملنا نہیں چاہیں گی؟"

"اگر وہ ملنا چاہے تو میں اسے گلے لگا لوں گی۔"

اعلیٰ بی بی اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بولی "میں آگئی۔ مجھے گلے لگا لیں۔"

فرمان نے چونک کر اسے دیکھا۔ بنت عمارہ ہنس کر اٹھ کھڑی ہوئی پھر اسے اٹھا کر گلے سے لگایا اور کہا "میری جان! میں جانتی ہوں' تم فرہاد علی تیمور کی بیٹی اعلیٰ بی بی ہو۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "آپ کیسے جانتی ہیں؟"

وہ بولی "تم نے میرے خیالات پڑھے تھے۔ تمہیں معلوم ہوا تھا کہ میرے پاس پراسرار علوم سے تعلق رکھنے والے ہزاروں سال پرانے نسخے ہیں لیکن میرے چور خیالات نے یہ نہیں بتایا کہ وہ پراسرار علوم کیا ہیں؟"

"کیا ہیں؟ کیا اب بتائیں گی؟"

"کئی علوم بہت پیچیدہ ہیں۔ تم سمجھ نہیں پاؤ گی۔ اتنا سمجھ لو کہ ان علوم کے ذریعے میرا دماغ فولادی ہے۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا مجھے دماغی طور پر کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میرے دماغ کو کمزور بنانے یا مجھے مار ڈالنے کی سازش کی جائے گی تو مجھے پہلے سے خبر ہو جائے گی۔"

وہ اعلیٰ بی بی کو اپنے ساتھ صوفے پر بٹھاتے ہوئے بولی "ایسے ہی پراسرار علوم کے ذریعے اپنے جسم کو بلٹ پروف بنا لیا ہے۔ مجھے گولی ماری جائے یا کسی اور ہتھیار سے حملے کیے جائیں تو مجھے طبعی موت سے پہلے موت نہیں آئے گی۔ کتنا ہی گہرا زخم لگے وہ چند سیکنڈ میں بھر جاتا ہے۔"

"یہ آپ بتا چکی ہیں لیکن آپ میرے اور پاپا کے بارے میں کیسے جانتی ہیں؟"

"اسی قدیم نسخے میں ٹیلی پیتھی کا بھی علم ہے۔ میں یہ علم بھی حاصل کر چکی ہوں اور اپنی خیال خوانی کی تکنیک پر ایسا عمل کیا ہے' جس کے نتیجے میں یوگا کے ماہرین بھی میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر پاتے ہیں۔"

اس نے اعلیٰ بی بی کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا "تمہیں بھی یوگا میں مہارت حاصل ہے لیکن تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکیں۔ میں نے تمہارے خیالات پڑھ کر تمہاری اصلیت معلوم کی ہے۔"

اعلیٰ بی بی مایوس ہوئی۔ یہ سن کر شکست خوردہ سی ہو گئی کہ وہ معمر خاتون اس کے اندر رہ کر اس کے خیالات پڑھتی رہی اور وہ بے خبر رہی۔ کوئی چوری سے اندر گھس آئے اور سارے راز معلوم کر لے تو وہ راز چرانے والا دشمن لگتا ہے لیکن معمر خاتون اتنی محبت اور ممتا سے پیش آرہی تھی کہ اسے دشمن نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس کی محبت اور ممتا میں کوئی بناوٹ اور دکھاوا نہیں تھا۔ اس کے باوجود کوئی اپنا سگا بھی ہمارے راز تک پہنچے تو شکایت ہوتی ہے۔

وہ بولی "آپ مجھے ماں کا پیار دے رہی ہیں پھر بھی مجھے یہ اچھا نہیں لگا۔ آپ میری لاعلمی میں میرے خیالات پڑھتی رہیں۔"

بنت عمارہ نے کہا "مجھے ماں کہہ رہی ہو تو یقین کرو' میں نے صرف تمہارا اور تمہارے پاپا کا نام معلوم کیا ہے۔ اس کے بعد تمہارے چور خیالات نہیں پڑھے اور یہ ایک ماں کا وعدہ ہے۔ آئندہ تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے دماغ میں نہیں آؤں گی۔"

اعلیٰ بی بی "تھینک یو ماما" کہتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔

فرمان نے کہا "تم ٹیلی پیتھی کے شہنشاہ فرہاد علی تیمور کی صاحب زادی ہو اور ہمارے درمیان بیٹھی ہوئی ہو۔ اس وقت تمہاری اصلیت معلوم کر کے اور اپنے قریب دیکھ کر جو خوشی حاصل ہو رہی ہے' اسے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکوں گا۔"

اعلیٰ بی بی نے اسے مسکرا کر دیکھا پھر بنت عمارہ سے کہا "آپ کو میرے پاپا کا نام اور تاریخ پیدائش معلوم ہو چکی ہے۔ پلیز آپ جلد سے جلد معلوم کریں' وہ کہاں ہیں؟"

"میں زائچہ بنا کر معلوم کروں گی۔ علم رمل سے بھی کام لوں گی۔ اس میں ایک آدھ گھنٹا صرف ہو گا۔ یہاں بیٹھ کر بور ہونے سے بہتر ہے' فرمان کے ساتھ آؤٹنگ کے لیے جاؤ۔

تفریح کرو۔ ایک گھنٹے بعد خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرو گی تو میں کچھ بتا سکوں گی۔"

فرمان کے من کی مراد پوری ہو گئی۔ وہ اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتا تھا۔ اس سے بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ دونوں بنت عمارہ سے رخصت ہو کر مکان کے باہر کار کے پاس آئے۔ فرمان نے پوچھا "کیا میں ڈرائیو کروں؟"

وہ مسکرا کر بولی "اگر زحمت نہ ہو تو ڈرائیو کرو۔ میں تھوڑی دیر تک خیال خوانی کروں گی۔"

وہ کار کی اگلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ فرمان کار کو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولا "اگر تم خیال خوانی کرتی رہو گی تو میں تمہارے ساتھ رہنے کے باوجود تنہا تنہا سا رہوں گا۔"

"میں صرف چند منٹ تک خیال خوانی کروں گی۔ اس کے بعد تم تنہائی محسوس نہیں کرو گے۔"

وہ راسپوٹین کے اندر پہنچنا چاہتی تھی لیکن اس نے سانس روک لی۔ اسے آنے نہیں دیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ چند گھنٹوں میں دماغی توانائی حاصل کر چکا تھا۔ گولی کا جو زخم لگا تھا۔ اس کی تکلیف کم ہو گئی ہو گی۔

اعلیٰ بی بی جیلر کے اندر پہنچی۔ وہ جیل سے کئی کلومیٹر دور سڑک پر زخمی پڑا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ راسپوٹین آہنی سلاخوں سے نکل کر اس کے آفس میں آیا تھا پھر اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کا ریوالور اس سے لیا تھا۔ دوسرے افسران اور سپاہی اسے روک نہ سکے۔ اس نے دھمکی دی تھی کہ کوئی اس کے راستے کی رکاوٹ بنے گا تو وہ جیلر کو گولی مار دے گا۔

وہ اسے جیل کی گاڑی میں یرغمال بنا کر لے گیا۔ اپنے افسر کی سلامتی کی خاطر مسلح سپاہیوں نے اسے نہیں روکا۔ وہ گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا کئی کلومیٹر دور جا کر رک گیا۔ جیلر کو گاڑی کے باہر دھکا دے کر بولا "جاؤ دفع ہو جاؤ۔"

جیلر وہاں سے بھاگتا ہوا بولا "میں تمہیں فرار نہیں ہونے دوں گا۔ ابھی اس شہر کی ناکہ بندی کراؤں گا۔"

راسپوٹین نے اس کی ایک ٹانگ پر گولی ماری پھر دوسری ٹانگ کو زخمی کیا اور کہا "اسی ویرانے میں پڑے رہو۔ مجھے کوئی نہیں روک سکے گا۔"

اس نے آگے جا کر جیل کی گاڑی چھوڑ دی تھی پھر پتا نہیں اتنے بڑے شہر میں کہاں گم ہو گیا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے جب اس کے اندر پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی "کم بخت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ اس شہر سے نکل جائے گا تو پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

پولیس اور انٹیلی جنس والے پورے شہر کی ناکہ بندی کر رہے تھے اور سپاہیوں کو تاکید کر رہے تھے کہ جہاں کہیں ایک لنگڑا شخص دکھائی دے اور وہ اپنے بچاؤ کے لیے ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرے تو اسے فوراً گولی مار دی جائے۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے سن رہا تھا اور احکامات دینے والے افسران کے دماغوں میں زلزلے پیدا کر رہا تھا۔ کتنے ہی افسران کو اپنے اپنے ریوالور سے خودکشی کرنے پر مجبور کر چکا تھا۔ اس کی ایسی ظالمانہ کارروائیوں سے تمام بڑے افسروں اور عہدے داروں پر دہشت طاری ہو رہی تھی۔

پھر اس نے مقامی ٹی وی چینل کے ایک انچارج کو ٹریپ کیا۔ وہ انچارج کیمرے کے سامنے آ کر اس ملک کے تمام ٹی وی اسکرین پر دکھائی دینے لگا۔ اس ملک کے اکابرین کو مخاطب کر کے کہنے لگا "میں راسپوٹین ہوں۔ اس انچارج کے دماغ میں گھس کر اس کی زبان سے بول رہا ہوں۔ یہاں کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے مخاطب ہوں۔ وہ سب دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ مجھے گرفتار کرنے کے لیے تلاش کر رہے ہیں۔ ان سب کو خودکشی کرنے پر مجبور کرتے ہوئے موت کے گھاٹ اتار رہا ہوں۔"

اعلیٰ بی بی نے اس انچارج کے اندر پہنچ کر کہا "راسپوٹین! شیطان نہ بنو۔ بے گناہ افسران کو نہ مارو۔"

"تو پھر انہیں سمجھاؤ کہ وہ شہر کی ناکہ بندی نہ کریں۔ کسی لنگڑے کو نہ گرفتار کریں اور نہ ہی گولی ماریں۔"

"تم جتنی بھی پابندیاں لگاؤ، پکڑے جاؤ گے۔ میں تمہیں بھاگنے نہیں دوں گی۔"

"تم سے تو میں اچھی طرح نمٹ لوں گا۔ ابھی ان لوگوں سے نمٹ رہا ہوں۔"

پھر وہ کیمرے کے سامنے بولنے لگا "میں حکم دیتا ہوں کہ تمام سپاہی اور جاسوس اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں۔ کوئی باہر نہ نکلے۔ یہاں کے عوام سے کہتا ہوں۔ وہ کوئی ہتھیار لے کر نہ نکلیں۔ جس کے پاس ہتھیار ہو گا۔ میں اسے اسی کے ہتھیار سے خودکشی کرنے پر مجبور کر دوں گا۔"

جب سے وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے گرفتار ہوئے تھے، تب سے پورے شہر اور پورے ملک میں یہ بحث عام تھی کہ ٹیلی پیتھی کتنا خطرناک علم ہے اور وہ دو قیدی کسی وقت بھی حکومت کے لیے مصیبت بن سکتے ہیں۔ اب وہ ایک ٹی

وی چینل سے اس ملک کی انتظامیہ کو چیلنج کر رہا تھا۔ کتنے ہی افسران کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا اور ابھی کئی اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو مار ڈالنے کی دھمکی دے رہا تھا اور یہ سب دیکھ رہے تھے کہ وہ اپنی دھمکیوں پر عمل بھی کر رہا ہے۔

پورے شہر میں دہشت طاری ہو گئی تھی۔ عورتیں اور بچے گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکل رہے تھے۔ ضرورت کے تحت باہر نکلنے والوں کی تعداد کم ہو گئی تھی۔ اخبار کے ضمیمے شائع ہو رہے تھے۔ پریس والے حکومت سے مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ عوام کو ایک پاگل ٹیلی پیتھی جاننے والے سے فوراً نجات دلائے۔

وہ انچارج جو راسپوٹین کا آلہ کار بنا ہوا تھا۔ اسکرین پر نظر آ رہا تھا۔ حکومت کا ایک نمائندہ اس کے پاس آ کر بولا "ہم تمہارے مطالبات تسلیم کرتے ہیں۔ شہر کی ناکہ بندی ختم کی جا رہی ہے۔ صبح ہونے تک پولیس اور جاسوس اپنے گھروں سے نہیں نکلیں گے۔ تم صبح تک ہمارے ملک سے باہر چلے جاؤ۔"

اعلیٰ بی بی نے اس نمائندے کے ذریعے کہا "میں راسپوٹین کی دشمن ان نون بول رہی ہوں۔ یہاں کی حکومت اور عوام سے کہتی ہوں، وہ خوف زدہ نہ ہوں۔ میں چند گھنٹوں میں اسے زندہ گرفتار کروں گی یا پھر وہ کہیں مردہ پایا جائے گا۔"

راسپوٹین نے کہا "ان نون! مجھے مار ڈالنے کی دھمکی نہ دو۔ ایک دن سب ہی مرتے ہیں۔ میں بھی مروں گا لیکن یہاں مرنے سے پہلے یہاں کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم جواب دو کیا تم انہیں مرتے ہوئے دیکھنا چاہوں گی؟"

وہ بولی "ہرگز نہیں۔ میں ان کی سلامتی کی خاطر تمہارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنوں گی لیکن تم اس ملک سے فوراً چلے جاؤ۔"

وہ دماغی طور پر اس کار میں حاضر ہو گئی جسے فرمان مصری ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس وقت گاڑی فٹ پاتھ کے کنارے رکی ہوئی تھی۔ اسے بڑے پیار سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی "سوری' میں چند منٹ کے لیے خیال خوانی کرنا چاہتی تھی لیکن وہاں معاملہ بگڑ گیا ہے۔ راسپوٹین جیل سے فرار ہو کر اس ملک کے اکابرین کے لیے موت بن گیا ہے۔"

فرمان نے کہا "یہ تو بہت برا ہوا۔ ہمیں اس خطرناک مفرور کو تلاش کرنا چاہیے۔ وہ ائرپورٹ یا سی پورٹ کی طرف ضرور جائے گا۔"

"اس کا راستہ روکا جائے گا تو وہ یہاں کے کئی اکابرین کو مار ڈالے گا۔ بہتر ہے وہ ملک سے باہر جائے پھر میں اسے ٹریپ کروں گا۔ ہماری ماما (بنت عمارہ) اس کے اندر پہنچ کر معلوم کر لیں گی کہ وہ اس ملک سے نکل کر کہاں جا رہا ہے۔"

"ماما نے کہا تھا، تم ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد ان سے رابطہ کر سکتی ہو۔ اب تو دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔ انہوں نے تمہارے پاپا کے بارے میں کچھ معلوم کیا ہو گا۔"

"میں ابھی ان کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے بنت عمارہ کے پاس آئی۔ اس نے کہا "آؤ بیٹی! میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ فرمان کے خیالات نے بتایا کہ تم خیال خوانی میں مصروف ہو پھر تم نے اسے بتایا کہ راسپوٹین دماغی توانائی حاصل کرتے ہی جیل سے فرار ہو کر ہمارے ملک کے حکام اور عوام کے لیے دہشت بن چکا ہے۔"

"میں نے سوچا تھا کہ آپ کو اس کے فرار ہونے کی اطلاع دوں گی۔ آپ کسی روک ٹوک کے بغیر اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے پھر میرا غلام بنا دیں گی۔"

"یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم تھوڑی دیر بعد راسپوٹین سے نمٹ لیں گے۔ میں نے تمہارے پاپا کا زائچہ تیار کیا ہے۔ حروف کے اعداد اور تاش کے پتوں سے بھی معلومات حاصل کر رہی ہوں۔ میں ایسے علوم کے ذریعے کبھی ناکام نہیں ہوتی لیکن اس بار ایک رکاوٹ ہے۔"

"کیسی رکاوٹ ماما؟"

"جہاں تمہارے پاپا ہیں' وہاں بھی کوئی پراسرار علوم جاننے والا ہے۔ وہ کون ہے؟ کہاں ہے؟ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اس میں کچھ وقت لگے گا۔"

"او گاڈ! کس پراسرار علوم جاننے والے نے پاپا کو سحر زدہ کر رکھا ہے۔ اسی لیے وہ اپنی آواز اور لب و لہجے کے ساتھ گم ہو گئے ہیں۔ آپ کب تک معلوم کر سکیں گی؟"

"میں کہہ نہیں سکتی۔ ایک دن بھی لگ سکتا ہے۔ ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے۔ وہ پراسرار علوم جاننے والا بہت زبردست ہے۔ مجھے بڑی محنت کرنی ہو گی۔"

"ماما! میری بے چینی بڑھ گئی ہے۔"

"میں تمہاری بے چینی اور تمہارے جذبات کو سمجھ رہی ہوں۔ ذرا تحمل سے کام لو۔ میں تمہارے پاپا تک تمہیں ضرور پہنچاؤں گی۔ ابھی میرے اندر رہو۔ میں تمہیں راسپوٹین کے پاس .... پہنچا رہی ہوں۔"

راسپوٹین کے بارے میں یہی رائے قائم کی جارہی تھی کہ وہ جلد از جلد اس شہر اور اس ملک سے دور چلا جائے گا لیکن وہ شہر کے مضافات میں تھا۔ ایک بڑے سے بنگلے میں گھس کر وہاں جوان بیوہ عورت کو اپنے قابو میں کرچکا تھا۔ اس بیوہ عورت کا نام ہالہ آفتاب تھا۔

ہالہ اس سے سہمی ہوئی تھی۔ وہ ٹی وی پر دیکھ چکی تھی کہ وہ بہت خطرناک ہے۔ کئی افسران کو قتل کرچکا ہے اور آئندہ بھی وہ اس بنگلے میں چھپ کر تخریبی کارروائیاں کرنے والا ہے۔

اس نے جیل سے فرار ہو کر فیصلہ کیا تھا کہ اسے اسی شہر میں کہیں چھپ کر رہنا چاہیے۔ وہ باہر نکلے گا تو لنگڑا کر چلنے کے باعث پہچان لیا جائے گا۔ مس ان نون کے علاوہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے پتا نہیں کتنے لوگوں کو آلہ کار بنا کر ائر پورٹ، سی پورٹ اور ہائی وے پر تلاش کررہے ہوں گے۔ وہ تو اسے دیکھتے ہی پہلے گولی مار کر زخمی کریں گے پھر اس کے اندر آکر اس کے راسپوٹین ہونے کی تصدیق کریں گے اس کے بعد اسے اپنا غلام بنائیں گے یا ہمیشہ کے لیے اس کا قصہ تمام کردیں گے۔

اعلیٰ بی بی، بنت عمارہ کے اندر تھی۔ اس لیے راسپوٹین، اعلیٰ بی بی کی موجودگی کو سمجھ نہیں پارہا تھا اور یہ بنت عمارہ کی خیال خوانی کی غیر معمولی تکنیک تھی کہ اس کی سوچ کی لہروں کو کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا یا کوئی بھی یوگا کا ماہر محسوس نہیں کرپاتا تھا۔ اپنے اندر اس کی موجودگی سے بے خبر رہتا تھا۔

راسپوٹین بھی بے خبر تھا۔ وہ اس بیوہ ہالہ آفتاب سے کہہ رہا تھا "مجھے بھوک لگی ہے۔ فوراً کھانا لاؤ۔ کوئی چالاکی نہ دکھانا۔ تم یہ دیکھ چکی ہو کہ میں تمہارے دماغ میں گھسا رہتا ہوں۔ تم میری مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرسکو گی۔"

وہ کھانا گرم کرنے کچن میں آئی۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ چونکہ وہاں کی پولیس اور حکمرانوں سے نمٹ رہا تھا۔ اس لیے ہالہ پر تنویمی عمل کرکے اپنی معمولہ بنانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ جبکہ یہ ضروری تھا۔ وہاں کچھ عرصے تک محفوظ رہنے کے لیے ہالہ کو اپنی معمولہ اور کنیز بنا کر رکھنا بہت ضروری تھا۔

بنت عمارہ نے اعلیٰ بی بی سے پوچھا "تم اس کم بخت کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہتی ہو؟"

"اسے جان سے نہیں مارنا چاہتی۔ اس کی زندگی کو موت سے بدتر بنا دینا چاہتی ہوں۔

پھر تو اسے اندیشوں میں مبتلا رکھنا چاہیے۔ آج اس کی نیند حرام کی جائے۔"

ہالہ نے میز پر اس کے لیے کھانا لا کر رکھا۔ وہ بولا "میرے سامنے بیٹھو اور میرے سامنے رہا کرو۔ تمہارے دور کے رشتے دار ہیں۔ کچھ شناسا بھی ہیں۔ انہیں فون کردو۔ کہو تم ابھی کچھ دنوں کے لیے اسکندریہ یا کسی دوسرے شہر جارہی ہو۔ لہٰذا یہاں کوئی نہ آئے اور نہ ہی فون کرے۔ یہ بنگلا مقفل رہے گا۔"

وہ یہ کہتے ہوئے لقمہ اٹھا کر منہ کی طرف لے جانا چاہتا تھا لیکن وہ ناک سے جا کر لگ گیا۔ ہالہ بے اختیار ہنس پڑی۔ اس نے جھینپ کر دیکھا پھر اس لقمے کو منہ میں رکھ کر چبانے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ بے خیالی میں ایسا ہوگیا ہے لیکن اس نے دوسرا لقمہ اٹھایا تو وہ بھی ناک سے جا کر لگ گیا۔ ہالہ پھر ہنسنے لگی۔

اسے ہالہ پر غصہ آنا چاہیے تھا لیکن وہ تشویش میں مبتلا ہوگیا۔ سوچنے لگا "میرا ذہن قابو میں کیوں نہیں ہے؟ ایسا دو بار کیوں ہوا؟"

اس نے تیسری بار بہت توجہ سے لقمہ اٹھایا پھر ٹھیک اسے منہ میں لے گیا لیکن اسے چبانے کے بعد پلیٹ میں اگل دیا۔ ہالہ نے منہ بنا کر کہا "توبہ ہے۔ یہ کیا کررہے ہو؟"

اس نے حیرانی سے سوچا "جس پلیٹ میں کھا رہا ہوں، اس میں کیوں اگل دیا۔ کھانا لذیذ ہے۔ اگلنے کی وجہ بھی نہیں ہے۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اپنے مزاج کے خلاف ایسا کیوں کررہا ہے؟ یوں سوچتے سوچتے اس نے اگلا ہوا لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا۔ اسے نگلنے لگا۔ ہالہ کو کراہیت محسوس ہوئی اسے ابکائی آنے لگی۔ وہ فوراً اٹھ کر واش روم میں چلی گئی۔

جب راسپوٹین کو اس حماقت کا احساس ہوا تو وہ خود بھی قے کرنے لگا۔ تیزی سے چلتا ہوا واش روم میں آیا۔ ہالہ کو ایک طرف دھکا دے کر واش بیسن پر جھک گیا۔ جھکتے ہی اس کا سر نلکے سے ٹکرا گیا۔ ایسی زور کی ٹکر لگی تھی کہ سر چکرا گیا۔ وہیں واش بیسن پر جھک کر سوچنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔

سر چکرا تا رہے تو سوچنے اور غور کرنے سے بھی اصل بات سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ نہ سمجھنے کے باوجود سمجھ رہا تھا لیکن یقین نہیں آرہا تھا کہ کوئی چپ چاپ اس کے اندر موجود ہے اور وہ اسے محسوس نہیں کررہا ہے۔

وہ بہت زبردست یوگا کا ماہر تھا پھر اس میں یہ غیر معمولی

صلاحیت تھی کہ زخمی ہونے اور کمزوریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود چند گھنٹوں میں اس کی دماغی توانائی بحال ہوجاتی تھی پھر وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا تھا اور خیال خوانی کے قابل بھی ہوجاتا تھا۔

وہ خیال خوانی کرتا ہوا جیل سے فرار ہوا تھا اور وہاں کے حکمرانوں کو اپنے دباؤ میں لاچکا تھا۔ یہ سب کچھ دماغی توانائی کے بحال ہونے کے باعث ہوا تھا اور اسی دماغی توانائی سے وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکتا تھا۔

پھر وہ دماغ بے قابو کیوں ہورہا تھا؟ یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ بے تکی حرکتیں کیوں کررہا ہے؟ ذہنی رو بہک رہی تھی مگر کیوں بہک رہی تھی؟ اس کی کوئی وجہ تو ہونی چاہیے۔

بس ایک ہی وجہ سمجھ میں آرہی تھی۔ جو بات معقول ہوتی ہے، وہی سمجھ میں آتی ہے۔ معقول اندیشہ ایک ہی تھا کہ کوئی اس کے اندر گھس آیا ہے۔ وہی اس سے بے تکی حرکتیں کرا رہا ہے۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا کہ وہ اچانک ہی پاگل پن کی طرف مائل ہورہا ہو اور اپنے پاگل پن کو سمجھ بھی رہا ہو۔

وہ شکست خوردہ انداز میں واش روم سے باہر نکل کر بیڈ روم میں آیا۔ وہاں بستر کے سرے پر بیٹھ کر سوچ کے ذریعے بولا "کون ہو تم؟"

وہ انتظار کرنے لگا۔ جواب نہیں مل رہا تھا۔ اس نے پھر پوچھا "کون ہو تم؟"

پھر وہی خاموشی گہرا سناٹا، وہی اندیشے کوئی موجود ہے "نہیں کوئی نہیں ہے۔ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا ہوں۔ میرے اندر کوئی ہوتا تو میں اسے محسوس کرلیتا۔ آئندہ میں دیکھوں گا کہ مجھ سے کوئی بے تکی حرکت ہوگی یا نہیں؟

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ہالہ دروازے پر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا "ادھر آؤ۔ میں بہت پریشان ہوں۔ میرے سینے سے لگو۔ مجھے پیار کرو۔ میرا دل بہلاؤ۔"

وہ بولی "پلیز مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو۔ میں نے بیوہ ہونے کے بعد کبھی کسی مرد کو اپنے قریب نہیں آنے دیا۔ تم جب تک چاہو، میرے گھر میں رہو لیکن مجھے بری نیت سے نہ دیکھو۔"

"اے زیادہ پارسا نہ بن۔ دیکھ ابھی کیسے میرے پاس آکر گلے لگے گی۔"

وہ اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ مجبور ہو کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی قریب آنے لگی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا "یہ میری ٹیلی پیتھی کا کمال ہے۔ جسے چاہتا ہوں، اسے اپنی آغوش میں بلا لیتا ہوں لیکن تو وہیں رک جا۔ تو میری بہن ہے۔"

وہ رک گئی۔ خوش ہوگئی۔ یہ پریشان ہوگیا کہ اچانک اسے بہن کیوں کہہ رہا ہے؟

پھر وہ سنبھل کر بولا "نہیں تو میری بہن نہیں ہے۔ تیری جوانی مجھے خوشی کرنے کے لیے ہے۔ وہاں کیوں کھڑی ہے۔ چل بھاگ یہاں سے۔ میں تیری صورت نہیں دیکھنا چاہتا۔"

وہ کمرے سے باہر بھاگ گئی۔ اس نے دروازے کو اندر سے لاک کیا پھر ادھر اُدھر دیکھ کر بولا "ارے یہ کہاں چلی گئی؟ کوئی اسے مجھ سے چھین رہا ہے۔"

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولا "اے تو باہر کیوں چلی گئی۔"

"تم نے مجھے کمرے سے بھاگ جانے کو کہا تھا۔"

"اب نہیں کہوں گا۔ اندر آجا۔"

وہ دروازے کے پاس آئی۔ اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے پوچھا "دروازہ کیوں نہیں کھول رہی ہے؟"

"تم نے اندر سے بند کر رکھا ہے۔"

اس نے چونک کر دروازے کو دیکھا۔ وہ مقفل تھا۔ اس کی سوچ نے کہا "یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں نے اسے بہن کہہ دیا۔ کمرے سے بھگا دیا۔ اب دروازہ بند کرکے اسے اندر آنے کو کہہ رہا ہوں۔ کیا میں پاگل ہو رہا ہوں۔"

اس نے آگے بڑھ کر دروازے کی اوپری چٹخنی لگائی پھر لاک کھول کر بولا "اب تم آسکتی ہو۔"

ہالہ نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی پھر بولی "تم نے اندر سے بند کر رکھا ہے۔"

اس نے اوپر چٹخنی لگی ہوئی دیکھی۔ اب اسے یقین ہوگیا کہ وہ کسی کے زیر اثر آگیا ہے۔ وہ ایک دم سے ڈھیلا پڑ گیا۔ ایک صوفے پر جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ بڑے ہی شکست خوردہ انداز میں سوچ کے ذریعے بولا "کون ہو تم؟ فار گاڈ سیک خاموش نہ رہو۔ تم مجھ پر حاوی ہوچکے ہو۔ جب چاہو گے۔ اپنا معمول بنالو گے پھر چھپنے کی کیا ضرورت ہے؟ پلیز کچھ بولو۔ تم نہیں بولو گے تب بھی یہی سمجھتا رہوں گا کہ کسی کے زیر اثر آگیا ہوں۔"

وہ جواب کا انتظار کرنے لگا۔ کرب میں مبتلا ہونے لگا۔ اس کے اندر کوئی نہیں بول رہا تھا۔ گہری طویل خاموشی تھی۔ اسے غصہ آنے لگا۔ وہ جھنجلا کر بولا "تم مجھے دھوکا نہیں

دے سکتے۔ میں کبھی یقین نہیں کروں گا کہ تم موجود نہیں ہو۔ تم ہو۔ تم ہو۔ کتے! کمینے! تم ہو۔ میرے اندر رہ کر خاموش نہ رہو۔ بولو۔ بولو ورنہ گندی گندی گالیاں دوں گا۔"

وہ جنون میں آکر چیخنے لگا پھر ایک دم سے چپ ہوگیا۔ بند دروازے کے باہر ہالہ کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ وہ صوفے سے اٹھ کر بولا "اے کتیا! کیوں ہنس رہی ہے؟"

وہ بولی "چپ کتے کے بچے! سمجھنے کی کوشش کر' میں نے کس طرح تجھے اس کمرے میں قید کردیا ہے۔ اب تو یہاں سے نکل نہیں پائے گا۔"

وہ دوڑتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ اسے لاک کرنے کے بعد چٹخنی نیچے گرائی پھر اسے کھولا تو وہ نہیں کھلا۔ اس نے لاک کو دیکھا تو غلطی معلوم ہوئی۔ لاک کرنے کے بعد چٹخنی ہٹانے سے دروازہ نہیں کھل سکتا تھا۔

اس بار اس نے چٹخنی چڑھا کر لاک کو کھولا پھر دروازے کو کھولنا چاہا۔ وہ بدستور بند رہا۔ ہالہ نے قہقہہ لگا کر کہا "تو ایسا قیدی ہے' جو خود ہی باہر نکلنے کا راستہ بند کر رہا ہے۔ کتے! تو اس کمرے سے باہر نہیں آسکے گا۔ میں دروازے کو باہر سے بھی بند کر رہی ہوں۔ اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے کھول سکتا ہے تو کھول لے۔"

اس نے چٹخنی گرا کر لاک کو کھول کر دروازے کو کھولنا چاہا تو اسے باہر سے بند کیا جاچکا تھا۔ وہ جھنجلا کر خیال خوانی کے ذریعے ہالہ کے اندر پہنچا تو اس نے سانس روک لی۔ وہ بار بار اس کے اندر جانے لگا۔ وہ بار بار سانس روک کر اسے بھگانے لگی پھر ہنستے ہوئے بولی "یہ تمہاری بدنصیبی ہے۔ تم پناہ لینے میرے پاس آئے۔ میرے خیالات پڑھ کر بھی یہ معلوم نہ کرسکے کہ میں وچ ڈاکٹر ہوں۔ پراسرار علوم جانتی ہوں۔ میں تمہیں پولیس اور انٹیلی جنس والوں کے حوالے نہیں کروں گی۔ تمہیں اپنا غلام بنا کر تمہاری ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھاتی رہوں گی۔"

وہ غصے سے دروازے کو لاتیں مارنے لگا۔ وہ ہنستے ہوئے بولی "تم سر ٹکراتے رہو' تب بھی دروازہ نہیں کھلے گا۔ میں جارہی ہوں پھر کسی وقت آکر تم پر تنویمی عمل کروں گی۔"

باہر خاموشی چھاگئی۔ اس کی عقل نے سمجھایا' چیخنے چلانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ٹھنڈے دماغ سے اپنے حالات پر غور کرنا ہوگا۔ یہاں سے نکل بھاگنے کی تدبیر کرنی ہوگی۔

"لیکن تدبیر کیسے کروں؟ ہالہ وچ ڈاکٹر ہے۔ یہ اپنے پراسرار علوم سے مجھے الّو بناتی رہی۔ مجھ سے بے تکی حرکتیں کراتی رہی۔ کیا واقعی یہ میرے دماغ میں آتی ہے؟"

اس نے سوچ کے ذریعے مخاطب کیا "ہالہ! کیا تم میرے اندر ہو؟ کیا تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟ جب تم نے یہ بتا دیا کہ وچ ڈاکٹر ہو تو اور کچھ نہ چھپاؤ۔ بولو ہالہ! بولو۔"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ اب اسے غصہ نہیں آرہا تھا۔ وہ بڑے صبر و تحمل سے نجات حاصل کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ سوچنے کے دوران میں یہ بات کھٹک رہی تھی کہ وہ دماغ میں کیوں نہیں آرہی ہے؟ اگر نہیں آرہی ہے تو اپنی مرضی کے مطابق کیسے نچا رہی ہے؟ کیا وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں' کسی پراسرار علم کے ذریعے ایسا کر رہی ہے؟

بنت عمارہ نے اعلیٰ بی بی سے کہا "اس کم بخت کو الجھتے رہنے دو۔ میں پھر فرصت سے آؤں گی اور اسے تگنی کا ناچ نچاتی رہوں گی۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "رات گزرتی جارہی ہے۔ آپ آرام کریں۔"

اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر فرمان سے کہا "میں ماما کے ساتھ مصروف تھی۔ تم بور ہوتے رہے۔"

وہ بڑے پیار سے بولا "میرے لیے یہی بہت ہے کہ تم میرے قریب ہو۔"

وہ اس کے پیار کے انداز کو نظرانداز کر رہی تھی۔ اس نے کہا "بس ایک مصروفیت اور ہے۔ میں پندرہ بیس منٹ میں واپس آکر تم سے باتیں کروں گی۔ ہم کچھ کھائیں گے مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

وہ ہالہ کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اسے راسپوٹین سے بچائے رکھنا بہت ضروری تھا۔ اس نے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ ایک مختصر سے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کردیا تاکہ راسپوٹین اس کے اندر نہ پہنچ سکے۔

○☆○

میں سر اٹھائے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا محل کے چاروں طرف گردش کر رہا تھا۔ ٹینا میرے ساتھ ہیلی پیڈ سے دور کھڑی ہوئی تھی۔ میں موبائل فون کان سے لگائے کماری پوجا کلیانی سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر میں تھی اور اب محل کے ہیلی پیڈ پر اتر رہی تھی۔ میرے پاس آنے کے لیے بے چین ہو رہی تھی۔

میں اس سے زیادہ بے چین تھا۔ وہ میری محبوبہ تھی۔ اس سے میری شادی ہونے والی تھی اور میں اسے بھولا ہوا تھا۔ مجھے اس کی صورت شکل بھی یاد نہیں تھی۔ میں دیکھنا چاہتا تھا' وہ کیسی ہے؟ کیا میرے مزاج اور معیار کے مطابق ہے؟

ہیلی کاپٹر نیچے اتر گیا۔ گردش کرتا ہوا پنکھا آہستہ آہستہ تھمنے لگا۔ اس کا سلائیڈنگ دروازہ کھلا تو وہ دور سے دکھائی دی۔ وہ مسکراتی ہوئی ہیلی کاپٹر سے باہر آئی۔ میں اس کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دونوں بانہیں پھیلائے تقریباً دوڑتے ہوئے مجھ سے آکر لپٹ گئی۔

گلے لگنے سے اس کی دھڑکنوں نے بتایا' وہ بھرپور ہے۔ ایک مہنگے امپورٹڈ پرفیوم میں بسی ہوئی تھی۔ سانسوں میں مہک رہی تھی۔ ساڑی اتنی خوب صورتی سے پہنی تھی کہ بدن کی زرخیزی کہیں ڈوب رہی تھی' کہیں ابھر رہی تھی۔ گلے لگنے کے باعث اس کا منہ دوسری طرف تھا۔ میں نے کہا "سوری پوجا! تمہیں بازوؤں میں سمیٹ کر بھی یاد نہیں آرہا ہے کہ ہم پہلے بھی اتنی محبت سے ملتے رہے ہیں۔"

وہ بولی "کوئی بات نہیں۔ اپنے ذہن پر زور نہ ڈالو۔ رفتہ رفتہ سب یاد آجائے گا۔ میں پیار سے اور اپنی اداؤں سے تمہیں یاد دلاتی رہوں گی۔"

"مجھے تو تمہارا چہرہ بھی یاد نہیں ہے۔ اپنی صورت تو دکھاؤ۔"

وہ میرے سینے سے الگ ہوگئی۔ اپنا چہرہ میری نگاہوں کے سامنے لے آئی۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھیں کنول کی طرح کھل کر مسکرا رہی تھیں "لو دیکھو۔ کیسی لگتی ہوں؟"

"خوب صورت ہو۔ آنکھیں کنول ہیں تو ہونٹ گلاب۔ چہرہ آفتاب ہے۔ رات کو مہتاب ہوتا ہوگا۔ تم اتنا حسن لے کر اس جزیرے میں تنہا رہتی ہو۔ کوئی تمہیں اٹھا کر نہیں لے جاتا؟"

"میں تنہا نہیں رہتی۔ تم ہمیشہ ساتھ رہتے ہو۔ میرے جسم و جان کے محافظ ہو۔ کس کی مجال ہے کہ میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔ شاید تم دنیا کے پہلے محافظ ہو جو کسی ہتھیار کے بغیر میری حفاظت کرتے ہو۔"

"ہتھیار کے بغیر حفاظت کرتا ہوں؟ وہ کیسے؟"

"کیا ٹینا نے تمہیں نہیں بتایا کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"ہاں بتایا تھا۔ میں کئی بار خیال خوانی کی کوششیں کرچکا ہوں اور ناکام رہا ہوں۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ مجھے ٹیلی پیتھی جیسا علم آتا ہے۔"

"یقین آجائے گا۔ تم جلد ہی خود بخود خیال خوانی کرنے لگو گے۔"

اس نے چہرے کو اور قریب کیا پھر کہا "تم مجھے گلے لگاتے ہی پیار کرتے ہو۔ تمہیں یاد دلا رہی ہوں۔"

وہ ہونٹوں کو اور قریب لے آئی۔ میں نے ہچکچاتے ہوئے آس پاس دیکھا۔ ایک طرف ٹینا کھڑی ہوئی تھی۔ دوسری طرف دو مسلح شخص یوں مستعد دکھائی دے رہے تھے جیسے کسی حکم کے منتظر ہوں۔ وہ ہم سے دور تھے۔ ہماری باتیں نہیں سن سکتے تھے۔ وہ بولی "پیار کیوں نہیں کرتے؟"

میں جھجک رہا تھا۔ میں نے کہا "اندر چلو۔ سب دیکھ رہے ہیں۔"

"دیکھنے دو۔ سب ہماری داسیاں اور غلام ہیں۔ جب تم مجھے سب کے سامنے پیار کرتے ہو تو مجھے اچھا لگتا ہے اور میں مغرور ہو جاتی ہوں۔"

"مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ اندر چلو۔"

"کیا میری بات نہیں مانو گے؟"

"کیا تم زبردستی بات منواتی ہو؟ اگرچہ مجھے کچھ یاد نہیں ہے لیکن میری انا' میرا مزاج اور میری مردانگی کہتی ہے' عورت سے اپنی بات منوانی چاہیے۔ چلو۔"

میں نے اس کے بازو کو سختی سے پکڑا۔ وہ ایک ہائے کے ساتھ بولی "تمہارا یہی انداز مجھے مار ڈالتا ہے۔"

میں نے آگے بڑھتے ہوئے کھینچا۔ وہ کھنچتی ہوئی میرے ساتھ چلنے لگی۔ میں نے پوچھا "یہ دو مسلح شخص کون ہیں؟ ہمارے پیچھے کیوں آرہے ہیں؟"

اس نے پلٹ کر ایک کی طرف اشارہ کیا "یہ جادیو ہے۔ جب میں تم سے دور جزیرے سے باہر جاتی ہوں تو یہ میرا محافظ بن کر ساتھ رہتا ہے۔ لومڑی کی طرح چالاک' چیتے کی طرح پھرتیلا اور ہاتھی کی طرح طاقت ور ہے۔"

میں نے کہا "یعنی یہ انسان نہیں جانور ہے۔"

وہ غصے سے غرا کر میری طرف بڑھا۔ پوجا نے ڈانٹ کر کہا "جادیو! رک جاؤ۔"

وہ رک گیا۔ غصے سے بولا "یہ میری انسلٹ کر رہا ہے۔"

"یہ تمہارے مالک ہیں۔ پیچھے جاؤ۔"

وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پوجا نے مجھ سے کہا "مائنڈ نہ کرو۔ میں اسے بہت عرصے بعد جزیرے میں لائی ہوں۔ یہ پہلی بار تمہیں دیکھ رہا ہے۔ آگے چل کر تم سے مانوس ہو جائے گا۔"

وہ دوسرے مسلح شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی "یہ ہردیو ہے۔ میرا نیا باڈی گارڈ۔ میں کسی نئے اور اجنبی شخص پر بھروسا نہیں کرتی۔ جادیو نے اس کی ضمانت دی ہے

اور میں جادیو پر اندھا اعتماد کرتی ہوں۔"

میں نے کہا "تم ابھی مجھے اپنا محافظ کہہ رہی تھیں۔"

"یہ دونوں میری جان کے محافظ ہیں اور تم جسم و جان کے محافظ ہو۔ یہ یہاں کبھی کبھی آتے ہیں۔ تم میرے ساتھ دن رات رہتے ہو۔"

اس نے دونوں سے کہا "جاؤ آرام کرو۔ ضرورت ہوگی تو بلاؤں گی۔"

وہ چلے گئے۔ ٹینا ہمارے ساتھ بیڈ روم کے دروازے تک آئی۔ اس نے ہمارے لیے دروازہ کھولا۔ ہم اندر آئے۔ اس نے دروازے کو باہر سے بند کردیا۔ پوجا نے میری گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "یہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔"

میں نے اس پر جھکتے ہوئے کہا "میں دل سے پیار نہیں کرسکوں گا۔ میرا ذہن بری طرح الجھا ہوا ہے۔ ایک تو میں اپنا ماضی بھول گیا ہوں۔ دوسرا یہ کہ تم بھارت سرکار سے مقدمہ لڑ رہی ہو۔ ٹینا کہہ رہی تھی کہ بھارتی فضائیہ یہاں حملے کرسکتی ہے۔ سمندری راستوں سے ان کی گوریلا فوج آسکتی ہے۔"

"ہاں بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ میں جتنا سمجھ رہی ہوں' اس سے زیادہ ہم پر مصیبتیں آسکتی ہیں لیکن میں نے مرنا سیکھا ہے' ڈرنا نہیں سیکھا۔ میں تمہارے ذریعے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دوں گی۔"

"تمہیں میری ٹیلی پیتھی پر بہت بھروسا ہے۔ جب کہ میں نہیں جانتا' یہ کیا ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو بھولا ہوا ہے' تم اس کے بھروسے پر ایک بڑی فوجی طاقت سے ٹکرانا چاہتی ہو۔ کیا یہ نادانی نہیں ہے؟"

"فی الحال اسے میری نادانی کہہ لو۔ جب تمہاری خیال خوانی کی صلاحیت لوٹ آئے گی۔ تب تم مان لوگے کہ ہم کتنے طاقت ور ہیں۔ تم دشمنوں کے دماغوں میں گھس کر ان کے منصوبے معلوم کروگے۔ ان کے حملوں کو ناکام بناؤ گے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ یہاں جزیرے اور میرے محل میں چھپے ہوئے جاسوسوں کو پکڑ سکو گے۔"

بے شک گھر کے بھیدی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ آستین کے سانپ کی طرح چھپے رہتے ہیں۔ نظر نہیں آتے۔ بند کمرے میں پوجا کلیانی مجھے اپنے حالات بتا رہی تھی اور کمرے کے باہر محل کے اندر سازشیں ہو رہی تھیں۔ میں ان سازشوں سے بے خبر تھا لیکن بعد میں جو کچھ معلوم ہوا' اسے ابھی بیان کر رہا ہوں۔

بھارتی فوج کے اعلیٰ افسران کلیانی جزیرے کے خلاف کارروائیاں شروع کرچکے تھے۔ ان کے کئی جاسوس اور گوریلا فائٹرز کماری پوجا کلیانی کے سیکیورٹی گارڈز کے بھیس میں وہاں موجود رہتے تھے۔ بھارتی فوج کے کمانڈر کا حکم سنتے ہی پوجا کلیانی کو گرفتار کرکے اس جزیرے پر قبضہ جما کر بڑی رازداری سے پوجا کی لاش کو سمندر میں پھینک دیتے۔ دنیا والوں کو خبر نہ ہوتی کہ پوجا کہاں گئی اور وہاں بھارتی فوج کیسے آگئی۔ یہی سمجھا جاتا کہ پوجا کلیانی جزیرے کو بھارت سرکار کے حوالے کرکے یورپ یا امریکا چلی گئی ہے۔

گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ پوجا کے ساتھ میری بھی شامت آنے والی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ بھارت سرکار مقدمہ ہارنے کے بعد ایکشن میں آئے گی جبکہ فوج کا سیکرٹ مشن شروع ہوچکا تھا۔ پوجا کی عاقبت نااندیشی مجھے موت کے جزیرے میں لے آئی تھی۔

رات ہوچکی تھی۔ پوجا کے خاص باڈی گارڈز جادیو اور ہردیو ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان شراب کی بوتل اور دو بھرے ہوئے گلاس رکھے ہوئے تھے۔

وہ دونوں اچھے باڈی بلڈر تھے۔ ان میں جادیو واقعی ہاتھی کی طرح طاقت ور تھا۔ اکیلا کئی دشمنوں کو مار گراتا تھا۔ شراب پینے کے بعد غصے میں اور زیادہ خوفناک ہوجاتا تھا۔ کبھی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے سامنا نہیں ہوا تھا۔ کبھی سانس روکنے کا مسئلہ پیش نہیں آیا تھا اور اب بھی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے خطرہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ شراب سے شغل کر رہے تھے۔

جادیو دراصل بھارتی کمانڈوز کا ایک افسر تھا۔ اس نے آرمی کے ایک منصوبے کے تحت کماری پوجا کلیانی کا اعتماد حاصل کیا تھا۔ پچھلے چار ماہ میں خود کو اس کا وفادار ثابت کیا تھا۔ دوسری طرف سے کئی بھارتی گوریلا فائٹرز' سیکیورٹی گارڈز بن کر محل کے اندر اور باہر پہنچ گئے تھے۔ جادیو آج ہردیو کو بھی باڈی گارڈ بنا کر وہاں لے آیا تھا۔ ان سب کا تعلق فوج سے تھا اور وہ موبائل فون کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے تھے۔

انہیں اطلاع ملی تھی کہ ایک عمر رسیدہ شخص کو بے ہوشی کی حالت میں ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے لایا گیا ہے اور اسے کماری پوجا کلیانی کے بیڈ روم میں پہنچایا گیا ہے۔ قارئین سمجھ رہے ہوں گے' یہ اطلاع میرے بارے میں تھی۔ محل میں عام ملازمین سے لے کر سیکیورٹی گارڈز اور ان

کے افسران تک کو یہ بات سمجھائی گئی تھی کہ میرا نام سلمان قیصر ہے۔ میں کماری پوجا کلیانی کا منگیتر ہوں۔ ہماری شادی جلد ہونے والی ہے۔ چونکہ میں بیمار ہوں اس لیے کچھ عرصے کلیانی جزیرے میں رہنے آیا ہوں۔

اتنے بڑے محل میں صرف ٹینا کو میری اصلیت معلوم تھی۔ بھارتی گوریلا فائٹرز کو شبہ تھا کہ میں سلمان قیصر نہیں ہوں اور نہ ہی پوجا کا منگیتر ہوں۔ میری اصلیت کچھ اور ہے۔ پوجا کسی خاص مقصد کے لیے مجھے وہاں لائی ہے۔

میں کون ہوں؟ یہ میں نہیں جانتا تھا۔ یہاں کیوں لایا گیا ہوں؟ یہ جان گیا تھا۔ بھارتی گوریلے اور جاسوس یہ جاننا چاہتے تھے۔ اسی لیے جادیو اور ہردیو وہاں آئے ہوئے تھے۔ جادیو کو یہ معلوم تھا کہ کماری پوجا کلیانی کی دست راست اور ہم راز صرف ایک ٹینا ہے۔ وہی میرے بارے میں اسے بہت کچھ بتا سکے گی۔

ہردیو نے گلاس خالی کرتے ہوئے کہا "جادیو! تم کہتے ہو' ٹینا بہت گہری ہے۔ پیٹ کی بات زبان پر نہیں لاتی ہے پھر یہ کیوں امید رکھتے ہو کہ وہ سلمان قیصر کے بارے میں تم سے سچ بولے گی۔"

"نہیں بولے گی تو سچ اگلوانا ہوگا۔ ابھی ہم ایک گلاس اور پییں گے پھر اس کے کمرے میں جائیں گے۔ دروازہ اندر سے بند کرکے اسے شیشے میں اتاریں گے۔"

"ابھی اس کے پاس جانا ہے تو اور نہ پیو۔ تم نشے میں درندے بن جاتے ہو۔"

"دو گلاس سے نشہ نہیں ہوگا۔ فکر نہ کرو۔ دوسرا گلاس بناؤ۔"

وہ بوتل کھول کر اپنے اور اس کے لیے دو گلاس بنانے لگا۔ فون کی گھنٹی سنائی دی۔ جادیو نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔ میں جادیو بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے ایک گوریلے کی آواز سنائی دی "سر! ٹینا پچھلی ریلنگ کی طرف ٹہلنے آئی ہے۔ کیا اسے تنہائی میں دبوچ لیا جائے؟"

"بہت ہوشیاری سے دبوچنا ہوگا۔ پوجا کے سیکیورٹی گارڈز کو ادھر نہیں آنا چاہیے۔ پہلے اچھی طرح پلاننگ کرو پھر اسے قابو میں کرو۔ ہم آرہے ہیں۔"

وہ ریسیور رکھ کر بولا "ہردیو! یہ اچھا ہے کہ محل کے باہر تاریکی میں اسے گھیرا جا رہا ہے۔ آؤ چلتے ہیں۔"

وہ دونوں بھرے ہوئے گلاس اٹھا کر غٹاغٹ پینے لگے پھر گلاس خالی کرکے انہیں میز پر رکھ کر وہاں سے روانہ ہوگئے۔

محل کے باہر قمقمے روشن رہتے تھے لیکن ان کی روشنی دور ریلنگ تک نہیں جاتی تھی۔ ادھر تاریکی رہتی تھی۔ مضبوط ریلنگ کے دوسری طرف گہری پستی تھی۔ اس طرف لڑھکنے والا سنبھل نہیں سکتا تھا۔ دو سو فٹ گہری کھائی میں گر کر اوپر پہنچ جاتا تھا۔

ٹینا کو کسی دشمن کا ڈر نہیں تھا۔ وہ یہی سمجھ کر ادھر تاریکی میں آئی کہ وہاں اپنے ہی سیکورٹی گارڈز ہیں۔ انہوں نے اسے باتوں میں لگالیا۔ ایک نے کہا "میڈم! ہم نے سلمان قیصر صاحب کو پہلی بار یہاں دیکھا ہے۔ ہمیں یقین نہیں آرہا ہے کہ یہ میڈم کلیانی کے منگیتر ہیں۔"

ٹینا نے پوچھا "تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا ہے؟"

"اس لیے کہ وہ مسلمان ہیں۔ یہ سوچنے سے بھی برا لگتا ہے کہ ایک مسلمان ہماری کسی ہندو عورت کا پتی بنے گا۔"

"کیوں برا لگتا ہے؟ کتنی ہی مسلمان عورتیں ہندوؤں سے اور ہندو عورتیں مسلمانوں سے شادیاں کرتی ہیں۔"

"ہمارے مہاراشٹر میں کوئی ہندو عورت کسی مسلمان کا نام بھی لے تو ہم اسے اور اس کے مسلمان عاشق کو گولی مار دیتے ہیں۔"

"ایسی عورتیں دوسرے ملکوں میں جاکر مسلمانوں سے شادیاں کرتی ہیں۔ دہاں تم ان کا کیا بگاڑ لیتے ہو؟"

"ہم آپ سے بحث نہیں کریں گے۔ اتنا بتا دیں' آخر اس سلمان قیصر میں کیا خوبی ہے؟ میرا مطلب ہے' میڈم کلیانی کوئی خاص خوبی دیکھ کر ہی انہیں اپنا بنا رہی ہوں گی۔"

جادیو اور ہردیو وہاں آگئے۔ ہردیو نے کہا "یہ اہم سوال ہے۔ ہم بھی تم سے یہی پوچھ رہے ہیں۔ سلمان قیصر کی اصلیت کیا ہے؟"

وہ بولی "تم ایسا بے تکا سوال کیوں کررہے ہو؟ سیدھی سی بات ہے۔ ہماری میڈم کا دل سلمان صاحب پر آگیا ہے۔"

جادیو نے ہاتھ بڑھا کر اس کے جبڑوں کو دبوچ لیا۔ ٹینا کو یوں لگا جیسے اس کے جبڑے فولادی شکنجے میں آگئے ہیں اور اب ٹوٹنے والے ہیں۔ وہ بولا "جب میں پی لیتا ہوں تو درندہ بن جاتا ہوں۔ تمہارے جیسی عورتوں کا کچومر نکال دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ۔ یہ سلمان قیصر کون ہے؟"

وہ بول نہیں پارہی تھی۔ اس نے جبڑے چھوڑ دیے۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگی۔ وہ بولا "تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ اپنے دیس کی وفادار رہو۔ تمہاری میڈم کلیانی بھارت سرکار سے مقدمہ لڑ کر کھلی غداری کررہی ہے۔ تم نہ کرو۔ ہمارا ساتھ دو۔"

"میں غدار نہیں ہوں۔ سچ کہہ رہی ہوں۔ سلمان قیصر ایک عام سا انسان ہے۔ بے انتہا دولت مند ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی۔"

جادیو نے اپنے آدمیوں سے کہا "تم لوگوں کے پاس سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور ہیں۔ یہ ذرا بھی چیخنا چاہے تو فوراً گولی مار دو۔ اس کے کپڑے اتار کر باری باری اس کے بدن کی دھجیاں اڑاؤ۔ جب یہ سچ بولے تو اسے کپڑے پہنا دو۔"

وہ پلٹ کر بھاگنا چاہتی تھی۔ دو گوریلا فائٹرز نے اسے پکڑلیا۔ اس نے چیخنا چاہا تو اس کے منہ میں ریوالور کی نال گھسا دی۔ اس کا لباس اتارنے لگے۔ وہ روکنے لگی تو لباس کو پھاڑنے لگے پھر اسے زمین پر پٹخ دیا۔

میں بے خبر تھا۔ بند کمرے میں پوجا سے اپنے بارے میں سوالات کررہا تھا۔ وہ مجھے وہی جواب دے رہی تھی۔ جو مجھے کمپیوٹر اور ٹینا سے معلوم ہوچکا تھا۔ میں اور پوجا سوچ بھی نہیں سکتے کہ باہر اس بے چاری کے ساتھ درندگی کی انتہا کی جارہی ہے۔

وہ بڑی سخت جان تھی۔ پوجا کی وفادار تھی۔ میری اصلیت نہیں بتارہی تھی۔ ایک ایک گوریلے کا ظلم برداشت کررہی تھی۔ ایسے ہی وقت ایک گوریلے نے ظلم کرنے کے لیے اپنا لباس اتارا تو اس کا ریوالور گر کر ٹینا کے ہاتھ کے پاس آیا۔ اس نے فوراً ریوالور اٹھا کر اسے گولی ماردی پھر اس نے دوسرے کا نشانہ لیا لیکن ٹریگر دبانے سے پہلے ہی ایک گولی آکر اس کے سر میں پیوست ہوگئی۔ وہ تکلیف برداشت نہ کرسکی۔ فوراً ہی دم نکل گیا۔

انہوں نے اسے اور اپنے گوریلا ساتھی کی لاشوں کو اٹھا کر گہری کھائی میں پھینک دیا۔ ہردیو نے کہا "ٹینا کے ہاتھ میں جو ریوالور آیا تھا۔ اس میں سائیلنسر نہیں لگا تھا۔ اس کی آواز دور تک گئی ہوگی۔"

جادیو نے کہا "موبائل کے ذریعے تمام گوریلا ساتھیوں کو الرٹ کردو۔ ہم پوجا کے کمرے میں جاکر اسے گن پوائنٹ پر رکھیں گے پھر سلمان قیصر سے اس کی اصلیت اگلوائیں گے۔ وہ سچ نہیں بولے گا تو اسے گولی ماردیں گے۔ ویسے بھی اس جزیرے میں اس کا وجود غیر ضروری ہے۔ کم آن....!"

وہ محل کی طرف جانے لگے۔ میں اب تک اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ موت میری طرف چلی آرہی ہے۔

اور میں ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے بھی محروم تھا۔

ٹینا نے جس ریوالور سے گولی چلائی تھی۔ اس میں سائیلنسر لگا ہوا نہیں تھا۔ رات کے سناٹے میں فائرنگ کی آواز دور تک گونجتی گئی تھی۔ وہ آواز میں نے بھی سنی پھر پوجا سے پوچھا "کیا ہمارے گارڈز رات کو فائرنگ کرتے ہیں؟"

اس نے انکار میں سرہلایا "نہیں۔ پتا نہیں کسی نے کیوں فائر کیا ہے۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

باہر پوجا کلیانی کے وفاداروں نے بھی وہ آواز سنی تھی پھر ادھر دوڑتے گئے تھے۔ جادیو کے گوریلا فائٹرز نے ان پر گولیاں برسائیں۔ ان میں سے کچھ مارے گئے۔ کچھ ادھر اُدھر چھپ کر جوابی فائر کرنے لگے۔

پوجا انٹرکام کے ذریعے ٹینا کو بلانا چاہتی تھی۔ مسلسل فائرنگ کی آوازیں سن کر گھبرا گئی۔ مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے فوراً ہی اٹھ کر دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ دوسری طرف بھی ایک دروازہ تھا۔ اسے بھی بند کردیا۔

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پوجا نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا "ہیلو؟"

دوسری طرف سے سیکورٹی افسر نے کہا "میڈم! آپ کے دونوں باڈی گارڈز جادیو اور ہردیو غدار ہیں۔ انہوں نے ہمارے چار گارڈز کو ہلاک کیا ہے۔ وہ محل کے اندر آنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کا راستہ روک رہے ہیں۔ آپ ہوشیار رہیں۔"

وہ حیرانی سے بولی "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ جادیو میرا وفادار محافظ ہے۔ وہ غداری نہیں کرے گا۔ ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلو..."

سیکورٹی افسر نے مختصر سی اطلاع دی تھی۔ خطرے سے آگاہ کرکے فون بند کردیا تھا۔ کیونکہ وہاں کاؤنٹر فائرنگ ہورہی تھی۔ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگیا تھا۔ میں نے کہا "آج میں نے پہلی بار جادیو کو دیکھا تھا۔ میری چھٹی حس نے خطرے کا احساس دلایا مگر میں نے توجہ نہیں دی۔ تم کیسے کہتی ہو کہ وہ وفادار ہے؟"

"میں نے اسے کئی بار آزمایا ہے۔ مجھے اس پر اعتماد ہے۔"

"کیا تمہیں اپنے سیکورٹی افسر پر بھروسا نہیں ہے؟ کیا وہ جھوٹ بول رہا ہے؟"

میں انٹرکام کے ذریعے ٹینا سے رابطہ کرنے لگا۔ پوجا نے کہا "مجھے سیکورٹی افسر پر بھی بھروسا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا' وہ آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں؟"

میں نے کہا "ٹینا سے رابطہ نہیں ہورہا ہے۔ پتا نہیں وہ کہاں ہے؟"

وہ ناگواری سے بولی "کسی یار کی آغوش میں ہوگی۔ پکی عیاش ہے۔"

میں نے پوچھا یہاں ریوالور یا کوئی دوسرا ہتھیار ہے؟"

"میں نے اپنے بیڈ روم میں کبھی ہتھیار نہیں رکھا۔ کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پوجا نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "میڈم! میں آپ کا خادم جادیو ہوں۔ یہ آپ کے کئی گارڈز باغی ہوکر ہم پر گولیاں برسا رہے ہیں۔"

وہ بولی "جادیو یہ کیا ہورہا ہے؟ ابھی سیکوریٹی افسر تم دونوں کو غدار کہہ رہا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ تم ان پر گولیاں برسا رہے ہو!"

"میں آپ کا وفادار ہوں۔ غداری کیوں کروں گا۔ سیکورٹی افسر جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ آپ کو نقصان پہنچانے کے لیے محل کے اندر آنا چاہتا ہے۔ ہم اس کا راستہ روک رہے ہیں۔"

"یہی بات وہ کہہ رہا تھا کہ تم محل میں داخل ہونا چاہتے ہو۔ وہ اور اس کے گارڈز تمہارا راستہ روک رہے ہیں۔"

"وہ چالباز' جھوٹا اور مکار ہے۔ جب تک میں آکر آواز نہ دوں۔ آپ دروازہ ہرگز نہ کھولیں۔"

"ٹھیک ہے۔ صرف تمہاری آواز سن کر دروازہ کھولوں گی۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ میں نے کہا "تم اس کی آواز پر دروازہ نہیں کھولو گی۔ ایسا اندھا اعتماد تمہارے ساتھ مجھے بھی لے ڈوبے گا۔"

"میں جادیو کو تم سے زیادہ جانتی ہوں۔ ایک بار اس نے ایک دشمن سے میری عزت بچائی تھی۔ تم اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس وفادار کو کیسے پہچانو گے؟"

"میں بحث نہیں کروں گا۔ آخری بار کہہ دو۔ مجھ پر بھروسا کرو گی یا جادیو پر۔"

"جادیو پر بھروسا کرکے ہی میں نے اسے باڈی گارڈ بنایا ہے۔ تم میرے محل میں ہو۔ میں جو کہوں گی' تم وہی کرو گے۔"

"سوری۔ میں تمہارے ساتھ حرام موت مرنے کی حماقت نہیں کروں گا۔"

میں باہر نکل کر ٹینا کے ملحقہ کمرے میں آیا۔ وہ نہیں تھی۔ پوجا دروازے پر آکر مجھے بلا رہی تھی۔ میں نے کہا

"اندر جاؤ اور اپنے دشمن کا انتظار کرو۔ زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔"

میں ٹینا کے کمرے سے بھی نکل آیا۔ ایک کوریڈور سے گزرنے لگا۔ باہر سے ٹھہر ٹھہر کر فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ محل کے اندر ویرانی تھی۔ کنیزیں اور مسلح گارڈز دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ایک کمرے میں ایک کنیز دکھائی دی۔ وہ بری طرح سہمی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی نمستے کے انداز میں دونوں ہاتھ جوڑ کے سر کو جھکالیا۔ میں نے پوچھا "یہاں کوئی مسلح گارڈ ہے؟"

اس نے انکار میں سرہلایا۔ میں نے پوچھا "یہاں کوئی ہتھیار ہے؟"

اس نے پھر انکار میں سرہلایا۔ میں وہاں نہتا تھا۔ کسی بھی وقت کوئی دشمن آتے ہی مجھے گولی مار سکتا تھا۔ میں نے پوچھا "محل کا مین سوئچ بورڈ کہاں ہے؟ کچھ تو میرے کام آؤ۔"

وہ ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی "ادھر ہے۔"

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا "کم آن۔ مجھے وہاں تک پہنچاؤ۔"

وہ میرے ساتھ چلنے لگی۔ اب فائرنگ کی آوازیں قریب آتی جارہی تھیں۔ ایک کوریڈور سے گزرتے وقت دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ ایک سیکورٹی گارڈ دوڑتا ہوا آرہا تھا۔ میں نے اسے وفادار سمجھ کر کہا "مجھے ایک گن دو۔"

اس نے اپنی گن سیدھی کی۔ میرا نشانہ لیا۔ میں نے کنیز کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھالیا اور ایک دروازے کی طرف چھلانگ لگا کے دیوار کی آڑ میں آگیا۔ اس نے گولی چلائی لیکن ہم بچ گئے۔ کنیز نے سہم کر پوچھا "یہ ہمارے گارڈز ہیں۔ ہم پر گولی کیوں چلا رہے ہیں۔"

"یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ یہاں کون محافظ ہے اور کون دشمن؟"

کمرے کی ایک دیوار پر دو نیامی تلواریں ایک ڈھال کے ساتھ نظر آئیں۔ ڈیکوریشن کے طور پر ایسے ہتھیار دیواروں پر سجائے جاتے ہیں۔ میں نے ایک تلوار نیام سے باہر کھینچ لی۔ وہ سہمی ہوئی دروازے کے پیچھے کھڑی تھی۔ باہر دروازے کے قریب گارڈ کی آواز سنائی دی "تم نہتے ہو۔ چھپ یا بھاگ نہیں سکو گے۔ سامنے آجاؤ۔"

میں کوئی جواب دے کر اسے سمجھنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ کمرے میں کہاں ہوں۔ اس نے بول کر حماقت کی۔ میں نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔ فرش پر گر کر پھسلتا ہوا' باہر نکلا اور اس کے پیروں پر تلوار چلائی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں فرش پر پھسلتا ہوا آؤں گا۔ تلوار نے اس کی ایک ٹانگ ٹخنے کی طرف سے کاٹ دی۔ وہ چیخ کر نیچے گرا۔ گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ میں اسے اٹھا کر کھڑا ہوگیا۔

کنیز نے دروازے کے پیچھے سے نکل کر حیرانی سے دیکھا۔ میں نے اس گارڈ کو گولی مار کر اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر اپنے لباس میں رکھ لیا پھر کنیز کے ساتھ دوڑنے لگا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے ایک جگہ چھپ کر اس سے کہا "تم آنے والوں سے باتیں کرو گی۔ یہ معلوم کرو کہ وہ وفادار ہیں یا غدار؟ کیا تم ڈر رہی ہو؟"

وہ میرے بازو کو تھام کر بولی "آپ بہت بہادر ہیں۔ میرے آقا ہیں۔ میں آپ کے لیے جان دے سکتی ہوں۔"

وہ مجھ سے دور ہو کر کوریڈور میں ایسی جگہ کھڑی ہوگئی جیسے وہاں اکیلی ہو اور گھبرا رہی ہو۔ اس وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ یادداشت گم ہونے کے باعث میں اجنبی لوگوں میں ایک انجانی جگہ پر ہوں۔ پوجا کلیانی جو کہہ رہی ہے' اسی کو درست سمجھ رہا ہوں۔ اگر میں اس کنیز کو عزت دوں اور اس پر بھروسا کروں تو یہ میرے اور پوجا کے بارے میں کچھ بتا سکے گی۔ اگر کچھ نہیں جانتی ہوگی تب بھی اس انجانی جگہ میرے کام آسکتی ہے۔

پوجا کا رجحان جادیو کی طرف تھا۔ وہ مجھ سے زیادہ اس پر بھروسا کر رہی تھی۔ مجھے بھی حکمتِ عملی سے کام لینا تھا۔ اس مالکن کے مقابلے میں ایک کنیز کو اہمیت دینی تھی اور جب اسے اہمیت دیتا تو پھر وہ کنیز نہ رہتی۔ میں اسے برابر کا درجہ دیتا تو پوجا انگاروں پر لوٹنے لگتی۔ ابھی آگے چل کر بہت کچھ ہونے والا تھا۔

دو مسلح گارڈز دوڑتے ہوئے اس کوریڈور میں آئے۔ اس کنیز کو دیکھ کر رک گئے۔ ایک نے پوچھا "ابھی اِدھر فائرنگ ہو رہی تھی۔ کون کس پر فائر کر رہا تھا۔"

وہ بولی "میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ تمام گارڈز ایک جیسی وردیاں پہنے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے پر گولیاں بھی چلا رہے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "ہم انڈین آرمی کے جوان ہیں۔ اس محل اور جزیرے کو اپنے کنٹرول میں لے رہے ہیں۔ ہمیں بتاؤ۔ یہاں کتنے مسلح گارڈز چھپے ہوئے ہیں۔"

یہ معلوم ہوتے ہی کہ وہ دشمن ہیں' پھر میں نے انہیں دوسری بات نہیں کہنے دی۔ یکبارگی سامنے آکر تڑاتڑ مسلسل فائرنگ کی۔ انہیں سنبھلنے یا بھاگنے کا موقع نہیں ملا۔ وہ گولیوں سے چھلنی ہوگئے۔ فرش پر گرنے کے بعد پھر نہ اٹھ سکے۔ میں نے کنیز سے کہا "میں نے مسلسل فائرنگ کی ہے۔ یہ آوازیں سن کر دوسرے بھی آئیں گے۔ فوراً مین سوئچ کی طرف چلو۔"

وہ میرے ساتھ دوڑتی ہوئی محل کے مختلف حصوں سے گزر کر ایک کمرے میں آئی۔ اس کمرے میں محل کے کئی حصوں کے سوئچ بورڈز تھے۔ میں نے ایک ایک کر کے تمام سوئچ آف کردیے۔ اس کے ساتھ ہی محل کے اندر اور باہر گہری تاریکی چھاگئی۔ اس نے اندھیرے سے گھبرا کر میرے بازو کو تھام لیا۔ میں نے جھک کر سرگوشی میں کہا "روشنی کے بغیر ان کی آدھی قوت رہ گئی۔ انہیں تاریکی میں مارے جانے کا اندیشہ ہوگا۔ وہ ادھر روشنی کرنے ضرور آئیں گے۔ یہاں سے نکل چلو۔"

ہم دونوں ہاتھوں سے ٹٹولتے ہوئے کمرے سے باہر آئے۔ وہ میرا ہاتھ پکڑے دیواروں کو چھو کر راستے کا اندازہ کرتی ہوئی ایک کمرے میں آئی۔ میں نے کہا "ہمیں سوئچ بورڈز کے قریب رہنا چاہیے۔ میں یہاں آنے والوں کو روک سکوں گا۔ اگر دشمن ہوئے تو انہیں جہنم میں پہنچاؤں گا۔"

وہ بولی "اس کمرے کی کسی الماری میں ایک پنسل ٹارچ ہے۔ آپ کو اس کی ضرورت ہوگی۔"

اس تاریکی میں میرا دماغ ایک ذرا روشن ہوا۔ مجھے یوں لگا کہ میں تاریکی میں دشمنوں سے آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے لڑنے کی تکنیک جانتا ہوں۔ میں نے کہا "جب بھی کچھ کہنا ہو' میرے کانوں کے پاس سرگوشی کرو۔ دشمنوں کو ہماری سانسوں کی آواز بھی سنائی نہ دے۔ ہم ٹارچ رکھیں گے لیکن جب تک میں نہ کہوں' تم اسے استعمال نہیں کرو گی۔ ہماری طرف سے روشنی ہوگئی تو دشمن فوراً ہی ہم پر گولیاں برسائیں گے۔"

وہ دیوار کا سہارا لیتی ہوئی الماری کی طرف چلی گئی۔ میں دروازے سے لگا کھڑا رہا۔ ایسے وقت ہلکی سی روشنی ہوئی۔ دور کوریڈور میں ہردیو ایک مسلح گارڈ کے ساتھ دکھائی دیا۔ وہ سگریٹ لائٹر کی روشنی میں آرہا تھا۔ مسلح گارڈ اسے بتا رہا تھا کہ مین سوئچ بورڈ کہاں ہے۔

میں نے گن سیدھی کی۔ مسلح گارڈ آگے تھا۔ میری پہلی گولی اسے لگی۔ ہردیو پلٹ کر لائٹر بجھا کر بھاگ رہا تھا۔ میں نے دوسرا فائر کیا۔ اس کے حلق سے کراہ نکلی۔ اس کے لڑکھڑا کر گرنے کی آواز سنائی دی پھر چند سیکنڈ کے بعد میں نے اندازہ کیا' وہ اٹھ کر بھاگ رہا تھا۔ میں آواز کی سمت فائر کرتا چلا گیا۔ اس کی ایک چیخ سنائی دی پھر خاموشی چھاگئی۔

وہ ٹارچ لے کر واپس آگئی۔ مجھ سے لگ گئی۔ مسلسل فائرنگ کے باعث اس کا دل دھڑک رہا تھا اور میرے سینے کو بھی دھڑکا رہا تھا۔ میں نے بے اختیار اسے بازوؤں میں بھینچ لیا۔ اس محل میں آنے کے بعد ٹینا میرے قریب آنا چاہتی تھی۔ میں نے اسے ٹال دیا تھا۔ میرے بدن کو مساج کرنے کے لیے کئی خادماؤں کو پیش کرنا چاہتی تھی۔ میں نے انکار کردیا تھا پھر ہیلی پیڈ پر پوجا میری سانسوں کے قریب آئی تھی۔ میں اس سے بھی کترا گیا۔ شاید اس لیے کہ میرے مقدر میں وہ کنیز لکھی ہوئی تھی۔

میں اس سے ٹارچ لے کر دروازے پر آیا۔ ایک ہاتھ سے گن سنبھالی۔ فرش پر لیٹ کر دوسرے ہاتھ سے ٹارچ روشن کی۔ دور کوریڈور میں دو مسلح افراد ہردیو کو اٹھا کر لے جارہے تھے۔ میں نے گولی چلادی۔ ایک تو وہ ٹارچ کے روشن ہوتے ہی گھبرا گئے تھے پھر ان میں سے ایک کو گولی لگی تو دوسرا اپنی سلامتی کے لیے ہردیو کو پھینک کر بھاگنے لگا لیکن وہ میرے ریوالور کی گولی سے تیز نہ بھاگ سکا۔ وہ بھی اچھل کر فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ ہردیو گھسٹ کر ایک دروازے کی طرف جارہا تھا۔ گولیاں اس کے پیروں میں لگی تھیں۔ وہ کھڑا ہونے اور چلنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

وہ ناکارہ ہوچکا تھا۔ دشمن کو ناکارہ سمجھ کر چھوڑ دو تو وہ توانائی حاصل کرتے ہی پلٹ کر حملہ کرتا ہے۔ میں اسے ختم کردینا چاہتا تھا۔ ایسے وقت جادیو کی آواز سنائی دی "ہردیو کو نہ مارنا۔ اسے مارو گے تو میں تمہاری بوٹی بوٹی کاٹ کر چیل کوؤں کو کھلادوں گا۔"

میں ایسی جگہ تھا کہ وہ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ میں نے اس کی آواز سنتے ہی ٹارچ بجھادی اور بجھاتے بجھاتے ہردیو کو گولی ماردی۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ اس کے بعد کوئی آواز نہیں آئی۔ جادیو اس سے پوچھ رہا تھا "کیا پھر تمہیں گولی لگی ہے؟ کیا تم فرش پر رینگتے ہوئے میرے پاس نہیں آسکتے؟"

ہردیو کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ جادیو نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا "کتے! میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں جانتا ہوں' تم سلمان قیصر ہو۔ میں نے پوجا کو قیدی بنا

کر رکھا ہے۔ اسے زندہ سلامت دیکھنا چاہتے ہو تو مین سوئچ آن کرو۔ ہتھیار پھینک کر سامنے آجاؤ۔ اس خوش فہمی میں نہ رہو کہ یہاں سے زندہ سلامت جاسکو گے۔"

میں نے کنیز کو کھینچ کر اپنی آغوش میں لیا پھر اس کے کان میں سرگوشی کی "کیا اس کمرے میں دوسرا دروازہ ہے؟"

وہ میری اور اپنی سانسوں کی ہلچل میں بولی "دوسرا دروازہ ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔"

"میں یہاں سے نکل کر پوجا کے بیڈ روم تک جانا چاہتا ہوں۔"

"میں لے چلوں گی۔"

ہم پھر دیوار کے سہارے تاریکی میں چلنے لگے پھر دوسرے دروازے تک پہنچ کر اس کمرے سے نکل آئے۔ وہاں بھی گہری تاریکی تھی۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ ایسی تاریکی میں کتنے دشمن ہوں گے اور کہاں کہاں چھپے ہوں گے؟

میں نے ایک جگہ چھپ کر ذرا ٹارچ کی روشنی کی۔ دور تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ میں نے ٹارچ بجھادی۔ دیوار پر ہاتھ رکھ کر تیزی سے آگے جانے لگا۔ آگے کنیز تھی' وہ مجھے لے جارہی تھی۔

یہ اطمینان تھا کہ دشمنوں کا لیڈر جادیو مین سوئچ بورڈ کی طرف ہے۔ یہاں میرے پیچھے نہیں آئے گا۔ کاش میری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں بحال ہوجاتیں تو میں جادیو کے اندر پہنچ کر اس کے تمام خفیہ منصوبے معلوم کرلیتا اور اس کے اندر رہ کر یہ بھی دیکھتا رہتا کہ وہ محل کے کس حصے میں کیا کرتا پھر رہا ہے۔

میں ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے خالی تھا۔ اپنی ذہانت اور ان ڈھکی چھپی صلاحیتوں سے جنگ لڑ رہا تھا' جنہیں میں بھول چکا تھا۔ میرے ذہن میں خود بخود یہ باتیں آرہی تھیں کہ کس موقع پر مجھے کیا کرنا ہے اور میں وہی کرتا جارہا تھا۔

میرے آگے چلنے والی کنیز اچانک ہی کسی سے ٹکرا گئی۔ وہ اسے دبوچ کر غراتے ہوئے بولا "کون ہو تم؟"

وہاں کی گہری تاریکی بندہ پرور تھی۔ وہ مجھے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کنیز نے اس کی گرفت میں کراہتے ہوئے کہا "میں یہاں کی داسی ہوں۔ مجھے نہ مارو۔ مجھے چھوڑدو۔"

وہ بولا "چھوڑدوں گا۔ پہلے یہ بتاؤ' تم نے سلمان قیصر کو دیکھا ہے؟"

وہ بولی "نہیں۔ وہ ہماری میڈم کے بیڈ روم میں ہوں گے۔"

"وہ وہاں نہیں ہے۔ بہت مکار ہے۔ وہاں سے کہیں چلا گیا ہے لیکن محل کے اندر کہیں ہوگا۔ تم اس اندھیرے میں کہاں بھٹک رہی ہو؟"

اب مجھے ایک لمحے میں ٹارچ روشن کرتے ہی... اس کی گن کی پوزیشن دیکھتے ہی فائر کرنا تھا اگر اس کی گن کنیز کی کنپٹی یا سینے پر ہوتی تو میں مشکل میں پڑجاتا اس مشکل کو آسان کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ میں اس کے گن والے ہاتھ پر گولی مارتا۔

یہ اتنا آسان نہیں تھا۔ گولی کنیز کو بھی لگ سکتی تھی۔ مجھے اس کی کراہ سنائی دی۔ وہ اٹک اٹک کر بول رہی تھی "میری گردن تو چھوڑو۔ سانس رک رہی ہے۔ مجھے کچھ بولنے تو دو۔"

اس نے اپنی گرفت ذرا ڈھیلی کی۔ میں نے اسی لمحے میں ٹارچ کی روشنی اس پر پھینکی پھر ٹھیک اس کی پیشانی پر گولی ماردی۔ اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ کنیز ایک دم سے آکر مجھ سے لپٹ گئی۔ وہ پیچھے دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گرا پھر ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑگیا۔ میں نے ٹارچ بجھادی تھی۔ میری فائرنگ کے نتیجے میں کہیں سے جوابی فائر ہوسکتا تھا۔ وہ اپنی بانہیں میری گردن میں ڈال کر بری طرح لپٹی ہوئی تھی۔ اپنی سانسیں میری سانسوں میں پہنچا رہی تھی۔ تاریکی میں اس کا وجود سحرزدہ کررہا تھا۔ میں تھوڑی دیر تک سحرزدہ ہوتا رہا پھر اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

ہم ٹینا کے اس کمرے میں پہنچ گئے۔ جو پوجا کے بیڈ روم سے منسلک تھا۔ میں نے کنیز کے کان میں سرگوشی کی "تم یہاں چھپی رہو۔ جب تک آواز نہ دوں۔ سامنے نہ آنا۔"

وہ مجھ سے الگ ہوکر تاریکی میں کہیں چھپ گئی۔ اسی وقت پوجا کے بیڈ روم کا دروازہ کھلا۔ اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "جادیو! یہ کیا کررہے ہو؟ مجھے کہاں لے جارہے ہو؟"

"اس کتے کے پاس لے جارہا ہوں۔ یہاں کے مین سوئچ بورڈ پر اس نے قبضہ جما رکھا ہے۔ تمہیں گن پوائنٹ پر رکھوں گا تو وہ اندھیرے کا یہ کھیل بند کرے گا۔ یہاں روشنی کرنے پر مجبور ہوجائے گا۔"

وہ پوجا کو کھینچتا ہوا ٹینا کے کمرے میں آگیا۔ اندھیرے میں ہم ایک دوسرے کو دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ باتوں اور آوازوں سے پتا چل رہا تھا کہ کیا ہورہا ہے۔

وہ کہہ رہی تھی "آرام سے چلو۔ اس طرح کیوں کھینچ رہے ہو؟ میں نے تم پر اندھا اعتماد کیا اور تم مجھے یہ صلہ دے رہے ہو؟"

وہ دونوں میرے قریب سے گزر کر کمرے سے باہر جارہے تھے۔ میں دبے قدموں ان کے پیچھے جانے لگا۔ جادیو کہہ رہا تھا "مجھ پر اندھا اعتماد کرکے تم نے موت کو آواز دی ہے۔ میں تمہارا نہیں' اپنے دیس کا اور اپنی آرمی کا وفادار ہوں۔"

وہ آگے بڑھتے بڑھتے رک گیا۔ میں بھی رک گیا۔ وہ پوجا سے بولا "چپ رہو۔ یہاں کوئی ہے۔"

گہری خاموشی چھاگئی۔ وہ میری آہٹ سننے کی کوشش کررہا تھا۔ میں جہاں تھا وہاں ایک اسٹینڈ پر بڑا سا وزنی گلدان رکھا ہوا تھا۔ میں نے اسے ٹٹول کر اٹھایا اور ایک طرف پھینک دیا۔

گہرے سناٹے میں جیسے بم بلاسٹ ہوا ہو۔ ایک زوردار دھماکے کی آواز پیدا ہوئی۔ پوجا کے حلق سے چیخ نکلی۔ جادیو نے ادھر فائر کیا۔ جہاں سے دھماکے کی آواز ابھری تھی اور میں نے ادھر گولی چلائی جدھر سے فائر کا شعلہ چمکا تھا۔

اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ میں سمجھ گیا۔ اسے گولی لگی ہے۔ میں نے ٹارچ روشن کی۔ وہ دکھائی دیا۔ گولی لگنے کے بعد ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا تھا۔ وہ فرش پر گر کر ریوالور کو تلاش کررہا تھا۔

ٹارچ کی روشنی میں وہ ریوالور اسے دکھائی دیا۔ اس نے ادھر ہاتھ بڑھایا۔ میں نے دوسری گولی چلائی۔ پہلے ہی اس کے ایک ہاتھ سے لہو بہہ رہا تھا۔ دوسرے فائر سے دوسرا ہاتھ بھی زخمی ہوگیا۔ یک بارگی وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ غصے سے غراکر گرجتے ہوئے میری طرف چھلانگ لگائی۔

میں نے تیسرا فائر کیا لیکن نشانہ چوک گیا۔ وہ اڑتا ہوا مجھ پر آیا۔ ہم دونوں فرش پر گر پڑے۔ میرے ہاتھوں سے ٹارچ اور ریوالور نکل گئے۔ ہم ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوکر فرش پر دور تک چلے گئے۔

فرش پر پڑی ہوئی ٹارچ ادھر سے ادھر ہورہی تھی۔ اس کی روشنی بھی ادھر سے ادھر پھسل رہی تھی۔ ہم کبھی روشنی میں ہوتے تھے۔ کبھی تاریکی میں۔ وہ بے شک و شبہ ہاتھی کی طرح طاقت ور تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ زخمی تھے۔ دونوں ہاتھوں سے لہو بہے جارہا تھا۔ اس کے باوجود وہ مجھ سے لڑ رہا تھا۔ اپنے سر سے ٹکریں مار رہا تھا۔ ایک بار اس نے میرے سر پر ٹکر ماری تو میں ایک دم سے چکرا گیا۔ آنکھوں کے سامنے قمقمے جلنے بجھنے لگے۔

وہ جانتا تھا۔ دوسری بار ٹکر مارے گا تو میں چکرا کر لڑنے کے قابل نہیں رہوں گا۔ اسے اپنے لڑنے کی تکنیک معلوم تھی۔ میں اپنی تکنیک جانتا تھا۔ اس نے جیسے ہی دوسری بار ٹکر مارنی چاہی۔ میں نے انگریزی حرف 'وی' کی صورت میں دونوں انگلیاں آگے بڑھادیں۔ وہ انگلیاں دو سلاخوں کی طرح اس کی دونوں آنکھوں میں پیوست ہوگئیں۔

اس کے حلق سے ایک دل خراش چیخ نکلی۔ وہ الٹ کر دوسری طرف گیا پھر آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ ویسے وہ بہت جی دار تھا۔ مکار تھا۔ جہاں تڑپ رہا تھا۔ وہیں ایک ریوالور اس کے ہاتھ آگیا تھا۔ آنکھوں میں ایسی شدید تکلیف تھی کہ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا۔ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ پوجا اس سے دور جانا چاہتی تھی۔ اس نے ٹانگ پکڑ کر اسے کھینچ لیا...... اور اسے دبوچ کر اس کے سر سے ریوالور لگاتے ہوئے کہا "خبردار! مجھ پر گولی چلاؤ گے تو میں اسے مار ڈالوں گا۔ مجھے یہاں سے جانے دو۔"

اس نے سختی سے دونوں آنکھوں کو بند کررکھا تھا۔ ان آنکھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے بھی کافی مقدار میں خون بہہ چکا تھا۔ ایسے ہی وقت پورے محل میں روشنی ہوگئی۔

روشنی ہوتے ہی میں نے دیکھا۔ اس کا ریوالور والا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ انگلی ٹریگر پر تھی۔ لرزنے کے باعث ٹریگر دب سکتا تھا۔ گولی چل سکتی تھی' پوجا مر سکتی تھی۔ میں نے یک بارگی اس کے ہاتھ پر چھلانگ لگائی۔ اس ہاتھ والا ریوالور پوجا کے سر سے ہٹ گیا۔ جادیو کے چہرے کی طرف گیا۔ ایسے وقت ٹریگر دب گیا۔ جادیو کے چہرے کے چیتھڑے اڑ گئے۔

پوجا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کراہتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے گن اٹھا کر اس کا رخ دروازے کی طرف کیا۔ قدموں کی آوازیں رک گئیں۔ دروازے کے پیچھے سے سیکیورٹی افسر نے پوچھا "میڈم! آپ خیریت سے ہیں۔"

وہ بولی "ہاں۔ آجاؤ۔"

وہ چند گارڈز کے ساتھ اس ہال میں آگیا۔ پوجا نے غصے سے پوچھا "تم کہاں مرگئے تھے؟ اگر یہ سلمان صاحب نہ ہوتے تو کم بخت یہ دشمن مجھے مار ڈالتا۔"

وہ بولا "میڈم! ہم اس کے ساتھیوں کو یہاں آنے سے روک رہے تھے۔ ہم نے اس کے بارہ گوریلا فائٹرز کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور پتا نہیں کتنے تھے؟ وہ اندھیرے میں فرار ہوگئے ہیں۔"

وہ بولی "باہر تاریکی ہے وہ مرنے کے لیے جنگل میں نہیں

جائیں گے۔ یہیں محل میں کہیں چھپے ہوں گے۔ انہیں تلاش کرو۔"

"آپ اطمینان رکھیں۔ ہمارے گارڈز روشنی ہوتے ہی محل کے اندر اور باہر انہیں تلاش کر رہے ہیں۔"

پوجا نے جادیو کی لاش کو دیکھا پھر اس کی طرف تھوکتے ہوئے کہا "یہ خود کو آرمی کا ایک افسر کہہ رہا تھا۔ میں صبح ہوتے ہی وزیر داخلہ سے شکایت کروں گی کہ آرمی کا افسر اپنے کمانڈوز کے ساتھ مجھے ہلاک کرنے آیا تھا۔ ثبوت کے طور پر ان سب کی لاشیں یہاں موجود ہیں۔ میں اپنے وکیل سے بھی مشورہ کروں گی۔ عدالت میں میرا کیس اور مضبوط ہو جائے گا۔"

میں نے کہا "تم وزیر داخلہ سے رابطہ نہیں کرو گی۔ آرمی والے الٹا تم پر کیس کریں گے۔ یہ الزام لگائیں گے کہ آرمی کی ایک گشتی ٹیم جزیرے کا معائنہ کرنے گئی تھی۔ تمہاری ذاتی فوج نے ان سب کو مار ڈالا ہے۔ بھارتی فوج کو جزیرے پر حملہ کرنے کا بہانہ مل جائے گا۔"

پوجا نے مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا "تم نے میری بات نہیں مانی تھی۔ جادیو پر اندھا اعتماد کیا تھا۔ میں بھی اعتماد کرتا تو تمہارے ساتھ بے موت مارا جاتا۔ اب بھی میرے مشورے پر عمل نہیں کرو گی تو کل انڈین آرمی فضائی اور بحری راستوں سے یہاں پہنچ جائے گی۔"

پوجا نے کہا "تمہاری باتوں میں وزن ہے پھر بھی میں اپنے وکیل سے مشورہ کروں گی۔ وہ مجھے صحیح مشورہ دے گا۔"

"تمہارا وکیل جادیو کا کیس عدالت میں لے جانے کا مشورہ دے گا۔ میری بات کو سمجھو۔ آرمی والوں کو یہ نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے افسر اور کمانڈوز یہاں مارے گئے ہیں۔ وہ عدالت میں جج کا تبادلہ کرائیں گے اور یہاں فوجی حملہ کریں گے۔ کوئی قانون انہیں نہیں روک پائے گا۔"

"سلمان! تم نہیں جانتے' وہ وکیل بہت ذہین اور تجربے کار ہے۔ وہ قانون سے کھیلنا جانتا ہے۔"

"میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ تم نے پہلی بار میری بات نہیں مانی۔ میں تمہارا کمرا چھوڑ کر چلا گیا۔ دوسری بار نہیں مانو گی تو یہ جزیرہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

وہ کنیز ٹینا کے کمرے سے باہر آئی۔ پوجا نے پوچھا "تم وہاں کیا کر رہی تھیں؟"

"میں نے اسے وہاں چھپایا تھا۔ ہماری آج کی کامیابی میں اس نے اہم رول ادا کیا ہے۔ آؤ میرے پاس تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ میرے قریب آ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "میرا نام ثمرن ہے۔ آپ بہت بڑے سورما ہیں۔ آپ نے یہ کامیابی اپنی عقل اور طاقت سے حاصل کی ہے۔"

"ثمرن! میں اس جزیرے سے جانے والا ہوں۔ میرے ساتھ چلو گی؟"

پوجا نے میرے قریب آتے ہوئے پوچھا "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تم یہاں سے نہیں جاؤ گے پھر اسے کیوں ساتھ لے جانے کی بات کر رہے ہو؟"

"جب میرے چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے اور میں مصائب میں گھرا ہوا تھا۔ تو یہی میرے کام آئی تھی۔"

"اس نے کوئی بڑا کام کیا ہے تو اسے انعام دو اور یہاں سے ہٹاؤ۔"

"یہ ہٹانے کی نہیں کلیجے سے لگانے کی چیز ہے۔ میں سب کے سامنے اسے انعام دے رہا ہوں۔"

میں نے ثمرن کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر اسے اپنے بازوؤں میں بھر کر اسے چومنے لگا۔ پوجا نے چیخ کر کہا "سلمان! تم میری انسلٹ کر رہے ہو۔ اسے چھوڑ دو' اس پر تھوک دو۔"

میں نے کہا "تم اپنی حماقت سے مجھے جادیو کے جال میں پھنسانے والی تھیں۔ میں تمہیں چھوڑ سکتا ہوں مگر ثمرن کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

"میں اسے گولی مار دوں گی۔ اسے کتوں کے آگے ڈال دوں گی۔ وہ اس کی بوٹی بوٹی نوچ کر کھا جائیں گے۔"

"میری زندگی میں یہ ممکن نہیں ہے۔ اگر اسے کسی نے ہاتھ بھی لگایا تو میں اس محل کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔"

وہ مجھے دیکھنے کر کچھ سوچنے لگی۔ پتا نہیں کیا سوچ رہی تھی۔ میں اس کے خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا۔ وہ اچانک شکست خوردہ سے انداز میں بولی "میرے بیڈ روم میں چلو۔ میں تنہائی میں باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں ثمرن کو ایک لمحے کے لیے بھی تنہا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ بھی بیڈ روم میں جائے گی۔"

اس نے گھور کر ثمرن کو دیکھا پھر مجھ سے کہا "جادیو نے ٹینا کو مار ڈالا ہے۔ اسے ٹینا کے کمرے میں تھوڑی دیر کے لیے تنہا چھوڑ سکتے ہو۔ وہاں اس کے پاس کوئی نہیں آئے گا۔"

میں ثمرن کو ایک بازو میں سمیٹ کر ٹینا کے کمرے کی

طرف جانے لگا۔ پوجا نے سیکیورٹی افسر سے کہا "کتنے دشمن مارے گئے ہیں اور ہمارے کتنے وفادار کام آچکے ہیں۔ کتنے دشمن فرار ہو چکے ہیں۔ کتنے یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ مجھے آدھے گھنٹے کے اندر حساب دو۔"

اس نے کہا "میڈم! ان لاشوں کا کیا کیا جائے گا؟"

"میں تھوڑی دیر بعد بتاؤں گی۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں جانے کے لیے ٹینا کے کمرے میں آئی۔ وہاں میرے ساتھ ثمرن کو دیکھا پھر اپنے بیڈ روم کا دروازہ کھول کر اندر گئی۔ میں نے اس کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کرتے ہوئے کہا "جب تک میں نہ آؤں۔ یہ دروازہ نہ کھولنا۔ یہاں آرام کرو۔"

میں پوجا کے بیڈ روم میں آیا۔ وہ بولی "تمہیں مان مرتبے کا خیال نہیں ہے؟ تم نے سب کے سامنے ایک داسی کو منہ لگایا۔ اپنی بلندی سے گرتے ہوئے تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آرہی ہے؟"

"کسی گرتے ہوئے کو سنبھالنا اور اسے اپنی بلندی پر لے آنے سے فخر حاصل ہوتا ہے۔ تمہارے سوچنے کا انداز غلط ہے۔ میں نیچے نہیں گرا۔ اسے اپنے برابر لے آیا ہوں۔ تمہیں کیا اعتراض ہے؟"

"ہماری شادی ہونے والی ہے اور تم اسے منہ لگا رہے ہو۔ سب کے سامنے میری انسلٹ کر چکے ہو پھر پوچھتے ہو کہ میں اعتراض کیوں کر رہی ہوں؟ تمہاری ان حرکتوں سے صاف ظاہر ہے کہ تم اس داسی کو مجھ سے افضل اور برتر بنا رہے ہو۔"

"سوری پوجا! میں نہیں جانتا۔ ہماری شادی کب طے ہوئی ہے؟ میں کیسے شادی کے لیے راضی ہو گیا تھا؟ تم جو کہہ رہی ہو۔ مجھے اس پر یقین کرنا پڑ رہا ہے۔ تم نے جادیو کے معاملے میں مجھے کم تر بنا کر یہ اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ مجھے تم پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ آئندہ میں دوسرے ذرائع سے معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ میں کون ہوں؟ اور میرے والدین یا دوسرے رشتے دار کہاں ہیں؟"

وہ بولی "اتنی بڑی دنیا میں میرا اور تمہارا کوئی نہیں ہے۔ تمہارے والدین مر چکے ہیں۔ جو چند رشتے دار تھے وہ پاکستان چلے گئے۔ میرے رشتہ داروں سے ملنا چاہو گے تو وہ میری برائیاں کریں گے اور تمہارے بارے میں کچھ نہیں بتا سکیں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں اس دن کا انتظار کروں گا۔ جب میری یادداشت واپس آئے گی۔ میں بھولی ہوئی تمام باتیں ایک ایک کر کے یاد کروں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میری زندگی میں تمہاری کتنی اہمیت ہے؟"

"سلمان! تمہیں مجھ پر بھروسا کرنا چاہیے۔ میں نے جادیو کو اہمیت دے کر تمہارا دل دکھایا ہے۔ میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ تمہاری ہر بات مانوں گی۔ تم درست کہتے ہو۔ انڈین آرمی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے ان کے افسروں اور کمانڈوز کو ہلاک کیا ہے۔ میں ان تمام لاشوں کو گہرے سمندر میں پھنکوا دوں گی۔ یہ کام ابھی راتوں رات ہو گا۔ کسی کو خبر نہیں ہو گی۔"

"یہ تمہاری دانش مندی ہو گی۔ کبھی کوئی غلط قدم اٹھا کر انڈین آرمی کو یہاں حملہ کرنے کی دعوت نہ دو۔"

"اب میں تمہاری ہر بات مانوں گی۔ تم بھی میری ایک بات مان لو۔ ثمرن کو منہ نہ لگاؤ۔ اس پر دل آگیا ہے تو اس سے ایک رات کھیل لو پھر اس کی چھٹی کر دو۔"

"سوری۔ میں نے اسے ٹھکرانے کے لیے گلے نہیں لگایا ہے۔ میرا اس محل میں رہنا ضروری نہیں ہے۔ میں اسے لے کر کیرالا چلا جاؤں گا۔"

"پلیز! یہاں سے جانے کی بات کبھی نہ کرنا۔ صرف تم ہی انڈین آرمی کو میرے اس جزیرے سے دور رکھ سکتے ہو۔"

"ہاں۔ ٹینا نے بتایا تھا کہ میں ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے انڈین آرمی کو ناکام بنا تا رہوں گا لیکن کہاں ہے ٹیلی پیتھی کا ہتھیار؟ ابھی میں نے ٹیلی پیتھی کے بغیر ان کے آٹھ فائٹرز کو ہلاک کیا۔ جادیو اور ہردیو جیسے انڈین آرمی کے دو ہاتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ انڈین آرمی کے اس خفیہ مشن کو ناکام بنایا ہے۔"

وہ بولی "تم باکمال ہو۔ کسی ہتھیار کے بغیر بھی دشمنوں پر غالب آجاتے ہو۔ جلد ہی تمہاری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں بحال ہو جائیں گی پھر تم ناقابلِ شکست بن جاؤ گے۔"

"مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم اپنی اور اپنے جزیرے کی سلامتی کے لیے مجھے شادی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتی ہو۔ اگر ایسا ہے تو کوئی سوال کیے بغیر میرے اس سوال کا جواب دو۔ یہ جزیرہ تمہارے لیے کتنا اہم ہے؟"

"یہ جزیرہ انگریزوں کے دورِ حکومت سے ہماری ملکیت ہے۔ یہ میرے دادا پر دادا کی امانت ہے۔ میں اسے ہر قیمت پر انڈین آرمی سے بچانا چاہتی ہوں۔ اس لیے میں اپنی جان دے کر بھی تمہیں اپنا بنا کر رکھوں گی۔ تمہیں ساتھ نہیں چھوڑنے دوں گی۔"

میں نے کہا "میری چند معمولی شرائط مان کر تم اپنی تمام

ضروری شرائط منوا سکتی ہو۔ میں اس وقت تک تمہارے لیے اور جزیرے کی سلامتی کے لیے لڑتا رہوں گا۔ جب تک انڈین آرمی شکست تسلیم نہیں کر لے گی۔"

"بس میں یہی چاہتی ہوں۔ بولو۔ تمہاری شرائط کیا ہیں؟"

"میری پہلی شرط یہ ہے کہ تم مجھ سے شادی نہیں کرو گی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تم میرے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کرو گی اور ثمرن میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "میں کہہ چکی ہوں۔ اس جزیرے کو اپنی ملکیت بنائے رکھنے کے لیے تمہاری ہر شرط مان لوں گی۔ تم سے شادی نہیں کروں گی لیکن تم دن رات میری نظروں کے سامنے رہو گے۔"

"مجھے منظور ہے۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ میری ایک اور شرط یہ ہے کہ یہاں کے تمام مسلح گارڈز میرے زیرِ کمان رہیں گے۔ اگر کوئی نافرمانی کرے گا تو میں اسے گولی مار دوں گا۔ تم اعتراض کرو گی تو تمام شرائط بھول کر یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"یہاں تم جو چاہو گے وہی ہو گا۔ بس یہاں سے جانے کی بات نہ کرنا۔"

میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "ہمارے معاملات طے ہو چکے ہیں۔ اب تمہیں مطمئن رہنا چاہیے۔ میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ تمہاری خاطر ایک بڑی فوجی قوت سے ٹکراتا رہوں گا۔ محل کی انتظامیہ سے کہہ دو کہ میرے اور ثمرن کے لیے ایک کمرا مخصوص کر دیں۔ آئندہ ثمرن کو داسی نہ سمجھیں۔ اسے میرے برابر عزت دی جائے اور اس کے تمام احکامات کی تعمیل کی جائے۔"

اس نے انٹرکام کے ذریعے اپنے محل کے منتظمین سے رابطہ کیا اور میری مرضی کے مطابق انہیں احکامات دینے لگی۔

میں مطمئن ہو کر ثمرن کے پاس آگیا۔ پوجا نے اپنے بیڈ روم کے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر اس نے موبائل فون کے نمبر پنچ کیے۔ اسے کان سے لگا کر انتظار کرنے لگی۔ دوسری طرف سے ایک بوڑھی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی "بولو بیٹی! کیا بات ہے؟"

پوجا نے کہا "دادی ماں! تم نے کہا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرے گا۔ شادی کرے گا اور کبھی جزیرے سے جانے کی بات نہیں کرے گا لیکن وہ تو محل کی ایک داسی کا دیوانہ ہو گیا ہے۔"

"بیٹی! میں نے کہا تھا۔ پیار اور شادی کے معاملے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ پیدا ہو گی لیکن تمہارا کام نہیں رکے گا۔ وہ اپنی غیر معمولی صلاحیت سے دشمنوں کو تم سے دور رہنے پر مجبور کر دے گا۔"

"اس کی خیال خوانی کی صلاحیت کہاں مر گئی ہے؟ آخر وہ کب ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرنے کے قابل ہو گا؟"

"ذرا صبر کرو۔ وہ خیال خوانی ضرور کرے گا۔"

"ابھی انڈین آرمی نے زبردست حملہ کیا تھا۔ ایسے خطرے کے وقت بھی اس کی خیال خوانی کی صلاحیت واپس نہیں آئی۔ مجھے لگتا ہے، تم نے اس کی یادداشت کے ساتھ اس کی ٹیلی پیتھی کو بھی مٹا دیا ہے۔ تم بوڑھی ہو گئی ہو۔ الٹے سیدھے منتر پڑھنے لگی ہو۔"

"لڑکی! بکواس مت کر۔ میں بوڑھی نہیں ہوں۔ ابھی اور سو سال تک جوان رہوں گی۔ فرہاد پر میرا دل آگیا تھا۔ تو میری پوتی ہے۔ اس لیے تیری خاطر اسے چھوڑ دیا۔ اب وہ تجھے چھوڑ کر کسی داسی کی طرف جھک رہا ہے تو میں اسے اپنی طرف جھکا لوں گی۔"

"جب وہ خیال خوانی کرنے لگے گا تو کیا تمہارے خیالات پڑھ کر یہ معلوم نہیں کرے گا کہ تم ایک سو دس برس کی ہو۔ منتر پڑھتی رہتی ہو اور سولہ برس کی چھوکری بن کر اپنا بڑھاپا چھپاتی رہتی ہو۔"

"جب وہ خیال خوانی کرے گا تب بھی اسے ہماری اصلیت معلوم نہیں ہو گی۔ میں نے اپنے اور تمہارے دماغوں کی بندش کی ہے۔ وہ ہمارے چور خیالات کبھی نہیں پڑھ سکے گا۔"

"دادی ماں! مجھے فرہاد پر بھروسا نہیں ہے۔ یہ بڑا ہی ضدی ہے، اپنی من مانی کرتا ہے۔ کسی دن اچانک ہمارا ساتھ چھوڑ دے گا تو کیا ہو گا؟"

"تم فکر نہ کرو۔ اب میں وہاں آؤں گی اور اپنے حسن، اپنی جوانی، اپنی اداؤں اور اپنے منتروں سے اسے دیوانہ بنا کر رکھوں گی۔ وہ میرے منتروں کی جکڑ بندی سے نکل نہیں پائے گا۔"

پوجا نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی پھر اپنے موبائل کو آف کر دیا۔

○☆○

کبریا نے پروفیسر دینا ناتھ کے ذریعے میرے بارے میں اس حد تک معلوم کیا تھا کہ میں زندہ سلامت ہوں اور جنوب کی سمت کسی علاقے میں ہوں۔

کبریا نے پروفیسر دینا ناتھ اور اس کی دو بھتیجیوں کو یہ آفر دی تھی کہ وہ تینوں مجھے ڈھونڈ نکالنے تک کبریا کے ساتھ رہیں گے۔ وہ انہیں ایک ماہ میں پچاس ہزار روپے بھی دے گا اور ان کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کے اخراجات بھی برداشت کرے گا۔

انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ دوسرے دن ہوٹل چھوڑ کر دہلی سے مدراس جائیں گے۔ وہاں پہنچ کر پروفیسر اپنے علم سے اگر یہ معلوم کرے گا کہ میں اور آگے کے جنوبی علاقے میں ہوں تو پھر وہ سب آگے جنوب کی طرف سفر کریں گے۔

پروفیسر نے کبریا کے سامنے اپنا ایک مسئلہ بیان کیا۔ مہاراشٹر میں ایک سیاسی لیڈر ناگیشور پانڈے تھا۔ وہ میرا کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ میرا ایک مسلمان کے عشق میں گرفتار ہوئی تھی۔ ناگیشور پانڈے مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ہندو لڑکی کسی مسلمان کی آغوش میں جائے۔ اس نے اس مسلمان کو قتل کرا دیا تھا۔

کبریا نے پروفیسر سے کہا کہ وہ ناگیشور پانڈے سے نمٹ لے گا۔ اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ البتہ یہ کہا کہ وہ غیر معمولی سماعت کا حامل ہے۔ ہزاروں میل دور کوئی مطلوبہ شخص باتیں کر رہا ہو تو وہ اس کی آواز سن لیتا ہے۔ پروفیسر نے فون کے ذریعے اسے ناگیشور پانڈے کی آواز سنائی۔ وہ آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا پھر اس نے پانڈے کا ایسا تماشا بنایا تھا کہ وہ غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے چیلنج کیا تھا کہ وہ کبریا کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

اس کے چیلنج کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کبریا نے خود کو مسلمان کہا تھا اور یہ جتلایا تھا کہ وہ میرا سے عشق کرتا ہے۔ میرا یہ سن کر جھینپ رہی تھی۔ ایک تو دل پہلے ہی اس کی طرف مائل تھا۔ اس پر وہ کھلم کھلا فون پر پانڈے سے کہہ چکا تھا کہ اس نے میرا کے ایک مسلمان عاشق کو قتل کرایا ہے۔ دوسرے مسلمان عاشق کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

گزشتہ اقساط میں یہ سب کچھ تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ پروفیسر دینا ناتھ اور اس کی دونوں بھتیجیاں میرا اور شاردا آدھی رات تک کبریا کے کمرے میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اس کی غیر معمولی قوت سماعت پر حیران ہوتے رہے۔ شاردا تو کبریا کی ایسی دیوانی ہو رہی تھی کہ سب کی موجودگی میں اس کا ہاتھ پکڑ رہی تھی۔ ایک ہی صوفے پر اس سے لگ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے برعکس میرا بہت سنجیدہ تھی۔ کبریا سے کترا رہی تھی۔ اس کے بارے میں کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن بے اختیار سوچتی چلی جاتی تھی۔

کبریا باتوں کے دوران میں کبھی کبھی اس کے خیالات پڑھتا تھا۔ اس نے انہیں اپنا نام البرٹ پارکر بتایا تھا۔ میرا سوچ رہی تھی "پروفیسر انکل نے اپنے علم سے یہ بتایا ہے کہ ایک مسلمان میری زندگی میں آئے گا۔ اگرچہ پانڈے نے ایک مسلمان کو ہلاک کرا دیا ہے۔ اس کے باوجود میری تقدیر نہیں بدلی۔ مجھے ایک مسلمان سے ہی محبت ہو گی پھر نہ جانے کیوں یہ دل البرٹ پارکر کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ یہ تو عیسائی ہے۔"

کبریا نے اس کی سوچ میں کہا "عیسائی ہے تو کیا ہوا؟ میری محبت میں گرفتار ہو کر مسلمان ہو جائے گا۔"

وہ قائل ہو کر سوچنے لگی "یہ مجھے چاہتا ہے۔ ابھی فون پر پانڈے سے باتیں کر رہا تھا۔ خود کو مسلمان کہہ رہا تھا اپنا نام فرہاد بتا کر پانڈے کو بھڑکا رہا تھا کہ میں اس مسلمان فرہاد سے محبت کر رہی ہوں اور یہ بھی میری خاطر پانڈے سے ٹکرانے کے لیے تیار ہے۔ ہے بھگوان! کیا یہ نہیں جانتا کہ کتنی بڑی طاقت کو للکار رہا ہے؟"

اس نے چور نظروں سے کبریا کو دیکھا۔ وہ اس کی سوچ میں بولا "یہ پیار کی انتہا ہے۔ یہ میری خاطر برسر اقتدار پارٹی کے لیڈر کو چیلنج کر چکا ہے۔ میں چور نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہوں؟ مجھے کسی کا ڈر تو نہیں ہے۔"

کبریا نے اسے اپنی طرف دیکھنے پر مائل کیا۔ جب وہ دیکھنے لگی تو اس نے بھی نظریں ملائیں۔ اس نے ایک دم سے شرما کر نظریں جھکا لیں۔ پروفیسر سے بولی "انکل! چلیں۔ مسٹر پارکر کو آرام کرنے دیں۔"

شاردا نے کہا "تمہیں جانا ہے تو جاؤ۔ میں تو پارکر سے باتیں کروں گی۔"

پروفیسر نے اٹھتے ہوئے کہا "نہیں شاردا! دوسروں کے آرام کا خیال رکھنا چاہیے۔ آؤ ہم اپنے کمرے میں چلیں۔"

میرا اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ شاردا کو بھی اٹھنا پڑا۔ وہ جاتے جاتے سوچنے لگی "جب میرا اور انکل سو جائیں گے تب میں چپ چاپ پارکر کے پاس آؤں گی۔ ہائے مجھے کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو مجھے پاگل بنا رہا ہے۔"

وہ تینوں چلے گئے۔ کبریا نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ ایک ایزی چیئر پر آ کر آرام سے بیٹھ کر ناگیشور پانڈے کے اندر پہنچ گیا۔ اس وقت وہ سونے کے لیے بستر پر لیٹ رہا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس نے دہلی میں اپنی سیاسی پارٹی کے ایک لیڈر سے رابطہ کیا تھا۔ وہ لیڈر ہوم منسٹر تھا۔ اس نے ہوم منسٹر کو ایک فون نمبر بتا کر کہا تھا "میں نے سی ایل آئی میں یہ نمبر پڑھا ہے۔ مجھے ایک دشمن نے دہلی سے فون کیا تھا۔ آپ معلوم کریں کہ فون کہاں سے کیا گیا ہے؟ وہاں میرا دشمن موجود ہے۔ وہ مسلمان ہے اور اس نے میری بیٹی کو اغوا کرنے کی دھمکی دی ہے۔ آج کل میری بیٹی وہیں دہلی میں ہے۔"

ہوم منسٹر نے کہا "آپ کی بیٹی میری بیٹی ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں اور آئی جی پولیس کو وہاں چھاپا مارنے کو کہتا ہوں۔ آپ بتائیں دشمن سے کیسا سلوک کیا جائے؟"

"اس کا کام تمام کر دیا جائے۔ وہ زندہ رہے گا تو میری بیٹی کو نہیں چھوڑے گا۔"

"اسے گولی مارنے کا معقول جواز پیش کرنا ہو گا۔ اس پر الزام لگایا جا سکتا ہے کہ وہ پاکستان سے آنے والا کشمیری مجاہد ہے۔ دہلی میں تخریبی کارروائیاں کرنے آیا ہے۔"

"آپ جو بہتر سمجھتے ہیں، وہ کریں۔ میں صبح ہونے سے پہلے اس کی موت چاہتا ہوں۔"

"میں احکامات صادر کرنے کے بعد سونے کے لیے جاؤں گا۔ میرا سیکریٹری اس کی موت کی خبر آپ کو سنائے گا۔"

ناگیشور پانڈے نے مطمئن ہو کر ریسیور رکھ دیا پھر خود سونے کے لیے بیڈ پر آ گیا۔ کبریا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے اٹھ کر پھر فون کے ذریعے ہوم منسٹر سے رابطہ کیا۔ اس بار سیکریٹری نے کہا "صاحب سونے کے لیے جا چکے ہیں۔ آپ صبح رابطہ کریں۔"

پانڈے نے ریسیور رکھ دیا۔ کبریا اس سیکریٹری کے اندر پہنچ کر خیالات پڑھنے لگا۔ معلوم ہوا کہ ہوم منسٹر نے آئی جی پولیس کو ہمارے پیچھے لگا دیا ہے۔ اس سیکریٹری نے کبریا کی مرضی کے مطابق آئی جی سے رابطہ کر کے پوچھا "کیا آپ اس فون کے ذریعے اس کشمیری مجاہد تک پہنچ چکے ہیں۔"

اس نے جواب دیا "ہمیں ابھی معلوم ہوا ہے کہ وہ ہوٹل تاج محل کا ایک فون نمبر ہے۔ ہوٹل کے ایکسچینج سے آپریٹر نے بتایا ہے کہ ایک سوئٹ سے ممبئی کے کسی ناگیشور پانڈے کو فون کیا گیا تھا۔"

کبریا آئی جی کے اندر پہنچ گیا۔ اس آئی جی نے ڈی آئی جی کو حکم دیا تھا کہ اس ہوٹل کے سوئٹ میں جو مسلمان ہے۔ اس پر الزام عائد کیا جائے کہ وہ پاکستان سے آنے والا کشمیری مجاہد ہے۔ الزام ثابت کرنے کے لیے کچھ ہتھیار اور ہینڈ گرینیڈ اور ٹائم بم وغیرہ لے جا کر اس کے سوئٹ میں رکھے جائیں۔ اس مسلمان کو فرار ہونے کا موقع دیا جائے اور جب وہ بھاگنے لگے تو اسے گولی مار دی جائے۔

کبریا آئی جی کے ذریعے ڈی آئی جی کے اندر پہنچ گیا۔ ڈی آئی جی ایک پولیس کار میں بیٹھا ہوٹل کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے پولیس وین میں ایک انسپکٹر اور چھ مسلح سپاہی بیٹھے ہوئے تھے۔ انسپکٹر وائرلیس کے ذریعے ڈی آئی جی سے ہدایات حاصل کر رہا تھا۔ کبریا انسپکٹر کے اندر آ گیا پھر اس کے ذریعے ایک سپاہی کی کھوپڑی میں پہنچ گیا۔ اس سپاہی نے کبریا کے زیر اثر آتے ہی اسلحے کے بیگ میں سے ایک ہینڈ گرینیڈ نکالا پھر اس کی چابی کو دانتوں میں دبا کر زور سے کھینچا۔ دوسرے سپاہی نے چیخ کر کہا "یہ تم نے کیا کیا ہے؟ اسے فوراً گاڑی سے باہر پھینکو!"

اس سپاہی نے کہا "بکواس مت کرو۔ میں اس گرینیڈ کو آزما رہا ہوں۔"

دوسرے سپاہی چیخنے لگے "گاڑی روکو۔ گاڑی روکو۔ جلدی روکو۔"

اس سے پہلے کہ وہ رکتی، ایک زور دار دھماکا ہوا۔ گاڑی کئی فٹ اچھلی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمیں بوس ہو گئی۔ انسپکٹر اور سپاہیوں کے بھی چیتھڑے اڑ گئے۔ ڈی آئی جی کی کار آگے جا کر رک گئی۔ اس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک افسر سے پوچھا "یہ کیا ہو گیا؟ یہ کس نے کیا ہے؟"

اس گاڑی کا ایک بھی فرد زندہ نہیں بچا۔ کوئی نہیں بتا سکتا تھا کہ اتنا زبردست دھماکا کیسے ہو گیا؟ کیسے وہ چھ سپاہی اپنے انسپکٹر کے ساتھ مارے گئے۔ بے چارے کشمیری مجاہد کو گولی مارنے جا رہے تھے۔

ڈی آئی جی نے آئی جی اور ہوم منسٹر تک یہ خبر پہنچائی کہ وہ کشمیری مجاہد وہاں منظم جماعت کے ساتھ ہے۔ ہمارے اندر کی خبر رکھتا ہے۔ اس کے آدمیوں نے ہمارے ایک انسپکٹر اور سپاہیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

یہ دہشت طاری ہو گئی کہ تاج محل ہوٹل کے سوئٹ میں وہ مسلمان تنہا نہیں ہے۔ اس کے آگے پیچھے مسلح تخریب کار ہیں، جو چشم زدن میں پولیس والوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ لہٰذا اچھی خاصی پولیس فورس کے ساتھ اسے گرفتار کرنے کے لیے اس ہوٹل میں جانا چاہیے۔

کبریا اپنا سفری بیگ اٹھا کر ہوٹل سے باہر آ گیا۔ اسے عارضی طور پر ایک محفوظ پناہ گاہ کی ضرورت تھی۔ وہ ایک چور راستے سے شلپا کی کوٹھی میں آ گیا۔ کوٹھی کے باہر مسلح سیکیورٹی گارڈز تھے۔ اندر شلپا اور اس کی ماں مسزورما تھی۔

اس نے دونوں کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے گہری نیند سلا دیا۔

وہ پھر ناگیشور پانڈے کے پاس آیا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ اس نے نیند کی حالت میں ریسیور اٹھا کر دہلی میں اپنی بیوی اور بیٹی سے رابطہ کیا۔ وہ دونوں ایک نائٹ کلب میں تھیں۔ وہاں سے ائرپورٹ کی طرف جارہی تھیں۔ کبریا نے ان کی آوازیں سن کر فون بند کرا دیا اس کی بیٹی کے اندر پہنچ گیا۔ اس کا نام سرلا پانڈے تھا۔ وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہہ رہی تھی "ممی! ہر رات کلب جانا ضروری تو نہیں ہے۔ آپ پتے کھیلتی ہیں اور ہزاروں روپے ہارتی رہتی ہیں۔"

"میں ہمیشہ نہیں ہارتی۔ دادی ماں بن کر نصیحت نہ کرو۔"

"آپ کو اچھی بات کڑوی کیوں لگتی ہے؟"

"کیا تم جھگڑا شروع کرو گی؟"

"اس میں جھگڑے کی کیا بات ہے؟ ساری دنیا کی مائیں اپنے بچوں کو غلط کاموں سے روکتی ہیں۔ میں ایسی بیٹی ہوں کہ ماں کو دولت لٹانے سے منع کرتی رہتی ہوں۔ میں ایک ہی بیٹی نہیں ہوں۔ آپ کا ایک جوان بیٹا بھی ہے۔ ڈیڈی کی دولت اور جائداد ہمارے لیے بچا کر رکھنا چاہیے۔"

"میں تمہارے باپ کی نہیں' اپنے باپ کی دولت پر عیش کررہی ہوں۔ یہاں جو شوگر مل ہے۔ اسے میں جہیز میں لائی تھی۔ جس کوٹھی میں ہم رہتے ہیں' وہ پانچ کروڑ روپے کی ہے۔ تمہارے نانا اسے میرے نام کر گئے ہیں۔"

وہ بول رہی تھی اور سرلا بیزار ہورہی تھی۔ اس کی سوچ نے بتایا اس کا ایک بڑا بھائی ہے۔ جس کا نام راہول پانڈے ہے۔ وہ ابھی ممبئی سے دہلی آرہا ہے۔ اسی لیے وہ ائرپورٹ جارہی تھیں۔ سرلا نے کہا "آپ نے بہت پی لی ہے۔ آپ کار میں بیٹھی رہیں گی۔ میں راہول کو ریسیو کرنے جاؤں گی۔"

"میں نشے میں نہیں ہوں۔ میرا بیٹا آرہا ہے اور میں اسے ریسیو نہ کروں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تم مجھے بہت زیادہ روکنے ٹوکنے لگی ہو۔"

"راہول نے آپ کو پینے سے منع کیا تھا۔ وہ آپ کو ایسی حالت میں دیکھے گا تو ناراض ہوگا۔ اگر آپ ویزیٹرز لابی میں جائیں گی تو میں نہیں جاؤں گی۔"

اس نے ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں کار روکی۔ اس کی ماں کار سے باہر نکل کر بولی "تم جاؤ یا نہ جاؤ۔ میں تو جارہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ کبریا نے سرلا کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے ڈیش بورڈ میں سے کاغذ کا پیڈ اور قلم نکال کر لکھا "میں سرلا پانڈے کو لے جارہا ہوں۔ کسی کو پاکستان سے آنے والا کشمیری مجاہد کہہ کر جھوٹا الزام دو گے تو یہ زندہ نہیں ملے گی۔"

سرلا نے یہ تحریر لکھ کر کاغذ کے پیڈ اور قلم کو ڈیش بورڈ کے اوپر رکھا پھر کار وہیں چھوڑ کر ٹیکسی میں بیٹھ کر شلپا کے بنگلے میں آئی۔ کبریا نے شلپا اس کی ماں اور مسلح گارڈز کو سلا دیا تھا۔ کسی نے سرلا کو وہاں آتے نہیں دیکھا۔ وہ ایک بیڈ روم میں کبریا کے سامنے آئی۔ اس نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی۔ وہ چونک کر اسے دیکھ کر بولی "تم کون ہو؟ میں کہاں آگئی ہوں؟ میں۔ میں یہاں کیسے آگئی؟"

وہ گھوم گھوم کر چاروں طرف حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ کبریا نے کہا "تم یہاں محفوظ ہو۔ آرام سے بیٹھو۔"

"میں نہیں بیٹھوں گی۔" وہ پلٹ کر دروازے کی طرف گئی پھر واپس آکر بیٹھ گئی۔ پریشان ہو کر سوچنے لگی "میں جانا چاہتی تھی پھر واپس آکر کیوں بیٹھ گئی۔"

کبریا نے کہا "تمہارا باپ حکمران پارٹی کا ایک اہم لیڈر ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ مسلمانوں کا جانی دشمن ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ طاقت کے غرور میں فرعون بن گیا ہے۔ جب تک میں اس غبارے کی ہوا نہیں نکالوں گا۔ تب تک تم میری قید میں رہو گی۔"

"اگر میرے ڈیڈی ظالم ہیں تو ان سے انتقام لو۔ ایک کمزور لڑکی کو مہرہ بنانا مردانگی نہیں ہے۔"

"تمہارا باپ کمزور لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہتا ہے۔ اسے یہ سبق سکھانا ضروری ہے کہ اس کی جوان بیٹی کو بھی کوئی ہوس کا نشانہ بنا سکتا ہے۔ جبکہ میں تمہیں ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ تم بہت اچھے ذہن کی لڑکی ہو۔ اپنی ممی اور ڈیڈی کی گمراہی سے پریشان رہتی ہو۔ انہیں راہِ راست پر لانا چاہتی ہو۔ تم نہ تو کسی کی برائی کرتی ہوں اور نہ ہی کسی کا برا چاہتی ہو۔ اس لیے یہاں عزت آبرو سے رہو گی۔ جاؤ بیڈ پر لیٹ جاؤ۔"

وہ اس کی موجودگی میں بستر پر لیٹنا نہیں چاہتی تھی لیکن بے اختیار وہاں گئی پھر اس نے چاروں شانے چت لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں۔ کبریا نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلا دیا پھر سوچا کہ دشمنوں سے نمٹنے کے بعد اس پر تنویمی عمل کرے گا۔

وہ آئی جی اور ڈی آئی جی کے خیالات پڑھنے لگا۔ کچھ دیر پہلے ایک انسپکٹر کئی مسلح سپاہیوں کے ساتھ بم دھماکے سے مارا گیا تھا۔ وہ دھماکا کیسے ہوا تھا۔ یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اتنے لوگوں کا مارا جانا معمولی بات نہیں تھی۔ ہوم منسٹر کو بھی نیند سے جگا دیا تھا۔ کیونکہ اسی کے حکم سے ایک مسلمان کو ہلاک کرنے کی پلاننگ پر عمل کیا جارہا تھا۔

ہوم منسٹر نے کہا "تم لوگوں کے پاس عقل نام کی چیز نہیں ہے۔ اس مسلمان پر حملہ کرنے' اسے گرفتار کرنے یا گولی مارنے سے پہلے اس کے متعلق معلومات حاصل کرنی چاہیے تھیں۔ اپنے اتنے آدمیوں کو مروانے کے بعد یہ عقل آرہی ہے کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ خطرناک اسلحے کے ساتھ پوری طرح منظم ہے۔"

ڈی آئی جی نے کہا "اب ہم پوری طرح محتاط ہیں۔ پہلے ہم اپنے جاسوس اس ہوٹل میں بھیج رہے ہیں۔ ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیرا جارہا ہے۔ ہمارے جاسوس انکوائری کریں گے پھر کسی خون خرابے کے بغیر خاموشی سے گرفتار کریں گے۔ وہ فرار ہونا چاہے گا تو اسے گولی ماردی جائے گی۔"

ناگیشور پانڈے نے ممبئی سے ہوم منسٹر کو کبریا کے خلاف ایکشن لینے کے لیے کہا تھا۔ اس نے پروفیسر دینا ناتھ' میرا اور شاردا کے بارے میں اسے نہیں بتایا تھا۔ اس لیے فی الحال انہیں کوئی پریشان نہیں کررہا تھا۔

کبریا نے فون کے ذریعے پروفیسر سے کہا "آپ میری باتیں توجہ سے سنیں اور فوراً عمل کریں۔ میں وہ ہوٹل چھوڑ کر روپوش ہوگیا ہوں۔ پانڈے یہاں میری موت کا سامان کررہا ہے۔ ابھی اس نے آپ تینوں کے خلاف کسی سے کچھ نہیں کہا ہے۔ آپ موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ میرا اور شاردا کو لے کر فوراً ہوٹل سے نکل جائیں۔ ٹرین یا جہاز کے ذریعے جنوب کی طرف کسی بھی شہر میں چلے جائیں۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

وہ فون بند کرکے میرا کے اندر پہنچ گیا۔ شاردا پوچھ رہی تھی "کیا پارکر کا فون تھا؟ وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

پروفیسر نے کہا "پانڈے پہلے ہمارا دشمن تھا۔ اب پارکر کے خون کا پیاسا ہوگیا ہے۔ پارکر یہ ہوٹل چھوڑ کر جاچکا ہے۔ ہمیں بھی فوراً یہاں سے جانا ہوگا۔"

میرا کے دل نے دھڑک کر پوچھا "وہ جاچکا ہے؟ کہاں گیا ہے؟ کیا اب کبھی نہیں آئے گا؟"

شاردا نے پوچھا "وہ کہاں گیا ہے؟ کیا ہم سے پھر کبھی نہیں ملے گا؟ کیا مرد ایسے ہوتے ہیں؟ اپنی جان بچانے کے لیے ہمیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔"

میرا نے ناگواری سے کہا "کیا مصیبت کے وقت وہ تمہیں گود میں اٹھا کر لے جاتا۔"

پروفیسر نے کہا "وہ ہماری وجہ سے مصیبت میں پھنس گیا ہے۔"

شاردا نے کہا "میرا کی وجہ سے اس پر مصیبت آئی ہے۔ پانڈے سمجھ رہا ہے کہ البرٹ مسلمان ہے اور میرا پر عاشق ہے۔ جبکہ وہ مجھے لائن مار رہا ہے۔"

وہ سب سامان پیک کررہے تھے اور اپنی اپنی رائے پیش کرتے جارہے تھے۔ شاردا نے کہا "پارکر مدراس جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ کیا ہمیں کسی فلائٹ میں جگہ ملے گی۔"

"ممبئی جانے والی ٹرین ملے گی۔ ہمیں ہر حال میں ابھی یہ شہر چھوڑ دینا ہے۔"

میرا خاموش تھی۔ کبریا کی جدائی دل دکھا رہی تھی۔ وہ دل کو سمجھا رہی تھی "یہ اچھا ہی ہوا۔ دل نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف مائل ہورہا تھا۔ اس کی دوری سے سنبھل جاؤں گی۔ بھگوان کرے' وہ کبھی واپس نہ آئے۔"

وہ تینوں ہوٹل کے کاؤنٹر پر آئے۔ وہاں کا بل ادا کرنا چاہا۔ کاؤنٹر گرل نے کہا "مسٹر پارکر آپ کے تمام واجبات ادا کرچکے ہیں۔"

وہاں ایک جاسوس کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پروفیسر سے پوچھا "پارکر نے آپ کا بل ادا کیا۔ اس کا مطلب ہے' اس سے گہرا تعلق ہے۔"

پروفیسر نے کہا "میں پامسٹ ہوں۔ میں نے اس کے ہاتھ کی لکیریں پڑھی تھیں۔ اس کے عوض اس نے ہوٹل کا بل ادا کیا ہے۔"

دوسرے جاسوس نے پوچھا "کیا اس کے ہاتھ کی لکیروں

نے یہ نہیں بتایا کہ وہ البرٹ پارکر نہیں ہے۔ ایک بھروپیا مسلمان ہے۔"

"ہاتھ کی لکیریں کسی کا نام اور مذہب نہیں بتاتیں۔"

"پھر کیا بتاتی ہیں؟ تم نے کیا معلوم کیا ہے؟"

"یہی کہ اس کی عمر بہت لمبی ہے۔ وہ بڑے مصائب کا سامنا کرے گا اور دشمنوں پر غالب آتا رہے گا۔"

"وہ سالا ہوٹل چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ ورنہ اس کی لمبی عمر دھری کی دھری رہ جاتی مگر جائے گا کہاں؟ اسی شہر میں کتے کی موت مرے گا۔"

ہوٹل کے منیجر نے پروفیسر کی حمایت میں کہا "یہ پیشہ ور نجومی ہیں۔ یہاں ہوٹل میں آنے والے اپنے ہاتھ کی لکیریں دکھاتے ہیں اور ان کی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی مطلوبہ فیس دس ہزار روپے خوشی سے دیتے ہیں۔ البرٹ پارکر سے ان کا کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے۔"

جاسوس نے کہا "ٹھیک ہے۔ تم جاؤ لیکن یہ بتاؤ کہاں جارہے ہو؟"

"ہم ممبئی جارہے ہیں وہاں کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں قیام کریں گے؟"

وہ ہوٹل سے نکل کر ریلوے اسٹیشن آئے۔ اس وقت صبح کے چار بج رہے تھے۔ دو گھنٹے بعد چھ بجے ممبئی میل وہاں سے روانہ ہونے والی تھی۔ انہیں آسانی سے سیٹیں نہیں مل سکتی تھیں۔ کبریا نے بکنگ کلرک کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ لوگ ٹرین کے روانہ ہونے تک چند سیٹیں بچا کر رکھتے تھے۔ ان میں سے تین سیٹیں ان تینوں کو مل گئیں۔

کبریا نے اس کلرک کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ اسی ٹرین کے ایک ائر کنڈیشنڈ کیبن کو ریزرو رکھا جائے۔ ابھی ایک شخص آکر اس کیبن کا کرایہ ادا کرے گا۔ اس معاملے سے فارغ ہو کر اس نے سرلا پر تنویمی عمل کیا۔ اس نے اس کا حافظہ کمزور کر کے اس کے دماغ کو حکم دیا کہ وہ عارضی طور پر اپنی پچھلی زندگی بھول جائے گی۔ شلپا کو اپنی کزن اور اس کی ماں کو آنٹی سمجھ کر ان کے ساتھ رہے گی۔ اپنی اصلیت معلوم کرنے کی فکر نہیں کرے گی۔

اس نے شلپا اور اس کی ماں منزورما پر بھی مختصر سا عمل کیا۔ جس کے مطابق شلپا کی ماں سرلا کو اپنے بھائی کی بیٹی سمجھ کر اسے اپنے بنگلے میں چھپا کر رکھنے والی تھی۔ شلپا کے ذہن میں بھی یہ بات نقش ہوگئی کہ سرلا کا نام منورما ہے۔ وہ کزن ہے۔ وہ اپنی کزن کو بنگلے سے باہر جانے دے گی اور نہ ہی اسے کسی کا سامنا کرنے دے گی۔

اس نے وہاں کے معاملات سے نمٹ کر اپنا سفری بیگ اٹھایا پھر وہاں سے ریلوے اسٹیشن کی طرف جاتے ہوئے پانڈے کے اندر پہنچ گیا۔ اس وقت تک اس کی بیوی اور اس کے بیٹے راہول نے فون پر اسے اطلاع دے دی تھی کہ سرلا کو کسی نے اغوا کیا ہے۔ انہیں کار کے اندر سرلا کی تحریر ملی تھی۔ تحریر بدلی ہوئی تھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسے سرلا نے لکھا ہے۔

راہول نے فون پر کہا "ڈیڈ! اس اغوا کرنے والے نے لکھا ہے کہ کسی کو پاکستان سے آنے والا کشمیری مجاہد کہہ کر جھوٹا الزام دو گے تو ہماری سرلا زندہ واپس نہیں ملے گی۔"

ناگیشور پانڈے نے غصے سے کہا "اسی مسلمان نے میری بیٹی کو اغوا کیا ہے۔ وہ ہوٹل تاج محل کے ایک سوئٹ میں ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ اسے اب تک گرفتار کیوں نہیں کیا گیا۔"

اس نے ہوم منسٹر سے رابطہ کیا۔ وہ بولا "مسٹر پانڈے! آپ نے کس مسلمان سے دشمنی کی ہے۔ وہ یہاں منظم گروہ کے ساتھ ہے۔ اس نے ہمارے ایک انسپکٹر اور چھ سپاہیوں کو ان کی گاڑی سمیت بم سے اڑا دیا ہے۔ وہ ہوٹل چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے۔ اسے پورے شہر میں تلاش کیا جارہا ہے۔"

پانڈے نے کہا "اس نے میری بیٹی کو اغوا کر کے دھمکی دی ہے کہ اسے پاکستان سے آیا ہوا کشمیری مسلمان کہا جائے گا تو وہ میری بیٹی کو زندہ سلامت نہیں چھوڑے گا۔ پتا نہیں وہ میری بیٹی کے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہوگا۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ میں ابھی پورے شہر کی ناکا بندی کرا رہا ہوں۔ آپ کی بیٹی ہماری بیٹی ہے۔ ہم صبح ہونے سے پہلے اسے واپس لے آئیں گے۔"

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات 44 ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ 15 اکتوبر 2003ء کو شائع ہوگا